فہرست مضامین اصل کتاب

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
[illegible] حالات [illegible] مترجم	۱۱ و ۱۲	فہرست مضامین و [illegible]	الخاتمہ	غلط نامہ	۱۰ تا ۱۱۱
دیباچہ مصنف	۱-۳	فصل اول تخت نشینی [illegible]	۴-۳۴	فصل دوم [illegible] برلن کانگریس	۳۴-۵۶
فصل سوم [illegible]	۸۰ تا ۹۸	فصل چہارم معاملات مصر	۹۹-۱۰۲	فصل پنجم تاثیر [illegible]	۱۱۲-۱۰۶
فہرست مضامین [illegible] مترجم					
[illegible]	۱	[illegible] ترکی [illegible] حاشیہ نمبر ۲	۳	[illegible] مصنف [illegible] حاشیہ نمبر ۳	۳
[illegible] حاشیہ نمبر ۴	۴	[illegible] زمانہ وسطی [illegible]	۴	[illegible] کا نام [illegible] حاشیہ نمبر ۶	۴
[illegible]	۵	[illegible] حاشیہ نمبر ۸	۱۲	[illegible] حاشیہ نمبر ۹	۱۳
[illegible]	۱۰	سلطان عبدالعزیز کی معزولی [illegible] استعفا - نمبر ۱۱	۱۸	[illegible] سلطان [illegible] فہرست سلاطین عثمانیہ حاشیہ نمبر ۱۲	۱۹ تا ۲۱
[illegible] حاشیہ نمبر ۱۳	۲۳	[illegible] کی لڑائی نمبر ۱۴	۲۸	[illegible] نامہ [illegible] کو قبضہ سے نکلا نمبر ۱۵	۴۳
[illegible] حاشیہ نمبر ۱۶	۵۲	[illegible] لارڈ سالسبری درباره [illegible] حاشیہ نمبر ۱۷	۵۴	جیکوبس [illegible] کی مختصر سوانح عمری حاشیہ نمبر ۱۸	۵۷
[illegible] قرضہ کی ابتدا حاشیہ نمبر ۱۹	۵۸	مصنف کی غلطی کی اصلاح نمبر ۲۰	۵۹	بیرونی قرضوں کی فہرست اور مالی حالت حاشیہ نمبر ۲۱	۵۹
جنگ [illegible] نمبر ۲۲	۶۳	ترکی سلطنت میں مذہبی آزادی حاشیہ نمبر ۲۳	۶۵	خاص نامہ نگاروں کی تشریح نمبر ۲۴	۶۷
ایشیائے کوچک میں قزاقی کی کثرت کی وجہ نمبر ۲۵	۶۷	مترجم ترکی عورتوں کے بارہ میں مصنف سے اختلاف کرتا ہے نمبر ۲۶	۷۳	ٹرکی میں شفاخانے نمبر ۲۷	۷۸
مکہ معظمہ میں مدارس نمبر ۲۸	۷۹	سلطان المعظم کا طلبا کو [illegible] نمبر ۲۹	۷۹	سلطان کا سالانہ خرچ خاص نمبر ۳۰	۸۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
نظامی مدارس اور نظام نمبر ۳۱	۸۳	ٹرکی کی ریلوے تار گھر ڈاکخانہ نمبر ۳۲	۸۴	ٹرکی کی بری فوج نمبر ۳۳	۸۸
ٹرکی کی بحری طاقت و آہن پوش بیڑہ پر وغیرہ و ممبری کا لکچر نمبر ۳۴	۹۰	مصر کی مختصر تاریخ و موجودہ حالت نمبر ۳۵	۹۹	مصر پر انگریزی فرانسیسی دو عملی نگرانی نمبر ۳۶	۱۰۳
نہر سویز نمبر ۳۷	۱۱۳	مسئلہ خلاء مصر نمبر ۳۸ فہرست ضمیمہ جات	۱۱۵	بلگیریا کا مقبوضہ وغیرہ نمبر ۳۹	۱۱۶
ضمیمہ نمبر اول اعلیحضرت سلطان عبدالحمید کی زندگی کے حالات ترجمہ از رسالہ لیڈر آور	۱۲۰ نہایت ۱۴۰	مضمون سلطان المعظم و دنیائے اسلام منقول از رسالہ قمر ضمیمہ نمبر ۲ بعد عبارت ریویو آف اسلام	۱۴۱ نہایت ۱۴۸	مضمون خلیفہ المسلمین عبدالحمید خان غازی ضمیمہ نمبر ۳ منقول از پیسہ اخبار	۱۴۹ نہایت ۱۵۲
سلطان المعظم کی خورد و نوش اور سادگی پسندی ضمیمہ نمبر ۴	۱۵۳	اعلیحضرت امیر المومنین کی بے تعصبی ضمیمہ نمبر ۵	۱۵۴	سلطنت ٹرکی مع ترجمہ از ٹریبون ضمیمہ نمبر ۶	۱۵۵
رعایا کے دلوں میں سلطان المعظم کی وقعت ضمیمہ نمبر ۷	۱۵۶	سلطنت ایران کی اجمالی کیفیت اور شاہ ناصر الدین [illegible] حاشیہ متعلق ضمیمہ نمبر ۸	۱۵۷ نہایت ۱۶۴	اعلیحضرت کی کیرکٹر کا جہانی [illegible] مسٹر سٹیڈ ایڈیٹر ریویو آف ریویوز کی فضلیت [illegible] موقعہ [illegible] مسٹر سٹیڈ کی [illegible]	۱۶۵ نہایت ۱۰۹
مضمون مذکور کے ترجمہ کی بابت مختصر تمہید میں اور مسٹر سٹیڈ کی [illegible]	۱۶۵ نغایت ۱۶۷	اصل مضمون کی تمہید اعلیحضرت کے القاب وغیرہ	۱۶۷ نغایت ۱۶۹	فصل اول سلطان المعظم بزمانہ شہزادگی	۱۷۰ نغایت ۱۷۲
فصل اول سلطان عبدالعزیز کا عزل	۱۷۳ تا ۱۷۴	فصل اول سلطان مراد کا عزل	۱۷۵	فصل دوم سلطان المعظم بحیثیت فرمانروا	۱۷۶
فصل دوم سلطان المعظم کا بالکل یکہ و تنہا ہونا	۱۷۶	فصل دوم سلطان المعظم کا قسمت پر شاکر ہونا	۱۷۷	فصل دوم [illegible] اور اوسکی مجلس آئینی	۱۷۸ تا ۱۷۹
فصل دوم اقتدار شخص واحد	۱۸۰	فصل دوم سلطان المعظم کی ہمت مردانہ	۱۸۱	فصل ۳ قسطنطنیہ کی مورچہ بندی اور حفاظت	۱۸۱

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فصل دوم۔ سلطان المعظم بروصہ بھاگ جانے کی صلاح مسترد کرتے ہیں۔	۱۸۲	فصل دوم۔ دو اور سیون سے ترکی بیڑہ کو بھی بچا لیتے ہیں۔	۱۸۳	فصل دوم۔ دو نامور سن الیسد ہیں۔	۱۸۴
فصل سوم۔ سلطان المعظم کا بیڑہ	۱۸۵	فصل سوم۔ انکی نماز جماعت عملی	۱۸۶	فصل سوم۔ مالی حالت کی ابتری اور خوبی اصلاح	۱۸۷
فصل سوم۔ تعلیم و فنون	۱۸۸	فصل سوم۔ انتظامی اصلاحات	۱۸۹	فصل سوم۔ سلطان المعظم کی بیحد مصروفیت	۱۹۰
فصل چہارم۔ سلطان المعظم کے چند پسندیدہ کام	۱۹۱	فصل چہارم۔ بیڑہ جہازات کی طرف سے غفلت	۱۹۱	فصل چہارم۔ بیڑہ کیون حالت کس سبب سے بیکار آگیا	۱۹۲
فصل چہارم۔ کل انتظام ایک شخص کے ہاتھ میں ہونے سے ابتری	۱۹۳	فصل چہارم۔ سلطان بیہودہ تہذیب سے بچتے ہیں۔	۱۹۳	فصل چہارم۔ انگلستان میں ابھی پارٹی عبد الحمید موجود ہے	۱۹۴
فصل چہارم۔ مسٹر گلیڈسٹون اور سلطان المعظم	۱۹۵	فصل چہارم۔ اعلیحضرت سے مسٹر ہیوٹ کی ملاقات	۱۹۵	فصل چہارم۔ دہ قانون کا افلاس	۱۹۶
فصل چہارم۔ سلطان کا تمول	۱۹۷	فصل پنجم۔ سلطان المعظم کی پرائیویٹ زندگی	۱۹۸	فصل پنجم۔ یلدز کوشک	۱۹۸
فصل پنجم۔ اعلیحضرت کا روزانہ ضبط اوقات	۱۹۹	فصل پنجم۔ صبح سے شام تک کیا کرتے ہیں	۲۰۰	فصل پنجم۔ سلاملق	۲۰۱
فصل پنجم۔ اعلیٰ حضرت کا لباس	۲۰۲	فصل پنجم۔ قاتلوں کا خوف	۲۰۲	فصل پنجم۔ جاسوسی کام پر	۲۰۳
فصل پنجم۔ تار بنام لارڈ سالسبری	۲۰۴	فصل پنجم۔ شیطان کا چرخہ۔ اور مسٹر ہائیڈ صاحب کی التماس بخدمت دول یورپ معہ جواب بجانب مترجم	۲۰۷ لغایت ۲۰۹	مضمون سلطان آف ٹرکی مرقومہ مولوی رفیع الدین احمد صاحب جنکو اعلیحضرت سے شرف ملاقات ہوئی	۲۱۰ لغایت ۲۲۴
آخری حصہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۵ء سے لیکر ۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء تک کے حالات ہفتہ وار معہ مضامین خاص حسب تفصیل ذیل۔					۲۲۵ تا ۵۶۸
ہفتہ مختتمہ ۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار خبریں و دیگر خبریں	۲۲۵ تا ۲۲۶	ہفتہ مختتمہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار خبریں وغیرہ	۲۲۷ تا ۲۲۸	مضمون انگلستان و ٹرکی	۲۲۹ تا ۲۳۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ہفتہ مختتمہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں	۲۴۰	ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات [illegible]	۲۳۱ تا ۲۴۱	ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں	۲۴۱
سلطان المعظم اور [illegible]	۲۴۱	ہفتہ مختتمہ ۲۸ اکتوبر کی تاریں و دیگر خبریں	۲۴۲ و ۲۴۳	مضمون معاملات ترکی اور انگریزی پالیسی پر ایک [illegible]	۲۴۳ تا ۲۴۶
ہفتہ مختتمہ ۴ نومبر کی تاریں وغیرہ	۲۴۴	مضمون سلطان المعظم و گرینڈ اولڈ مین	۲۴۸ تا ۲۵۰	ہفتہ مختتمہ ۱۱ نومبر کی تاریں وغیرہ	۲۵۱ تا ۲۵۶
ہفتہ مختتمہ ۱۸ نومبر کی تار خبریں وغیرہ	۲۵۴ تا ۲۵۷	نوبار پاشا وزیر اعظم مصر	۲۵۷	ہفتہ مختتمہ ۲۵ نومبر کی تار خبریں وغیرہ	۲۵۸
[illegible] اور انگلستان میں لڑائی	۲۶۰	ہفتہ مختتمہ ۲ دسمبر کی تار کی خبریں وغیرہ	۲۶۱	مضمون سلطنت عثمانیہ اور اوس کی اندرونی حالت	۲۶۴ تا ۲۶۷
مضمون مرزا حیرت صاحب [illegible] سادات	۲۷۰ تا ۲۷۳	ہفتہ مختتمہ ۹ دسمبر کی تار کی خبریں وغیرہ	۲۷۳ تا ۲۷۵	مضمون معاملات ترکی پر ایک نظر	۲۷۵ تا ۲۷۹
ہفتہ مختتمہ ۱۶ دسمبر کی خبریں وغیرہ	۲۷۸	مضمون ترکی کی حالت اور مسلمانوں کی عام رای	۲۷۹ تا ۲۸۵	ہفتہ مختتمہ ۲۳ دسمبر کی تار کی خبریں وغیرہ	۲۸۵ تا ۲۸۷
مضمون انگریزی پالیسی دربارہ ٹرکی	۲۸۷ تا ۲۹۱	ہفتہ مختتمہ ۳۰ دسمبر کی تاریں وغیرہ	۲۹۱ تا ۲۹۲	مضمون ترکی کی اتہامی حالت پر ایک سرسری نظر	۲۹۲ تا ۳۰۱
معاملات ترکی پر ایک نامہ نگار کی تحریر	۳۰۱ تا ۳۰۴	ہفتہ مختتمہ ۶ جنوری ۱۸۹۶ء کی خبریں	۳۰۴	مضمون ترکی کے سلطان المعظم اور مغربی سلطنتیں	۳۰۵ تا ۳۱۵
		خیرالدین پاشا مرحوم وزیر اعظم ٹونس و ترکی	۳۱۵ تا ۳۱۹	ہفتہ مختتمہ ۱۳ جنوری ۹۶ کی خبریں	۳۱۹
ہفتہ مختتمہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء کی تاریں - خبریں اور مضمون	۳۲۰	ہفتہ مختتمہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء کی تاریں وغیرہ	۳۲۲	جرمن و انگلستان کی دشمنی سلطان کو [illegible]	۳۲۳
مضمون منقول از [illegible] ٹرکی، انگلستان اور ہم	۳۲۴ تا ۳۲۷	ہفتہ مختتمہ ۳ فروری کی تاریں	۳۲۷	ہندی نوجوانوں کا بغرض تعلیم ترکی جانا	۳۲۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
الہور [illegible]	۳۲۹	عیسائی قوموں کی باہمی اتفاق کیلئے کوشش اور مسلمانوں کو نصیحت	۳۳۰ تا ۳۳۲	ہفتہ مختتمہ ۱۰ فروری سنہ ۹۶ء کی تاریخیں وغیرہ اور ہفتہ مختتمہ [illegible]	۳۳۴ تا ۳۳۵
ہفتہ مختتمہ [illegible] فروری [illegible] تاریخیں وغیرہ	۳۳۵	ہفتہ مختتمہ [illegible] فروری ۹۶ء کی تاریخیں [illegible]	۳۳۷	ہفتہ مختتمہ [illegible] مارچ کی تاریخیں وغیرہ	۳۳۹
[illegible]	[illegible]	مضمون [illegible] روانہ کیا گیا ہے	۳۴۴	ہفتہ مختتمہ [illegible] مارچ سنہ ۹۶ء کی تاریخیں وغیرہ	۳۵۱
[illegible]	۳۵۵	[illegible]	۳۵۲	مسلمانوں اور [illegible] اتحاد	۳۵۹
[illegible]	۳۶۱	انگلستان اور ترکی	۳۶۵	ہفتہ مختتمہ [illegible] مارچ کی تاریخیں بمعہ مختصر حواشی	۳۶۰
[illegible]	۳۷۱	ہفتہ مختتمہ [illegible] خبریں	۳۷۳	[illegible] کا [illegible] ہونا	[illegible]
ہفتہ مختتمہ ۲۰ مارچ کی تاریخیں بمعہ حواشی	۳۷۶	ہفتہ [illegible] کی [illegible] خبریں	۳۷۸	ہفتہ مختتمہ [illegible] اپریل کی تاریخیں بمعہ مختصر حواشی [illegible]	۳۸۰
ہفتہ [illegible] کی [illegible] خبریں	۳۸۲	ہفتہ مختتمہ [illegible] اپریل کی تاریخیں بمعہ [illegible]	۳۸۴	[illegible] کا گلستان [illegible]	۳۸۵
[illegible] پارلیمنٹ [illegible]	۳۸۷	ہفتہ مختتمہ [illegible] اپریل [illegible]	۳۸۹	[illegible] افسر کی رائے	۳۹۱
مضمون [illegible]	۳۹۳	ہفتہ مختتمہ [illegible] اپریل سنہ ۹۶ء کی تاریخیں [illegible] حواشی خبریں	۳۹۶	ہفتہ مختتمہ [illegible] مئی سنہ ۹۶ء کی تاریخیں [illegible]	۴۰۱
[illegible]	۴۰۳	ناصر الدین شاہ ایران کی شہادت	۴۰۴	ہفتہ [illegible] خبریں آرمینیا [illegible]	۴۰۶
مضمون سلطان المعظم [illegible] دوست	۴۰۷	ہفتہ مختتمہ ۱۰ مئی سنہ ۹۶ء کی تاریخیں اور خبریں	۴۱۳	لارڈ کرومر [illegible]	۴۱۴
ہفتہ مختتمہ [illegible] سنہ ۹۶ء کی تاریخیں خبریں	۴۱۶	سوڈان [illegible]	۴۱۷	[illegible] سوڈان [illegible]	۴۱۵
[illegible] سوڈانی کا خط	۴۲۰	ہفتہ مختتمہ [illegible] کی تاریخیں اور خبریں	۴۲۰	[illegible] کی راہ [illegible] سلطان المعظم	۴۲۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ہفتہ مختتمہ ۱- جون ۹۶ء کی تاریں کریٹ میں شورش سوڈان پر فوج کشی وغیرہ	۴۲۴	جنگ مکاشیہ	۴۲۸	بغاوت جزیرہ کریٹ	۴۲۹
سپین میں بغاوت مسلمانان	۴۳۰	مسلمانوں کی حالت جنوب مشرقی یورپ میں	۴۳۵	ہفتہ مختتمہ ۸ جون ۹۶ء کی تاریں اور خبریں وغیرہ	۴۴۸
مسئلہ تخلیہ مصر	۴۵۰	ہفتہ مختتمہ ۱۵ جون کی تاریں و خبریں (سوڈان کریٹ وغیرہ)	۴۵۱	جنگ فرکہ سوڈان (دھم سوڈان)	۴۵۴
ہفتہ مختتمہ ۲۲ جون کی تاریں اور خبریں (سوڈان و کریٹ وغیرہ)	۴۵۶	بغاوت کریٹ کا محرک کون ہے؟	۴۵۸	ہفتہ مختتمہ ۲۹ جون کی تاریں و خبریں (سوڈان کریٹ)	۴۶۰
مضمون مصری فوج	۴۶۴	ہفتہ مختتمہ ۶- جولائی کی تاریں اور خبریں -	۴۷۳	مصر میں منکحرام مراد بے کی شورش	۴۷۸
دول یورپ اور مصر	۴۷۹	ہفتہ مختتمہ ۱۳- جولائی ۹۶ء کی تاریں و خبریں (کریٹ و سوڈان)	۴۸۵	ہفتہ مختتمہ ۲۰- جولائی ۹۶ء کی تاریں و خبریں	۴۸۷
ہفتہ مختتمہ ۲۷- جولائی ۹۶ء کی تاریں و خبریں (کریٹ و سوڈان)	۴۸۹	لارڈ کرومر کی سخت گیری	۴۹۰	ہفتہ مختتمہ ۳- اگست ۹۶ء کی تاریں و خبریں (ٹرکی- یونان- کریٹ- سوڈان)	۴۹۴
مصطفیٰ کامل آفندی کا خطاب مصریوں کو	۴۹۵	ہفتہ مختتمہ ۱۰- اگست کی تاریں و خبریں (فساد کریٹ وغیرہ)	۴۹۶	منکحرام مراد بے کا اخراج مصر سے	۴۹۹
قسطنطنیہ کی شان و شوکت و تجارت	۴۹۹	سلطنت عثمانیہ اور ڈیوک آف آرگایل	۵۰۱	ہفتہ مختتمہ ۱۷- اگست ۹۶ء کی تاریں و خبریں وغیرہ	۵۰۳
بغاوت حوران	۵۰۵	فرانس کی جنگی طاقت	۵۰۶	عیسائیوں کا باغیان کریٹ کے لئے چندہ جمع کرنا	۵۰۶
ہفتہ مختتمہ ۲۴- اگست ۹۶ء کی تاریں و خبریں	۵۰۷	انگلستان کے ترددات	۵۰۹	ہفتہ مختتمہ ۳۱- اگست کی تاریں (زنجبار پر گولہ باری قسطنطنیہ میں آرمینیوں کی بغاوت- فساد کریٹ وغیرہ)	۵۱۶

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سلطان زنجبار کی وفات - انگریزی گولہ باری زنجبار کی مختصر تاریخ	۵۱۸	ٹرکی کی نسبت عام افواہ	۵۲۱	ہفتہ مختتمہ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تاریں وخبریں	۵۲۲
ہفتہ مختتمہ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تاریں [illegible] مصری [illegible] کے [illegible] [illegible] ہوئے -	۵۲۵	ہم سوڈان میں مصری فوج پر [illegible]	۵۲۸	ہفتہ مختتمہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تاریں وخبریں -	۵۲۹
[illegible] ستمبر ۱۸۹۶ء کی [illegible]	۵۳۸	اصلاحات متعلق جزیرہ کریٹ	۵۴۰	متعصب عیسائیوں کی بیہودہ گوئیاں	۵۴۳
سلطان معظم اور [illegible]	۵۴۴	ہفتہ مختتمہ [illegible] اکتوبر ۱۸۹۶ء کی تاریں وخبریں	۵۴۸	سلطان [illegible] متعلق انگلستان میں شورش	۵۵۰
[illegible] سلطان عبد الحمید [illegible]	[illegible]				
[illegible]	۵۶۰				

معذرت

کتاب کا حجم بہت بڑھ جانے کی وجہ سے ضمیمہ ٹرکی کی موجودہ حالت جسکا حواشی میں جابجا حوالہ [illegible] ہے اس کے ساتھ شامل نہیں کیا گیا - اور اسکو ایک علیحدہ رسالہ کی شکل میں شایع کرنا زیادہ [illegible] سمجھا گیا ہے - رسالہ مذکور میں فقط ٹرکی ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا - بلکہ اس کے باجگزار صوبجات مصر - بلگیریا - رومیلیا - اور صوبجات مقبوضہ غیر یعنی قبرس - ٹیونس اور بوسینیا وہرزی گووینا کی موجودہ حالت بھی واضح کردی گئی ہے - اور اس سلسلہ کو تاریخی لحاظ سے مکمل کرنے کے لئے ابتدا خاندان سے اعلیحضرت امیر المومنین عبد الحمید کے تخت نشین ہونے تک کے زمانہ کی مختصر مگر جامع تاریخ جدا رسالہ میں تیار کردی گئی ہے - یہ دونوں رسالے انشاء اللہ العزیز عنقریب شایع ہوجائینگے جو بہ ہیئت عمدہ ڈمی کاغذ پر ایک سو صفحہ سے زیادہ چھپ چکے ہیں - پہلے رسالہ کی قیمت عمر اور دوسرے کی ۸ رکھی گئی ہے - درخواستیں بنام شیخ غلام محمد صاحب مہتمم اخبار وکیل امرتسر ارسال کیجائیں
خاکسار مولف -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۷	۱۱و۲۱	؁ھ	؁۲۴ھ
۶۷	۱۳و۲۳	؁۲۱ھ	؁۲۵ھ
۶۹	۲۰	کہ صرف	کہ نو فصل صرف
۷۰	۴	گفتگو	گفتگو تک
۷۱	۱	اسی طرح	اسی طرح کے
۷۲	۷	باپ	باب
۷۳	۱۱و۱۲	؁۲۲ھ	؁۲۶ھ
۷۷	۱۹	کیاقت	لیاقت
۷۸	۲۱و۲۲	؁۲۳ھ	؁۲۷ھ
۷۹	۱۱و۱۸	؁۲۴ھ	؁۲۸ھ
۷۹	۱۳و۱۹	؁۲۵ھ	؁۲۹ھ
۸۰	۹	عبدالحمید	عبدالحمید نے
۸۰	۹و۲۰	؁۲۶ھ	؁۳۰ھ
۸۰	۱۶	ضیافت ہے	ضیافت تھی
۸۳	۱۰و۲۳	؁۲۷ھ	؁۳۱ھ
۸۳	۱۹	سرائے	سرمایہ
۸۳	۱۹	دور	ڈور
۸۴	۱۴و۱۵	؁۲۸ھ	؁۳۲ھ
۸۵	۱۲	تجارت کے	تجارت
۸۶	۷	کے مالی	کو مالی
۸۶	۲۰	ہوگیا	ہوگیا ہے
۸۷	۹	وفہم فراست	فہم و فراست
۸۸	۷و۸	؁۲۹ھ	؁۳۳ھ
۹۰	۷	؁۱۸۸۰ء	؁۱۸۸۸ء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۶و۷	؁۳۰ھ	؁۳۴ھ
۹۱	۱۹	ترکی والا	ترقی والا
۹۴	۲۳	صدیون	صدیون سے
۹۶	۹	کوشش کی ہے	کوشش ہے
۹۷	۲۲	کرنے مین	کرنے مین ہے
۹۷	۲۴	حکم	حکم موت
۹۹	۲و۴	؁۳۱ھ	؁۳۵ھ
۹۹	۴	معرکہ مصر	مصر کو
۹۹	۵	وقت کا	وقت مصر کا
۱۰۰	۱	گو	گویا
۱۰۰	۱۴	۵۱۲۱۷۸۲۷	۵۱۱۷۸۲۷
۱۰۰	۱۸	مصرخاص	مصرخاص مین
۱۰۰	۲۱	۹۳۲۴	۹۳۴
۱۰۱	۷	پڑتا	پڑا
۱۰۲	۳	ہیٹ	ہٹا
۱۰۲	۳	کہ توفیق	کہ توفیق کو سیدھا راستہ بتادین اور اسکے اوسپر قدم بقدم درستی سے چلنے کا بہرہ کرین مگر توفیق
۱۰۲	۹و۱۱	؁۳۲ھ	؁۳۶ھ
۱۰۲	۱۹	مددلینے	مدد دینے
۱۰۴	۱۳	گلیڈسٹون کہ	گلیڈسٹون
۱۰۴	۱۴	سرگرہ	سرگروہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠٤	١٥	عفو	عفو غلطی	١١٤	٢-١	٣٣ھ	٣٧ھ
١٠٦	٤	اس	ان	١١٥	١٣-٢٠	٣٤ھ	٣٨ھ
١٠٦	١٣	امو	امور یہ	١١٦	٩و٦	٢٥ھ	٣٩ھ
١٠٧	٨	اس بہر جانشین	اس کے قبل نشین کیے ایسے گلیٹ سستون کے)	١١٦	١٦.	٩٤٢٤٠	٩٤٢٤٠٠
				١١٧	١	تاریخ	تاریخ سے
				١١٩	١١	پیدا	نہ پیدا
١٠٩	٢٤	اخیرکار	آخرکار	١١٩	٢٢	اور مانوی	رومانوی
١٠٩	٣	گئے اس بڑی لمبے	کی اس بڑی لمبی	١١٩	٢٢	انگریزی	یہ امر کہ انگریزی
١١٠	٦	نہین	ہین	١٢٠	١٢	اوس کا	روس کا
١١٠	٢٢	برحی	بڑی	١٢٢	٢٠	صوبوان متحدہ	متحدہ صوبوان
١١١	١٨	ٹیلیڈوف	نیلیڈوف	١٢٤	٣	اوسے	اوسے اور
١١٢	٩	یھ اسلئے	اس لئے	١٢٤	١٤	وہانتک	وہان
١١٣	١٢	حق	کچھہ حق	١٢٤	١٦	اوسنے	روس نے
١١٣	٢١	دخیل ہین	دخیل ہین گے	١٢٦	٣	غضبناک کرنے	غضب کرنے

عرض حال

یہ کتاب انگلستان کی ایک منصف مزاج بیگم شہزادی این ڈی لوسگنان نے سلطنت عثمانیہ مین کئی برس رہایش رکھنے کے بعد ۱۸۸۹ء مین تصنیف کی تھی جس مین اعلیحضرت امیر المومنین کے عہد حکومت کے پہلے بارہ برسون کے حالات درج کرکے والا منزلت مصنفہ نے یورپ اور ٹرکی کے پیچیدہ پالیٹکس کو عملی طور پر سلجھا کر عام فہم بنانے اور جو مشکلات عدیدہ یورپین طاقتون کی مہربانی سے ہمارے مولا سلطان عبد الحمید خان کو ہر وقت حادث رہتی ہین - اونکو واضح کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - اس خاتون والا منزلت کی عالی دماغی اور واقفیت تامہ کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے - کہ یورپ کی دول عظام اور ٹرکی کے تعلقات اور انگلستان کے چند ناعاقبت اندیش مدبرین کی غلط حکمت عملیون سے سخت خطرات پیدا ہونیکی نسبت شہزادی صاحبہ نے جو حکم لگائے تھے - اونمین سے اکثر پوری ہو گئے ہین یا ہوتی

نظر آرہے ہین +

اپنے ملکی بھائیون کو اس نعمت عظمی سے مستفید اور اپنے خلیفۃ المسلمین کی مساعی جمیلہ سے جو سلطنت عثمانیہ کی اصلاح کے لئے کیجاتی اور کیجا رہی ہین واقف کرنیکے لئے مین نے اس کتاب کا ترجمہ اردو مین کرکے مختلف مقامات پر اپنی طرف سے بابت مختصر حواشی بڑھا دیئے - یہہ ترجمہ پہلی دفعہ ۱۹۰۳ء مین مطبع خادم التعلیم پیسہ اخبار لاہور مین شایع ہوا - قبلہ سرسید اور اکثر دیگر اہل الرای نے اسے بنظر استحسان دیکھا اور خاکسار کی حوصلہ افزائی کی اور ملک نے اسکو اس اشتیاق سے خریدا کہ بہت جلد کتاب کم ہوگئی ضروری ترمیمات و اضافون کے بغیر ہی پھر دوبارہ چھاپنا پڑا - مگر اب تیسرے اڈیشن مین مولف نے اس کمی کی تا بامکان تلافی کر دی ہے +

پہلے دونون ایڈیشنون مین بعض مقامات پر انگریزی کا تحت اللفظی ترجمہ ہونیکی وجہ سے اردو خوان ناظرین کو جنکی سہولت کیلئے ہی یہہ کتاب تیار کی گئی تھی اسکے سمجھنے مین بہت دقت پیش آتی تھی اسدفعہ انکو جہانتک ممکن ہوسکتا تھا واضح اور صاف کر دیا گیا ہے ۱۸۰۸ء سے لیکر ۱۹۰۲ء تک کے واقعات کی ابتدائی مین یہہ کتاب اعلیحضرت امیر المومنین کے عہد حکومت (جسے خداوند کریم بہت دراز کرے) کی مسلسل مکمل تاریخ ہوگئی ہے - اس مبارک عہد کا اگرچہ کوئی دن اور مہینہ واقعات عجیبہ اور حادثات عدیدہ کے وقوع سے خالی نہین رہتا لیکن ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء مین معرکہ مظالم آرمینیا - بغاوت کریٹ و مہم سوڈان وغیرہ کیوجہ سے خاص طور پر بڑے معرکے کے دن گذرے ہین - اسلئے ان کے حالات و کوائف پوری شرح و بسط کے ساتھ درج کر دینے مناسب معلوم ہوئے - مگر اس سے کتاب کا حجم اسقدر بڑھ گیا کہ دیگر ضمیمہ جات جنکا حواشی مین حوالہ بھی دیا جا چکا ہے مجبوراً جیسا کہ معذرت مین پیش کیا گیا ہے علیحدہ رسالو کی شکل مین شایع کرنے پڑے - ناظرین پبلشر کی مجبوری کو اسی سے قیاس کر سکتے ہین کہ اس اڈیشن کا حجم پہلے دونون ایڈیشنو کی تگنی سے زیادہ ہے - پہلے اور دوسرے ایڈیشن کا مضمون اسکے ایکسو ساٹھ صفحون پر ختم ہوکر باقی چار سو بیس صفحے مخصوص ہین - علاوہ برین اس مرتبہ کاغذ بھی نہایت نفیس لگایا گیا ہے - مگر باوجود ان سب باتون کے موجودہ ایڈیشن کے پبلشر شیخ غلام محمد صاحب مالک مطبع روز بازار و اخبار وکیل امرتسر نے کمال عالی حوصلگی سے ابنای ملک کے فایدہ کو اپنی عادت مستمرہ کے مطابق ذاتی فایدہ پر مقدم رکھکر کتاب کی قیمت بطور سابق وہی عہ روپیہ رہنے دی ہے - ٹرکی کے متعلق ان کتابون کا سلسلہ شایع کرنے سے جو میرا مدعا ہے اوسی مین رسالجات واقعات روم اور مفروضہ مظالم آرمینیا کے عرض حال مین گذارش کر چکا ہون - اگر ناظرین میری اور شیخ صاحب کی ان خدمات کو ملک و قوم کے لئے مفید خیال فرماوین تو مجھے امید ہے کہ وہ دعا خیر سے دریغ نہ فرماوینگے +

خاکسار بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ زمیندار انعام آباد و بہار ضلع گوجرانوالہ حال اڈیٹر وکیل امرتسر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنف شہزادی صاحبہ کا دیباچہ

انگریزی طرز زندگی کے موجودہ تغیر و تبدل مین پارٹی طرفداریون اور فریقانہ تنازعات کا دایرہ کار رفتہ رفتہ بہت وسیع ہو جاتا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ یہ میلان سنہ ۱۹۱۰ء سے پولٹیکس (علم تدبیر سلطنت) مین خالص جمہوریہ خیالات کی پارٹی کی شمولیت سے ظاہر ہو رہا ہے مگر یہ امر مختلف پارٹیون کے صرف زمانہ حال ہی کے سرغناؤن پر موقوف تہا کہ وہ ان پارٹی تنازعات کو فارین پالیسی (تعلقات بیرونی کی حکمت عملی) تک بڑہا کر بڑے بڑے قومی تعلقات اور اغراض کو معرض خطر مین ڈالین۔ زمانہ حال کے پارٹی پولٹیشن (ایک فریق کے مدبر) کے نزدیک (ایک پرانے فرانسیسی گیت کی کان کن کیطرح) کوئی چیز مقدس نہین۔ اور جب کہ فریق مخالف کے کسی ممبر کو کسی محکمے سے نکالنے اور اپنے پیرون مین سے کسی ایک کو لیے اس عہدے کو حاصل کرنے کا مسئلہ پیش ہو تو نہایت ہی قدیم اور باوقعت پالیسی ایسی بے پروائی سے توڑ دیجاتی ہے جسطرح امریکن سیاح نے اوس مقدس لیمپ[له] کو جو ہزار سال سے برابر جل رہا تھا گل کردیا۔

سلطنت عظمی روم سے انگریزی حکومت کی رسم و رسم کے تغیر کا باعث یہی میلان ہے نہ کہ وہ لایل اور

له کہا جاتا ہے کہ قدیم رومیون نے بعض قبرون مین اس صنعت سے چراغ رکہے ہیں کہ وہ صدیون تک برابر خود بخود جلتے رہے۔ چنانچہ پوپ پال سوم کے عہد مین ایک اسی قسم کا چراغ طلیہ دختر سسرو کی قبر مین پایا گیا تھا جو اوس مین پندرہ سو برس تک بند رہا اور برابر جلتا رہا۔ مدرما کی خانقاہون اور مزارون کے منہدم ہونے پر ایک چراغ ملا جو لگاتار بارہ سو سال سے جل رہا تھا۔ اس قسم کے دو چراغ لیڈن ہالینڈ کے ایک مشہور شہر کے عجائب خانے مین موجود ہین۔ کشمیر مین بھی حکیم بو علی سینا کاری صنعت کا ایک چراغ تیار کیا ہوا ملا تھا۔ مگر اس مین یہ اور طرہ تھا کہ اسکی حرارت سے ایک حمام بھی ہر وقت گرم رہتا تھا دو صدی کے بعد حمام ایک ابلہ شخص کے قبضہ مین آگیا جس نے اوس طلسم کے معلوم کرنے کیلئے حمام کو کہود دینیکا حکم دیا۔ پس چراغ کو جس وقت تازہ ہوا پہونچی معاً گل ہوگیا اور پھر روشن نہ ہو سکا۔ حساب لگایا گیا تھا کہ اگر حمام اکہاڑا نہ جاتا تو یہ چراغ کئی صدیان اور بھی جلتا رہتا۔

اسباب جن کو لارڈ بیکنز فیلڈ ہاکی پالیسی یعنے مدبر اعلیٰ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اتفاق سے جب کہ سلطنت روم مین ایک نازک موقعہ درپیش آیا تو اوس وقت کنسرویٹیو فریق انگلستان مین حکمران تھا اور اوس گورنمنٹ نے قدیم الایام کی روایتون کے مطابق انگریزی خارجیہ پالیسی کو قائم رکھنے کی نیت سے اور ایسا ہی اختیارات کم و بیش باب عالی کی رعایت مین تھا۔ لبرل فریق کے سرگروہ یہ خیال مدنظر رکھکر کہ مخالفت کرنا فریق مخالف کا ایک لازمی فرض ہے۔ فی الفور ٹرکی کے سخت جانی دشمنون کے پلڑے مین جا چڑھے۔ اور عام لوگون مین حالت اضطراری پیدا کرکے کنسرویٹیو گورنمنٹ کو (جو ایسی بڑی مستقل مزاج نہ تھی) اوسکی تاریخی مضبوط بندشون سے ہٹانے مین کامیاب ہوئے اور اوسکو مجبور کیا کہ وہ اپنے آپ کو بجائے دولت عثمانی کے مضبوط مددگار ہونے کے صرف اوس کے ایک سچے دوست ہونے کی وضع مین رکھے۔ جیسا کہ ان حالتون مین اکثر واقع ہوتا ہے۔ ملیٹ خام کے گونہ زائد جنگک اور موہومی بہتیان (کہ جن سے طنزاً مفسدون اور پیکارون کی مراد ہے۔ مترجم) اور ملک کے اخبارات بقول ع

اگر شاہ روز را گوید شب است این   بباید گفت اینک ماہ و پروین

ہیچ پوچ پولیٹیکل آقاؤن کے حقوق خدمت بجالانے مین از سرتا پا غرق ہوگئے۔ یہانتک کہ ہر ایک ٹرکی چیز پر ہر طرح ازراہ حقارت اور خلاف بیانی کی دہوکہ دینے والی روشنی ڈالی گئی۔ اور اس شعلہ دار چمکارے مین ٹرکی مدبرون کا ہر ایک قول و فعل بدنما اور بیجا ظاہر کیا گیا جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ آج اس زمانے مین بھی ایک ایسی سلطنت کے حالات واقعی معلوم کرنا جو وسعت مین بہت بڑی اور رعب و داب مین عظیم الشان ہے۔ اور جسکی قسمت کے ساتھ خود ہماری اپنی قوم کے نہایت ہی عزیز اور قیمتی تعلقات وابستہ ہین۔ قریب ناممکن کے ہے۔ ایک خاص نامہ نگار جسنے واقعی امور لکھے ہون۔ اگر کسی دوسرے وقت انکا بیان کرنا اوس پارٹی کو جو فوری فوائد کے نامناسب ہوکر جنپر اوس کا آقا اس وقت گرویدہ ہو رہا ہے۔ تو وہ اپنے مضمون کی مسودہ کو بالکل مسخ یا تراشا ہوا یا کبھی تو بالکل ہی نظر انداز کیا ہوا پائے گا۔ اور اپنے آپ کو ملازمت سے برطرف دیکھیگا۔ ان حالات کے ایسا ہونے اور اپنے ملک کی بہت ہی بڑے تجارتی اور مالی تعلقات کو جو اس وقت سلطنت عثمانیہ مین نازک حالت مین ہین مدنظر رکھکر یہ خیال میرے دل مین پیدا ہوا ہے کہ صداقت کی ایک تھوڑی سی خشک روشنی ان آنکھون کو جو ہنوز فرقیانہ اسلحہ حرب کی چکا چوند سے ماند نہین پڑ گئین۔ بری نہ معلوم ہوگی۔ اس لیئے مین نے یہ اپنا فرض جانا ہے کہ نوجوان نسل کو وہ حالات اور سچے واقعات بتاؤن جو مین نے ٹرکی مین بہت سال رہکر حاصل کیئے ہین۔ اور ساتھ ہی اون الطاف کریمانہ اور عنایت خسروانہ اور اوس عزت و امتیاز کے شکریہ و امتنان کے خیالات ظاہر کرون جو مجھے اس ملک مین نصیب ہوئے ہین۔ خاصکر اوس نامور شہنشاہ کے ہاتھون جو اس وقت اسلامبول کے تخت قیصری پر جلوہ افروز ہے ٭

فصل اول۔

تخت نشینی جنگ

ترکی تواریخ میں ایسے تھوڑے ہی صفحے ہونگے جو حیرت انگیز واقعوں سے معمور اور تعجب خیز کیفیتوں سے مزین نہ ہوں خواہ وہ میدان جنگ یا ایوان تخت میں جو۱ ویانا کی دیواروں کے نیچے یورپ کی چیدہ افواج کے ساتھ نبرد آزمائی کر رہے ہوں یا باسفرس کے کنارے پر مغربی سفراء سے حکمت عملی میں سبقت لیجاتے ہوں اون [illegible] کے ہاتھوں میں اسلام کی قسمت کی باگ رہی ہے۔ اون تمام دلوں کی توجہ کو جنہیں [illegible] اور حیرت افزا چیزوں سے ذرا بھی مس ہے اپنی طرف مصروف رکھا ہے۔ صرف اس قسم کے ہی دلوں میں [illegible] ہلال و صلیب کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اول الذکر کی طرف کھینچتے ہوئے پایا ہے بلکہ ڈریپر۲ Draper جیسے

۱ ویانا دار الخلافہ آسٹریا پر ترکوں نے دو دفعہ حملہ کیا پہلی دفعہ سلطان سلیمان اعظم صاحبقران نے ۱۵۲۹ء میں ہنگری اور اوس کے ملحقہ ممالک کو فتح کر کے ویانا کا محاصرہ کیا اس وقت اسلامی طاقت یورپ میں درجہ کمال تک پہونچ چکی ہوئی تھی۔ عیسائی بادشاہ اور فرمانروا سلطان اعظم کو مخاطب تک کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے بلکہ سلطان اعظم کے صدر اعظم ابراہیم پاشا کے بھائی ہونے کو اپنے لیے باعث سعادت اور موجب فخر سمجھتے تھے۔ یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا۔ لیکن بارشوں کی کثرت دریائے ڈینوب کی بے حد طغیانی اور افواج قاہرہ میں وبا پھیل جانے کے باعث فخر خاندان عثمان اعلیحضرت سلطان سلیمان اعظم قانونی کو واپس آنا پڑا۔ بار دوم سلطان محمد چہارم کے عہد میں اوس کے وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ نے ۱۶۸۳ء میں ممالک جرمن کا بہت سا حصہ فتح کر کے ویانا پر حملہ کیا۔ مگر اوس نے اپنے افسران فوج کے مشورے اور صلاح پر عمل نہ کیا۔ اور آخر کار آسٹریا والوں سے ہزیمت اٹھا کر واپس لوٹ آیا جن کی امداد کے لیے پولینڈ کا مشہور بادشاہ جان سوبی اسکی جو اپنے تئیں کا اول درجے کا بہادر بادشاہ اور سپہ سالار مانا گیا ہے۔ اپنی کل چیدہ فوج سے ویانا کی امداد کے لیے آیا تھا۔ اور اسی کی عالی ہمت اور دلاوری کے باعث محاصرہ توڑا گیا ۔

۲ جان ولیم ڈریپر عالم علم کیمیا بمقام سینٹ ہیلنز مضافات لورپول ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا اس نے علم کیمیا نیچرل فلاسفی اور تواریخ وغیرہ میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اسکی کتاب یہ تاریخ مجادلہ مابین المذہب والعلم History of the conflict between Religion and science ۱۸۷۴ء میں شائع ہوئی۔

مورخانہ طبیعتون اور کنگڈم کلفرڈ[4] Kingdom Clifford جیسے علمی دماغون نے بھی تابعین اسلام کی حمایت کرنے کے سوای کوئی چارہ نہ پایا۔ کتاب مذہب و علم کے مقابلہ مین ہم بار بار یہی پڑھتے ہین کہ ترقی و تنزل کے باہمی جنگ و جدل مین سلطانونکی تلوارین[5] ہمیشہ سابق الذکر کی تائید مین میان سے نکالی گئی ہین۔ اور وہی مشہور عالم حکیم اپنے عمدہ مضامین مین سے ایک نہایت ہی بڑھے چڑھے ہوئے مضمون مین تصدیق کرتا ہے کہ زمانہ وسطی کی شدت کی تاریکی مین صداقت اور نورانیت پھر سلمانون کی کی تلوارونکی دھار سے یورپ مین چمکی۔

تاہم آجکل کے لوگ کہتے ہین کہ یہ سب کچھ تو بڑے ہی قدیم زمانے مین واقع ہوا تھا۔ بہرحال فی زمانہ **مرد بیمار**[6] مر رہا ہے۔ وہ حیرت زا نورانی ہالہ جو کبھی خلیفہ کی مرصع دستار کے گرد بہی آب و تاب سے چمکتا تہا۔ اب صرف ایک پھیکی سی بے نور روشنی دیتا ہے۔ وہ ہاتھ جو اسلام کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے اب بڑھاپے سے کمزور ہوگیا ہے۔ اب مغرب کی وضع اس کسی زمانے مین عظیم الشان رہ چکی ہوئی سلطنت کی ماتحت جب کے تمام تذکرے پر مدبران مغرب کی رنگ فق ہوجاتے تھے اور اوس کے سپاہی اپنے اسلحہ کو دیکھتے لگ جاتے تھے

---

[4] آرتھر کلفرڈ ۱۸۴۵ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۷۹ء مین مرگیا۔

[5] جب یورپ جہالت کی قعر عمیق و تاریک مین ڈوبا ہوا تھا تو ترک اوس زمانے مین ترقی و تہذیب و تمدن کی مدارج اعلیٰ کو حاصل کر چکے ہوئے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا یعنے قاموس العلم سب سے اول ترکی زبان مین ہی سولہوین صدی مین تحریر ہوا۔ اوس وقت ترکی علم ادب کل یورپ مین نہایت ہی بڑھا ہوا تھا۔ اور کلبی آفندی ہی کی تصنیفات سے ڈالامبرٹ D'Alembert کو انسائیکلو پیڈیا کا خیال پیدا ہوا۔ علم سرجری، مدرسہ سازی اور فوجی شفاخانون کا انتظام پہلے پہل ترکون نے ہی کیا۔ فوجی باجا کل یورپ نے ترکون ہی سے سیکھا۔ توپخانے کو بدرجہ کمال انہون نے ہی پہونچایا۔ فوج پیدل صرف انہون نے ہی کل دنیا مین سب سے پہلے قایم کی۔ انجینیرنگ مین کل زمانے پر فوقیت رکھتے تھے۔ کہ اوس وقت کی عمارات اور قلعہ بندیون کو دیکھکر آجکل کے انجینیرنگ رہ جاتے ہین۔ اشاعت تعلیم و ترقی صنعت و حرفت اور آزادی تجارت مین تو جو کچھ انہون نے کر دکھایا تھا۔ ابتک بھی دوسرے ملکون کو نصیب نہین ہوا (مفصل کیفیت کے لیئے دیکھو تاریخ روم مصنفہ ایڈورڈ گریسی صاحب صفحہ ۹۰ و ذکر سلطان محمد ثانی الفاتح (اس کے بعد دیکھو ضمیمہ اول آخر کتاب مین)۔

[6] ۱۸۵۳ء مین جنگ کریمیا سے کچھ عرصہ پہلے زار نکلس (زار روس) کے دادا نے سر ہملٹن سیمور سفیر انگلستان متعینہ دربار سینٹ پیٹرزبرگ کو اثنائے گفتگو مین کہا تہا کہ ترکی اب ایک مرد بیمار ہے۔ اور لازمی ہے کہ ہم اوس کے مرنے سے پیشتر ہی اوس کی جایداد کے حصے بخرے کرلین۔ کیونکہ اوس کے یکلخت اور اچانک مرجانے سے کل دنیا مین ایک ابتری

ایسی ہے کہ پانون اوٹھائے ہوئے آخری لات مارنیکو تیار ہے جس سے وہ مجمعہ اپنی گٹھڑی بقچہ کو آبنائے باسفورس کے پار جا پڑے گی۔

کیا ایک مرتے ہوئے شیر کو لات مارنا بیخطر امر ہے؟ مین اس بات کو نہین کی رائے پر چھوڑتی ہون جنگی نگاہ ان اس شیر ببر کی و رانت لینے کو کھچا رہی ہین۔ اگرچہ مین خیال کرتی ہون کہ وہ آخری سلطنت (یعنی روس) جسنے اس تجربے کو آزمایا تھا تسلیم کرے گی کہ یہ اوسکی حق مین بہت گران اور تباہی بخش امر تھا مگر مین امید کرتی ہون کہ میرے وہ ہموطن جو ان صفحون کے پڑھنے کی عزت بخشین گے جان جاوینگے کہ نہ ہی نزارنکلس کا مرد بیمار اور نہ ہی میرا مندرجہ بالا استعارہ ٹرکی حکومت اور تمام یوروپ کی حالت موجودہ کا درست خاکہ ہے۔

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی کے ظل عاطفت مین ٹرکی کی حالت بجائے بیماری یا تنزل کے ہونے کے ایک بہت ہی مضبوط تندرستی اور قیام کی بیان کیجا سکتی ہے یہ بیان کرنا امر واقعی سے ذرا بھی زیادہ نہین کہ کل دنیا مین کسی اور طاقت نے گذشتہ دس سال مین سنبھلنے اور درستی کے رستے مین اسقدر ترقی نہین کی۔ اور جب کہ ہم اون مہیب اور سخت رکاوٹون اور تکالیف کا خیال کرتے ہین جنکا عظمان سلطنت کو مقابلہ کرنا پڑا تو یہ امر اور بھی حیرت افزا اور قابل تعریف ثابت ہوتا ہے۔

اس مرد بیمار کے استعارے کو تھوڑی دیر کے لیئے اور ہنر دیکھیے جس کو انگریزی سپیکر اور مضمون نگار ترکی

بقیہ نوٹ گذشتہ — ہو جائے گی اور ایک عظیم تہلکہ برپا ہو جانے کا نہایت ہی قوی اندیشہ ہے۔ اوس وقت سے روم کے معاندین و دشمنان الغیبن نے اس کا یہ نام طنزاً رکھدیا ہوا تھا۔ مگر بفضل ایزد متعال و بکرم عنایت ذوالجلال مرد بیمار نہ مرا ہی ہے اور نہ ہی اونکی حالت کچھ زیادہ ردی ہوئی ہے بلکہ اب صحیح و سالم تندرست اور چاق چوبند ہو کر اپنے دشمنون کا ناطقہ بند کرنے کو بالکل تیار ہے۔

سنہ ۱۸۷۶ء مین جنگ روم و روس سے پہلے مسٹر گلیڈسٹون نے مذہبی تعصب یا کسی اور خیال سے بہت کچھ زہر اگلا تھا۔ ہرچند کہ مسٹر گلیڈسٹون پالٹیکس کے لحاظ سے لبرل یعنی آزاد خیال آدمی ہین۔ مگر ٹرکی کے پالٹیکس مین اونہون نے جتنی تنگ خیالی دکھلائی اس سے ظاہر ہے کہ ترکون کیطرف سے بہت برانگیختہ ہین۔ اسی سال ۱۸۷۶ء کے ماہ ستمبر مین انہون نے ایک رسالہ شائع کیا جس مین خصوصیت سے یہ درج ہے کہ ہمیشہ کے لیئے ان ترکون کو درست کرنے کے لیئے صرف ایک ہی علاج باقی رہ گیا ہے کہ وہ اب یوروپ سے چلتے بنین یعنی وہ اپنے ضابطیون (پولیس) میر بین (حکام ضلع یا کمشنر) بم باشیون (صدباشی) یوزباشیون (یک ہزاری) قائمقامون اور پاشاؤن سب کو فرداً فرداً اور بالاجماع مع اپنے گٹھڑی بقچے لے کر آبنائے باسفورس سے پرے (یعنی ایشیا مین) جا بسیر اکرین۔ اسی طرح کا بہت سا ہذیان لکھا تھا۔

معاملات کو بیان کرتے وقت سخت نفرت انگیز تکرار سے استعمال کرتے ہین) ایک بیمار کی خطرناک حالت مین بر وقت طلبی حکماء کی (ان کی تشخیص مرض مین خواہ کیسی ہی غلطی کیون نہ ہو) عموماً بہر حال نیک نیتی سے یہی کوشش ہوتی ہے کہ مریض کی قوت بڑہائی جائے اور اوسکی صحت کی دوا پلائی جائے۔ اور اگر قطع عضو جیسے زبردست معالجے کی بھی ضرورت آپڑے تو وہ کم از کم کسی خطرناک سوزش اور مہلک ورم کے دور کرنیکے لیئے یا باقیماندہ اعضاء کو قوت اور صحت بخشنے کی غرض سے استعمال مین لایا جاتا ہے مگر ٹرکی کے بارے مین ہر ایک منصف مزاج کو اسبات کے معلوم کرلینے مین کوئی دقت نہین کہ سفارتی طبیبون نے ہر حال مین جب کبھی اون سے استمداد کیگئی بیمار کو پہلے سے بھی بدتر اور قریب مرگ حالت مین چھوڑنے پر اپنی تدبیر اور کوشش کو مبذول رکھا ہے۔ ہر ایک نسخہ جو عہد نامے یا پروٹوکل کی شکل مین تحریر ہوا۔ ہوش و حواس کو سلب کرنے اور مرگ سی پہنچانیوالی غفلت سکتہ پیدا کرنے کے لیئے تجویز ہوتا رہا۔ وہی استعارہ جاری رکھکر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ مختلف کانفرنسین جو باب عالی کے معاملات کی درستی کے لیئے منعقد ہوتی رہی ہین اوس مجمع متعدد اطباء سے بالکل مشابہ ہین جو ایک کروڑ پتی کی معالجے کے لیئے طلب ہون مگر بجائے بیچارے بیمار کے معالجہ کرنیکے اوس کے لالچی وارثون اور حقدارون کے لیئے حقیقی تجربے کی انتظام مین مشغول ہوگئے ہون۔ ان ناموری کے پوشش اطباء اور سرجنون ذہنی سفرائے ممالک غیر کی ہمت جو قسطنطنیہ مین مرد بیمار کے بستر کے گرد اکٹھے ہوئے ہین۔ بجائے اوس کو روبا صلاح لانے کے اوسکے خاتمہ بالخیر کرنے پر مبذول رہی ہے۔

یہ سلطان عبد الحمید ہی کا کام تہا۔ کہ اوس نے ان مشیخت پناہ بزرگون کی چالبازیون کے ایما اور مکاریون کی ادا کو اچھی طرح سے پالیا۔ اور اون کو اپنی حضور ہی سے نکالکر علاج و معالجے کو اپنے لائق ہاتھون مین لے لیا۔ جس سے مدبران یوروپ کو فوراً رنجش اور بدگمانی پیدا ہوگئی مگر اونہی عیسائی اور مسلمان کل رعایا کی سچی وفاداری اور اونکا پورا اعتماد حاصل کرلیا۔

ان علاج معالجون کو جو آجتک کامیابی کے ساتھ استعمال مین لائے جارہے ہین مفصل بیان کرنیسے پہلے اس شخص کے کیریکٹر اور اخلاق پر کہ جس کی دماغ مین وہ پیدا ہوئے ہین۔ اور نیز اون واقعات پر کہ جو اوس کے اس عظیم الشان اور بڑی ذمہ داری کے رتبے اور درجے کو حاصل کرنے کے باعث ہوئے ہین۔ اور ان اونچے مصیبتون اور مشکلون کی کنہہ پر کہ جن کے مقابلے اور بیخکنی کرنے کو وہ کمر ہمت باندہے ہوئے ہے۔ غور کرنا ضروری ہے۔

سنہ ۱۸۷۶ء بھی کہ جس کے ماہ اگست مین سلطان عبد الحمید اپنے آباو اجداد کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے ان تعجب خیز واقعات سے خالی نہ رہا کہ جن سے ہاؤس کی تواریخ جیسا کہ مین اوپر بیان کرآیا ہون ہمیشہ سے بھری چلی آئی ہے۔

۴ جون سنہ مذکورہ کی صبح کو باسفرس کے کنارے پر جب کہ اوس کے جہاز عیسائی تیوہار وٹسن ٹائڈ Whitsuntide کی خوشی مین پھریرون اور جھنڈیون سے خوب آراستہ تھے۔ ایک محل مین ایک ایسا درد انگیز اور رقت خیز سانحہ واقع ہوا کہ اسکی نظیر شاہان معزول کی تواریخ مین بہت کم ہوگی

آئینہ کے سامنے بظاہر اپنی حجامت مین مشغول ایک آدمی کھڑا ہے جس کی آنکھین اور اداس چہرہ مدتکی بیچینی ظاہر کر رہا ہے۔ گاہ بگاہ اوسکی نظر آئینہ سے ہٹ کر اوس دریچہ پر جا پڑتی ہے جس مین سے وہ ممالک غیر کے جہازونکی دلفریب آرایش اور چھوٹی چھوٹی کشتیون کا بڑے بڑے لنگر انداز جہازون کے بیچ مین ادھر اودھر پھرتے پھرنا اور دوسری طرف کی ساحل کی رونق و جلوہ و بنگاہ کو دیکھ سکتا ہے۔ دفعتاً ایک دروازے سے جو اوس کے دائین ہاتھ پر ہے ایک ذرا سی آواز اوسکی توجہ کو اودھر سے ہٹا دیتی ہے۔ وہ اپنے سر کو پھیرتا ہے اور حرم کی ایک عورت کو دیکھتا ہے جو سہمی ہوئی آنکھون سے آمد و رفت والے دروازے کے شیشے مین سے اسکی طرف جھانک رہی ہے۔ ایک مضطربانہ انداز اور وضع سے وہ اوس طرف جاتا ہے اور دروازے کا قفل بند کر دیتا ہے۔ اور محافظہ غایب ہو جاتی ہے۔ وہ پھر آئینہ کے پاس آکر قینچی سے اپنی چھوٹی سی گھنی داڑھی درست کرنی شروع کرتا ہے مگر بار بار اپنے شانے پرسے دروازے کی طرف دیکھتا جاتا ہے کہ اب تو کوئی اوسکی نگرانی نہین کرتا۔ ایک گھنٹے کے بعد پھر وہی آنکھین دروازے پر نمودار ہوتی ہین مگر وہ آئینہ کے سامنے کوئی صورت نہین پاتین۔ اور اوس متحیرہ کے منتظر کان اندر سے کوئی آواز بھی نہین سنتے۔ وہ کمرے کو اچھی طرح دیکھنے کے لئے گردن اور اونچی کرتی ہے۔ اور ایک سوفا (دیوان) پر جو دیوار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ایک ایسا نظارہ دیکھتی ہے کہ مارے خوف کے چیختی ہوئی ساتھ کے کمرے مین اپنی ہجولیون کے پاس دوڑ جاتی ہے۔

دوسرے لمحہ مین حرم روتا اور چلاتا ہوا آہ و زاری تمام روا رو گزرتا ہے اور کمرے کے دروازے کو توڑتا ہے دروازہ کھلجاتا ہے اور خوف زدہ مستورات اسکے پاس پہونچ جاتی ہین جو چند منٹ پہلے انکا مالک تھا۔ باین ہیئت کذائی کہ ایک کوچ پر لیٹا ہوا۔ چہرے پر مردنی چھائی ہوئی۔ آنکھین بند جیسے کہ خواب ناز مین ہو۔ ایک بازو زمین کی ایکطرف لٹکتا ہوا۔ وہ شخص ہی جو چند لمحے پیشتر اونکی جانون اور قسمتون پر قادر تھا۔ اوس کے ایک ہاتھ کی انگلی ابہی وہ قینچی پکڑے ہوئے ہے کہ جس سے وہ اپنی داڑھی تراش رہا تھا۔ چند عورتین لاش پر گر پڑتی ہین مگر فوراً خوف وہراس سے پیچھے ہٹ جاتی ہین۔ اون کے ہاتھ سرخ ہو گئے ہین۔ کیونکہ کوچ خون سے تر ہے تاہم جسم پر کوئی نشان جبر و تعدی کا نہین پایا جاتا۔ ان روتی پیٹتی پریشان حال عورتون مین ایک ضبط کئے ہوئے خاموش بھی ہے جو سب سے ضعیفہ ہے۔ اور جو قانون قدرت کے مطابق آجتک اس صدمہ سے بچ رہی ہے۔ یہ سلطان متوفی کی بڑھیا مان ہے۔ وہ ایک حاکمانہ ضبط سے (جس کے سامنے اسجگہ کوئی شخص چون وچرا نہین کرسکتا) سب کمرے

[illegible]
[illegible] معزول کئے گئے رشتے سے اُنکی بیزار روح پرواز کر گئی ہے۔

اب کل کے خواجہ سرائے طلب کئے گئے ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد معزول سلطان عبد العزیز کا جسم ایک درد آلود غیر مشکل سپت کمرے میں ایک موٹے کمبل پر ایک ہی سپاہی کے پہرے میں پڑا ہے۔ آہ! وہ شخص ایک ہفتہ پہلے دنیا کی ایک عظیم نشان اور اول درجے کی سلطنت کا خودمختار حاکم اور مذہب اسلام کا تاج اور صدر اعلیٰ تھے جس کی جیب میں مشرق کی کنجیاں تھیں اور جنکے اشارے پہ ایک لاکھ دلیران جنگ آزمانہ دنیا کی حدود پر خوفناک اور مہیب تباہی ڈال سکتے تھے آج وہ ایسی کس مپرس حالت میں پڑا ہے۔

اُس روز کل دنیا میں ہر ایک بری اور بحری تاربرقی اس خوفناک حادثے کی کہانی سے تھرا رہی تھی کوچہ و بازار میں ہر کہ و مہ کے لب پر (لفظ مقتول) تھا۔ بلکہ اخبار ٹائیمز (Times) نے بھی کہ جس نے چند مدت پہلے اپنے ناظرین کو مژدہ سنایا تھا کہ اب روم کا سلطان بغیر کسی فساد ہونے یا کوئی ناجائز طریقہ عمل میں لانے کے معزول کیا جا سکتا ہے۔ کسی قسم کی تصدیق کرنے کے بغیر ہی عام رائے سے تطابق اور توافق کیا تھا لیکن اکثر سرسری رائے بہ نسبت اون فیصلون کے جو نامکمل اور فریب دہ شہادتوں پر قایم کئے جاین زیادہ تر درست ہوتی ہے۔ اور ہر فرد بشر جو اوس وقت کی معاملات باسفرس سے پوری آگاہی رکھتا ہے یا جو اوس وقت قسطنطنیہ میں موجود تھا۔ جب کہ آخر کار باغیون کا مقدمہ ہوا فوراً مان جاویگا کہ البتہ اس معاملے میں پرنٹنگ ہوس سکوئیر (Printing House Square) یعنی کارخانہ ٹائیمز کی فوری رائے بیشک درست تھی۔ اور عام مشتہر کردہ افسانہ نما کہانی قابل اصلاح ہے۔

مین نہین جانتی کہ اس مسئلہ خودکشی یا قتل کو مین یہان کبھی اتنی جگہ دیتی۔ اگر سرہنری ایلیٹ روم کے فرمانروائے حال پر اعتراض کرنے اور الزام لگانے کی موجودہ کوشش سے ملک کی توجہ کو اس بحث کی طرف مبذول نہ کرتا۔

اپنے دوست مدحت پاشا کے کیریکٹر کو اُجلا ثابت کرنے کے تردد نے سفیر سابق کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ انگریزی قوم کو واقعات اُلٹ پلٹ کر بتاوے۔ ذاتی مشاہدے کو وہ اپنی داستان مین اتنے تکرار سے بیان کرتا ہے کہ گویا میرے ناظرین اس بحث سے اکتا جاوین تاہم مین اس واردات کو بے کم و کاست جس طرح مجھے معلوم ہے بیان کرونگی۔ اور اس شہادت کا لب لباب بیان کرکے جو ایک باقاعدہ عدالت کی روبرو لی گئی تھی یہ بات ناظرین پر منحصر رکھونگی کہ وہ فریقین کو جانچ کر اپنی رائے خود قایم کرلین اگرچہ

میں اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ میرا بیان اون اشخاص کی رائے پر کچھ اثر نہ رکھے گا جو پالیٹکس
کے ان نئے خیالات سے روشنی لیتے ہیں کہ وہ لوگ جو بہر حال بہ حیثیت عہدہ یا موقع اطلاع یابی کے کل واقعات
کی کیفیت سے بےخبر ہوں۔ اکثر اون لوگوں کی نسبت جو موقع واردات پر موجود ہوں زیادہ درست بیان کرتے
ہیں جیسا کہ نظیراً برمنگھم کا ایک شہری کونسل انتظام ہند کے کسی مسئلہ کے حل کرنے میں بہ نسبت اس عہدہ دار
کے جس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ ہندوستانی ملازمت میں خرچ کیا ہو زیادہ قابلیت رکھتا ہے۔ مگر میں اس
بارے میں شک کرنے کی جرأت کرتی ہوں (اگر مسٹر گلیڈسٹون اجازت دیں) کہ کیا سبب ہے ہم لوگوں کا بہت سا حصہ
اس غیر متین دلیل مغالطہ کی تقلید کرنے کے لائق ہو گیا ہے؟ (یعنی ہرگز نہیں) اور اسی لیے میں یہ بیان کرنا مناسب
خیال کرتی ہوں کہ باوجودیکہ میں نے اپنی زندگی کے گذشتہ دس سالوں کا بہت بڑا حصہ قسطنطنیہ میں صرف
کیا ہے۔ اور ایسے اکثر اشخاص سے شناسائی اور مودت رکھتی ہوں جن کے ہاتھوں میں سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا انتظام
ہے۔ تاہم میں آج تک کسی ایک ترک سے نہیں ملی جسے سلطان عبدالعزیز کے قتل ہونے میں ذرا سا بھی شبہ
ہو۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ اونکی ایک بیوہ نے جو اب ایڈریانوپل کے ایک بڑے عہدہ دار سے بیاہی
ہوئی ہے اثنائے گفتگو میں جب اس حادثے پر بحث چھڑ پڑی۔ بیان کیا کہ اس تمام جھگڑے اور مغز زنی سے
کیا فائدہ۔ ہم سب اچھی طرح سے جانتی ہیں کہ وہ (عبدالعزیز) قتل کیا گیا۔

سلطان عبدالعزیز کی زندگی کے آخری گھنٹوں میں جو کچھ اس کے کمرے میں درحقیقت واقع ہوا
ہمیشہ کے لیے ایک بحث طلب امر رہیگا۔ اور اس قدر متضاد شہادتوں کے وقوع کے باعث امر واقعی معلوم
کرنے کو اپنے نتائج پر نظر کرنے کے بجائے اسباب و اغراض پر غور کرنا چاہیے۔ اور اسی طریقے کو مسٹر ہنری ایلیٹ نے
باوجود ان اطبا کے سارٹیفکٹ کے ذکر کرنے کی جنہوں نے سلطان کے مردہ جسم کا معاینہ کیا تھا پسند کیا ہے
کیونکہ اپنے مقتول کے پاگل ہونے اور اوس کی قتل کئے جانے کی کسی طرح کی غرض نہ موجود ہونے کو ثابت کرنے
میں بڑی بےقراری اور اضطراری ظاہر کی ہے۔

اول سلطان کی دلی دماغی کیفیت اور خودکشی کی آپرا وری۔ دبادی النظر میں ممکنات
کو جیسے ہنری نہایت ہی سرسری اور بیہودہ امور کی طرف جھک کر اون سے بہت ہی بے انداز اور عمداً غلط نتائج
نکالنے سے نہیں جھجکا جیسے وہ لکھتا ہے۔ کہ بعض اوقات وہ (سلطان) کسی چیز پر جو سیاہ روشنائی سے
تحریر کی گئی ہو نظر تک نہ ڈالتا تھا۔ اور اس لیے ہر ایک کاغذ اوس کے سامنے پیش کئے جانے سے پہلے سرخ
سیاہی سے نقل کیا جاتا تھا۔ سفیر متعینہ ممالک غیر اپنے اپنے مقام پر نہ جا سکتے تھے۔ اور ان کو بہت عرصہ تک
انتظار کرنا پڑتا تھا کیونکہ سفارت ناموں کا بجانب شاہان ممالک غیر سرخ سیاہی سے تحریر کرنا بے قاعدہ تھا

اور وہ کسی چیز پر دستخط نہ کرتا تھا جو سُرخ روشنائی سے تحریر نہ کیگئی ہو" اب کیا یہ بات قابل تسلیم ہے کہ مسٹر ہی الیٹ جو قسطنطنیہ میں آنے عرصہ دراز تک اپنے ملک کا معتبر ایلچی رہا ہو۔ اس امر سے ناواقف ہو کہ ترکی سفرا اور ایلچیوں نے معتبر سفارت ناموں پر سلطان کبھی دستخط نہیں کرتا۔ بلکہ باب عالی کیطرف سے دیئے جاتے ہیں اور نہ سُرخ سیاہی ہی سرکاری نوشتوں میں برتی جاتی ہے (کیونکہ سرخی ہی شاہی خاندان بائی زنطینائین کا رنگ ہے) اور ہمیشہ سے شاہان مشرق اور پطران اعظم اسی کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر بادشاہوں کی ایک ذرا سی نامناسب تفصیلی بحث میں اونکی پاگل پنے کا ثبوت ہیں لیجا سکتی ہے تو بتاؤ تو سہی اسوقت یوروپ کی تاجداروں میں سے کتنے ایک پاگل خانوں کی دیواروں سے باہر رہیں گے؟

اور سلطان کی مفروضہ مایوسی کے بارے میں جو لکھا گیا ہے سو اس وہم کے ہونیکی ذرا سی وجہ نہیں پائی جاتی۔ تقدیر کے مسئلہ کو جو ہر ایک ترک کے یہ کیٹرین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور جس کے باعث وہ تکالیف اور مصایب کے پیش آنے پر پکارتا ہے "قسمت" اور فلسفیانہ سنجیدگی کے ساتھ آنے والے امور کا منتظر رہتا ہے۔ الگ رہنے دو۔ سلطان اپنے سے پہلے بادشاہوں کی تواریخ اور قسطنطنیہ میں معاملات کی اصلی کیفیت سے بے علم نہ تھا۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ عثمانی سلطنت کی تواریخ میں یہ امر نادر نہیں کہ اوسکا ایک بادشاہ آج امور سلطنت کے کسی تغیر سے معزول کیا گیا ہو۔ اور بعد ازاں یا تو دوبارہ تخت پر بٹھلایا گیا۔ یا اُسے اپنی بقیہ زندگی باشان و شوکت تنہائی میں گذارنے کی اجازت ملگئی ہو مصطفیٰ اوّل۔ ابراہیم اول۔ محمد چہارم مصطفیٰ ثانی اور سلیم ثانی کی تواریخ کو جانتے ہوئے تاریخانہ گزشتہ وقعات مایوسی کی سرگوشیوں کے اوسپر غالب آجانی کے برخلاف تھی ....نہ ہی پولیٹیکل حالت اوس وقت کوئی ایسی بڑی مایوسی دِہ تھی۔ اگرچہ جوان ٹرکی ایک اچانک حکمت عملی و چالبازی سے غالب ہوگئی تھی۔ تاہم عبد العزیز خوب جانتا تھا کہ قدیم ٹرکی کسیطرح ابھی بالکل ہی مر نہیں گئی۔ اور نیز یہ کہ باین ہمہ اُسکی اغراض و مقاصد کی روسی سفارت بڑے زور سے معاون ہے اور یہ باور کرنے کی بھی اوس کے پاس کافی وجہ تھی کہ سپاہ کا بہت بڑا حصہ اوسکا دلی خیر خواہ ہے جنکی بہتری اور صلاح کا وہ ہر وقت نگران و خواہان رہا تھا۔ ان دلایل پر یہ اور زیادہ کرو کہ اوسے مراد کی صحت کا حال پورا معلوم تھا۔ اور باین وجوہ وہ جانتا تھا کہ اُسکی معزولی کوئی ہفتوں کی ہی بات ہے اور یہ امر مجھے اور ہر ایک شخص کو جو اوس وقت اسلامبول میں تھا۔ بخوبی واضح ہے کہ خودکشی کے اسباب و اغراض بالکل مفقود تھے۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتی ہوں کہ اسلام میں مذہب عیسوی کیطرح خودکشی ممنوع ہے۔ اور سلطان اپنے احکام شرعی کا سخت پابند تھا۔

ہاں البتہ وہ سب امور جو عبد العزیز کو اپنا وقت نگاہ رکھنے اور خاموش رہنے پر آمادہ کرتے۔ اوس کے

مخالفین کے لیئے بھی کافی وجوہ تھے کہ وہ پولیٹیکل دورہ گردی کے دائرے سے دور کر دیا جاوے۔ وہ روسی سفارت (Diplomacy) کے ان تمام ہتھکنڈوں اور اس امر کو کہ جبتک مادہ سازش موجود ہے سازش رفع نہ ہوگی۔ بخوبی جانتے تھے۔ اونہیں معلوم تھا کہ نئے سلطان کی صحت کا راز مدت تک مخفی نہیں رہ سکتا وہ سپاہ کے بغاوت کر دینے سے ڈرتے تھے۔ جس کا بہت سا حصہ (جیسا کہ بیان ہوا) اپنے قدیم آقا سے دلی الفت رکھتا تھا۔ اون کو معلوم تھا کہ دورہ گردی کی پالیسی کا اگر ہر جاتا کامیاب سازشیوں کے لیئے صرف پولیٹیکل تباہی ہی نہیں بتلاتا۔ بلکہ جلاوطنی اور سولی بھی اور تاریخ ہمیں سکھلاتی ہے کہ وہ اشخاص جو انقلاب سلطنت کی قضیے کی صعوبتی کو قبول کر لیتے ہیں۔ اسکے نتیجے پر کاربند ہونے سے کم جھجکتے ہیں۔

مرآئیرا اور دیگر ناظرین با الفطری، شہادتوں کے لئے اسیقدر کافی ہے۔ اور اب اس انقلاب ذکر نیکے الونکے مقدمہ کیطرف رجوع کرنیسے پیشتر میں ایک دو لفظ سر ہنری ایلیٹ کے مضمون پر لکھتی ہوں جس کی ہی وجہ سے صرف میں اس واقعہ کو بطور کہانی کے لکھنے کی بجائے وکیل کی طرز میں تحریر کرنے پر مجبور ہوئی۔

جب کوئی مصنف پبلک کے سامنے گذشتہ دس سال کے وقعات کی داستان لیکر آوے جس میں اوسنے اون زندہ اشخاص پر جو بہ حیثیت اپنی منصب کے اوس کے ساتھ بحث کرنے یا اوسکی تردید میں شہادت پیش کرنے سے معذور ہوں سخت ناقابل برداشت حملے کئے ہوں اور تہمتیں باندہی ہوں تو ناظرین کو جن کو اوس نے مخاطب کیا ہو۔ اوسکی ذاتی سچائی اور معتبری کا امتحان کرنا پڑتا ہے اگر دریافت عمل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اوسنے وہ وقعات چھوڑ دیئے ہیں جو اوس کے پیش نہاد منصوبے کی برخلاف تھے۔ تو اس سے واضح ہو جائیگا کہ اوس نے اس کتاب کو کم از کم (اگر بڑی رعایت سے کہا جاوے) ایک طرفداریکی پر جوش حالت میں لکھا ہے۔ اور اگر یہ بھی ثابت ہو جاوے کہ اوسنے واقعات کی تفصیل بیان میں عمداً غلطی کی ہے۔ تو ہر ایک منصف مزاج جج کو اس کے اصلی اور بڑے مقولوں اور بیانات سے اگر کمال بے اعتباری نہ سہی۔ تو پوری بدگمانی تو ضرور ہو جاوے گی۔ خلاصتاً و رعایتاً یہ کہا جائیگا کہ وہ ناقابل اعتبار، غیر معتبر یا بے وزن شہادت ہی۔ اور یہ دونوں باتیں سر ہنری ایلیٹ کی بابت میں ثابت کیجا سکتی ہیں جسکا مضمون مورخانہ طور پر وقعات بتانے کو نہیں۔ بلکہ بظاہر کسی مقدمے کو ابھارنے اور رنگ دینے کیلیئے ایک وکیل کی سی تقریر معلوم ہوتی ہے۔

سرخ۔ سیاہی کے بڑے مسئلے میں ابھی میں بیان کر چکی ہوں کہ سر ہنری اپنے مقدمے کو تقویت دینے کے لیئے ایسی امور کو بھی جن کی اصلی کیفیت بالکل دوسری طرز پر ہے کیا جلد شہادت میں شامل کر دیتے

لیکن اس قسم کی ایک اور بھی بہت بڑی نظیر اس مضمون کے اوس حصہ مین موجود ہے جس مین نوجوان۔ کپتین افسر چرکس پاشا کا حسین عونی پاشا کو مجلس شورائے مین قتل کرنیکا ذکر ہے حسین عونی اوس فوج کا جو عثمانی سلطان کے مرنے کے وقت اوس کے محل کی محافظ تھی افسر تھا اس رات کو محل کا پہرا اوناگارڈ بٹھایا ہوا کرنل رحمت بک کے سپرد تھی جس سے عبدالعزیز کا کوئی ذاتی تعلق نہ تھا۔ اور جیسا کہ آخر کار تفتیش مقدمہ مین ظاہر ہوا کہ سلطان عبدالعزیز کی جان لینے کی تجویزون کو پورا کرنے مین باغیون کا بڑا ہاتھ ہی آلہ وہی تھا۔ سلطان کے مرنے کے دس دن بعد جب کہ حسین مجلس وزرا مین موجود تھے چرکس نے ایوان شوری مین داخل ہوکر اوسکو جسطرح بیٹھا ہوا تھا ویسے ہی گولی سے مار دیا۔ پھر اوس کے ساتھی سازشی رشید پاشا کو قتل کیا۔ اور وزیر صیغہ بحریہ کو علاوہ اون بہتون کے قتل و مجروح کرنے کے جنہون نے اوسے پکڑنا چاہا زخمی کیا۔ اب سر ہنری ایلیٹ اس کہانی کو بڑی تشریح سے لکھتا ہے۔ اور مین مانتی ہون بڑی ہنرمندی لیاقت اور چالبازی سے۔ انہی افسانہ نویسی مین مشق کرنی چاہئے تھی اس معزول سفیر کو۔ وہ یہ صریحًا ظاہر کرتا ہے کہ مین اوس وقت کی تمام واقعات سے بخوبی واقف ہون۔ اور میرے قوی حافظہ کی یادداشت مین وہ ابتک برابر تازہ رہے ہین۔ وہ اس ماجرائے قتل کے افسانہ نما بیان کے اخیر پر لکھتا ہے۔ کہ "سوائے اوس ذاتی کاوش کے جو چرکس کو وزیر جنگ سے تھی کسی اور پولیٹیکل خیال نے اوسے برانگیختہ نہ کیا تھا" اب غور کرو کہ سر ہنری یہ بتلانے سے معذور رہے۔ کہ اگر چرکس کی ذاتی کاوش صرف حسین عونی کے ساتھ تھی تو اوس نے بڑی ثابت قدمی اور استقلال سے عمدًا وزیر صیغہ خارجیہ کو کیون قتل کیا۔ اور وزیر صیغہ بحریہ کی جان لینے کے درپے کس لیے ہوا۔ مگر مین اپنے ناظرین کو خاصکر اس امر کی طرف متوجہ کرتی ہون کہ وہ بیان کرنا بالکل چھوڑ جاتا ہے۔ کہ عبدالعزیز چرکس کا بہنوئی تہا۔ اب یہ خیال کرنا سر ہنری کی صریح ہتک ہوگی کہ وہ اس تنبیہہ بخش حسرت افزا قصہ کی دیگر سب جزو کل حال سے تو آگاہ ہو۔ لیکن نوجوان سرکیشین اور سلطان کے اس رشتہ قرابت کی علم سے نابلد ہو۔ اس لیئے باوجود جاننے کی (جیسا کہ وہ اس سے بہر حال واقف تھا اور اب بھی ہے) اوسکا اسکو چھپانے مین کیا مدعا تہا۔ اگر یہ نہ تھا کہ اس سے چرکس کے وزیر پر حملہ کرنے کی اصلی غرض جو یون پوشیدہ تھی ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی اپنے مقتول رشتہ دار کا عوض لینا۔

سر ہنری ایلیٹ نے شہادت کی قدر و منزلت کا اندازہ ایسا لگایا ہے جس سے ایک مقنن کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ اس بات کی تائید مین کہ حسین عونی کو قتل کرنے مین چرکس حسن کی کوئی خاص غرض نہین تھی۔ بلکہ وہ ایک "ہندوستانی خونی کی مانند"[ف۵] اپنے آپ کو بھنگ[۹] سے بالکل مدہوش کیے ہوئے تہا

ف۵ جزائر ملایا وغیرہ واقع مجمع الجزائر ہند مین یہ عام واقع ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہے دیوانہ وار

وہ ہمین بتلاتا ہے کہ حسین حسن نے پہلے وزیر کو اوس کے مکان پر تلاش کیا اور اوسکو وہان نہ پاکر مجلس شوریٰ مین اوس کے پیچھے آیا۔ بالتحقیق شہادت کہ اس حصے کا کل وزن پاگل خونی کی کیفیت کو ثابت کرنے کے بالکل متضاد ہے۔ مسٹر ہنری اپنی طرفداری کے جوش مین بالکل کم کہتا ہے (یعنے وہ اوسے چھپانا تک نہین چاہتا)۔

اس کے حافظہ کی کوتاہی کا ایک اور بڑا ظاہر و باہر ثبوت تاریخون کے اندراج کے بارے مین ہے وہ کہتا ہے کہ کانسٹیٹیوشن کا اشتہار ۲۵ جون کو ہوا مگر یہ غلطی احاطہ عقل سے خارج ہے کیونکہ وہ خود اوس کانفرنس کا جو ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء قسطنطنیہ مین منعقد ہوئی ممبر تھا۔ اور جسکی پہلی نشست مین اوس ایک سو ایک توپ کی سلامی سے مطلع کر دی گئی تھی۔ جو نئی کانسٹیٹیوشن کی یادگار مین سر کی گئی تھی اگر اوسکو توپون کی شلک بھول گئی ہے تو کیا اوسے مدحت پاشا کی معاونین کی وہ چہرے اور خوشامدی ستائشین بھول گئی ہین جو کانفرنس کو ناکامیاب کرنے مین اوسکی مفروضہ کوششون کے صلے مین دی گئی تھین۔

اب کچھ تھوڑا سا بیان اوس تحقیقات کا (جس کو مسٹر ہنری ایلیٹ نقلی تحقیقات کے نام سے پکارتا ہے) جس مین قاتلان عبد العزیز اپنے کیفر کردار کو پہونچے سنئے۔ ہان البتہ یہ خیال نہ شاید حب الوطنی ہو کہ وہ کل تحقیقاتین جو اولڈ بیلی Old Bailey کی حدود سے باہر کیجاتی ہین۔ انصاف کی صرف جھوٹی نقلین ہین اور وہ کل جج جن کو انگلستان کے وزیر اعظم نے مقرر نہ کیا ہو صرف ظلم پرست اور ستم کے غلام ہین لیکن باسوائے اس کے کہ یہ انگریزی وہم ہمیشہ کے لیے درست مانا جاوے نقلی ہونے کی صفت اون تحقیقات پر جس نے ۲۷ جون ۱۸۸۱ء کو قسطنطنیہ مین نشست کی تھی۔ عاید نہین ہو سکتی۔ ملزم معمولی عدالت مین ان الزامات کی تحقیقات کی جوابدہی کے لیے جو اون پر لگائے گئے تھے پیش کیے گئے۔ اس تحقیقات مین ہر فرد بشر کو بار عام تھا۔ اور عدالت کا پریسیڈنٹ ایک عیسائی تھا۔ اور کارروائی عدالت کی وقت کل سفرائے دول خارجہ کے وکیل اور نایب موجود ہوتے تھے۔ سب کچھ معمولی قانون کے مطابق کیا گیا۔ اور کوئی قانون جبریہ قیامت مین سہولیت پیدا کرنے کی واسطے پہلے ہی سے نہ پاس کیا گیا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۱۲) تلوار یا کوئی اور ہتھیار لے کر بے تحاشا شارع عام مین دوڑتا پھرتا ہے۔ اور جو سامنے نظر پڑے اسی کا کام تمام کر دیتا ہے حتی کہ وہ خود مقتول یا سخت مجروح نہ ہو جاوے کہ طاقت حرکت بھی سلب ہو جاوے۔

لہ ہنری صاحب کو علم طب سے ذرا واقفیت حاصل کرنا چاہیئے۔ عام مسئلہ ہے کہ بھنگ کے نشے سے تھوڑے تھوڑے پیسے بھی کاڈرپوک ہو جاتا ہے۔ اور دوسرون کو قتل کرنا تو بجائے خود وہ اپنے سایہ سے ڈرا کانپتا ہے۔

—— ✣ ——

فرد جرم بہت لمبی تھی جسکے پڑھنے مین اڑہائی گھنٹے صرف ہوئے۔ اس مین سب سے بڑہ کر مطلب خیز فقرہ یہ تھا۔ جس مین یہ بیان کیا گیا کہ سلطان مراد کی معزولی کے بعد سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی پر محل سلطانی کی حفاظت کو کم کر دیئے جانیکا فیصلہ ہوا۔ اور اس غرض کے لیئے کل معتمدون اور ملازمون کی پڑتال کی گئی اسی کے دوران مین معلوم ہوا کہ تین شخص جو نہایت ہی ادنٰے کامون پر مامور ہین۔ ایک ایک سو پونڈ (۱۵۰۰ سو روپیہ) ماہوار تنخواہ پاتے ہین۔ عند التحقیقات ظاہر ہوا کہ یہ تنخواہین اون کو معاوضہ اون خدمات کی جو اونہون نے سلطان عبدالعزیز کے قتل کرنے مین کین ملتی ہین۔ قصہ کوتاہ اونہون نے اقبال کیا کہ ہم تینون سے نوری پاشا نے حلف رازداری لیا تہا۔ جو کانسل وزراء کا (جو ایک سازشی گروہ سے منتخب کی گئی تھی۔ اور جس کے حکم اور اجازت بغیر کچھ نہ ہو سکتا تھا) بمنزلہ ایک کارکن اوزار کے تہا۔ عبدالعزیز کو قتل کر دینے کی علاوہ کونسل وزراء نے باقی کل شہزادگان کو مار ڈالنے کی ٹھان لی تھی جنکو اس غرض کے لیئے ناسپاتی کوشک مین مدعو کیا گیا تھا۔ مگر اس سازش کے قدرے فاش ہو جانے پر شہزادگان نے دعوت قبول نہ کی تھی۔

پہلی شہادت مصطفیٰ پہلوان کی تھی۔ جس نے بیان کیا کہ "مجہے محمد جلال نے بلا کر اقرار کیا کہ وہ مجھ کو اور اور دو شخصون کو ایک ایک سو پونڈ ماہوار دیگا۔ اگر ہم عبدالعزیز کو اوس چاقو سے جو محمد جلال ہمین دیگا رگ کہول کر ہلاک کر دین۔ پھر نوری پاشا نے اس عہدے اور ان ہدایات کی تصدیق کی اور ہم سے حلف رازداری لیا۔ اور ہم مین سے ہر ایک کو علاوہ سو سو پونڈ ماہوار کے تیس تیس پونڈ بحیثیت بطور انعام کے ملے۔ گارڈ روم مین ایک رات بسر کرنیکے بعد ہمکو افسران نجیب بے و علی بے نے متوفی سلطان کے محل سکونت مین داخل کیا۔ جرم کا ارتکاب فہری بے کے عین زیر نظر مطابق اوسکی ہدایات کے ہوا جس نے سلطان کو شانون سے پکڑے رکہا۔ اور جلال و آغا لاتون کو قابو کیئے رہے۔ مین نے خود دونون بازوون کی رگون کو کاٹا اور نجیب و علی کمرے کے دروازے پر نگران رہے۔ تب لاش کو کمبل مین لپیٹ کر گارڈ روم مین لیگئے۔ جہان اوسے ایک بوریئے پر رکہدیا گیا۔"

سوال از جانب عدالت "کیا یہ سچ ہے کہ گارڈ روم مین لیجاتے وقت سلطان مین ابھی تک علامات زندگی پائی جاتی تھین" جواب "مجھے نہین معلوم۔ مگر میرے خیال مین وہ بالکل مر چکا تھا (محض مردہ)"
دوسرے گواہ حاجی محمد آغا نے مسبوق الذکر کے بیانات کی جز و کل مین تصدیق کی۔

جگنتی مصطفیٰ نے۔ جو سلطان کے قتل کرنے مین معاون ہونیکا پہلے اقبال کر چکا تھا۔ اب اپنا اقبال لے لیا۔ اوس نے تسلیم کیا۔ کہ "مین نے یہ بیان کیا تھا کہ نوری پاشا نے مجھ سے اور میرے ساتھیون سے حلف لیکر ہمین سلطان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر یہ بیان درست نہین مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ بلکہ برخلاف

اس کے نوری پاشا نے ہمکو سلطان کی بنہایت درجہ خبرداری کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ہمنے ویسا ہی کیا لیکن بدقسمتی سے سلطان عبد العزیز نے دوسرے ہی دن خودکشی کر لی"

سوال "کیا تم سلطان کے قتل مین شامل تھے؟" جواب "نہین مین نہ تھا۔ مگر شور سنتے ہی اوپر دوڑا گیا۔ اور اوس وقت اس حادثہ جانکاہ کو معلوم کیا" سوال "تم ... [illegible]"

جواب "مجھ سے غلطی ہوئی"

مدحت پاشا کے داخل ہونے پر ایک حالت سی طاری ہوگئی۔ اسنے بڑی متانت [illegible] اور بار بار ہاتھون سے حوالہ لیتا جاتا تھا۔ اوسنے بیان کیا۔ کہ مجھے پیش از تحقیقات مجرم گردانا گیا ہے ... [illegible] نے سلطان کی اوس نصفت پسندی پر داد دی۔ کہ اوسنے میری تحقیقات تمام ... [illegible] ہے اوس نے کسی ایسی کونسل کا ہونے سے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور بغیر جس کے حکم کچھ نہیں ہوتا تھا۔ بالکل لاعلمی بیان کی۔ اوسنے انکار کیا کہ سلطان کے قتل کے لیئے کوئی حکم دیا گیا تھا۔ ہان یہ مانا کہ ... سے ہر قسم کے اسلحہ لیلیئے جانیکا حکم دیا گیا تھا۔ اوس نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ وہ جونہی سلطان کی خودکشی کی خبر سنی مجھے ڈر تھا کہ مجھپر شک کیا جاویگا" سوال "تم نے باضابطہ تحقیقات (پوسٹ مارٹم) کا کیون نہ حکم دیا" جواب "اور وزیرون سے بڑھ کر یہ صرف میرا ہی کام نہ تھا۔ اگر مجھپر الزام عاید ہو سکتا ہے تو ویسا ہی دوسرے وزراء پر ہے"

مارتیل آفندی نے جو اون اطبا مین سے تھا جنھون نے عبد العزیز کے جسم کا معاینہ کیا حلفیہ بیان کیا کہ مین نے اور میرے ساتھیون نے متوفی سلطان کے صرف بازو پاؤن اور چہرے کا ملاحظہ کیا۔ کوئی تحقیقات سرکاری نہ کیگئی اور نہ ہی پوسٹ مارٹم مردے کے اعضا کا امتحان ہوا۔

ابراہیم آفندی محل سلطانی کے ایک افسر نے جو مراد کیطرف سے عبد العزیز کے پاس پیغام لیکر گیا تھا اوس ظلم اور بدسلوکیوں کی شہادت دی جو علی بے کے ہاتھون سے عبد العزیز برداشت کرتا تھا اوس نے بیان کیا کہ وہ طعام چاشت تک بھی کونسل وزراء کی اجازت کے بغیر معزول سلطان کو نہ ملتا تھا" اور حافظ کہا کہ قتل عمد کے تینون مرتکب کونسل وزراء سے خفیہ طور پر ملے تھے

میجر احمد آفندی اور جنرل عثمان پاشا نے قسم اوٹھائی کہ صبح قتل کی ماقبل رات کو علی بے سلطان کے محل سکونت مین تھا۔

اس مقدمے مین نہایت ہی نمایان اور شاید ملزمان کے وکلا کی تقریرین تھین۔ رفعیہ آفندی مصطفے پہلوان کے وکیل نے تو آخر مین خودکشی کی بحث ہی کو الگ رکھدیا۔ اور گواہ منے قتل کا صاف صاف

اقبال [illegible] مگر اس بات پر زور دیا کہ اگرچہ میرے موکل فعلاً مجرم ہیں لیکن قانوناً نہیں کیونکہ انہوں نے
صرف [illegible] مقصد [illegible] کی پابندی کی ہے اور بمنزلہ ایک شخص کے تھے جو کسی ظالمانہ حکم کی تعمیل کرتا ہو۔
اقبال ملزم کے [illegible] اقبال کر دینے کی وجہ سے گو جرم قتل ہی ہو لیکن یہ
[illegible] ہے کہ وہ ساتھ ہی [illegible] دیتا تھا کہ قتل وقوع میں نہیں آیا۔ اور اوس نے ڈاکٹروں کا زیادہ
اعتبار [illegible] خلاف ہونے پر کہا کہ [illegible] کہ وہ سب بیان
[illegible] لیکن ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ زخم قینچی کی نوک سے
لگے تھے

[illegible] یہ جانے بغیر نہیں رہ سکتا [illegible]
اور [illegible] ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں شہادت
[illegible] کا حلفاً اظہار ہے جنہوں نے قسم اوٹھا کر کہا کہ جس آدمی نے ایک ہاتھ کی
[illegible] نہیں کاٹ سکتا کیونکہ زخمی بازو بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے۔

تحقیقات [illegible] عدالت [illegible] پاشا کا مباحثہ تھا جس نے نہایت [illegible]
[illegible] کی مگر [illegible] کا مفصل بیان بالفعل بہت سی جگہ لیگا۔ اس لیے مین مجبوراً
اوسے چھوڑ دیتا ہوں۔ نتیجہ تحقیقات پر کل ملزم مجرم ثابت ہوئے مگر جرم کے مختلف درجوں کے حسب عدالت
نے اپنا فیصلہ صادر کیا۔ محمود کے وکیل نے پھر زور دیا کہ میرا موکل قانوناً مجرم نہیں کیونکہ یہ صاف ظاہر
ہے کہ وہ [illegible] بالادست کے احکام کی تعمیل کر رہا تھا۔

[illegible] کہ تحقیقات ایک معمولی عدالت کے روبرو ہوئی تھی۔ گو یہ امر ایک انگریز کو ایسا
قابل غور [illegible] لیکن یہ جتا دینے سے اوسکی اور بھی قدر و منزلت بڑھ جاویگی کہ روم کی تواریخ میں یہ
[illegible] سنگین پولیٹیکل جرائم کے ملزمونکی بطرح عام قانون مروجہ کی پابندی سے خاص و عام کی
[illegible] نامہ نگاران ممالک غیر کی موجودگی میں تحقیقات کیگئی ہو۔

[illegible] بیان کرنا باقی تھا کہ تحقیقات متوفی عبدالعزیز کے بیٹے یوسف عزیزالدین کی دلسوز
[illegible] شروع کی گئی تھی جس نے اپنے کو سلطان عبدالحمید کے قدموں پر گرا کر اپنے باپ کے قاتلوں
[illegible] تھا۔

[illegible] پہلے ترکی [illegible] نے ٹھان لی ہوئی تھی کہ سلطنت کی بڑی بڑی اغراض موجودہ پولیسی میں ایک
[illegible] تبدیل کی [illegible] کی مقتضی ہیں۔ ہر ایک محب وطن ترک پر یہ ظاہر تھا کہ ایک خاص [illegible]

یہ امر ظاہر ہے کہ سلطنت گذشتہ مین بے اندازہ خطرناک حد تک بڑھ رہا ہے غالباً مطلب
روس کا دباؤ روم مین بہت بڑھ گیا تھا اور بڑھ رہا تھا جسے روکنا ضروری تہا۔ ایک عرصہ دراز سے روم کا
حکمران درحقیقت محمود پاشا تھا لیکن اوس کو بھی ہم مشکل سے یہ در اصل حکمران ہونے کا خطاب دے سکتے ہین
کیونکہ اگرچہ اوس مدبر نے اپنے آقا عبد العزیز پر پورا قابو پایا ہوا تھا مگر وہ بھی اپنی باری مین فی الحقیقت
روسی سفیر کے ہاتھ مین صرف ایک کھلونا تہا۔ پس جو تارین باسفورس کے کنارہ کی کرٹ پیلیون کو ہلاتی تہین
اصل مین سینٹ پیٹرزبرگ مین کھینچی جاتی تہین۔

ہندامحب وطن پارٹی کے متفقہ حملے کا پہلا مدعا وزیر اعظم محمود تہا۔ جس حملے مین ظاہر اون کو کامیابی
حاصل ہوگئی۔ محمود اپنے عہدے سے برطرف کیا گیا۔ اور روسی سازشون کے معاملہ مین اب اپنی روبرو کچھ روشنی
دکھائی دینے لگ پڑی۔ لیکن روسی رعب و رسوخ کے غلیظ بخارات جو عرصہ مدید سے جمع ہو رہے تھے۔ ایک وزیر کی
موقوفی ایسی سیدھی سادی ذریعہ سے کب ہٹ سکتے تھے۔ روسی ڈپلومیسی (سفارتی چالبازی) صرف اتنی
ہی مکار اور دلیر نہین۔ کہ وہ ایک مزاحمت کی یکلخت آپڑنے کو شکست یا ناکامیابی سمجھ بیٹھے۔ وہ جہان
دلیری ممکن اور مناسب ہو وہان تو بیدھڑک ہے۔ لیکن جس جگہ سرنگ لگانے اور خفیہ کارروائی کرنے کی بابت امید
ہو تو وہان تہ زمین اپنی خفیہ سازشون کو چلانا خوب جانتی ہے۔

نیشنل پارٹی کو۔ اپنی ملک کو نئی امیدین دلانے کی عین خوشی ہی مین یہ معلوم ہوگیا۔ کہ اگرچہ
محمود اپنے عہدے سے گرا دیا گیا ہے تاہم اوس کے رسوخ و اقتدار مین کوئی کمی واقع نہین ہوئی۔ اب تک
اوسکی آہستہ اور کم آواز سرگوشیان سلطان کے کان تک برابر پہونچتی ہین۔ اور اونکو تلخ تجربہ سے یہ معلوم
ہو چکا ہوا تھا۔ کہ جو کچھ وہ آج سلطان کو صلاح دیتا ہے۔ کل یہی پٹی روس نے اوسے پڑھائی تھی پس یعنی نز

لہ سلطان عبد العزیز خان مرحوم پر جنرل اغناٹیف سفیر روس متعینہ دربار قسطنطنیہ نے بڑا قابو پایا ہوا تہا۔ کل
امور سلطنت اوسی کی صلاح و مشورہ سے پر طے ہوتے تھے۔ اور یہ بد باطن شریر النفس ادہر تو سلطان مرحوم اور محمود پاشا
کو فضول خرچیون اور بے جا ظلمون کی پٹی پڑھاتا تھا۔ اور سلطان مغفور کو عیش و آرام مین بسر کرنیکی ترغیب دیتا تھا اور ادہر
دوسری طرف عیسائی رعایا کو برانگیختہ کرتا جس کے ہی باعث ابتدا مین بلگیریا اور ہرزیگوینا مین فساد برپا ہوئے
اور حقیقت تو یہ ہے کہ روس کا ایک عرصے سے معاملات ٹرکی مین اسطرح بے ایمانی سے دخل دیتے آنا تاریخ سے ثابت
ہے۔ اگر سوائے میدان جنگ کی لڑائی کے روس یہ لطائف الحیل اور انواع و اقسام کی مکاریون سے ٹرکی کے
پولیٹکس کو زیادہ پیچیدہ بنانے مین اپنی بہت سی عقل اور محنت صرف نہ کرتا تو ٹرکی کو موجودہ صورت سے آدھا نقصان
بھی نہ پہونچا سکا ہوتا۔

اون کے ملک کیواسطے امور سلطنت داری کی اخیر دلیل یا چارہ جوئی یعنے بادشاہ گردی ہی مین کچھ امید باقی ہے۔

ثانیہ دکہلا دینا مسلمان مدبران ملک ہی کا کام تھا کہ وہ ایک ایسی بڑی زبردست سلطان گردی بغیر اون کشت وخون کے ہنگامون اور ارتکاب جرایم کے کر سکتے ہین۔ جو اون اقوام کے درمیان جنہین اپنے پولیٹیکل انسٹیٹیوشنون (قوانین ملکداری) کی بیحد خوبیون اور فضیلتون پر اس قدر ناز ہے۔ ایسی درجہ کے علے کی چالبازی سے ایسی ہی کارنامون مین ہمیشہ واقع ہوتی ہین۔

آخرکار وزراء کو لاچار ہوکر مجبوراً یہ آخری رائے قایم کرنی پڑی کہ اون کا شہنشاہ ضعیف الصحت دماغی اور جسمانی قوتے مین بالکل کمزور۔ اب اس ضرر دباؤ کو جو مدت دراز سے ہے دفع کرنے کے ہرگز قابل نہین رہا۔ اور بجائے ان جزئی چارہ جوئیون کے کچھ ذرا بڑہکر کارروائی کرنی ضروری ہے کہ اونکا ملک ایک روسی صوبے کی حیثیت مین جا پڑنے سے بچا یا جاوے۔ چوٹ لگانی ضروری تھی۔ اور اونہون نے مستقل مزاجی سے بغیر جھجک کے وہ چوٹ لگادی۔

۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۶ء کو مہینے سے پانچ دن پہلے عبدالعزیز نے وہ محل چھوڑکر جس مین اوس نے فرمان روائی کی تہی۔ اوس محل مین سکونت اختیار کی جس مین وہ مرگیا۔ اور سلطان مراد پنجم روم کا فرمانروا ہوا۔

یہ تبدیلی اوس کشت وخون کی نسبت جو دو سال گذرے لنڈن مین بازار ٹرفالگر سکوئیر کی شورشون کو دور کرنے پر ہوا بہت ہی کم ہنگامہ ہونے پر واقع ہوگئی۔ اور مابعد کی سرگذشت نے بایضاح تمام ثابت کردیا کہ ٹرکی اور انگلستان کی پولیٹیکل طرز حکومت کے برخلاف یا موید کتنی ہی دلایل اور براہین کیون نہ ہون۔ تاہم اول الذکر کے وزراء ایک زبردست بادشاہ کو بہت ہی آسانی سے معزول کرسکتے ہین بہ نسبت اس کے کہ آخرالبیان کے وزیر صرف ایک پولیٹیکل مجبر کو ہٹا سکین۔

وزراء کی اس امید مین سلطنت کے کل ہمدرد شامل تھے کہ سلطان مراد کی تخت نشینی سے مملکت اور

۱ؔ وزراء نے سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کو معزول کرنے سے پہلے شیخ الاسلام سے یہ استفتا کیا تھا۔ اول اگر امیر المؤمنین مین خبط جنون اور امور ملکداری سے ناواقفیت ہونے کی علامات پائی جاوین۔ اور اپنے ذاتی مصارف کو وہ اتنا بڑہا دے جس کی قوم متحمل نہ ہوسکے تو کیا وہ سلطنت کو تکالیف اور مصایب مین ڈالنے کا باعث نہ ہوگا؟ دوم کیا اوسے معزول کیا جاوے؟ دونون امور مین شیخ الاسلام نے اونکی رائے سے اتفاق کیا ✦

قومی حکمت عملی میں ایک نئی جان پڑجاوے گی مشرق مغرب شمال جنوب جہاں کہیں ہرکارے نئے سلطان کی تخت نشینی کی خبریں لیکر گئے۔ قوم نے بڑی خوشی اور خرمی سے اون کی تہنیت کی۔ تمام اشخاص جو اوس موسم کو قسطنطنیہ میں موجود تھے سب ساتھ شہادت دینگے کہ شہر پر سے حزن وملال کا ایک بھاری بادل رفع ہوگیا ہو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ مبارکبادیوں اور اظہار وفاداری کا ایک سلسلہ دیباشاہی محل کے دروازے سے بندھا رہا۔ اور منجملہ ازین سب سے زیادہ خوش آیند مگر نہایت ہی [illegible] سلطان عبدالعزیز کا خاص دستخطی خط تھا جس میں اونہوں نے اپنے بھتیجے کو اپنی وفاداری اور اوسکی نئی بادشاہت کی قبولیت کا یقین دلایا۔

مگر قوم اور وزراء کی نئی امیدوں کی قسمت میں ناکامیابی لکھی ہوئی تھی۔ مراد کو تخت پر بیٹھے چند ہی ہفتے گذرے تھے جو ظاہر ہوگیا کہ اوسکی صحت اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس نازک اور پرفتن زمانے میں کاروبار سلطنت کے اس قدر بھاری بوجھ کو برداشت کرسکے جس کا متحمل ہونا سلطنت کے صدر کے لیئے لازمی ہے۔ دماغی اور جسمانی امراض کی علامات جو حرم کی تنہائی اور [illegible] میں پوشیدہ تھیں وہ کونسل چیمبر ایوان شوریٰ میں شدت سے نمایاں ہوگئیں۔ وزراء پر یہ امر واضح ہوگیا کہ انہوں نے ابھی روس کو صرف اسی لیئے شکست دی تھی کہ ایک اور مصیبت کا سامنا ہو لیکن جس مصیبت کا مقابلہ کرنا اور اوسے زیر کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور اونھوں نے اس مشکل کا مقابلہ کیا اور اوسے زیر بھی کیا یعنی جس متانت اور مستقل مزاجی سے وہ ایک معزولی کر چکے تھے۔ ویسے ہی اب دوسری معزولی کی تیاری میں مصروف ہوئے۔

حکمران سلطان کے سقم صحت اور ناقابلیت کا کل حال جتلا کرنے کے بعد شیخ الاسلام سے رجوع کیا گیا۔ اور اوس سے ایک اور بادشاہ گردی کی اجازت حاصل کیگئی۔

تب ایک ڈیپوٹیشن مراد کے چھوٹے بھائی عبدالحمید[1] کی خدمت میں یہ درخواست لیکر حاضر ہوا کہ وہ سلطنت کی اغراض ومقاصد کی بہتری کے لیئے تخت وتاج روم کو قبول فرماکر سیف عثمانی کو زیب کمر

---

[1] سلسلہ خاندان امیر المومنین سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی الغازی یہ ہے:

(۱) امیر المومنین وخلیفہ سید المرسلین خادم الحرمین الشریفین سلطان البرین وخاقان البحرین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی ایدہ اللہ بہ الدین خلف ثانی سلطان المعظم عبدالمجید خان مرحوم ۲۲ دسمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۲۵۸ ہجری کو عرصہ ظہور میں آئے۔ اور ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت قیصری اور مسند خلافت پیغمبری پر متمکن ہوئے۔

کرین جس نے تھوڑے ہی عرصے کو قومی زندگی کے بچاؤ کے جنگ و جدل میں کشیدہ ہوتا تھا۔ لیکن یہاں وزراء کو ایک اور مشکل درپیش آئی کہ عبد الحمید نے اوس کسر نفسی اور حیا کے ساتھ جو مضبوط

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۔

(اولاد و احفاد امیر المومنین)

نام	تاریخ پیدائش	نام	تاریخ پیدائش
۱۔ محمد سلیم آفندی	۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء	۲۔ زکیہ سلطانہ	۱۲ جنوری ۱۸۷۲ء
۳۔ نعیمہ سلطانہ	۵ اگست ۱۸۷۶ء	۴۔ عبد القادر آفندی	۱۶ فروری ۱۸۷۸ء
۵۔ احمد آفندی	۳ مارچ ۱۸۷۸ء	۶۔ نائلہ سلطانہ	۸ جنوری ۱۸۸۴ عیسوی
۷۔ محمد برہان الدین آفندی	۱۹ دسمبر ۱۸۸۵ء	.. .. ..	.. .. ..

(برادران و ہمشیرگان امیر المومنین)

(۱) محمد مراد آفندی ۲۱ ستمبر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ سلطان عبد العزیز مرحوم اپنے چچا کے عزل پر ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو تخت پر بیٹھے۔ مگر ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو بسبب امراض دماغی معزول کیے گئے (۲) فاطمہ سلطانہ یکم نومبر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئیں۔ ۱۱ اگست ۱۸۵۴ء کو علی غالب پاشا رشید پاشا کے فرزند سوم کے ساتھ بیاہی گئیں۔ ۳ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو بیوہ ہوگئیں۔ ۱۰ مارچ ۱۸۵۹ء کو محمد نوری پاشا سے دوبارہ بیاہی گئیں (۳) رفیعہ سلطانہ ۷ فروری ۱۸۴۲ء کو پیدا ہوئیں اور ۲۳ جولائی ۱۸۵۷ء کو ادہم پاشا فرزند محمد علی پاشا سے بیاہی گئیں (۴) جمیلہ سلطانہ ۱۷ اگست ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئیں اور ۳ جون ۱۸۵۸ء کو احمد فتحی پاشا کے بیٹے محمد جلال الدین پاشا کے ساتھ بیاہی گئیں (۵) محمد رشید آفندی ولیعہد ۳ نومبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے (۶) احمد کمال الدین آفندی ۳ دسمبر کو پیدا ہوئے (۷) سبیحہ سلطانہ ۱۰ دسمبر ۱۸۵۱ء کو پیدا ہوئیں۔ خلیل پاشا کے فرزند محمود پاشا سے بیاہی گئیں (۸) نور الدین آفندی ۲۲ اپریل ۱۸۵۲ء کو پیدا ہوئے (۹) سلیمان آفندی ۱۲ نومبر ۱۸۶۰ء کو پیدا ہوئے (۱۰) مدیحہ سلطانہ ۲۲ جنوری ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئیں (۱۱) نجیبہ سلطانہ یکم مارچ ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئیں (۱۲) وحید الدین آفندی ۱۲ جولائی ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئے۔

امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی خاندان عثمانیہ کے چھتیسویں اور فتح اسلامبول کے بعد اٹھائیسویں شہنشاہ ہیں۔ خاندان عثمانیہ میں سلطنت نسلاً بعد نسلاً منتقل نہیں ہوتی۔ بلکہ خاندان کا سب سے بڑا شخص مسند خلافت پر متمکن ہوتا ہے۔ باپ کے بعد بیٹا اوس ہی صورت میں وارث تاج و تخت ہوتا ہے۔ جبکہ اوس سے عمر میں بڑا کوئی اور شہزادہ خاندان میں موجود نہ ہو۔ چنانچہ اعلیحضرت سلطان المعظم کے ولیعہد اون کے بڑے بیٹے محمد سلیم آفندی نہیں بلکہ امیر المومنین کے چھوٹے بھائی محمد رشید آفندی ہیں۔ (باقی ۳۱ صفحہ پر)

صادق اور مستقل مزاجوں میں عموماً پائے جاتے ہیں (اور یہ کل صفات اوس کے تمام پبلک لائف کی کارروائیوں میں پائی جاتی ہیں) بادشاہی کی ان ذاتی ذمہ داریوں اور فرائض کے بوجھ کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ تاوقتیکہ حکومت کرنے میں اوس کے بھائی کی بالکل عدم لیاقت کا قاطع ثبوت پیش کیا جاوے۔ ۳۴ سال تک وہ تنہائی میں رہتا تھا اور اس کو وہ تخت قیصری کے جاہ و جلال اور شور و شغب کے ساتھ تبدیل کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اون اشخاص کو جنہوں نے پیشگوئی کی ہوئے اپنا تخت سے

ضمیمہ صفحہ ۲۰ — فہرست سلاطین آل عثمان مع سنہ جلوس

نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس
۱ عثمان	۱۲۹۹ء	۲ ارخان	۱۳۲۶ء	۳ مراد خداوندگار	۱۳۵۹ء
۴ یلدرم بایزید	۱۳۸۹ء	۵ سلیمان اول	۱۴۰۲ء	۶ چلپی محمد اول جامع	۱۴۱۳ء
۷ مراد ثانی	۱۴۲۱ء	۸ محمد ثانی فاتح	۱۴۵۱ء	۹ بایزید ثانی	۱۴۸۱ء
۱۰ یاوز سلیم	۱۵۱۲ء	۱۱ سلیمان ثانی صاحبقران	۱۵۲۰ء	۱۲ سلیم ثانی	۱۵۶۶ء
۱۳ مراد ثالث	۱۵۷۴ء	۱۴ محمد ثالث	۱۵۹۵ء	۱۵ احمد اول	۱۶۰۳ء
۱۶ مصطفیٰ اول	۱۶۱۷ء	۱۷ عثمان ثانی	۱۶۱۸ء	۱۸ مراد چہارم فاتح بغداد	۱۶۲۳ء
۱۹ ابراہیم	۱۶۴۰ء	۲۰ محمد چہارم شکاری	۱۶۴۸ء	۲۱ سلیمان ثالث	۱۶۸۷ء
۲۲ احمد ثانی	۱۶۹۱ء	۲۳ مصطفیٰ ثانی	۱۶۹۵ء	۲۴ احمد ثالث	۱۷۰۳ء
۲۵ محمود اول	۱۷۳۰ء	۲۶ عثمان ثالث	۱۷۵۴ء	۲۷ مصطفیٰ ثالث	۱۷۵۷ء
۲۸ عبدالحمید اول	۱۷۷۴ء	۲۹ سلیم ثالث	۱۷۸۹ء	۳۰ مصطفیٰ چہارم	۱۸۰۷ء
۳۱ محمود ثانی	۱۸۰۸ء	۳۲ عبدالمجید	۱۸۳۹ء	۳۳ عبدالعزیز	۱۸۶۱ء
۳۴ مراد خامس	۱۸۷۶ء	۳۵ امیر المومنین عبدالحمید خان ثانی الغازی	۳۱ اگست ۱۸۷۶ء		

[illegible]

ہر ایک سلطان کی اوسط ایام سترہ سال ہیں۔

سلطان سلیم اول عظیم الشان نے ۱۵۱۷ء میں مصر فتح کیا۔ اور آخری [illegible] خلیفہ بنو عباس نے خلافت سلطان سلیم کے سپرد کردی۔ اور تلوار علم اور عبائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو عطا کی۔

انکار کیا ہو نسل مابعد نے ہمیشہ عزت وقدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جب کبھی عبدالحمید کی مدت العمر کے کارناموں کا اندازہ لگانے کا وقت آویگا تو اوسکی پبلک لائف کا یہ پہلا سانحہ فراموش نہ کیا جاویگا مگر وہ آدمی جو ایک طاقتور دشمن کی سازشوں پر غالب آچکے تھے۔ ایک باحیا شرمیلے شہزادے کی عداوت سے واقف رکے جانے والے تھے۔ اوسکو مذہب اور ملک کے نام پہ واسطہ ڈالا گیا جو آخرکار کامیاب ہوا۔ اور ماہ اگست ۱۸۷۶ء کے آخری دن کو عبدالحمید ثانی اپنے بزرگوں کی تخت پر متمکن ہوا۔ اور اوس نے فلاح اور اصلاح کا دورہ شروع کیا جس کا مختصر خاکہ کھینچ کر ناظرین کے روبرو پیش کرنا اس مضمون کا مدعا ہے

کسی یورپین مدبر کو آج تک ایسی تاریک منظر اور دھندلے مطلع کا سامنا نہیں کرنا پڑا جیسا کہ اس نئے سلطان کے پیش نظر ہوا۔ اور نہ ہی کبھی ایسا دھندلایا ہوا آسمان ویسی ہی تند اور ثابت قدم نظر سے دیکھا گیا ہے۔ خزانہ جو ہر ایک سلطنت کی پشت پناہ ہے۔ ایسی حالت میں تھا کہ یہی ایک لفظ اوس کے ٹھیک مناسب حال ہے۔ برباد حال ہی۔ کہ دیوالیہ پن نے روم کے ساتھ ممالک یوروپ کی ہمدردی کو بالکل زائل کر دیا تھا۔ اور ضمناً ہم سرسری طور پر یہ ذکر کر دیتے ہیں کہ مغرب کی ہمدردی و دوستی کا بہت بڑا حصہ اسی بات پر منحصر ہے کہ قرضے کے منافع اور سود وقت پر ادا کئے جاویں۔ آئینی صوبے نا اتفاقی اور دبی ہوئی بغاوت سے بھرے ہوئے تھے سلطنت کے ہر ایک گانوں اور قصبہ میں روس کے برانگیختہ کرنے والے گماشتے اپنے کام میں مصروف تھے۔ اور ہر جگہ روسی سونا (یعنی رشوتیں) تھوڑی تھوڑی مقدار میں۔ روسی سنگینوں و توپ اور سپہ کے لیے راستہ صاف کر رہا تھا۔ اول ماہ جولائی کو زار نے اپنا ایک پیادہ چلا دیا ہوا تھا۔ یعنی سرویا نے روم کو اعلان جنگ دیا۔ اور اعلان جنگ کے ساتھ ہی ممالک عثمانی پر حملہ کر دیا۔ مگر سرویہ کی سابقہ جنگی خرمستیوں کی طرح اسکی یہ غیر معقول حرکت بھی ناکامیاب رہی۔ باغی افواج بہت جلد پوری شکست کھا کر سرحد کے پار تتر بتر کر کے بھگا دی گئیں۔ مگر دول عظام کے بیچ میں پڑ جانے سے (ایسا بیچ بچاؤ ملکی حکمت عملی (Diplomacy) کی ضروریات کے موافق ہو تو ہو۔ مگر انصاف تو اسے ہرگز قبول نہیں کرتا) ایک سرسری صلح جس کی میعاد ۲۵ ستمبر تک تھی قائم کی گئی۔

پس یہ عہد جیسے ایک وحشی جنگ و جدل کے زمانہ میں عنان سلطنت آپ کے ہاتھ میں آئی پولیٹیکل اصلاحوں کا وقت نہ تھا بلکہ سب سے مقدم فرض سلطنت کی جنگی طاقتوں کو مضبوط اور درست کرنا تھا۔ کیونکہ کل عملی مدبر صاحبان کے نزدیک یہ مسلمہ ہے کہ جنگ کے وقت جب کہ آدمیوں سے ہی قانون بھی بدل جاتے ہیں

اور جب بحالت جنگ قانون ملک معطل اور معرض التوا میں ہو جاتے ہیں تو ملکی اور تمدنی اصلاحوں کا رک جانا تو بدرجہ اولیٰ لازمی ہوگا۔ مگر واقعات مابعد نے ثابت کر دیا ہے کہ باوجودیکہ سلطان کو خورد و نوش کی حاجت روائی کی بھی فرصت نہ تھی تاہم بھی وہ انتظام حکومت کی درستیوں اور اصلاحوں کو سوچنے اور عمل میں لانے میں ڈٹ کر لگا رہا۔ اور ان کو وہ بڑی ثابت قدمی سے اپنی دوازدہ سالہ خلافت میں برابر عمل میں لا رہا ہے۔ سرویا کے ساتھ پیمان التوائے جنگ بھی انہیں معاہدوں ورنہ سرویا ہی کے تند تھا جیسے ترکی اور روس کے دشمنوں میں ہوا کرتے ہیں یورپ نے صلح کی غرض سے نہیں بلکہ محض سرویا کی پاسداری کے لیے دخل دیا تھا۔ اور سرویا نے اس عیارانہ موقعہ سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اس تمام عرصہ میں وہ سامان حرب اور ہتیار جمع کرتا رہا۔ روسی افسر اور سپاہی بھرتی ہوا۔ اور جس توپخانے باغیوں کو بے تحاشا تقویت دیتے رہے سرحد سے بڑھ کر ترکی میں آتے تھے تمام دنیا خیال کرتی تھی کہ مہلت ختم ہونے پر لڑائی کا پانسہ پلٹ جاویگا۔ اور سرویا کا شیر ببر[1] اب کی دفعہ بجلی سے زور سے غرا کر یا نکل کر اپنے آپ کو اور طرح نمایاں کریگا۔ مگر واقعات نے جتلا دیا کہ سرویا کا نشیہ گو جھنڈوں اور سرکاری مہروں پر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے لیکن اصل میں ایک بڑی ہی بزدل بلی ہے۔ اور یہ بلی بھی ایسی گئی گذری جس کو پنجے اک میں سے وہ شاہ باوطہ کی بلی بھی نہ نکال سکی جن پر شمال کی مقدس اہانتا صورت یعنی شہنشاہ روس لپچا رہی تھی۔

لڑائی کے دوبارہ شروع ہونے کی ایک ہی ماہ کے اندر اندر بہادر نہیں سرویا کی سپاہ جو روسی افسروں کی ہیتیاروں کی سہ سے بہت ہی مضبوط ہو گئی تھی۔ بالکل پسپا ہو رہی تھی۔ یا اگر امر واقعی یہ ہو تو بیکہ نہایت ہی بے سروسامانی سے تتربتر ہو گئی تہی۔ اور فاتح ترکی جنیل کی فتحمندی مشقیہ سی کی بدبہ بلگریڈ تک راستہ کہلا پڑا تہا۔ مگر وہ وہاں تک کبھی نہ پہونچا۔ روس اور سرویا کی متحدہ سپاہ کی ہزیمت اور بے سروسامانی سے وہ پردہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جسکی اوٹ میں ناٹک کی اصلی صورت نہاں تہی۔ جونہی ترکی افواج کی فتح و ظفر کی خبریں سینٹ پیٹرزبرگ میں پہونچیں۔ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو بدیں مضمون ہدایات بھیجی گئیں کہ فوراً سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر التوائے جنگ کی معاہدہ کو از سر نو شروع کئے جانے کی پر زور درخواست کرے۔ اور بصورت انکار سفارتی تعلقات منقطع کر دئیے جائیں۔

اس مسئلہ کو بلا تردد فوراً قبول کر لینا ایک نہایت ہی لائق مدبر کی صفات عقلی میں داخل ہے وہ

[1] سرویا کے نشان علم پر شیر ببر کی تصویر ہوتی ہے جیسے کہ مختلف قومیں مختلف نشان اور امتیازات اپنے قومی علموں پر نصب کر لی ہیں +

پر جو نقش جو اپنی محبوبہ دولی مدعا کی حمایت مین نتیجہ و دیوار سے اپنے سر کو ٹکرا وے۔ گو ہماری تحسین و آفرین کا مستحق ہو لیکن ہمارے اعتبار یا بہروسے کے لائق کسی طرح نہ ہوگا۔ انسانون کے بہر اس قسم کے نہین ہوتے

سب سے بڑا اہم مسئلہ جو عبد الحمید کو پیش آیا یہ تہا کہ وہ اپنے زبردست جانی دشمن کی اس عدم اعتدال ناجائز [illegible] ہمت کا کیا جواب دے۔ مگر اس مین بھی اس نے اپنے دلی میلان اور ذاتی عزت و تمکنت کو جہوڑ کے اور رواجی خیالات کا کچھ پاس نہ کرکے (جیسا کہ اوسنے اپنی زندگی کے ہر ایک فعل مین کیا ہے) [illegible] اپنے ملک کی بہبودی اور یوروپ کی رضامندی کو محفوظ رکہکر اور پانچ ماہ تک التوا [illegible] منظور فرما لیا۔ زار روس نے اپنی جنگی تیاریون کو مکمل اور پورا کرنے کیلئے [illegible] میعاد حاصل کرکے اب اپنا دوسرا پیادہ آگے بڑہایا۔ کہ اسکی طرف سے ایک ڈپلومیٹک مراسلت سینٹ جیمس (St. James) [illegible] برطانیہ کو بدین مضمون روانہ کیا گیا۔ کہ زار روس کو یوروپ کے حفظ امن کی اغراض کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امن و امان کے قایم رکہنے کے لیے (روس کا ایسا خواہشمند ہونا سیاست مدان کے طالب علم کے لیے سخت حیرت انگیز امر ہے) عثمانی سلطنت کی عیسائی رعایا کی حفظ و امان کے لیے صلاح [illegible] اور سلطان سے اون اصلاحون کے جاری کرنے کے لیے جن کو کانفرنس تجویز کرے ضمانت لینے کے لیے ایک یوروپین کانفرنس منعقد کیجاے۔

اگر روس کی بے ایمانی کو کافی طور پر تحقیق کرنے کے لیے کوئی کسر باقی رہگئی ہو تو اوس کمی کو مراسلہ پیش کرنے کے متعلقہ واقعات پورا کیے دیتے ہین۔ اس درخواست کو پیش کرتے وقت چھ ماہ قبل ازین شاید مناسب ہوتی۔ زار نے باسفرس کی بادشاہ گروہی اور ایک نئی سلطنت کے قایم ہونے کے امر کو بالکل بہلا دیا۔ قومی اوصاف و اطوار کے جانی دشمن روس نے یہ جتلانے کی کبھی جرات نہین کی۔ کہ اسکی قوم (یعنی رعایاے روس) اپنے سرکاری محکمہ خبر رسانی کے ذریعون سے کبھی بہی متمتع نہین ہوئی ہے۔ گمان کرنا بالکل ناممکن ہے کہ زار کو اوس بادشاہ کی کیرکٹر اور ارادون سے جسے حوادث زمانہ نے تخت روم پر بٹھلایا۔ ناواقفی محض ہو۔ یعنی وہ یہ امر اچھی طرح سے جانتا تہا کہ مین سلطان سے دہمکیون اور دباو کے ذریعہ سے وہ بات کرانی چاہتا ہون جسپر ابتدا ہی سے سلطان نے برضا و رغبت خود عملدرآمد کرنے کی ٹہان رکہی تہی۔ اور روس کی یہ حکمت عملی کہ فریق مخالف کو بڑے تحملانہ طور سے تنگ اور پریشان کرے اس بات سے بخوبی واضح ہو جاویگی کہ زار نے حوادث غیر مترقبہ کی پیشبندی کے لیے انتظام کر لیا۔ وہ کیا؟ یعنی ڈیڑہ لاکھ فوج اور چھ سو توپین زیر کمان گرینڈ ڈیوک نکلس سرحد پر جمع کیگئین۔

سلطانکی اون مشکلات کو جن سے وہ گہرا ہوا تہا۔ دور کرنے کی خالص کوشش کرنے [illegible]
کرنیکے روس نے دوسری طاقتون کو اسبات پہ آمادہ کیا کہ وہ روم سے ان معاملون پر ایک معین
عرصے مین کاربند ہونے کا جبرًا اقرار قبول کروائین۔ اور ساتہ ہی اوس کو یہ بھی سمجھا دین کہ عیسائی
رعایا کی افلاح کا یوروپ ہر وقت نگران رہیگا۔ اور اوس کو اختیار ہوگا کہ اس غرض کے واسطے [illegible]
جو تدابیر جب کبھی مناسب خیال کرے۔ ایک متفقہ عمل سے اس امر کی تائید کرے

اس نوٹ کے جواب مین انگلستان کے وزیر صیغہ خارجیہ نے روس سے [illegible] حکومت کی [illegible]
امر کا اطمینان کلی کردے۔ کہ یوروپ کی اس قسم کی مداخلت کرنے پر وہ تمام [illegible] فوجین جو ترکی [illegible]
پر جمع ہوئی ہوئی ہین۔ فورًا واپس ہٹا لیجاوینگی۔ روس نے کسی معینہ درخواست کے صاف [illegible]
جواب نہ دینے کی اپنی مدامی پولیسی پر چلکر اس تجویز کا یہ جواب دیا کہ باب عالی کو متفقہ نوٹ دیئے کے
بعد افواج ہٹا لینے کا مسئلہ صرف سلطان اور زار کے باہمی فیصلے پر بغیر کسی دوسری سلطنت کی دخل
دہی کے چھوڑا جاویگا۔ یہ امر منظور کیا گیا۔ اور ۳۱ مارچ ۱۸۷۷ء کو مندرجہ ذیل مراسلہ جسے ڈپلومیسی
Diplomacy سفارت ایلچی گری) کی زبان مین پروٹوکول **Protocol** اصل فقرہ
منقول منہ کہتے ہین۔ دول عظام کے سفرا نے سلطان کے روبرو پیش کیا۔

یہ دول عظام جن سب نے باتفاق مشرق کے امن کی ذمہ داری اوٹہائی ہے۔ او
اسی غرض کے لیے جنہون نے کانفرنس منعقدہ قسطنطنیہ مین دخل دیا تہا تسلیم کرتی ہین کہ اس مقصد
کے حصول کے لیے سب سے بڑا ضروری امر اولًا اوس اتفاق اور اتحاد کو قائم رکہنا ہے جو خوش قسمتی
سے اون سب مین موجود ہے اور نیز اوس متحدہ تردد او خیال کو از سر نو مضبوط کرنا ہے جو وہ ترکی
کی عیسائی رعایا کی بہتری۔ اور بوسنیا۔ ہرزیگونیا و بلگیریا مین اون اصلاحات کے شروع کیے جانے
کیلیے جنہین باب عالی نے اس شرط پر منظور کیا ہوا ہے کہ وہ ایطوخود اون کو رائج کریگا رکہتی ہین وہ
سرویہ کے ساتھ تکمیل صلح کو قبول کرتی ہین۔ مگر ساتھ ہی مانٹی نگرو کے بارے مین خیال کرتی ہین۔
کہ پائیدار اور مدامی صلح و صفائی کی اغراض کے لیے سرحدون کی درستی اور دریاے بوئینیا کی
بے روک جہاز رانی ضروری ہے۔ یہ طاقتین باب عالی کی ان دونون ریاستون کے ساتھ عہد و
پیمان کے مکمل یا قریب تکمیل ہو جانے کو حفظ امن و امان عامہ کیطرف جو ہم سب کی خواہشون کا
متحدہ مدعا ہے۔ ایک نمایان پیشقدمی خیال کرتی ہین۔ وہ باب عالی سے درخواست کرتی ہین کہ وہ
طاقت جنگی کو حیثیت صلح مین کرکے اوس تعداد تک جو امن و امان کے قائم رکہنے کیلیے ضروری [illegible]

پہنچا دے۔ اون اصلاحات کو جو صوبجات کے امن اور فلاح و بہبود کے لیئے لابُد ہین۔ اور جن کے متعمل کو انیت کانفرنس مین زیر بحث رہچکی ہین فورًا شروع کر دے اور اپنی خوشنودی ظاہر کرتی ہین × × × × × × × × × × × × × × کہ باب عالی نے اون مین سے اکثر کو فورًا شروع کر دینے کے لیئے اپنے آپ کو بالکل تیار اور آمادہ بتلایا ہے۔ وہ باب عالی کے سرکلر مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۷۶ء اور عثمانی گورنمنٹ کے اون اقرارون کو جو کانفرنس مین کیئے گئے تھے۔ اور جن کی تائید بعد ازان بذریعہ اوس کے سفراء کے ہوتی رہی ہے۔ خاصکر پسند کرتی ہین۔ باب عالی کے ان نیک ارادون اور اون کو فورًا عمل مین لانے کے ظاہرا شوق کو مد نظر رکھکر دول عظام یقین کرتی ہین کہ انکو پاس یہ امید کرنے کی کافی وجہ ہے کہ باب عالی اس موجودہ امن سے پورا فائدہ اُٹھاکر اپنی عیسائی رعایا کی حالت کی درستی مین جو یوروپ کے حفظ امن کے لیئے سخت ضروری بتلائی جاتی ہے بدل و جان مصروف ہو جائیگا۔ اور جب ایک دفعہ اوس کو شروع کر دے گا تو اپنی عزت کا لحاظ اور معاملی کا پاس رکھکے نیک نیتی اور مستقل مزاجی سے اوس مین لگا رہیگا۔ یہ دول تجویز کرتی ہین کہ وہ بذریعہ اپنے اپنے سفراء متعینہ قسطنطنیہ اور دیگر مقامی ایجنٹون کے ہر وقت نگران رہین گی کہ عثمانی گورنمنٹ اپنی وعدون کو کیسے طور پر پورا کرتی ہے۔ اور اگر انکی امیدون کی قسمت مین ایک دفعہ پہر بھی ناکامیابی لکھی ہی۔ اور سلطنت کی عیسائی رعایا کی حالت ایسی عمدہ نہو گئی۔ جس سے کہ وہ مشکلات اور پیچیدگیان جو وقتًا فوقتًا مشرق کے امن و امان کو ابتر کرتی ہین رُک سکین۔ تو وہ یہ جتلا دینا اپنا فرض سمجھتی ہین کہ معاملات کی ایسی حالت ان سب کے مقاصد کے خصوصًا اور کل یوروپ کے عمومًا نہایت ہی برخلاف ہوگی۔ اس صورت مین وہ اپنا استحقاق سمجھین گی کہ امن و امان عامہ کے قیام اور عیسائی رعایا کی بہتری کے لیئے چارہ جوئی وہ سب بالاتفاق مناسب خیال کرین عمل مین لاوین "

مین نے اس قیمتی اور نادر الوجود کاغذ کو جو کل یوروپ کی متفقہ ڈپلومیٹک دسفارتی) لیاقت اور طبع آزمائی کا لب لباب ہے پورا پورا درج کرنا ضروری خیال کیا ہے۔ کیونکہ مین جانتی ہون۔ کہ اوس وقت اس کے پڑھنے کی بہت ہی تھوڑی لوگون نے تکلیف گوارا کی تھی۔ اور اکثر لوگ یہ خیال رکھتے تھے۔ اور اب بھی رکھتے ہین۔ کہ روس نے صرف بامر مجبوری اوس وقت جب کہ تمام ڈپلومیٹک وسائل صلح کو قایم رکھنے مین ناکامیاب رہے اعلان جنگ دیا تھا۔ یوروپ کے امن و امان قایم رکھنے کے ذریعہ ہونے کے لیئے مین خیال کرتی ہون۔ یہ پروٹوکل اکثر اشخاص کو

سلطان اپنی قوم اور مذہب کے دشمن ہونے سے کچھ ہی کم ہوتا۔ اگر وہ ان کارروائیون کی اصلی مراد سے اغماض کر جاتا۔ مگر اپنی آنکھین بند کرنا سلطان عبد الحمید کی عادت ہی نہین۔ اوسنے عثمانی جنگی طاقت کو اور زیادہ مضبوط کرلیا اور اپنی تقویت دینی کا جو سرمایہ جیسی طاقت کے مقابلے کیضرورت سے بہت ہی بڑھ کر ہو حکم دیا۔ اور جب آخر کار ۱۸۷۶ء مین کانفرنس منعقد ہوئی تو یوروپ مین کوئی ایک مدبر بھی اس سے ذرہ بھر مفید نتیجہ مترتب ہونے کو ممکن یقین نہ کرتا تھا۔ کانفرنس وہ سب کچھ کر نے بیٹھی جو دراصل اوس کے بانی کا منشاء تھا یعنی مطلق ہیچ۔

اپنے سچے دوستون یعنی انگریزون (حضرات) کی نصیحت کو رد کرکے اور اپنے علانیہ دشمنون یعنی روسیون کے دباؤ مین نہ آکر اطاعت کو نہ قبول کرکے عبد الحمید نے بغیر کسی دوسری طاقت کی مدد کے سرویا کے ساتھ شرائط صلح مقرر کرنے کیطرف توجہ کی۔ یہان اوسنے بحیثیت ڈپلومیٹ کے اپنی پہلی کامیابی حاصل کی۔ جو شرائط اوس نے پیش کین فوراً قبول کر لیگئین۔ اور بطور امن کا وقفہ حاصل کر کے وہ اندرونی درستیون مین مصروف ہوگیا۔

مگر ایک مصلح سلطان کو ایک لمحہ فراغت گوارا کرسکتا ہے۔ ممالک عثمانیہ مین امن وحفاظت قائم ہوجانے سے روسیون کے لئے کوئی حیلہ باقی نہین رہجاتا تھا اور خاصکر بیرونی حملے کا ہر ایک موقع چھن جاتا اگرچہ روس روم مین نئی تہذیب کی ابتدا کو روک نہ سکتا تھا تاہم اوسکو لاعلمی تو ظاہر کرسکتا تھا۔ کانفرنس کے برخاست ہوتے ہی پرنس گارچکاف نے کل دول عظام کیطرف ایک سرکلر کانفرنس کی ناکامیابی کا حوالہ دیکر روانہ کیا۔ بدین مضمون:

"پس ایک سال سے زیادہ کی سفارتی کوششون کے بعد بھی جن سے دول عظام نے مشرق مین قیام امن کی سخت ضرورت اوس اتفاق کا اظہار کیا تھا۔ جو اونہین بنظر قائم رکھنے امن عامہ کے حاصل ہے۔ اور جس کے عمل مین لانے کا بغرض قیام امن پختہ ارادہ ظاہر کیا۔ تمام کل دربارہائے یوروپ نے آپ کو اسی کیفیت مین پاتے ہین جیسے ابتدائے تنازعہ مین تھے۔ بلکہ اوسکی نوبت کشت وخون پر جوش تعصبون۔ بربادیون اور سب چیزونکی عبرتناک حالت کے ایک غیر معین وقت تک بڑھ جانے کے منظر تک جو اس وقت تک تمام یوروپ پر چھایا ہوا ہے بڑھ گئی ہے۔ اور اوس نے تمام قومون اور گورنمنٹون کی توجہ کو ہمہ تن اپنی طرف مصروف کرلیا ہے۔ باین ہمہ باب عالی نے اپنی کل قدیم معاہدون کو اور بحیثیت یوروپین سسٹم European system کے دول متمدن کی ایک ممبر ہونے کے اپنے فرائض کے ادا کرنے اور دول عظام کی متفقہ خواہشون سب کو بالائے طاق

رکھا ہے مشرقی مسئلہ بجائے اس کے کہ باطمینان حل ہوجانے کیطرف ایک قدم ہی بڑھے اور زیادہ پیچیدہ ہوگیا ہے۔ اور اس وقت تمام یوروپ کو حفظ امن۔ انسانیت کے ہمدردانہ خیالات اور کل عیسائی اقوام کے ہمسایہ [illegible] بہیانک خطرہ موجود ہے"

اس کانفرنس کی چالبازی کو معلوم کرنے کے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ کانفرنس کے انعقاد سے پیشتر ہی سلطان نے اندرونی انتظام کے مسئلے کو بڑی تندہی سے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔ اور بمشورہ وزراء اصلاح حکومت کے لئے ایک سکیم تجویز کی تھی جو اکثر دول کے سفراء کو پہلی ہی نشست مین بتا دی گئی تھی۔ توپون کی سلامی اتارنے کی گرج کے ساتھ ہی صفوت پاشا نے بیان کیا تھا کہ اوس بڑے ایکٹ نے جو اس وقت مکمل ہو رہا ہے۔ آج ہمارے [illegible] سالہ طرز حکومت کو بدل دیا ہے۔ وہ کانسٹیٹیوشن Constitution قانون یا ضابطہ ہے۔ سلطان نے اپنے ملک کو عنایت فرمایا ہے۔ اس وقت [illegible] یہ اوس کی رعایا کے لئے خوشحالی اور فارغ البالی کا نیا زمانہ شروع کرتی ہے"

اس کانسٹیٹیوشن کی [illegible] کسی دوسرے حصہ مین دیگئی ہے کہ یہ سکیم نہایت ہی مناسب حالات [illegible] اسپر اس جگہ بحث کرنیکا میرا ارادہ نہین۔ ممکن ہے کہ [illegible] معلوم کر لیا ہوگا کہ کانسٹیٹیوشنل آئین ایسے طریقے ہین جو امتداد زمانہ اور پولیٹیکل اور انتظامی قوتون [illegible] ہی سے سمجھ سکتے ہین۔ وہ کسی کل کے پرزے نہین کہ کوئی شخص اون کو ٹھیک ٹھاک کرکے کام پر لگا دے۔ اور نیز یہ بھی مسلمہ امر ہے اگرچہ [illegible] جمہوریہ خیالات کی نشوونما مین ہمیشہ بڑی آہستہ آہستہ [illegible] بتانا مناسب ہے کہ مختلف اقوام و ملل کے لیئے مختلف وضع ہی کی حکومت درکار ہے۔ مگر خواہ کچھ ہی ہو اس مین کسی قسم کا شبہ نہین کہ مدحت پاشا کی کانسٹیٹیوشن کو کام کرنے اور کامیابی حاصل کرنیکا ذرا بھی موقع نہ ملا۔ اور اوس کے رستہ مین اوسی ہی سلطنت نے سب سے بڑی رکاوٹین ڈالین جسکی کل تواریخ اون طاقتون کے ساتھ جانکاہ لڑائیون کی لڑنے سے جنہون نے آزادی کیطرف قدم بڑھایا لبریز ہے۔ ہر ایک ایسی چیز سے جو کانسٹیٹیوشن کی صورت مین ہو۔ زار کی دلی نفرت معلوم کر لینا کچھ مشکل امر نہین۔ جب یہ یاد رکھا جاوے کہ کیسی سنگدلی اور بے پروائی کے ساتھ بادشاہان روس نے اون تمام زن و مرد کو جنہون نے اپنے ملک مین اس قسم کی طرز حکومت ہونے کی کوشش کی۔ پھانسی دیدیا یا مدت العمر کے لیئے اون کو حالت غلامی مین ڈالدیا۔

کی خوش قسمتی سے عیسائی طاقتون کو ایک ایسے شخص سے سابقہ پڑا جس کو بہ نسبت اپنے ازالۂ غضب کا لہ لینے کا اور بھی بہت کچھ مدنظر تھا۔ سر [illegible] نے اوس وقت اوس شخص کیطرح عمل کیا۔ (جیسا کہ وہ اس وقت سے برابر کر رہا ہے) جس کی اصلی غرض یہ تھی کہ [illegible] رعایا کے ہر فرد بشر کی بھلائی اور بہتری ہو۔ اوس نے غصہ کیا کہ بھڑک اوٹھنے سے اپنے آپ کو روکا۔ اور اون دول یورپ کی بعضت انصاف کے پاس جو مصنفین اون یوروپین دربارون مین سلمان بادشاہون سے تعلق رکھتے اور نامہ و پیام کی [illegible] باہم نامینہ ہوئی ہو ایک اور اپیل کی۔

پروٹوکول کے پیش ہونے کے ایک ہفتہ ہی کے اندر دول یورپ [illegible] جناب باب عالی نے پرداب مگر سنجیدہ و متین الفاظ مین غیر سلطنتون کیطرح کی مداخلت کرنے [illegible] متعلق اپنا حق اور اپنی مطلق العنانی جتلادی۔ اور اپنا مستقل ارادہ اس [illegible] کرنے کا کیا جس کو کوئی اور طاقت نہین کر سکتی ہے۔ یعنی اون اصلاحون کا بغیر کسی دوسری طاقت کی مدد کے رائج کرنا جن کا ضروری ہونا باب عالی خود تسلیم کرتا ہے۔ اس جواب کے اخیری الفاظ قابل اندراج ہین۔ جس کی طرز عبارت کا مراسلۂ دول کے پیرایہ تحریر سے متضاد ہونا دیکھنے کے لایق ہو۔

"اپنے دعوے کی صداقت کی قوت اور خداوند کریم کی مدد کے بھروسے پر ٹرکی علی الاعلان [illegible] علانیہ کہدیتی ہے کہ وہ اون تمام امور کو جو بغیر اوسکی اجازت کے یا اوس کے برخلاف قرار دیئے گئے ہون نظر انداز کرتی ہے۔ اوس مقام و منزلت کو جو قدرت نے اوس کو بخشی ہوئی ہے قائم رکھنے کا مستقل ارادہ ٹھان کر وہ (ٹرکی) اون تمام حملون کو روکنے سے جو اوس کے حقوق۔ تعلقات باہمی کے اصول اور اون یوروپین معاہدون کے برخلاف کیے جاتے ہین جو اوس پروٹوکول پر [illegible] کی [illegible] کی گورنمنٹ کے نزدیک کچھ بھی وقعت نہین۔ دستخط کرنے والی دولتون پر برابر ہی حاوی ہین ہرگز کوتاہی نہ کرے گی۔ آخر مین وہ یوروپین دربارون کے کانشنس (ضمیر) کے پاس جن کی نسبت اوسکو یقین ہے کہ وہ سب اوسی اتحاد خلوص اور مساوات کے حقوق سے اوس کے ساتھ برتاو کرین گے جیسا [illegible] قدیم مین کرتے تھے۔ اپیل کرتی ہے۔"

اتحاد اور مساوات کے خیالات جو الگزینڈر دوم (زار روس) کے سینے مین نہان تھی ۲۴ اپریل [illegible] کے اعلان مین اس طرح ظاہر ہوئے جس مین وہ بیان کرتا ہے کہ وہ کل روسی قوم مشرق [illegible] عیسائیون کی حالت درست کرنے کے لئے بیقرار ہو رہی ہے لیکن یہ دریافت کرنا ذرا مشکل ہے کہ زار نے اپنی رعایا کے اس جوش کو کیسے معلوم کر لیا جب کہ نہ ہی مطابع (Press) کو آزادی حاصل ہو

اور نہ ہی پلیٹ فارم (Platform) کے ذریعہ سے (یعنی بذریعہ پبلک تقاریر) اون کے خیالات ظاہر ہو سکتے ہین۔ خیر قومی خیالات خواہ کچھ ہی ہون وہ (زار) اور آگے چلکر کہتا ہے۔ کہ "ٹرکی کی متکبرانہ ضد نے اوسے تلوار کھینچنے پر مجبور کر دیا ہے" اور اوس نے اپنی ہی طرز مین اس اعلان کو اس فقرے پر ختم کیا "ہم اپنی بہادر فوجون کو خدا سے برکت مانگ کر ٹرکی کی سرحد سے گذرنیکا حکم دیتے ہین"

اس زمانہ کی یوروپین تاریخ پڑھکر کوئی بھی انگریز خیالات اور غصے کے آثار ظاہر کیئے بغیر نہین رہ سکتا۔ اب دس سال گزر جانے کی بعد بھی ایک شخص انگریزونکی اس بزدلی۔ بے عقلانی۔ خود غرضی دغابازی اور اپنے ملک کی نہایت ہی قدیم اور باوقعت ذمہ واریون کو بڑی بے شرمی سے ترک کر دینے پر مضمون لکھتے وقت (جو سبب ہوا اس نازک معاملہ مین اوس وقت کی انگریزی گورنمنٹ مین پائے جاتے تھے) بڑی مشکل سے اپنے قلم کو جائز حد اور جائز احاطے سے نکلجانے سے روک سکتا ہے۔ اس مضمون کو اپنے برسون کے مطالعے اور اوس وقت کے تمام حالات کی پورے علم سے لکھتے ہوئے اس ماجرے کو شت ۱۸۷۶ء کیحالت سے دیکھکر مین یہ کہتا ہون کہ اگر انہین مجلتی کہ لارڈ بیکنسفیلڈ کا دربار اگر ذرا سا استقلال و جرأت بھی ظاہر کرتا تو یہ تمام تباہی۔ کشت و خون۔ ویرانی اور وہ کل شکہائے غم۔ جنہون نے اس بدبخت سال کی تاریخ پر ایسا سیاہ دھبہ چھوڑا ہے۔ ہرگز واقع نہ ہوتے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ سلطان کی طرح بخوبی جانتا تھا کہ روم کے اندرونی معاملات کی درستی کے لیئے ایک طویل زمانہ امن درکار ہے۔ وہ جانتا تھا کہ انگلستان کا بڑے زبردست معاہدون کی رو سے فرض تھا۔ کہ وہ اپنے معاون (روم) کو صحت یابی اور سنبھلنے کا موقع دلاتا۔ پارلیمنٹ کا بہت بڑا حصہ اور بیرونی قوم انگریزی (یعنی جو پارلیمنٹ مین شامل نہ ہو) کا ہر ایک دیانت دار اور محب وطن شخص لارڈ بیکنسفیلڈ کی اعانت پر تھا جس سے وہ اپنے پولیٹیکل حریفون اور مخالفون کی زبردست سے زبردست کوششون کو بڑی آسانی سے رد کر سکتا تھا۔ مگر باین ہمہ وہ اس لفظ کے بولنے کی جرأت نہ کر سکا جس کے بولے جانے سے کل یوروپ مین امن و امان اور سلطان کی رعایا مین فلاح اور فارغ البالی قایم رہتی۔ مگر بیٹھے ہوئے دودھ پر چلانا بے سود امر ہے۔ اور ایک ایسی بڑے بر کے (جو اکثر حالتون مین بیشک بڑا تھا) افعال پر نکتہ چینی کرنا اور جسپر عرصے سے قبر بند ہو چکی ہے۔ اگر شیطانی کام نہین تو کفران نعمت یا امر ناشکر گذاری تو ضرور ہے۔ تاہم زندون کے ساتھ انصاف کرنا ہمین مجبور کرتا ہے۔ کہ امر واقعی بیان کرتے وقت مردون کا بھی لحاظ نہ کرین "دیانتداری سب سے عمدہ حکمت عملی ہے" ایک ایسی ضرب المثل ہے جو ڈپلومیٹک کاپی بک دسفارتی مشقیہ کاغذ) مین

صرف اس قابل معلوم ہوگا کہ تعلقات باہمی کے علم ادب (طرز انشاء نامہ و پیام مابین شاہان)
کے عجایب نمونون کے عجایب گھر مین کسی بجن ہول (Pigeon Hole خانہ دار الماری)
مین رکھدیا جاوے۔ جنوبی امریکہ کی اگر کسی چھوٹی سی چھوٹی جمہوری ریاست کو بھی لکھا جاتا۔ تو
اوسکی یہ ایک سخت ہتک ہوتی۔ مگر جب کہ ایک ایسے شخص کو جو لاکھون سپاہ کا مالک۔ ایک عظیم الشان
قدیمی سلطنت کا شہنشاہ ہو اور جسے تینون براعظمون کے کروڑون مسلمان اپنے مذہب کا سردار اعلیٰ (خلیفہ)
جانتے ہون مخاطب کیا جاوے تو یہ ایک ایسا پر حماقت نامعقول فعل ہے جس کی نظیر اور مثل تعلقات
باہمی کے نامہ و پیام کی تاریخ مین ہرگز نہ ملیگی۔

اگر اس پروٹوکل کے حوالے اور اشارے مہیا مطابق حال ہی ہوتے۔ تو بھی اوس کی
دستخط کنندہ سلطنتون نے اوسے ایسی برافروختہ کرنے اور چڑ کانے والی عبارت مین تحریر کیا جسقدر
کہ اون سے ہوسکا۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہین کہ یہ سب ہذیان بغیر کسی شہادت مویدہ کے حوالہ دیئے
کے لکھے گئے ہین اور جس کے ساتھ ظاہر طور پر کھلم کھلا دہمکی شامل تھی۔ تو ہم یہ نتیجہ نکالنے سے مشکل
سے بچ سکتے ہین۔ کہ دول عظام اس الٹی میٹم (Ultimatum آخری رائے) کو پیش
کرنے مین کسی نہ کسی بے ایمان کے فریب مین آگئین۔ جس کا اصلی مدعا ظاہر مطلب کے عین متضاد
تھا۔ پرنس گارچکوف کا جس نے اس پروٹوکل کو لکھا۔ اصلی مطلب یہ نہ تھا کہ امن و امان قایم رکھا
جاوے جیسا کہ ظاہری طور پر جتلایا گیا تھا۔ بلکہ اوسکی عین مراد وہ کشت و خون انجام تھا جس
کا یہ مرحلہ صرف ایک مقدمہ اور دیباچہ پیش خیمہ تھا۔

اوس شخص کی حالت پر ذرا غور کرو جسپر یہ ہتک آمیز حملہ کیا گیا۔ اور اوسکی آنکھون سے اس معاملہ
کو دیکھنے کی کوشش کرو تخت روم پر بیٹھتے وقت وہ اوس قوم کی جو کل جہان مین سب سے زیادہ
وفادار اور جان نثار رعایا ہے۔ کل بے اندازہ ذمہ داریون اور فرائیض کو بخوبی جانتا تھا۔ اور اون
فرائیض کے کما حقہ بجا لانے کے لیئے وہ جانتا تھا کہ سب سے اول مطلق العنانی اور امن و امان کا ایک
زمانہ دراز بہت ضروری ہے۔ اوس کے مدبرانہ فہم و فراست نے معلوم کر لیا تھا کہ اون مشکلات کے
اسباب جو اوسکی سلطنت کو گھیرے ہوئی ہین عرصہ بعید سے قایم ہین اور خوب جگہ پکڑ گئے ہین۔ اور
سوائے آزمایشی اور آہستگی سے قایم شدہ علاجون کے کسیطرح دفعہ نہین ہوسکتے۔ وہ خوب جانتا تھا
کہ جو علاج باہر (غیر ملک والی) سے تجویز کیئے جاتے ہین وہ مرض کے اصلی مزاج کی غلط تشخیص اور واقعی
اصل علاجون کی غلط فہمی پر مبنی ہوتے ہین۔ اور یہ بھی اوسے معلوم تھا کہ خاصکر ایک سلطنت

جو ان تجاویز کو بڑے کبر و نخوت سے پیش کرتی ہے۔ صرف خود غرضی پر اڑی ہوئی ہے اور اوس کو خود اپنے گہر کے انتظام کی نسبتاً بہت زیادہ ضرورت ہے۔ سلطان روس کے اندرونی انتظام کی ابتری سے ناواقف نہ تہا۔ وہ بخوبی جانتا تہا کہ روسی دہقانی حالت بہ نسبت اوسکی عیسائی رعایا کے بدرجہا بدتر ہے اور وہ عمداً وہ مسلسل مظالم وشدائد جو خاص زار کے حکم سے روسی دہقانون پر کیئے جاتے ہین اگرچہ کم حیرت افزا ہون۔ مگر باشی بوزق کی بہی بہار کے مظالم سے کئی درجہ بڑہ کر ہین۔

اوس نے معلوم کیا کہ باوجود میری نیک نیتی اور صفائی باطنی کے دول یوروپ مجہ سے بدگمان اور بے یقین ہین۔ جن کے بحیثیت میری اصلاح کرنے کی کوشش دن کے نگران رہنے کو ہین۔ وہ اپنی سرحد پر اپنی ملت و مذہب کے قدیمی دشمن کی فوجون کا اجتماع دیکہتا تہا۔ اور پہر اوسے کہا جاتا تہا کہ وہ اپنی اوس چہوٹی سی فوجکو جو حال ہی مین ایک ناجائز اور بے سبب حملہ کو ابہی رد کرچکی تہی۔ توڑدے اور متفرق کردے اپنے اور اپنے ملک پر اس بڑے نازک وقت کو اور دیگی حالت مین وہ اسطرح مخاطب کیا جاتا ہے جیسے ایک شریر لڑکے کو کوئی شیخی خورمعلم کرتا ہے۔ بالتحقیق موجودگی ان حالات کے اگر وہ اوس دہمکی سے جو خواسے کل یوروپ نے ہی کیون نہ دی ہی۔ دب جاتا۔ تو ہم سب تسلیم کرتے ہین کہ وہ نوبانسے بہت کم یا ایک غلام سے بہی بدتر ہوتا۔

مین خیال کرتی ہون کہ دنیا کا کوئی بہی بادشاہ اس سے نصف ہتک پر بہی اپنے مزاج پر قادر اور صابر نہ رہتا۔ اگر وہ کل سفرائے دول کو قسطنطنیہ سے فوراً نکلجانے کا حکمدے دیتا۔ اور یوروپ کو کہدیتا کہ جو کچہ کرنا ہے کرلو تو تہوڑے ہی آدمی اس امر سے متعجب ہوتے اور نہایت ہی تہوڑے اوسے الزام دیتے۔ سلطان کے ہاتہ مین چند ایسے پتے ہین کہ جب اور جس وقت وہ اون سے کہیلنا دیا اون کو بانٹنا چاہے تو دنیا کے تینون براعظمون مین تباہی اور آتش حرب بہڑکا سکتا ہے۔

المختصر وہ صرف دنیاوی بادشاہ ہی نہین بلکہ اپنے مذہب کا دینی پیشوا (خلیفہ اسلام) بہی ہے اور یہ اوس کے اختیار مین ہے کہ جہان کہین مسلمان اور عیسائی دوش بدوش رہتے ہین۔ اون کو آپس مین ایک جانگداز جنگ وجدال مین ڈالدے۔ (مِن مترجم۔ اوّم مہلہ ٹاٹر لیرڈ سفیر انگلستان بنام وزیر صیغہ خارجیہ۔ اگر سلطان روم ایشیا کے پانچوین درجے کا بادشاہ ہی کیون نہ ہوجاوے۔ پہر بہی وہ کل دنیائے اسلام کا خلیفۃ المومنین ہی رہیگا۔ اور ہمکو اس طاقت سے بچتے رہنا چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ) اگر کسی سلطان کو اس عظیم الشان طاقت کا استعمال مین لانا کبہی جائز ہوسکتا تہا۔ تو وہ اوس پروٹوکول کے پیش ہونے کے وقت سلطان عبدالحمید ہوسکتا تہا۔ مگر یوروپ۔ ایشیا اور افریقہ اور خاصکر انگلستان

بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور اگر پائی بھی جاوے تو بہت ہی کم اور ... ہوتا ہے۔ لیکن فرانس کی طرح انہوں نے معاملات ... میں بھی ... درست ہو کہ گناہ اپنا بدلا لینے کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لیتا ہے ... اس ... یہ بتلانے کے لیے کسی الہام کی ضرورت نہیں کہ انگلستان بھی ... اپنی ... کی ... غلطی کے درست کرنے میں اپنا آخری پونڈ یا آخری جان صرف نہیں کرے گا بلکہ اوسکو بہت کچھ ... مال اور جان و جوان خرچ کرنا پڑے گا۔

اعلان جنگ کے بعد کچھ دنوں تک تو ... بالکل ... کا ... لیا۔ مگر ... اس ... سے زیادہ ... ناممکن تھی۔ اوسنے فوراً ہی ... جب ... روپیہ ... کا ... بند ... حکم ... تھی ... پر تمام ... اور روسیون نے ... شامل ہو جانیکا الزام ... مناسب ... اور انہوں نے ... ترکی ... کی ... اور ... سے محفوظ رہنے ... کی ... اٹھنی۔

اس وقت ترکی افواج کا کمانڈر جس کا فرض یہ تھا کہ روسی فوج کی ... پیشقدمی کو روکتا عبد الکریم پاشا تھا۔ اور خاص ... طبعی نالیاقتی یا کسی اور زیادہ مشتبہ امر کے سبب اوس نے اپنے آقا ... کے فرض ادا کرنے میں قابل افسوس کوتاہی کی۔ ... کسی ... کو توڑا ... کسی ... کو ... کسی ایسے مقام پر قبضہ کیا جہان سے وہ دشمن کو تکلیف دے سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۸ ... کو جنیرل زمرمن General Zimmerman ... دنیوب ... پار ... اور ایک ماہ کے اندر ہی ... اور ... کے پورے قبضہ میں ہو گیا عثمان پاشا ... روسی پیشقدمی کے اصلی مقام کی خبر اپنے جاسوسوں سے درست نہ ملی تھی۔ پلیونا پر ہٹ آیا ... جو کوہ بلقان کے شمال میں تھا۔ روسیون کے قبضہ میں آگیا۔ جرنیل گورکو ہمراہی دو بریگیڈ ... وچند توپ کے روسی فوج ... گرینڈ ڈیوک نکلس کے ہراول میں تھے۔ وہ تھوڑی سی لڑائی کے بعد ... میں داخل ہوا۔ پھر درہ ہنکوئی کی طرف بڑھا۔ جہاں اوسنے ترکی محکمہ خبر رسانی کی سستی سے (زیادہ سخت لفظ نہ سہی) وہاں کے محافظین کی چھوٹی سی جمعیت کو اون پر اچانک آپڑنے سے بھگا دیا۔ اور پھر ... کی طرف جو دریائے ... سے چھ میل ہے پڑا۔ اس جگہ روسیون کا ... اصلی مقابلہ ہوا۔ ترک نہایت دلاوری سے لڑے۔ اور ایک دفعہ تو وہ جرنیل ... کو ...

General Prince Mirski کے حملے کو بالکل پسپا کرنے مین کامیاب بھی ہوگئی مگر آخر کو روسی شجاعت پر غالب آگیا۔ اور اوسی ماہ کی ۸ کو دونون جرنیلون کی فوجین بلقان کی جنوبی جانب آکر قابض ہوگئین۔

جو فتح روسیون نے اس دغا سے حاصل کی تھی اوسی نے عبد الحمید کو یہ موقع دیا کہ اپنے آپکو مرد واقف امور جنگ ثابت کرے چنانچہ روسیون کے بڑے جلد آگے بڑہتے چلے آنیکی خبرین قسطنطنیہ مین پہونچتے ہی اس شہر مین ایک قسم کا ہلچل برپا ہوگیا۔ ترکی وزرا نے جب دیکہا کہ اون کے اور حملہ آور فوج کے بیچ اب کوئی قدرتی رکاوٹ نہین رہی۔ تو اونکی ایسی حالت ہوگئی جیسے دشمنون مین صرف ایک جرمنی سپاہی کے دیکہنے پر فرانسیسی گاؤن مین وارد ہو جاتی تھی۔ وہ بے حواس بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوئے اور اپنے بادشاہ سے التجا کی کہ وہ دار الخلافہ چھوڑ کر باسفرس کے ایشیائی ساحل پر اپنی جان سلامت لیجائے۔ مگر انہون نے بھی یوروپ کیطرح اپنے آدمی کو اچھی طرح نہ جانا۔ جس حقارت کی نظر سے اوس نے پروٹوکول کی تجاویز کو مسترد کیا تہا۔ اوسیطرح اوسنے ان مایوسی بخش مشورون کو رد کر دیا۔ یہ دیکہکر کہ اس نازک وقت مین دوست اپنے پرانے معاونون دانشمندون سے کوئی مدد نہین ملسکتی۔ اور خاصکر اوس کے وزیرون کی دانائی اور عقل بھی اب گم ہونے لگ پڑی ہے۔ اوس نے اپنے بہادر دل اور اپنی سپاہ کے قدیمی طبعی جوش پر بھروسہ کیا۔ اوس نے ایسے خطرے کیوقت مین اپنی جگہ کے چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور کل امور کا انتظام خود اپنے ہاتھون مین لے لیا۔ اس صورت انتظام کے تغیر کا اثر بہت جلد اکثر ویران شدہ روسی گھرون مین پایا گیا۔ حملہ آور جرنیلون کو جلدی ہی معلوم ہوگیا کہ ایک بہادر مستقل مزاج شخص (عبد الحمید) کے دل کے مقابلہ مین اون کو اس قدر مصائب اور مزاحمتون کو برداشت کرنا پڑا۔ جن کے مقابلہ مین ایک بڑے چوڑے دریا ڈینیوب اور کوہستانی سلسلہ (بلقان) کی قدرتی رکاوٹین ایک سیل کے روبرو ایک پرکاہ کی روک کے برابر نہ تہین۔ رشید پاشا وزیر جنگ اپنے عہدے سے الگ کیا گیا۔ اور عبد الکریم جس نے اپنے فرائض کے ادا کرنے مین اپنے ملک کو دغا دی واپس بلایا گیا۔

جن افسرون نے روس سے رشوت لیکر اپنے شہنشاہ کو دہوکہ دیا تہا سنا گیا ہے کہ سلطان نے حکم دیا کہ ان کو سونے کی بھوک تھی۔ پس سونا پگہلا کر ان کے منہ مین ڈالدو جس سے وہ دار جہنم کو راہی ہوئے بہ تہوم مصطفے پاشا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ اور محمد علی فوجکی کمان پر روانہ کیا گیا۔ عبد الحمید کا جوش حمیت اور اسکی سپاہ کے دلون مین بڑی سرعت سے اثر کر گیا۔ اور اس اثر کے کارنامون کو حملہ آورون

کی ایک غیر مترقبہ دست اور بھی زیادہ مدد ملگئی۔ گرینڈ ڈیوک نکلس جو جلتے لیاقت کی صرف رتبہ کے باعث
امپرار کا چھوٹا بھائی تھا منتظم تھا اس عہدہ پر تھا کسی نا معلوم غلطی سے پلیونا جیسے مضبوط مقام
پر قبضہ کرنا بھول گیا۔ اور اس غلطی کے فایدہ اوٹھانے مین عثمان پاشا نے جس کا اس واقعہ سے
بہت ہی جلد بعد بحیثیت بہادرون کے ہمراہ ایک گھنٹہ مین جام شہادت نوش کر جانے کو تھا کوتاہی نہ کی۔
اپنے شاہی آقا کی غلطی کو درست کرنے کے لیئے جنرل کرڈونر *General Kurdonar* نے تین
جنگین بڑی بڑی مین حملہ روا رکھین کہ اس مقام کو بہر طرح فتح کر لیوین۔ اور سپاہیون نے اوس کے حکم کی تعمیل کی مگر شکست محض
عارضی تھی۔ رجمنٹین بے مدد تھین۔ اور وہ مورچون کے اندر داخل ہی ہوئی تھین کہ عثمان نے اون کو
سخت نقصان کے ساتھ باہر نکالدیا اور اوسنے فوراً وہ مورچہ در مورچہ بندی ڈالنی شروع کر دی جس کی
عالیشان حفاظت ہمیشہ کے لیئے اوس کے نام پر وہ شفاف روشنی ڈالتی رہیگی جیسے کہ سباسٹوپول کی
بلاتی ٹوڈلبین *Todle been* کے نام پر پیشتان نے اپنے آپ کو ایک لائق جنگی انجنیر
اور محل و متعدد کارون سے بھی زیادہ دکھلا دیا۔ کیونکہ اوس نے وہ مقام کے ذریعہ سے صوفیہ تک آمد
رفت کے راستے کو قابو کر لیا۔ اور ساتھ ہی نواز کے مضبوط مقام کو اور زیادہ محفوظ کر دیا۔ پس اپنے خاندار
عزیز کی دلداری نے زار روس سے تین نہایت ہی کار آمد مقام۔ کروڑون روپیے جو ناقہ کش دہقانون
کی مفلسی سے جبراً چھینے ہوئے تھے۔ اور اوسکی سپاہ کی لاکھون جانین ضائع کرا دین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ سلسلہ فتحیابی مین اس ناگہانی مزاحمت نے روسی جرنیلون کے سر چکرا دیئے۔ اور اون کو بجائے ماہرانہ
فن جنگ کیطرح کارروائی کرنے کے ایک بھڑکے ہوئے پاگل سانڈ کی طرح تین کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ
۳۰ ہزار فوج اور بھاری توپخانہ سے پلیونا پر بڑھے اور ۳۰ جولائی کو حملہ کیا مگر اونکی قسمت مین یہ
سبق سیکھنا لکھا تھا کہ غلطی تو بڑی آسانی سے سرزد ہو جاتی ہے لیکن سنوارنا دشوار ہے۔ اپنے مالک کی
غلطی کو ایک دوسرے کے پیچھے درست کرنیکی بیقراری اور تند دنے اس ہو کے نتائج کو بالمجموع اور بھی
زیادہ خطرناک کر دیا۔ حملہ کرنے والے ڈویژن *Division* (حصہ فوج) بجائے ایک کے زیرکمان
ہونے کی ایک دوسرے کی بالکل بے تعلق آگے بڑھے۔ اون کو ان گھاٹیون مین سے ہو کر گذرنا تھا جنکی
کی دو طرفہ بلندیون پر ترکی توپخانہ تھے۔ اسطرح تعلق باہمی کے ضروری رشتہ کے بغیر ہی آگے بڑھنے
سے ایک ڈویژن دوسرے سے آگے بڑھ گیا جس نے کسی کمک یا مدد کا انتظار کیئے بغیر اکیلے ہی نے حملہ کر دیا
شاکافسکوی *Schakoffskui* اس حصہ کے افسر کی بدبختی سے اوسکی کامیابی اوس کی
لیاقت سے بڑھکر ہوئی۔ وہ ایک یکلخت حملہ سے حفاظت کی ایک مورچہ کو دگو بڑا سخت نقصان اوٹھا کر فتح

[illegible] کامیاب ہوئے ہین بدبختی سے اس بیانے کہتی ہون کہ اس کامیابی نے اوس کا اور اون کے
[illegible] کا [illegible] [illegible] فتحیابی سے مست ہو کر اوس نے دوسرے فوراً ست کمانڈر کی کمک لیکر
[illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کرنا پسند نہ کیا۔ اور اپنے آدمیون کو ذرا سا دم لینے کا وقفہ
نہ دیا [illegible] اوس نے دوسرے مورچہ پر حملہ کر دیا۔ وہی [illegible] بہت لڑے۔ مگر اون سے مقابل بھی
[illegible] [illegible] اور نسبتاً تازہ دم تھے تین گھنٹے کی مہیب لڑائی کے بعد وہی
[illegible] ہوگئے۔ آخرکار [illegible] پسپا ہوتے ہوئے رومیون کو اون گہاٹیون مین کو نکلنے
[illegible] [illegible] دوبارہ ترکی توپخانے کی پوری زد مین آنا پڑا جو فراریون پر [illegible]
[illegible] [illegible] اون پر فرومیون پر رحم کہایا اور تعاقب کنندگان اور [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ کو بند کردیا تب [illegible] اوس [illegible] فوج [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] سر و سامان تھوڑا سا حصہ رہ گیا جو [illegible]
[illegible] ہوکر لڑکھڑاتا ہوا [illegible] کی لائین کیطرف ہٹ رہا تھا۔

[illegible] کی اس پہلی [illegible] شکست [illegible] کے دشمنون کے دلون مین سراسیمگی
[illegible] [illegible] زمین پر [illegible] کے [illegible] [illegible] امید کی شعاعین چمک
[illegible] [illegible] کے [illegible] لوگون پر اس شکست کا جو اثر پڑا [illegible] [illegible]
کے مشتہر ہونے ہی روسی دستاویزون کی قیمت بہت ہی گر گئی۔ جو اس شل کے [illegible]
[illegible] اصول کو نہ مانتے تھے مارے خوشی کے جامون مین پہولے نہ سماتے تھے۔ اور روسی افواج کے
[illegible] ڈنیوب [illegible] عبور کرکے فوراً پسپا ہوجانے کے منتظر ہو بیٹھے۔ مگر افسوس جو نقصان عبدالکریم
[illegible] کمانڈر کی بے ایمانی سے روم کو پہونچا۔ اوسکی برخاستگی سے دفع نہو سکا۔ اوس کے [illegible] مضبوط
مقامات کا بغیر کسی لڑائی کے چھوڑدینے سے عثمان پاشا کے لیے ناممکن ہوگیا تہا کہ وہ اوس فتح کے
بعد جو اوس نے دشمنون کی غلطی۔ ذاتی لیاقت اور اپنی فوج کی کمال بہادری سے حاصل کی تھی۔ دشمنون
کا پیچھا کرے۔ وہ اپنے مقام کو قابو رکہنے کیلیے کافی مضبوط تہا۔ مگر نہ اسقدر کہ تعاقب کو جاری رکہکر
دشمن کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کرے پس روسی جرنیلون کو اپنی تیر تبر شدہ نوجوان کو اکٹھا کرنے [illegible]
حاصل کرکے عثمانی قلعبندی پر پھر حملہ کرنیکا موقع ملگیا۔

پلیونا کی لڑائی نے کل نظرون کو اپنی طرف مصروف کرلینے سے جنرل گورکو کے وہ [illegible]
جو وہ جنوب مین کر رہا تہا۔ تمام شائقینون کے دل سے کچھ عرصے کے لیئے بھلا دیئے۔ یہ افسر اوس

تباہی مت نتیجہ جو اوس کے ساتھیون پر پڑی تھی اون دروں کیطرف جو اس چھوٹے سے سلسلۂ کوہ سے گذر کر جسے کا. داغ کہتے ہین رومیلیا کے میدانون کیطرف جاتے ہین. برابر بڑھ رہا تھا مگر اوسے بھی اپنی باری مین ایک سخت مزاحمت کا مزا چکھنا تھا. یہ مزاحمت دراصل اوسی طاقت کی باعث سے تھی جس کا اثر اوسی وقت سے عبد الحمید لائق آدمیون کو مناسب مقامون پر مقرر کرنے سے معلوم کرنے لگ پڑا تھا. جون ہی سلطان نے کاروبار کا اہتمام اپنے ہاتھون مین لیا. اوسنے سلیمان پاشا کو مانٹی نگرو سے واپس بلا کر جس جگہہ اوسکی قابلیت چند وحشی پہاڑیون کے ساتھ بیہودہ چھوٹی لڑائیون مین ضائع ہو رہی تھی. ترکی افواج متعینہ بلقان کا افسر مقرر کیا. گورکو جو شپقا سے انتظار مین تھا. سلیمان نے اوس مقام پر ڈیرہ ڈالا جہان سے وہ اوس کی نقل و حرکت مغربی دروں سے ہو کر جو اوسکے سامنے تھا خواہ طرفی دروں سے ہو کر آوے روک سکے. حملے کا نقشہ کی ... مین تجویز کی کہ بلگیر ... کی فوجون کو دائین اور بائین طرف ترکون کے پیچھے دبا ... روانہ ... کے جو تعاقب شپقا کا. داغ کے دروں تک پہنچ گیا. مگر سلیمان پاشا جس نے اپنی ساری فوج کو مجتمع ... تباہ کن صفون مین گورکو پر غیر متوقع ... جا پڑا. اور اوس کو آٹھ ہزار جانون کا نقصان ... کے ساتھ درہ شپقا اور ہنکوئی سے بالکل پس پا کر دیا

یہ بیان بیجا نہ ہو گا ... مناسب ہے کہ یہ دوسری شکست بھی پلیونا کی شکست کیطرح ماہران فن جنگ کی نظر مین ترکیون کی شجاعت و لیاقت اور نیز حملہ آورون کی لاپرواہی سے واقع ہوئی. روسی ... کے ابتدائی دنون مین بالکل کمزور مزاحمت ہونے کے باعث اپنے دشمنون کو ہیچ سمجھنے لگ ... اور اسی ... نہون نے ... کا جو اوس ایک ہوشیار اور ذہین آدمی (عبد الحمید) کی مستعدی حکومت سے واقع ہوا تھا. کچھ بھی خیال نہ کیا. مگر ان دو لڑائیون نے روسی کارپردازان جنگ پر ثابت کر دیا. کہ رومی سپاہی کی قدیمی شجاعت ذرا بھی کم نہین ہوئی. اور ابتدائے جنگ کے دنون کی پہلی کامیابیان صرف ترکی کمانڈر (عبد الکریم) کی غفلت یا بے ایمانی سے حاصل ہوئین نہ ... ماہران جنگ کی) یا اون کے ماتحتون کی کسی عجیب جنگی لیاقت سے. جو اس وقت ترکون کے مقابلہ مین جو لو ... اور پلیونا مین جمع تھے. گرینڈ ڈیوک نکلس سے سوائے اس کے اور کچھ نہ بن پڑا ... کہ اوس کے پاس اوس وقت بھی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ روسی اور ۵۰ ہزار رومینیا کی فوج ... (یہ تعداد جنرل گورکو کی فوج سے علاوہ ہے. مترجم) اوس ایک لاکھ کی آمد کا جو روس سے بلائی گئی تھی. اور اب اس وقت رومینیا مین سے گذر رہی تھی. انتظار کرے.

نقشہ موقع نما کو ذرا غور سے دیکھنے پر ہر ایک فن جنگ سے ناواقف دریافت کنندہ کو بھی یقین ہو جائیگا کہ یہاں اول
اب تک کی شکست میدان جنگ کی قسمت کو اپنی طرف کرنے اور فوج مخالف کے ہر ایک فرد و بشر کو دریائے ڈینیوب پار دھکیل
دینے کا ایک بہت بڑا موقع تھا۔ اب بجائے پیادہ کرنیکے ایک دفعہ حملہ کرنے کا وقت آگیا تھا۔ مگر یہ دو وجہ سے ناممکن تھا
ایک تو فکر خبر رسانی کی بڑی حاجت تھی۔ جس کے باعث میدان جنگ سے سلطان کو بہت دیر میں خبر ملتی تھی۔ اور
دوسری وجہ کسی ایک بڑے جنرل کا نہ ہونا تھا۔ جس پر سلطان اعظم اعتماد کر کے لڑائی کا کل انتظام اسکے سپرد کرسکتے۔ سو
وہی تدبیر کا پاس رہا اپنے مقام اور مورچہ بند رہے اور بغیر کسی مزاحمت کے چھوڑ دیئے گئے۔ جہاں وہ ان کمزوریوں کو پورا کرنیکے
لئے جو پلیونا کی جانب سے دفع ہوئی نہیں۔ کمک کے منتظر رہے +

۱۷ اگست تک دونوں فوجیں بیکار پڑی رہیں۔ سوائے اس کے کہ گاہ بگاہ کوئی گولہ دشمن کی جمعیت حلیم کرنے کو چلایا
گیا۔ پلیونا کی جو کیوں میں کوئی لڑائی ہوئی۔ مگر احمد سلیمان پاشا نے اس درے کو حملہ کرکے پھر سے لینے کا ارادہ
کیا۔ لیکن اس وقت شپکا پر جنگ کی کیفیت بالکل منتشر ہو گئی تھی۔ روسی مورچوں کی اوٹ میں تھے۔ اور ترک کھلے میدان میں
پانچ دن تک لڑائی جاری رہی۔ وہ گولہ باری سے ۲۰ ہزار کا نقصان ہوا تھا تاہم روسی مورچوں پر قابض رہے۔ اور سلیمان پاشا
جانوں کا نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس پر ہوتے ہوئے اسکے ساتھی افسروں عثمان اور محمد علی پر کوئی مصر اثر نہ پڑا
اور انہوں نے بھی بڑی بہادری سے گرینڈ ڈیوک کی افواج پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ انکی افواج اسی مشہور انہ جرأت سے لڑیں جیسے
کہ سلیمان کی سپاہ لڑی مگر ان کو آخر کار پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسوقت روسیوں کو بہت بڑی کمک پہنچ گئی تھی۔ اور پھر وہ حملہ کرنے کے
قابل ہو گئے تھے۔ جنرل سکوبیلاف روسیوں کا جنگی پیشوا ایک بڑا بہادر سپاہی اور ہماری اس دنیا میں ایک خوبصورت
شخص ہے۔ ترکوں کی فوج سے لگتی سپاہ سمیت کرلواز پر حملہ آور ہوا۔ بڑے سخت مقابلے کے بعد لواز فتح ہو گیا
اور پلیونا کا راستہ کھل گیا +

سوانحِ جنگ کا ایک قابل یادگار سانحہ واقع ہوا۔ جس نے غالب و مغلوب دونوں کو مالِ عزت سے ڈھانپ دیا
اور ان دو شخصوں کو جو افواج مخالف کے افسر تھے۔ شہرت دوام بخش دی۔ ۶ ستمبر کو سکوبیلاف نے ایک لاکھ فوج ۲۵۰
توپوں سے پلیونا کے بیرونی مورچے پر گولہ باری شروع کی۔ دو دن تک روسی بھاری توپخانوں اور ترکی قلعوں سے گولے
چلتے رہے۔ اول الذکر ایک گولہ آنے پر ثانی الذکر سے ایک شل (Shell) آہنی گولہ پھینکا جاتا تھا۔ ۸ ستمبر کی
کی شام کو سکوبیلاف نے محصورین کے پہلے مورچے پر حملہ کیا۔ مگر خطرناک کشت و خون سے ہٹا دیا گیا۔ اور اسنے گولہ باری
مکرر شروع کردی۔ اور پھر دو دن تک پلیونا کے اوپر بھاری توپوں کی گرج سے آسمان پھٹتے رہے اور اڑتے ہوئے گولوں
اور غبار دل سے ہوا تاریک ہی رہی ۱۱ ستمبر کو سخت کہر پڑ جانے سے گولہ باری ٹھنڈی ہو گئی۔ اور انکرمان[۵] کی طرح روسیوں نے

---

[۵] جنگ کریمیا میں اس مقام پر روسیوں نے کہر کی تاریکی میں انگریزی و فرانسیسی افواج پر حملہ کیا تھا۔ مگر پسپا کر دیئے گئے +

ایک دفعہ اور اُس قیمتی معاون کی مدد سے دوام بذریعہ سنگین حاصل کرنا چاہا جسے توپ نہ پا سکی تھی۔ انہوں نے تین مختلف مقاموں پر حملہ کیا۔ روسی فوج پیدل بار بار مورچوں پر چڑھتی تھی۔ جہاں انکو فولاد اور شعلے کی جلتی ہوئی دیوار سامنے ملتی تھی۔ وہ لم اور مستغرق کئے جاکر کہر کی تاریکی میں پیچھے ہٹا دیئے جاتے تھے۔ جہاں سے پھر بھلکر وہ بار بار پاگلوں کی طرح حملے کرتے تھے۔ اس دن۔ اُس رات اور پھر دوسرے دن یہ خوفناک ہنگامہ برابر جاری رہا۔ حملہ آوروں کی صفوں پہ صفیں اس طرح کاٹی جاتی تھیں جس طرح کاٹنے والے کی درانتی کے آگے اناج کے خوشے اور اُن کے مُردوں کے پشتوں سے مورچوں کی خندقیں بھر گئی تھیں۔ اور روسیوں نے اپنی تاریخ میں پہلی ہی دفعہ ایک اپنے مردہ ساتھیوں کے جسموں کو دشمنوں تک پہنچنے کیلئے بطور پلوں کے استعمال کیا۔

اس تمام معرکہ کشت وخون اور آتشبازی پر سکوبیلاف جنگ کے مجسم دیوتا کی طرح حکومت کیا کرتا تھا۔ سکوبیلاف وہاں بہت لمبا تڑنگا ننگے سر۔ ٹوٹی تلوار ہاتھ میں۔ کوٹ شانوں پہ بالکل چیتھڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہوا۔ اُس کا خوبصورت چہرہ دھوئیں سے سیاہ۔ اُسکی نازک لمبی مونچھیں آگ سے جھلسی ہوئیں۔ اُسکی آنکھیں انگاروں کی طرح چمکتی ہوئیں اور اُسکی آواز جرأت دلاتی ہوئی اپنے سپاہیوں کو ایک ہی وقت ہر جگہ معلوم ہوتا تھا۔ جب کوئی رجمنٹ اپنے کسی قتال نیم شدہ مورچے سے اندھی۔ کمزور اور بیدل ہوکر لڑکھڑاتی تھی۔ تو سکوبیلاف اپنے تحکمانہ آواز سے فوراً بھیلتے کو پکارتا ہوا انہیں فی الفور موجود ہوجاتا۔ اور اُسکی موجودگی سے رجمنٹ کے گرفتار شکار گروہ میں بھی ایک بے جنگ آزمودہ سپاہی کا تحمل اور لاپرواہی پیدا ہوجاتی تھی۔ اور جبکہ سہ بارہ ہزیمت خوردہ پلٹن کر تازہ دم اور صف بند ہوکر پھر موت کی آتشبار طوفان کے گھمسان میں کود پڑنے کے حکم کی منتظر ہوتی تھی۔ تو ہمیشہ جرنیل ہی کی آواز تھی جو وہ حکم دیتی۔ اُسکے (سکوبیلاف کے) فراخ کندھے اگلی صف کی سنگینوں سے بھی چھ فیٹ آگے ہوتے تھے۔ مگر نہ کسی سکوبیلاف کی بے انداز کوششیں اور نہ ہی اُسکی سپاہ کی نڈر بہادری (جو کہ اُن میں ہونک دی تھی) آجکل کے اسلحہ حرب۔ پھر حلکتر کوں جیسے شجاع اور ثابت قدم سپاہی مورچوں کی اوٹ سے چلادیں عہدہ برآ ہوسکتی ہیں اور تیسرے دن کی غروب ہوتے پر جبکہ گولہ باری بند کرنے کے حکم سے بگل چلا رہے تھے۔ تاریخ جنگ کے اس بڑے بھاری اور ہیبتناک حملے کا نتیجہ کیا ہوا۔ صرف ایک مورچے کا فتح ہونا۔

یہ جیسا کہ نہایت بڑا امتہورانہ کام تھا۔ ویسا ہی غالباً آخری ہوگا۔ آئندہ پھر کبھی سنگین بریچ لوڈر کارتوسی بندوق کا مقابلہ نہ کرے گا۔ روسی جرنیلوں نے یہ سبق سیکھ لیا۔ اور اس سے انہوں نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ انہوں نے اب ہی ممکن الوقوع ذریعہ اختیار کیا جس سے ہی صرف فی زمانہ ایک درحقیقت قلعہ بند مقام فتح کیا جاسکتا ہے یعنے محاصرہ اور فاقہ دہی۔ مگر اس ترکیب سے اتنی دیر اور تعویق ہوئی۔ جس کی یورپ میں کسی کو امید نہ تھی۔ کیونکہ یہ ۱۰ دسمبر تک بالکل بے اثر رہی۔ جس تاریخ کو عثمان پاشا نے یہ دیکھکر کہ رسد ذخیرہ کے بڑی تیزی سے کم ہونے

جلانے سے اب زیادہ عرصہ تک اس مقام پر قابو رکھنا ناممکن ہے۔ ایک بیباکانہ حملے پر لڑائی کے پانسے کو منحصر کر
دینے کا فیصلہ کر دیا۔ اور اُس نے کل فوج کو یکبار حملہ کر دیا۔ اور محاصرین کی خندقوں کی پہلی لائن کو فتح کر کے کل سپاہ کو جو
اُنپر تعیین تھی۔ تہ تیغ بیدریغ کیا۔ مگر اُس کے سپاہی فاقوں اور لمبے بڑے محاصرے کی دن رات کی نگہبانی سے تھک کر
بالکل چُور ہو گئے تھے۔ اور وہ محاصرین کی بیشمار فوج کو جو گنتی میں اُن سے بدرجہا بڑھکر تھی کاٹ کر باہر نکل سکتے تھے۔ آخر
اُنہوں نے اپنے مورچوں پر واپس ہٹ کر سفید جھنڈا لہرا دیا۔ جب فاتح پلونا میں داخل ہوئے تو بجائے ایک شہر کے
انہوں نے اُسے ایک مردہ تماشہ پایا۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے ان واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو ایشیا میں ہو رہے تھے۔ کیونکہ یہ امر
فراموش نہ کرنا چاہئے۔ کہ ترکی اپنی جان بچانے کے لئے دو براعظموں میں لڑ رہا تھی۔ روسی فوج نے ۲۵۔اپریل کو
زیر کمان گرینڈ ڈیوک میکائیل ایشیائی حدود عبور کیا۔ اور قارص۔ بایزید اردہان اور بڑے مشہور تجارتی شہروں باطوم اور
ارض روم پر یکبارگی ہی سخت حملہ کر دیا۔ ان میں سے اردہان ۱۷۔مئی کو ایک سخت مقابلہ کے بعد فتح ہوا۔ اور بایزید کو ترکوں
نے بغیر کسی مقابلہ کے بالکل چھوڑ دیا۔ مگر جیسا کہ یورپ میں ہوا ابتدائی فتحیابیوں کا ایک مسلسل سلسلہ میں برابر چلا جانا محال
اور ... میں زبردست حملہ آور کے ایک بڑے وسیع حصہ میں کیا گیا تھا۔ اور زمین کی قدرتی بناوٹ ایسی تھی
کہ موقعہ بموقعہ روسی بھی چھوٹے چھوٹے گر نقصان دہ حملے کر سکتے تھے۔ ۲۰۔جون کو مختار پاشا نے جو ترکی افواج
کے سپہ سالار تھے۔ روسی افواج کے بائیں حصہ پر بڑی جماعت سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لڑائی پندرہ دن تک جاری رہی
اور ۵۔جولائی کو روسی بڑے نقصان کے ساتھ حصہ سے پار نکال دیئے گئے۔ ترکوں نے بایزید پر پھر قبضہ کر لیا۔ اور
۵۔جولائی کو کل ضلع سے روسی بالکل غائب ہو گئے۔ تب مختار قارص کی مدد پر روانہ ہوئے۔ جس کے نزدیک فوج محاصرہ کنندہ نے
ایک مضبوطی پر اپنے مقام کو خوب قابض کیا ہوا تھا۔ اس جگہ نے روسیوں کو سخت جنگی لڑائی میں نکال دینے میں وہ کامیاب
ہوئے۔ اور گو ان کا عام حملہ ناکامیاب ہی رہا۔ تاہم روسی اسقدر کمزور اور بیدست و پا کر دیئے گئے۔ کہ اُن کو پھر حملہ کرنے
کے لئے بھی اکتوبر تک امدادی فوج کا انتظار کرنا پڑا۔ تب قارص کے گرد ۴۸ دن تک بھاری لڑائی کا سلسلہ جاری رہا
اور تب مختار ارض روم کو واپس ہٹ آئے۔ اور قارص پورے محاصرہ میں آ گیا۔ جو پہلی نومبر کو بڑے سخت
اور دلیرانہ حملہ کے بعد فتح ہو گیا۔ اس اثنا میں روسیوں نے جو ایشیا میں یورپ کی طرح بے انداز طاقت میں تھے۔
مختار کی فوج کا ارض روم کی دیواروں تک تعاقب کیا۔ ۱۰۔نومبر کو ارض روم کی شمال اور مغربی بلندیوں پر قبضہ کر لیا
جنوب مشرق کی طرف سات آٹھ میل تک دلدلی ڈابریں تھیں۔ جن کی وجہ سے ارض روم کا پورا محاصرہ ناممکن تھا۔
اور صرف چھوٹے چھوٹے حملے کئے جا سکتے تھے۔ جن کا ترکی بڑی جواب دہی جرنیل ۲۴ دسمبر تک کامیابی سے دیتا
رہا۔ جبکہ وہ صلحنامہ طلب کیا گیا تھا۔ تب تک وہ قلعہ باطوم اور ارض روم روسیوں سے ہرگز فتح نہ ہو سکتے تھے۔

اور اگر تمنا زدہ فیما بین روم و روس ایشیائی کوچک میں لڑائی کے فیصلے پر چھوڑا جاتا۔ تو مسئلے جو برلن کانگرس میں صلح کے لئے پیش ہوئے مختلف ہی صورت میں حل ہوتے (یعنی روس کو باطوم وغیرہ نہ ملتے)

اب بلقان کی طرف توجہ مبذول کر کے جنگ کے اس مختصر بیان کو ختم کرتی ہوں۔ ۷ ستمبر کو سلیمان نے دوبارہ شپکا سے روسیوں کو نکال دینے کی کوشش کی۔ مگر روسی بڑی مضبوط قلعہ بندی میں تھے۔ اور اس نے اس خیال کو بالکل چھوڑ دیا۔

پلیونا کے مفتوح ہو جانے پر روئے زمین کے کل حامیان امن نے خیال کیا۔ کہ یورپین مداخلت کا وقت اب آگیا ہے۔ اور کل آنکھیں لندن گورنمنٹ کی مداخلت کے کسی ارادے کو معلوم کرنے کے لئے تکتی ہوئی تھیں مگر لارڈ بیکنز فیلڈ ابھی تک خاموش تھا۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات ویسے ہی لنگر انداز تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ زار بھی اسوقت ایسی مداخلت کو جو اس سے معزز شرائط پر صلح کرا دیتی۔ دل سے پسند کرتا۔ اس کی سپاہ نے خوف نقصان اٹھائے تھے۔ اس کی مالی حالت بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ اور جیسے جیسے موسم سرما جو کہ ہر کتاب لڑائی کی مصائب اور تباہیوں کو اور زیادہ کرنے کے سامان بھی آتے ہیں سر پر آپہنچا تھا۔ قسطنطنیہ سے نامہ و پیام کی کوئی سلسلہ جنبانی نہ ہوئی۔ اور یہ ظاہر تھا کہ کسی بیرونی دوستانہ مداخلت نہ ہونے پر سلطان نے آخری دم تک لڑتے جانے کی ٹھان لی تھی۔ جاڑے کے لمبے مہینوں میں اپنی فوج کو بحالت موجودہ قایم رکھنا ناممکن تھا۔ اور ویسا ہی بلقان سے واپس ہونا ناممکن تھا۔ پس زار کو سوائے اسکے کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ فوجوں کو باسفورس کے ساحل تک بڑھنے کا حکم دے۔ جس حکم کی تعمیل کرنے کو جنرل گورکو آگے بڑھا۔

ایک اور ہفتہ بھر کی سخت لڑائی کے بعد کوہ بلقان سے عبور کیا گیا۔ اور ۳ جنوری کو صوفیا فتح ہوا۔ ۹ کو شپکا کی لڑائی کا ۳۰ ہزار ترکوں کے ہتھیار رکھ دینے سے خاتمہ ہوا۔ ۱۵ کو روسی فلپ پولی میں داخل ہوئے۔ اور حملہ آوروں کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے ترکوں کی طرف سے ایک اور سخت بیباکانہ حملے کے بعد ۳۱ جنوری ۷۸ء کو صلحنامہ تحریر کیا گیا۔ عہد و پیمان مابعد پر ایک ماہ صرف ہوا۔ اور ۳ مارچ کو مشہور عہدنامہ سین ٹی فانو پر دستخط کئے گئے جن پر سرسری نظر کرنے کے بعد میں اس فصل کو ختم کرونگی۔

اس کی پہلی شرط یہ تھی۔ کہ سرویا۔ مانٹی نگرو۔ اور رومینیا مطلقاً آزاد کر دیئے جائیں۔ اس کی بڑی بھاری شرط بلغاریہ کے متعلق تھی جس میں اسے خود مختار باجگزار صوبہ بنانے کی تجویز کی گئی جس کا سلطان صرف باج خواہ شہنشاہ ہو نہ کہ براہ راست حکمران۔ اسکی حدود دریائے ڈینیوب سے لیکر بحر الجزائر تک بلقان کے دونو جانب مقرر کی گئیں۔ اور معاہدہ ہوا کہ اس کا ابتدائی انتظام عرصہ دو سال تک کمشنر متعینہ زار کریگا۔ اور اس مدت تک روسی فوج قابض رہیگی۔ باسنیا و ہرزی گوئینا کے متعلق جو اصلاحیں کانفرس منعقدہ قسطنطنیہ نے تجویز کی تھیں اور جنکو

باب عالی نے مسترد کر دیا تھا۔ انکی نسبت یہ شرط ہوئی کہ وہاں آسٹریا کی نگرانی میں جائے گی۔ صوبجات اپائرس تھسلی اور یوروپین ٹرکی کے دوسرے صوبوں کی حکومت جن کا پیشتر خاص طور پر فیصلہ نہیں ہوا تھا یہ فیصلہ ہوا کہ آیندہ کے لئے ایک خاص کمیشن کے سپرد کی جاوے وہ باب عالی کو ہر امر کی رپورٹ دیا کرے اور باب عالی اُن کی تجاویز کو عمل میں لانے سے پہلے دربار روس سے رضامندی حاصل کر لیا کرے۔ باقی شرائط یہ تھیں۔ کہ روم روس کو ایک سو اکتالیس ملین پونڈ ملین دس لاکھ پونڈ … تاوان جنگ دے جس میں دس ملین نقد ہو۔ اور باقی کے عوض ایشیائے کوچک کا وہ حصہ … جو سان سٹیفانو تک چلی گئی ہے شامل ہے بعض حصہ کا وہ حصہ … دیا جاوے۔ باسفورس اور ڈارڈانلز بحیرہ اسود کے روسی بندرگاہوں … تجارتی جہازرانی کے لئے کھلے رہیں۔ عہد نامہ روسی فوج کے بتدریج ہٹائے جانے کی شرائط پر ختم ہوا۔

مشہور ہے پر یہ عہد نامہ جس نظر سے یورپ میں دیکھا گیا اس سے اُسکی شرائط کے پورا ہونے کی ذرا بھی امید نہ رہی۔ انگلستان میں خاص کر اس نے ایسا جوش پیدا کر دیا جس سے امن و امان زیادہ دیر تک قایم رہتا معلوم نہ پڑتا تھا۔ انگلش پبلک کے … حصہ نے … حقارت آمیز … اور غضبناک نفرت سے دیکھا۔ انگریزی گورنمنٹ کے عملی فوجی مداخلت کرنے کے ذرایع … عام جوش … ابلنے کے … پہنچا دیا۔ فریق مخالف کا سرگروہ (یعنے مسٹر گلیڈسٹون) اور اُسکے پیرو بھی … کی مفاہمت کی درخواست کی تائید میں کچھ نہ کہتے تھے۔ انگلستان جیسا جوش یورپ کے ہر دار الخلافے میں کم بیش پیدا ہو گیا۔ اور روس کو اب سجھائی دینے لگ پڑا۔ کہ گو مغلوب دشمن کیساتھ سلوک کرنے میں انصاف کو بالائے طاق رکھ دے۔ مگر ایسے عہدنامہ پر جو یورپ کے اہم مقاصد و اغراض کے عین برعکس ہو عملدرآمد کرنا اور چیز ہے۔ اُس کو فوراً مطلع کیا گیا کہ ۱۸۵۶ء و ۱۸۷۱ء کے عہدنامے بغیر اُن طاقتوں کے مشورے اور اجازت کے فسخ نہیں ہو سکتے جنکے اُن پر دستخط ہیں۔ اور اس امر کی پیشنہادی کے لئے تا یدر وس فتح سے مخمور یورپ کی بھی کچھ پروا نکرے۔ انگلستان نے خاص اپنے ذاتی فوائد و اغراض کی مضبوطی کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اور لارڈ بیکنسفیلڈ نے اپنی زندگی بھر کا بہت ہی بڑا ہر دلعزیز کام کیا۔ کہ اُس نے انگریزی جنگی بیڑہ جہازات کو قسطنطنیہ کی میناروں کے عین سامنے لنگر انداز ہونے کا حکم دیا۔

سفارتی نامہ و پیام میں بہت وقت خرچ کرکے زار کو آخر کار معلوم ہو گیا کہ عہدنامہ سین سٹیفانو صرف ایک ابتدائی عہدنامہ ہے۔ اور مئی ۱۸۷۸ء میں دول عظام کے وکلا کے بمقام برلن کانگرس میں جمع ہونے کیلئے جو ماہ جون میں نشست کرنیکو تھی۔ تیاریاں ہونے لگیں۔

اس کانگرس کی کارروائی دوسری فصل میں بیان کیجاویگی۔

فصل دوم

برلن کانگرس

[illegible] حالات [illegible] مشابہ تھی [illegible] جس سے ان کا شکار
[illegible] تو یہ کچھ تعجب کی بات نہیں مگر روسی فوج شرائط
[illegible] کے قائم رکھنے کے لئے دول عظام کو علی الاعلان
[illegible] شان میں پہلے ہی سخت [illegible] ہے۔ اور اب بھی کتنے
[illegible] مجھے یقیناً [illegible] اس امر میں ذرا بھی شک
رہے گا کہ سلطان عبدالحمید کی [illegible] ایک وقت وزیر اعظم
انگلستان تھا جیسا [illegible] استعمال میں [illegible] روم و روس کی سازش تباہیاں اور
خونریزیاں ہرگز وقوع میں نہ آتیں۔ روم کے عیسائی صوبوں کو پریکٹیکل سلف گورنمنٹ یعنی حکومت خود اختیاری
بھی مل جاتی۔ اور وہ تمام مصائب اور خطرات [illegible] مشرقی یورپ میں نمودار ہو رہے ہیں بالکل دفع ہو جاتے
لیکن ایک متوفی وزیر کی یادگار کو بنظر انصاف دیکھنے [illegible] اگرچہ مجھے یقین ہے
کہ [illegible] کے غیر مستقل ارادہ [illegible] عمدہ حالت میں [illegible] تاہم [illegible]

۵ے عہد نامہ برلن [illegible] سلطان اعظم کی حکومت سے نکل گیا۔ ترکی ان یورپ [illegible] علاوہ رومینیا۔ سرویا اور
مانٹی نگرو [illegible] آبادی [illegible] تفصیل ذیل [illegible] آبادی [illegible]
بلگیریا [illegible] آبادی [illegible] مشرقی رومیلیا رقبہ [illegible] آبادی [illegible] بوسینیا اور ہرزیگوینیا رقبہ [illegible]
آبادی [illegible] رومینیا۔ سرویا اور مانٹی نگرو کو جو [illegible] آبادی [illegible] موجودہ خاص ترکی ان یورپ رقبہ
[illegible] آبادی [illegible] علاوہ ازیں روس کو ایشیائی ترکی کے صوبہ آرمینیا [illegible] ہزار مربع زمین ملی عہد نامہ برلن سے پہلے
رومینیا ۴ ہزار پونڈ سالانہ۔ سرویا ۲ ہزار پونڈ سالانہ۔ اور مانٹی نگرو ۵ سو پونڈ سالانہ خراج سلطان کو ادا کرتے تھے۔ ما سوا خراج ادا کرنے کے اور بھی
[illegible] سے آزاد تھے۔ عہد نامہ برلن کے مطابق بالکل آزاد کئے گئے اور علاوہ رقبہ سابقہ کے ان کو [illegible] میل مربع زمین اور ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کی پالیسی کی طفیل ہے کہ وہ بہت بڑے بھی نہ ہونے پائے - اور یہی قوی وجہ جس نے زار کو مجبور کیا کہ اپنی فوجوں کو قسطنطنیہ پر پڑھنے سے روکے اور اپنی سالہا سال کی متخیلانہ اور مجوزہ پالیسی کے بالکل کامیاب ہونے سے محروم رہے - یہی تھی کہ تنل دار الخلافہ (لارڈ بیکنسفیلڈ) کی عنایت سے انگریزی بیڑہ جہازات کی توپوں کی ٹپکی ہی نزدیک نہ دیں تھا - انگریزی وزیر مناسب موقعے پر کاروائی کرنے سے جھجکا - مگر آخر کار اسنے دست اندازی کی - اور یہ سب اسکی اس دست اندازی کا نتیجہ تھا - کہ عہدنامہ سین سٹیفانو صاحب عہدنامہ برلن سے متبدل ہوگیا سفرا ... برلن اکٹھے ہوئے اور انہوں نے الغرض ان صوبوں کی حالت پر جو روسی حملے کے تمام تباہ اور ظاہرا ہی باعث تھے - غور کرنا شروع کیا -

جیسے کہ ہندوستان پر انگریزی قبضہ صرف وہاں کے باشندگان کے تمدنی اور مذہبی اختلافات کے باعث ممکن اور پسندیدہ ہو رہا ہے - ویسے ہی سلطان کی حکومت ان صوبوں پر عیسائی - مسلمان - سلیو - یونانی اور ترک رعایا کے آپس میں متفق ہونے کے راستے میں سخت اور مختلف مشکلات وارد ہونے کی وجہ سے قائم ہے یہ امینت پیٹرزبرگ میں ویسا ہی معلوم ہے جیسا کہ قسطنطنیہ میں - روس کی قدیم سے یہی پالیسی چلی آئی ہے کہ ان اختلافات اور باہمی رنجشات حسد سے لاعلمی ظاہر کرکے دول عظام کے سامنے ان صوبوں کی باہمی اخوت اور اتحاد کا نقشہ پیش کرتا ہے - یوروپین مدبروں نے صرف اسی وجہ سے آجتک سلطان کی حکومت کو گوارا رکھا ہے جیسے کہ انگریزی لبرل فریق انگریزی قبضہ ہندوستان کے محض اس وجہ روادار ہیں - کہ وہاں سے قبضہ اٹھا کر واپس آجانے پر نسبت قبضہ کے رکھنے کے زیادہ فتور اور بے چینیاں پیدا ہوجاوینگی - اگر مغربی سلطنتوں کا اس امر پر کلی اطمینان کردیا جاوے - کہ سلطان کی عیسائی رعایا آپس میں متفق اور یکدل ہیں اور ایک اعلی حاکم کے زبردست ہاتھ (حکومت) ہونے کے بغیر آپس میں صلح و امن کیساتھ گزارہ کرسکتے ہیں - تو ہلال کی حکومت یورپ سے بالکل مفقود ہوجاویگی - مگر آغاز جنگ سے کچھ عرصہ پہلے ہی - باوجود روس کی سخت کوششوں اور سازشوں کے ایک خطرناک تفرقہ (عیسائی اور ترکوں کے درمیان نہیں) بلکہ قوم سلیو یعنے صرب اور یونانیوں کے درمیان واقع ہوا - میں لارڈ سالسبری (جو اس وقت وزیر اعظم صیغہ خارجیہ تھا - اب سلطنت وزیر اعظم انگلستان ہے مترجم) کے وہ الفاظ جو اسنے کانگرس میں اسبارے میں کہے تھے نقل کردیتی ہوں " سلیو جو پہلے کلیسیا یونانی کے ماتحت تھے - اب ایک نئی مذہبی حکومت کے جسنے انکے مذہبی مقتدا ہونے کا دعوے کیا ہے تابع ہوگئے ہیں - اس تفرقہ سے دونوں قوموں (سلیو و یونانی) میں اکثر تنازعات برپا ہوچکے ہیں - بلکہ نوبت بہ کشت و خون پہنچ چکی ہے - اور ہر ایک فرقہ کے مذہب کی اغراض و رسوم اور اس کا کیریکٹر بلکہ اس کا وجود تک دوسرے فرقہ کے ہاتھوں معرض خطر میں ہے " +

برلن کانگرس کے انعقاد کے وقت جنوب مشرقی یورپ کے معاملات کو پوری پوری روشنی پڑجانے کی وجہ سے روس کے لئے اب ناممکن ہوگیا تھا۔ کہ وہ اس امر سے بالکل لاعلمی ظاہر کرے کہ بالکل جدید طرز حکومت کے قایم کرنے میں سخت ابتدائی مشکلات حادث ہونگی۔ اُس کے وکلا نے لارڈ سالسبری کے بیان کا بالمقابل جواب دینے کی بجائے یہ پڑھا ہوا جواب دیا۔ کہ ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ وہ بالکانی عیسائی رعایا کو خودمختار ہستی عنایت کیا جاوے۔ ملکی حفاظت بڑی بڑی ضمانتوں سے کیجاوے اور بحیثیت رضی بعد ازاں ملکی تغیرات کو حتی الامکان کم کیا جاکر ساتھ ہی ان صوبوں کی حالت کو درست کیا جاوے۔ اور یوروپین ٹرکی کے صوبجات کی بہتری کا بڑا ہی میں جو اسقدر افسوسناک تباہی کا مرکز بن رہے ہیں۔ پورا اطمینان کیا جاوے

ہم نے کی اس خواہش کی صداقت اور نیک نیتی پر کہ ملکی تغیرات کم کردئے جاویں۔ بیشک مان لیتے اگر پرنس گارچکوف کے پاکٹ میں عہدنامہ سین سٹی فانو کی نقل نہ موجود ہوتی۔ (یہ ایمانداری اور راست گفتاری)

لارڈ سالسبری نے بیان کیا۔ کہ جو کچھ انگلستان کانگرس کے فرائض خیال کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ "ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ٹرکی کو اس طرح قایم کریں۔ (اس کی سابقہ آزادی کے مقاموں پر نہیں کیونکہ اس لڑائی کے اثر کو بالکل زایل کردینا ناممکن ہے) کہ اس کو نسبتاً آزادی حاصل رہے۔ تاکہ وہ اُن تمام جنگی۔ پولیٹکل (ملکی) اور تجارتی اغراض و مقاصد کو جن کی وہ نگہبان ہے۔ محفوظ رکھنے کے قابل ہو۔" اس اظہار سے ہم بیان کئے دیتے ہیں۔ کہ عہدنامہ سین سٹی فانو کے پرخچے اُڑ گئے۔

ان نیک ارادوں کے آخری اظہار و بیان کے بعد کانگرس کے پریسیڈنٹ پرنس بسمارک[1] جو اپنے داؤ گھاتیں دکھا کر اپنے اصلی مطلب پر آپہنچتا ہے۔ بیان کیا کہ سب سے بڑا حل طلب مسئلہ یہ ہے۔ کہ بلگیریا کا قانونی انتظام اور اُس کی حدود بندی کا تعین کیا جاوے۔ اور تحریک کی۔ کہ مباحثہ عہدنامہ سین سٹی فانو کی اُن شرایط پر غور کرنے سے جن میں بلگیریا کے لئے آیندہ کیواسطے نئے طرز انتظام کے قیام کا ذکر ہے مباحثہ شروع کیا جاوے۔ یہ تحریک منظور ہوگئی۔ جیسی کہ اور بہت سی تحریکیں جو اس ذات اقدس نے

---

[1] یہ حضرت شاہ ولیم اول کے وقت جرمنی کے وزیر اعظم تھے۔ جس کی ناک کے بال پکے ہوئے تھے۔ اور کل روئے زمین میں اول درجہ کے مدبر شمار ہوتے تھے۔ اور صاحب دماغ مشہور تھے۔ شاہ حال ولیم ثانی کی تخت نشینی پر بھی انہوں نے وہی اپنا رعب داب قایم رکھنا چاہا۔ جو اُسکے دادا کے وقت میں اُسے حاصل تھا۔ مگر یہ نوجوان والی سلطنت اس بوڑھے مدبر کے داؤ پیچ میں نہ آیا۔ اور اُسے فوراً وزارت سے مستعفی کردیا۔ چنانچہ اب یہ اپنے ہی بادشاہ کے برخلاف سخت زہر اگل رہے ہیں اور ملک کے امن و امان کے برخلاف اکسا رہے ہیں (مترجم)

کیں منظور ہوگئیں۔ چند دنوں تک کانگرس کی کاروائی کا سماں گویا انگریزی اور روسی وکلاء کی ڈپلومیٹک یعنی سفارتی لڑائی تھا۔ جس میں اول الذکر زور دیتے تھے کہ اس قدر زیادہ۔ اور موخر الذکر کہتے تھے کہ اس قدر کم حصہ بلگیریا کا سلطان کی براہ راست حکومت میں رہے جس کا آخری فیصلہ یہ ہوا۔ کہ کوہ بلقان خود مختار صوبہ کی جنوبی حد مقرر ہوا۔

واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا ہے کہ روس کا یورپ اور انگلستان کے اس دباؤ سے دب جانا محض ہونے کی غرض سے صرف بناوٹی تھا۔ اس وقت سے لیکر آجتک اس نے اس بات کے چھپانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کہ عہد نامہ برلن کو بجائے قطعی فیصلہ سمجھنے کے وہ اسے کس نظر سے بیزاری اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ روس کے صفحوں کے دلائل تحریر میں بھی ایک برقی جو مشرقی یورپ آئی ہے۔ اس نئی [illegible] ایجنٹوں کی ان تھک پھرتی اور چالاکی کی شہادت دیتی ہے۔ مگر اسنے یورپ کی خواہش کو قبول کرتے وقت اپنی ناراضگی اور آیندہ کے ارادوں کا کافی اظہار جتا دینے سے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ ۲۶ جون کو پرنس گارچکوف نے جو باعث بیماری چند دن غیر حاضر رہا تھا۔ چند الفاظ بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی جنکے [illegible] اپنی خواہش صلح جوئی کے ثبوت میں [illegible] اور صلح جوئی اور امن طلبی کے الفاظ یہ ہیں "کانگرس کی ابتدائی نشست میں [illegible] نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ سلطان اپنی مملکت میں [illegible] مالک رہنا چاہئے کہ [illegible] خیال میں اس اختیار کا وجود چند شرائط پر منحصر ہے جنکے بغیر اولی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔ [illegible] انتظامی اور پولیٹیکل میں انتظامی حیثیت سے یہ ضروری ہے کہ ان صوبوں کے باشندوں کو جنکا کانگرس آزاد نہ کریگی یہ اطمینان دلایا جاوے کہ ان کی جان و مال اور جائداد وغیرہ سب محفوظ رہینگی نہ صرف کاغذی اقراروں جو شاید سابقہ اقراروں کی طرح سے پورے کئے جاتیں۔ اور بدنظمی اور ناجائز مطالبات کو نہ روک سکیں۔ بلکہ ایک یوروپین معاہدے سے ان اقراروں کے ایفاء کی تسلی کر دی جاوے۔ اور باشندوں میں اعتماد کرایا جاوے۔ پولیٹیکل حیثیت سے۔ پرنس گارچکوف نے یہ فرمایا۔ کہ بجائے انگریزی فرانسیسی یا روسی غلبہ رسوخ کے جو مختلف اوقات میں فرداً فرداً حاوی رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ آیندہ کے لئے مشرق میں روس کا یہ غلبہ رسوخ [illegible] اور ریاستوں کے کسی طرح زیادہ نہ ہو۔ اور یہ ضروری ہے کہ قسطنطنیہ پر سے ان فرداً فرداً [illegible] کوششوں جا کر کل دول عظام کا متفقہ عمل جاری کیا جاوے جس کے باعث یا ابتدائی [illegible] غلطیوں سے بچ جاویگا" پھر وہ یہ فقرہ استعمال کرتا ہے۔ جو ماہرین فن جنگ [illegible] روسی افواج کی [illegible] کوشش کی وجہ سے شاید جائز اور مناسب معلوم ہو۔ اور وہ یہ ہے "روس اس جنگ [illegible] وہ امید کرتا ہے۔ کہ کانگرس اسکو امن وصلح کی علامت [illegible]" [illegible]

"پچھلی نشستوں میں میرے دونوں ساتھیوں نے قیام صلح کے لئے جو یورپ کی طرح روس کو بھی دل سے منظور ہے - بہت رعایتیں دی ہیں - انہوں نے اجتماعِ عُلیا دکانگرس کے آگے صرف زبانی ہی فقرے پیش نہیں کئے - بلکہ عملی واقعات بھی بتلائے ہیں - اور میں بھی امید کرتا ہوں کہ کانفرس اس بارے میں بہ سبب ملک کی امن خواہی کی پوری امداد دیگی - میں یہ اچھی طرح سے سب کو جتا دیتا ہوں کہ اگر کوئی سلطنت خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو - اپنی خواہشوں کو ایسی حدود تک بڑھالے جائیگی جن کو قبول کرنا اُس حضرت بادشاہ ... اُس کی عزت و ملک کے شان کا وہ ملک ہے ناممکن ہو - تو امن و صلح کے بڑے اہم نتیجے کو جو کل یورپ کی اغراض کے لئے یکساں ضروری ہے - روکنے والی ہوگی - میں یہ اسے دیتا ہوں کہ [illegible] نظر خلاف دیکھیں - ہرگز وقوع میں نہیں آسکے گا -

دو دن بعد ۲۸ جون کو کانگرس کے سامنے مشرقی سائل کا وہ مسئلہ پیش ہوا جو آسٹریا ہنگری سلطنت کے بقاء وامن کے متعلق تھا - اس سلطنت کے سفیر نے اس کو بڑی خوبی سے ایسے پیرایہ میں بوضاحت بیان کیا کہ میں اُسکو اُسی کی عبارت میں لکھتی ہوں - اُس نے اسکو "مسئلہ بوسنیا وہرزی گوینیا کے نام سے موسوم کیا" اور کہا کہ ان ممالک کی آبادی مسلمان - عیسائی یونانی اور رومن کیتھولک عیسائیوں سے مرکب ہے - جو مذہبی تفرقہ واختلاف کی وجہ سے سخت متعصب ہوگئے ہیں - اور مختلف ضلعوں میں الگ الگ نہیں رہتے بلکہ ایک ہی مقاموں ایک ہی قصبوں ایک ہی دیہات میں ملے جلے رہتے ہیں - بایں حال ان متضاد اجزا کو حسب طریق حکومت کے سانچے میں جمع کرنا ہوگا - بشرطیکہ عہدنامہ سین اسٹفانو کی شرط ۱۴ کو کانگرس تسلیم کرے تو ان [illegible] داریوں کو جو آسٹریا اور مانٹی نیگرو میں بکھرے ہوئے ہیں - پھر آباد کرنا پڑیگا - اور اُن کے گزارے کے لئے سامان بہم پہنچانا ہوگا - اُن کو معمولی کاروبار پھر شروع کرانے کیلئے کاشتکاری کے واسطے تخم اور مکانات کی تعمیر کے لئے اسباب دینا ہوگا - اور اسے مسئلہ اراضی کی درستی اور سلجھاؤ کرنا ضروری ہوگا - جو ان ممالک کے [illegible] والی بار بار کی خانہ جنگیوں کا اصلی باعث ہے - یہ مسئلہ ایسی آبادی میں جو مذہبی عناد اور رقابتوں سے لبریز ہو [illegible] مشکلات ہے - اس مسئلے کو ایسے ملک میں جہاں اصلی ملکیت اراضی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو [illegible] عیسائی کاشتکار [illegible] دہقانی مزدور ہوں صرف ایک مضبوط اور بے تعصب سلطنت ہی [illegible] علاوہ ازیں مالی کو [illegible] استطاعت مصارف برداشت کرنے پڑینگے اور بے اندازہ [illegible] عہدنامہ سین اسٹفانو کی چودھویں شرط یہ ہے - کہ ٹیکسوں کے بقائے وصول نہ کئے جائیں [illegible] مجبور کرتی ہے - آئندہ دس سال تک ان صوبوں کے موجودہ مقررہ خراج کو بھی نہ وصول [illegible] کام پورا کرنے کا متحمل نہیں ہوسکتا - اسپر کوئی اعتراض یا اس کی نیک نیتی

پر کوئی شبہ کرنا نہیں ہے۔ یہ کام اس لڑائی کے خاتمہ پر جسکا ختم ہونا ابھی تک مشکل ہے اور بھی زیادہ ناممکن ہو جاویگا۔ خاصکر سب سے بڑھکر اس مخالفت اور عناد کی ترقی کی موجودگی میں جو اُن ضلعوں کے جن میں مسلمان آباد ہیں سرویا اور مانٹی نگرو کے قبضے میں چلے جانے سے اور بھی زیادہ بڑھ جاویگی۔ یہ تشویش بڑی مضبوط بنیاد پر قایم ہے۔ اسکی موجودگی ان حالات کے خود مختارانہ حکومت قایم کرنیسے ان صوبوں میں بجائے امن امان ہوجانے کے وہ تکالیف اور فساد دیرینہ کے دارالقرار بن جاوینگے۔

روسی تجاویز کے ناقابل الترجیح ہونے کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے جتلانا یا اُن بے ایمانیوں کو جو ان تجاویز بنانے کی اصلی باعث تھیں ایسی اچھی طرح سے ثابت کرنا سفیران روم کے لئے بھی ناممکن تھا۔ روسی منشا اس امر کو پا گئے۔ اور اُن کی طرف سے کسی عذر یا اعتراض کے پیش کئے جانیکے بغیر بوسینیا و ہرزیگوینیا کے خود مختارانہ انتظام کی تجویز روسی کاغذات کی ٹوکری میں ڈالدی گئی۔ اگرچہ کونٹ اینڈرسی آسٹریا کا وزیر اعظم اور برلن کانگرس میں اپنے ملک کی طرف سے نائب تھا نے روسی تجاویز کو اس عمدگی سے ردکیا۔ مگر یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس کا اس میں کوئی اپنا مطلب یا غرض پنہاں نہ تھی۔ اور اُس نے اپنے بیان کو اُن صوبجات میں حسب مطلوبہ امن و امان قایم ہوجانے کی خواہش پر ختم کیا۔ ہر ایک شخص جو ڈپلومیسی (ایلچی گری) سفارتانہ بے ایمانی کے ٹیڑھے رستوں سے ناواقف ہو۔ اس صورت میں یہی خیال کرتا ۔کہ اب پریزیڈنٹ کو نہایت ہی سچی تعلق رکھنے والے فریق یعنے سفراے روم سے دریافت کرنا چاہئے تھا۔ کہ باب عالی کے اس عقدہ کو سلجھانے کی لیاقت و استعداد کی بابت اُنکی کیا راے ہے۔ مگر آسٹریا کا وزیر مشکل سے ابھی اپنی جگہ پر بیٹھا ہی ہوگا کہ ظاہر ہوگیا کہ کانگرس کے کاروبار کا بہت سا حصہ اور کہیں علاوہ اس کمرے کے جہاں نشست کرتی ہے طے ہوجاتا ہے۔ گو کونٹ اینڈرسی شرم کے مارے خود اپنی زبان سے اپنے ملک کی اغراض کی تائید نہ کرسکا۔ تاہم اُسنے اپنا اطمینان کرلیا کہ ایک دوسرا شخص یہ کام اُسکی جگہ کرے گا۔ پس لارڈ سالسبری اُٹھا اور خود مختارانہ حکومت کی متعلقہ روسی تجاویز کو کانگرس سے مسترد شدہ مان کر اور یہ فرض کرکے کہ باب عالی اب صوبجات زیر بحث پر قابض ہونے اور انکے انتظام کرنیکے قابل نہیں رہا اور یہ بھی فرما کر کہ اگر وہ ہو بھی تو اُسے اُن سے کچھ فایدہ نہیں اپنی دلایل بیان کرنی شروع کیں۔ "بوسینیا و ہرزیگوینیا باب عالی کی دولت یا قوت کو کچھ فایدہ نہیں پہنچاتے۔ کانفرس متعینہ قسطنطنیہ میں یہ امر فیصل ہو گیا تھا۔ کہ ان صوبوں کے اخراجات اُنکی آمدنی سے بڑھکر ہیں۔ ان کو محفوظ رکھنے کیلئے ٹرکی کو بہت خرچ برداشت کرنا پڑیگا۔ اور وہ روم کو بوقت جنگ بحیثیت موقع کوئی ایسے کارآمد نہیں۔ باب عالی اپنی عقلمندی کا بہت بڑا ثبوت دیگا۔ اگر وہ اس بیرون از استطاعت بوجھ کے اٹھانے سے انکار کرے۔ باب عالی اس بوجھ کو کسی ایسی سلطنت کے سپرد کرنے سے جو اسکو برداشت کرسکتی ہو سلطنت روم سے بہت سے خوفناک خطرے ہٹا دیگا۔"

یہ دیکھ کر کہ چرخ زمانہ کس طرح اپنا بدلہ لیتا ہے ایک شخص خواہ مخواہ سلر اپڑتا ہے۔ اب اگر لارڈ سالسبری کو آئرش ہوم رولرز (آئرلینڈ میں حکومت خود مختاری قایم کرنے کے حامی) کی ایسی ہی دلایل کا کیسے جواب دینا پڑتا ہے خیر اس کی ساری تقریر تو سن لیجئے۔ اور آگے چلکر وہ آخرکار یوں ختم کرتا ہے۔ کہ "ان ہی وجوہات کے باعث ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کانگرس میں تجویز پیش کرتی ہے۔ کہ یہ وہ فیصلہ کرے کہ بوسنیا و ہرزگوینا پر آسٹریا قابض ہو اور اُسکا انتظام کرے"

ڈپلومیٹسٹ دستکاری چالبازوں کی تماشا نما قابلیت اس درجے تک ہے کہ کونٹ اینڈرسی اس تقریر کے اثنا میں مسکرایا تک نہ تھا۔

لارڈ بیکنسفیلڈ جو ضرورت کے وقت اپنے چہرے کو قابو رکھنے میں کسی آسٹروی نژاد سے کم نہ تھا اور جو کئی دفعہ ناٹکوں کی نقلوں میں خوشی سے شامل ہوچکا تھا۔ اپنے وزیر صیغہ خارجیہ کے بعد فی الفور اُٹھا اُس نے ان دونوں صوبوں میں امن و امان قایم کرنے میں ٹرکی کی بے استطاعتی اور اُن کے ایک بار ان کبھی سودا ہونے کو بیان کرکے اپنے ساتھی کی تائید کی۔ در ایسے انداز سے کہ عمر بھر کبھی ایسا نازک او تمسخرانہ کلام اُس نے ایسے متین اور سنجیدہ چہرے سے نہ بیان کیا تھا کہا کہ "اسی لئے کوئی اور قوم سوائے آسٹریا ہنگری کے اسوقت ان صوبوں پر قبضہ کرلینے سے حفظ امن۔ قیام دولت مندی۔ اور باب عالی کو یورپین معاملات میں اُس کی وقعت کو زیادہ تقویت دینے سے اچھی طرح محفوظ کردینے کے فرض عظم کو پورا نہیں کرسکتی"

پرنس گارچکوف کے قیام صلح کے بارے میں کچھ واہیات گفتگو کرلینے کے بعد سلطان کے سفرا نے انگلستان کی تجویز کے برخلاف اپنے عذر پیش کرکے کہا کہ "باب عالی ان صوبوں میں امن امان قایم کرنیکے کامی منصوبہ اور قرار کرنا ہے کہ وہ اس ایک مالی کمشنر پولیس کے قایم کرنے اور فراریوں کو تا وقتیکہ کاشتکاری کا کام شروع نہ ہو جاوے مکان اور گزارہ دینے کیلئے روانہ کرکے کام کو فی الفور شروع کردیگا"

انگریزی سفرا کے اس اعتراض کے جواب میں کہ بھلا گزشتہ تین سالوں میں ٹرکی ان صوبوں میں کیوں نہ امن قایم رکھ سکی۔ انہوں نے یہ کہا کہ "وہ کہ باب عالی اس سارے عرصے میں دو ملحقہ صوبوں (سرویا و مانٹی نیگرو) کے ساتھ لڑائی کرتا رہا۔ اور پچھلے بارہ ماہ بڑے ایک بھاری جنگ میں مشغول رہا۔ اور باین ہمہ عثمانی حکومت بوسنیا و ہرزی گوینا میں بغیر کسی تزلزل کے برابر قایم رہی ہے۔ اب ایسے وقت میں جبکہ صلح کی تکمیل ہونے پہ ہے۔ اور باب عالی کو کافی فراغت ملجانے والی ہے کہ وہ اپنی کل قوت اندرونی اصلاحوں پر خرچ کرے کیا یہ صریح زیادتی اور ظلم نہیں۔ کہ وہ ان صوبوں کو کسی دوسری طاقت کے سپرد کردینے پر مجبور کیا جاوے؟

تو سچ ہی ہے۔ کہ بوسنیا عثمانی سلطنت کے نزدیک مالی حیثیت کی وجہ سے قابل وقعت نہیں۔ مگر اس سے یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ اس پر غیر طاقت کا قابض ہو جانا بڑی تکالیف کا باعث نہ ہوگا۔ مثلاً ارضی کے مشکلات کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کی بابت ہم سفرائے روم کانگرس کو یاد دلانے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ بوسنیا ہی صرف یورپ کا ایسا حصہ نہیں جہاں اس قسم کی مشکلات پیش آئی ہوں۔ مگر کسی جگہ کے بارے میں اس قسم کی چارہ جوئی کو کسی نے پیش نہیں کیا۔ جو اب بوسنیا کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔" یہاں ایک چھوٹا سا جانور ہمیں بتاتا ہے۔ کہ لارڈ سالسبری کے منہ سے بے اختیار نکل گیا "آنریبل" "ہم امید کرتے ہیں۔ کہ کانگرس ان اقرارات کو مدنظر رکھے گی جو ہم اپنے شاہی آقا کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ کسی غیر سلطنت کو قبضہ دینے کی تجاویز مسترد کر دیگی جن سے بجائے موجودہ تکالیف دور ہونے کے اور زیادہ دقتیں واقع ہو جاوینگی۔ جب کاراتھیوڈوری پاشا بیٹھ گیا تو پرنس بسمارک نے سفرائے روم کو یاد دلایا۔ کہ یہ کانگرس نقشہ یا جغرافیہ کے بعض خاص مقامات کے قائم رکھنے کے لئے جنکے قیام کا باب عالی خواہشمند ہے کیونکہ نہیں منعقد ہوئی۔ بلکہ یورپ کے امن کو حالاً اور استقبالاً قائم رکھنے کیلئے۔ شہزادہ بہادر نے اُن کو یہ بھی جتلا دیا۔ کہ وہ کانگرس کی مداخلت کے بغیر انہیں عہدنامہ سین سٹی فانو سے کلیتہً سابقہ پڑیگا۔ اس مداخلت سے اُنکو بجائے بوسنیا کے ایک زیادہ زرخیز اور وسیع صوبہ ملتا ہے۔ جیسے وہ زمین جو بحرالجزائر سے بلقان تک پھیلی ہوئی ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ عثمانی گورنمنٹ بہت جلد اپنے سفرا کو نئی ہدایات روانہ کریگی۔ جن کا کانگرس انتظار کریگی"۔

۴ جولائی کو یہ ہدایات پہنچ گئیں۔ اور سلطان کا آخری جواب کانگرس کے سامنے رکھا گیا۔ اور وہ یہ تھا۔ "امپیریل عثمانی گورنمنٹ نے بوسنیا و ہرزیگوینا میں امن قائم کرنے کے مناسب طریق اور ذریعوں کے بارے میں کانگرس کی تجاویز کو بنظر غور ملاحظہ فرمایا ہے۔ لہٰذا اُسپر پورا بھروسہ کرتی ہے لیکن یہ حق محفوظ رکھتی ہے۔ کہ اس بارے میں دربار عثمانیہ براہ راست خود سمجھوتہ کرے"۔

عہدنامہ سین سٹی فانو کی باقیماندہ شرائط بہ نسبت شرائط متعلقہ بوسنیا و ہرزیگوینا کے بہت جلد فیصل ہو گئیں سرویا کی آزادی بغیر کسی مزاحمت کے قبول کر لیگئی۔ مگر اسپر کاراتھیوڈوری پاشا نے تقریر کی وہ قابل اندراج ہے وہ کانگرس میں عہدنامہ سین سٹی فانو کی شرائط متعلقہ آزادی صوبجات کے بیان ہونے کے اس پہلے موقعہ پر کاراتھیوڈوری پاشا اپنی رائے کے ساتھ چند الفاظ کہنے کی اجازت چاہتا ہے۔ یہ امر ایک بہت بڑی یورپین مقصد بلکہ خود سرویا کے مفاد کے لئے تھا۔ کہ یورپ نے اس رشتہ محکومی کو جس سے آج تک سرویا اپنے آقا سے وابستہ تھی منظور کیا ہوا تھا۔ ٹرکی نے اُن حقوق کو جو اُسے بذریعہ عہدنامہ جات حاصل تھے۔ بڑی نرمی سے برتا ہے۔ جو نرمی ہر حال میں بلکہ سخت سے سخت آزمائشوں کے وقت بھی یکساں ہی تھی۔ اور

اس حق سے وہ تکالیف جن سے وقتاً فوقتاً یورپ کو سخت حیرانی پیدا ہوتی رہی ہے بڑی آسانی سے دور ہوجاتی رہیں۔ مگر باوجود اس تباہی حق کے جو اس طرح سے نہاں تھا۔ سردیا کو درحقیقت ایک آزادی سی حاصل تھی۔ اس کے فوائد عظیمہ کا سردیا نے کئی دفعہ اقبال کیا ہے۔ یہ سب مسلمہ امور ہیں۔ عہدنامہ برلن کی شق نے اس صوبہ کو اور کئی اسی طرح کے صوبوں کو اپنے مرکز مخصوص سے ہٹا کر ایک نئی طرز پر قایم کیا ہے۔ اگر آزادی کا نیا خیال تمام یورپ کی کونسلوں میں اوج پر ہے۔ تو ترکی اسکی مزاحمت نہیں کرتی۔ کیونکہ اسے اطمینان ہے کہ یہ آزادی جو اب کاغذ پر ثبت ہو رہی ہے یہ بھی وہ خواص ہوگی اور یہ ریاستیں اس آزادی کو اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو اچھی طرح سمجھ بوجھ کر اختیار کرینگی۔ کیونکہ اسوقت سے برابر اس آزادی کی قدر کی جاویگی) اور یورپین حقوق امن کی وہ ضمانتیں کم ہونے پاوینگی۔ جو ایک مدت آفاقی کے باعث موجود قایم تھیں ؛؛

اسوقت روس کو اپنے دعوے آزادی کی قیمت کو ظاہر کرنے کا موقعہ ملا۔ اور روس نے اپنی ہی طرز میں اس کو بیان کیا +

انگریزی اور فرانسیسی وکلا ریاسات پر زور دیتے تھے۔ کہ مذہبی آزادی کا اصول ان صوبوں میں بہت خاص طریقے کے ذریعے پہنچگی قایم کیا جاوے۔ مگر پرنس گارچکوف نے ہر ایک قسم کی آزادی سے خواہ ملکی ہو یا مذہبی اسکی قدیمی روسی تعریف کے منشا کے مطابق یہودیوں کو اس میں شامل کرنے سے عذر کیا۔ جو اس کی راے میں دیسی آبادی کے لئے فی الحقیقت ایک پھپک اور لعنت ہیں۔ مگر اس امر پر باقی سب سفرائے روم متفق تھے۔ اور اس بحث کا نتیجہ عہدنامہ برلن کی پچیسویں دفعہ میں درج ہوا۔ جس نے اس معاملہ کو بغیر کسی شک و شبہہ کے باقی رہنے کے طے کردیا۔

بعد ازاں کانگرس یونانی حصہ کی درستی کے مسئلے کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور اس موقعے پر سفرائے یونان جو برلن میں پہلے ہی سے موجود تھے۔ کانگرس میں شامل کئے گئے۔ اور ان کی راے دریافت کی گئی۔ انگلستان کا منشا تھا کہ یونان کے سفیر باقاعدہ طور پر کانگرس میں شامل ہوں۔ مگر یہ تجویز حسب خواہش روس و روم اور فرانس کے ترک کی گئی۔ ۲۹ جون کو ایم رینزیب سفیر اور ایم ڈیلی انیس وزیر صیغہ خارجہ حاضر ہوئے۔ ایم ڈیلی انیس نے بیان کیا کہ اس کی قوم اس غرض کے لیے کہ امن اور امان اور قومی آزادی کا وجود قایم رہے کریٹ اور ان صوبوں کا جو یونان کی حد پر ہیں الحاق چاہتی ہے۔ اس دعوے کی تائید میں اس نے بیان کیا کہ یہ صوبے مدت سے ایک مسلسل بغاوت کی حالت میں ہیں۔ ان ملکوں کی قومی امنگوں اور خواہشوں کو پورا کرنا جو ہر وقت ظاہر ہوجاتی ہیں ایک انصاف اور ہمدردی کا کام ہوگا۔ اور آیندہ کے لئے انکو اس تباہی اور مصیبت سے بچانا ہوگا۔ جو انپر قومی وجود حاصل کرنے کی کوششوں میں عاید ہوتی ہے۔ لہذا اس نے بڑے زور سے کل یونانیوں کے دو مملکت کے

اندر آباد ہیں۔ یا باہر) موجودہ خیالات کو بڑی لمبی چوڑی تقریر میں بیان کیا۔ اور میرے خیال میں انکی نقل کرنی بہت مناسب ہوگی۔ "عثمانی سلطنت کے یونانی صوبوں میں یونانیوں کی گنتی ہزاروں میں ہے۔ بہت سے گورنمنٹ کے ہر ایک محکمہ میں خواہ سول ہو یا بحری یا جنگی بڑے بڑے اعلےٰ عہدوں پر مامور ہیں۔ باقی تجارتی دنیا میں اعلےٰ حیثیت رکھتے ہیں روم میں یونانی قوم کی بغاوتوں کی خبروں کا اثر ایسا نہیں کہ انکے دلوں میں جنبش پیدا نہ کردے۔ بہتوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دہونا پڑتا ہے۔ اور اکثر اپنی جائدادوں سے محروم ہو جاتے ہیں (یعنے بجرم بغاوت یا تو سرکار ترکی انکو پھانسی دیدیتی ہے۔ یا ان کی جائدادیں ضبط کرلیتی ہے مترجم) معاملات کی ایسی حالت سے ریاست یونان کے اندر بڑے خطرناک نتیجے پیدا ہونے سکتے ہیں۔ اور گورنمنٹ یونان کو ایک بڑے مخمصہ میں پھنسنا پڑتا ہے وہ زیر بحث صوبوں کے یونانیوں کے ساتھ جو آزاد یونان کے ساتھ تاریخ۔ قومیت اور عام پشتینی رشتوں سے وابستہ ہیں ہمدردی کرنے سے نہیں رک سکتی۔ اور ساتھ ہی گورنمنٹ یونان چونکہ سلطنت روم کے یونانیوں کی ان جایز امیدوں کو جو وہ اپنے آزاد بھائیوں پر قایم کرتے ہیں زور سے دبا نہیں سکتی۔ اس لئے اس سیل کے روکنے سے معذور رہتی ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے کی جرأت بھی کرے۔ تو یہ سیلاب اسے تہ و بالا کردیگا۔ اور تمام ملک کو باغی صوبوں کے ہنگامہ میں ہمیشہ کیلئے شامل کردیگا۔ نیز اگر ہماری گورنمنٹ قومی جوش کو روکنے کی کوشش بھی کرے تو وہ اتنی استعداد نہیں رکھتی۔ یونانی ملک کی حدود اس طرح واقع ہیں۔ کہ ایک لاکھ آدمی کی فوج بھی کافی طور پر محافظت نہیں کرسکتی اور نہ ہی مجاہدین دوالنٹیئرز کی خفیہ روانگی کو روک سکتی ہے" یہ بیان کرکے یونانی سفیر اٹھ گئے۔ اور ۵ جولائی کو جس یونانی مسئلہ کے پیش ہونے پر ایم ونگٹن فرانسیسی سفیر نے بحث شروع کی اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا تاکہ دولت روم کو یورپ کا منشا معلوم ہو جاوے۔ اور یونان کو واضح ہوجائے۔ کہ وہ ان حدود سے آگے بڑہنے کا مجاز نہ ہوگا ۔

" کانگرس باب عالی سے درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ تھسلی اور اپائرس کی سرحدوں کی درستی کرکے یونان کیساتھ فیصلہ کرلے۔ اور اپنی رائے ظاہر کرتی ہے۔ کہ یہ فیصلہ ہر ایک ساحل کے کنارے پر اس خاص لائین کے مطابق ہو (یہ لائین اچھی طرح سے بیان کی گئی) کانگرس یقین کرتی ہے۔ کہ دونو فریق آپس میں مصالحت کرلینے میں کامیاب ہونگے۔ نامہ و پیام کے کامیاب ہونے میں سہولیت پیدا کرنے کیلئے دونوں فریقوں میں براہ راست [illegible] کرنے کے لئے دول عظام تیار ہیں۔ اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مسئلہ دونوں سلطنتوں کے آپس کے فیصلہ پر چھوڑا گیا ہے۔ اس بحث کے اثنا میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے اپنے اکثر تکیہ کلام یعنی جملوں میں سے ایک کا [illegible] کرکے یونان کے متعلق کہا کہ" اس ملک کی حالت آیندہ کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا۔ مگر ریاستیں بھی ان افراد کی طرح جنہیں حالت مستقبلہ سے سابقہ پڑتا ہو انتظار

کر سکتی ہیں"۔ اُسنے اپنی یہ رائے بیان کی کہ سرحدوں کی درستی کے لئے دباؤ ڈالنے کو وہ ہرگز پسند نہ کرے گا اور کہا کہ میری نظروں میں وہ سلطان ان بڑی بڑی مصیبتوں کی آزمایشوں کے بعد بڑی عزت اور ہمدردی کا مستحق ہے۔ اور مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ سلطان سرحدی مسئلہ کے منصفانہ سلجھاؤ کو منظور فرمالیں گے"۔

عہدنامہ سین سٹی فانو کے اُن فقروں کے پیش ہونے پر جو رومینیا کی آزادی اور روس کے پھر بسربیا کے لے لینے کے متعلق تھے۔ روس اور انگلستان کے سفراء میں بڑی طول طویل و سخت بحث ہوئی انگلستان دریائے ڈینوب کی آزادی جہازرانی پر زور دیتا تھا۔ یہ امر ابتدائی عہدنامہ بنانے والوں کی نظر سے کسی طرح رہ گیا تھا۔ اس بحث میں کونٹ شوالاف روس نے، ورکے سفیر نے رومینیا والوں کو ملک کی اس نئی انتظامی تبدیلی کی مخالفت کرنے پر سخت ناشکرگزاری کا متہم کیا۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ اس معاملہ پر خود رومینیا والوں کی رائے سنی جاوے۔ تب ایم کگنیسی آنذر رومینیا کے سفیر کو دخل دیا گیا۔ اور اُسنے فوراً یہ اچھی طرح سے بیان کر دیا کہ رومینیا گورنمنٹ اپنے موجودہ مقبوضات کے کسی حصہ کو دینے ہی کی سخت مخالف نہیں۔ بلکہ مزید برآں وہ اُن جزیروں کو بھی جو دریائے ڈینوب کے دہانے پر واقع ہیں لینا چاہتی ہے"۔ اسکے چلے جانے پر پھر بحث شروع ہوئی۔ گو پرنس گارچاکوف اور کونٹ شوالاف نے بسربیا کی ایک انچ زمین بھی چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور چونکہ ان کا ملک دینے پر قابض ہی نہ تھا آخر کار وہ کامیاب ہوئے۔ اور رومینیا کو اُس عوض میں مطلوبہ جزائر میں سے ایک اور دوسری زمین کا ایک نیا چھوٹا سا ٹکڑا دیا گیا۔

مانٹی نگرو (جبل اسود) کی آزادی بغیر کسی بحث مباحثہ کے منظور ہو گئی۔ اور من بعد کانگرس ڈینوب کی جہازرانی کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ جو بسربیا کے پھر روس کے قبضہ میں آجانے سے دوسری دریائی ریاستوں کے لئے ایک بڑا تکلیف دہ اور پیچیدہ مسئلہ ہو گیا تھا۔ کونٹ اینڈرسی نے مندرجہ ذیل چار شرطیں پیش کیں جو آخر کار فیصلہ کی بنیاد قرار دیجاکر منظور ہوئیں:—

(۱) دریائے ڈینوب آہنی دروازوں تک کھلا رہے +

(۲) یوروپین کمیشن برابر قایم رہے +

(۳) کمیشن کے کاروبار میں رومینیا بھی شامل کیجاوے۔

(۴) بابہائے آہنی پر ہر ایک قسم کی تعمیر کا حق صرف آسٹریا ہنگری کے لئے مخصوص ہے

اب کانگرس عہدنامہ سین سٹی فانو کی اُن شرائط کی طرف متوجہ ہوئی۔ جو تاوان جنگ کے قدرے نقدی میں ادا کرنے اور باقیماندہ کے عوض میں ملک دینے کے متعلق تھیں۔ جب تاوان جنگ کے آخری حصے یعنی بعوض

بعض حصہ تاوان جنگ ملک کے لینے کا فیصلہ ہو چکا۔ تو کارا تھیوڈوری پاشا نے کانگرس کو اُسکے پہلے حصے نقد حصہ تاوان جنگ کی طرف متوجہ کرکے یوں بیان کیا کہ روس کو لڑائی سے اسقدر بیشمار فائدے حاصل ہو چکے ہیں کہ وہ اُسکے مالی خرابات کا کافی معاوضہ ہو سکتے ہیں۔ روم اتنے بھاری نقصان اُٹھانے کے بعد اس رقم مطلوبہ کے ادا کرنے کے شاید ہی قابل ہو۔ اور اگر ہو بھی تو اُسکے ادا کرنے سے وہ اُن انتظامی اصلاحوں کے کرنے سے بالکل لاچار ہو جاویگا۔ جن کو وہ خود اور کل یورپ نہایت ہی ضروری مانتا ہے۔ پس اگر یورپ نے علاوہ اس قدر ملک دینے کے روس کو اس قدر بھاری رقم وصول کرنے میں مدد دی۔ تو اس سے نہ صرف رعایا کی حالت جس کی بہتری کے لئے یورپ اپنے آپکو ایسا متردد بتاتا ہے بالکل نازک ہو جاویگی۔ بلکہ خود گورنمنٹ عثمانیہ تباہ ہو جاویگی جس کے انجام کو یورپ اپنی اغراض عظیم میں سے بتلا چکا ہے"

ترکی سفیر کی اس تقریر نے جس میں رعایا کی آیندہ حالت کا نقشہ جس ہی کے باعث حال ہی میں ظاہر کثیر خون اور روپے پیسے کی بربادی ہوئی تھی جتایا گیا۔ پرنس گارچکوف اور کونٹ شووالاف پر تو کچھ اثر نہ کیا۔ تاہم دوسرے سفراء پر بہت اثر کر دیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ عہد نامہ[۱] کے متن میں نقد تاوان جنگ کا کوئی ذکر نہ کیا جاوے۔

---

[۱] مندرجہ ذیل فقرہ لارڈ سالسبری کے اس مراسلے سے انتخاب کیا گیا ہے۔ جو اُس نے تاوان جنگ کی ادائیگی کے بارے میں کانگرس کے ارادے پر لکھا تھا۔ **ھو ھذا**:۔ "تاوان جنگ کا مسئلہ جس پر روم کی گورنمنٹ نے بہت اعتراض کئے تھے۔ عہد نامہ کے متن سے خارج کیا گیا ہے۔ کانگرس نے ایسے معاہدے کو پڑتال کرنے سے انکار کیا۔ جو عہد نامہ پیرس کے صریح متضاد ہو اور جیسا کہ بایں وجہ صرف دونو فریق ہی آپس میں کر سکتے ہیں۔ لیکن تاہم کانگرس میں اس معاملہ پر تقریریں ہوئی ہیں۔ جو پروٹوکل میں لکھی گئی ہیں۔ اور جن سے اس کا عملی اثر بہت کم ہو جاویگا۔ روسی سفراء نے بیان کیا۔ کہ وہ نقد تاوان جنگ کے عوض میں ملک لینا نہیں چاہتے۔ اور نہ ہی اس بات پر جھگڑا کرتے ہیں کہ اُس کو اُن قرضوں پر جنکی دوسری گورنمنٹوں نے ضمانت دی ہو۔ یا جن کی ضمانت میں عثمانیہ گورنمنٹ کے محاصل مکفول ہو چکے ہوں فوقیت دیجاوے۔ انگریزی سفراء نے بیان کیا۔ کہ وہ اس تاوان جنگ میں کوئی ایسا امر نہیں پاتے کہ اسکو اُن قرضوں پر جو اس سے پہلے کے ہیں کسی طرح فوقیت دیجاوے۔ ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ ٹرکی قانوناً باہمی تعلقات کے اصول کے مطابق اسکو ادا کرنے کی ذمہ دار نہیں اور نہ ہی وہ اسکے ادا کرنے پر مجبور کی جا سکتی ہے۔ جب تک کہ وہ تمام قرضے جو تاریخ جنگ سے پہلے کے ہیں۔ پورے ادا ہو جاویں۔ اگر روم کبھی کسی زمانہ میں ایسا خوشحال ہو جاوے۔ اور دیگر تمام قرضوں سے سبکدوش ہو جاوے۔ تو اُسوقت نقد تاوان جنگ کا مطالبہ کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ ایسے وقت میں یہ مطالبہ روم کے لئے نہ ہی ناجائز ہوگا اور نہ ہی کوئی تکلیف دہ۔ یہ معاہدہ اصولاً تو ناجائز نہیں۔ مگر اسکی تعمیل حالات موجودہ پر غور کرنے سے بہت دور دراز عرصہ تک ملتوی کر دی گئی ہے۔"

تمام سلطنت روم میں مذہبی آزادی کے قیام پر جو پروٹسٹنٹ کے دستر خوان پر دوسری دفعہ کانگریس کا راتھبوڈرزی پاشا نے سلطان المعظم کا یہ پیغام پڑھا جس کو میں یہاں پورا درج کرتی ہوں "یہ مذہبی آزادی کی تائید میں کبھی کوئی بیانات مختلف اوقات میں کانگرس کے سامنے پیش ہوں ۔ تو ہمارے سفراء کو یہ بیان کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے ۔ کہ باب عالی کا منشا اس بارے میں یورپ کے مطلوبہ مدعا کے عین مطابق ہے ۔ اُس کی نہایت ہی مضبوط اور قدیمی مصلحتیں ۔ اسکی دنیاوی پالیسی ۔ اور خود اُس کی رعایا کے یہ خیالات اور خواہشیں سب اسی انجام کی طرف مائل رہے ہیں ۔ کل سلطنت میں سلطان المعظم کی رعایا کے کروڑوں آدمی مختلف متضاد مذاہب کے پیرو ہیں ۔ لیکن آج تک کسی شخص کو اپنے مذہبی احکام کی پابندی کرنے کے باعث ذرا بھی تکلیف نہیں دی گئی "

کانگرس میں اس سلطانی مراسلہ کو پیش کرتے وقت کاراتھیوڈوری پاشا نے یہ توقع ظاہر کی کہ گذشتہ عہدناموں کے اُس آرٹیکل میں جو مذہبی آزادی کے مسئلہ کے متعلق تحریر ہوا اس امر کا ضرور اشارہ کردیا جاویگا کہ یہ اصول پہلے ہی سے میرے شہنشاہ کے تمام ممالک محروسہ میں جاری اور رائج ہے ۔ اس کی یہ خواہش پوری کی گئی چنانچہ عہدنامہ کا باسٹھواں آرٹیکل (دفعہ) یوں شروع ہوتا ہے " باب عالی نے مذہبی آزادی کے اصول کو برابر قایم رکھے جانے بلکہ حتی الامکان اُس کو اور زیادہ وسعت دینے کا منشا ظاہر کیا ہے ۔ اُس کے بطیب خاطر اس امر کو اظہار کرنے کی کل دول عظام دل سے قدر کرتی ہیں ۔

ایشیائی ممالک کے قبضے کی بابت جبکہ مسئلہ اب کانگرس میں پیش ہوا ۔ روسی اور انگریزی سفیروں میں پہلے ہی خفیہ طور پر فیصلہ ہوچکا تھا ۔ روسیوں نے ارض روم ۔ بایزید اور وادی الوشرو کا دعوے تو چھوڑ دیا ۔ مگر قارص باطوم اور اردہان کے لینے پر مصر رہے ۔ پرنس گارچکوف نے باطوم کے متعلق مندرجہ ذیل منشا ظاہر کیا ۔ اس کی طرف میں ناظرین کو خاصکر متوجہ کرتی ہوں ۔ کیونکہ اس سے انگلو روسی پالیسی کی کل نشیب و فراز اور اُنکے وعدوں کی ماہیت اچھی طرح سے معلوم ہوجاویگی ۔ اُسنے کہا کہ " مجھے بیان کرنے کی اجازت دیگئی ہے ۔ کہ میرا آقائے نعمت باطوم کو اپنے زیر حکومت لے کر اسے ایک آزاد بندرگاہ قرار دیگا ۔ جس سے تمام تجارتی قوموں کو عموماً اور برطانیہ اعظم کو خصوصاً جس کی تجارت میں نسبتاً بہت ہی زیادہ جہاز مصروف رہتے ہیں فوائد عظیمہ حاصل ہونگے " لارڈ بیکنسفیلڈ نے اس اظہار کی نسبت یہ رائے دی کہ " بحیثیت مجموعی یہ امر بڑا قابل وقعت ہے " اور لارڈ سالسبری نے تو یہی کہدیا کہ " اگر باطوم کا قبضہ ایسی حالتوں میں رکھا جاتا جس سے بحیرۂ اسود کی آزادی میں خلل واقع ہوتا ۔ تو انگلستان یورپین طاقتوں کے ساتھ یہ معاہدہ ہرگز نہ کرتا ۔ کہ وہ اپنے آپ کو دینے اپنے جنگی بیڑہ جہازات کو اس بحیرے میں داخل ہونے سے باز رکھیگا ۔ لیکن چونکہ باطوم ایک آزاد اور تجارتی بندرگاہ قرار دیا گیا ہے ۔ اسلئے انگریزی گورنمنٹ

اپنے اُن معاہدوں کو جیسے کہ وہ اب اس کانگرس کے فیصلوں سے ترمیم ہوگئے ہیں۔ از سر نو قایم و تجدید کرنے سے انکار نہ کرے گی"۔

اب اسوقت باطوم ایک نہایت ہی مضبوطی سے قلعبند جنگی مقام ہے۔ (یہ ہیں روس کے وعدے مترجم۔)

کانگرس کی اخیری نشستوں میں پرنس گارچکوف اور کونٹ شووالاف کی اُن تجاویز پر بحث ہوتی رہی (جنکا مطلب یہ تھا) کہ عہدنامہ میں ایک خاص آرٹیکل درج کیا جاوے۔ جس سے کل دول عظام ان کل شرایط کی تکمیل کی نگرانی پر مجبور کیجاویں۔ اور انکو اختیار دیا جائے کہ عند الضرورت ان شرائط کی کماحقہ تعمیل کرائی جانے کے لیے مناسب وسایل سوچیں مگر کوئی طاقت بھی اس مدامی مداخلت کی پالیسی کو قبول کرنے کی طرف مایل نہ تھی۔ کارا تھیوڈری پاشا نے یہ بیان کر کے کہ باب عالی ان تمام شرائط کو پورا کرنے کا اپنے آپکو ویسا ہی ذمہ وار سمجھتا ہے۔ جیسا کہ عہدنامہ پر دستخط کرنیوالی باقی سلطنتیں ہیں۔ اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ ایم ویڈنگٹن نے قابل یادداشت الفاظ میں جن سے معاملات کی حالت بڑی خوبی اور اختصار سے واضح ہوتی ہے۔ اُسکی تائید کی اور کہا "اس تجویز سے جو اب کانگرس میں پیش ہے۔ عثمانی گورنمنٹ پر ایک دائمی دباؤ رکھا پایا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ باب عالی کے کل فعلوں میں متواتر بیجا مداخلتوں کیلئے کافی بہانوں کا موقع ملسکیگا۔ ترکی گورنمنٹ کا خود بیان یہ ہے۔ کہ وہ کانگرس کے تمام فیصلوں کی پوری طرح سے تعمیل کرے اسلئے ترکی کے صاف بیان کردہ ارادوں پر شبہ کرنیسے پہلے دول عظام کو اسوقت تک انتظار کرنا چاہئیے۔ جبتک کہ وہ اس کو ان کی تعمیل کرنے سے پہلو تہی نہ کرتے دیکھیں۔ کیونکہ یہ گمان کرنے کا اُن کو کوئی حق نہیں کہ عثمانی گورنمنٹ اُن شرائط پر جنہیں وہ منظور کر چکی ہے عمل کرنا نہیں چاہتی۔ یا اُن کے پورا کرنے کی استعداد نہیں رکھتی"۔

یہ معلوم کرنا ناممکن ہے۔ کہ آیا سفرا نے روس کی تجاویز کو نامناسب سمجھا۔ یا انہوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو ایسی امر کا ذمہ وار گردانا پسند نہ کیا جس میں تکلیفیں بہت اور فایدہ کچھ نہ ہو تاہم یہ تجاویز باتفاق رائے رد کی گئیں۔ اور ۱۳ جولائی کو سفرا نے ایک دوسرے سے آخری ملاقات کر کے اپنی اپنی راہ لی۔ پرنس گارچکوف مع اپنے ساتھی کے سلطان کے لئے اور زیادہ مشکلات پیدا کرنے کی تجاویز سوچنے کے لئے سینٹ پیٹرزبرگ کو سدھارا۔ ترکی سفرا قسطنطنیہ کو واپس گئے کہ وہاں اصلاح اور انتظام کی کونسلوں میں مدد دیں۔ اور لارڈ بیکنسفیلڈ اور لارڈ سالسبری لنڈن کو چلتے بنے۔ جہاں صلح اور باعزت صلح قایم کرنے کے باعث اُن کی بہت بڑی آؤ بھگت اور خوش آمدید ہونے کو تھی۔

تیسرا باب

اصلاح

جوں ہی ملک پر سے یہ طوفان فرسا مخمصہ دور ہوا سلطان عبدالحمید [illegible] جو اسکے پاس باقی رہ گئے تھے امن وامان قائم کر چکے تھے اور ان [illegible] اصلاحات کو جنہیں عمل [illegible] کا [illegible] تخت نشین ہوتے ہی ارادہ کیا تھا شروع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

روپیہ ملک کا بچا [illegible] پشت و پناہ [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] سالہا سلطنت کی مالی حیثیت کی طرف [illegible] تھی [illegible] جیکس نیکر [illegible] فرانس سے

جیکوبس نیکر فرانس کا وزیر ایک [illegible] خاندان کی نسل سے تھا وہ اوائل عمر میں [illegible] میں [illegible] اور [illegible] بینک [illegible] ہو گیا [illegible] حصہ دار بن گیا [illegible] [illegible] مالی معاملات [illegible] مشہور آفاق ہو گیا۔ اسی اثنا میں وہ کاروبار سے الگ ہو کر [illegible] کونسل [illegible] ہو گیا [illegible] کونسل کی طرف سے پیرس [illegible] مقرر ہوا [illegible] [illegible] کا [illegible] مقرر ہوا [illegible] شاہی خزانے کا ڈائرکٹر بنا اور [illegible] فرانس [illegible] جنرل مقرر ہوا فرانس [illegible] مالی مشکلات میں گرفتار تھا [illegible] [illegible] کے معاملات [illegible] [illegible] تھی کہ تھوڑی ہی مدت میں بے تعداد قرضوں کا [illegible] کر دیا۔ اور [illegible] کو سنبھال لیا۔ [illegible] کے باعث اس عہدہ سے الگ ہونا پڑا۔ بادشاہ [illegible] لوئس شانزدہم نے اسے دوبارہ بلا کر وزیر مالیات مقرر کیا لیکن وہ [illegible] پھر اپنی جائداد [illegible] کا پتا واقع جنیوا میں چلا گیا۔ اسنے مختلف مضامین پر بہت سی کتابیں [illegible] [illegible] کی [illegible] جنیوا [illegible] میں پیدا ہوا اور [illegible] میں مر گیا۔

بغاوت کرکے بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اور سلطنت جمہوری قایم کرلی یعنی ۱۸۵۴ء میں مترجم اکے خزانہ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ آخر کار یہ شاہی خزانہ پر جو پہلی [illegible] کو ابھی بے حد اور مایوس مالی حالت سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ [illegible] مالی دیوالیہ پن کی [illegible] بالکل [illegible] تھا جس پر اس نے اپنا پہلا [illegible] قوم جنگ کریمیا کے وقت یعنی ۱۸۵۴ء [illegible] سلطان عبدالعزیز کی معزولی سے چند برس پیشتر ترکی نے [illegible] اس قدر بھاری رقمیں ممالک غیر کی بادشاہتوں اور ساہوکاروں سے قرض لیں۔ کہ سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کے وقت اس کی تمام تعداد بیس کروڑ پونڈ (پونڈ = ۱۵ روپے) سے بہت بڑھ چکی تھی جس [illegible] کہا جاتا ہے کہ کل رقم کے نصف سے زیادہ خزانہ عامرہ میں ہرگز داخل نہیں ہوا اور باقی پچاس فیصدی اُن لالچی اور بددیانت دار فنانشیروں کے ہاتھوں میں رہا جنہوں نے ان مختلف قرضوں کو مہیا کیا۔ مگر علاوہ ان بیرونی قرضوں کے ایک بہت بڑی رقم غلاطہ کے سوداگروں اور ساہوکاروں کی اُس جماعت سے قرض لی گئی تھی۔ جسکا عثمانیہ بنک کے سرغنہ ہونے کی وجہ سے سلطنت کے صیغہ مال میں بہت کچھ دخل رہا ہے۔ سلاطین سابقہ کا یہ عام دستور ہو گیا تھا۔ کہ جب کبھی سود کی ایک بہت بڑی رقم واجب الادا ہو جاتی۔ تو اُس کو اور نیا قرضہ لیکر ادا کر دیتے تھے۔ مگر یہ طریق جو ہر فرد انسان اور ہر قوم کے معاملات میں بڑا آسان اور خوش آیند معلوم ہوتا ہے بہت مدت تک نہیں چل سکتا۔ اگر سلطان عبدالحمید اپنے متقدمین کے اسی آسانی بخش دستور پر چلنا بھی چاہتا (جو امر وہ ہرگز نہ کرتا) تو اُس کو معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ امر اب ناممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ سودی اقرارناموں کے نہ ادا ہونے کے باعث ترکی کا کریڈٹ (مالی اعتبار) ممالک غیر اور خود اپنے ملک دونوں جگہوں میں بالکل زایل ہو گیا تھا۔ اس لئے نہ صرف باہر ہی سے کسی مدد کی توقع ہو سکتی تھی۔ بلکہ اُس کی اپنی ملکی آمدنی کا بہت بڑا منبع یعنی خراج و محاصل ایک بڑی حد تک خشک ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس لڑائی سے بدنظمی اور بدنسقی ایسی خطرناک حالت پر پہنچ گئی تھی۔ کہ محاصل کا وصول کرنا بڑا مشکل ہو گیا تھا۔ اور اگر وصول ہو گئے ہوں۔ تو مقامی تحصیلداروں سے اُسے وصول کرنا اور بھی زیادہ مشکل تھا۔ پس جبکہ بیرونی قرضخواہ بھاری شرح سود اور کمیشن کے بہانوں سے خزانہ ترکی کو لوٹ رہے تھے۔ اور منتظمان صوبجات بیشرمانہ و علانیہ غبن اور خیانت سے۔ تو ایسی صورت میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کہ کیوں روم روز بروز قرضہ کی گہری دلدل میں دھنستا گیا۔

لہ جنگ کریمیا سے پہلے روم میں قومی قرضے کا نام تک بھی نہ تھا یہ بالخصوص سلطان عبدالمجید کے مہربان مددگاروں انگلستان اور فرانس کی مہربانی تھی کہ روم پر نازل ہوئی [illegible] ان دونوں ملکوں نے [illegible] سلطان عبدالمجید کو جو [illegible] قرضہ لینے کا چسکا ڈالی [illegible]

غالباً سب سے پہلا کام جو سلطان نے خانہ اصلاح پر کیا یہ تھی کہ آپ نے سلطنت کے مالی صیغوں میں پوری پوری باضابطہ تحقیقات کئے جانے کا حکم دیا۔ اس تحقیقات کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] تنخواہوں کے [illegible] ایک کونسل قسطنطنیہ میں [illegible] گورنمنٹ کیا تھا۔ اس [illegible] کو صاحب [illegible] نام [illegible] اور مالی [illegible] کے [illegible] [illegible] خارجیہ کا ایک افسر [illegible] [illegible] صاحبوں [illegible] [illegible] [illegible] حالات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بات پر [illegible] کہ اختیار [illegible] [illegible] کی بات آمدنی جو سب سے زیادہ فائدہ مند اور [illegible] کو دی جائیں۔ ساتھ ہی انہوں نے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور مداخل کی [illegible] کا جو حکومت کے [illegible] وصول [illegible] کی فیسوں سے حاصل ہو وعدہ کیا۔ اور نیز انہوں نے ان [illegible] لینے کی [illegible] قرضہ کی ادائگی کے متعلق وصول [illegible] قسطنطنیہ میں [illegible] تنخواہوں [illegible] کی ایک کونسل

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸ یہ رقم اس قلیل مدت میں سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کے وقت [illegible] تک پہنچ گئی ہے۔

سلہ شاہزادی صاحبہ نے یا پرنٹر نے اعداد غلط لکھے ہیں دراصل ۲۵۲۲۲۰۵۰۲ پونڈ ہیں۔ [illegible] کی [illegible] پونڈ کی جنہ اصل ہیں ۱۷۲۲ فیصدی کی تخفیف کی گئی۔ اسکے متعلق اس کتاب کے ضمیمہ ترکی کی موجودہ حالت اور کتاب [illegible] دوم میں مفصل تذکرہ کیا گیا ہے +

سلہ بیرونی صولوں کی تعداد شرح سود اور اصل رقم وصول شدہ معہ سنہ اجرا کو نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

سنہ اجرا	نام نہاد تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی	سنہ اجرا	نام نہاد تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی
۱۸۵۴ء	۳۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۸۰	۱۸۵۵ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	۱۰۲½

(بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھو)

منتظمہ کے مقرر ہونے کی درخواست کی جس کو جدول کا پورا اختیار ہو۔ اور جس کو نام پراونشل (مضافاتی) اور

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ ۵۹)

سنہ اجراء	نام نہاد تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی	سنہ اجراء	نام نہاد تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی
۱۸۵۸ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۸۵	۱۸۶۰ء	۲۰۷۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۲½
۱۸۶۲ء	۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۸	۱۸۶۳ء	۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۶
۱۸۶۵ء	۳۶۳۶۳۶۳۰	۵	۴۷½	۱۸۶۵ء	۶۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۵½
۱۸۶۵ء	۲۵۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۳	۱۸۶۹ء	۲۲۲۲۲۲۲۰ پونڈ	۶	۶۰½
۱۸۷۰ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	۱۸۷۲ء	۱۱۱۲۶۲۰۰ پونڈ	۹	۹۲½
۱۸۷۳ء	۲۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۵۸½	۱۸۷۴ء	۴۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۵	۴۳½

میزان کل ۱۸۱۹۸۱۷۸۳ پونڈ۔

یعنی ۱۸۷۴ء تک نام نہاد تعداد قرضہ بیرونی ۱۸ کروڑ ۹۸ لاکھ ۱۸ ہزار ۷ سو ۸۳ پونڈ تھی جو ۱۸۷۶ء تک بیس کروڑ پونڈ تک پہنچ گئی۔ ناظرین جدول مندرجہ بالا سے اصل تعداد وصول شدہ بھی معلوم ہو گئی ہو گی۔ اسکے علاوہ دس کروڑ پونڈ سے زیادہ اندرونی قرضہ تھا سلطان عبدالحمید کو تخت نشین ہوتے ہی وسط جنگ چھیڑ نی پڑی جس پر روم تخمیناً دس کروڑ پونڈ سے زیادہ خرچ ہوا اور اعتبار کا یہ حال تھا کہ اب ایک کوڑی تک قرضہ نہیں مل سکتا تھا یہ خیال کر لیجئے کہ گذشتہ برس کی دستاویزات کی قیمت ۳۸ فیصدی تھی۔ مگر صد ہزار آفرین اس شہنشاہ بیدار مغز پر جس نے نہ صرف مزید قرض لینا ہی ترک نہیں کر دیا بلکہ سابقہ قرضہ بھی بہت سا ادا کر دیا ہے۔ جو تاوان جنگ اور خرچ جنگ کے شامل ہو جانے سے ایک مہیب حد تک پہنچ گیا ہوا تھا۔ اور باوجودیکہ ملک کے کئی زرخیز صوبے اسکی حکومت سے نکل گئے آمدنی کم ہو گئی خرچ ویسا ہی نہ ہلکہ اور زیادہ بڑھ گیا۔ اب اسوقت روم کا اعتبار بہت عمدہ حالت میں ہے۔ اور ترکی دستاویزوں کی قیمت ۸۸ فیصدی تک پہنچ گئی ہے۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے اس حسن و خوبی سے اپنے ملک کی مالی حالت کو سنوارا ہے کہ مداخل اور خزانہ مصارف کر لیتے ہیں فوج اور ملازمین کے مشاہرے باقاعدہ ماہوار تقسیم ہوتے ہیں بیرونی اور اندرونی قرضے کا صرف سود ہی نہیں بلکہ اصل بھی ادا کیا جاتا ہے۔ فوجی اور بحری طاقتوں میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ اور روم مالی حیثیت سے اگرچہ ایسا بہت دولتمند تو ابھی نہیں ہوا مگر دیوالیہ پن کے خصیص ادبار سے نکلکر ایک خاصی فارغ البال حالت میں ہو گیا ہے چنانچہ مہذب مطبوعہ بمبئی گزشتہ ماہ میں دولت عثمانیہ کی مالی حالت پر جو مضمون شایع ہوا ہے میں اسکی بیان بجنسہ نقل کرتا ہوں:—

”جس چیز نے دول یورپ کی نظر میں ترکوں کو ضعیف اور مریض ثابت کیا۔ در اصل وہ انکی مالی حالت ہے۔ اسلئے کتنے زمانہ سے ترقی کا مدار صرف یا زیادہ تر خزانہ کی مضبوطی پر ہے لیکن اب تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ترکوں نے اپنی مالی حالت کو نہایت عمدگی اور شائستگی سے سنبھال لیا ہے۔ لیوانٹ ہیرلڈ نے عثمانیہ سلطانی بینک کے اٹھائیسویں سالانہ جلسہ کی رپورٹ شایع کی ہے۔ اس رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم

سنٹرل (صدر محکمے) عہدوں پر جو عثمانیہ قرضہ قومی کی خدمات کی بجا آوری کے لئے وضع ہوں پوری دسترس ہو

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

ہوتا ہے کہ دولت عثمانیہ کا مالی اعتبار جتنا اب بڑھ گیا ہے اور ترقی کر گیا ہے اس قدر اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ یہ خبر مشہور ہوئی ہے۔ کہ دولت عثمانیہ اب مالی اصول میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنیوالی ہے۔ پریسیڈنٹ مذکور بڑے تعجب کے ساتھ رائے دیتا ہے کہ ملکی قرضوں کی حالت ایسی ہے کہ سلطنت اور نیز رعایا کو اس پر کامل اعتبار ہے۔ دنیا بھر میں اب ترکی قومی قرضہ یعنی امپیریل نوٹوں کا بھاؤ فی صدی پانچ روپیہ ہے یہ قریب قریب دیگر سلطنتوں کا حال ہے۔ انگریزی امپیریل نوٹوں کا بھاؤ بھی اسی کے قریب ہوا کرتا ہے ہز امپیریل مجسٹی سلطان عبدالحمید خاں جب تخت پر بیٹھے تھے۔ اور سلطنت کی باگ ہاتھ میں لی تھی اس وقت بڑی دقتوں سے دس روپیہ سیکڑہ پر ترکی امپیریل نوٹ فروخت ہو سکتے تھے۔ اور اب اتنی ترقی ہوئی کہ پورے اعتماد و اعتبار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ سیکڑہ کی کمی پر گورنمنٹ عثمانیہ تک فروخت ہو جاتے ہیں۔ مقابلہ اسکے جبکہ معظم الیہ کی سلطنت شروع ہوئی تھی تب دس روپیہ سیکڑہ کی کمی بھی کافی نہیں خیال کیجاتی تھی۔ اور پھر بھی بے اعتباری رہتی تھی۔ سلطان نے گذشتہ چودہ برس کی حکومت میں اپنا اعتبار اور اپنی مالی ساکھ وصف سے بھی زیادہ بڑھالی ہے اسکے برابر ترقی دنیا کی کوئی سلطنت اور کوئی قوم نہیں دکھا سکتی۔ اسی بنا پر پریسیڈنٹ مذکور لکھتا ہے۔ کہ جب ایسی بے مثل ترقی نمودار ہوئی تو پھر کسی جدید تغیر و تبدل کی کیا ضرورت ہے +

یہ رپورٹ میں پریسیڈنٹ نے اپنی سپیچ میں صاف اقرار کرلیا ہے کہ "بینک کا انتظام قرض گورنمنٹ پر کبھی کسی بات نے نقصان نہ اٹھایا ہے" یوں مقروض ہونے کو دنیا کی کوئی سلطنت نہیں۔ جو اپنے بینک کی مقروض نہ ہو۔ درحقیقت قرض کا قایم رہنا اصولاً حق و بقائے سلطنت کا ایک جزو لازمی تسلیم کرلیا گیا ہے دولت عثمانیہ کی حالت زیادہ نازک اس لئے ہوگئی تھی۔ کہ اسپر قرض اعتدال سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ جنگی اور نیز سلطنت کی حالت دیکھتے غیر ممکن خیال کیجاتی تھی سلطنت کے وعدوں کا رعایا کو اعتبار نہیں رہا تھا۔ اور بینک کا قرضہ روز بروز گورنمنٹ پر بڑھتا جاتا تھا لیکن سلطان عبدالحمید خاں نے نہایت بیدار مغزی اور سرگرمی کیساتھ اس طرف توجہ کی اور اُسی توجہ کا آج ہم یہ نتیجہ دیکھ رہے ہیں کہ چودہ برس کے اندر سلطنت کی مالی حالت اسقدر سنبھل گئی کہ اسکے نوٹوں کا بھاؤ دیگر دول یورپ کے برابر ہی ہے اور اس کا اعتبار اسقدر ہو گیا کہ بلا عذر اور بے کھٹکے ہر شخص اپنا روپیہ گورنمنٹ عثمانیہ کو دے سکتا ہے"

مگر یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ سلطنت روم بالکل نادار ہوگئی تھی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ نقد روپیہ اسکے پاس کوئی نہیں رہ گیا تھا۔ مگر جواہر طلائی اور نقرئی ظروف بیشمار اور بے حساب قیمت کے امیر المومنین کے خزانہ عامرہ میں موجود ہیں کسی دوسری سلطنت کو ان کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں آج چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ جب شہنشاہ جرمن اسلامبول میں اعلیحضرت امیر المومنین کی ملاقات کو گئے۔ تو خلیفۃ المسلمین نے امپراطور شہنشاہ جرمن کو ۵ کروڑ روپے کے قیمتی تحایف عنایت فرمائے۔ جائے غور ہے کہ کتنا بڑا خزانہ ہوگا۔ کہ اس کا مالک اس فراخ حوصلگی سے صرف ایک ملاقات کو سات کروڑ کے تحایف عطا فرما سکتا ہے۔ ناظرین ایسی دریادلی اور تمول کی نظیر آپ کو ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک کوئی ملی ہے ہرگز نہیں جواہر خانہ سلطانی میں اس آب و تاب اور قیمت کے جواہرات اور مرصع اشیا موجود ہیں۔ کہ کوئی اور سلطنت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ)

ان کی یہ کل درخواستیں سلطان المعظم نے قبول فرمائیں۔ اور بروئے فرمان سلطانی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء قوانین سلطنت میں شامل کی گئیں چنانچہ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں جو سال اول کی کارگذاری کے اختتام پر لکھی اس میں نفس مضمون کے کل جزو وکل پر برابر عمل کئے جانے کو تصدیق کیا۔

یہ کل تبدیلیات ۱۸۸۲ء میں عمل میں لائے گئے۔ اور کمیشن کے ممبروں کو ان تکالیف کی حقیقت کا ایک ذرا سا شمہ معلوم ہونا شروع ہوا جو ایک اصلاح کنندہ اور نیک نیت و دیانتدار فرماں روا کے آگے پیش آتی ہیں۔

ان تکالیف کی چھوٹی سی مثال کے لئے میں محاصل تمباکو کی کیفیت بیان کرتی ہوں۔ یہ سلطنت کے اٹھارہ صوبوں سے جو یورپ اور ایشیا میں واقع ہیں جمع کیا جاتا ہے۔ ہر ایک ضلع پر ایک اعلیٰ ایجنٹ ہوتا تھا جس کے ماتحت دو سو بیکرنین و تک افسران زیردست ہوتے تھے۔ جو قسطنطنیہ بغیر کسی کافی تعلق یا لگاؤ رکھنے کے بطور خود اپنے منصبی فرائض ادا کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات اُن کو ایشیائے کوچک میں ناجائز طریقے سے مال کو اخفائے محصول کرکے لانے والے کاروانوں کے ساتھ جو تغلب کی نیت سے مسلح اور صف بند ہو کر آتے تھے۔ جنگ کرنی پڑتی تھی۔ یہ خیال باطل ہے۔ کہ اجنبیوں کو ایک کمیشن معاملات کی ایسی حالت سے روبراہ ہوسکتی اگر اُن کو سرکاری (مقامی) حکام سے عملی مدد نہ ملتی تو یہ صرف سلطان المعظم کے براہ راست رعب اور ذاتی منشا ہی کی وجہ سے تھا۔ کہ انکو ایسی مدد ملے۔

آجتک اس کمیشن کو ۲۷۱ لاکھ پونڈ وصول ہوچکے ہیں اور جب کہ کل سلطنت کی آمدنی اب صرف ۱½ کروڑ پونڈ رہگئی ہے (علاوہ اُن آمدنیوں کے جو قومی قرضے کے ادا کرنے میں وقف ہیں) تو روم کا نہایت متعصب مخالف بھی یہ تسلیم کرلے گا۔ کہ روم نے ان قرضوں کے سود ادا کرنے میں جن کے ایک نصف سے اُس نے کوڑی بھر فائدہ نہیں اُٹھایا۔ بہرحال خالص اور سچی کوششیں کی ہیں چنانچہ اس رقم میں سے ۳۴۶۳۵۴۳ پونڈ غلطہ کے سنڈیکیٹ کے (جس کا اوپر ذکر آچکا ہے) قرضہ۔ سود اور قدرے اصل رقم کی بیباقی میں ادا کئے گئے ہیں۔ جس قرضہ کی کفالت میں ابھی یہی بلا واسطہ محاصل مستغرق ہیں یہ قرضہ ۲۴ سال میں ادا ہوجاویگا۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ) دنیا میں اُن کی ادنےٰ نظیر بھی نہیں رکھتی۔ خزانۂ عامرہ سلطانی کا ادنےٰ الماس دیکھ لو تو کوہ نور کا نام تک نہ لو۔ مسٹر لین پول اپنی تواریخ روم میں بصفحہ ۲۷۵ لکھتا ہے۔ کہ ”سلطان کے خزانۂ عامرہ کی سونے چاندی کی اشیاء اور جواہرات کی چمک دمک دیکھکر اور اُنکی خالص قیمت اور وزن کا اندازہ کرکے ہر ایک شخص بالکل سکتے کے عالم میں ہوجاتا ہے“۔

یہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ سلطان نے اپنے قرض خواہوں سے کیسا سلوک کیا۔ اب ایک لمحے کے لئے یہ بھی دیکھئے کہ اُس کے مقروضوں نے اپنی جگہ اُسکے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ اور دول عظام نے مالی معاملات پر اپنے پختہ وعدوں اور اقراروں کو کیسا پورا کیا۔

عہدنامہ برلن کی نویں دفعہ کے مطابق بلگیریا کے سالانہ خراج کی رقم کا تعین کل دول شمولہ کانگریس نے کرنا تھا۔ اس آرٹیکل کا مضمون یہ ہے: "نظام کو شروع ہوئے ایک سال بعد ریاست کی اصلی آمدنی کا لحاظ کرکے یہ رقم معین کی جاویگی۔ اور چونکہ بلگیریا نے سلطنت کے قومی قرضے کی ایک جزو ادا کرنی ہے پس جس وقت سلطنتیں خراج کی رقم معین کرینگی۔ اسوقت وہ حالات پر غور کرکے یہ بھی فیصلہ کردینگی۔ کہ بلگیریا قومی قرضے کا اس قدر حصہ ادا کرے۔"

اب تک باوجودیکہ اس معاہدہ پر سفرائے دول کو دستخط کئے نوسال گذر گئے ہیں۔ اُس کی تعمیل کرانے کی طرف ایک ذراسی کوشش بھی نہیں کیگئی۔ مگر ترکی گورنمنٹ ان سالوں میں برابر بلگیریا کے خراج کے علاوہ اپنی چند باقیماندہ مدات آمدنی میں سے بھی ایک مد کی آمدنی یعنی پیداوار تمباکو کا عشر اپنے قرضخواہوں کو دیتی رہی ہے۔ اس سے زیادہ اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ عہدنامہ برلن کی شرائط کیسی بدنیتی سے دستخط کنندگان عہدنامہ نے لکھیں اور تمام کا ان سب کو پورا کرنے کا کیسا سچا منشا تھا۔

ہر ایک مالی مطالبہ جو بابِ عالی پر تھا بڑے زور سے پورا کرایا گیا۔ اور میں کہتی ہوں کہ بڑی خوشی سے ادا کیا گیا۔ مگر ترکی کے مطالبے بڑی سنجیدگی کے ساتھ نظر انداز کئے گئے۔ بلگیریا نے قومی قرضے کے حصے ادا کرنے کی استطاعت سے کبھی انکار نہیں کیا۔ کیونکہ اُسکو ایسا کرنے کے لئے کبھی کہا ہی نہیں گیا۔ دول عظام نے کسی وقت اتنی تکلیف بھی تو گوارا نہیں کی کہ اس رقم (حصہ قومی قرضہ) کو معین کردینے سے اس مسئلے کو چھیڑیں۔ سلطان کے وزراء کی ہر ایک تاکید اس بارے میں پس انداز کی گئی ہے (یہ ہے یورپ کی ایمانداری!) مگر صرف یہی نہیں تیتیسویں دفعہ میں درج ہے۔ کہ "چونکہ مانٹی نگرو بروئے عہدنامہ زاید قطعات اراضی ملے ہیں۔ اُس کو عثمانی قومی قرضے کا کچھ حصہ ادا کرنا ہوگا۔ سفرائے دول متمدنہ متعینہ قسطنطنیہ بمشورہ بابِ عالی اس رقم کو معین کرینگے۔"

اسی طرح چالیسویں دفعہ میں سرویا کو قومی قرضے کے ایک حصہ کے ادا کرنے کا ذمہ وار گردانا گیا۔ اور اگرچہ آخر الذکر ریاست کو حال ہی میں ایک غاصبانہ جنگ کرنے کے لئے بلگیریا[1] کے ساتھ سامان مل گیا۔ لیکن دونو ریاستوں سے ایک حبہ بھی وصول ہو کر سلطانی خزانہ میں داخل نہیں ہوا۔ میرے ناظرین جب کبھی انگریزی روزانہ

---

[1] - سنہ ۱۸۸۵ء میں خواہ مخواہ بلگیریا پر چڑھائی کر دی تھی۔ مگر پرنس اسکندر رئیس والی ملک بلگیریا نے شاہ میلان والی سرویا کی افواج کو پے در پے ہزیمتیں دیکر اپنے ملک سے نکال دیا تھا۔

اخباروں کو مسٹ ایلا متعلقہ آرمینیا وغیرہ کے حرف بحرف نہایت سختی سے پورا کرائے جانیکے بارہ میں غل غپاڑا اُڑاتے دیکھیں۔ تو میں درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ مندرجہ بالا امور پر بھی ایک نظر باطنی کر لیا کریں*

ان تکالیف اور دقتوں کے سادے اور سچے بیان سے جو سلطان کو صرف بالواسطہ خراج کے تخفیف کو درست کرنے میں پیش آئیں۔ ناظرین کو اس مشکل کی حقیقت بھی معلوم ہو جائیگی۔ جو سلطان کو شاہی مسایات میں آمدنی کے اکثر ذرخیز وسائل کے معدوم ہو جانیکے باعث مدخل و مخارج کو برابر کرنے میں پیش آئی یہ ایک ایسا کام تھا جس سے لائق سے لائق چینسلر آف ایکسچکر (سرکاری خزانہ کا صدر الصدور) بھی جو آجتک سینٹ سٹیفنس (انگریزی وزیر صیغہ مال کی درگاہ) کی چوکی پر بیٹھا ہو چکرا جاتا۔ مگر اس کام سے عبد الحمید بالکل نہ جھجکا ظاہر ہے سب سے پہلا کام خرچ کو ممکن الوقوع درجہ تک اسطرح سے گھٹانا تھا کہ اس کمی سے قومی محافظت اور انتظامی قوت میں خلل نہ پڑے پھر اُسکے بعد دوسرا کام بدنظمی۔ خیانت اور غبن کی اُس قدیمی باقاعدہ طرز کو جو برسوں میں رفتہ رفتہ اس خطرناک حد تک بڑھ گیا تھا۔ جہانتک ممکن ہو روک دینا تھا۔ ان دونوں کو سرانجام دینے کے لئے ایک تو لایق اور دیانتدار آدمیوں کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسا نہیں تھا کہ صرف فرمان جاری کر دینے سے روبا صلاح ہو سکتا۔ اور دوسرے امن و صلح کے ایک دراز زمانہ کی احتیاج تھی جس میں وہ باطمینان کام کر سکیں۔ کیونکہ صوبوں کی ابتریاں اور بدنظمیاں مہینوں میں دور نہیں ہو سکتیں۔ مگر سفراء کے برلن کانگرس کو ختم کر کے چلے جانیکے لیکر تا ایندم مشکل سے کوئی ہفتہ ایسا گزرتا ہے جس میں گورنمنٹ کی توجہ اصلاحوں کے کام سے ہٹائی نہ جاتی ہو اور اس کا باعث وہ بغاوتیں ہیں جو تنخواہ دار بھڑکانے والے گماشتوں اور جاسوسوں کی کارستانیوں سے فی الحقیقت واقع ہوتی ہیں۔ یا فرضی اور بے بنیاد بغاوتوں کی جھوٹی افواہیں ہیں۔ جنکو ممالک غیر کے منتفنی اور بے خبر کونسل مشتہر کرتے ہیں۔ تاہم باوجود ان سب مصائب اور سخت مزاحمتوں کے اور باہر سے بغیر کسی ایک آدمی کے مددگار ہونیکے اصلاح کا کام بڑی مستعدی اور تیزی سے چلتا رہتا ہے۔ اور میں اسجگہ یہ بیان کرنے کے قابل ہوں جسے میں آگے چل کر ثابت بھی کر دونگی۔ کہ یورپ کے کسی دوسرے ملک نے اُس ہر ایک چیز میں جو شایستگی اور تہذیب کی رکن سمجھی جاتی ہے ایسی جلد اور اتنی ترقی نہیں کی جتنی کہ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ نے اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خاں کے مضبوط۔ مستقل۔ اور رہنما دست مبارک کی طفیل ہے*

اب تک میں موجودہ تاریخ روم کے واقعات کو تاریخوار بیان کرتی آئی ہوں۔ مگر اب بہبودی عام کے اُن امور کو بیان کرتی ہوں جن کو سلطان المعظم نے شروع کیا اور اُنکے وزراء نے اُن سے براہ حکم احکام لیکر اُن کو مکمل کیا۔ میں اس طریقے کو گڑبڑ کر دینے والا خیال کر کے چھوڑ دیتی ہوں اور ایک

اصلاح کا بیان فرداً فرداً بالکل مکمل طور پر الگ تحریر کرتی ہوں +
سب سے پہلے میں اُن چند غلط فہمیوں کی تردید کرتی ہوں جو ایشیائے کوچک کے مسلمان اور عیسائی رعایا

۸۵۳ء سے آزادی غیر مذاہب کی رعایا کو سلاطین عثمانیہ کے زیر سایہ حاصل رہی ہے آج تک کسی اور سلطنت میں نصیب ہوئی ہو
نہ ہوگی۔ اسکے ثبوت میں چند اور عیسائی مصنفوں اور مدبروں کی رائے کو مختصر طور پر لکھتی ہوں۔ یہاں تک تو صرف سلطنت کی
کی طرف سے اس قدر آئین و قوانین بیان کئے ہیں جو مسلمانوں کے متعلق تھے۔ اب ہم اُن سے ... متعلق جو عیسائی رعایا کے ... سے ہیں
ہیں تحریر کرتے ہیں۔ قرآن تو کفر پر جنگ کا حکم کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ان اہل کتاب کی جو جزیہ دینا قبول کریں حفاظت کرنے کی
سفارش کرتا ہے جزیہ کے بارے میں مولوی شبلی صاحب نعمانی کا رسالہ ملاحظہ کرو جس میں صاف طور پر واضح کیا گیا ہے۔ کہ عیسائیوں
پر ٹیکس بہ نسبت ان ٹیکسوں کے جو مسلمانوں کو ادا کرنی پڑتی ہیں بہت ہلکی اور کم ہوتی ہے۔ اور علاوہ ازیں بہ نسبت ان ٹیکسوں کے
مسلمانوں پر فوجی خدمت بھی لازمی ہوتی ہے (مترجم) ترکی قانون سے متعلق سرکو جو ... مفتی سے ایکدفعہ دریافت کیا کہ اگر گیارہ
مسلمان ایک عیسائی کو جو بادشاہ کی رعایا ہو اور خراج ادا کرتا ہو ناحق جان سے ماردیں تو انکے بارے میں کیا حکم ہے۔ اُس نے
جواب دیا کہ اگر ایک ہزار مسلمان بھی ایسا کریں۔ تو اُن سب کو پھانسی دو۔ عیسائی رعایا کا جان و مال اور عزت ہر طرح سے محفوظ ہے۔ اور انکو
اپنے مذہب کے احکام کی بجا آوری میں پوری آزادی ہے۔ (از تاریخ روم مصنفہ کریسی صاحب صفحہ [illegible])

۱۴۴۸ء کو سلطان مراد اور شاہ بوسینیا و دیگر شاہان یورپ کے درمیان بمقام ورنا سخت لڑائی ہوئی جس میں بوسینیا کا بادشاہ
مارا گیا۔ اور تقریباً کل افواج عیسائی تہ تیغ ہوئیں۔ اس لڑائی سے پہلے سرویا کے بادشاہ جارج نیکو وک نے شاہان یورپ کی افواج متفقہ
کے نامور کمانڈر انچیف جان ہن یادس سے کہا کہ اگر تم کامیاب ہوگئے تو رعایا کے مذہب کے بارے میں کیا فیصلہ کروگے اُس نے جواب دیا
کہ میں جبراً کل رعایا کو رومن کیتھولک بناؤں گا۔ سلطان مراد سے یہی سوال کرنے پر جارج کو یہ جواب ملا کہ میں ہر ایک مسجد کے دوش بدوش
ایک ایک گرجا تعمیر کرونگا کہ میری رعایا میں سے جو چاہے مسجد میں جاکر خدائے واحد کے حضور میں سجدہ گزارے۔ اور جو چاہے کلیسا میں جاکر
صلیب کی پرستش کرے۔ (از تاریخ کریسی صاحب صفحہ [illegible]) +

"مہمانداری اور سچی میزبانی اپنے اصلی جوہر اور شرافت میں سوائے قوم ترک کے اور کہیں نہیں پائی جاتی عیسائی مسافر رعایا کے
جان و مال کی خلوص دل سے حفاظت کی جاتی ہے۔ اور سلطانوں نے سچی فیاضی اور عالی حوصلگی سے بیرونی تجارت کو ملنے میں کمال آزادی
اور بہت سہولت بخشی ہے" (دیکھو تاریخ روم کریسی صاحب صفحہ [illegible]) مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب مظہر الحق یا (Apelogy
of Mohammad & Quran) میں تحریر فرماتے ہیں کہ دیانت داری۔ راستبازی نصفت شعاری سوائے
ترکوں کے اور کسی قوم میں ایسی پائی نہیں جاتی۔ اگر تمہاری کوئی چیز راستے میں گری ہوئی ہو۔ تو خواہ وہ چیز کتنے دن گذر جاویں اسکو کوئی نہ چھوئیگا
اور جب واپس لوٹو تو تم کو اُسی جگہ پڑی ملے گی۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی یہودی دوکاندار سے (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ دیکھو)

کی حالت نسبتی کے بارے میں عام مشہور ہو رہی ہیں سب لوگوں کے دلوں پر یہ خیال نقش کی ست جما ہوا ہے۔ کہ گو یورپین ٹرکی میں عیسائی اپنی رعایت آپ کرنے کو کافی مضبوط ہیں۔ مگر ایشیا میں آبادی کا بہت تھوڑا حصہ ہونے کے باعث مسلمان ظالم اُن پر بڑے سخت تشدد کرتے ہیں۔ لیکن یہ امر واضح ہے کہ ایشیائے کوچک میں اعلیٰ عہدوں پر عیسائیوں کی تعداد اُس سے بدرجہا زیادہ ہے جو آئرلینڈ میں کیتھولک* نسبتاً مجسٹریٹوں کی ہے اور ملکہ وکٹوریہ کی قلمرو سلطانی نسبت سلطان عبد الحمید کے علم کے نیچے مذہب کسی شخص کی ترقی میں بہت کم مانع ہوتا ہے۔ ایشیائی روم میں اکثر صوبوں کا انتظام عیسائی گورنروں کے سپرد ہے۔ اور بیشک تکالیف کا بہت سا حصہ صرف ان ہی عیسائی گورنروں کے تعصب اور مذہبی عداوت کے باعث سرزد ہوتا ہے ہمارا ایشیائی عیسائی برادر اپنے یورپین بھائی کی طرح اپنے آقا حضرت مسیح کی تعلیمات کا صرف وہی حصہ مانتا ہے جو اس کی اغراض و منافع کے موافق ہو۔ وہ حضرت مسیح کے اس فتوے کو کہ قیصر کو قیصر کا حق دو ۔۔۔ کی علیحدہ سے بھلا دیتا ہے اُن کا مقبول ۔۔۔ درا پیلیوں کا جو وہ یورپین عیسائی اقوام کے پاس کرتے ہیں ہو تمامی سے زیادہ حصہ صرف اُن خراجوں اور محاصل کے ادا کرنے کے عذرات پر مبنی ہوتا ہے جن کو ترک جبراً ان سے وصول کرتے ۔۔۔ دیتے ہیں میں اقرار کر چکی ہوں ۔۔۔ میں اپنے ہر ایک بیان کو ساتھ ہی ثابت کرتی جاؤنگی۔ اور اس جگہ میں اپنے ناظرین کو ووچسپے سے واقعات کی طرف متوجہ کرتی ہوں جن سے ہر ایک منصف مزاج مرد یا عورت شاید ۔۔۔ اُن جوش پیدا کر دینے والی رپورٹوں کے اثر سے جو یورپ میں روس سے ہو کر آتی ہیں متضاد اثر پیدا ہوگا پچھلے سال ایسٹر یعنی مسیح کے جی اٹھنے کی یادگار کا دن (جو بموجب پیغمبر عزیز کیتھولک آرمینین کے پطر اعظم نے دو وہ قوم جو بادشاہ کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے لتاڑی ہوئی بیان کی جاتی ہے) سا کزاو غاج کے بڑے گرجے میں نہایت دھوم دھام سے کلیسیا کی عبادت اعلیٰ کا جشن کیا۔ اس میں اس ملک کے تمام سربرآوردہ ارکین شامل تھے۔ اس وعظ میں جو جشن کے اختتام پر ہوا پطر اعظم نے اُن بیشمار مذہبی رعایتوں کو جو سلطان عادل نے ارمنی کیتھالکوں کو عطا فرمائیں بڑے زور شور سے بیان کیا اور کہا۔ کہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کا تمام سامعین کو تہ دل سے ممنون احسان ہونا چاہیئے۔ اعلیحضرت کی درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور پطر اعظم نے یہ تین دفعہ با آواز بلند پکار کر وعظ کو ختم کیا "ہمارا پیارا

نوٹ صفحہ گذشتہ) کوئی دوا خرید و۔ تو قیمت مطلوبہ سے چہارم یا پنجم کو بھی دیگی یعنی وہ کا ندار پہلے اصل قیمت سے چوگنی طلب کریگا اور اگر دوکا ندار عیسائی ہو تو قیمت مطلوبہ سے نصف رہ جاتی یعنی وہ دوگنا چھوڑیگا لیکن اگر کسی ترک دوکاندار پاس جاؤ تو بلا عذر قیمت مطلوبہ ادا کردو کیونکہ قیمت مطلوبہ میں ایک پائی بھی کم کرنی پڑے تو ہم دیانت کرینگا بھی دوا دار نہ ہوگا اور خواہ ہزار سال کا بیوپار ہو پینسو ایک پائی بھی اصل قیمت سے زیادہ طلب کریگا ترکوں کی نیک نیتی کا ثبوت ہے کہ کل ممالک عثمانیہ میں عیسائیوں کی اپنی بائیں ۔۔۔ تعلیمی ہیں اور ان کی مذہبی حکومتیں نیک قائم ہیں اگر ترک بھی دیگر اقوام کی طرح غیر مذاہب تشدد کرتے اور ان کو جبراً اپنی مذہب میں شامل کرتے یا ان کو جلا وطن کر دیتے تو ملکہ اور آرمینیا وکریٹ وغیرہ کے عیسائی کا ہے کو آج روس وغیرہ کی پناہ میں فتنہ و شورش برپا کرتے

* چونکہ انگریز پروٹسٹنٹ ہیں۔ اور آئرلینڈ میں اکثر رومن کیتھولک عیسائی آباد ہیں مترجم

شائع ہونا چاہئے تھا ضبط کر لیا گیا۔ اس غضب کا کچھ تھوڑا سا اندازہ جو آرمینیا کے بدمآل سلطان کی تعصبی برتتے ہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ کے بیان کرنے سے معلوم ہو جائیگا۔ پچھلے نومبر میں ارمنی قوم میں ایک تنازعہ برپا ہوا جس کی بنا کچھ تو مسئلہ وراثت اور کچھ مذہبی رسومات کے سوال پر تھی۔ یہ ایک خاص خانگی معاملہ تھا۔ مگر بعض لوگوں نے اس کو ظلم قومی عبادات کے ذریعے فیصلے پر چھوڑا۔ اور باب عالی نے اس وقت معترضین پر انصاف کرنے کے واسطے فوراً ایک کمیشن مقرر کر دی +

پچھلے سال میرونائٹ بشپ یوسف دبس روما کو گیا تھا جہاں اُسے پوپ لیو سیزدہم کی زیارت کی۔ اس ملاقات میں اُس نے ان تمام مہربانیوں کا ذکر کیا جو حضور امت پناہ سلطان المعظم نے میرونائٹ فرقے کے تمام پیروؤں پر عنایت فرمائی ہوئی تھیں۔ اور پھر جب وہ قسطنطنیہ میں سلطان کی قدم بوسی کی اجازت حاصل کرنے آیا تو اُس نے اُس حسن شکرگذاری اور دلی جوش کا اظہار کیا جس سے تمام میرونائٹ ملت کے دل بھرے ہوئے ہیں +

لیکن اس قسم کی سچی خبریں اپنے ملکوں کے پاس روانہ کرنا ہمارے نامہ نگاروں کی عادت ہی نہیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ ہر ایک مذہب (خواہ وہ یونانی کلیسیا کا پیرو ہو) کے اعلیٰ پیشواؤں کے ہاتھ سے قطعہ وفاداری کی بڑی تعریفیں قبول کر لئے جاتے ہیں اور مذہبی تعصب کے لئے ذرا کی خواہش کی نسبت کو فوراً مان لیا جاتا ہے

(۲۱) امیر المومنین عبد الحمید سے پہلے سلاطین کی عام حکومت میں ترکی سلطنت کی بدعتوں میں سے ایک یہ بدعت تھی۔ اور اگرچہ معاش حاصل کرنے کا یہ عجیب الہیئت ذریعہ صرف سلطان کے ممالک محروسہ ہی تک محدود نہیں بلکہ سیاست باقیہ اطالیہ اور آزاد یونان بھی اس سے نہیں بچے ہوئے۔ تاہم اس میں کچھ شک نہیں کہ ایشیائی ملک میں یہ اُس حد تک پہنچ گیا ہوا تھا جو مہذب دنیا کے دوسرے حصوں میں ناپید ہے۔ اُس جگہ یہ بدعت ایسے کمال کو پہنچ گئی ہوئی تھی کہ ایک جلدباز نامہ نگار کو فوراً اس نتیجے کو نکال لینے کیواسطے کافی بہانہ ہو سکتا ہے کہ یہ قزاق یا تو مقامی مسلمان حکام کو بھاری رشوتیں دیتے تھے یا فی الواقع اُنکی ملازمت ہی میں ہوتے تھے

(۲۰) یورپ کے اخبارات کا قاعدہ ہے کہ وہ عموماً دیگر شہروں میں دوامی نامہ نگار مقرر رکھتے ہیں اُنکی سب خبریں اور مضامین کو بلا جانچ کئے درج کر دیتے ہیں خط و حوالی میں عبارت لکھتے ہیں خاص نامہ نگار شہزادی عبارت خاص نامہ نگار کی بابداری اور دیانتداری کی قطعی کوئی

(۲۱) ملک شام میں ایک مثل ہے کہ اچھا تو چلا جا ڈر کوئی نہیں پوچھتا اور زمانہ گذشتہ میں بھی یہی حال تھا دیکھو مطالع الحق جان ڈیونپورٹ صاحب قزاقی پچھلے دس بارہ سال میں اس قدر بڑھ گئی تھی جو صرف ان کمیشن والوں کی کرتوت تھی جن کو روس کی گورنمنٹ اسی غرض سے ملک سے نکال کر ممالک عثمانیہ میں دھکیل دیا کرتی تھی۔ یا ان عیسائیوں کی نا سمجھی سے سرزد ہوتی تھی جو عہد عثمانیہ میں کوئی نہ کوئی فساد کھڑا رکھنا چاہتے ہیں

اعلیحضرت سلطان المعظم نے قزاقوں کے کما حقہٗ انتظام کو بڑی مستعدی سے اپنے ہاتھوں میں لیا۔ جس سے دیار بکر
کے کبوتر خانوں (چھوٹے پرندوں) میں عجیب پھڑپھڑاہٹ اور کھلبلی مچ گئی اور بہتسے عجیب امور میں سے ایک یہ بھی امر
ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ نامی قزاق جو بہت فتنہ انگیز تھے اور امن میں زلزلہ ڈالنے والے ہیں در اصل کاکیشیا جلا وطنوں
کی چھوٹی سی پیدہ فوج ہے۔ جس کی تعداد ہزاروں تک ہے۔ اور جس کو تیم گورنمنٹ اسلامیہ نے اس جگہ دھکیل دیا ہو۔ روس کے
لائق شخصوں نے جب یہ دیکھا۔ کہ وہ اس نہایت ہی سست قوم کو کام کرنے پر نہیں اکسا سکتے اور نہ ہی اس کثیر التعداد
کو دہقانوں کی طرح پھانسی دے سکتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے کوڑے کرکٹ کو ہمسائے کے باغ میں پھینک دینے
کی قدیمی مکارانہ پالیسی پر عمل کیا۔ ان جلا وطنوں نے کردوں کے ساتھ ملکر ایشیا کوچک میں قزاقی کا طوفان عظیم
برپا کر رکھا تھا۔ ان مسلح آدمیوں کے گروہ در گروہ اپنے اپنے افسروں کے زیر کمان سلطان کی امن خواہ رعایا کے
ساتھ عملی جنگ کرتے رہتے تھے۔ اور جب قزاقی سے تھک کر آرام زندگی کے حظوظ حاصل کرنا چاہتے تھے تو
زمینداروں کے گھروں میں خواہ وہ ارمنی ہوں یا مسلمان کیونکہ یہ قزاق مذہبی تعصبوں سے مبرا ہیں۔ فروکش ہو جاتے
تھے۔ اور ان لوگوں کو مہینوں تک اپنے اور اپنے گھوڑوں کے لئے رسد و سامان دینے پر مجبور
کرتے تھے +

معاملات کی ایسی حالت تھی۔ جس کے سلجھے کے لئے سلطان نے اپنے آپ کو متوجہ کیا۔ یورپین صلاح
دینے والوں سے کسی عمدہ چارہ جوئی کا حاصل کرنا بیفائدہ تھا۔ بس ان کا تو صرف یہی مشورہ ہے کہ کل بے ایمان
مسلمان گورنر جو مدتوں سے بیکس عیسائیوں کو لوٹتے اور برباد کر رہے ہیں یکقلم موقوف کر دیئے جائیں۔ مگر
اس کی رعایا کی خوش قسمتی سے اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کو تخت پر بیٹھے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ کہ ان کو
وہ حالات معلوم ہو گئے جو یورپین طاقتوں کے خیال میں بھی نہ آئے تھے۔ گو ان کے بڑے بڑے تنخواہ دار
قونسل انہیں خبریں دیتے رہتے ہیں۔ قزاقی کو دور کر دینے کے لئے امیر المومنین کی تجاویز کو سلطنت کے کل
عیسائی اور ترکی اخبارات دونوں نے اور ہر شخص نے جو واقعات سے اچھی طرح سے واقف ہو تسلیم کر لیا ہے کہ اس
مطلب کو پورا کرنے کے لئے یہ نہایت ہی مناسب اور شایاں ہیں۔ سلطان نے اسبات کے امکان سے کبھی انکار
نہیں کیا۔ کہ لنڈن کے مجسٹریٹوں اور ججوں کی طرح روم کے مجسٹریٹ اور جج بھی شائد بعض اوقات ناجائز
افعال کے مرتکب ہوتے ہوں اور اسی لئے پہلے ہی تمام ولیوں (گورنروں) اور متصرفوں (کمشنروں)
کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ وہ اپنی اپنی گورنمنٹوں کی عدالتہائے ماتحت پر متواتر اور سخت نگرانی رکھیں۔
اور ذرا سی ناجائز حرکت کے بھی معلوم ہو جانے پر وزیر محکمہ عدالت عامہ کے حضور میں رپورٹ کریں۔ اس
حکم کی تعمیل سے اگرچہ ضرور ہی بہت سی بے ایمانیوں کا پردہ فاش ہو جائیگا۔ اور بہت سے بدچلن عہدے

ایکیونکر دار کو پہنچیں گے۔ تاہم اکثر تغیر پذیر اصلاحوں پر عمل شروع ہو جانے پر ممالک غیر کے برانگیختہ کرنے والے ایجنٹوں کے بھی بیشمار فائدے اور مالی منافعے رک جاوینگے کون نہیں جانتا کہ ہمارے افغانستان کے دہقان درپیش آنے پر انتظام کی تبدیلی بڑے عمدہ اور ان پاس قسم کی گرانی کئے جانے کے کیسے دل سے خواہاں ہیں۔ بانتساب القول ایک شرقی اخبار یعنی ایوننگ ہیرالڈ موقر ہو نو بخستہ سے کے بدچلن دشمنوں کی تحقیر اور شکستہ حالی کی بیعزتی کا نظارہ کیسا ہی بڑا اطمینان بخش ہوگا!

دوسری عملی اصلاح یہ ہوئی کہ ملکی پولیس اور جنگی پولیس اُن ہی اضلاع سے بھرتی کی جانی شروع ہوگئی جن کی نسبت انتظام منظور تھی۔ کیونکہ ایک جنگلی ملک کے پہاڑیوں اور گھاٹیوں میں قزاقوں کا گرفتار کرنا تبھی کامیابی سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ شکاری ملک کے نشیب و فراز سے اپنے شکار کی طرح واقف ہو۔ اسی لئے قزاقی کے دور کرنے کے لئے باقاعدہ فوج کی نسبت پولیس (بیقاعدہ فوج) زیادہ کارآمد ثابت ہوئی ہے وہ اُس ضلع کی زبان بولتی ہے۔ اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی خبریں پاکر ان کمین گاہوں میں جا پڑنے سے بچ جاتی ہے جن میں وہ آدمی جو فاصلے سے آویں اچانک پھنس جاتے ہیں۔ اس قسم ماہیں قزاقوں کی بیخ کنی کا کام بڑی عمدگی سے جاری رہا ہے۔ اپنی پہاڑی بلندیوں سے سردی کے مارے تنگ آکر وہ اُن دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبوں میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہوتے جن میں وہ اپنی اس بیکاری کے موسم میں مالکوں کی طرح بسر کرنے کے عادی تھے۔ اور جونہی وہ وہاں آتے زمینداروں نے جو ان ظالموں کے ہاتھوں سے تنگ آ چکے تھے۔ فوراً انکو عدالت کے حوالے کر دیا۔ چند ماہ اور اسی طرح کام جاری رہنے پر جیساکہ اس موسم سرما میں رہا ہے۔ ایشیا کوچک یورپین سیاحوں کے لئے ویسا ہی محفوظ ہو جائیگا۔ جیسے کہ سکاٹ لینڈ کی سطحات ہیں۔ اور لطف یہ کہ اُن سے بہت کم خرچ۔

اب میں اس تمسخرانہ کنسٹیٹیوشن (آئین طرز قوانین) یعنے نظام قونسلان ممالک غیر کے بارے میں کچھ کہنا مناسب سمجھتی ہوں۔ قونسل بظاہر اسواسطے مقرر کئے جاتے ہیں۔ کہ اپنے اپنے ممالک کی رعایا کی جنکی طرف سے کہ وہ مقرر ہوں حفاظت کریں۔ مگر روم میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ صرف اپنے محفوظین کے ہم قوم وہم وطن نہیں ہوتے۔ بلکہ اُن کی زبان تک بھی نہیں بول سکتے۔ ایکدفعہ مجھے کسی تجارتی معاملے پر کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہوئی۔ انگریزی قونسل سے دریافت کرنے پر مجھے یہ عجیب و غریب جواب ملا "کاش کہ میں انگریزی بول سکتا!" I wish I could (a speak a Henglish) میں یہ بیان کئے دیتی ہوں کہ اُس کی اس ناقابلیت کی وجہ سے مجھے بڑا نقصان اُٹھانا پڑا۔

ایک دن ایک جزیرے کے گورنر سے اثنائے گفتگو میں ایک خاص یورپین سلطنت کے قونسل کا ذکر آگیا

اُس ذات اقدس اور اُس کی گورنمنٹ کا میں نام نہیں لیتی۔ وہ اپنی بدچلنی کی وجہ سے پراشر ہو رہا تھا گورنر نے بیان کیا کہ ایک ایسے ملک کی طرف سے قونسل ہے جس میں یہ آجتک کبھی نہیں گیا۔ اور نہ اُس ملک کی زبان کا ایک حرف تک بول سکتا ہے۔ اُس ملک کا ایک باشندہ اس جزیرے میں رہتا ہے جو بڑا شریف آدمی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اُس نے آجتک اپنے قونسل سے گفتگو نہیں کی ہو گی۔

میں نے سوال کیا کہ اس قونسل کی گورنمنٹ اس کی نسبت کچھ تو جانتی ہوگی؟ جواب ملا ہرگز کچھ نہیں وائس قونسل کا عہدہ جو یہ شخص رکھتا ہے اس ضلع کے قونسل [illegible] کے اختیار میں ہے اور جب قونسل [illegible] لیاقت یا رعایا کسی طرح مقرر کیا جاتا ہے تو صرف باب عالی سے [illegible] باقی رہ جاتا ہے۔ فقط ایک تماشہ کی بات ہے۔ پس فرمان کے حاصل ہونے [illegible] او اپنے لوازم [illegible] کرتا ہے۔ میں نے کہا جناب اس قونسل کی [illegible] نہیں معلوم ہوتے۔ جواب ملا کچھ پرواہ نہیں۔ میں جانتا ہوں اس کا تقرر [illegible] ملازم تو اتفاق ہے۔ خلاصہ کلام میں اس کو جز رہ بھی ایک [illegible] کی جو کالے [illegible] لیتے ہیں اور فوجی سپاہیوں کی ایک جماعت مقرری ہوتی ہے [illegible] معلوم ہو جائے تو کب اُسے موقوف کرے۔ اس کا جواب دینا میں نہیں جانتا۔ [illegible] قونسلوں کی تقرری قونسل جنرلوں کے اختیار میں ہے اور اکثر کسی عورت کی سفارش پر [illegible] مقرر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ عموماً مقامی حکام کے ساتھ ایک قسم کی ملکی [illegible] کرتے رہتے ہیں اور [illegible] میں دشمنوں کی طرح مخل ہوتے ہیں۔ میں نے کہا باب عالی معاملہ میں [illegible] دخل دینا [illegible] جب کوئی قونسل یا نائب قونسل مقرر ہو جاتا ہے تو باب عالی کو خواہ مخواہ فرمان منظوری عطا کرنا پڑتا ہے اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو اُس پر قونسلی تقرریوں اور قونسلی عدالتوں کے قیام کے متعلق [illegible] کا الزام عاید ہوتا ہے۔ حاصل کلام عثمانی گورنمنٹ اندرونی آئین بندی [illegible] عجیبی ہوئی ہے۔ کہ کوئی اور گورنمنٹ ایسی پابندیوں میں آنا کبھی قبول نہ کرے۔ اسی قونسل کی نسبت جس کا ابھی ذکر ہو رہا تھا۔ پولیس کی کتابوں پر اس وقت اُس شخص کے برخلاف [illegible] عامہ میں مخل ہونے کے چونتیس جرم موجود ہیں۔ مگر میں سے سزا نہیں دے سکتا وہ ایک نائب قونسل ہے تاہم وہ ایک ایسی گورنمنٹ کی حفاظت میں ہے جس کی وہ رعایا نہیں اور جس گورنمنٹ کا صرف ایک ہی باشندہ اس جزیرے میں رہتا ہے مگر یہ آدمی اس طرح حفاظت پاکر مقامی گورنمنٹ کو ایک کا ملے کے برابر نہیں جانتا۔ اپنے گھر میں ڈاکوؤں کو ٹھہراتا ہے۔ اور اُن سے اپنے ذاتی دشمنوں پر حملہ کراتا ہے۔ لوگوں کے عمدہ عمدہ جانور چوری کرا لیتے

اور اسی طرح اور کام لیتا ہے۔ اپنے قونسل خانے کی پناہ میں کھلم کھلا ڈاکوؤں کو پناہ دیتا ہے۔ اور ویسا ہی کھلم کھلا میرے اختیار گورنری کا مقابلہ کرتا ہے اگر آپ کہیں تو میں جناب کو چند ایسے جرموں کی ایک نقل بھیجدوں جو اس وقت ہمارے اس وائس قونسل پر عاید ہیں"۔

میرے دوست نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ دوسرے دن مجھ کو اُن جرموں کی نقل جو پولیس رجسٹر میں اس وائس قونسل یا نائب قونسل کے برخلاف درج تھے پہنچائی گئی کیا بلا کی فہرست تھی [illegible] اُن کو بند وقیں چھونکیں [illegible] ایک پارسل تازی پھونک کی جرأت کی تھی شکار [illegible] ڈائنا میٹ کا استعمال کیا۔ [illegible] کیا [illegible] دلی پھول [illegible] بلکہ لوگوں کا خاص جماعت بھی اس طرح ٹھہرایا کہ گویا ایک [illegible] آدمی نے جو اپنے بال بچوں کے ساتھ شام کو گھر آ رہا [illegible] آپکے اپنے [illegible] خود پڑنے کے باعث [illegible] آج یہ پرچہ قونسل صاحب [illegible] اور [illegible] مرکو [illegible] کہ وہ شخص [illegible] کی وجہ سے [illegible]۔

[illegible] ایک [illegible] بیان کرکے میں اجنبی والے قونسلوں [illegible] ناپسندیدہ [illegible] جب [illegible] پاشا [illegible] گذر رہا تھا وہ ایک دن [illegible] دورہ [illegible] کی آمد [illegible] دوسرے دن انگریزی قونسل نے سرکاری طور پر ملاقات کی۔ پاشا نے ترجمان کے ذریعہ [illegible] ایک زیرک آدمی ہے۔ اور ان مقامات کے متعلق [illegible] کرلیا ہے [illegible] کی تقسیم کے بعد ہمارا معزز قونسل معمولی آداب بجا لاکر رخصت ہوا۔ [illegible] کے بعد فرنچ نائب قونسل حاضر ہوا اور اُس کی بھی ویسی ہی تواضع کیگئی۔ جیسی اُسکے انگریزی رفیق کی کی تھی۔ پاشا نے اُسکے ساتھ بھی ویسی ہی گفتگو کی جیسی کہ اُسکے پہلے ساتھی کے ساتھ۔ مگر چند منٹوں کے بعد وہ ٹکٹکی لگا کر قونسل کو غور دیکھ کر کہا "مجھے خیال پڑتا ہے۔ کہ میں نے تمہارا چہرہ پہلے بھی دیکھا ہے۔ مگر یاد نہیں پڑتا کس جگہ دیکھا ہے"۔ اُس نے جواب دیا "ہاں حضور ابھی اس طرح بحیثیت انگلش قونسل جناب سے ملاقات کرنے کا فخر حاصل کیا تھا"۔

"ہا ہا! کیا تم انگلش اور فرنچ دونوں کے قونسل ہو؟ جواب ملا ہاں حضور ایسا ہی ہے۔ پاشا نے پوچھا اور کتنی ایک سلطنتوں کے وکیل ہو۔ جواب ملا۔ اور پانچ کا یعنی میں جملہ سات سلطنتوں کی طرف سے قونسل ہوں اور اس بڑے قونسل جیلے مانس نے ان ساتوں سلطنتوں کو گن سنایا۔

سوال [illegible] تم بحیثیت انگلش اور فرنچ قونسل کے مجھ سے ملاقات کرچکے ہو۔ کیا تم باقیماندہ سلطنتوں

کی حیثیت میں بھی ملاقات کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

جواب "ہاں جناب ایسا کرنا میں اپنا فرض قرار دیتا ہوں"

مسیو آمیدیاں نے ہنس کر جواب دیا کہ میں تمہاری انہی ملاقاتوں سے جو تم نے دو بڑی سلطنتوں کے نائب ہونے کی حیثیت میں کی ہیں۔ ایسا خوش ہو گیا ہوں کہ اب تمہارے باقیماندہ پانچ سلطنتوں کی حیثیت میں ملاقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب شام کے وقت سمیل کے واسطے سوار ہوا تو اس نے اس اشد نئیبر قونسل کے مکان پر سات مختلف دول کے جھنڈے لہراتے دیکھ کر خوب قہقہہ اُڑایا۔

دوسری سلطنتوں کے جائز دعووں کے پورا کرنے اور اُن کو کسی قسم کی رنجش نہ پہنچانے میں باب عالی کے بیجا تردد سے اکثر اس کی اپنی رعایا کو بہت تکلیفیں پہنچی ہیں ان تکالیف کی ایک نظیر تھوڑا ہی عرصہ ہوا مجھے معلوم ہوئی ہے۔ جزیرہ مٹی لین کے سواحل پر شکار ماہی کا ٹھیکہ دو ہزار پونڈ سالانہ پر ہیں کے یونانی ماہی گیروں نے لیا ہوا ہے۔ تھوڑی مدت گزری ہے کہ چند اٹالین ماہی گیروں نے اُن کی محفوظ شکارگاہوں میں چوری شکار پکڑا اسپر قدرتی طور پر فساد ہو پڑا۔ اور یہ جھگڑا جیسا کہ عموماً ایسے فسادوں کا انجام ہوتا ہے۔ زد و کوب تک پہنچ گیا۔ اور اٹلی والوں کو سخت ضربیں آئیں جس پر انہوں نے اپنے قونسل کے پاس یہ کہہ کر شکایت کی کہ ناحق اُنکے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے۔ اس پر اس نے اپنے ہموطنوں کے دعوے کی اس زور سے اعانت کی کہ یونانی جو صرف اپنے حق کے بچاؤ کے واسطے جس حق کے لئے کہ وہ روپیہ ادا کر چکے تھے لڑے تھے جیلخانہ میں ڈالے گئے جہاں سے وہ چھ مہینے کے بعد ایک لیڈی کے رسوخ سے نکالے گئے جس کو تمام واقعات کی اچھی طرح خبر تھی۔ اور جس نے بڑی تکلیفوں اور تعویقوں کے بعد اس معاملہ کو امپیریل گورنمنٹ کی خدمت میں پہنچایا۔ اس اثنا میں جزیرہ کا ترکی گورنر معطل کیا گیا۔ اور وہ تمام معززین جنہوں نے یونانیوں کی طرفداری کی تھی جیلخانے میں ڈالدیئے گئے ہوئے تھے مگر جوں ہی اس معاملے کی واقعی کیفیت قسطنطنیہ میں معلوم ہوئی (امر واقعی کا قسطنطنیہ میں پہنچنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اُسکے چھپانے میں اکثر کسی نہ کسی کا ضرور فائدہ ہوتا ہے) گورنر بحال کیا گیا۔ قیدی رہا کئے گئے۔ اٹالین قونسل جنرل متعینہ سمرنا موقوف کیا گیا۔ اور کونٹ کورٹی اٹالین سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو جس کا چلن کم از کم بہت ہی ظالمانہ رہا تھا سخت دھمکی دی گئی۔ اس مقدمہ میں یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس اٹالین قونسل کے پاس جو اس تمام ناانصافی اور تکالیف کا باعث ہوا تھا۔ کوئی سرکاری فرمان تقرری کا موجود نہ تھا۔ بلکہ وہ اصلی عہدیدار کا جو اسوقت غیر حاضر تھا صرف ایک قسم کا قائم مقام تھا۔

ان چھوٹے چھوٹے واقعات سے جن کی صداقت کی میں بذات خود ذمہ دار ہوں میرے ہموطنوں پر اچھی طرح واضح ہو جاویگا۔ کہ قبل اسکے کہ مغربی دول ترکی گورنمنٹ پر اصلاحیں جاری کرانے کے لئے اس قدر

پر جوشی سے زور دیں۔ اور سلطان کی آنکھ میں سے تنکا دور کرنے میں اتنا اضطراب ظاہر کریں اُن کو اپنی آنکھوں میں سے تو اس شہتیر کے دور کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے ۔

مشہور فلاسفی (فلسفہ تمدنی) میں یہ عام مسئلہ ہے کہ کسی قوم کی شائستگی کا اندازہ اس کی عورتوں کی حالت سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ اور یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ جنوب مشرقی یورپ میں عورتوں کی حالت اُس شائستگی کا ایک بہت ہی تھوڑا درجہ بتلاتی ہے جو اُنہوں نے ترکوں کے زیر حکومت حاصل کی ہو۔ آج کل کے زمانہ میں مسئلہ عورات کو لیجئے۔ دیکھئے اگرچہ مجھے اب تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ مسئلہ جسپر کہا جاتا ہے کہ ہم عورتیں بڑا شور و غل مچا رہی ہیں کیا چیز ہے؟ مجھے یہ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ قبل اس فیصلہ کرنے کے کہ آیا ہم ان عورتوں کو ترجیح دیں جو اعلیحضرت امیر المومنین عبد الحمید کے زیر حکومت ہیں یا اُن کو جو ہماری مہربان ملکہ کے ماتحت ہیں مجھے یکبار دو بار بلکہ سہ بار سوچنے کی ضرورت ہے ایک امر پر تو جسپر میں قائل ہوں کہ ہمارے ہمسایوں کی طرز زندگی ہماری ملک کی عورتوں کی طرز زندگی کی حالت کئی درجے بڑھ کر ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھ لینا چاہئے کہ یہ فوقیت صرف اعلیٰ ترین اور اعلیٰ تر درجوں ہی میں پائی جاتی ہے ہماری محنتی عورتوں کی حالت پر تھوڑا سا

؎ میں اسجگہ شہزادی صاحبہ کی رائے سے متفق نہیں ہوں کیونکہ جو اقتدار و رتبہ یا درجہ اعلیٰ میں بھی ترکی مخدرات کو حاصل ہیں وہ علیا حضرت ملکہ زادیوں اور لیڈیوں کو کہاں نصیب۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ان میں آزادی نہیں کہ غیر مردوں کے ساتھ اپنے خاوندوں کے روبرو ملیں جلیں اور ناچیں کودیں۔ مسٹر آرکیبلڈ ہامث اپنی کتاب مشرق اور مشرقی خیالات کی جلد دوم کے صفحہ ۱۸۱ میں لکھتے ہیں کہ "ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ مشرق میں مستورات اپنے خاوندوں سے ہر وقت خائف اور لرزاں رہتی ہیں۔ مگر مجھے یہاں آکر اسکے برعکس معلوم ہوا ہے اور خود ترکی لیڈیوں کی شہادت سے۔ میں ایک ترکی لیڈی کی بابت کو ہی اس بارے میں نقل کرتا ہوں۔ فاطمہ خانم کہتی ہیں کہ ہماری حالت کسی امر میں مردوں سے کم درجے پر نہیں۔ اگر ہم اُنکے جلسوں میں شریک نہیں ہوتیں تو ویسا ہی وہ بھی ہماری محفلوں میں دخل نہیں پاتے۔ اور اس میں خسارہ انہی کو ہے۔ خاوند محنت کرکے روپیہ کماتا ہے اور اُسکی بیوی اُسے خرچ کرتی ہے عورت اپنے خاوند کے جاہ و حشمت اور مال متاع سے کافی حصہ لیتی ہے بلکہ اس سے زیادہ شان و شوکت میں بسر کرتی ہے۔ اگر وہ متمول ہے اور اُسکی سلاملق (مردانہ نشست گاہ) ملازموں اور ملاقاتیوں سے بھرے تو ویسے ہی اسکی حرم کے کمروں میں بھی اسکی ویسی ہی خدمتگار موجود ہیں۔ اور اُسکے پاس بھی ملاقاتنیں آتی ہیں۔ اگر وہ وزیر ہے اور امرائے سلطنت اسکے سلام کو حاضر ہوتے ہیں۔ تو اُسکی بیوی کے پاس بھی اُن امرا کی بیویاں آتی ہیں اگر اُسکا خاوند شہنشاہ کے دربار دیوی میں شامل ہوتا ہے تو اُسی طرح اسکی بیوی بھی اپنی شہنشاہ بیگم کو سلام کرتی ہے یعنے بیگمات اور مخدرات (والدہ سلطانہ) کی حضوری میں باریاب ہوتی ہے۔ ایک ترکی لیڈی ان پولیٹیکل مصائب و خطرات سے بالکل محفوظ ہے جن میں اُسکا خاوند گرفتار ہو سکتا ہے اسکی زندگی اُس کی جائداد بلکہ اُس کا کل سامان ضبطی وغیرہ سے مصئون اور محفوظ ہے۔ اسکی زبان اُس کی اپنی (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر دیکھو)

غور کرنے پر بھی ایک متعصب عیسائی کو واضح ہو جائیگا ۔کہ وہ تنگدستی کی غلامی جس سے ہماری تنگدست عورتیں تکلیف

سے اور [illegible] سلطان [illegible] گر [illegible] بیوی طلاق دیکتا ہے تو بیوی بھی اپنے خاوند سے خلع کر سکتی ہے اور

فرزند بیٹی کی ماں [illegible] والی ہے ۔ مذہبی عبادت میں مرد اور عورت [illegible] دونوں کے [illegible] ہے دونو حاجی کہلاتے ہیں اور

[illegible] ملاقات مرید و [illegible]

[illegible] مرد [illegible] بیوی کی جائداد اسکی اپنی رہتی ہے

اور تمہاری [illegible] ہوجاتی [illegible] تعلیم میں ہے ۔بلکہ [illegible] لڑکیوں

کی تعداد [illegible] ایک [illegible] سلطان مصطفےٰ کی [illegible]

[illegible] محمد علی [illegible] کہ وہ نہیں

[illegible] پاشا جو کل سلطنت میں اعلیٰ

[illegible]

رکھتے [illegible] ہم [illegible]

میں [illegible] —

[illegible] مگر کیا تمہارے

[illegible] الگ ہوجانے کا بھی کوئی وسیلہ تھا

بھلا [illegible] کون بیوی ذرہ بھر بھی پرواہ کرتی [illegible] ہوئے ہنستا اور کھیلتا کودتا پھرتا ہو ۔

اور کون خاوند [illegible] بیوی کو محبت اور پیار کر [illegible] انگلیاں [illegible] اور [illegible] ہوں "

اسی [illegible] صفحہ [illegible] میں مصنف موصوف تحریر فرماتے ہیں [illegible] میں بڑا حیران ہوں کہ یورپین لوگ مدتوں مشرق میں رہ کر بھی

اُس [illegible] ترکی لیڈیاں [illegible] بہت کم واقف ہیں [illegible] مردوں کا عورتوں کے بدرجہ کمال فرمانبردار ہونے کی مندرجہ ذیل

مثال ذکر [illegible] زبردست [illegible] سے بڑا [illegible] جو والدہ کو اپنی اولاد پر حاصل ہے خلاصی نہیں

پاسکتا [illegible] ابراہیم پاشا (فاتح یونان شام وحجاز) ایک [illegible] والدہ کی [illegible] گزارش کرنیکے لئے [illegible] قلعے کی تاریخ میں [illegible]

اندر [illegible] اجازت ملی تو [illegible] اپنی والدہ کے پاؤں چوم کر بیٹھنے سے انکار کیا اور [illegible] گھٹنوں تک والدہ کے حضور میں دست بستہ کھڑا رہا ۔ اسکی درخواست

کا مضمون [illegible] عجیب [illegible] ۔ چند سال ہوئے محمد علی پاشا نے اپنے ملک [illegible] رسم کی پرواہ کرنے کی معمولی عادت اپنی بیوی کی رحم

[illegible] ایک [illegible] پیدا کرلیا ۔ اسپر خاتون نے سخت ناراضگی ظاہر کی ۔ مگر محمد علی نے بجائے معافی طلب کرنیکے اُس

کی خفگی کی کچھ پرواہ نہ کی جبپر اُس نے اُس کے مکان کو چھوڑ دیا اور [illegible] قلعہ میں اپنے الگ مکان میں [illegible] دیکھو بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر

اُٹھاتی ہیں۔ اور جس غلامی کی حالت میں محنت کرتی ہیں بیبیان ترک کی بیویوں اور لڑکیوں کی آنکا بیشتر وہ بہ نسبت بہتر ہے۔ [illegible] قابل برداشت ہے وہ [illegible] جائداد [illegible] کی [illegible] سب [illegible] ہے۔ مدتوں سے [illegible] بطور قانون کے جاری ہیں۔ کی [illegible] کی جائداد و [illegible] کے بعد [illegible] رقم [illegible]۔ البتہ اس قسم [illegible] کا [illegible]۔ عورتوں [illegible] سب۔ خوش قسمتی سے [illegible] ترقی [illegible] اور [illegible] زمانہ [illegible] ہیں [illegible] علوم [illegible] اچھا ہے۔ ایک ایسے شخص کی بیوی کی عزت جو [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہو۔ اور [illegible] کو کھانا اور پرورش کرتا ہوا [illegible] قوم کی [illegible] ہوں [illegible] عورتیں [illegible] آستانہ [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] جو [illegible] اور سب جانتے ہیں۔ [illegible] قسم کے ممالک [illegible] آبادی کا بہت بڑا [illegible] جو [illegible] میں [illegible] ان کی فوقیت کو ثابت کرتا [illegible] ایک [illegible] دوسرے کی [illegible] ایڈیاں [illegible] اعلیٰ درجے کی جماعت [illegible] بیویوں [illegible] ہیں۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ [illegible] الذکر [illegible] ایک [illegible] قیمت کا [illegible] نسلوں تک۔ کیونکہ ترکی [illegible] لیکن عجیب کے [illegible] ہاتھ [illegible] کر دیا ہے۔ اور تعلیم نسواں نے اُس کی حکومت میں جو ترقی کی ہے وہ آپکی [illegible] نہیں +

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) [illegible] اختیار کر لی۔ اسی [illegible] کو محمد علی جیسا شخص [illegible] برداشت [illegible] کی درخواست کی۔ مگر اس کی تمام کوششیں [illegible] قاویت [illegible] محمد علی کے [illegible] فرزند [illegible] نہیں [illegible] جنتے تھے [illegible] کے بعد جو محمد علی سے سرزد ہوئی [illegible] کا [illegible] اور [illegible] میں نہیں [illegible] پاشا کو [illegible] لیکن [illegible] میں اُسکا بیٹا توسن پاشا مر گیا۔ اس صدمے سے محمد علی کو ایسا رنج ہوا کہ وہ سخت بیمار ہو گیا اور اُسکی جان کے [illegible] وقت اسکی بیوی اُسکے پاس گئی اور جب تک اُسکی زندگی خطرے میں رہی اُسکے سرہانے سے نہ ہلی۔ لیکن جس وقت وہ تندرست ہو گیا۔ تو پھر اپنے مکان پر چلی گئی۔ اسپر محمد علی نے دوبارہ صلح کی کوشش کی۔ قاوین نے جواب دیا کہ محمد علی پاشا نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی مگر اس وجہ سے میں اپنے فرائض [illegible] کوتاہی نہ کر سکتی تھی جیسے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ وہ اب تندرست ہو گیا ہے۔ اور میری خدمت کی اُسے احتیاج نہیں رہی اور اب میں اُس کا ہونا نہ ہونا یکساں جانتی ہوں۔ اسی دوبارہ صلح جوئی کے موقعہ پر ابراہیم پاشا اپنی والدہ کی دید کو حاضر ہوا تھا۔ اس فاتح شام اور اشبیلیہ کو جیتنے [illegible] اپنی معمر والدہ کی خدمت میں نہایت عجز سے التجا کی کہ والد [illegible] کی خطا معاف کرے۔ مگر اُس کی درخواست نامنظور ہوئی +

بہت برس نہیں گزرے کہ ایسی ترکی لیڈی سے ملنا بہت مشکل تھا جو کتاب پڑھ سکتی ہو یا معقول گفتگو میں شامل ہو سکتی ہو مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میں پہلے پہل مشرق میں گئی جس کو صرف نو سال ہوئے ہیں تو میری ترکی سہیلیاں مجھے ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے یا اُسے فی الحقیقت پڑھتے ہوئے دیکھکر سخت متعجب ہوتی تھیں وہ گپیں اور بے فائدہ گفتگو جن کو ایک شخص حرم کی نازنینوں سے سنتا تھا اُن سے اُنکی قابلیت یا واقفیت کا ایسا بہت عمدہ خیال پیدا نہوتا تھا مگر اب جب کبھی میں باسفورس کے جہازوں میں ادہر اُدہر جاتی ہوں تو ترکی لیڈیوں کو دیکھ عورتیں جن کو کہ اکثر انگریز خیال کرتے ہیں کہ حرم سے اپنے پردے سے ہرگز باہر نکلنے کی اجازت نہیں موجودہ علم ادب اور مخصوص وقت مسئلوں پر بحث کرتے ہوئے اور ناطق انسانوں کی طرح گفتگو کرتے ہوئے سنتی ہوں +

مگر ان بے ترتیب عمومیتوں کو چھوڑ کر میں اُن چند واقعات کو جو میری نظر سے گزرے ہیں بیان کرتی ہوں۔ ان سے روم میں تسلیم نسوان کو جو ترقی ہوئی ہے۔ وہ بخوبی واضح ہوجاویگی۔ کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ تعلیم اور صرف تعلیم ہی کے ذریعے سے ترکی عورت آزادی کو حاصل کرسکتی ہے۔ جبتک کوئی جماعت یا جنس بے علم ہو وہ ضرور بے وقر ہیگی۔ اُس کو ضروری ضروری تعلیم دو اور پھر اگر وہ مقام مطلوبہ تک نہ پہنچ سکے تو اُس کی اپنی کوتاہی ہے اعلیحضرت سلطان کی پولیٹیکل دانش اسی سے اچھی طرح ثابت ہوجاتی ہے کہ اُنہوں نے اس سچے اصول کو جو کہ ہمارے بہت سے تمدنی مصلحوں کی نظر سے مخفی رہتا ہے تاڑ لیا اور اس امر کو جان کر مسئلہ عورات پر اندر کی طرف سے حملہ کیا اور اندرونی حالات کو نظر انداز کرکے صرف بیرونی حالات کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی +

اگر ایک ترکی عورت کو جو بے علم اور طرز زندگی سے ناواقف ہو دفعتاً اپنی مغربی بہن کے درجہ مساوات پر لے لیا جاوے تو اُس کی حالت اُس مچھلی کی سی ہوگی۔ جس کو پانی کے باہر رکھ دیا جاوے۔ اور اُس بدقسمت جانور کی مانند اُس کو تکالیف برداشت کرنی پڑینگی اُس کو مغربی آزادی میں دخل دینے سے پہلے اُس باطنی حالت تک پہنچانا چاہیئے جس میں وہ آزادی کو بغیر تکلیف کے برداشت کرنے یا بے وقر بننے کے نباہ سکتی ہو اس کو نئی ضروریات کے لایق بنانے کیواسطے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے مندرجہ ذیل امور نمانے دیتے ہیں +

۱۹۰۵ء کے اوائل میں میں نے لڑکیوں کی ثانیہ ترکی سکول کا ملاحظہ کیا یہ ایک عالی شان مدرسہ ہے۔ اس کی امپیریل گورنمنٹ امداد کرتی ہے اور سلطان کی خاص نگرانی میں ہے۔ اس میں داخل ہونے کیلئے ایک کٹہڑ کی دار دروازے سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس کے اوپر روم کا شاہی نشان منقش کیا ہوا ہے بڑے دروازے سے دربان مجھے ایک فراخ کمرے میں لیگیا میرے دائیں ہاتھ پر ایک خوبصورت زینہ نصف دائرے کی شکل کا بنا ہوا تھا۔ زینے پر سے ہوکر

اور ہال سے گزر کر میں ایک خوبصورت اور پرتکلف کمرے میں داخل ہوئی جس کے وسط میں ایک لمبی میز بچھی ہوئی تھی
اُس کے گرد نیم کے قریب چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بیٹھی ہوئی یا اگر زیادہ درستی سے کہا جاوے تو یہ معائنہ کنندگان کی
تعظیم کے لئے کھڑی ہوئی تھیں میز پر سادہ کام کی کچھ مقدار پڑی ہوئی تھی جس میں یہ جوان سینے والیاں مشغول
تھیں۔ یہ اُن کی اپنی پوشاکیں تھیں۔ اُس وقت میں یہ کہے بغیر نہ رہ سکی کہ کاش انگلستان کے بورڈ سکولوں کے
معائنے کے وقت انسپکٹروں کو ایسا نظارہ دکھائی دے۔ میں اس پرتکلف کمرے اور اس کی [illegible] کی تعریف
کر رہی تھی کہ مجھ کو ایک لیڈی معلمہ نے بتلایا کہ یہ تمام عالیجناب خوندکار پاشا کا گونا گوں [illegible] تھا۔ اور [illegible]
کے مدرسے کو [illegible] عطا کر دیا ہے۔ یہ سنکر خواہ مخواہ مجھے اپنی ناتھ میر لینڈ ہاؤس کا خیال آ گیا [illegible]
جگہ [illegible] مزید [illegible] ہوٹل بنا ہوا ہے۔

چھ دوں لیڈی معلمہ جن کے چار فرانسیسی بولتی تھیں مجھے ہر ایک مرتبہ [illegible] لے جاتی تھیں
مدرسے کی ڈائریکٹر لیڈی کلاؤس اس وقت آ پہنچی اور مجھ کو تمام جماعتوں کے کمروں اور خوابگاہوں کا معائنہ
کرایا۔ ان کمروں کے دریچوں میں سے جو نظارہ میری آنکھوں کے پیش نظر ہوا وہ نہایت ہی [illegible]
تھا۔ بہت سے سامنے خلیج قسطنطنیہ واقع تھی اور [illegible] گولڈن ہارن سے گزر کر دریچوں میں داخل [illegible]
وجا بل [illegible] معمار نے ہواداری کے اس پیچیدہ مسئلے کو کمال خوبی سے سلجھایا ہوا تھا جو انگلستان میں [illegible]
بورڈ سکولوں کے تعمیر کنندگان کی نہایت ہی زبردست کوششوں کو عجب مخمصے میں ڈالے دیتا ہے۔ تعداد [illegible]
۲۰۰ ہے جن میں سے ستر [illegible] ہیں۔ سب کو مدرسے کے خرچ سے سکول میں کھانا ملتا ہے۔ خوابگاہیں بہت
وسیع اور خوب ہوادار ہیں۔ ہر ایک بچے کو ایک آہنی چارپائی ملی ہوئی ہے جس کے بچھونے اور چادریں [illegible]
کی طرح سفید ہیں۔ اور شاید ہی کوئی سکول انگلینڈ میں معائنہ کنندہ کو ثانیہ سکول جیسی خوابگاہیں دکھا سکے
تعلیم کا نصاب یہ ہے۔ ترکی زبان لکھنا پڑھنا۔ انشاء۔ حساب۔ علم موسیقی (پیانو)۔ گانا۔ اور سادہ اور کشیدہ کا کام
میں نے طالبعلموں کی لیاقت آزمائی کے لئے امتحان لینے کی درخواست کی جسے معلمہ نے بڑی خوشی سے منظور کیا
آٹھ جوان لڑکیوں نے جن کی عمر نو سے چودہ برس تک تھی قالین پر گھٹنوں کے بل اپنی ایڑیوں پر بیٹھ کر تحریری
یادداشتوں سے جو کہ اُن کے ہاتھوں میں تھیں گانا شروع کیا اور وقت اور سُر کی درستی کا خوب لحاظ [illegible] طور پر
مشرق کی راگ کو کچھ پسند نہیں کرتی۔ مغربی سامع کو وہ تقریباً بکھرا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ان بچوں کو عمدہ تعلیم ملتی
تھی۔ اور انہوں نے یادداشتوں کے مطابق گایا نہ کہ سماعت کے ذریعے سے پیانو [illegible] ایک قسم کا [illegible] اچھی [illegible]
قابل آفرین مشق کی۔ مگر نقاشی اور کشیدہ کاری کے کاموں سے مجھے خاص کر بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ ان دو [illegible]
میں ہنر اور خوبصورتی کا سلیقہ ایسی عمدگی سے دکھلایا گیا۔ جو درحقیقت تعجب خیز تھا۔ عجب تو یہیں [illegible]

تھی۔ مگر سب سے تعجب حیرت سے بھی بڑھ گیا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ زنانہ سکول صرف ایک سال سے قایم ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے ان طالب علموں میں سے ایک بھی جن کی مشقوں کا میں نے ابھی معائنہ کیا اُن فنون سے جن میں انہوں نے اتنی بڑی ترقی کی ہے۔ ذرا بھی واقفیت نہ رکھتی تھی۔ تعلیمی اسٹاف چار نظامی معلمات اور چار بیرونی معلموں پر مشتمل ہے۔ ماسٹر گانا بجانا۔ نقشہ کشی لکھائی سکھاتے ہیں۔ اور اُستانیاں دوسری چیزیں۔ شاگردین تو اعلےٰ ترین یا اعلیٰ ترین خاندانوں میں سے ہیں۔ ان کا لباس صاف گو سادہ ہے اور سوتی یا اُونی کوٹ پہنے جاتے ہیں۔ مدرسہ کا ماہواری خرچ ۲۵۲۰ روپیہ جس میں معلموں کے مشاہرے اور نوکروں کی تنخواہیں شامل ہیں۔ یہ تمام سلطان کی سرپرستی جنہوں نے اس سکول کو قایم کیا ہے گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔

اس معائنے کے بعد میں امیرگیہان کے زنانہ سکول سے تقسیم انعامات کے وقت بھی موجود تھی اور اتنی بڑی ترقی پر جو تھوڑے ہی برسوں میں حاصل کی گئی سخت حیرت انگیز تھی۔ لڑکیوں کی بہترین تصویروں کی نمائش میں بڑا ذوق لیتی رہیں کتابیں اور نقدی انعام میں تقسیم کئے گئے اور چند طالبات نے نغمہ اور اس وقت کی خوشی کو دیکھنا بڑی فرحت بخش تھا۔ جبکہ اُس کی شاگردین اپنی محنتوں اور اُس کی کوششوں کے نتیجے کے انعام لینے کے لئے جو اُس نے اُن کے ساتھ کی تھیں آگے بڑھتی تھیں۔

مندرجہ بالا دلایل کی وجہ سے یعنی کہ تعلیم ایک قوم کی شایستگی کا معیار ہے۔ میں نے تعلیم نسواں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے جس جگہ لڑکیوں کی تعلیم کا اسقدر شوق ہو وہاں لڑکوں کی تعلیم سے کسی صورت میں غفلت نہیں ہو سکتی اور روم اس قاعدے سے مستثنے نہیں ہیں۔ ہر جگہ اُن سکولوں کی فہرست دیتی ہوں جو اسوقت قسطنطنیہ میں موجود ہیں اور جن سب کو سلطان حال نے قایم کیا ہے:۔

(۱) امپیریل سول کالج (۲) مندرجہ بالا کا پریپریٹری سکول (۳) لا سکول (قانونی مدرسہ) (۴) مدرسہ تجارت (۵) آرٹس کالج (ساؤتھ کینسنگٹن کے ٹکنیکل کالج کی طرح) (۶) مدرسہ صنعت و حرفت لڑکیوں کے لئے ٹکنیکل سکول (۷) صنعت و حرفت کا بورڈ سکول (یہ بھی لڑکیوں کے لئے ہے)۔

علاوہ ان کے فائن آرٹس (فنون لطیفہ) کے بہت سے سکول ہیں۔ ایک کالج علاج مویشی کا اور ایک سکول مختلف زبانوں کے حاصل کرنے کا ہے کئی طبی[۲۳]۔ سول جنگی مدرسے اور بہت سے اور سول سکول موجود ہیں جنکو سلطان

---

۲۳ شفاخانے بکثرت پہلے ہی سے موجود تھے۔ اب اور نئے بھی جاری ہو رہے ہیں اور سابقہ کی بھی ایزادی ہو رہی ہے مطالعہ اخبارات روم سے اس طرح کی کل خبروں سے واقفیت ہو سکتی ہے چنانچہ حال ہی میں جو ہسپتال شہر سکوتری میں مسلمان خاتونوں کیلئے تھا اسکی عمارت چوگنی بڑی کر دی گئی ہے اور اسکا فائدہ کل قوموں اور مذہبوں پر عام کر دیا گیا۔

عبد العزیز شہید نے قایم کیا تھا دار الخلافے میں بیس کے قریب ہائی سکول ہیں اور صوبوں میں ہائی سکولوں کی تعداد جنکو امیر المؤمنین عبد الحمید نے قایم کیا ہے سو سے زیادہ ہے اور اسی قدر پرائمری سکول انہوں نے قایم کئے ہیں اور ایسے سکول جن میں طالب علم عالی کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیے تیار کئے جاتے ہیں سلطان معظم نے مندرجہ ذیل مقاموں میں قایم کئے ہیں سمرنا۔ بیگ پزیا۔ [illegible]۔ بروصہ۔ کا [illegible]۔ کاستامونی۔ ایڈریانوپل۔ طرابزان۔ [illegible]۔ وانا۔ س [illegible] [illegible] پولی۔ سالونیکا اور خرپوت ۔

مندرجہ ذیل مقاموں میں پانچ بڑے سکول ہیں جن میں طلبا تعلیم پاکر دار الخلافے کے عالی سکولوں میں داخل ہوتے ہیں ۔

ایڈریانوپل۔ سالونیکا۔ [illegible]۔ بروصہ۔ بابکر۔ خرپوت۔ سیواس۔ قونیہ۔ لوکاد۔ ارض روم کاستامونی [illegible] [illegible] ان مقاموں میں اور نئے سکول بھی تعمیر ہو گئے ہیں [illegible] ایڈرن۔ طرابلس [illegible]۔ ارض روم [illegible] بصرہ۔ کرجستان۔ سیواس میں [illegible] [illegible] اور [illegible] +

قومی تعلیم پر سلطان کی توجہ [illegible] اس کام میں اس کی ان تھکاٹ [illegible] کو بیان کرنے کے لئے کئی جلدیں چاہئیں ۔ شاید ہی کوئی دن گزرتا ہوگا جس میں اُنکی فیاضی اور خواہش ترقی تعلیم کا ثبوت نہ ملتا ہو۔[1] حال ہی میں اُنہوں نے [illegible] مدرسوں کے امداد کیلئے ڈھائی لاکھ پیاسٹر خود بخود عطا فرمائے [illegible] اُنکے مختلف [illegible] رعایا کی کمال ممنونیت بھرے ہوئے ایڈریس پہنچے ہیں اور اسی قسم کے [illegible] تمام اخبار [illegible] خواہ بیرونی برابر چھپتے رہتے ہیں مگر کوئی خاص نامہ نگار ان کو اخذ کرنے [illegible] اپنے [illegible] تکلیف نہیں اُٹھاتا ۔ اسی وجہ سے انگریزی قوم کا اُنکے [illegible] خبر [illegible] کھوئے گئے ہیں ۔

[1] سلطان خود [illegible] طلباء کے حال پر جس قدر شفقت فرماتے ہیں وہ ذیل کی کیفیت سے جو ایک اخبار کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے لکھی ہے معلوم ہو سکتی ہے کہ :-

"حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بنظر رعیت پروری اور ملک و ملت کی ترقی کی ہمیشہ طرح طرح کی مناسبتیں اور نوازشیں اپنی رعیت پر روا فرماتے رہتے ہیں چنانچہ طالب علموں کو ان سیرگاہوں کی سیر سے مستفید کرنے کے لئے [illegible] موسم میں ہر ایک جماعت کے طالب علموں کو بمعہ معلمین اور پرنسپل وغیرہ متعلقین کالج کے اس کاغذ خانہ نام سیرگاہ پر ضیافت دیتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ شاہی ضیافت کس قدر پرتکلف ہوگی [illegible] شاہی [illegible] تیار [illegible] ہو کر [illegible] ہوتے ہیں ۔ تو شاہی باجے بجتے ہوئے اُنکو اس سیرگاہ تک پہنچاتے ہیں (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

یہی خیال ہے۔ کہ ترکی میں ہر ایک چیز ویسی ہی ہے۔ جیساکہ ڈیڑھ صدی گذشتہ میں تھی۔

بیشک میں دعویٰ نہیں کرتی۔ کہ ترکی کے طریقۂ تعلیم کو اُسکے ہمسایوں کی تعلیمی سسٹم کے ہم پلہ کرنے کے [illegible] کوشش کی ضرورت نہیں ہے مگر میں اسبات پر قایم ہوں کہ ان [illegible] سے مندرجہ بالا بیانات سے اچھی طرح سے ثابت ہوجائیگا کہ سلطان کی مملکت نے پچھلے دس سال میں بہ نسبت کسی اور حصہ دنیا کے قومی تعلیم میں بہت ہی بڑی ترقی کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ کل ترقی باوجود ان رکاوٹوں اور تکلیفوں کے جو کسی دوسری سلطنت کو عاید نہیں ہوئیں واقع ہوئی ہے اور ان رکاوٹوں اور تکلیفوں کا بہت بڑا حصہ [illegible] شاہ [illegible] گلیڈسٹون کے [illegible] جو [illegible] سالہ حکومت میں اس ملک کے اندر [illegible] بہت ہی پیچھے جا رہی [illegible]

سلطان کے اکثر عطیوں کا جو اُس نے دیگر تعلیمگاہوں کو عطا کئے ہیں اوپر ذکر آچکا ہے [illegible] اور بادشاہوں کے وہ اپنی ذات پر تنگی اُٹھا کر دینا ہی سلطان عبد الحمید اپنی محدود سول لسٹ میں سے [illegible] بہت (دیکھو نوٹ صفحہ گذشتہ) وہاں ہر طرح کے سامان خورد و نوش نہایت تکلف سے مہیا ہوتے ہیں؛

گو ہر کالج کو طالبعلم اور معلمین کی کل تعداد چار یا پانچ سو آدمی سے کم نہیں ہوتی مگر پھر بھی سب کے لئے میز کرسی و سامان خورد و نوش مہیا رہتا ہے، اور ان سب کی تصویر خاص شاہی فوٹوگرافر اتارتے ہیں۔ وہ تصویر حضرت سلطان معظم کے پیش کیجاتی ہے اور [illegible] حاضرین کو حضرت سلطان المعظم نے ایک [illegible] کی معرفت [illegible] سلام تبلیغ کرتے ہیں وہاں کھانے کے وقت [illegible] تمام کا کھانا بھی وہیں تناول کرکے پھر اسی دھوم دھام سے لوگ واپس آتے ہیں؛

چونکہ یہاں بہت سے کالج ہیں [illegible] دوسرے تیسرے روز ایک ضیافت کا غلغلہ پڑا ہوتا ہے چنانچہ پہلی [illegible] نامی کالج کی ضیافت [illegible] اس کالج میں صرف یتیم لڑکے تعلیم پاتے ہیں اور خوراک پوشاک سب سرکار کی [illegible] چنانچہ اس ضیافت میں ایک لڑکے نے حضرت سلطان المعظم کی ہمدردی اور محبت و عنایت اور شفقت پدرانہ کی نسبت عمدہ [illegible] کہی اور سب طالبعلموں نے سپیچ تمام ہونے پر آواز بلند سے پادشاہم زندہ باش کرکے پکارا۔ (پیسہ اخبار ۲۰ جون ۱۸۹۳ء)

؎ [illegible] میراف اور [illegible] کی تحریریں [illegible] کی تمدنی حالت پر دیکھو؛

؎ امیر المومنین کی کفایت شعاری اسی سے معلوم ہوجاویگی کہ انہوں نے سول لسٹ کو جو سلطان عبد العزیز مرحوم کے وقت ۶۰ لاکھ پونڈ یا چھ کروڑ روپیہ مقرر تھی نصف سے بھی زیادہ کم کردیا ہے اور اس رقم میں سے ہی دیگر شہزادوں اور حرم سرا کا خرچ نکالا دیتے ہیں اور کوئی دن خالی نہیں جاتا جس میں کوئی نہ کوئی چندہ کسی مسجد یا مدرسے یا اور خیراتی امور میں نہ دیا جاتا ہو انہوں نے شاہان مشرق کے [illegible] طمطراق اور عہد شاہی فضول خرچیوں کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیا گرچہ مذہب میں راسخ الاعتقاد اور عامل ہیں اور دینی کاموں کو جاہ و جلال شاہانہ سے ادا فرماتے ہیں اور جمعے مسجد میں نماز ادا کرنیکو خود تشریف لے جاتے ہیں ذیل میں دو ایک قابل غور مثالیں نقل کیجاتی ہیں:-

؎ کئی دن رات [illegible] سفر کیا تھا کہ قسطنطنیہ میں جمعے کو پہنچیں چنانچہ ہم وہاں جمعہ کو ۸ بجے صبح کو پہنچے (دیکھو بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ)

؎ [illegible] جو [illegible] اپنے باپ کے قتل ہونے پر تخت نشین ہوا [illegible] شہزادی [illegible] ایسی لکھی تھی [illegible]

[illegible]

بڑے بڑے عطیے نہیں نکلتے۔ ایک موقعے پر اُس نے اپنے ظروف اور زیورات اور جواہرات کے بہت بڑے حصے کو خزانہ عامرہ کی

[illegible] وقت [illegible] گذشتہ، گو تھکے ہوئے تھے لیکن کچھ کھانا کھا کر اور کپڑے بدل کر ہم سلطان کے محل کی طرف گئے اور انکے ایک ایڈیکانگ سے ملاقات کی جو نہایت خوش [illegible] نہایت مہربانی سے ایک جگہ ہم کو آرام سے بٹھا دیا جہاں سے ہم سلطان کو جمعے کی نماز کیواسطے جاتے دیکھ سکیں۔ مسجد بھی بڑے سینے [illegible] بہت بڑی اور بڑی فوج ادھر ادھر سے آرہی تھی اور بارہ بجے تک کئی ہزار فوج معہ باجوں و جھنڈوں کے سڑکوں پر موجود تھی۔ چونکہ [illegible] جوق جوق میں نے انگلستان، فرانس، سوئیٹزرلینڈ، اٹلی، آسٹریا، اور جرمنی کی فوجیں دیکھی ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ قواعد میں صورت میں بہادری میں مسلمانوں کی فوج سب سے عمدہ ہے۔ انگلستان کی فوج کا لباس البتہ قیمتی ہے لیکن ذرا غور کیجئے کہ انگلستان کی تمام دنیا [illegible] کی دولت ہیں صرف کوئی ۲ لاکھ فوج ہے اور انگلستان کے پاس روم سے لاکھ درجہ زیادہ روپیہ ہے۔ روم میں بحری و بری ملا کر [illegible] لاکھ سے زیادہ فوج ہے ورنہ [illegible] تو معلوم ہوتا ہے کہ فوج سلطانی کتنی عمدہ ہے کہ سوائے انگلستان کے اور سب ممالک سے [illegible] کا لباس بھی بہتر ہے۔ [illegible] عمدہ باجے (رفتار [illegible]) [illegible] خیر جب سڑکوں پر پانی چھڑک دیا جا چکا اور فوج تمام [illegible] ہو گئی تو گاڑیاں نہایت عمدہ آئیں۔ ان میں سلطان کی بی بی بیٹھی تھیں اور [illegible] ان گاڑیوں کے ساتھ سوار تھے اور تمام فوج نے سلامی دی [illegible] کے پاس جا کر [illegible] اور اندر چلی گئیں۔ وہاں انکے واسطے ایک جگہ ہے جسکے آگے چلمن پڑی ہے [illegible] سلطان کے بڑے بیٹے [illegible] ایک [illegible] عربی گھوڑے پر سوار [illegible] دو چھوٹے لڑکے ایک کوئی چھ برس کا اور دوسرا کوئی ساڑھے آٹھ برس کا اس طرح چھوٹی چھوٹی [illegible] کے کھڑے ہوئے۔ اسکے بعد باجہ بجا اور بگل کی آواز آئی۔ محل کیطرف جو دیکھا تو دل خوش ہو گیا۔ فوج کی بڑی بڑی دو [illegible] جو بڑی بڑی [illegible] دو لمبی قطاروں میں آئے [illegible] ۱۱ [illegible] کے سر کیطرف کتنی [illegible] اور دونوں قطاروں کے بیچ میں سب سے [illegible] آئے۔ ہر ایک کے سینے پر پانچ پانچ چھ چھ تمغے سونے اور چاندی کے لگے ہوئے تھے انکے پیچھے ایک نہایت ہی عمدہ چوکڑی میں سلطان تھے اور انکے سامنے غازی عثمان پاشا بیٹھے تھے۔ عثمان پاشا کا سینہ تمغوں سے بھرا ہوا تھا اور کوٹ پر تمام [illegible] سونا تھا تاہم تمغے قریب قریب اس سنہری کام کو چھپا لیتے تھے۔ سلطان صرف سیاہ کپڑے پہنے تھے فقط ایک تارہ مجیدی انکے بائیں سینے پر تھا اور معمولی ترکی ٹوپی تھی جیسے سلطان کی سواری گذری فوج نے سلامی دی اور پھر تین چار دفعہ زور سے نعرہ [illegible] سلطان سب کے سلام کو قبول کرتے جاتے تھے مجھ پر تو عجیب اثر ہوا [illegible] سلام کیا اور سب نے بھی سلام کیا یا ٹوپی اتار کر [illegible] دن کبھی [illegible] دل سے نہ بھولیگا۔ سلطان کے مسجد میں جاتے ہی سب لوگ مسجد میں جانے لگے اور باہر تو تمام فوج کا نمونہ تھا اندر مسجد کے اور بھی زیادہ لطف تھا۔ سوا پانچ برس کے بعد مسجد میں میں نماز میں تھا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا نماز کے بعد پھر میں وہیں آگیا جہاں پہلے بیٹھا تھا اور سلطان کو واپس آتے دیکھ کر اسکے بعد اپنے مکان کو واپس آیا اور کھانا کھا کر آرام کیا چونکہ بہت تھک گیا تھا۔ دوسرے دن سینٹ سوفیا کی مسجد دیکھی نہایت عمدہ جگہ ہے لوگ سلطان کے ہاں عید کو جاتے ہیں۔

(مسٹر محمد [illegible] کا سفر روم۔ از مہذب ۸۔ اگست ۱۸۹۰ء)

ساتھ ہی حضرت سلطان ہر ایک تقریب میں بکفایت لیکن بالشان و شوکت خرچ کرتے ہیں جیسا کہ [illegible]

... نقدی ... سے متبدل کر دیا۔ دوسرے موقع پر اُنہوں نے اپنے ذاتی نوکروں کی بہت بڑی تعداد کو تخفیف میں لا کر بچت کو
مفید ... کاموں پر صرف کیا اور اس وقت یورپ کا کوئی بھی بادشاہ اس سے زیادہ شان و شوکت اور عیش و آرام سے
اپنے ملک ... تھوڑا ... بوجھ ڈالنے کی حالت میں بسر نہیں کرتا اور یہ امر بھی قابل وقعت ہے کہ سلطان کی آمدنی کے
بہت ... پولیٹیکل اکانومی کے پروفیسر ... کی تنخواہ سمجھے گئے کیونکہ جس حال میں دوسرے بادشاہ
صرف سلطنت ... کا کام دیتے ہیں۔ یہ سلطان کے لئے ... تھیلیاں ہیں جو بعض لالچی اور زبردست وزیروں کے

---

(۱) ... ایک ... کی تقریب تھی جس کی کیفیت ایک لکھنؤ کے اخبار میں اس طرح شائع ہوئی تھی۔

... اگر ... زنانہ ... دکھانا ... ختنہ کی دو شاہانہ تقریبوں کا مقابلہ ... بہت اچھی طرح ... ہیں ایک تقریب ... کے صاحبزادے کے ختنہ کی تھی ... ابھی چند روز ہوئے قسطنطنیہ میں سلطان ... کے ختنے کی ... دونوں تقریبوں میں ... کی حیثیت اور ... تضاد کی ہے ہمارے ... صاحب نے ... کی سالانہ آمدنی ... لاکھ روپیہ غارت کیا اور قسطنطنیہ میں ... حاصل کرنے والی ... کے ختنے کی تقریب میں صرف ... روپیہ صرف ہوا یہاں کا روپیہ ... جوڑوں کی ... میں صرف ہوا ... قبلہ و کعبہ کی ... کو بسم اللہ پڑھاتے وقت اُن کو گانوں سے ... اسی تقریب میں تفضل حسین ... جو لکھنؤ کے ... کا ایک ... طائفہ ... کے صلے میں گانوں دیا گیا شاید اسی ... مولوی سید ناصر حسن صاحب نے جو ابھی کم عمر ہیں اور مرحوم میر حامد حسین صاحب کی یادگار ہیں گانوں اور جوڑا لینے سے قطعی انکار کر دیا اب اس کے مقابل میں دیکھئے کہ قسطنطنیہ میں کیا کارروائی ہوئی وہاں چند روز تک مختلف گروہوں کی دعوتیں کی گئیں پہلی دعوت جو خاص قصر یلدیز میں ہوئی تھی اس میں تمام وزراء اور ... سفیر اور کل اعلیٰ سرداران دولت عثمانیہ شریک تھے۔ اس کے بعد جو دعوتیں ہوئیں وہ ایک ... مقام میں ہوئیں جو "سویٹ واٹرز آف یورپ" کے نام سے مشہور ہے یعنی یورپ کا آب شیریں۔ عثمانی یتیم خانہ اور اس کے متعلق سکول جو "دار الشفقہ" کے نام سے نامزد ہے وہاں کے تمام پروفیسروں ... اور طلبہ کی دعوت ہوئی مگر لڈن ہارن کمپنی کے دو سٹیمر اپنے سامان کے ساتھ موجود تھے جو سب لوگوں کو ... خانہ میں لے گئے جہاں دعوت کا سامان کیا گیا تھا اور خاص شاہنشاہی باورچی خانہ کا کھانا کھلا کے وہ لوگ مسرور و محظوظ ہوئے دوسرے روز بحری ... مدرسے کے پروفیسروں اور طلبہ کی دعوت ہوئی۔ اس کے بعد ... صنعت و حرفت کے پروفیسروں اور طلبہ کی دعوت ... تھی اور یوں ہی سلسلہ وار ہر طبقے اور ہر گروہ کے لوگوں کی دعوتیں ہوئیں سلطان المعظم نے اس تقریب کی خوشی میں حکم دیا کہ دار السلطنت کی تمام مسجدوں کے اماموں اور خطیبوں میں سے ہر ایک کے پاس کچھ نذر ... [illegible] ... ہماری طرف سے بھی جاؤ اور دیکھو

بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر

پہلے اُنکے ہیں سلطان عبد الحمید خان خود اپنی سلطنت کی متعدد اور تحریک متعلق قوتیں اور اُنکے ذریعہ اُنکے صرف تحت افسر ہیں جو [illegible] احکام و ہدایات کی تعمیل کرتے ہیں +

تعلیم کے مضمون کو بیان کرتے وقت میں اس کی ایک شاخ کے جز کا بیان کرنا کا بھول گیا جو [illegible] سلطنت کے قیام میں [illegible] جس کی ملک [illegible] ہے سکو نہایت [illegible] بتلایا ہے کیونکہ یورپ کی تمام زمینوں [illegible] [illegible] زیادہ زرخیز نہیں ہے اور جو مستعملہ طریقہ کاشت کے بہت بھدے اور [illegible] کے باعث [illegible] بمقام [illegible] [illegible] فارم [illegible] اس کام کی ابتدا کی گئی تھی [illegible] قیام [illegible] کاشتکاری کے [illegible] کلیں [illegible] تھیں اور اس کا انتظام ایک [illegible] داوبال کے سپرد کیا گیا [illegible] [illegible] اس کا خیال چھوڑ دیا گیا اور وہ بالکل [illegible] [illegible] مگر موجودہ [illegible] میں [illegible] اس کے وزیر کو یہ خیال ہوا کہ اس فارم کو [illegible] اس طرح کے [illegible] کی بنا پر قایم کیا جائے سلطان نے بڑی خوشی سے اس بات کو منظور کر لیا اور [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] اُن طلبا کو جو حصول تعلیم کے [illegible] حاصل کرینگے [illegible] وزیر مختلف صوبوں میں سرکاری [illegible] انتظام کیلئے بھیجا کریں اور اسطرح اندرونی ملک کے تمام فارم [illegible] بڑے لایق ڈائرکٹروں کے اہتمام میں آ جائینگے +

[illegible] کی فوج کے [illegible] سپہ سالار سلطان کی توجہ خاص کر اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ اس کی سلطنت کے مختلف حصوں کی [illegible] [illegible] کی حالت [illegible] بہت بری اور بہت اچھی تھی [illegible] ہر ایک ملک میں بعض [illegible] کو سہولت [illegible] تکلیف ہوتی تھی اور روم کی سڑکیں [illegible] سڑکوں سے بہت مختلف تھیں مگر جب انگریزی [illegible] اور انگریزی [illegible] آ بنائے [illegible]

(بقیہ نوٹ صفحہ [illegible]) اس [illegible] [illegible] آفندی [illegible] آتی ہیں [illegible] آب شیرین [illegible] میں [illegible] ایک بارونق محل کا فوٹو [illegible] سلطانی فوٹوگرافر نے لیا [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] ساتھ [illegible] جو بعد تکمیل [illegible] میں [illegible] ہوگا"

[illegible] ہر ایک صوبہ میں صنعتی مدارس اور [illegible] قایم ہوگئی ہیں اور ایک زراعتی بنک بھی قسطنطنیہ میں قایم ہوگیا ہے جس کی شاخیں [illegible] ایک صوبہ [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] اس کی ایک شاخ [illegible] [illegible] آفندی کھلی گئی ہے اور [illegible] فارم بھی ایک [illegible] ڈائرکٹر کے زیر اہتمام قایم کیا گیا ہے +

کرکے تمام عیسائی یورپ پر پھیل کر ایسی لائنیں بنا دیں جن پر آہنی گھوڑا اندھا دھند سرعت کے اپنے پیچھے اسباب تجارت کے بیشمار بوجھوں اور ہزاروں آدمیوں کو کھینچتا ہوا دوڑنے والا تھا تو روم اپنے یورپین ہم عصروں سے تجارتی فوقیت کے معرکے میں سینکڑوں میل پیچھے رہگیا اور اسی سخت جکڑی ہوئی حالت میں رہا جبتک کہ موجودہ فرمانروا نے عثمانی حکومت کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ لیکن ریلوے میں ایک معتدبہ ترقی کرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ لڑائی سے تباہ، قحط سے ویران، بد انتظامی اور منصوبہ بازیوں سے تقریباً دیوالیہ۔ یہ ملک ایک معمولی کنکروں کی سڑک بنانے کے لئے بھی فنڈ مہیا نہ کرسکتا تھا۔ بیرونی سرمائے کے بغیر اب اور کوئی چیز مزدوروں، سنجاروں، لوہاروں کی قینچیاں کو کام پر نہیں لگا سکتی۔ انجن کے مضبوط بازؤوں کی حرکت کی بڑی ضرورت ہے۔ قبل اسکے کہ ایک فیٹ لوہا بچھایا جاوے۔ یا ایک پہیہ گھڑ اجاوے بیرونی سرمایہ جو ہمیشہ سے ڈرپوک اور بزدل رہا ہے۔ عبد العزیز کے وزراء کے انتظام کیوقت سود کی عدم ادائیگی سے بالکل ہی ڈر گیا تھا۔ تاہم باوجود نہایت ہی زبردست رکاوٹوں کے اس صیغے میں بھی کچھ نہ کچھ ترقی کی گئی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل رقموں سے ظاہر ہوجائے گا ۱۸۷۸ء میں کل سلطنت میں ۹۵۸ میل ریلوے تھی جس میں سے ۷۸۶ میل یورپین ٹرکی اور ۱۷۲ میل ایشیائے کوچک میں تھی ۱۸۹۰ء میں یہ تعداد ۱۰۷۰ میل تک بڑھ گئی۔ اور ۱۸۹۶ء میں ۱۲۵۱ میل تک ترقی پذیر ہوئی جس میں سے ۷۴۳ ایشیا میں ہے جہاں یہ چار لائنیں ہیں۔ ایک سمرنا سے لیکر ایڈن تک۔ ایک سقوطرہ سے ایسمد تک ایک مینشیا سے طرطوس اور ادانا تک۔ اور ایک جنینا سے بروصہ تک[۱]۔

---

۱ علاوہ ان چار لائینوں کے اب ایک اور جافہ (بندرگاہ یروشلیم) سے لیکر ریلہ ہوتی ہوئی یروشلیم تک کھولی گئی ہے جس کا طول تقریباً تیس میل ہے اب کل تعداد ریلوے ۱۰۰۰ میل کے قریب ہے، اور بغداد سے لیکر سمرنا تک تیار ہونیوالی ہے۔ کیونکہ اس کمپنی نے جس کا ذکر اصل کتاب میں ہے سلطان کی شرائط کو قبول کرکے کام شروع کردیا ہے بغداد سے لیکر کربلا تک معلے تک دخانی ٹریموے پہلے ہی سے جاری ہے۔ اب لمی باقی پاشا سمرنا کی حمیدیہ کمپنی کے ڈائرکٹر اور صوبہ ایڈن کے محکمہ رجسٹری کے سابق ڈائرکٹر علی آفندی نے بابِ عالی میں تجویز پیش کی ہے کہ سمرنا میں برقی قوت کی ٹریموے جاری کیجاوے جو ایڈن کے سٹیشن سے شروع ہوکر حمیدیہ تک ختم ہو۔ علاوہ ازیں ہیفوم زادہ حسن آفندی کو بیروت سے لے کر دمشق تک دخانی ٹریموے جاری کرنیکی اجازت ملگئی ۱۸۹۷ء میں ۹۰۵ میل ریلوے جاری تھی بدیں تفصیل :- یورپین ٹرکی میں (۱) قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل تک ۲۰۹ میل ایڈریانوپل سے سریم بے تک ۲۰۵ میل (۲) سالونیکا سے اسکوپ ۱۵۰ میل (۳) اسکوپ سے میتروونز تک ۷۰ میل (۵) قطلی سے دلیغیا غلیج تک ۹ میل (۶) ٹرلواسی جامبولی تک ۵۰ میل (۷) بنجالوک سے نوذی تک ۶۴ میل = ۷۰۶ میل یورپی روم ایشیائی روم میں:- (۱) سمرنا سے ایڈن تک ۸۱ میل (۲) سقوطرہ سے ایسمد تک ۴۷ میل = ۱۲۸ میل (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ پر)

سلطنت کے آخر الذکر حصے یعنے ایشیائی روم میں آیندہ کے لئے بہت بڑی وسیع ترقی ہونے کا منتظر رہنا چاہئے۔ کیونکہ سلطان کا دلی منشا ہے کہ ممالک کی آمد و رفت کے رستے درست اور اُس کی فراغ اور بیشمار آمدنی کے منبعے ظاہر کئے جائیں۔ سرمایہ لگانے والوں کے واسطے دنیا کے اس حصے کی طرف اس وقت میں جب کہ سود کی شرح دن بدن بڑی جلدی سے گھٹتی جاتی ہے بڑی بھاری بھاری رقمیں یورپ کے تمام دولوں میں جیک لگ رہی ہیں اور لوگ صرف ساڑھے تین یا چار فیصدی سالانہ منافع کی شرح ہوجانے پر بھڑک رہے ہیں توجہ کرنا بڑا فائدہ مند ہوگا +

ہاں البتہ یورپین ٹرکی میں علاوہ مالی مشکلات کے اور بھی بہت سے امور تعمیر ریلوے کے مزاحم ہیں یہ مزاحمتیں مالی بھی ہیں۔ اور پولیٹیکل بھی۔ انگریز جو کہ بیس بیس میل تک ہر طرفہ طوفان خیز سمندر کی آڑ میں محفوظ ہیں۔ اس بات کو جلد بھول جاتے ہیں کہ براعظم پر قبل اسکے کہ کوئی لائن بچھائی جائے۔ سرمایہ دار اور ریلوے انجینیروں کی تجویزوں کے ساتھ ہی بادشاہوں اور مدبروں کی تجاویز کو بھی سوچنا پڑتا ہے۔ اور اُن شخصوں کا جو بادشاہتوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ یہ خیال کر لینا بھی فرض ہوتا ہے کہ کون کون سی چیزیں (یعنے فوجیں اور سامان جنگ) اسباب تجارت کے۔ سیاحوں اور عام مسافروں کے علاوہ مجوزہ لائن لے جانے کے قابل ہوگی۔ مہذب دنیا کے کسی اور حصے میں یہ سوال اتنا قابل غور نہیں جتنا کہ یورپین ٹرکی میں ہے اس جگہ گو ایک لائن بحیثیت تجارتی مفاد کے ترکوں کو شاید بہت ہی فائدہ مند ہو لیکن شاید ساتھ ہی روسیوں کو حملہ آور ہونے میں بڑی عمدہ مدد دے۔ پس یہ آخر البیان وجہ پہلے امر کو

(نوٹ گذشتہ صفحہ) ایشیائی روم میں ۱۸۸۸ء میں ۷۰۰ میل ریل کو جاری تھی ۱۸۹۸ء میں ۱۵۲۰ میل تک بڑھائی گئی اور سلطے ۱۹۰۰ء تک ۲۰۰۰ میل ریلوے جاری ہو گئی اور ایک ہزار میل سے زیادہ زیر تعمیر ہے۔ یہ یاد رہے کہ صوبجات ماتحت مصر یعنی عرب و شرقی روم ایلیا وغیرہ کے سلسلے ریلوے اس تعداد میں شامل نہیں۔ تار برقی ۱۸۸۴ء میں ۱۵۰۹۰ میل تھی جس کی تاروں کی لمبائی ۱۸۸۳۰ میل تھی۔ کل پیغاموں کی تعداد اس سال ۲۴۷۰۲۴۳ تھی جن میں ۱۹۰۰۳ سرکاری ۲۲۳۰۲۵ اندرونی اور ۲۹۱۴۵۳ بیرونی تھی۔ تارگھر یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو ۷۱۱ تھے۔ ۱۸۸۶ء میں ان کی آمدنی ۲۱۵۴۳۲ پونڈ ہوئی اور خرچ ۱۹۰۰۷۵ ہوا۔ اس وقت تار برقی ۲۰ ہزار میل سے متجاوز ہے اور تارگھر ۸۰۰ سے زیادہ ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو ۴۲۰ ڈاکخانے تھے۔ اس سے پہلے بیرونی خط و کتابت کی ترسیل وغیرہ ممالک غیر کے ڈاکخانوں کے سپرد تھی۔ مگر وہ ستمبر ۱۸۸۱ء میں ہٹا دی گئی اور یہ کام بھی سلطانی ڈاکخانوں کو سپرد کیا گیا۔ اس وقت ڈاکخانوں کی تعداد چھ سو کے قریب ہے۔ توسیع ریلوے کے متعلق دیکھو کتاب فتوحات دوم نمبر ضمیمہ ٹرکی کی موجودہ حالت ۵۵

بالکل بے وقعت کر دیگی۔ مگر ایشیائے کوچک میں اس قسم کی پیشبندیوں یا سوالوں کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہاں تو ذخیرہ اور پیداوار [illegible] ریلوں کے کھولنے کی کوئی وجہ قائم نہیں۔ مگر یہ کہ امریکن اور یورپین سرمایہ داروں کی پیچیدگی اور ناواقفیت۔ ظاہر ہے کہ زردار اپنی ہمدردی کو اپنی جیب تک ہی محدود رکھتا ہے تاہم یہ معلوم کرکے کہ آج کوئی ایسی کمپنی قائم نہیں ہوئی جو ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل کے کسی ایک مقام سے [illegible] کے مقابل سے سیدھی خلیج فارس تک ریل جاری کرنے کے لئے آمادہ ہوئی ہو۔ ایک شخص [illegible] ہوتا ہے - اس قسم کی لائن سے انگلینڈ کو بحیثیت ملکی بہت بڑے پولیٹیکل فائدے حاصل ہوسکتے ہیں۔ اور [illegible] مالی منافع۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سلطان المعظم چند پولیٹیکل عاشقوں [illegible] قسم کے کام کو رائج کرنے میں ان کی بیجا خواہش مندی کے باعث [illegible] کی جاتی ہے چند مناسب قابیلوں کے [illegible] ہو جانے میں کسی طرح کا شک نہیں ہوسکتا اگر ہماری گورنمنٹ ایسی ہوتی جس کی آنکھیں ٹریفالگر سے پرے تک دیکھ سکتی ہوتیں یا فریق مخالف یعنی لبرل [illegible] ہی ایسا ہوتا جو آئرلینڈ کے سوا کسی اور چیز کو بھی مدنظر رکھتا یعنی انگلستان کے دونو [illegible] ہو چکے [illegible] مگر ان [illegible] اگر خود غرضی سے خالی اور وسیع الخیال ہوتے تو نہ ہی روم کو اور نہ ہی انگلینڈ کو ایک ایسی کمپنی [illegible] جو کم سے کم قابل امکان منافع کی قوی ضمانت پر کام شروع کردیتی۔ کچھ عرصہ ہوا [illegible] پامال [illegible] جو لنڈن میں [illegible] پرچے دیکھا کہ وہ سلطان کی سیاست پر مضحکہ اڑاتا ہے [illegible] ایک بڑے امریکن [illegible] کی درخواست کی جس کی کشتی قسطنطنیہ کی خلیج میں لنگر انداز ہوتی تھی۔ اگر یہ بات عام طور پر ظاہر نہ ہوتی کہ اس اخبار کے [illegible] زدہ [illegible] مستقل مزاج [illegible] کمزور دماغ ایک [illegible] سفیر [illegible] کی خوشامد اور دلآویزیوں سے بالکل چکر میں آیا ہوا ہے تو یہ مشکل سے قابل اعتبار معلوم ہوتا کہ اپنی رعایا کو فائدہ پہنچانے کیلئے کسی بادشاہ کی کوششوں کو [illegible] کا کوئی ایڈیٹر اسکے برخلاف تہمت لگانے میں استعمال کرتا خیر اگر عیسائی یا یہودی سرمایہ کبھی ایشیائے کوچک میں آیا ہی ہو تو موجودہ سانحوں سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ اعلیحضرت سلطان المعظم عبد الحمید کو [illegible] کا خیال [illegible] چاہئے کہ تمام فائدے اور محاصل حصہ داروں اور مجوزوں کے آہنی صندوقوں ہی میں نہ داخل ہو جائیں۔ سلطان نے تلخ تجربے سے معلوم کرلیا ہے کہ زردار شکاری لوگ انکے ملک کو ایک بڑا عمدہ شکار خیال کرتے ہیں۔ اور اسی لئے ان کی رعایا اطمینان رکھے کہ کبھی کوئی ایسی رعایتیں نہ عطا کی جائینگی تاوقتیکہ ان کے خاص خاص فوائد اور محاصل کا معتدبہ حصہ عثمانی سلطنت کو نہ ملجائے۔ وہ سوانح جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس ریلوے

سے متعلق ہیں جو مسٹر آئرلینگر آلٹ - اور سیفیلڈ صاحبان کی روپیہ دینے کو تھی بابان
ریلوے بنانے کی رعائتیں دینے کے عوض میں - ان سب سے اول [illegible] زور دیا تھا اور ٹھیکہ دار اسمد
اور انگورا سے ایک ہی وقت کام شروع کرکے لائن کو مقام آخر الذکر سے بغداد تک لیجانا تھا دوم گورنمنٹ
کا اختیار ہوگا کہ [illegible] ریلوے کی تاریخ سے تیس سال بعد اُس کو خرید لے -
سوم، یہ خرید [illegible] تاریخ خرید کے ماقبل پانچ سالوں کی کل آمدنی اوسط سے پچاس فیصدی کے برابر
رقم کی [illegible] ادا ہوگی +

یہ شرائط باوجود [illegible] نرم ہوچکیگی کہ شاید ہی کوئی امر سلطنت کی جانب سے عطا کرنے کے
عوض میں [illegible] امر معلوم ہوتا ہے
[illegible] شرط [illegible] ہوں [illegible] سلطان کے [illegible] کا پتہ لگتا ہے
[illegible] اگر [illegible] گورنمنٹ [illegible] ریلوے [illegible]
[illegible] کرنے سے
[illegible] گورنمنٹ [illegible] وقت [illegible] کے بعد [illegible]
ریلوے [illegible] آپ مالک [illegible] ایک بڑا ظلم ہے کہ
خاص خاص [illegible] آمد و رفت [illegible] اجاروں کے قابض ہوں [illegible] کا بڑے سے بڑا یہ
حق ہو کہ وہ اپنے [illegible] ایک مناسب فائدے کو ان خطروں اور جو کام کے عوض جو اُسے
پرداشت [illegible] واپس لینے کا دعویٰ کرے سلطان المعظم نے بیرونی قرض دہندوں کے فائدے کیلئے
اپنی رعایا کی کمائی اور محنت کو ہمیشہ کے لئے مکفول کردینے سے انکار کرنے سے ثابت کردیا ہے کہ وہ موجودہ
پٹل ازم و مساوات حقوق بنی انسان کے خیالات جو ون بن مدبروں کے افعال اور اقوام کی خواہش
میں شامل ہو رہی ہے پورا ماہر ہے مگر صرف ریلوے ہی آمد و رفت کے وہ ذریعے نہیں داگرچہ یہ سب ضروری
ہیں جنپر عثمانی گورنمنٹ نے توجہ کی ہو۔ بلکہ مصنفہ کو اچھی طرح یاد ہے کہ ایشیائے کوچک اور بعض جزیروں کی
عام سڑکیں سال کے خاص خاص موسموں پر بالکل ناقابل گذر رہتی تھیں اب وہ یورپ کی سڑکوں کی طرح
بہت عمدہ ہوگئی ہیں اور انسان و حیوان آسائش سے اُنپر سفر کرسکتے ہیں - ان میں سے اکثر سنگ مرمر
سے پاٹی گئی ہیں - اور سخت سے سخت برسانی موسم میں بھی بڑے آرام سے اُنپر سفر ہو سکتا ہے - خود

سلہ یہ شخص انگلستان میں کئی ریلوے لائینوں کا مالک ہے +

ہماری ہائی لینڈ کی شمالی شاہراہوں کے متعلق ایک پرانا بیت زبان زد عام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے
"اگر تم نے یہ سڑکیں بننے سے پہلے دیکھی ہوتیں تو تم اپنی ٹوپی اُتار دیتے اور جنرل ویڈ کا دلی
شکریہ ادا کرتے"

اگر یہ بیت ترکی میں ترجمہ ہو جائے اور متوفی جنرل کی بجائے موجودہ سلطان کا نام درج کیا جائے تو یہ
اُس ملک کے باشندوں اور سیاحوں کے خیالات کو جس جگہ کہ یہ نئی اور عمدہ سڑکیں تیار ہو گئی ہیں
بڑی عمدگی سے ظاہر کرے +

ملکی فوج: یہ ظاہر ہے کہ اس خرچ کی تخفیف بالکل ناممکن ہے سلطنت کا صیغہ جنگ ہے۔ ملک کی

۱۸۷۷ء۔ فوجی ملازمت ہر ایک مرد پر بجز چند مستثنیات مثلاً باشندگان قسطنطنیہ جو ۲۰ سال کی عمر کا ہو جاوے لازمی گردانی گئی ہے اس سے پہلے اختیاری تھی اور اشخاص متعینہ میں سے کوئی چاہے پچاس پونڈ عوضانہ ادا کر کے فوجی ملازمت میں داخل ہونے سے آزادی حاصل کر سکتا تھا لیکن ایسی شرط نہیں رکھی گئی جس سے سلطنت کی فوجی طاقت میں کمال قوت پیدا ہو گئی ہے پچھلی جنگ روم و روس کے وقت ترکی افواج کی تعداد کاغذوں میں ۷ لاکھ تھی۔ مگر میدان جنگ میں لڑائی کے آغاز کے وقت صرف ۴۲۳۰۰۰ فوج موجود تھی بدیں تفصیل بلقان کے شمال میں ۲۸۰۰۰۰ باین حساب بمقام ویدین ۵۵ ہزار۔ رسچک میں ۔۔ ہزار سلسٹریا میں ۱۵ ہزار ٹوبرو ڈشا میں ۷ ہزار شوملا میں ۸۰ ہزار۔ اور ورنا میں ۱۲ ہزار اور بلقان کے جنوب میں ۴۰ ہزار فوج تھی۔ جو صوفیا اور اُسکے گرد و نواح میں جمع تھی اور ایشیائی روم میں ۷۰ ہزار فوج باین حساب جو تھی۔ باطوم میں ۲۲ ہزار۔ قارص میں ۲۲ ہزار۔ وہاں میں ۱۲ ہزار اور ارض روم میں ۲۰ ہزار۔ علاوہ ازیں ۴۰ ہزار سرکیشین سوار اور بہت سی فوجیں ہرزیگووینا۔ البانیا اور قسطنطنیہ وغیرہ میں متعین تھیں۔ پس ترکی واقعہ یورپ میں کل تعداد فوج ۱۴۲ بٹالین فوج پیدل اور ۵۷ سکواڈرن فوج سوار اور ۴۰۵ توپیں تھیں یعنی ۲ لاکھ ۹۰ ہزار فوج پیدل ۱۲ ہزار فوج سواران ۴۴ ہزار سرکیشین اور ۱۲ ہزار البانیا والے تھے اور ایشیائی ترکی میں زیر کمان غازی احمد مختار پاشا ۴۰ بٹالین پیدل ۴۲ رسالے اور ۹۰ توپیں تھیں یعنی ۴۷ ہزار فوج پیدل ۳۹۰۰ فوج سواران تھی۔ باقی ایشیائی فوج روس کے علاوہ دیگر سرحدوں کے لئے ضروری تھی۔ مندرجہ بالا حساب سے معلوم ہو جائیگا کہ کل فوج جو ترکی میدان جنگ میں لا سکا ۳۶۲۰۰۰ فوج پیدل ۵۰۰۱ فوج اور ۲۲۰۰۰ ہزار فوج بےقاعدہ اور ۶۸۶ توپیں تھیں۔ اور اسی قلیل فوج سے اُس نے سرویا کو ۱۸۷۶ء میں دو بار مغلوب کیا مانٹی نگرو کو زیر کیا۔ بوسینیا۔ ہرزیگووینا اور بلگیریا کی بغاوتوں کو فرو کیا اور آخرکار روسیوں کے ساتھ جو میدان جنگ میں ۸ لاکھ فوج اور ایک لاکھ رومینیا کی کل ۹ لاکھ فوج لائے۔ آٹھ ماہ تک جنگ کا مقابلہ کیا۔ اگر جرمنی اس لڑائی کے وقت زار روس کو پولینڈ کی حفاظت کا ذمہ اُٹھانے سے مدد نہ کرتی تو عاقبت معلوم ہو جاتی۔ اور بعض ترکی جرنیلوں کی نمک حرامی بالائے طاق رہی۔ جو اگر نمک حرامی نہ کرتے تو ممکن نہ تھا کہ روس کسی طرح کامیاب ہو سکتا۔ تو اب یہ وقت (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ پر)

ایسی حالت میں جبکہ ایک سخت اور بیرحم اور موروثی دشمن ہر وقت سر پر موجود [illegible] آں کسی ایک مددگار کی اعانت کی امید نہ ہو تو جو بادشاہ [illegible] کو روکنے والی طاقت کو گھٹا [illegible] کا بہت ہی بڑا دشمن اور غدار ہوگا مگر یہاں بھی سلطان کا مصلحانہ [illegible] تدریج اسی طرح گھٹانے [illegible] طاقت [illegible] طلب ہوگا [illegible] ملکوں کی طرح جبراً فوجی خدمت کے [illegible] بڑا حصہ جو [illegible] فوجوں کو [illegible] تھا [illegible] فوجوں کی [illegible] میں [illegible] انتظام [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] گذشتہ [illegible] لاکھ [illegible] فوج [illegible] [illegible] کے [illegible] میں [illegible] [illegible] ہزار فوج پیدل اور ۵۰ ہزار فوج سوار [illegible] جمع [illegible] تمام یورپ میں [illegible] جاری ہوگیا [illegible] بالکل [illegible] اب بھی نہیں [illegible] ہوگیا [illegible] مقام [illegible] جاری [illegible] [illegible] یاد ہوگا کہ کل کتنی فوج جمع ہوئی [illegible] ہزار [illegible] [illegible] سلطان کی [illegible] کرلیتا [illegible] آرام [illegible] کو بھی نصیب نہیں [illegible] کی [illegible] تعلیم [illegible] چنانچہ [illegible] نوجوان [illegible] ہوگئے ہیں جو وہاں مختلف [illegible] [illegible] تعمیر کرائے گئے ہیں [illegible] [illegible] تعمیر کرائی گئی ہیں [illegible] چار سال [illegible] ایک [illegible] ترکی فوجوں [illegible] بھی [illegible] ہیں نقل و حرکت افواج میں سہولت پیدا کرنیکا [illegible] جاتی ہیں چنانچہ دولت عثمانیہ کا جدید قانون [illegible] حرکت افواج کی بنا پر ممالک محروسہ کے ہر شہر میں ایک [illegible] میں جاری ہونے والا تھا کہ جس کی ابتدا سب سے پہلے دمشق میں شہزادہ احمد پاشا کی سعادت سے ہوئی نئی مدارس حربیہ ہر ایک صوبہ کے صدر میں قائم کئے گئے ہیں بیکالڈی کے مدرسہ حربیہ سے ۱۸۹۱ء میں [illegible] طلبا نے امتحان پاس کیا جن میں سے چھ کو جنرل اسٹاف کے لئے مزید تعلیم حاصل کرنیکا حکم ہوا اچھا جاپانی سیکھنے کیلئے عبدالحلیم آفندی کے سپرد کئے گئے [illegible] کو فوج میں عہدے دئے گئے سلطان المعظم کی افواج قاہرہ ریٹنگ میگزین بندوقوں سے [illegible] مسلح کیگئی ہے کرپ کی توپیں توپخانوں میں داخل کیگئی ہیں چنانچہ اسی سال ۱۴۰ کرپ توپیں محکمہ حربی میں تیار ہوئی ہیں ۔

جہاں کہیں یہ نئی اصلاحیں مناسب معلوم ہوتی ہیں فوراً استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ موجودہ جنگ وجدل کی نہایت ضروری چیزوں میں سے ایک ریلوے بٹالین ہے یہ بھی اب قایم ہو رہی ہے۔ اور ٹرکی جنگی تیاری اب اس درجہ کی ہے کہ وہ شخص جو فنون جنگ سے پورے ماہر ہیں بتلاتے ہیں کہ اگر اب کوئی دوسری شمال کی روحانی متمدن سلطنت اپنے زمانہ کی خونریزی اور آتش افروزی کی کسی دوسری دینی مہم کے لئے چڑھائی کرے گی۔ تو اس کی آخری کیفیت موجودہ وضع سے بہت ہی مختلف ہوگی جو کہ اس کے پچھلے غاصبانہ صلیبی جہاد کے وقت کی گئی تھی ... بیڑہ جہازات ۱۳۱۳ھ ہر وقت سلطنت کا ایک مضبوط بازو رہا ہے اور یہ صرف موقع نہ ملنے

سنہ ۵۳ ... سلطان ... بحری میں ۱۵ بڑے اور ۲ چھوٹے آہنی جہاز اور ایک بیڑہ ... اور ... دوسرے جہاز اور ۴۰ تارپیڈو کی کشتیاں تھیں اور اب ہر وقت ... میں ترقی ہو رہی ہے جو کہ مطالعہ اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ بحری افسروں کے لئے جزیرہ ہلکی میں ایک خاص مدرسہ اور قسطنطنیہ ... میں تعلیم متعلقہ توپخانہ ... انگریزی طرز پر ایک تین ... کا جہاز مقرر کیا ہوا ہے ... مسٹر ... جو ... ریڈ صاحب ملکہ معظمہ کے محکمہ بحری کے سابق چیف کنسٹرکٹر کہتے ہیں کہ اگرچہ باب عالی نے اپنے آہنی جہازات کے بیڑہ کو بالکل منتقل طرز پر بنانے میں بڑی غلطی کی ہے مگر بھی جنگی کارروائیوں کے لئے یہ بڑی ہی زبردست اور پائدار طاقت ہے +

سنہ ۱۸۹۶ء میں سلطنت عثمانیہ کے بحری و تجارتی بیڑہ کی جو حالت تھی وہ بعد اس وقت کے بڑے بڑے آہنی جہازوں کی فہرست ذیل میں درج ہے اور چونکہ آہن پوش جہازات کے بیڑہ میں بہت رد و بدل ہو چکا ہے۔ چند پرانے آہن پوش فروخت کر دیئے گئے ہیں اور کئی جدید تیار کئے گئے ہیں اس لئے جدول ... تجارتی بیڑہ کی مجمل کیفیت جس میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے کتاب واقعات روم و کتاب ہذا کے ضمیمہ میں درج کر دی گئی ہے یہ پرانی جدول اس لئے رہنے دی گئی ہے کہ ناظرین کو نسبتی حالت معلوم ہو جائے اور ان آٹھ برسوں میں جو کچھ ترقی ہوئی ہے۔ اس کا بآسانی موازنہ کر سکیں

پندرہ بڑے آہنی جہازوں کے نام جو سنہ ۱۸۸۹ء میں عثمانیہ جنگی بیڑہ میں تھے

نمبر شمار	نام جہاز	سطح آب آہنی چادر کی موٹائی	اتواپ تعداد	اتواپ وزن	طاقت اسپی	وزن ٹن میں	درجہ
۱	مسعودیہ	۱۲۔ انچ	۱۲ ۹	۱۸۔ ٹن ۶½ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	اول
۲	نصرتیہ	۱۲۔ انچ	۱۲ ۹	۱۸۔ ٹن ۶½۔ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	"
۳	مندوزیہ	۱۲۔ انچ	۱۲ ۹	۱۸۔ ٹن ۶½ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	"
۴	عزیزیہ	۱۰۔ انچ	۱ ۱۵	۱۲۔ ٹن ۶½۔ ٹن	۴۸۰۰	۶۴۰۰	دوم
۵	اُرخانیہ	۱۰۔ انچ	۱ ۱۵	۱۲۔ ٹن ۶½ ٹن	۴۸۰۰	۶۴۰۰	"

(بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

کے باعث تھا کہ پچھلی لڑائی میں وہ قوم کی نمایاں خدمت نہ کر سکا مجھے معتبر ذریعوں سے خبر ملی ہے
بقیہ صفحہ گزشتہ

نمبر شمار	نام جہاز	سطح بہ آہنی جامی دبازت	توپ تعداد	توپ وزن	طاقت اسپی	وزن ٹن میں	درجہ
۶	محمودیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲- ٹن ۶½ ٹن	۴۸۰۰	۹۴۰۰	دوم
۷	عثمانیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲- ٹن ۶½ ٹن	۳۰۰۰	۶۴۰۰	"
۸	آثار توفیق	۹- انچ	۸	۱۲- ٹن	۳۰۰۰	۴۲۰۰	"
۹	فتح بلند	۹- انچ	۴	۱۲- ٹن	[illegible]	۳۷۹۰	سوم
۱۰	مقدمہ خیر	۹- انچ	۴	۱۲- ٹن	۱۸۰۰	۳۷۹۰	"
۱۱	اجلالیہ	۷- انچ	۴	۱۲- ٹن	۱۲۵۰	۲۴۰۰	"
۱۲	آثار شوکت	۷- انچ	۱ ۵	۱۲- ٹن ۶½- ٹن	۱۲۵۰	۲۴۰۰	"
۱۳	نجم شوکت	۵½- انچ	۱ ۵	۱۲- ٹن ۶½ ٹن	۱۵۰۰	۲۲۲۸	"
۱۴	عون اللہ	۵½- انچ	۴	۱۲- ٹن	۱۲۰۰	۱۴۰۰	"
۱۵	معین ظفر	۵½- انچ	۴	۱۲- ٹن	۱۲۰۰	۱۴۰۰	"

سنہ ۱۸۹۸ء میں جنگی بیڑہ جہازات میں ۴۶۴۲۰ ملاح اور ۹۰۰۰ بحری سپاہ تھی۔ ترکی تجارتی بیڑہ جہازات کا جون ۱۸۹۸ء میں کل وزن ۱۸۱۵۰۰ ٹن تھا جن میں دور دراز تک سفر کرنے والے ۲۰۲ بادبانی جہاز وزنی ۴۵۰۰۰ ٹن اور ۱۱ اسٹیمر وزنی ۳۳۵۰ ٹن تھے موجودہ بحری و تجارتی جہازات کی تعداد کے لئے دیکھو ضمیمہ ترکی کی موجودہ حالت ۔

یہاں ایک آرٹیکل ترکوں کی موجودہ حالت پر ایک اردو اخبار سے نقل کیا جاتا ہے جو اپنی حالت آپ ظاہر کر دیگا:-

"ترکوں نے اپنے تمام انتظاموں کے ساتھ اپنی فوجوں کو بہت ترقی دلا دی ہے۔ انگریزی اخبارات جو اکثر ہمیشہ اُنکی عیب جوئی میں رہا کرتے ہیں۔ اب وہ بھی اعتراف کرتے جاتے ہیں کہ ترکی فوجیں اب بہت قوی ہیں۔ پاؤنیر بحوالہ ڈیلی کرانیکل لکھتا ہے کہ "گو کیسا ہی خراب انتظام ترکی کا ہو مگر سلطان بہرکیف اپنی فوج کو آراستہ رکھتے ہیں تھوڑی ہی مدت کے بعد جلا کہ بریچ لوڈنگ رائفل بندوقیں فوج کے ہاتھ میں یا سنگین یا سلح خانے میں ہونگی۔ توپ خانے میں چند توپیں کرپ کارخانہ کی ایسی ہیں جن سے بہتر یورپ میں نہیں ہیں۔ انجانسٹل (۴۹) رسالے ایشیائی ترکی میں بھرتی ہو کر اب فوج میں شریک کئے گئے ہیں سلطان کے معاہدوں کا بھی حال میں عمدہ حال ہے یہ سب انتظام موجودہ سلطان المعظم کی بیدار مغزی و سرگرمی سے عمل میں آتے ہیں۔ ان سے پیشتر انتظام مملکت (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

کہ وہ ایسا کبھی مضبوط اور جنگ کے لئے ہر وقت تیار نہ تھا جیسا کہ اس وقت ہے۔ بائیس اول درجے کی تارپیڈو کشتیوں کی حال ہی کی ازادی سے اُس کے کمانڈر اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہر ایک بحری

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اصل خراب تھا۔ ترکی اخبارات اور وہاں کی خبروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ سلطان نے بہت اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ آپ کا علم رفتار اب کیا ہے۔ سابق میں ترکوں کے یورپ سے نکال دیئے جانے کی غرض سے بڑی نام [illegible] بڑی بڑی معرکہ آرائیاں ہو چکی ہیں بڑی بڑی اتفاق ہوئے۔ بڑی بڑی فصیلیں روانہ ہوئیں لیکن ترکی فوج نے ہمیشہ سارے یورپ کا منہ پھیر دیا۔ اور بہتی کوں کے مقابلے میں کسی کو کامیابی نہیں ہو سکی یورپ نے ان طلبہ کوششوں میں [illegible] زمانہ حال کی حکمت عملیوں کے متعلق ایک ایسا ارادہ شروع کیا جسکی بنا صرف باہمی تعلق اور ترکوں کی اندرونی حدود میں پھوٹ ڈالنے پر تھی۔ ترکوں میں جو ضعف بتایا جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے۔ اور ہم کو خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ روس وغیرہ کو اس قسم کی حکمت عملیوں میں ایک حد تک کامیابی ہوتی گئی [illegible] حالت دیکھنے والا مشکل سے سمجھتا ہے کہ ترکستان دونوں [illegible] یہ جو کہا جاتا ہے کہ ترکوں میں [illegible] پیدا ہوگی گو ہم اس کو مان لیں مگر اس حد تک ہرگز نہ پہنچے [illegible] ان کا تنزل انہیں باتوں [illegible]۔ یورپ جن دنوں ایک طرف مذہبی کروسیڈ کے نام سے مسلمانوں کا مقابلہ کر رہا تھا اسی وقت وہاں ایک دوسرا کروسیڈ بھی شروع ہو گیا تھا جس کی غرض خود دین عیسوی سے مقابلہ کرنا تھا۔ اس کروسیڈ [illegible] فلسفہ والوں [illegible] اور [illegible] مذہبی پیشواؤں کی قربانیاں [illegible] آخرکار کرسچینٹی کو شکست ملی۔ اگر مسلمانوں کے مقابلے والے کروسیڈ میں یورپ ناکام رہا لیکن اس دوسرے کروسیڈ میں اسے کامیابی ہوئی یہاں تک کہ صرف نام کے لئے رہ گیا۔ چرچ کی حکومت تباہ ہو گئی پوپ کی وقعت میں بٹہ لگ گیا۔ اور وہی لوگ جو اپنے آپکو دین عیسوی کا پابند بتلاتے ہیں خود ہی مذہب کا فیصلہ کرنے والے بن گئے۔ یورپ اسی بنا پر آج کسی مذہبی حکم کا پابند نہیں وہ اپنی ضرورت دنیاوی کیلئے ہر کام کو جائز کر لیتا ہے اور پوپ سے نقلی اصول کی پابندی کر سکتا ہے لیکن مسلمانوں نے وخدا نخواستہ کبھی ایسا جہاد نہیں کیا جسکے حملوں کا اثر خود اپنے دین پر پڑتا ہو۔ ترک کسی حال اور کسی طرح مذہبی احکام کی مخالفت نہیں کر سکتے اور یہی فرق ہے جو آج ترکوں کو بمقابلہ یورپ ضعیف ثابت کر رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فی الحال ترکوں نے بہت ترقی کی اور روز بروز ترقی کر رہے ہیں۔ اس بیان کی تائید میں ہم صرف ڈیلی ٹائمز کی شہادت کافی سمجھیں گے۔ بلکہ ایک اور یورپین کے خیالات کی طرف توجہ کرینگے جسکو دولت عثمانیہ کے حالات پر غور کرنے کا زیادہ موقعہ ملا ہے وہ پروفیسر ویمبری ہیں جنہوں نے اپنے گذشتہ لیکچروں کے علاوہ ایشیائی مذہب پر فی الحال ایک جدید لیکچر دیا ہے کہ اس لیکچر کو ٹائمز آف انڈیا نے شایع کیا ہے اور ہم اودھ اخبار سے نقل کرتے ہیں :-

"پروفیسر ویمبری نے دبار من سٹریٹ منچسٹر میں [illegible] کو انجمن [illegible] کے سامنے "مغربی تہذیب کا اثر مشرق میں" پر ایک لیکچر دیا۔ پروفیسر نے بیان کیا کہ ترک دیگر ایشیائی اقوام میں سے نہایت سربرآوردہ اور ترقی یافتہ ہیں۔ بظاہر وہ بالکل یورپین معلوم ہوتے ہیں اور عادات اور قواعد بھی یورپین کی سی ہیں۔ مگر افسوس (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ پر)

لڑائی میں بے خوف و خطر شریک ہو سکیں اور عثمانی بحری طاقت کے پرانے جلال و شوکت کو پھر تازہ کریں +

سر ہنری الیٹ سابق سفیر قسطنطنیہ نے بھی اپنے آرٹیکل میں جس کا پیشتر ذکر کیا ہے۔ اُن واقعات کو بیان کیا ہے جن کی نسبت میں نے لکھا ہے کہ وہ عبد الحمید کی تخت نشینی

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) یہ تبدیلی نوجوان کے گروہ [illegible] قدیم عادات و رسموں [illegible] میں جو سدھا رست چلی آتی ہیں۔ انکو یورپین قاعدوں اور رواجات کی نفرت نہیں ہے جب میں ترکی مکان میں آتا تھا تو مجھ حیرت ہوتی تھی کہ عورتوں [illegible] ہے لیکن اب سلطان کے ظل عاطفت میں [illegible] تہذیب [illegible] انکو [illegible] یورپین تہذیب کی ترقی [illegible] بہت کچھ تدبیر [illegible] ذاتی دوست جب [illegible] اور یورپین طریقہ پر [illegible] کامل واقف [illegible] سلطان [illegible] روشنی [illegible] زمانہ میں بہت کچھ [illegible] ترقی کر کے [illegible] آزادی [illegible] سکتا ہو [illegible] فارسی بلکہ [illegible] لکھ پڑھ سکتا ہو [illegible] زمانے کے علوم کو سب درجہ کے [illegible] بہت ترقی ہو گئی ہے [illegible] میں مغربی خیالات پیدا ہو گئے سب عمدگی پیدا ہوتی جاتی ہے [illegible] انگریزی [illegible] کا ترجمہ [illegible] بہت [illegible] انگریزی [illegible] کتابوں کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے سلطان جدید سکولوں کے [illegible] صرف [illegible] نوعمروں کو یورپ بھیجتے ہیں۔ الغرض [illegible] لوگوں میں روشنی پھیلانے [illegible] کوشش کرتے ہیں۔ [illegible] خوشی سے دیکھتا ہوں کہ [illegible] اپنی پیچ [illegible] نہایت [illegible] تعریف کی ہے [illegible] قابل [illegible] انتظام [illegible] محنت میں مصروف [illegible] علی الصباح بیدار ہو کے [illegible] معاملات سلطنت شروع کرتے [illegible] اور شراب نہیں پیتا اور واقعی اپنی طبیعت سے [illegible] یہ خیال کہ [illegible] کی ترقی کیوں نہیں ہوتی ہے [illegible] گذشتہ عمر قوموں میں یکایک ترقی نہیں کر سکتی ہیں جسطرح کوئی [illegible] ترقی نہیں کر سکتا اسی طرح تربیت یافتہ [illegible] نہیں کر سکتی ترک مثل اور ایشیائی اقوام کو آج [illegible] صدی میں تھی جسطرح ہم تیرہویں صدی سے [illegible] حال کی تہذیب میں آ سکتے تھے اسی طرح ترک بھی نہیں آ سکتے تہذیب مشرقی [illegible] زمانہ اور تحمل کا [illegible] اس [illegible] نہیں ہوتی ہمیشہ [illegible] ہیں کہ [illegible] کی انتظام [illegible] ملک [illegible] ہو رہا ہے صنعت اور حرفت اور علوم سے بے پروائی کی جاتی ہے مگر وہ یہ فراموش کرتے ہیں کہ ہمنے یہ باتیں بڑی محنت اور مشقت سے حاصل کی ہیں ہمنے بڑی مشکلات سے تعصبات اور مذہبی دیوانگی اور پولیٹکل ظلم کو موقوف کیا۔ اگر ترکوں کو وقت مناسب جس سے رفتہ رفتہ عمدگی کی ترقی ہو اس میں شک نہیں کہ سلطنت سنبھل جاوے گی اور بہت بڑے مشرقی مسئلے کی مشکل آسان ہو جاویگی +

کے باعث ہوئی مگر اس موقعے پر سر ہنری ایلیٹ کی تواریخی صداقت اور اُس کی پولٹیکل فراست چوک جاتی ہے اور اُنہوں نے اپنے مضمون میں جو باب ... حضرت مدحت پاشا کی تنزل اور اُس کی مجوزہ کانسٹی ٹیوشن کی ناکامیابی پر ... لکھا ہے ... ایہام نکالا ہے کہ اُسنے ... پرانی اور قدیمی پالیسی اختیار کر لی اور ... مدحت نے ... کہ اگر کانسٹی ٹیوشن کو کارروائی کرنے کی مہلت ملتی تو وہ عمل میں اصلاحوں کی ترقی بہت ... بہت ہی طمانیت دہ ہوتی +

میں مدحت پاشا کے تعریف کرنیوالوں کی نسبت ... الفاظ کہنا نہیں چاہتی - اول الذکر ایسا شک ایک ... اور آخر الذکر دیئے کانسٹی ٹیوشن ... تھی جیسی کہ ایک ... کانسٹی ٹیوشنیں ہوتی ہیں +

مدحت کی کانسٹی ٹیوشن کی بڑی بڑی تجویزیں جو کہ کانفرنس قسطنطنیہ کی ... مشتہر کی گئی ہیں ان میں سے تجویز ... ایک سینٹ (دیوان امرا) اور دوسرا چیمبر آف ڈپوٹیز (مجلس وکلا) سینٹ کے ممبروں کو حکومت کے بڑے بڑے عہدوں سے منتخب کئے جائینگے سلطان نامزد کریگا - چیمبر کے ممبر قرعہ اندازی سے منتخب کئے جائینگے - اور یہ دونوں کالج ... دوسری یورپین کانسٹی ٹیوشنوں کی طرح کرینگے ۔ اسلام سرکاری مذہب مقرر کیا گیا مگر دوسرے مذاہب کو بھی اپنے اپنے طریقہ عبادت کی عام اجازت دی گئی - آزادی مطابع اور آزادی تعلیم عطا کی گئی - ابتدائی تعلیم لازمی گردانی گئی - تمام اشخاص اختلاف مذہب کے لحاظ کے بغیر کل ملکی عہدوں کو حاصل کرنیکے مستحق گردانے گئے جائدادیں محفوظ کی گئیں خانگی مکانات بالکل مامون کئے گئے اور آخری قاعدہ یہ بنایا گیا کہ تمام ملکی عہدیدار بغیر کافی اور جائز وجوہات کے موقوف نہ ہوسکینگے +

تاریخ نے حصہ قدیمہ کے کانسٹی ٹیوشن بنانے والوں کی تجاویز کی ناقابلیت کو ثابت کر دیا ہے اور علم سوشل ازم نے ہمیں بتا دیا ہوا ہے کہ سلطنت ایک ایسی ترکیب ہے جو کہ دھیرے دھیرے ترقی بھی کرتی اور بنتی بھی ہے نہ کہ وہ ایک عمارت ہے کہ کسی معمار یا انجینئر کی مرضی یا لیاقت سے بنائی جا سکے یا تبدیل کی جا سکے - اسمیں کوئی شک نہیں کہ مدحت پاشا کی نیک نیت تجاویز کو کارروائی کرنیکی مہلت ملی لیکن اس کا بہت بڑا باعث سر ہنری ایلیٹ کی اپنی ہی کوتہ اندیشی ... علم سوشل ازم کی باتوں والیکو ساتھ ہی یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ اُس کی لازمی ناکامیابی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم پر جبراً داخل کی گئی تھی - پولیٹیکل ترقی کی اس سطح پر ابھی تک نہیں پہنچی تھی جس پر ہی صرف ہر ایک قسم کی کانسٹی ٹیوشنیں چل سکتی ہیں - ہمارے انگریز بھائی جن میں صدیوں سیلف گورنمنٹ جاری ہے جو اپنے بادشاہوں سے کئی دفعہ لڑائی کر چکے ہیں جو سرکاری عہدوں کو بری نظر سے دیکھتے رہے ہیں - اور جو مختلف مجالس - کونسلیں اور تمام ... قرعہ اندازیوں کے صندوق اور ناجائز عملوں کے انسداد کے ایکٹ اور کیا کیا کچھ نہیں رکھتے یہ

بہت جلد خیال کرتے ہیں کہ کانسٹی ٹیوشنل حکام نیں کو وہ تیغ بنا پر دی گئی نہیں [illegible] انہیں قایم نہیں ہونے دینگے اور وہ مرتو ہیں بیوقوف ہیں جو انکے تدبر کی درخواست [illegible] کا فرد ہی اور وہ آدمی جو سفید ٹوپی چونکر جو پتہ کا رسی ہی ہوا ہوتا ہو کیا بھول گیا [illegible] مقصد حاصل کرینگے [illegible] ہیں اور یہ کہ وہ [illegible] جو اپنے [illegible] اس [illegible] دوسری قوم [illegible] بالکل [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] اور بغداد میں [illegible] دیگا ۔

[illegible] جو ایک انگریز [illegible] بہت [illegible] کو بہت [illegible] وہ شخص جو [illegible] کی [illegible] بالکل [illegible] ایک [illegible] بالکل [illegible] بہت [illegible] انسانی [illegible] بالکل [illegible] بہت [illegible] کی نسبت بہت ہی زیادہ فوقیت رکھتی ہیں اسلئے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] معلوم کیا اور یورپ کی نیک نیتی دغنڑ اسے بہاتی ہوں [illegible] اپنی ہی ذات میں طرز حکومت کو محدود رکھا اور وہ [illegible] رعایا کے مذاق اور [illegible] کی بہتری [illegible] خداوند کریم نے انکو ذمہ وار بنایا ہے ۔

زمانہ گذشتہ کے ایک بڑے مشہور مشرقی مدبر حضرت سلیمان نے جسے عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ اس دنیا کی [illegible] [illegible] ہوا تھا یہ بیان کیا ہے کہ مشیروں کی کثرت میں ہمیشہ بہتری ہے ایسی بہتری اور اُسکے خوف ناک [illegible] نتیجے [illegible] سلطان عبد الحمید نے اپنی رعایا کو بچایا ہے اور میں بڑے اطمینان سے ہر ایک شخص کے پاس اپیل کرتی ہوں جو [illegible] اور جو انکے باشندوں کے خیالات اور خواہشوں کو جان سکتا ہے کہ وہ بتائیں کہ اگر روم کی قسمت ایک [illegible] پارلیمنٹ کے سپرد کیجاتی تو کیا اُنکے خیال میں یہ ممکن تھا کہ میں ان صاحبوں کی اتنی بڑی لمبی فہرست لکھ سکتی جو کہ ان فیاضی اور فایدہ رساں کاموں کی بہت بڑی تعداد کا ایک تھوڑا سا حصہ ہے جسکو سلطنت عثمانیہ کے موجودہ حکمران نے شروع کیا ہے اور جو یا تو مکمل ہو گئے ہیں یا قریب التکمیل ہیں ۔

میں اس سے انکار نہیں کرتی بلکہ سچے دل سے یقین رکھتی ہوں کہ وہ دن ضرور آئیگا جب روم دلیف

[illegible] کوہ سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانے اور دس احکام ربی کے حاصل کرنیکی طرف اشارہ ہے کہ اگر بزرگان آئینی حکومت پر ایسے فریفتہ ہیں کہ گویا انکے قیام کا بھی اسموقعہ پر خداوند کریم نے حکم دیدیا تھا ۔

گورننگ یعنی خود حکومت والی سلطنت ہوگی مگر بیرون مدحت پاشا کی تجاویز کی نقل سلطنت گورنمنٹ سے بہت سست بہت جلد آئینگے اور زیادہ پیچھے پڑ جاتا اور اُسی طریقے سے جو سلطان اور اُسکے وزرا نے اختیار کیا ہوا ہے وہ وقت جلد آ سکتا ہے امیر المومنین عبد الحمید کے چال چلن کی نسبت چشم دید دیکھنے والے نے اُس کی سلطنت کے پہلے ہی مہینے کی انجیر میں اسطرح پر لکھا ہے :-

ہر ایک اہم ملکی معاملے میں سلطان عبد الحمید کی ذاتی رائوں نے ایک بہت بڑا اور قطعی اقتدار حاصل کر لیا ہے جو مستقل روز بروز بڑھ رہا ہے۔ مگر یہ اُس کے متقدمین کے رعب سے بالکل ہی مختلف قسم کا ہے یہ طفلانہ یا متلون مزاجوں کی سی بدنظمی نہیں جو عارضی نیرنگوں یا خفیہ شورہ یا پوشیدہ دباؤ کا نتیجہ ہو بلکہ یہ مداخلت سلطان کی طرف سے تمام امور سلطنت پر ہر ایک قسم کی آگاہی و قدرت حاصل کرنے اور پھر اُس آگاہی کی بنیاد پر اپنی رائے قائم کرنے کی باقاعدہ کوشش کی ہے۔ وہ قدرت جو شروع شروع میں اُسکے دل میں اُن وزرا کے … پیدا ہو گئی تھی جو کہ قبل حکومت کے انہیں بہت ہی چالاک ہو گئے تھے … کی اقلیت ہونیکے بعد بالکل دور ہو گئی ہے اور وہ تعلقات بڑے کینے و نفرت … زمانہ … گئی ہیں عجیب ہی قسم کے ہیں صدیوں کے قواعد و آداب کے مطابق سلاطین باقی کل دنیا کی طرح اپنے وزیروں کے ساتھ بھی بہت کم ملا کرتے تھے مگر موجودہ سلطان نے اس تنہا رہنے کی بندشوں کو توڑ دیا ہے وہ اُن کو اپنے حضور میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے اور کونسل میں معاملات پر بحث کرتا ہے اُس نے حال ہی میں تجارت و حرفت کو ترقی دینے زراعتی مدارس کے کھولنے اور آزمائشی زراعتی فارم قائم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے (اُس کی یہ خواہش پوری ہو گئی ہے) اُس نے اپنی ذاتی خدمات کیلئے اُن افسروں کو منتخب کیا ہے جنہوں نے یورپین تعلیم پائی ہے اور جو نہ صرف ان زبانوں ہی کو بول سکتے ہیں بلکہ یورپ کے مہذب ملکوں کے بڑے بڑے ترقی خیالوں سے بھی واقف ہیں ۔

اگر سوائے مندرجہ بالا دلائل کے کسی اور ثبوت کی بھی ضرورت ہے کہ ایسے شخص کی براہ راست حکومت روم جیسی رعایا کے لئے منتخب مجلسوں کی حکومتوں کی نسبت بہت اچھی ہے تو مجھے یہ ثبوت بلگیریا کی حالت سے مل سکتا ہے جس برس سے عہدنامہ برلن کے مطابق وہ خود مختار ہوا ہے اُس سال سے لیکر آج تک بدقسمت صوبہ سازشوں اور بدامنی کا آتشکدہ بن رہا ہے ہر ایک سرکاری عہدہ خالی ہونے پر بھڑکانیوالے اجنبی ایجنٹوں کو سازش کرنیکا ایک نیا موقع دیتا ہے کہ اپنی سلطنت کی اغراض کا کوئی ہوا خواہ مقرر کرادیں اور وہ لوگ (یعنے ایجنٹ) ہر ایک منتخب* کنندہ سے رشوت دیکر اپنا مطلب نکال لینا ممکن سمجھتے ہیں پچھلی لڑائی میں روسی سپاہیوں میں یہ عام گفتگو ہوتی تھی کہ ان

* منتخب کنندہ یعنی وہ لوگ ہوتے ہیں جو پارلیمنٹ یا کسی اور ریپریزنٹیٹو جماعت کے ممبروں کے انتخاب میں رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہوں انکو ووٹر یا رائے دہندہ کہتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کو اکثر رشوتیں وغیرہ دلا کر اپنے حسب پسند ممبر کے انتخاب پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

دہقانوں کی حالت جبکہ ہم آزاد کرنیکیلئے آئے ہیں ہمارے باپوں اور بھائیوں کی حالت سے جبکہ ہم روسی سپاہی
پیچھے چھوڑ آئے ہیں بدرجہا اچھی ہے اگرچہ یہ خوشحالی بلگیریا کے کسانوں میں اب نہیں پائی جاتی۔ دو کل شہادتیں
ثابت کر رہی ہیں۔ کہ یہ روز بروز غائب ہو رہی ہے۔ تو اُن کو اپنے آزاد کنندوں اور خود اپنی مجلس ملکی
کا مستقبل کیلئے شکریہ ادا کرنا چاہئے ✦

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ تمام انگریزی اخباروں میں ایک فقرہ شائع ہوا تھا جس میں بادشاہ ٹرکی کی
ایک سرگزشت بیان کی گئی تھی۔ اسپر انگریزی جمہور نے خیالات والوالعزمی بادشاہ موصوف پر بڑی تحسین و آفرین کی۔ اسکا
یہ بیان تھا۔ کہ جب بادشاہ نے بعض چند باغوں کا معائنہ کرنے کو حکم دیا کہ اُس کی وفادار رعایا میں سے یہاں کوئی
بھی موجود نہیں ہے تو کیا معلوم ہو تا ہی کہ بہت سے لوگ اس جگہ کی خوبیوں اور آسائشوں کا بہت ہی کم حظ اٹھاتے ہیں
جب اُس سے یہ کہا گیا کہ اُنکو معائنہ کی دوران تک عام لوگ باغ سے نکل گئے ہیں تو اُسنے اُنکو فوراً داخل کئے جانے کا حکم
دیا اور طرفۃ العین میں باغ ایک شکر گذار اور وفادار انبوہ سے بھر گیا۔ مگر عبدالحمید کی زندگی کا ایک ہی واقعہ نے
کوئی ایسی مشکورانہ شہرت پائی۔ یلدز کوشک کے باغ میں جو کہ اُسکی پیاری جائے رہائش ہے ایکدن کھانا کھانے کے وقت
اُسنے دروازہ کے باہر ایک بڑا انبوہ کو مجتمع دیکھا جو کہ ان باغوں کو ایک نظر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُسنے فوراً
دروازے کھولے جانے کا اور ان تمام لوگوں کو جو اس جگہ اکٹھے ہو رہے تھے داخل کئے جانیکا حکم دیا اور اس وقت سے پبلک ان
باغوں میں جو اب تک بالکل ممنوع الاجازت تھے برابر داخل پاتی ہے۔ بعض خاص مغربی بادشاہ مثلاً شاہان روس یہ خیال
کرتے ہیں کہ پردہ پوشی پیغمبر کی وضع یعنی رعایا سے بالکل الگ رہنا اُنکے داب سلطنت کر شایاں ہے ایسا ہی
عمل کرتے ہیں لیکن یہ اولوالعزمی کو جو یوماً فیوماً کم ہو رہی ہے۔ شاید کسی قدر سنبھال سکیں یہ صفحہ اُن خانگی رازوں
کے بیان کرنیکے لئے نہیں ہیں جن کی حفاظت ایک شہنشاہ اور ایک بھنگی کو یکساں مدنظر ہوتی ہے مگر میں صرف
وہی ایک امر بیان کئے دیتی ہوں کہ جسکو قسطنطنیہ کا ہر ایک باشندہ جانتا ہے یعنی کہ سلطان کی پرائیویٹ زندگی بجائے
ایک مشرقی شہزادہ کی حالت کے عام مروجہ خیالوں کے مشابہ ہونیکے بالکل ایک انگریزی جنٹلمین سے ملتی جلتی ہے منجملہ اور
مالی اصلاحوں کے اُسنے حرم کی خرچ کو بہت ہی کم کر دیا ہے ✦

وہ نہایت ہی خطرناک ذمہ داری جو مطلق العنان بادشاہوں کی قسمت میں لکھی ہے۔ اُنکے اُن فیصلوں کے
قایم کرنے میں جنپر اُنکی بدقسمت خطاوار رعایا کی جانیں منحصر ہوتی ہیں۔ زندگی اور موت کے اختیارات کو استعمال
کرنے کو ہر ایک سے تقریباً ہمیشہ معاملہ رحم کو مدنظر رکھکر اُسنے سنگدل انصاف کے دعووں کے برخلاف فیصلہ کیا ہے اور اپنی
تخت نشینی کے وقت سے لیکر آجتک اُسنے ایک بھی حکم پر دستخط نہیں کیا ✦
سلطان کی پولیسی کو پورا کامیاب کرتے اور اُسکے ایام حکومت کو اُسکی وسیع سلطنت کی کروڑوں رعایا کیلئے

ایک خالص بابرکت زمانہ بنانے کیلئے اب صرف ایک ہی چیز کی بڑی ضرورت ہے یعنی یورپین دخل دہی اور شتی صماحت سازشوں سے ایک امن و امان کا زمانہ اگر انگلستان اور اُسکے مددگاروں نے اپنی رعایا کو بہت بڑے حصوں میں سے تباہی اور پریشانیوں کو خارج کر دیا ہے اور اپنے جیلخانے اور غریب خانوں کو خالی کر لیا ہے اپنے گرجوں اور کارخانوں کو نمازیوں اور مزدوروں سے پُر کر چکے ہیں اور اپنی انسانی ہمدردوں اور پولیٹیکل اور سوشل مصلحوں کی تمام طاقت کو کوئی نیا شغل دینا چاہتے ہیں تو انگریزی اور ہمدردی کی قسم ہے کہ وہ برائے خدا اپنی توجہ اس سلطنت روس کیطرف مبذول کریں جو ایک تہ سیاہ بادل کیطرح آرکٹیجل سے لیکر بحیرہ اسود تک پھیلی ہوئی ہے وہ اپنے مشنری یا دوسرے اپنے مناسب نصیحتیں اور ایسی دھمکیاں اُس بادشاہ کو دیں جس کی فاقہ کش اور ظلم رسیدہ کروڑوں رعایا کی زبانوں سے مصیبتوں اور تباہیوں کی بہت بڑی آہ و زاری کا سلسلہ ہر وقت ان خاموش آسمانوں پر چڑھ رہا ہے۔

سائبیریا کی کانوں میں انتظام ملک کے باعث جلاوطن شدہ اور ٹروبٹسکوئی کی تاریک زندانوں میں پولیٹیکل قیدی اس شمالی مقدس حورت کے پنجے سے اپنی رہائی کیلئے دن رات دعا مانگتے ہیں۔ خواہ وہ رہائی اسی شرط پر کیوں نہ ہو کہ ان کی تمام باقیماندہ عمر وحشی ترک کی مملکت میں صرف ہو لیکن اگر شاہان یورپ بے ایمانی اور بزدلی کے باعث ایک نہایت ہی ظالم نہایت ہی دغاباز اور نہایت ہی تاریک تنظیم کے معاملات میں جس سے بڑھکر آجتک دنیا کے تخت کوئی بلا پیدا نہیں ہوئی مداخلت کرنے سے ڈرتے ہیں تو وہ اتنا ہی کیا کریں کہ وہ اُس بادشاہ کو نہ ستائیں جو اپنی تمام رعایا کو اور ان تمام شخصوں کو جن کی چشم انصاف والی ہے وہ نظارہ دکھلا رہا ہے جس کی ہمارے بڑے نامور شاعر نے دلی آرزو کی تھی یعنے کہ وہ تنازعوں اور فسادوں کے ایک عالم آشوب طوفان میں ایک ایک منظر با قائم ہے۔"

باب چہارم

معاملات مصر

جہانتک سلطان روم کی فرمانرواییوں اور فرائض کو بیان کرنے میں اس طریقہ کو چلانا نہیں جس سے

مصر کو سنہ ۱۵۱۷ء میں سلطان سلیم اول نے مملوکوں سے فتح کرکے داخل ممالک محروسہ عثمانیہ کیا جو فتح سے بکر ۱۸۰۵ء تک براہ راست سلطان کے زیر حکومت رہا محمد علی پاشا سنہ ۱۸۰۵ء ان سلطان سلیم ثالث کے وقت گورنر مصر مقرر کیا گیا جس نے ۱۸۳۱ء میں باغی ہو کر مصر پر خود مختار حکومت قایم کی اور شام کو بھی فتح کر لیا اور قونیہ پر چڑھ کر سلطانی کو ہزیمت فاش دی آخر کار ۱۸۴۱ء میں سلطان عبدالمجید وقت انکی افواج کو مقام کر شکست کامل دی اور محمد علی پاشا نے اطاعت قبول کی۔ بذریعہ خط شریف مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء کی رو سے مصر کی گورنری محمد علی کے خاندان میں موروثی قایم کی گئی وراثت کا طریقہ خاندان عثمانیہ کیطرح مقرر کیا گیا یعنے سابقہ حکمران کی بعد خاندان کا سب سے بڑا تخت نشین ہو اور محمد علی اور اسکے وارث جانشینوں کو وائسرائے کا خطاب دیا گیا۔ مگر خطاب سلطان عبدالعزیز کی بابت فرمان شاہی مورخہ ۸ جون ۱۸۶۷ء کے وائسرائے خدیو مصر سے تبدیل کیا گیا بعد سن سالانہ شاہی کو سابق مصر کا خراج ۳۷۶۰۰۰ پونڈ سے ۷۵۰۰۰۰ پونڈ تک بڑھایا گیا جا کر طرز وراثت تخت مثلاً سلطنت کے بیٹے بیٹو کو منتقلی قایم کی گئی اور خاندان عثمانیہ کا طریقہ منسوخ کیا گیا اور سب سے اخیری فرمان مورخہ ۸ جون ۱۸۷۳ء کی رو سے سلطان نے اسمٰعیل کو ممالک غیر سے عہدنامہ کرنے اور اپنی علیحدہ افواج قایم رکھنے کے اختیارات بخشدیے۔ اسمائے خدیوان مصر حسب ذیل ہیں

ایام حکومت	وفات	تولد	نام خدیو	ایام حکومت	وفات	تولد	نام خدیو
۱۸۶۳ ۱۸۷۹ء	۲ مارچ ۱۸۹۵ء قسطنطنیہ میں فوت ہوا	۱۸۳۰ء	اسمٰعیل	۱۸۰۵ء تا ۱۸۴۸ء	۱۸۴۹ء	۱۷۶۹ء	محمد علی بانی خاندان
۸ اگست ۱۸۷۹ء تا ۷ جنوری ۱۸۹۲ء	۷ جنوری ۱۸۹۲ء	۱۹ نومبر ۱۸۵۲ء	توفیق پاشا	جون تا نومبر ۱۸۴۸ء	۱۸۴۸ء	۱۷۸۹ء	ابراہیم پاشا ابن محمد علی
۷ جنوری ۱۸۹۲ء	زندہ	۱۴ جولائی ۱۸۷۴ء	عباس ثانی	۱۸۴۸ء–۱۸۵۴ء	۱۸۵۴ء	۱۸۱۳ء	عباس اول نواسہ محمد علی
..	..	..	..	۱۸۵۴–۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۲۲ء	سعید بن محمد علی

نوجوان خدیو عباس اپنے والد توفیق کی بعد تعلیم چھوڑ کر تخت پر بیٹھ گیا اسکا ایک چھوٹا بھائی محمد علی بھی اسکے ہمراہ یورپ میں تعلیم پا رہا

زاد اور ۱۲ اپریل خلو قاہرہ کی مسجد اسمٰعیلیہ میں دفن ہوئے ۔ فروری ۱۸۹۵ء کو انکو ایک مرض کی شکایت ہوئی۔ تھوڑے عرصہ بعد خدیو مصر اس شادی کی ۔۔۔ ایک لڑکی پیدا ہوئی

اس عہدہ کے موجودہ قابض نے انہیں بنا لیا ہے میں نے اس طرح لکھا ہے کہ وہ ذمہ داریاں کو صرف دونوں نامی

(گذشتہ صفحہ کے دوست آگئے) خدیو کی اپنی تنخواہ سالانہ لاکھ پونڈ اور اُسکے دادا اسمعیل معزول کی ۵۰ ہزار پونڈ اور اُسکے خاندان کے دیگر کل لوگوں کو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے ۱۸۹۶ء میں کل آمدنی ۱۱۲۲۲۶۵ پونڈ اور خرچ ۱۰۲۲۹۱۶ پونڈ تھا یعنی ۶۵۰۰۰ پونڈ کی خاص بچت رہی۔ اب تقریباً اسیقدر آمدنی اور خرچ ہے کل بیرونی قرضہ جسکی ضمانتیں مختلف ذمہ داریوں پر ہیں ۹۵۰۳۰۹۰ پونڈ ہے اور جسکی حسب تفصیل ذیل ہیں پونڈ ہیں جو سیم کی جگہ مختلف طرف سے ہزار رکھی تھی اور اب رجمنٹیں پیدل کی ہیں ہر ایک رجمنٹ تین پلٹن کی ہے اور رہ پلٹنیں الفل کی اور ۳۴۴ توپیں ہیں۔ جملہ ۱۸۸۴ء کی فوج میں مصری محکمہ بحریہ میں ۶ کا دو ۳ بڑی بڑی کشتیاں جنگی جن میں سے ایک ۲۴ ہزار ٹن کی اور ۲ ایسی طاقت والی ہیں اور ۲ گن بوٹ ہیں جن کا وزن مجموعی ۶۴۴۶ ٹن ہے سلطنت مصر کا رقبہ آبادی بعد الحاق سوڈان ۱۵۵۴۲۹ مربع میل فتح کر لی گئی ۱۸۸۴ء میں مطلقاً آزاد ہو گئی ۴۰۰۲۲۳۰ مربع میل اور آبادی ۶۹۵۲۰۰۰ ہے۔ خاص ممالک مصر کی آبادی بدین تفصیل ہے:۔

ملک مصر	مرد	عورت	میزان
جنوبی مصر البحر	۱۳۸۵۲۸۵	۱۴۳۸۷۰۰	۲۸۲۳۹۹۵
درمیانی مصر الوسطے	۳۲۳۶۲۲	۳۳۰۴۴۷	۲۵۳۱۱۹
شمالی مصر القاعد	۷۳۸۵۳۹	۷۳۰۶۰۰	۱۴۶۱۵۹۸
اسنا	۲۷۸۷۱۱	۲۹۰۴۰۴	۵۶۹۱۱۵
میزان کل	۲۶۲۵۲۳۰	۲۴۹۲۳۹۸	۵۱۲۱۶۸۲۷

نوبیا وارفور وغیرہ ممالک کا رقبہ جو ۱۸۲۰ء میں اسمعیل کے وقت مفتوح ہوئے اور ۱۸۸۴ء میں مطلقاً آزاد ہو گئے ۳۱۱۲۰۰ مربع میل اور آبادی ۳۴۲۳۳۴۴۲۱۱ ہے۔

مصر خاص کے تین حصے ہیں۔ مصر البحر۔ مصر الوسطے۔ اور مصر القاعد۔ ان میں دیہاتی آبادی ۱۲۸۰۵۱۲ ۴۹۴ اور شہری ۵۶۹۱۱۵ اس میں دو بڑے شہر ہیں قاہرہ جسکی آبادی ۳۷۴۸۰۰ اور اسکندریہ کی ۲۳۱۲۰۵ ہے ۱۸۸۷ء کی مردم شماری میں مصر خاص ۹۰۸۸۶ اجنبی محسوب ہوئے بدین تفصیل:۔ یونانی ۳۴۰۰۰۔ فرانسیسی ۱۵۰۰۰۔ اطالیہ والے ۱۳۹۰۶۔ آسٹرین ۳۰۶۲۰۔ انگریز ۲۰۰۰۔ جرمن ۱۱۰۰ اور دیگر ممالک غیر کے ۹۱۳۹۔

یکم جنوری ۱۸۸۴ء کو ۹۳۲۴ میل ریلوے جاری اور ۴۹۵ میل زیر تعمیر تھی بجز ریلوے کے سوا ایک پانچ میل کی لائن کی کہ ۱۸۸۴ء میں تار برقی ۲۲۰۳۵ میل تھی جس کی تاروں کی لمبائی ۳۱۴۲۰ میل ہے اسکندریہ سے قاہرہ تک ۲۵۵ میل انگریزی تار بھی تھی۔ باقی سرکاری ہیں ۱۸۸۹ء میں ۲۱۰ ڈاکخانے تھے جنہوں نے ۱۵۲۰۷۵ اندرونی خطوط ۱۲۹۹۰۰ بیرونی خطوط وغیرہ اور ۲۰۳۰۰ اندرونی اخبارات اور ۵۷۳۰۰ بیرونی اخبارات تقسیم کئے یہ پرانی اعداد تقابلہ موازنہ کو لئے رہنی دیے گئے ہیں مصر کی موجودہ حالت مناسب تفصیل کی

برعظموں تک محیط ہو رہی ہیں اور اگرچہ یہ امر مغربی ڈپلومیسی و ممالک مغربی کی حکمت عملی کی خواہش کے عین مطابق ہے کہ وہ سلطان کی حکومت کے پیچیدہ فرائض اور سویز سے پرے تک پھیلی ہوئی ہونے سے انکار کردیں لیکن اگر ہم عثمانی حکومت واقع افریقہ کے پچھلے دس سال کی تاریخ نہ چھوڑ دوں تو سلطان عبد الحمید کی مشکلات اور کارناموں کا بالکل نامکمل نقشہ تحریر کر سکا ہونگا۔ سلطان کا کام بہت ہی ہلکا ہو جاتا اگر مصر کی حالت سلطنت کی یورپی اور ایشیائی صوبوں کی حالت سے بہت کچھ متضاد ہوتی۔ مگر جیسی ابتری وہاں پھیلی ہوئی تھی ویسی ہی اس جگہ بھی تھی بلکہ ان باعثوں سے یکساں نتیجے پیدا ہونے ہیں۔ مرکز کی بدانتظامی اور صوبجات عیسائیوں کی غفلت شعاری اور مسلسل بیرونی سازشوں سے دریائے نیل پر بھی وہی پولیٹیکل و تمدنی خرابیاں عائد ہوگئی تھیں جن کا امیر المومنین عبد الحمید کو باسفورس پر اور ہزارات پر سامنا کرنا پڑتا تھا۔

والیٔ مصر اسماعیل کی بدانتظامی و فضول خرچی کی مشہور تصویریں اور یہودی ساہوکاروں کی معمولی … شرح سود پر قرض دینے کی عنایت کی تھی سلطان کی تخت نشینی کے وقت مصر کی مالی مشکلات انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ فوج بقایا تنخواہ نہ ملنے سے تنگ آ چکی تھی اور کمبخت دہقان ان ٹیکسوں کے بوجھ کے نیچے پس رہے تھے جن کی آمدنی یورپ کے عیش پسند متلاشیانِ روزگار کی پاکٹ بھر رہی تھی۔ اور پیرس کے مجرا کرنے والوں کے جسم آراستہ ہو رہے تھے مگر جوں ہی سلطان کے دار الخلافہ سے مرض الموت (یعنی روس کا قبضہ) دفع ہوا۔ اس کو جنوب کی طرف نظر کرنے کا موقع ملا اور امیر المومنین عبد الحمید فوراً بڑی مستعدی سے اس کے انتظام کی جانب مشغول ہو گئے۔ انکو زیادہ دیر تک غور کرنے یا کوئی بہت بڑی تحقیقات کرنے کی تکلیف اٹھانے کے بغیر ہی معلوم ہو گیا کہ تخت مصر پر اسماعیل پاشا کا رہنا زیبا اور موزون نہیں ہے یہ جگہ اس کے شایان حال نہیں۔

مطلق العنان حکومت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑی سے بڑی سلطنت کو وہ صرف قلم کی ایک جنبش سے بالکل عام درجہ کا آدمی بنا دیتی ہے اور اسکو اس پارٹی کی تائید جسکا وہ معزول شدہ ممبر ہو جھگڑے اور بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رہتی پس اسی وجہ سے ۸ اگست ۱۸۷۹ء کی ایک خوشنما صبح کو خدیو اسمٰعیل کو معلوم ہوا کہ وہ اچانک فراعنہ کے تخت سے اتار دیا گیا ہے اور ایک بالکل عام درجہ کی حیثیت سے اسکا بیٹا توفیق اس کا جانشین ہو گیا ہے لیکن کیا تغیر مصری دہقانوں کے حق میں بہتری کا تغیر ہوا؟ مابعد کے واقعات کی روشنی سے اس سوال پر بڑی متانت سے اور مدلل طور پر بحث ہو سکتی ہے۔

کارلائل کے اصول کو اگر مدنظر رکھا جاوے تو بیشک بیٹے کی نسبت باپ زیادہ تر لائق اور مناسب تھا کیونکہ اسمٰعیل کی خواہ کتنی خطائیں ہوں۔ وہ ایک مستقل اور مضبوط آدمی تھا۔ اور توفیق خواہ کتنی خوبیوں والا ہو مگر ایک کمزور اور نامستقل مزاج ہے۔ مجھے یہ … یقین ہے کہ جو بوجھ رعایا پر معزول والیٔ مصر کی بیجا شدائد اور اپنے ذاتی مفاد کی خودغرضانہ کوششوں سے پڑتا تھا۔ وہ اس بوجھ اور تظلم سے جو توفیق کی کمزور اور سست پالیسی سے پڑ رہا ہے۔ بدرجہا ہلکا تھا اگر اعلیٰحضرت عبد الحمید کو اپنے باجگزار صوبے کے حکمران مقرر کرنے میں پوری آزادی ہوتی تو اس میں کوئی شک نہیں

گروہ افریقہ میں منتظم اور حاکم کا ایسا انتخاب کرتے جو ویسا ہی کامیابی بخش ہوتا ہے کہ انکے انتخاب بارہ تقرری گورنرل یورپ و ایشیا میں ہوتے ہیں مگر مصری خدیویت موروثی ہے اور گو بادشاہ ایک واحد شخص کو معزول کر سکتا ہے مگر خاندان کو کسطرح نہیں ہٹا سکتا پس بدینوجہ سلطان اس سے زیادہ نہ کر سکتے تھے کہ توفیق کی رفتار کی قسمت میں خواہ وہ کیسا ہی تھا رہا دست بقسم نہ تھا وہ بجز خود چلے چند سال پیشتر نہر سویز کی اجرا سے سوا اُن سلطنتوں نے جنکے جہاز اس میں سے گزرتے تھے مصر میں پیز زمین یا دفعی حقوق قایم کئے تھے اور چونکہ جملہ جہازوں کے زیادہ انگریزی جہازوں کی تعداد تھی اسلئے لازمی طور پر اس ملک کو اس نہر کے مشوروں میں زیادہ رسوخ اور وقعت حاصل ہو گئی تھی لیکن ساتھ ہی چونکہ یہ نہر انہیں کی ہمت و ارادہ سے بنایا ہوا تھی اور نیز ہمارے نازک خیال ہمسایوں کو ابھی تک پولٹن کی پوری خواہش کچھ ہی ہوا دی تھی اسلئے انگریزی گورنمنٹ نے فرانس سے ملکر با جازت سلطان مصر پر دو عملی نگرانی قایم کر لی۔ پس سلطان سے دونو سلطنتوں کے وکلا کو تجربہ کار تدنیں کے مشورہ دہی کا استحقاق حاصل ہو گیا اور سلسلۂ اعمال پر نگرانی کرنیکی منتقضہ کوشش کرنیکا حق ملگیا +

۱۸۷۹ء مصر میں ۱۸۷۹ء سے لیکر ۱۸۸۲ء تک فرانس اور انگریزی گورنمنٹ کی زیر نگرانی کل امور طے ہوتے رہے دونوں سلطنتوں کی طرف سے ایک ایک کنٹرولر جنرل مقرر کیا گیا اور انکو بر اندازہ اختیار دیئے گئے جیسا خدیو کو فرمان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء کمن رجہ ذیل دفعات سے معلوم ہوتا ہے +

۱- کنٹرولر جنرلوں کو سلطنت کے ہر ایک صیغے اور نیز صیغہ قرضہ قومی میں تحقیقات کرنیکا اختیار رہے اور دیگر کل عہدیداران ملکی کو لازمی ہے کہ کنٹرولر جنرلوں یا انکے ایجنٹوں کو کل دستاویزات جو مطلوب ہوں دیا کریں و نیز صیغہ مال کو ضروری ہے کہ اُن کو تخمینہ مداخل و مخارج کا نقشہ ماہواری اور دیگر تمام صیغوں کے وزرا اور ویسے ہی نقشے ماہواری روانہ کیا کریں +

۲- کنٹرولر جنرلوں کو انکی صرف اپنی ہی گورنمنٹ علیحدہ کر سکتی ہیں +

۳- فرانسیسی اور انگریزی گورنمنٹوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابھی کنٹرولر جنرلوں کو عملی اختیارات نہ عطا کئے جائیں۔ اسلئے وہ ابھی صرف تفتیش اور نگرانی و اہتمام ہی کا کام کیا کرینگے +

۴- کنٹرولر جنرل بحیثیت وزرا شمار ہونگے اور مجلس وزرا کی ہر انعقاد میں مدد لینگے اور ... ہر ... سمجھا جائیگا ... رائے دینے کے مستحق ہونگے

۵- جب مناسب ہو کنٹرولر جنرل قرضہ قومی کو کمشنروں سے ملکر مناسب تجاویز عمل میں لا دینگے +

۶- وہ جب کبھی مناسب سمجھیں مگر سال میں ایکدفعہ ضرور کنٹرولر ایک ایک رپورٹ تحریر کرکے خدیو اور انکے وزرا کو دیا کرینگے +

۷- کنٹرولر جنرلوں کا اختیار ہے کہ اُن عہدیداروں کو موقوف کردیں جنکی حد آمدنی ... نہیں تا ہم ... وہ بجٹ تیار کیا کرینگے اور مل تنخواہ اور آمدنیوں کا ماہوار نقشہ اُن کو دیا جایا کریگا +

عرابی پاشا کی بغاوت کے زمانے سے انگریزوں نے حفاظت مصر کے وعدے سے مصر میں بہت فوج مقیم کر دی تھی جو ... باقی نوٹ صفحہ آئندہ

قاعدہ قدرت کے مطابق یہ متفقہ صلاح و مشورہ اس صوبہ اور متحدہ گورنمنٹ کے حق میں جس کا استحکام و استقلال ترقی اقوام کے انتظام پر کامیابی حاصل ہونے کے لئے نہایت ضروری تھا ہولناک پڑی کہ اس نئی ترقی انتظام کو ایک سال بھی نگذرنے پایا تھا کہ رعایا کو مصیبت جس کو اکثر ہماری ترقی یافتہ اقوام نظر انداز کر دیتی ہیں معلوم ہو گئی کہ اس تغیر طریق حکومت سے بھی وہ ویسی ہی بھوکی و ننگی رہتی ہے جیسے کہ اسمٰعیل پاشا کی یکہ و تنہا حکومت میں بلکہ اب کہ گروہ حکومت کا اور بھی زیادہ مصائب عاید ہونے کا اندیشہ ہے انہوں نے اصلاح اور حفاظت جان و مال کے لئے پہ در پہ فریادیں کرنی شروع کر دیں اور جیسے کہ ہر ملکی شور و شرشوں میں کوئی شخص سرگروہ بن جاتا ہے مصر میں یہ شخص اس کام کے لئے منتخب کیا گیا خدیو کے سامنے اس کل رعایا کی متفقہ درخواست کو پیش کرے۔ عرابی پاشا فوج کا ایک ثابت قدم کرنیل تھا وہ درخواست یہ تھی کہ یہ غیر ملکی وزارت علیحدہ کی جاوے منتخبہ قومی مجلس مقرر کی جاوے اور فوج کی طاقت ۰ ۱۸ ہزار آدمی تک بڑھائی جاوے ایک ایسے ادنیٰ عہدہ دار کی ناراستی میں ہو اس قسم کی درخواست پیش کرنا ہی جرم بغاوت میں داخل تھا جسکی قانونی سزا موت ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر اسمٰعیل عرابی پاشا کو فوراً پٹنا لنکالکر جہاں وہ کھڑا تھا گولی سے مار دیتے تو اس بغاوت کو شگوفے ہی میں بیخ و بن سے اکھیڑ دیتا۔ مگر توفیق ایک بزدل بادشاہ سے بنا ہوا تھا وہ قطعی جواب دینے سے جھجکا اور عرابی نے اس کا شکوہ کر کے اپنے آقا کو قسطنطنیہ میں اس امر کی خبر دی سلطان المعظم عبد الحمید نے اپنی طبعی مستعدی اور انصاف کی پولیسی پر عمل کیا۔

انہوں نے ایسی رعایا کے ساتھ جو باغی ہو گئی ہو مناسب نفرت اور درجہ تادیب کرنے کی صلاح دی یعنی کہ امن قائم کیا جاوے اور پھر انکی جائز شکایتوں کے بواعث کی تحقیق کر کے انکو دور کیا جاوے ساتھ ہی انہوں نے خدیو کو فوجی طاقت کی نمائش سے مدد دینے اور شاہی کمشنروں کو مصری رعایا کی شکایتوں کو تحقیق کر کے تفتیش کے نتیجے سے اطلاع دینے کو لئے بھیجنے کی آمادگی ظاہر کی +

ہر ایک شخص خیال کر سکتا ہے کہ یہ تجاویز ایسی معقول تھیں کہ انکو مناسب حال سمجھ کر فوراً دو عملی نگرانی کرنیوالی سلطنتوں کو انہیں منظور کر لینا چاہئے تھا سلطان المعظم کے شہنشاہ تھے اور اب بھی ہیں نہایت ہی ضروری مطالب و اغراض کے باعث انکو اپنی سلطنت کے دار الخلافہ میں ہر وقت موجود رہنا سخت لازمی ہے بذات خاص ان ضروری تحقیقاتوں

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) جس سے انگریزوں کا مصر پر بہت کچھ قابو اور اختیار ہو گیا ہے موجودہ خدیو عباس پاشا بلحاظ اسقدر انگریزی رسوخ سے خوش نہیں اور عام رعایا مصر کی بھی انگریزی قبضے سے ناراض ہے، اسپر انگریزوں نے اپنی فوج مصر پر اور بھی بڑھا دی ہے ٹرکی گورنمنٹ بظاہر خوش ہے مگر وہ بھی مصر کو خالی کرانا چاہتا ہے انگریز کہتے ہیں ہم مصر میں نظام عمدہ اصلاح اور بہبودی نافذ کرنے کی غرض سے بیٹھے ہیں مگر دراصل وہ نہر سویز کی وجہ سے مصر کو نہیں چھوڑ سکتے جو ہندوستان کا بہترین راستہ ہے غرضکہ مصر کا معاملہ تاریخ قبضہ کی کئی دفعہ چھیڑ چکا ہے اور اب پھر در پیش ہے اسکو متعلق چند مضمون کتاب کے آخیر پر اپنیاد کر دیئے گئے ہیں (مترجم)

کو ذکر سکنے کے باعث انہوں نے وہی کیا جو یورپ کا کوئی دوسرا بادشاہ کرتا یعنے اپنی جگہ معتبر سفیر روانہ کرنے کی تجویز کی مگر انگریزی گورنمنٹ نے اُس شعار آمیز بدگمانی کی از راہ سے جو مشرقی سلطنتوں کیساتھ اُسکے سفارتی تعلقات کو اکثر معرض خطر میں ڈال چکی ہے ان تجاویز پر اعتراض کیا اور ان کی تعمیل کی مخالفت کی اور بدھنی کو باعث کی اور زیادہ تحقیقات کی بغیر اُس وقت انگریزی سلطنت نے ایسی ایک نئی وزارت قایم کرنے کی اجازت دی جسکی ماتحت عربی پاشا صیغہ جنگ کا افسر سیکرٹری مقرر ہوا۔ یہ گورنمنٹ اُس پالیسی پر چلی جو انگلستان میں اکثر کام میں لائی جاتی ہے کہ ایک مستعد طرح لڑنے والے کو کوئی عہدہ دیکر اُس سے خلاصی کیا۔ سلطان کی تجویز درویش پاشا کی ایک معمولی سی مشن پر منحصر کر دی گئی جس سے کچھ نتیجہ پیدا ہوا تو فقط ہر ایک شخص کو خوش کرنے کی کمزور اور ناممکن کوشش کرتا رہا۔ وزارتیں اس تیزی اور آسانی سے بدلتی رہیں جیسے ایک انگریز مدبر اپنی رائے کو بدلتا رہتا ہو اور اس وقت سے آخر کار عربی وزیر صیغہ جنگ ہو گیا پس ملکی کاروبار جب ایکدفعہ درجہ تنزل پر پہنچ گئے تو وہ تباہی کے قعر تاریک میں بڑی عجلت سے گرنے شروع ہو گئے۔

۱۱ جون ۱۸۸۲ء کو اسکندریہ میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی جو سوائے دو عملی نگرانی کی نظام آرائی سلطنت میں فی الفور دور کر دی جاتی اور پھر کبھی سننے میں نہ آتی مگر وہ برابر بڑھتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ خدیو اور اُسکے وزرا کو اپنا مقام سکونت چھوڑنا پڑا اور وہ کل عربی کو جو صیغہ کا مالک چھوڑ کر بڑی کم ہمتی کیساتھ اپنے لیے محفوظ مقام کو چلدیے۔

اب انگریزی جنگی بیڑہ جہازات کی وہ عجیب گولہ باری واقع ہوئی جو بقول مسٹر گلیڈسٹون کہ "صرف ایک جنگی کاروائی تھی نہ کہ جنگ"۔ اُس بے جا اقتدار کا ثبوت جو مسٹر گلیڈسٹون نے اُس حادثہ پر جس کا ہر گروہ سے حاصل کیا ہوا ہے۔ شاید اس امر سے سمجھا جائیگا کہ اُس کی عزت ناموری اور رسوخ اتنی بڑی بھاری ناقابل عفو کرنے کے بعد بھی بچ رہی۔ تاہم برائیوں سے بھی کچھ کچھ فائدہ نکل آتا ہے اور اس مجنونانہ فعل سے اور کچھ نہیں تو یہی فائدہ ہو گیا کہ دو عملی نگرانی کا کمبخت انتظام تو اُس سے دفع ہو گیا۔

"فوجی عہدیداران مقیم اسکندریہ پر اس ناقابل تشریح اور بیجا کارروائی میں جو کہ ایک بے دفاع شہر پر گولہ باری کرنے پر ختم ہوئی شامل ہونے پر بڑا زور دیا گیا۔ ہمارے ساتھی نگرانی کنندوں نے شمولیت سے انکار کیا۔ فرانسیسی امیر البحر نے بندرگاہ سے اپنے بیڑے کو ہٹا لیا اور ایک انگریزی ایڈمیرل سیمور نے ہی تمام ناموری خطاب امیری اور اپنی دوامی پنشن حاصل کی دیں سب نا شائستہ ہونے کی ذرہ اعتبار تا ہر ایڈمیرل کو اُسکی خدمات کے عوض ایک اکٹھی رقم عطا کی گئی تھی جیکے سود تاہم اُسکے خاندان کو نسلاً بعد نسلاً انگلستان کی محنتی قومیں سالانہ خراج دیتی رہینگی۔ یہ امر دوامی پنشن سے کسقدر مختلف ہے مسٹر بریڈلا اپنے موکلوں کو بتا دیں"۔

یہ بڑا کام کیسے کیا گیا اور یہ نمایاں فتح کیسے حاصل ہوئی ہمیں اسجگہ انہیں دہرانا نہیں چاہتی یہ کل واقعہ ہم کی ایسے دلنشین ہے کہ سوائے ایک سرسری تذکرہ کے زیادہ تفصیل کا محتاج نہیں مگر ایک بدقسمت شخص کو اتفاقاً ہو دیگی

کیسے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ عربی پاشا پر وہ تمام منصفانہ شہادتوں کے مسٹر گلیڈسٹون کی بہادرانہ گولہ باری کے کی دنوں کے بعد بھی خدیو کا نمک حلال رہا۔ اور بالکل اُسکے احکام کے مطابق عمل کرتا رہا مگر اُسے اس کی نمک حلالی کا صلہ یہ ملا۔ اور توفیق نے فطرتی بات جو کمزور طبیعتوں کا خاصہ ہے سازشیوں اور خود غرض امن گیر ایلچیوں کے دھوکے میں آکر بجا آوری احکام میں اُس کی مستعدی کو الٹا سمجھ کر بہت سی بر طرفیوں کے اُسے باغی مشتہر کر دیا۔

ان واقعات کے سرسری بیان کے بعد جو جون ۱۸۸۲ء میں عثمانی سلطنت کے ایک شہر کے کسی قدر حقیقتہً اُس کی بڑی معاون سلطنت کی توپوں سے برباد ہونے کے بعد ختم ہوئے یہ بتانا بے محل ہوگا کہ اس تمام عرصے میں یہ بیان صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ سلطان عبد الحمید نے اول اول انگلستان سے سفارتی گفتگو میں بالکل صاف صاف اور آخر میں بالکل نفرت آمیز بے رخی کے طریقے سے برتاؤ کیا۔ پہلے اس امر میں اُس کی مخالفت کی گئی جو مصر والوں کے روکنے میں کامیابی کا موجب ہوتا اور بعد ازاں اُسے اس بدمستی کو فرو کرنے سے بالکل روک دیا گیا۔

اس بغاوت کے جواز پر جو عربی نے کی اور جس کا وہ بانی مبانی تھا اسے قائم کرنا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے بعض جنکا اصل انسے واقفیت ہونی چاہیے اعرابی کو باغی اور ایک خود غرض سپاہی ہونے کا الزام دیتے ہیں جس کی تغیر و اصلاح کی فریاد کو نہ سماعت ہونے پر ناراض اور مجوزہ بغاوت کی ناکامیابی سے غصہ در ہو کر خدیو کی فوجوں کو بگاڑ کر اُس کی حکومت کے برخلاف مسلح فوجی بغاوت کھڑی کر دی مگر باقی اشخاص جو نیز اول الذکر کی طرح معاملات سے خوب واقف ہیں اور بے لاگ شہادت دیتے ہیں انہیں بتلاتے ہیں کہ وہ بدقسمتی کو برخلاف سچی وفاداری کے جوش سے اعتراض کرنے کے باعث ناحق باغی گردانا گیا تھا اور وہ اپنے سپاہیوں کو صرف تنخواہ نہ ملنے کی تنگی سے بچانے کی کوشش میں ملک کے وسط میں لے گیا تھا مگر خواہ کچھ ہی ہو۔ اس سے واضح تر اور کوئی امر نہیں کہ سلطان عبد الحمید کو اور وہی صرف ایک ایسے آدمی تھے جو اُس فساد اور جھگڑے کو جو خدیو اور اُس کی رعایا کے مابین برپا ہوا بڑی عمدگی سے فیصلہ اور درست کر سکتے تھے اس امر پر کوئی قاطع فیصلہ کرنے کا ہرگز موقعہ نہ دیا گیا اور جب انگریزی فوجیں ایک دفعہ اسکندریہ میں داخل ہوگئیں تو اُنہوں نے بڑی دانائی سے انگلستان اور اُسکے سپاہیوں کو جو انگلستان کی حرص و طمع کی قربان گاہ پر شکار ہوئے خود ہی اُس دلدل میں سے نکلنے کی کام جس میں وہ بے سوچے سمجھے کود پڑے تھے چھوڑ دیا اور اسے مہذب یورپ کے فیصلے پر چھوڑا کہ وہ اُسکے اور اُنکے درمیان جنہوں نے اُسکے حقوق کو غصب کیا ہے راے قائم کریں۔ عربی کو باغی مشتہر کئے جانے پر مصر پر انگریزی فوجیں بر کمان لارڈ وانلی سلطان سے اجازت لینے کے بغیر حملہ آور ہوئیں۔ اُسنے ایسا ایک شخص پر جسے برابر کہا جاتا تھا کہ فن جنگ سے بالکل نابلد۔ بے علم اور ایک متلاشی روزگار ہے اور جسے جنگی تجربہ ذرا بھی حاصل نہیں فتح پانے کے باعث بہت افتخار اور تازہ شہرت حاصل کی۔ اور علاوہ ازیں ایک اچھا خاصا کچھ نقدی کی صورت میں بھی اُسے ملگیا۔ باغی فوج مغلوب کی گئی اسکا افسر گرفتار کیا گیا۔ جو

کورٹ مارشل سے تحقیقات ہونے چاہئے تھی بعد باغی کی طرح گولی سے مار دیئے جانے کی بجائے جیسا کہ اگر خدیو کا اشتہار شروع سے آخر تک جھوٹ نہیں تھا تو کرنا چاہئے تھا ایک نام نہاد سرسری تحقیقات کے بعد انگلستان کے ایک ایشیائی مقبوضہ میں جلا وطن کر دیا گیا[۴]۔

انگریزی گورنمنٹ نے اس جنگ نما (جو کہ انکے خیال میں جنگ نہ تھا) کارروائیوں میں شمولیت لینے کے انکار سے فائدہ اٹھانے سے جو چکی اور آئندہ کے لئے فرانس کے حق۔ اجازت سے اُسنے بالکل انکار کر دیا کیونکہ اُسنے انگلستان کو آگ میں سے خرما نکالنے کیوقت اکیلا چھوڑ دیا اور اسی لئے آئندہ کے لئے مصری معاملات میں دخل اندازی کا حق اُس سے بالکل زایل ہو گیا دوعملی ختم ہو گئی اور برٹش گورنمنٹ نے خدیو کی درخواست پر سلطان کو اطلاع کرنے کے بغیر ہی سر ای[۱] ہیرنگ لارڈ نارتھ بروک اور لارڈ ڈفرن اور کئی اور نامور اشخاص مصر کے مظلوم دہقانوں کی آسائش اور بہتری کے ذریعے سوچنے اور عمل میں لانے کے لئے روانہ کر دیئے ان وسایل میں سے بعض بڑے ہی عجیب اور حیرت افزا تھے سنہ ۱۸۸۳ کے شروع میں صوبے دار کونسلیں مقرر کی گئیں جن کا یہ کام تھا کہ اپنی اپنی حدود میں مقامی کاموں کے لئے ٹیکس لگائیں اور وصول کریں اور خالص مقامی ہو۔ پر مصری گورنمنٹ کو مشورہ دیں اور ایک لیجس لیٹو کونسل مقرر کی گئی جو سال میں چار دفعہ نشست کرے اور جس کا یہ کام ہو کہ اُن تمام عرائض پر جو خدیو کو پیش ہوں غور کر کے اپنی رائے تحریر کرے اور سالانہ بجٹ اور دوسرے بڑے بڑے امور اپنی رائے زرین سے خدیو کو مدد دیں۔

مگر یہ جلد ہی ظاہر ہو گیا کہ عربی کی شکست یا ان تدبروں کی پرداخت کوششیں انگلینڈ یا مصر کو مشکلات سے نجات نہیں دے سکیں اور کہ انگلستان کی فوجیں غیر معلوم وقت تک ہٹائی نہیں جا سکتیں اسکندریہ میں اس انگریزی کرتوت سے بدامنی کا جوش سلطان کی تمام مملکت واقع افریقہ میں اشد شدت سے پھیل گیا۔ جس سے مشرق میں اکثر خبریں مشتہر ہو جاتی ہیں۔ سوڈان کے وحشی عرب قبایل نے یہ معلوم کر کے کہ سلطان کی فوج نے ایک اجنبی کے لشکر سے زک اٹھائی ہے۔ قدرتی طور پر خیال کر کے کہ انکے آقا کی قوت تنزل پر ہے فاش بغاوت کر دی اور مصری سرحدی چھاؤنیوں کا محاصرہ کر لیا۔ اب انگلستان وہاں کی اصلی مقامی حکومت کو زائل کر دینے کے سبب اُن بدقسمت آدمیوں کی جانوں کا ذمہ دار ہو گیا جن کو یک لخت دشمن کی ایک بے شمار تعداد نے گھیر لیا۔ گو انگلستان کے ایک چھوٹے مگر شوری پولیٹیکل گروہ نے اس نمبے کو چھوڑ دینے اور محصور فوجوں کے متعلق "خونی اسفنج" کی پالیسی پر چلنے کی

۴ عربی پاشا بطور اسیر سلطانی کے سیلون میں نظر بند ہے۔

۱ یہ صاحب بصلہ خدمات جو مصر میں اُنسے ظہور میں آئیں اور آرہی ہیں طبقہ امرا میں داخل کر دیئے گئے ہیں اور اب لارڈ کرومر کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ انکے چند اوصاف ضمیمہ مصر کی موجودہ حالت میں بیان کئے گئے ہیں۔

خواہش ظاہر کی تاہم ایسی بے عزتی کا کام مسٹر گلیڈسٹون کے شایان نہ تھا جس میں کہ انگلستان کی پرانی نیکنامی اور حمیت کا کچھ تھوڑا حصہ باقی تھا۔ جنرل گارڈن پاشا خرطوم میں کمکی فوج کے پیشتر روانہ کیا گیا جو کہ چاروں طرف سے گھر کر بالکل تنہا رہ گئے تھے۔ پھر تھوڑے ہی زمانے کے بعد جنرل ہکس کے سپاہیوں کی بھی یہی گت بنی۔ اس کے بعد گارڈن کا صبر ٹوٹ گیا اور خرطوم پہنچنے کا سانحہ واقع ہوا۔ اس نامور بہادر کی زندگی کے آخری ایام کے واقعات لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسکا زمانہ ہر ایک انگریز نسل کے ہر فرد بشر کے دل پر نقش برنگ ہوگا۔ محاصرہ خرطوم اور اس بہادر محافظ کی موت کی کہانی تا قیامت اس ایک آدمی (گارڈن) کی شجاعت کا تاج اور ایک قوم (انگریزوں) کے ننگ و شرم کا سیاہ دھبہ رہے گی +

لارڈ سالسبری کو اقتدار حاصل ہونے پر ہمیں امید قوی ہے کہ اس کے پیش جانشین گلیڈسٹون کیساتھ بڑی سخت کینہ پن ایسے کی باعث وقوع میں آیا ہے اس سے ہی خواہاں کے دلوں میں امیدیں اچھے رنگ پر ہیں۔ کہ وہ تمام ابتری جو مالک مصر میں خرطوم کی فتح ہوجانے کے بعد بہت زیادہ پھیل گئی تھی اب ختم ہوجاویگی۔ دیگر معاملات کے متعلق مسٹر ڈرمنڈ ولف کو سلطان کی خدمت میں سفارت خاص پر جانا اسی مقصد کے راستے پر ایک قدم کا رکھنا شمار ہوا۔ اس کی ہدایات میں جو کہ شائع ہوا شائع ہوئی تھیں۔ اس امر کا صاف اشارہ پایا جاتا ہے کہ سابقہ گورنمنٹ کے سلطان کیساتھ اس عجیب و غریب بے ادبی کے برتاؤ کرنے اور اس کی حکومت کو نظر انداز کرنے کی معافی مانگی جاوے +

اس جگہ اس کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے:-

ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے۔ کہ وہ اس حیثیت کو جو اعلیحضرت سلطان روم کو بطور شہنشاہ مصر کے حاصل ہے۔ قانون اتحاد باہمی اور دیگر شرائط کے مطابق حاصل ہے پوری پوری طرح سے تسلیم کرے۔ وہ یہ خیال کرتی ہے کہ اگر وہ سلطان کے اقتدار کو بحیثیت خلیفہ ممالک متعلقہ مصر پر اس طرح تسلیم کرے تو ان کو اپنی سلطنت کے کثیر مسلمانوں پر حکومت کرنے میں بہت تقویت ملیگی اور ساتھ ہی وہ یہ بھی یقین رکھتی ہے کہ یہ اعلیحضرت سلطان ہی کے اختیار میں ہے۔ کہ اگر چاہیں تو اس ملک کے ان حصوں میں جو فی الحال فوجی بغاوتوں اور مفاسدوں کی تباہی میں پڑے ہوئے ہیں امن و امان قائم کردیں۔ سلطان کی اعانت سے علاوہ بہت بڑے حصے پر جنکا مذہب اسلام ہے نہایت بڑا اثر پڑیگا اور اس شک و بدگمانی کے برے آثار دور ہوجاوینگے جو کہ تمام لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں کہ ان کو غیر مذہب والی قوموں کے محکوم بنانے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ سلطان کے زیر سایہ ایسی اقوام موجود ہیں جن سے وہ ایسی سپاہی بھرتی کرسکتے ہیں جن کو مصر کے جنوبی ممالک کی آب و ہوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور اسی لئے وہ ان ممالک میں امن و امان قائم کرنے کے لئے اپنی کچھ ایسی سپاہ اور فوج

کو روانہ کر سکتے ہیں۔ جو وہاں کی مُضر آب و ہوا سے ایسی محفوظ رہ سکتی ہیں جیسے کہ خود باغی ہے"

ان الفاظ سے بخوبی واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ ان میں لارڈ سالسبری نے مسٹر گلیڈسٹون کو اس سے بھی زیادہ سخت ملامت کی جو اُنہوں نے ہوس آف لارڈز میں اُسے کی تھی۔ مصر پر سلطان کی بادشاہت۔ اُن کا مذہب اسلام کا خلیفہ ہونا اور بدینوجہ اُنکی وہ طاقت و اقتدار جو وہ شمالی مصر کے وحشی قبایل پر رکھتے ہیں اُن کی سپاہ کی بہادری اور شجاعت الغرض یہ تمام امور تسلیم کئے گئے۔ اور اسبات کے لئے بطور قاطع دلایل کے بڑے زور سے پیش کئے گئے۔ کہ اب مصر کا امن و امان انگریزی سپاہیوں پر زیادہ عرصہ کیلئے نہ چھوڑا جاوے۔ بلکہ اُسکے اصلی حقدار کو سپاہیوں کے سپرد کیا جاوے۔ طریقہ کارروائی جو نوٹ مراسلہ میں دکھلایا گیا لبرل گورنمنٹ کی کُل پالیسی کا عین اُلٹ تھا جسنے اسکندریہ کی ۱۸۸۲ء والے معاملہ میں چوک اور غلطی کھائی اور اُسکے مابعد کی کارروائیوں میں سلطان کے حقوق کو عمداً جان بُوجھ کر اور علانیہ نظر انداز کیا تھا۔

صیغہ خارجیہ میں لارڈ گرینول کی موجودگی کے آخری سال میں اس پالیسی کی اور بھی زور سے تعمیل کیگئی تھی فروری ۱۸۸۴ء میں ترکی سفیر متعینہ لنڈن نے لارڈ گرینول کو ایک مراسلہ دیا جس میں سلطان نے مصر کے شہنشاہ ہونیکی حیثیت میں صاف صاف لفظوں میں ظاہر کیا تھا کہ مصر میں امن و امان قایم کرنے کا صرف ہم ہی استحقاق رکھتے ہیں اور باضابطہ طور پر درخواست کی تھی کہ مصر سے انگریزی فوج کے واپس ہٹائے جانے کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے۔ تاکہ اُسکی جگہ خود ہماری افواج انگریزی فوج کی کُل ذمہ داریوں کو اُٹھالیویں۔ اس مراسلے کے بعد دو اور مراسلے ۱۰ مارچ و ۱۲ اپریل کو آئے۔ جن میں انگریزی گورنمنٹ پر سخت زور دیا گیا کہ باب عالی سے مصر کی آئندہ حکومت اور سلطانی افواج کے اُس کی آئندہ کے لئے محافظت کرنے کی امور پر فیصلہ کرے۔ ان تمام مراسلات کے جواب میں انگریزی صیغہ خارجیہ نے ایک عجیب سی مُدبرانہ خاموشی اختیار کی جس کی عجیب بے اندازہ بیوقوفی کو جنرل گارڈن نے جو اس معاملے کو ماتعلت کو لارڈ گرینول سے زیادہ اچھی طرح سمجھتا تھا ۱۸۸۴ء میں صاف جتلا دیا۔ اور اُسنے بغیر لحاظ کئے صاف کہدیا کہ صرف تین ہزار ترکی سپاہیوں میں اس کل معاملے کو بآسانی طے کر سکتا ہوں۔ یہ امر جتلانا کوئی ضروری نہیں کہ اس قدر ہلاں نشان آدمی کی وجہ سے انگریزی وزراء فرقہ لبرل نے موت کے لئے وقف کر دیا تھا، باقی دیگر تمام تجاویز کی طرح اُسکی یہ تجویز بھی مسٹر گلیڈسٹون کی عداوت نے بڑی حقارت کے ساتھ رد کر دی۔ گارڈن ہی گورنمنٹ انگریزی کا صرف ایک ملازم نہ تھا جسکی تجاویز پر ٹھٹھا کیا گیا ہو اور جسکی نصیحتیں نظر انداز کی گئی ہوں ۲۰ دسمبر ۱۸۸۴ء کو سر ایولن بیرنگ نے لارڈ گرینول کو مندرجہ ذیل تحریر روانہ کی:۔

"سوڈان میں انگریزی عملی مداخلت کے اخیر کار ختم ہونے میں بہت تھوڑا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس مداخلت سے بغیر مصر سے انگریزی فوج کی بالکل اُٹھا لینے کی پالیسی بہت مشکل تو نہیں بلکہ میرے خیال میں جہانتک کہ موجودہ قرائن

تعلقات بالکل منقطع ہو جاوینگے۔ اور اس میں بڑا خطرہ ہوگا کہ افغان کی مدد کے باعث یمن و بلاد عرب کے اس حصے کے بہت بڑے حصے پر مستقل دائمی [illegible] حکومت قائم کرنی پڑ جاویگی ۔ اس کے جواب میں لارڈ گرینول نے جواب دیا کہ گورنمنٹ اس امر سے بالکل غیر متفق ہے ۔

جون ۱۸۸۵ء میں سلطان کی طرف سے ایک [illegible] مراسلہ پیش ہوا جس میں [illegible] حالات و [illegible] تک پہنچ گئی۔ اس میں سلطان نے سلطنت کی موجودہ حالت پر سخت ناراضگی ظاہر کی اور اپنے اقتدار کو [illegible] کئے۔ اور اپنے ملک مصر میں خود اپنی فوج روانہ کرنے کے ذریعے سے امن وامان قائم رکھنے کی خواہش پہلے سے بہت زیادہ زور دیا۔ اسی مراسلے کا جواب [illegible] سر [illegible] ڈرمنڈ ولف کے مشن کو [illegible] ہدایات دیکر ماہ اگست آئندہ میں روانہ کیا ۔

سلطان کے ساتھ پہلی ملاقات میں مسٹر خاص [illegible] نے کہا کہ اس کے مشن کا [illegible] مصر کے نظام حکومت کو پھر دوبارہ درست کیا جاوے۔ اور ساتھ ہی سلطان کے حقوق کو پوری طرح تسلیم کیا جاوے۔ اس [illegible] کا پہلا نتیجہ مصر میں دونوں سلطنتوں کی طرف سے کمشنروں کو روانہ کرنے کے لئے عہدنامہ [illegible] اکتوبر ۱۸۸۵ء کو مکمل ہوا تھا جن کا یہ کام ہو کہ معاملات کی موجودہ حالت کو بغور تحقیق کر کے بمشورہ خدیو تو ستحالی اور دائمی بہتری کے وسائل جو مصر کی استحکام اور خدیوی گورنمنٹ کے مستقبل قیام پر مبنی ہوں سوچ کر ان سے اطلاع دیں۔ اس عہد نامے کی شرائط پر عمل ہو جانے پر ایک عہدنامہ برٹش فوج کے بالکل واپس [illegible] چلے جانے کے لئے تیار کیا جاوے [illegible] ڈرمنڈ ولف انگلش کیطرف سے کمشنر مقرر ہوا اور اس نے اپنی کارگزاری کی اخیری رپورٹ میں وہ سب کچھ سادگی سے ظاہر کر دیا جو کہ اس کی گورنمنٹ کا اس تمام کارروائی سے اصلی مقصد تھا ۔

اس نے کہا وہ انگلستان کے لئے سب سے پہلے قابل غور امر ہندوستان کو آنے جانے کے لئے آزاد آمد و رفت کے ضروری ہونے کا مسئلہ ہے اور یہ امر بے اطمینان بخش پولیٹیکل حالتوں حملہ آور شورشوں سے آزادی اور رعایائے مصر کی بہبودی و عمدہ انتظام حکومت سے حاصل ہو سکتا ہے ۔

مندرجہ بالا تحریر کا لکھنے والا [illegible] کی کل دوستوں کے شکریہ کا مستحق ہے۔ اسوجہ سے کہ اس نے صاف بتا دیا۔ کہ انگلستان کی خوشحالی اس کے ملک کی صرف آخری اور موخر غرض ہے۔ اور نیز اسوجہ سے کہ اس نے ان کا [illegible] کے خیالی [illegible] ہو اور پولیٹیکل عاملان خود ذی ہوش کو یہ بتا دیا کہ مصر میں دوسرے ملکوں کے آئین و قوانین سوائے بعض شاذ صورتوں کے کارآمد نہیں ہو سکتے ہم سفارش کرتے ہیں کہ سر ہنری ایلیٹ [illegible] ہیں کہ ذرا غور کریں ۔

دعاوی فرانس کے متعلق سفیر کے اشارات کو ہم ایسا پسند نہیں کرتے اور وہ اس معاملے ۔۔۔

س نہر کے کھودنے کی تجویز میں لیا تھا بہت ہی بڑھا چڑھا کر بتلاتا ہے کیونکہ اگرچہ اس کا اصلی بانی نہایت درجہ کہ
نجیب مصر یا کہ اکثر آدمی خیال کرتے ہیں ایک فرانسیسی ہی تھا۔ اور کام کی تکمیل میں جو سرمایہ خرچ ہوا اُس کا بہت
سا حصہ فرانس والوں کا تھا تاہم یہ صرف ایک تجارتی کام تھا۔ اور اس میں فرانس کا حق کسی طرح کوئی ایسا بنتا نہیں
جو صرف بہ تعداد حصص کے وہ مطالبات اور منافعوں کو باقاعدگی سے ٹھیک وقت پر حاصل کرے۔ اسوقت انگلستان
بہ باعث بہت سے حصص کی بعدد تعداد انگریزوں کے ہاتھ میں ہے کہ اگر انکو حصص معلولہ گورنمنٹ سے ملایا جاوے تو صرف بحیثیت
حصہ داری بھی انگلستان کے تعلقات اُن سے زیادہ نہیں۔ ہاں البتہ یہ قدرتی بات ہے کہ اس خود مختار قوم کو اس نہر
سے معذور کہا جاوے کہ اس نے ایسے کام کی ابتداء اُسکے ہی ایک باشندے نے کی تھی۔ مگر یہ امر کہ معاملات میں
بہت اندازی کرنے کے متعلق فرانس کے دعاوی کو قایم رکھنے کے لئے قانون بین الاقوام میں کوئی وقعت
نہیں رکھتا ✦

ہاں ان کا یہ دعویٰ ذرا درست ہے جبکہ وہ فرانس کے حقوق کو انگلستان کے ساتھ شریک ہونے کے بارے میں
اس شراکت پر مبنی کرتا ہے جو اسے اتنی مدت تک مشترکہ انتظام کاروبار سلطنت میں حاصل رہی تھی۔ اور جو گولہ
باری سکندریہ کے وقت ختم ہو گئی جبکہ فرانسیسی امیر البحر نے یہ نہ جانا کہ صلح کیوقت وہ عملی نگرانی رکھنے سے جنگ کی
حالت میں بھی حقیقۃً کارروائی کرنا مراد ہے۔ لیکن حاصل کلام یہ ہے کہ اس امر کے ثابت کرنے میں کہ فرانسیسی حقوق
کی باقاعدہ حاکمانہ موجودگی مصر میں ویسی ہی درست ہے جیسی کہ انگلستان کی سر ڈرومنڈ ولف بالکل کامیاب نہ
نہوا۔ کیونکہ وہ یہ بھی ثابت نہ کرسکا کہ وہاں انگلستان کا بھی کوئی کسی طرح کا حق ہے سوائے اسکے کہ نہر میں سے
جو تجارتی جہاز گذرتا ہے اسکے تین حصوں کا مالک ہے۔ اور یہ اسباب برٹش انڈیا اور دیگر مقبوضات کو جاتا ہے
اور چونکہ انگلستان کو مصری گورنمنٹ کی طاقت پر باوجود سلطان کی امداد کے بھروسہ نہیں کہ وہ نہر کو فوجی حملے سے محفوظ
رکھ سکیگی یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اس کو بالکل بحالت امن قایم رکھ سکے۔ حقیقت اسی لئے وہ اب تک ایسی
پالیسی پر چلتا چلنے کے لئے زور دیتا ہے جو اسکے نزدیک مددگار کو بیگانہ بنا رہی ہے اُسکی اپنی رعایا پر کروڑوں
روپے کے خرچ کا بوجھ ڈال رہی ہے۔ اور جو دوسری یورپین (فرانس وغیرہ) طاقتوں کے دلوں میں بدگمانی اور
رشک پیدا کرنے کے سبب ماسوائے ان سب باتوں کے ایک نہ ایک دن اُسکی افواج کے خون کے کئی سمندر
بہانے کی اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اکیلا روم ہی تنہا براہ راست قطعی طور پر ثابت کرسکتا ہے کہ وہ اس غرض کے
حاصل کرنیکے لئے جبکہ انگلستان کی سپاہ و انگلستان کے عہدیداران مصر کی سرزمین پر بیٹھے ہیں اور بیٹھے رہنے کے حق کا
نام ونشان قطعاً اور مطلقاً نہیں کافی مضبوط اور واقف کار ہے۔ ہاں خدیو کو شاید اب وقت میں اپنے معینہ
مال کے منافع اور عدالت عامہ کے بندوبست انتظام کیلئے یوروپین عہدیداروں کی ایک خاص تعداد رکھنی پڑے۔ مگر

انہیں اُس کے تابع فرمان اور ان شرایط کا پابند بننا پڑیگا کہ گویا وہ معزول نہ ہوا ہیں +

اب صرف اُن بعض چند عام خیالات کا درست کرنا باقی ہے جو ہنری ولف کے مشن کی آخر کار ناکامیابی اور سلطان کے اینگلو ٹرکش عہدنامہ مورخہ مئی ۱۸۸۷ء کی تصدیق سے انکار کرنے کے باعث کے بارہ میں مشہور ہوئے ہیں۔ اکثر انگریزی اخبار نویسوں اور دوسرے یورپ کے مدبروں کے خیال میں اُسکے انکار کا باعث صرف ذاتی ضعف دلی اور تغیر تھیں جو انگلستان کے روح سے شک کرتی تھیں نہ کہ محض سلطان کی خود اپنی آزاد رائے۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ بانی لست کے ایسی معزز اور زبردست شرایط کے پیش کرنے پر عہدنامہ پر بخوشی دستخط کرنے میں چال چلانا سمایا ہوگا اور نیز یہ جو کہا جاتا ہے کہ روس و فرانس نے دھمکی اور خوشامد سے سلطان کے مذہبی تعصب کو یاد دلانے سے اور علما کی حمیت و غیرت مذہب کی طرف اشارہ کر کے اُس سلطنت کا مہیب بھوت یاد دلایا جو عبدالعزیز کے زمانہ میں آیا تھا۔ اسی طرح بہت سی تکلیفیں اور دھمکیاں دیکر سلطان کو جو ایک ضعیف دل کمزور اور ناستقل مزاج آدمی ہے اس امر پر رضامند کرنے میں کامیاب ہوئے کہ وہ ایسے معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیں جس سے ایک غیر سلطنت کو اُسکے ایک صوبہ میں بمرضی خود جب چاہے فوجی مداخلت کرنے کا حق باضابطہ طور پر ملتا ہو +

ان خیالات پر عقل سلیم کی روشنی بہت ہی تھوڑی سی شعاعیں پڑنے سے اُن کا صدق و کذب بخوبی واضح ہو جائیگا +

فرانس اور روس کو اس عہدنامے کی تصدیق کئے جانے کی مخالفت کرنی چاہئے تھی اور انہوں نے کی جو ایک امر واجبی ہے اور بطور امر مسلمہ مان لیا جاتا ہے۔ سلطنت فرانس کا وادی نیل میں انگلستان کے روح کے بڑھ جانے کا شک کرنا اور اسی لئے انگریزی سفارت کے پیچھے میں رکاوٹ پیدا کرنا ایک امر واجبی اور اس کا فرض ہے۔ اور روس کی انگلستان کے ساتھ مشرقی امور پر ضرب المثل رقابت عام مشہور ہے۔ جو دونوں باتیں یہ باہم مل کر مونٹیبلو فرانسیسی سفیر اور نیلیڈاف روسی سفیر کی متحدہ کوششوں کا کافی باعث ہیں۔ لیکن اس مخالفت صرف سلطان کی ناستقل مزاجی اور کمزور طبیعت کے باعث کامیاب ہوئی۔ کوئی ایک شخص بھی جو پچھلے دس سال کے واقعات کو یاد رکھتا ہو ہرگز نہ مانیگا کہ ایسے شخص کی نسبت جس نے ۱۸۷۶ء میں ایک بے شمار فوجی قوت رکھنے والی طاقت کے حملے کی دھمکی اور ہر ایک قسم کی مدد کے کنارہ کر جانے کے خوف سے بغیر لڑائی کے ایک ذرہ بھر عہد کو ترک کرنے سے انکار کیا ہو اور جس نے اپنے دارالخلافہ اور اپنے مقام سکونت کو اُس وقت جبکہ فوج مخالف اُسکے دروازوں تک آ پہنچی۔ اور اُسکے وزیر سراسیمہ و پریشان زرد رو اُسے فوراً بھاگ جانے کو کہہ رہے تھے چھوڑنے سے انکار کر دیا ہو یہ کہنا کہ وہ خلیق و ہر دلعزیز مگر کسی قدر بہت ہی غیر مستقل مزاج ہے" ایک مجنونانہ بکواس سے کم نہیں جو لوگ اس قسم کے واہیات خرافات بکتے اور لکھتے ہیں۔ اُن کو منطقی قانون "اختصار" یاد کرنا چاہئے۔

جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ان دو سے سادہ شرح جو ایک امر واقعہ کیلئے کافی ہو وہ ہے جو عوام الناس میں قبول اور پسند ہو جاوے اس عہدنامہ اور اُسکے ماقبل کے واقعات کو غور سے دیکھنے اور سمجھنے پر ایک بے تعصب و دانا بینا متمیز کو معلوم ہو سکتا ہے کہ سلطان کی نامنظوری کے لئے اور بھی بہت سی وجوہ تھیں۔ اور کہ اگر روس و فرانس کے دعاوی اپنی نصیحتوں کو پیچھے ہی پس پشت رہنے دیتے۔ تو بھی سلطان المعظم اس معاہدہ کو ہرگز منظور نہ کرتے +

ناظرین کسی ایک متین اور صاف باطن کو ایک لمحے کے لئے سلطان کی جگہ پر بیٹھا کر اس واقعہ کو اُن کی آنکھوں سے دیکھنے دو۔ آپکو یاد ہوگا کہ سنہ [illegible] میں سلطان انگلش گورنمنٹ پر اس بات پر زور دے رہے تھے کہ وہ معاملات مصر کو اپنی ماتحتی میں لینا اور برٹش سپاہ کی جگہ اپنی سپاہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان خواہشات کو مسٹر گلیڈسٹون کے وزراء نے حقارت سے دیکھا۔ لیکن جب لارڈ سالسبری کا عہد برپا ہوا۔ تو اُنہوں نے پھر سلطان عثمانی کی جسکا لحاظ کیا۔ یہ معاملہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سلطان کی عرصہ مدید کی خواہشوں کو پورا کیا جاوے۔ اور یہ اسلئے کہ یہ غنیمت وقتاً فوقتاً واقع ہو اور تحقیقات کرنے کے لئے ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ اور چونکہ وہ بہت جلد ہو جائیگی۔ اس شرط میں تبدیلی تیاری کے لئے دونوں سلطنتوں کو مطلوبہ وقفہ مل جائیگا۔ چنانچہ یہ تحقیقات دو برس میں ختم ہوئی اور اتنے عرصہ کی بعد سلطان کو یقیناً یہ امید کرنے کا حق تو تھا۔ کہ جب آخرکار قطعی معاہدہ پیش ہوگا۔ تو اس میں ہماری حکومت کے قیام اور برٹش افواج کی واپسی کی پختہ اور محدود شرائط ضرور درج ہونگی۔ مگر برخلاف اسکے انکو یہ معلوم ہوا ہے کہ نہر سویز کی آزاد جہازرانی کی عمدہ ترین مضبوطی کے لئے وجہ آزادی۔ یہ یاد رہے کبھی ذرا بھر بھی معرض خطر میں نہیں ہوئی)۔ ایسے ہی قول و اقرار اور معاہدہ کو کئی جلد کے بعد بھی مندرجہ ذیل فقرے معاہدے میں بڑھائے گئے ہیں۔

(۱) چونکہ سوڈان کی حالت بدنظمی اور مصر میں پولیٹیکل حوادثات کے باعث تکالیف عاید ہونے کی وجہ سے کچھ عرصے کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ سرحد کا استحکام اور مصر کے اندرونی امن و امان کے لئے معمولی احتیاط برتی جاوے۔ اعلیٰ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ ملک کی جنگی حفاظت اور طاقت فوجی کی نگرانی و اہتمام کریگی +

(۲) اس مطلب کیلئے وہ **مصر میں برٹش افواج کی ایک تعداد** جو ضروری خیال کیجاوے رکھینگی۔ اور مصری افواج کا عام معاینہ کرتی رہینگی اور وہ شرائط جو واپسی **برٹش افواج اور مصری افواج پر انگریزی گورنمنٹ کی نگرانی کے خاتمے سے متعلق ہیں** اس عہدنامے کے پانچویں فقرے کی شرائط کے مطابق پوری کی جاوینگی +

اب وہ فقرے جو جلی عبارت میں ہیں مگر انکم بالکل گول مول اور ذومعنی ہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ہر ایک طرح کے تصرف کا اختیار دیتے ہیں اور اُسکو کسی خاص امر کے کرنے پر مجبور نہیں کرتے۔ اور جونکہ

سوڈان کی بابت بھی کا ذکر کیا گیا۔ سو وہ اس کے ماقبل کے دو سال کی حالت [illegible] زیادہ [illegible] تھی جبکہ [illegible] صاحب نے یقینا بیان کیا تھا کہ سلطان کی حکومت سلطان کی پابندی خوبی کیساتھ عمدہ انتظام اور امن قایم کر سکتی ہے۔ [illegible] اب [illegible] میں [illegible] کیوں خیال کیا گیا۔ کہ ابھی [illegible] کی پابندی [illegible] کی حفاظت کے [illegible] خواہش کی [illegible] ہیں ٭

[illegible] جس کا حوالہ دیا گیا ہے [illegible] زیادہ اطمینان بخش [illegible] سلطان [illegible] [illegible] مدت [illegible] [illegible] [illegible] فوج انگریزی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا انتظام کرنا بالکل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انہوں نے مصر سے [illegible] [illegible] [illegible] عثمانی گورنمنٹ کو مصر میں فوجی بھیجنے کا [illegible] [illegible] [illegible] انگلستان کو [illegible] حقوق [illegible] ہونگے ٭

[illegible] اس قسم کی شرح صوتہ [illegible] [illegible] [illegible] تصدیق کرنے سے انکار کر دینے کا [illegible] [illegible] گورنمنٹ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] کا کامل انتظام ہونا منحصر ہو جلدی طے ہونیکی امید نہیں پائی جاتی۔ بلکہ برخلاف اسکے [illegible] سیکرٹری آف سٹیٹ نے ہوس آف کامنز میں اسطرح پر تقریر کی ہے ٭

وہ ہم یہی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ البتہ یہ زیادتی ہوئی ہے کہ ہم نے اس تمام [illegible] [illegible] کا فایدہ اٹھالیا ہے جو کہ [illegible] دوستی اور اپنی نیک نیتی ظاہر کرنے میں ہمارا خرچ ہوا۔ اسکے [illegible] [illegible] صاحب نے بڑی متانت سے بیان کیا کہ یہ روم نے تسلیم کر لیا ہے کہ انگلستان مصر میں خاص حقوق رکھتا ہے اور ہم مصر میں سلطان کی پوری مرضی اور اجازت سے دخیل ہیں مگر سلطان عبدالحمید بار بار کہہ چکے ہیں کہ مصر میں سے شاہی حقوق ایک لحظے کیلئے بھی زائل نہیں ہوئے اور کہ ہم صرف انگریزوں کی فوجی دست اندازی سے دبے ہوئے ہیں ورنہ درحقیقت انگریزی فوج کی مسلسل موجودگی کو ہم قانون بین الاقوام ایک فاش خلاف ورزی جانتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس بیان کو جو انڈر سکرٹری نے کیا سمجھنے [illegible] کے محض ایک سفارتی چالبازی سمجھنی چاہئے ٭

در حقیقت نہر کی حفاظت کے متعلق تمام بکواس بالکل بیہودہ اور غیر ضروری ہے ۔

۱۸۶۹ع نہر سویز جو [illegible] بحیرہ قلزم سے ملاتی ہے [illegible] سے جانب شمال [illegible] شروع ہو کر [illegible]
سویز کی بندرگاہ [illegible] جسکے وسط میں اسمٰعیلیہ اور جھیل تمساح [illegible] گزرتی ہوئی [illegible] کل لمبائی ۹۹ میل
[illegible] گزرتی ہے [illegible] سوائے [illegible] کے [illegible] اور چوڑائی [illegible]
[illegible] کے گزرنے [illegible] ہے جو جہاز [illegible] فٹ [illegible] جا سکتا ہے
[illegible] اس کی [illegible] کھولی گئی [illegible] سے ۱۸۸۳ع تک [illegible] جہازات جو
[illegible] گذرے [illegible] ہے ۔

سنہ	تعداد	وزن ٹن	سنہ	تعداد	وزن ٹن	سنہ	تعداد	وزن ٹن
۱۸۶۹ع	۱۰	۴۳۶۶۱۰	۱۸۷۴ع	۱۲۴۴	۲۱۲۲۴۰۰	۱۸۷۹ع	۱۵۹۰	۳۲۹۱۵۱۵
۱۸۷۰ع	۴۸۶	۷۶۱۴۶۷	۱۸۷۵ع	۱۴۹۹	۲۹۴۰۰۰۰	۱۸۸۰ع	۱۴۷۷	۳۲۳۶۹۸۷
۱۸۷۱ع	۱۰۸۲	۱۴۳۹۱۶۹	۱۸۷۶ع	۱۴۹۱	۳۰۵۵۷۴۰	..	..	
۱۸۷۲ع	۱۱۷۱	۲۰۵۷۰۰۰	۱۸۷۷ع	۱۶۵۱	۳۲۵۰۵۹۹	..	..	..

۱۸۸۰ع میں ۱۷۲۸ جہاز انگریزی [illegible] فرانسیسی [illegible] ڈچ [illegible] جرمن [illegible] اور [illegible] دیگر ممالک کے تھے ۔

نہر سویز پر اصل خرچ ۱۹۶۷۲۹ ۱۵ پونڈ ہوا [illegible] پونڈ کی [illegible] کھولی گئی اس کی [illegible]

اس قسم کی علیحدہ [illegible] انجنیئر کے سرمایہ کا [illegible] حصہ ۲۰ پونڈ ۰۰۰۰ پونڈ ۴۴۳۳۳۳

آبی گیشن دستاویزات [illegible] شیوعی قیمت فی [illegible] پونڈ [illegible] فیصدی [illegible] فیصدی پر واپس لی جاونگی

۳۰۹۹۹۲۶۰ (۳) انکو دستاویزات [illegible] فیصدی

برابر ہو گی ۰۰۰۰ پونڈ [illegible] دستاویزات [illegible] ۰۰۰۰ پونڈ قرضہ ہوا

(۴) ۴ لاکھ دستاویزات [illegible] فی ۲۰ پونڈ [illegible] فیصدی سود [illegible] ۳۰

مندرجہ بالا ۴ لاکھ حصص میں سے ۱۷۶۶۰۲ حصے خدیو کے [illegible] ۱۸۷۵ع [illegible] بمقابلہ ۴۰۷۶۰۰۰ پونڈ

انکو خرید لیا ۔ سویز کنال کمپنی کے معاہدہ کے رو سے خالص [illegible] فیصدی [illegible] منافع [illegible] آمدنی ہو [illegible] تقسیم ہو گی ۔

(۱) ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی [illegible] کے حصے (۳) [illegible] فیصدی [illegible] کمپنی کو [illegible] لاکھ

حصص کو بطور منافع (۵) ۲ فیصدی مینجنگ ڈائرکٹروں کو ۔

کمپنی کو ۱۸۶۹ع سے ۱۸۹۹ع تک جہازوں کے محصول سے مندرجہ ذیل [illegible] ہوئی ۔ [illegible] دیکھو صفحہ آیندہ

ان سب متذکرہ بالا بیانات پر غور کرنے کے بعد یہ حقائق جس کو ہم ذہن میں رکھ کر اب کسی طرح بھی انگلستان کیواسطے اپنی مشرقی سلطنت کے ساتھ آمد و رفت کے لئے ضروری ہے یہی جانتی ہے حالت امن میں اُس کی آزاد جہاز رانی کے بارے میں تو کوئی سوال ہی نہیں اور جنگ کے وقت پر ہم اس بات سے ہندوستان پہنچنے پر اعتبار رہی نہیں سکتے نہ ہی ہتھیار فوج زمین براہ راست ہی بھیجی جا سکتی ہے جہازات نہر کی ایک تنگ گذر میں تھے پر بے ایمانی سے ایک کشتی کو غرق کئے جانے سے رک سکتے ہیں تمام کشتی رانی ہونے سے راستہ بالکل بند ہو جائیگا۔ اگر یا راستے کنارے ایک دشمن فوج کے قبضہ میں ہو اور اب اس وقت میں اتنے بڑے تجارتی مصنوعوں کی موجودگی ہیں جو جہازات اور مسافر راستے بہت ہیں اور ان تو تو بڑے بڑے وقتوں کے ہوتے ہوئے جو کہ جہازات کی تیزی ترقی ہوتی ہیں یہ بات اب خالی ہے کہ کیا یہ ہر دو نوں تجارت کیواسطے ایسی ہی بڑی غنیمت ہے یا کہ ہم خیال کیا جاتا ہے۔

ہم دوراعظام اس بات کو تسلیم نہیں کئے ہیں۔ کہ عبداللہ بیگ کے دستخط کئے ہوئے کاغذ پر ثبت نہیں ہوئے، ہم معتبر ہیں انکے شاہی حقوق کو کسی طرح غصب کرنا ہو یہ ہر ایک سلطان کا یہ پیام جو اس مستقل ارادہ کو فرمانروا کرنا ہو وہ ضرور بہت بڑی نقصان کے ساتھ ناکامیاب ہوگا +

ہم امید کرتے ہیں کہ انگریزی قوم اپنے حاکموں سے زیادہ عقلمند بنے گی اور جب انکے ابتدا کی عدالت میں ہندوستان کی مشکلات آسانی سے طے ہو جاوینگی تو وہ اس بات پر زور دیگی کہ انگلستان کی فوجیں اور طاقت اپنی فرمانروا ریوں کے پورا کرنے کی کفیل نہ سمجھی جاویں۔ اور انکے پورا کرنے پر مجبور نہ کی جاویں جنکو ایک اور شخص

دیکھئے صفحہ گذشتہ سنہ ۶۶۲۲۴۷۳۰۰۰ پونڈ سنہ ۶۸۹۵۹۷۴ پونڈ سنہ ۶۴۶۰۵۹۳ پونڈ سنہ ۱۵۰۹۲ پونڈ سنہ ۴۴۷۹۹ پونڈ سنہ ۱۵۴۵۰۶ پونڈ سنہ ۱۰۸۹۹۹ پونڈ سنہ ۷۴۴۱۳۱۰۹ پونڈ سنہ ۲۵۱۶۹۴ پونڈ سنہ ۱۹۵۰۵۴۶ پونڈ سنہ اس کل طرح کی آمدنی ۷۹۶۶۲۲ پونڈ ہوئی اور کل خرچ ۹۰۲۲۲۲ پونڈ ہوا سنہ امیں حصہ داروں کو ۵ فیصدی سنگت میں سے باقی رقم کے فنڈ میں جمع کرکے بعد ۷۴ فی صدی منافع ملا۔

آجکل سلطان المعظم انگریزی گورنمنٹ پر مصر خالی کر دینے کے لئے بڑا زور دے رہی ہیں اور روس و فرانس سلطان کو برانگیختہ کر رہے ہیں مصر سے دونوں سلطنتوں میں کچھ کشیدگی پیدا ہو رہی ہے معاذ اللہ کہ دونوں سلطنتوں میں باہمی امن اور صلح منقطع ہو جاوے۔ جولائی سنہ میں خدیو عباس قسطنطنیہ میں حضرت شوکت مآب سلطان المعظم کی ملاقات کے لئے تشریف لیگئے تھے تب یہ بھی مشہور ہو گئی تھی کہ خدیو چاہتے ہیں کہ مصر کو انگریز خالی کر دیویں اور سلطانی فوج وہاں بھیجی جاوے۔ مگر ابھی اس ملاقات کا کچھ نتیجہ نہیں نکلا اور سنہ کی حالت پر بھی یہ بات صادق آتی ہے +

ذریعے سلطان بڑی آسانی سے اُٹھا سکتا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وکلاء یعنے ممبران پارلیمنٹ کے ذریعے سے درخواست کرینگے۔ کہ سلطان کو اجازت دیجاوے کہ وہ اپنے ان سادہ اور صاف وسائل کو مصر میں ترویج دیویں جو امن امان کے قیام اور بہتری اور خوشحالی کو قائم کرنے کیلئے نہایت ضروری ہیں تاکہ اس طرح مصر اس طوالت طلب تاریخ کے تاریک زمانہ سے روشنی نمودار ہو جاوے +

باب پنجم

بلگیریا[1] اور اُس کی حالت

جنوب مشرقی یورپ کی موجودہ پولیٹیکل حالت کا سرسری و اجمالی بیان بھی بلگیریا کی گزشتہ دس سال کی تواریخ خواہ وہ کیسی ہی مختصر کیوں نہ بیان ہو تحریر کئے بغیر ناممکن ہے۔ اور اسی لئے باوجود کئی امور کے مکرر

[1] ۲۲ دسمبر ۱۸۸۵ء تک صوبہ مذکورہ براہ راست گورنمنٹ ترکی کے ماتحت تھا جنگ کے بعد عہدنامہ برلن کے مطابق یہ ایک ماتحت گر خود مختار صوبہ قرار دیا گیا جسکا انتظام حکومت مجلس کلاں اور ایک شہزادہ کو سپرد کیا گیا۔ ۲۹ اپریل ۱۸۷۹ء کو اسمبلی یعنی مجلس وکلائے رعایا نے پرنس سکندر کو منتخب کیا اور ۲۶ جون ۱۸۷۹ء کو عثمانی حکومت نے اس انتخاب کو منظور کیا۔ شہزادہ کو ...... پونڈ سالانہ ذاتی خرچ کو ملتے ہیں اور ایک محل واقع صوفیا دارالریاست کے [illegible] اس ملک کا رقبہ ۲۴۳۶۰ میل مربع اور آبادی ۱۸۵۹۰۰۰ آدمی کی ہے ۱۸۸۵ء میں شہزادہ سکندر نے مشرقی رومیلیا کو بھی اپنی ریاست میں ملا لیا اسی سال کی وجہ چند روز بعد انکو تخت چھوڑنا پڑا اور ایک شہزادہ موسومہ پرنس فرڈیننڈ تخت پر بیٹھا جسکو آج تک دول معظمہ نے تسلیم نہیں کیا اور سلطان المعظم نے بھی تا حال ۱۸۹۰ء تک فرمان منظوری عطا نہیں فرمایا۔ مشرقی رومیلیا۔ عہدنامہ برلن کے مطابق یہ صوبہ سلطان کی براہ راست حکومت میں چھوڑا گیا۔ گر بشرط کہ اس کا گورنر عیسائی ہو۔ چنانچہ علیکو پاشا اس کا گورنر مقرر کیا گیا ۱۸۸۵ء میں یہ صوبہ بغاوت کر کے بلگیریا سے ملحق ہوگیا اور علیکو پاشا نکالا گیا اب اسوقت یہ صوبہ پرنس فرڈیننڈ کے ماتحت صوبجات بلگیریا سے ملا ہوا ہے سالانہ آمدنی ۴۴۲۲۹۰ پونڈ اور خرچ ...... پونڈ۔ اسکا رقبہ ۳۵۰۰ میل مربع اور آبادی ۱۰۵۱۳ [illegible] تفصیل بلغارین ۱۳۲۳ ترک ۱۵۲۲ اخانہ بدوش ۳۴۲۲ یہودی ۱۸۷۴

۱۸۹۶ء میں اعلیحضرت نے پرنس فرڈیننڈ کو تسلیم کر لیا ہے تفصیل کے لئے دیکھو واقعات دوراں۔ بلگیریا کا مفصل بیان ضمیمہ میں +

بیان ہو جانے کے اندیشے کے ہیں عہدنامہ سین سٹی فانو کے دستخط ہونے کی تاریخ بلگیریا کے متعلق اپنی رائے شروع کرتی ہوں یہ مشہور کتا ہے جو کہ برلن کے ایوان شوریٰ میں بہت کچھ کم و بیش ترمیم کیا گیا تھا ایک مدبر کے نزدیک جتنی تیقن اور وقعت نہ رکھتا ہے اس سے عثمانی سلطنت کے متعلق عیسائی صوبوں کی آخری درستی کا جو نقشہ روس تیار کرنا چاہتے ہیں وہ صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس نقشہ کو سب روسیوں کی طرف سے لکھا ہے مگر فی الحقیقت مجھے اسکو روسی زار کا خیالی نقشہ کہنا چاہئے تھا۔ کیونکہ مطابع کی عدم آزادی و تقریروں کی عدم موجودگی میں روسی قوم کے اصلی خیالات معلوم کرنے بہت مشکل ہیں +

عہدنامہ سین سٹی فانو اور عہدنامہ برلن میں جسقدر اختلاف ہے وہ اصل میں یہ ہے کہ روس معتد مانگتا تھا اور اسقدر لینے پر وہ اس وقت کے لئے نہ کہ ہمیشہ کے لئے مجبور کیا گیا +

عہدنامہ سین سٹی فانو کا چھٹا فقرہ یہ تھا:-

"بلگیریا ایک آزاد باجگزار صوبہ بنایا جائے جس کی گورنمنٹ عیسائی ہوگی اور اپنی قومی مستقل فوج بھی ہوگی۔ اس ریاست کی آخری حدود روسی فوج کے رومیلیا خالی کرنے سے پہلے ایک روسی ترکی کمیشن مقرر کریگی۔"

اسی فقرہ میں نئی ریاست کی حدود کا خاکہ بھی دیا گیا تھا۔ اور ان حدود میں دو نامہ تک جو تمام کیفر دریائے ڈینوب سے لیکر جنوب کی طرف بحر الجزائر تک سب شامل تھا۔ مغربی حد سرحد سرویا اور البانیا تھی اور مشرقی حد بحیرہ اسود۔ اور چونکہ اس عہدنامہ کی دیگر شرائط کے مطابق سرویا اور رومانیہ کو بھی بالکل آزادی ملنی تھی۔ اور مقامی انتظامی خودمختاری بوسنیا و ہرزیگووینا کو عطا کی گئی تھی پس اگر یہ عہدنامہ فسخ نہ ہوتا تو اسکا اثر سلطان کی حکومت پر یہ ہوتا کہ وہ ایک چھوٹے سے مثلث پر محدود ہو جاتی جسکے تین زاویے ایڈریانوپل، گیلی پولی و قسطنطنیہ ہوتے +

یہ میں نے پیشتر ہی ظاہر کر دیا ہے کہ روس بجائے ظاہری حملے کے سرنگ بازی کی رغبت کی پالیسی یعنی خفیہ کارروائیوں کو پسند کرتا ہے اسی پالیسی پر وہ لڑائی سے کئی سال پیشتر بڑی مستعدی اور استقلال سے چلتا رہا تھا۔ برسوں سے اُسنے بلگیریا والوں کو یہ پٹی پڑھانے کے لئے پولیٹیکل ایجنٹوں کی ایک فوج کی فوج وہاں روانہ کی ہوئی تھی کہ وہ ایک علیحدہ قوم ہیں اور اسی لئے انہیں یونانیوں یا ترکوں سے بالکل علیحدہ ایک مستقل قیام کا حق ہے۔ مگر بشرطیکہ وہ سلیو اقوام کے سرگروہ یعنی زار روس سے منحرف نہ ہوں پس جبکہ زار کے وزراء نے عہدنامہ سین سٹی فانو تحریر کیا۔ تو انکو یہ توقع کرنے کا حق تھا کہ بلگیریا کے باشندوں میں روسی خیالات ایسے دخیل ہو گئے ہیں کہ عہدنامے میں جو صوبے قائم کئے جائینگی شرطوں میں کو

مشکل واقع نہ ہوگی۔ اسلئے دفعہ ۳ میں یہ شرط قرار پائی کہ ”بلگیریا کا حکمران بلگیریا والے آزادی سے منتخب کریں اور اُسے سلطان باجازت دیگر دول منظور کریگا۔ یورپ کے دول عظام کے حکمران خاندانوں کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ منتخب ہوسکیگا“۔ اس عہدنامے کی کاٹ چھانٹ میں جو برلن میں کیگئی وہ فقرہ جس میں نئے صوبے کی حدود کے کوہ بلقان سے پرے تک بجانب جنوب محیط ہونے کی شرط تھی بہت خراشا تراشا گیا مگر شاید لارڈ بیکنسفیلڈ کو بستر کے پاس اُس مودبانہ ادلال (یعنے پرنس بسمارک) کی نیم شبانہ ملاقات کے باعث شہزادہ بلگیریا کے انتخاب کی متعلقہ شرائط بالکل سالم رہنے دی تھیں۔ اس شرط میں بھی زار نے عام آزادی کے پیرائے کی ہر ایک چیز سے اپنے خاندان کی اور نیز خود سخت نفرت رکھنے کو ظاہر کیا۔ شاہی طریقۂ حکومت کا طرفدار اس (زار) کی تائید میں صرف اس طریقہ کی تاریخی قدامت پر سہارا لیتا اور تکیہ کرتا ہے۔ گو اس قوم (بلغار) کو جو کہ قومی دور میں اب ہی ابھری تھی یہی طریقہ حکومت اختیار کرنے کی صلاح دینا اُس صلاح دہندہ کو شاہوں کا خوشامدی ثابت کرنا اور بالکل ہی اس ضرب المثل کا مصداق بناتا ہے ؎

اگر شاہ روز را گوید شب ست این بباید گفت اینک ماہ و پرویں

جبکہ قوم بلغار نہ ہی اس وقت اور نہ ہی اپنی تاریخ کے کسی زمانہ گذشتہ میں اپنے کسی شاہی سلسلہ خاندان کے بے انداز فوائد سے متمتع ہوئی تھی یعنے کہ جب زمانہ ماضی میں بھی اس قوم کی کبھی اپنی خود مختار شاہی حکومت نہ تھی تو پھر سوائے ملکی حکومت سے زار کو نفرت ہونیکے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ بلگیریا اپنے قیام کو ایک جمہوریہ ریاست کی حالت میں کیوں نہ شروع کرتا مگر جمہوری سلطنتوں نے ظاہر کردیا ہے کہ وہ ظالموں کے استعمال کے لئے ہر وقت تیار اوزار نہیں ہیں۔ پس بلگیریا کے لئے ایسا شہزادہ ہونا چاہیے جسکے انتخاب پر روس قطعی قابو رکھ سکے۔ اور جسکے پہلے معصومانہ قدم اُس کی مہربان و مشفقانہ حفاظت میں چلے جاویں (یعنے جو سرتاپا روس کی متابعت میں چلے)۔ دفعہ ۷ کے مطابق قرار دیا گیا کہ بلگیریا میں نئے طریقہ کا اجرا اور اُس کی نگرانی دو سال تک شاہی روسی کمیشن کریگی۔ اور دفعہ ہشتم کے رو سے شرط قرار پائی کہ ترکی افواج نئی ریاست کے ہر ایک حصے سے واپس ہٹا لیجاوینگی۔ اور کہ اسقدر قومی ملیشیا کے جو امن و امان قایم رکھنے کیلئے کافی ہو ٹھیک مکمل ہوجانے تک جس کی تعداد بعد ازاں عہدنامے کے دو لو فریق مقرر کرینگے روسی افواج ملک پر قابض رہینگی۔ اور ضرورت کے وقت کمشنر کو فوجی امداد دینگی یہ قبضہ تخمیناً دو سال تک رہیگا“ اس تمام تردد کی (جو ان شرایط سے ظاہر ہو رہا ہے) وجوہ بھی نہایت عجیب ہیں۔ ان کو پرنس گارچکوف نے اس طرح بیان کیا:۔

”ان غیر معمولی شرایط کے اس طرح مضبوط قایم کرنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ اُن ضرورتوں کے لئے جو آیندہ پیش آویں گنجائش رہے۔ بلگیریا کے عارضی قبضے کی دو سال میعاد صرف اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ تمت امن و امان کے قایم کرنے مسلمان اور عیسائی اقوام کو آپس کے عناد و فساد سے محفوظ رکھنے۔ ملک کی آئین بندی کرنے اور

قوانین کے وضع کرنے اور دیسی پلٹیشیا کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھی گئی ہے۔ اور نیز اسلئے کہ اگر میعاد قبضہ غیر محدود رکھی جاتی۔ تو بیامر صوبہ پر کلی قبضہ کر لینے کی ابتدائی کارروائی خیال کیا جاتا۔ جس کا خیال شاہی دربار کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا۔ یہ کہنے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ میعاد تخمیناً رکھی گئی ہے۔ کیونکہ شاہی دربار اس مشکل کام کو جو اس میں پیش آیا جاتا ہے اگر اس مدعا کی کامیابی کو نقصان پہنچانے کے بغیر ممکن ہوا۔ تو حتی الامکان کم کرنے کو تیار ہے۔ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ روسیوں کا مطلق ارادہ نہیں کہ بلگیریا کو روسی پولیٹیکل سسٹم (نظم ملکی) میں شامل کیا جاوے۔ ملک کی پرانی راہ و رسوم ذرا بھی متغیر نہیں کی گئیں۔ صرف قانون کے مکمل کرنے کی طرف توجہ کی گئی ہے جو پہلے ادھورا تھا۔ روسی گورنر صرف اس لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ کہ قومی ترقی کی محافظت کریں اور پہلی بلگیرین کونسل کے انعقاد میں جو ریاست کی آئین بندی کی درستی کے لئے طلب ہوئی ہے۔ سہولیت پیدا کریں"

عہد نامہ برلن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بوڑھے ڈپلومیٹسٹ (مدبر) کی معصومانہ سادگی اور صداقت نے سفراء مجتمعہ پر وہ اثر پیدا کیا جس کی کہ اُس کو توقع تھی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنوبی حد کوہ بلقان تک مقرر کی گئی اور روسی افواج کی مجوزہ میعاد قبضہ بجائے "تخمیناً دو سال کے" بڑی بحث سے نو ماہ تک محدود کی گئی۔ وہ گماشتے جنھوں نے بلگیریا میں روس کا رستہ صاف کیا تھا اُن خاص سعاریوں کی جماعت سے ہوتے تھے۔ جنھوں نے روس میں تعلیم پائی تھی اور مذہب اور سوشل خیالات میں بالکل روسی ہوگئے تھے۔ اُن کے لئے روسی علم ادب۔ روسی گیتوں کی کتابیں۔ روسی درسی کتابیں۔ روسی تواریخ اور سیطر کے الم غلم کا بہت بڑا ذخیرہ بہم پہنچایا جاتا تھا۔ جن کتابوں کا مدعا یہ سکھلانا تھا۔ کہ جنوب مشرقی یورپ کے ترکی محکومی سے آزاد ہونے کے بعد ہی فوراً چین سلیوونک† اقوام کا ایک بہت بڑا اجتماع زیر حکومت زار قایم ہو جاوے +

قصہ مختصر۔ روسیوں کا قبضہ نو ماہ پر محدود کیا گیا۔ اور روسی گورنمنٹ کو ساتھ ہی کہا گیا کہ نیر ماہ کے اندر روسی فوجیں رومیلیا میں سے گذر جاویں اور ریاست بالکل خالی کر دیجاتا

انگریزی لبرل* جماعت خود مختار حکومت کی دیانتداری پر بشرطیکہ وہ خود مختاری ایک انگریزی

† روسی بلغاری۔ صرب۔ اور بالوسی۔ اور جبل اسود کے ساکنین۔ یہ قوم میں سے ہیں۔ یہ قوم تاتاری النسل ہے +

* انگلستان کا لبرل فریق اور اسکے لیڈر مسٹر گلیڈسٹون و ڈیوک آف آرگائل وغیرہ گو اپنے ملک کی نیم خود مختار شاہی حکومت کو بھی مضر سمجھتے۔ اور ایک طرح کی تقریباً جمہوری حکومت کے قایم ہونے کو پسند کرتے ہیں (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ایندہ)

لارڈ بیاکنسفیلڈ کی بادشاہوں کی سی نہ ہو بہت ہی یقین رکھتی ہو کچھ کم تعجب خیز نہیں مگر تاہم یہ صاف پایا جاتا ہے کہ کانگریس کے ممبروں کو شبہ تھا کہ کیا بلگیریا کی آزادی ٹھیک ٹھیک آزاد رہے گی جس حالت میں کہ یہ کارروائی کاسک فوجوں کی نگرانی میں ہو اور ذخیرے کے صندوقوں پر روسی سپاہیوں کا پہرہ ہو۔ اور یہ خیال اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے جب ہم یہ سنتے ہیں کہ ممبرانِ کانگریس نے نشست کرنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد سن لیا کہ بلگیریا کا روسی فوجی گورنر صوبے کے پولیٹیکل اور مالی مستقبلہ امور پر ذاتی دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

تاہم واقعات مابعد کی تواریخ بتاتی ہے کہ روسی ایک بلی کو مار دینے کے لئے مکھن کو اس کے حلق تک ٹھونس دینے کے علاوہ اور بھی کئی طریقے جانتے ہیں یعنی اپنے مخالف کو صرف زمی ہی سے ہلاک نہیں کرتے بلکہ اگر ضرورت پڑے تو سختی سے بھی مار ڈالتے ہیں۔

شہزادہ الگزینڈر سے تک انتخاب سے پہلے روسی کمشنروں نے بلگیریا والوں کو یہ دلنشین کرنے کا کوئی موقع فروگذاشت نہ کیا کہ ان کا دوست درحقیقت صرف زار ہی ہے اور یہ کہ ان کی آیندہ بہتری اور خوشحالی کی اصلی امید اس بڑے بادشاہ کی ہمدردی اور حفاظت پر موقوف ہے جو کہ اس کا فرمانروا ہے قومی امنگوں پر اگر اس کی قومی خیرخواہی کا نتیجہ تو ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جلا وطنوں کی ایک بڑی لمبی قطار ہر وقت کا ہلے ساتھ بلگیریا کی طرف کوچ کرتی رہتی ہے۔ اور اس کی آزادی کا مندر سینٹ پال اور سینٹ پیٹر کا قلعہ ہے۔

آخر کار شہزادہ الگزینڈر عہدنامہ برلن کی تیسری دفعہ کے بموجب منتخب ہوا اور ظاہرا تو کل ممالک یورپ کے ماتحت مگر درحقیقت زیرِ حمایت روسی گورنمنٹ کے بلگیریا نے اپنی قومی زندگی کے نئے زمانے میں قدم رکھا۔ شہزادہ بیٹنبرگ کی آؤ بھگت قوم بلگیریا نے بسرپرستی روسی پرنس ودنڈوکاف بڑے طمطراق سے کی۔ اور کچھ عرصے تک زار نے قوم کے اس عام انتخاب کو پسند کیا۔ روسی ڈپلومیسی کو اس میں ذرا بھی شک نہ تھا۔ کہ گو اسکو فی الحال عہدنامہ سین سٹفنو کے مطابق کامیابی نہیں ہوئی تاہم اس ریاست کی پالیسی کا ڈھالنا روسیوں ہی کے ہاتھ میں رہیگا۔ اور کہ آخر کار روم کے برخلاف اس صوبہ کی کامیاب بغاوت میں کوئی اندرونی مزاحمت یا مخالفت نہ واقع ہوگی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) مگر زار روس کی اشد خود مختار اور نہایت ہی بیباکانہ حکومت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ شہزادی صاحبہ انکے اسی دوستانہ خبط کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امیر المومنین سلطان عبدالحمید نے اس نئے شہزادے کو اپنی پہلی ہی مرتبہ شرف ملاقات حاصل کرنے کے وقت کہا کہ تم حالات موجودہ کی مشکلات اور خطرات سے پورے آگاہ ہو۔ ان خدشات سے صرف [illegible] یہی بچاؤ ہو سکتا ہے کہ کل فریق عہدنامہ برلن کی لفظاً و معناً صدق دل سے متابعت کریں۔ انہوں نے شہزادے پر اس بات کے لکھنے کیلئے بہت زیادہ زور دیا۔ اور اُس کو اس تمام خوشحالی کی طرف متوجہ کیا جو [illegible] عیسائیوں کو کئی صدیوں کی ترکی حکومت میں برابر حاصل رہی باوجودیکہ پچھلی لڑائی میں مسلمان [illegible] سے قتل و غارت کئے گئے۔ اور [illegible] ایک انصاف اور مناسب پالیسی کا یہی اقتضا ہے کہ حتی المقدور ان سب کو [illegible] کئے۔

مگر ایک سال [illegible] نہ گزرا تھا کہ واقعات نے بخوبی واضح کر دیا کہ بلغیریا کے شہزادے نے اپنے شہنشاہ کی نصائح سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ لیکن سلطان کے [illegible] متواتر [illegible] آتی رہیں [illegible] لگاتار [illegible] معلوم ہو گیا کہ گورنمنٹ [illegible] اس حالت کو [illegible] حقوق [illegible] لانے کیلئے مجبور تھے۔ مگر [illegible] انہوں نے [illegible] معاہدہ برلن کی رو سے ایک جواب خالی [illegible] تعمیر [illegible] کی گئیں [illegible] قلعوں سے [illegible] آخر [illegible] انگلستان [illegible] جواب میں [illegible] انگلستان نے جواب دیا کہ اس کام کے لئے روپیہ درکار ہے اور [illegible] موجود نہیں۔ اور علاوہ [illegible] قلعوں کی ضرورت [illegible] اصل [illegible] رومیلیا میں اُن روسی سازشوں کا نوٹس لینا پڑتا رہا جو عہدنامہ برلن کی پالیسی کے [illegible] خلاف [illegible] عہدنامہ [illegible] قانونی پولیسی کے مطابق تھیں چنانچہ حضور [illegible] نے باغی [illegible] کو [illegible] کر دیا۔ روس کی اس زبردست [illegible] کے باعث انہیں [illegible] مسئلے کا [illegible] بلکہ [illegible] پیشگوئی ہے کہ [illegible] تحریر کتاب میں بھی مجھے [illegible] کوشش [illegible] اچھی طرح ظاہر ہوگی جبکہ [illegible] ایک روسی جرنیل کی ہدایات پر چھوڑ دیا۔ اس جرنیل کا نام اب پھر معاملات بلغیریا میں نمودار ہوا ہے۔ جرنیل [illegible] سب سے پہلے [illegible] کونسل آف سٹیٹ [illegible] جو [illegible] بول سکتے تھے [illegible] اس کے بعد تمام ریاست میں روسی افسروں کو بطور جنگی [illegible] کے مقرر کیا گیا۔ اور [illegible] نہیں [illegible] اس وقت شہزادے نے اپنے آپ کو [illegible] روسی قوم کو [illegible] بلغیریا [illegible] حاصل کرنے کی ٹھان لی تھی۔

پرنس کی یہ روش آخر کو پالیسی نمایاں اور عجیب ہوگئی کہ سلطان المعظم کو کل دول کے نام ایک نہایت یادداشت روانہ کرنی پڑی۔ جس میں انہوں نے مفصلاً ان امور کی تفصیل بیان کی جن میں بلگیرین گورنمنٹ نے عہد نامہ برلن کی ذمہ داریوں سے قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی ہیں۔ یادداشت میں یہ بھی جتایا گیا کہ بلگیریا میں مسلمانوں کی نہ ہی جائداد محفوظ ہے اور نہ ہی اُن کا مذہب۔ اور نہ ہی مسلمانوں کو پبلک کاموں کے اہتمام و نگرانی میں جو اُن کا حق ہے کسی قسم کا دخل دیا جاتا ہے۔ اور ترکی تجارتی گماشتوں کے تقرر کی بھی اجازت دیجاتی ہے اور نہ ہی اگر انہیں بطور خود مقرر کر کے بھیجا جاوے تو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس یادداشت میں سلطان المعظم نے مسلمان نقل وطن کرنیوالوں کی تباہ حالت کی طرف بھی توجہ دلائی جن میں سے بہتیروں کو معاوضہ اب تک ملا ہی نہ تھا اور جن میں سے اکثر بلگیریا واپس پہنچے مگر اب تک اپنی جائدادوں سے محروم اور فقیری کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ یادداشت [illegible] کی اپیل پر ختم ہوا جو کار در بار عالی نے یورپ سے ساتھ تعلقات رکھنے میں [illegible]

اعلیحضرت سلطان المعظم کا یہ مراسلہ بے اثر نہ رہا۔ دول یورپ نے پرنس الگزینڈر کو عہد نامہ [illegible] کی ٹھیک بجا آوری کی کافی طور پر تاکید کی اُسے بتایا گیا کہ [illegible] ہے کہ بلگیریا کی گورنمنٹ نے اپنی مختلف مذاہب کی رعایا کے ساتھ منصفانہ طریق پر برتاؤ نہیں کیا۔ آخر میں اُسے جتلایا گیا کہ اُسکا تاج و تخت اسی پر منحصر ہے۔

اس فہمائش کے بعد خواہ الگزینڈر روسی سازشوں سے یہ معلوم کر کے کہ بے حد غداری صرف اپنی آزادی کے عوض میں حاصل ہوتی ہے کچھ بیزار ہوگیا ہو۔ یا اُس نے یہ خیال کیا کہ دول متحدہ صرف زبانی ہی جمع خرچ کرینگی۔ اور روس کا ستارہ بھی فی الحال گردش میں ہے وجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اسوقت اُس نے کارروائی میں ایک آزادانہ رویہ اختیار کیا جس میں سے اُسے اسمبلی کے معزز ممبروں کی ایک کافی تعداد سے امداد ملتی رہی۔ پالیسی کے اس تغیر کا یہ سریع نتیجہ پیدا ہوا کہ ملک میں ایک معتدبہ پولیٹیکل حرکت و تحریک پیدا ہو گئی۔ ریاست لبرل فریق نے اس تحریک کو بہت تقویت دی۔ اور تمام ملک بھر میں صاف صاف روس کے مخالف خیالات ظاہر ہونے شروع ہوگئے۔ مگر اس پولیٹیکل تحریک سے پولیٹیکل تغیر بھی واقع ہونی شروع ہوگئی۔ اور ساتھ ہی شہزادے میں کمزوری اور نصفت پسندی کی کمی پائی گئی۔ چنانچہ اکتوبر [illegible] میں پھر سلطان المعظم نے کل دول عظام کو مخاطب کیا۔ اور اُن کو ایک دفعہ پھر عہد نامہ برلن کی حرف بحرف تعمیل کرانے کی تاکید مزید کی۔

اعلیحضرت سلطان نے پرنس الگزینڈر کی بعض حال ہی کی سپیچوں کیطرف اُن کو توجہ دلائی جن میں

[illegible] جو باپ عالی کی شہنشاہت کی [illegible] اور آخر میں حصہ
[illegible] انکی ابتدائی پالیسی [illegible] دیا جس سے انہوں نے
[illegible] پیدا ہو گئی جن کا نتیجہ ایک [illegible] ہو گئی اور [illegible]
[illegible] خیال کیا کہ وہ ایک [illegible] علوفات [illegible]
[illegible] کا انجام ہوا [illegible] جوش [illegible]
[illegible] کو چھوڑ دیا اور [illegible] آخر کار
[illegible] ایک ساتھ اس صوبہ
[illegible] کر لیا اور یہ بیان [illegible] آبادی کی
[illegible] بلقان کے دونوں جانب کے متحدہ [illegible] مشرقی
[illegible] عبد الحمید ایسی پالیسی پر چلے [illegible] کو [illegible]
[illegible] کر دیا۔ برلن کانگرس میں انہوں نے بلگیریا کو خود مختار
[illegible] مخالفت اس لئے کی کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اس سب کا صرف ایک ہی نتیجہ ہوگا
یعنی کہ روس [illegible] اور [illegible] کامیابی۔ چنانچہ انکی مخالفت کامیاب ہوگئی۔ اور بلقان کا جنوبی ملک
انکے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ مگر اب صورت بالکل ہی بدل گئی تھی۔ بلقان کے شمال و جنوب دونوں طرف
رعایا روسی سازشوں اور [illegible] تنگ اور مضطرب ہو گئی تھی۔ پرنس الگزینڈر نے اپنی روسی مشیروں کو نکال دیا
تھا اُس کی بلند پروازی حرص اندازہ سے بڑھ گئی تھی۔ اور زار کی سابقہ متابعت کے رقیب کو وہ بہرحال ترک کرنے
[illegible] ہوتا تھا۔ قومی اُمنگوں اور آزادی کا جاں نثار دوست زار یہ دیکھکر اسکا [illegible] اسکے ہاتھ میں ٹوٹ گیا ہے
[illegible] اور خود اُسی کے برخلاف [illegible] ایک غضبناک غصہ میں آگیا۔ شہزادہ کا نام روسی
[illegible] خارج کیا گیا اور اُس کو بڑی بے لحاظی سے کہا گیا۔ کہ ہمیشہ کے لئے روسی حفاظت اور حمایت اُس سے چھینی
[illegible] سلطان کی خدمت میں ایک ایڈریس روانہ کیا جسمیں اُسنے انکو ان ہر دو صوبوں متحدہ
کا شہنشاہ [illegible] تسلیم کیا۔

امیر المومنین عبد الحمید نے یہ دیکھکر کہ بلگیریا کی موجودہ وضع اور حالت ایسی ہے کہ وہ دول عظام کو بخوبی یقین
دلا دیگی کہ ان کی رائیں جو بار بار بیان کی گئیں تھیں بالکل درست تھیں۔ ان باغی صوبوں کو پھر فتح کر لینے سے احتراز کیا
اور [illegible] شورش ہو جانے کی محافظت اور پیشبندی کرنے کی تیاری ہی پر قناعت کی۔ انکو اس حالت کا ایک
[illegible] دیکھنے میں زیادہ منتظر نہ رہنا پڑا۔ ایک [illegible] چالاک ہاتھ دراز ہونے میلان بادشاہ سرویا کی آنکھوں کے

سلطنت ایک دلاور جلوہ دکھایا۔ اُسے بتایا گیا کہ اب موقع ہے کہ وہ برلن کانگرس کی ناکامیابی کا عوض لے لیوے۔ جس میں کہ بوسنیا و ہرزیگووینا سرویا کے ملحق کئے جانے کی بجائے آسٹریا کو دیدیئے گئے تھے۔ اُسے کہا گیا کہ اِس شہزادے کی برخلاف پیشقدمی کا یہ نتیجہ ہوگا جس سے اُسکی تمام رعایا ناراض ہے اب قریب ہے۔ اور اگر اتفاقاً اُسکے بہادر سپاہیوں کو ذرا بھی ہلکی سی فتح نصیب ہوگئی تو ایک اور زبردست ہمسایہ ریاست [illegible] اسکی مدد پر تیار ہو جاویگا [illegible] اور چلگیا اور شاہ میلان نے بلگیریا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا مگر اپنی سابقہ کرتوتوں کی طرح سے یہ حرکت بھی بغیر اپنی طاقت کے اندازہ کرنے کی بغیر کی۔ شہزادہ بیٹنبرگ نے جلد ہی ثابت کر دیا کہ جیسا وہ وقت صلح کمزور تھا بوقت جنگ ویسا ہی بہادر آزما ہے۔ چنانچہ بڑی گرمی اور دھوم دھام سے الگزنڈر نے اپنی چھوٹی سی فوج کی کمان لی اور حملہ آوروں کے مقابلہ کیلئے سرعت سے چل کر اور بڑی جانبازی سے اُن کا کام تمام کر دیا۔ کیونکہ اگرچہ اُن دشمنوں کی کامیابیوں اور فتوحات کی [illegible] تھا اور اچانک حملہ کر دینے سے انکو حاصل ہوگئی تھیں۔ [illegible] سلطان بلگیریا کی مخالفت اور بچاؤ کو [illegible] کر دیا تھا تاہم وہ بہت بری طرح سے شکست دیئے گئے اور سرویا نکالے گئے اور نہ صرف کل یورپ کی ہنسائی اور ذلت کا موجب ہوئے بلکہ بیسے بہادر بلگیریا والے اُنکو بلگریڈ تک [illegible] لیکن پرنس الگزنڈر کے حکم سے چھوڑ دیا گیا۔ گو وہاں تک نہ پہنچے کیونکہ اس موقع پر سلطان المعظم بعد نے سرویا کی جان بچانے کیلئے التوائے جنگ تجویز کیا اور اس ذلیل طور سے لڑائی کا خاتمہ کر دیا۔

اگرچہ الگزنڈر بلگیریا کی آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا لیکن خود شہزادے کی [illegible] حملہ کیا اور [illegible] پوری وہاں تک کامیاب ہو گئی۔ جبکہ [illegible] ۱۸۸۶ع کو آدھی رات کے وقت الگزنڈر کو [illegible] مسلح آدمی آگھیرا اور اسکی [illegible] اسے تحریری دست برداری از تاج و تخت پر جبراً دستخط کرالئے۔ اور پھر اُسے قیدی بنا کر سرحد کی پار لے گئے۔ اور حسب معمول اس واقعہ کا علم اُس سے کسی طرح کا لگاؤ ہونے سے مطلقاً انکار کیا۔ گر ویسی ہی جیسی پالمال گزٹ کے ایڈیٹر [illegible] کے باہر کوئی شخص [illegible] یقین نہ رکھتا تھا اور اس [illegible] کی برخلاف شخصی کا جوش کل بلغاریہ میں [illegible] پر تھا۔ کہ اسمیں کوئی شک نہیں اگر الگزنڈر اپنے آپ کو پھر آزاد پاتا اور اپنی رعایا کی طرف چلا آتا تو اکثروں نے [illegible] اسے مدد دینی اور وہ پہلے سے زیادہ مضبوطی کیساتھ تخت پر متمکن ہو جاتا۔ مگر اُسنے وہ مستعدی اور مستقل مزاجی نہ دکھلائی جو اس نے سرویا کیساتھ جنگ چھڑ جانے کے موقعہ پر ظاہر ہوتی تھی وہ جھجکا۔ رکا رہا اور قیمتی وقت کو ہاتھ سے گذر جانے دیا اور آخر کار جب وہ بلگیریا کو واپس آیا ہی آیا۔ تو اُس نے اپنی اس دوسری آمد کو زار کی طرف ایک ایسا خط لکھنے سے ذلیل کیا جو ایسی خوشامدانہ اور عاجزانہ لفظوں میں تھا۔ کہ کل یورپ نے یکلخت اُسکا خیال تک کرنا چھوڑ دیا۔ اور تھوڑی ہی عرصہ میں وہ مشرقی شطرنج کی بساط سے غائب ہو گیا۔

آسٹن [illegible] جنگ [illegible] صوبہ [illegible] برلن کانگرس کے سفرا کی توجہ کو بقدر اپنی طرف مبذول رکھا اور جسکی بہتری کیلئے دو سال ہوئے کل [illegible] نے بقدر تردد ظاہر کیا تھا۔ ایسا منظر پیش کر رہا ہے جسپر انسان اور فرشتے روتے ہیں تو بجا ہے اور جس منظر نے

اس خیانت کی بابت [illegible] قاطع ثبوت پیش نہیں ہوا تو اتنا سب [illegible] سلطان الغازی عبدالحمید ثانی نے پیش کیا [illegible] کا واقعی علم رکھتا [illegible] تک لکھا [illegible] قائم مقام حاکم تھا [illegible] تعرض اور پھر حکومت [illegible] گذشتہ [illegible] جو ختم ہوئی [illegible] خاندان کا ایک [illegible] اس عہد [illegible] سلاطین [illegible] ابتک حاصل نہیں ہوئی [illegible] کسی [illegible] پرنسپل استقلال [illegible] ضرورت نہیں [illegible] شاہزادہ [illegible] جائے گا فقط ایک [illegible] وقت [illegible] آیا ہوا معلوم ہوتا ہے [illegible] اگر [illegible] سلطان عبدالحمید [illegible] قوم [illegible] خیال [illegible] اور اپنی کامل خود مختاری کا اعلان کردیں [illegible] منتخب [illegible] بلگیرین شہزادہ [illegible] حکومت کی مضبوطی اور بلگیرین رعایا کی خوشحالی کا موجب ہوگی [illegible] خیال کرتی [illegible] عہدناموں کا کوئی لحاظ نہیں کیا اسکی حکومت کچھ عرصہ [illegible] قائم نہیں [illegible] اسی طرح [illegible] بنایا [illegible] صرف ایک [illegible] پوچھا جاسکتا ہے وہ بلگیریا میں کتنی مدت [illegible] دیا جاویگا؟

اس معاملہ میں سلطان کی منشا [illegible] جب [illegible] یورپ کی بد انتظامی [illegible] برلن کانگرس [illegible] کیا گیا تھا اور اس عہدنامہ کی دستخط کنندگان میں سے ایک [illegible] باعث سلطان المعظم عبدالحمید [illegible] معاہدہ کی [illegible] قائم رکھنے کو تیار [illegible] اگر بد انتظامی [illegible] علاج کا [illegible] سلطان نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کیا۔ کل سلطنتوں میں سے جنکے [illegible] دستخط اس عہدنامہ پر کئے [illegible] ایک شرط پر پورا عمل کیا ہے اور اب بجا طور پر پرنس بسمارک کے الفاظ کی طرف [illegible] توجہ [illegible] جب عہدنامہ کی تیسری دفعہ پر بحث تھی [illegible] کافی ہے [illegible] تخت کے خالی ہو جانے کی صورت میں اس اتفاقی ضرورت کی [illegible] کسی کافی اور وافی تجویز [illegible] خواہش [illegible] کہا تھا کہ کانگرس کا یہ منصب نہیں کہ تمام مشکلات [illegible] چارہ جوئی تجویز کرے۔ اگر بلگیرین قوم نااتفاقی یا طبعی قابلیت کے باعث اپنے قوانین کو [illegible] چلا سکیگی۔ تو اسوقت یورپ کو ضرور [illegible] کرنا پڑیگا گو [illegible] صرف جبکہ ایسا وقت آن پہنچے کیا جاویگا۔"

وہ وقت آگیا ہے بلگیرین قوم کی نااتفاقی یا ناقابلیت سے نہیں۔ بلکہ [illegible] کی بے ایمانی اور دول عظام کی بزدلانہ پالیسی کے باعث یہ نئے قوانین کبھی نہیں چلینگے اب کیا یورپ [illegible] رہیگا؟ اگر وہ ایسا کرے گا تو اسکے خوض و فکر کے صرف دو ممکن نتیجے ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ صوبہ پھر براہ راست سلطان کی حکومت اور قبضے میں دیدیا جاوے۔ اس فیصلے کی تائید میں وہ عملی ترقی پیش کیجاسکتی ہے جو برخلاف اس تباہی بد امنی اور ناچاقی کے جو اس بری سراہی گئی خود مختار حکومت یعنے بلگیریا میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے کی ہے جو سلطان کی براہ راست حکومت میں رہنے دیئے گئے ہیں۔ ایسے فیصلے سے کم از کم یورپ میں امن عامہ تو ضرور قائم ہو جائیگا۔ کیونکہ اس فیصلہ سے بلگیریا کی حکومت یورپ کی ایک نہایت ہی کم حریص اور بہت ہی کم غاصب طاقت کے ماتحت چلی جاوے گی

* شہزادہ [illegible] کا [illegible] ثابت نہیں ہوا۔ شہزادہ [illegible] بلگیریا کا فرمانروا ہے اور ۱۸۹۶ء میں امیر المومنین اور دیگر سلاطین یورپ نے اسکو باضابطہ والی بلگیریا تسلیم کرلیا ہے

اگر مصیبت کے وقت مستقل مزاجی۔ معاہدوں پر وفاداری سے قایم اور ہتک آمیز برانگیختیں ملنے پر صابر رہنا مغربی طاقتوں کی رائے میں پسندیدہ اور قابل ستایش اوصاف ہوں۔ تو بیشک عبدالحمید بادشاہ کی بڑی فراخ حوصلگی سے پیرائے تائید کریگی۔ مگر افسوس برعکس اسکے پایا تو یہ جاتا ہے کہ یہ بیش بہا اوصاف وزرا میں حقارت سے دیکھے گئے اور انکو اور زیادہ غصب کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگرچہ ایسے فیصلے سے انگلینڈ اور کل دنیا کو وہ سب فوائد جنکا ہم نے ذکر کیا ہے حاصل ہو سکتے ہیں تاہم ہم نہیں خیال کرتے کہ ایسا فیصلہ ہونے کی کچھ بہت کم امید ہے۔ وہ نتیجہ حسب ذیل ہے۔ سب سے اغلب یہی ہو کہ یہ بیماری بڑھتی جائیگی اور اسکے نتیجہ برے ہونے کی تمام موجودہ حالات اور بوجہ یہی تائید کرتے ہیں کیونکہ اب جبکہ اس قلم کو بند کرتی ہوں جس سبب ایک لایق آدمی اور دانا فرمانروا کی اولاد ہے کی ادھوری اور نامکمل کوشش کی ہیں دیکھتی ہوں کہ مطلع تاریک ہو رہا ہے جنوب مشرقی یورپ پر طوفانی گھٹائیں چھا رہی ہیں اور اس طوفان کے پہلے کمزور گرجیں سنائی دیتی معلوم ہوتی ہیں اس طوفان کی بجلی توپخانوں کی چمکیں اور جلتے ہوئے دیہات کے روشن شعلے ہونگے۔ اسکی دھاریں اور سیلاب مردوں کا سرخ خون اور عورتوں کی تلخ آنسو ہونگے اور اسکا راستہ تاریخ میں برگشتہ تختوں۔ ویران سلطنتوں اور تباہ بستیوں کے نشانوں سے دکھایا جاویگا ⁂

تمام شد

(ضمیمہ نمبر اول)

حضرت جلالت مآب اعلیٰ حضرت سلطان الغازی عبدالحمید خان ثانی کے زندگی کے حالات

اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی السلطان کی پرائیویٹ پبلک لائف کے مختصر حالات انگلستان کے ایک پادری صاحب نے لکھے اور رسالہ موسومہ جون ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئے تھے چونکہ انہیں اس کتاب سے ایک گونہ مناسبت تھی اسلئے مترجم نے انکو بھی ترجمہ کرکے ضمیمہ کے طور پر کتاب کے اخیر میں لگا دینا مناسب سمجھا ہے تاکہ ناظرین انکے پڑھنے سے حظ اٹھائیں۔ ناظرین کو واضح رہے کہ یہ رسالہ پادریوں کا ہے اور جب متعصب سے متعصب پادری بھی ہمارے امیرالمومنین کی صفت وثنا کرے تو پھر بیہودہ سر کو مخالفین سلطنت عثمانی روم کی نامہربانیوں اور فتنہ پردازیوں کا اس سے بڑھکر کونسا کافی ثبوت ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اصل رسالے میں اس مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تاہم اس خاص مذہبی پرچہ میں شائع ہونے کی وجہ سے کسی پادری صاحب کا مضمون خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسلئے مترجم بڑی خوشی سے اُسے ترجمہ کرکے اپنے ہموطن بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہے :-

گو اس مضمون میں بعض فقرات اور بیانات ایسے ہیں۔ جو اس کتاب میں پہلے بھی آچکے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ہمارے ہر دلعزیز خلیفۃ المسلمین ایداللہ بالدین کی کوششہائے عظیمہ کی داد دینے کیلئے لکھے گئے ہیں اور اپنی نوعیت میں ایک خاص مزہ رکھتے ہیں۔ اسلئے مؤلف اُن کو قلم انداز کرنا مناسب نہ جانکر انہیں موقع اور انہیں محل پر بعینہ ترجمہ کرکے ناظرین سے ان فقرات کو دوبارہ پڑھنے کی تکلیف دینے سے معافی کا خواستگار ہے مضمون حسب ذیل ہے :-

وہ ایک خوشنما محل میں جو باسفورس کے کنارے پر واقعہ ہے ایک نہایت ہی حیرت انگیز عبرت بخش سانحہ واقعہ ہوا جسکی نظیریں ہلال کی گذشتہ تاریخوں میں اکثر پائی جاتی ہیں درحقیقت اس جگہ جو کچھ واقعہ ہوا وہ شاید کبھی بھی معلوم نہ ہو اور اس کی عقدہ کشائی شاید کبھی نہ ہوسکے معمّا یہ ہے کہ آیا سلطان عبدالعزیز نے خودکشی کی یا قتل کئے گئے ظاہرا معلوم تو یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ قتل ہی کئے گئے تھے سلطنت عظمائے روم اور اُسکے فرمانرواؤں کی تاریخوں میں نہ باری

سازشیں کوئی نادر الوجود چیز نہیں ہیں۔ خیر اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جب سلطان مرحوم خبط کی وجہ سے تخت سے علیحدہ کئے گئے تو ان کا چچا زاد بھائی سلطان **مراد** تخت نشین ہوا۔ تو اس تاریخ سے پانچ دن پیچھے وہ اپنے کمرے میں مردہ پائے گئے اور انکے بازو پر ایک شدید زخم پایا گیا۔ یہ امر تو مسلمہ ہی ہے کہ شہنشاہ مرحوم دماغی اور جسمانی قویٰ میں کمزور ہوگئے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُس روسی مداخلت اور دباؤ کو جو انپر پڑا ہوا تھا ہٹا نہیں سکتے تھے۔ اور جس سے یہ خوف پیدا ہوگیا تھا کہ روم کہیں روس ہی کا ایک صوبہ نہ بنجائے مگر کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوا کہ وہ درحقیقت ایسے ہی مجنون ہوگئے تھے کہ خودکشی کر بیٹھتے۔ تاہم ان کی علیحدگی اغراض مملکت کیلئے ضروری ہوگئی تھی۔ اسی لئے وزیروں نے انکے جنون کا بہانہ رکھ لیا تاکہ یہ امر دنیا کو جائز معلوم ہو۔ سلطان **مراد** تخت نشین ہونے پر یہ امید کی گئی تھی کہ وہ اپنے آپکو ایک لائق حکمران ثابت کریں گے۔ مگر چند ہی ہفتے گزرنے پر یہ معلوم ہوگیا کہ وہ بھی اس بھاری بوجھ کو نہیں اُٹھا سکتے۔ جس کو اس نازک وقت میں برداشت کرنا عثمانی شہنشاہ کو ضروری اور لازمی ہوتا تھا۔ اسی لئے وزیروں نے صلاح کی کہ اس فرمانروا کو بھی معزول کر دینا چاہئے۔ اور شیخ الاسلام مذہب اسلام کی مذہبی سند کی اجازت حاصل کرکے سلطان **مراد** کو بڑی آسانی سے معزول کر دیا۔

اس کے بعد کونسل نے یہ قرار پایا کہ تاج و تخت سلطان مراد کے چھوٹے بھائی **عبد الحمید** آفندی کو پیش کیا جاوے۔ اور ان سے درخواست کی جاوے کہ سلطنت کی اہم اغراض اس بات کی مقتضی ہیں کہ وہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوں اور سیف عثمانی کو زیب کمر کریں۔ مگر اول اول تاج و تخت کو وہ شخص جس کی خدمت میں یہ پیش کیا گیا کسی طرح پسند نہ کرتا تھا **عبد الحمید** آفندی برسوں سے تنہائی میں رہتے تھے۔ وہ حریص نہ تھے۔ اور اپنے اس باامن گوشۂ تنہائی کو سلطنت کے خارزار تاج سے بدلنا نہ چاہتے تھے۔ انہوں نے زور دیا کہ میرے بھائی کو اور موقعہ دیا جاوے تاوقتیکہ حکمرانی کرنے میں اس کی ناقابلیت بخوبی ثابت نہ ہو جائے۔ مگر جب یہ امر بوضاحت ثابت ہوگیا۔ تو انہوں نے بڑی مشکل سے اس درخواست کو قبول فرمایا۔ اور ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو اپنے بزرگان والاشان کے تخت پر ان بڑے نامور اور لائق بادشاہوں میں سے جو سلطنت عظمیٰ روم پر عرصہ ہائے دراز تک حکمران رہے ہیں اپنے آپ کو ایک ظاہر کرنے کے لئے جلوہ افروز ہوئے۔

اعلیٰحضرت امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ کی پیدائش ۱۸۴۲ء میں ہوئی۔ ان کی والدہ* ماجدہ سرکیشین تھیں جو اپنے معصوم بچّے کی پیدا ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد عالم آخرت کو سدھار گئیں۔ اور خورد سال بچے کی تعلیم و تربیت سلطان **عبد المجید** کی دوسری حرم محترمہ کے سپرد کی گئی جو خود لاولد تھیں۔ وہ بڑی دانا اور نیک عورت تھیں۔ انہوں نے یتیم اور بچے کو بڑی محبت سے پالا اور نہایت ہی الفت اور مادرانہ غور و پرداخت سے حفاظت کی۔ ان کا پہلا ادیب مصطفےٰ آفندی فارسی ملا تھا پھر کمال آفندی ان کا اتالیق مقرر ہوا جو مغربی تعلیم سے پورا ماہر تھا۔ اور جس نے ہمارے امیر المومنین کو ان کی خورد سالی میں نہایت ہی عمدہ مشرقی تعلیم دی۔ اور ساتھ ہی ساتھ مغربی خیالات بھی انکے ذہن نشین کرا دیا۔

---

* [illegible] اعلیٰحضرت کی والدہ ماجدہ کا [illegible]

انہوں نے عربی اور فارسی میں بڑی جلدی کمال حاصل کر لیا۔ اور تواریخ اور جغرافیہ کو بڑے شوق سے پڑھا مگر یورپ کی کل زبانوں میں عموماً اور فرانسیسی میں خصوصاً انہوں نے بہت کم ترقی کی چنانچہ اسوقت بھی اگرچہ وہ ان زبانوں کو سمجھ لیتے ہیں۔ مگر بول نہیں سکتے٭ اسی وجہ سے یورپ والوں کو اعلیٰ حضرت کیساتھ زیادہ راہ و رابطہ رکھنا ذرا مشکل ہے۔ بچپن ہی سے ان میں نحیف المزاجی کی علامات پائی جاتی تھیں۔ اور کم گوئی اور شرمیلے پن میں مشہور تھے۔ لیکن ساتھ ہی انکی طبیعت میں فہم و فراست اور ذہانت و ذکاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور غور و فکر کی عادت بچپن ہی سے پڑی ہوئی تھی۔ اور چونکہ انہوں نے مادرانہ الفت و محبت کا مزہ نہ چکھا تھا۔ اور والد بھی انکی کچھ اتنی غور پرداخت نہ کرتے تھے اسی لئے وہ اوائل عمر ہی سے بالکل تنہائی میں بسر اوقات کرتے تھے۔ اور دوسرے بچوں کی طرح آسائش و آرام اور کھیل کود سے بالکل الگ رہتے تھے جوانی کے وقت بھی وہ سیر تماشے میں کبھی شامل نہ ہوتے اور اپنی آمدنی اور خرچ میں ایسے محتاط رہے کہ تخت نشینی کے وقت تک انہوں نے ساٹھ ہزار پونڈ یعنی نو لاکھ روپیہ جمع کر لیا ہوا تھا۔ ۱۸۶۷ء میں وہ اپنے چچا سلطان عبدالعزیز مرحوم٭ کے ساتھ یورپ کی سیر کو گئے اور جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں۔ اُن کے پیرس۔ لنڈن اور وائنا میں اس سفر کرنے نے اُن کے خیالات کو وسیع کرنے اور علمی لیاقت بڑھانے میں بڑی مدد دی اور جوں ہی قسطنطنیہ میں واپس آئے۔ اپنی تعلیم کی کمی کو پورا کرنے کی خواہش اُن کے دل میں بڑے زور سے پیدا ہو گئی اور مطالعہ اور کتب بینی میں بڑی محنت سے مصروف ہو گئے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے علم موسیقی کا بھی کچھ شغل رہا۔ مگر پہلے کی طرح اب بھی وہ کبھی سوشل یا اجتماعی تفریحوں یا تماشوں میں ہرگز شامل نہ ہوتے تھے۔ بلکہ کسی قسم کا شکار تک بھی نہ کھیلتے تھے۔ پولیٹیکل دورہ گردی کے بعد اپنے چچا سلطان عبدالعزیز کے ظالمانہ طریق سے قتل کئے جانے کی خبر سنکر انکے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور جب اُن کا بھائی مراد تخت نشین ہوا تو سب سے پہلے اعلیٰ حضرت ہی نے اُس کے ہاتھوں بیعت کی۔ اور صرف اُسی وقت انکے کیرکٹر کی طبعی قوت اور طاقت نمایاں ہوئی۔ جبکہ سلطان مراد دماغی کمزوری کے باعث معزول کئے گئے۔ اور یہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوئے۔ شاید اس سے پہلے یہ خود بھی اس خفیہ قوت سے جو ان میں نہاں تھی بیخبر ہوں اور جسکے ظاہر ہونے کیلئے شاید موقعے اور وقت کی ضرورت تھی۔ کیونکہ عنانِ سلطنت کو ہاتھ میں لیتے ہی ہمارے متین۔ کم گو۔ مطالعہ میں غرق۔ تنہائی پسند۔ عزلت نشین شہزادے نے وہ مستعدی چستی۔ اور لیاقت خداداد ظاہر کی۔ کہ وہ اشخاص بھی جو بچپن سے لیکر اسوقت تک انکے حالات سے پورے ماہر تھے۔ حیران اور ششدر رہ گئے ٭

ترکی تواریخ کے ایک نہایت ہی تاریک زمانے میں ان کو عنانِ سلطنت سنبھالنی پڑی۔ گورنمنٹ نے

٭ ترکی قانون کے موافق اپنی زبان افیشل ملاقاتوں کے موقعہ پر بولی جاتی ہے ٭

٭ سلطان عبدالعزیز بھی انسے بہت محبت کرتے تھے

اس سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے اپنے آپ کو بالکل دیوالیہ بتا دیا ہوا تھا۔ صیغۂ مال بالکل بربادی کی حالت میں تھا۔ اور روسی ایجنٹ اور جاسوس ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں رعایا کو دلفریب وعدوں سے لالچ دلا کر اور چپکے چپکے ہوتے جھگڑا رہے تھے۔ کئی رشوتیں دیکر بغاوت پر اُبھارنے میں بڑی مستعدی سے مشغول تھے۔ سروبلیا نے روم کو اعلان جنگ دیا ہوا تھا۔ اور فوج مشاہرہ نہ ملنے کے باعث بے ترتیب اور ناراض ہو رہی تھی۔ مگر اعلیحضرت سلطان المعظم بڑی سنجیدگی اور متین آرائی سے ان تمام مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اُنکے اس تدبیر اور فراست سے کل یورپ حیران ہو گیا اور وہ بادشاہ جو دریائے نیوا کے سواحل پر حکمران تھا یعنی زار اور جو سلطنت عظمٰے روم کے یورپین مرد بیمار کی حالت سنبھلنے کو بالیقین دیکھنا گوارا نہیں چاہتا تھا۔ رشک و حسد کے مارے جل بھن کر کباب ہو گیا۔ اس نازک موقعے پر اعلیحضرت نے نہایت ہی بڑا حلم بردباری اور فراست ظاہر کی۔ وہ اپنے وزیراعظم مدحت پاشا کی بے اندازہ قدرت و منزلت کو تاڑ گئے تھے اور اسی لئے جبکہ انکی اور دوسرے قدرت یافتہ وزرا کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کو مناسب سمجھا گئے اسکے ساتھ ہی وہ اپنی تجاویز کو بڑی احتیاط سے سوچتے رہے۔ اور مطابق منشاء کے خود حکومت کرنے کے لئے سامان تیار کرتے رہے ✦

اپریل ۱۸۷۷ء میں زار نے بجائے اُس خفیہ جنگ کی جو وہ کچھ عرصہ پہلے سے سرویا والوں کی آڑ میں کر رہا تھا علانیہ اشتہار جنگ دے دیا۔ اور اس کا باعث اور مدعا اُس نے یہ بتایا کہ مشرق کی عیسائی رعایا کی حالت کے درست کرنے میں روسی قوم کے مضطربانہ تردد اور خواہش کو پورا کیا جاوے۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ زار نے اپنی قوم کا عندیہ کیسے معلوم کر لیا۔ جبکہ نہ ہی اخباروں کو آزادی تحریر حاصل ہے۔ اور نہ ہی قومی خیالات عام اور پبلک تقریروں کے ذریعے سے ظاہر کئے جا سکتے ہیں خیر کچھ ہی ہو حضرت زار فرماتے ہیں کہ "روم کے بیجا اور معاندانہ کبر و ضد سے تنگ آکر ہم اپنی فوج کو بتقاضائے ایزدی اور عنایات ربانی کی خواستگاری کر کے اُسکو اس دینی مہم کے نپٹانے کا حکم دیتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں کہ وہ سرحد سے عبور کر جائے ✦

جس بہادری اور جرأت سے ترک لڑے۔ اور جیسی شجاعت سے انہوں نے اپنے ملک کی خدمت کی۔ تو اس جنگ کے مطالعے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور گو ترکوں کو اکثر ہزیمتیں ملیں لیکن روسیوں کی بھی کچھ کم گت نہ بنی آخر کار مارچ ۱۸۷۸ء میں عہدنامہ سین سٹفانو پر دستخط کئے گئے جس کی شرائط اُس نے ایسی غاصبانہ اور جابرانہ مقرر کیں کہ اُسکے مشتہر ہونے ہی کل یورپ میں تہلکہ برپا ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ باقی دول اُنکی شرائط کی بجا آوری کو ہرگز قبول نہ کرینگی اس جوش و خروش کا نتیجہ یہ ہوا کہ برلن کانگرس منعقد کی گئی ✦

اس کانگرس سے جیسا کہ کل دنیا جانتی ہے عہدنامہ سین سٹفانو کے پرخچے اُڑ گئے اس کے ختم ہونے پر لارڈ بیکنسفیلڈ لنڈن واپس گئے اور فرمایا کہ صلح اور باعزت صلح قائم کی گئی ہے۔ روسی سفیر اسینٹ پیٹرزبرگ کو

سد نا رہے کہ باب عالی کے معاملات اور کار دائیوں میں ابتری مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوں اور ترکی کلا دے نے اسلامبول کی طرف مراجعت کی جس جگہ وہ ان لوگوں اور تجاویزوں میں بآسانی پہنچ کر معاون سمجھتا تھا سے سلطنت عظمیٰ میں اصلاح و افلاح کا دورہ شروع ہو گیا +

لڑائی کے ختم ہوتے ہی اعلیٰحضرت سلطان غازی نے اپنی تجاویز عمل میں لانی شروع کر دیں۔ ان کو ثابت ہو گیا تھا کہ ہمارے قیام حکومت میں ایک ... کا خدشہ باقی نہیں ... اپنے باپ دادا کے ممالک میں خوش وقتی اور خوشحالی کو قایم کریں ... نصرت ہو گئی۔ مگر سب سے پہلا ضروری کام اس بادشاہ دریا دل و قدرت والا کو سنگین سزا دینا تھا۔ ... اندرونی ہی میں مختل تھا۔ مدحت پاشا کی کانسٹیٹیوشن جس کے منظور کرانے پر سلطان المعظم مجبور کئے گئے تھے منسوخ کر دی۔ سلطان المعظم نے یہ جان لیا کہ ملک ابھی پولیٹیکل ترقی کے اس درجہ تک کہ جس میں صرف مہذب قسم کی کانسٹیٹیوشن چل سکتی ہیں نہیں پہنچی۔ اور کہ کلیتہً گھڑی ہوئی کانسٹیٹیوشن یعنے وہ قوانین جو اعلیٰ ترقی پر مبنی ہیں ایک کوڑی کی حیثیت نہیں رکھتے۔ شاید اس پالیسی کی موید اور بھی اغراض ہوں کیونکہ یہ ممکن تھا کہ اولوالعزم پیغمبر خاندان کے قدیم طریقہ اور پالیسیوں کو بدل دینے کا قصد کرتا۔ طریق حکومت خاصیت قوم اور قدرتی وضع ملک پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ مزاج اہل الرائے کو اس میں شبہ نہ ہوگا کہ عام تعلیم حالت میں قوم کی موجودہ کمی اور حکومت خود مختاری کے ابھی ناقابل ہونے کی وجہ سے اس کی اصلی ترقی کے لئے کسی ... طرح کی براہ راست حکومت اگر نہایت ہی لازمی نہیں تو اشد ضروری تو بہرحال ہے اور پھر نہایت خوش نصیب اگر حکومت ایک لائق شہنشاہ کے ہاتھوں میں ہو +

عالیجناب سلطان البرین والبحرین کی تجاویز نہ سوچنے کے باعث یورپ والوں نے شور و غوغا مچا دیا۔ اور سلطان المعظم کی حکمت عملی اور تدابیر اکسیر حکم کو سوچے سمجھے بغیر وہاں کے بعض جاہل مدبران خود فروش نے واویلا شروع کر دیا کہ قیصر روم نے اپنے ملک کی اٹھتی ہوئی آزادی کو کچل کر پھر وہی پرانی اور تاریک اور بیجا حکمت عملی اختیار کر لی ہے مگر ہمارے ظل اللہ کا کام ان بیہودہ ہرزہ بکنے والوں سے بدرجہا عمدگی سے جانتے تھے۔ وہ کسی لوم و لائم کی پرواہ نہ کر کے اپنے کام میں بڑی دلاوری اور جرأت کے ساتھ مشغول رہے۔ مگر ساتھ ہی عرش پایگاہ سلمہ اللہ تعالیٰ کو مخالفین اور معاندین کی سازشوں سے ذرا بھی دم لینا نہ ملا۔ بلکہ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ ان کو یہ رنج دہ صداقت معلوم ہو گئی کہ اکثر وہ اشخاص جنہیں وہ کامل بہی خواہ سمجھتے تھے۔ اور جن کو انہوں نے حضیض ادبار سے نکال کر عزت و افتخار کی چوٹی تک پہنچایا تھا مار آستین سے کم نہیں ؏ دوست سمجھے تھے جنہیں ہم وہی دشمن نکلے +

اسی لئے انہوں نے پبلک لائیف سے بذات خاص آہستہ آہستہ گریز اختیار کر لیا۔ مگر ساتھ ہی کاروبار مملکت کو ایک آن بھی نہ چھوڑا +

محل یلدز جو قسطنطنیہ سے باہر تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ اُن کی پیاری جائے رہایش ہے۔ اِن کی

حکومت فرحت نسط کے پہلے مہینے کے ختم ہونے پر ایک راوی چشمدید بیان حسب ذیل لکھتا ہے :-

"ہر ایک اہم مالی معاملے میں سلطان عبدالحمید کی ذاتی رائوں نے ایک بہت بڑا اور قطعی اقتدار حاصل کر لیا ہے - جو اقتدار دن بدن بڑھ رہا ہو گا اس کے متقدمین کے رعب سے بالکل ہی مختلف قسم کا ہے - یہ وہ طلا نیا متلون دین کیسی مداخلت نہیں جو عارضی ترنگوں یا خفیہ مشورہ یا پوشیدہ دباؤ کا نتیجہ ہو بلکہ یہ مداخلت سلطان کی طرف سے تمام امور سلطنت پر ہر ایک قسم کی آگاہی و قدرت حاصل کرنے اور پھر اس آگاہی کی بنیاد پر اپنی رائے قائم کرنے کی باقاعدہ کوشش ہے وہ کدورت جو شروع شروع میں اس کے دل میں ان وزیروں سے پیدا ہو گئی تھی - جو اسکے ماقبل حکومت کے اخیر میں بہت کچھ چالاک رہے تھے پوری وضیعت ہونے کے باعث بالکل دور ہو گئی اور وہ تعلقات جو اُنکے اور اُنکے درمیان قائم ہو گئے ہیں عجیب ہی قسم کے ہیں صدیوں کے قواعد و آداب کے مطابق سلاطین باقی کل دنیا کی طرح اپنے وزیروں کے ساتھ بھی بہت کم خلا ملا رکھتے تھے - مگر موجودہ سلطان نے اس تنہا رہنے کی بندشوں کو توڑ دیا ہے وہ اُن کو اپنے حضور میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے اور کونسل میں معاملات پر بحث کرتا ہے - اُس نے حال ہی میں تجارت و حرفت کو ترقی دینے - زراعتی مدارس کھولنے اور آزمائشی زراعتی فارم قائم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے - (اُس کی یہ خواہش پوری ہو گئی) اُس نے اپنی ذاتی خدمات کیلئے اُن افسروں کو منتخب کیا ہے جنہوں نے یورپین تعلیم پائی ہے اور جو صرف ان زبانوں ہی کو بول سکتے ہیں - بلکہ یورپ کے مہذب ملکوں کے بڑے بڑے اعلے خیالوں سے بھی واقف ہیں"

اندرونی اصلاحات کے بارے میں اس مقبول و محبوب بارگاہ الٰہی کی کل خواہشیں بفضل ایزدی پوری ہو گئیں ہیں سب سے پہلا امر جس کی اصلاح ضروری تھی صیغہ مال تھا جو نہایت ہی ابتر اور تباہی کی حالت میں تھا مسٹر نیکر کے وقت سے لیکر جس نے انقلابی فرانس کے خزانے کو درست کیا - آج تک کسی انسانی فنانشر کو ایسا مایوسی بخش اور بے سر و پا منظر پیش نہ آیا تھا - سلطان المعظم کے حکم سے سرکاری کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر ہوئی جس میں خفیہ غبنوں اور خیانتوں کی ایسی وارداتیں ظاہر ہوئیں جو کسی مشرقی ملک میں بھی اب تک نہ پائی گئی تھیں - ان کو دور کر کے نہایت ہی عمدہ مالی پالیسی اختیار کی گئی جسکے مفید اور کارآمد ہونے کی کل سلطنت علیا کی موجودہ مرفہ الحالی اور صیغہ مالی کی روز افزوں ترقی اور خوش حالی کافی شہادت دے رہی ہے - خزانے کی درستی کے بعد دوسرا امر قزاقی کو روکنا تھا - جو سلطنت روم میں بیحد درجے تک بڑھ گئی تھی - اعلیحضرت سلطان المعظم نے بڑی مستعدی سے اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا - اور قزاقوں کی گرفتاری اور اُنکی بیخکنی کی کارروائیاں بڑی تیزی سے جاری ہیں - جن کا نتیجہ صاف نمایاں ہو رہا ہے - ان کارروائیوں کے چندے اور اسی طرح جاری رہنے سے تمام ممالک محروسہ سے قزاقی کا نام و نشان تک دور ہو جاویگا - اور ٹرکی کی مالی حالت اور روم کی خوشحالی دن بدن بڑھتی چلی جائیگی ۔

صرف یہی ترقیاں ہیں جو اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کے عنانِ حکومت کو ہاتھ میں لینے کے وقت سے ہوئی ہیں۔ ان کی خاص ذاتی نگرانی میں سلسلہ تعلیم مدارج اعلیٰ تک پہنچ گیا ہے۔ اور صرف لڑکوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ تعلیم نسواں نے بھی انکے ظلِ حمایت میں ترقی کی ہے۔ وہ جاہلانہ علم نہیں۔ ابتدائی تعلیم لازمی کی گئی ہے اور ہر جماعت کے واسطے ضروری ہو گیا ہے کہ اس میں ایک مدرسہ تو ایسا ضرور ہو جس میں تعلیم مفت دیجاوے اور جہاں علاوہ قرآن شریف کے موجودہ علوم و فنون کی تعلیم دیجاوے۔ یہ کہنا شاید ضروری نہیں کہ اعلیحضرت کو اس بارے میں سخت متعصبہ مخالفتوں سے سابقہ پڑا اور اسی وجہ سے ممالک کے دور دراز حصے کما حقہ ترقی نہیں کر سکے۔ مطابع بھی اعلیحضرت کے خاص ظلِ عاطفت میں آ گئے ہیں۔ اور خاص سرکاری مطبع میں حکم شاہنشاہی کے مطابق یورپ کے علوم و فنون اور سائنس کی کتابوں کے ترجمے برابر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس امر کی حکومت سابقہ میں اجازت تک نہ تھی۔ سلطان المعظم کو ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے کہ ان کی رعایا کی علمی اور دماغی لیاقت اعلیٰ درجہ تک پہنچائی جاوے +

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کی اصلاحیں صرف یہیں پر ختم نہیں ہو گئیں۔ فوج کو از سر نو مرتب کیا اور اس کو باقاعدہ تعلیم دینی ضروری تھی اور انہوں نے اس صیغے میں بھی ویسی ہی دلچسپی اور مستعدی کی کوشش کی جیسی کہ دوسرے صیغوں میں کی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج روم کی فوجی حالت درجہ کمال پر ہے۔ اور ایسی عمدہ اور باقاعدہ ہے کہ امپراطور ولیم ثانی شہنشاہ جرمنی کی زبان بھی جو جنگی امور پر معتبر اور مستند اہل رائے ہیں اس کی صفت و ثنا میں لال ہے۔ سلسلہ ریلوے بہت کچھ بڑھایا گیا ہے اور ایشیا میں کئی نئی لائنیں زیر تعمیر ہیں +

ان سب کاموں میں یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سلطان المعظم عبد الحمید خان ہی بذات خاص مستعد اور مصلح خود ہیں۔ انکے وزرا صرف حکم کے بندے ہیں جو سلطان المعظم کے براہ راست احکام اور تجاویز پر کاربند ہوتے ہیں اور جو اکثر پرانے خیالات کے آدمی ہوتے ہیں۔ بیشک یہ اعلیحضرت کے لئے ایک سختی ہے کہ اپنی رعایا کی بہتری میں گو وہ بذات خاص سچے دل سے کیسے ہی پرجوش اور مستعد ہیں مگر انکے وزرا اور دوسرے حکام ماتحت میں ویسی ہی پرجوشی اور مستعدی نہیں پائی جاتی۔ اسی لئے صوبجات سلطنت میں تہذیب اور شائستگی کی ویسی ترقی نہیں ہوئی جیسی کہ ان شہروں و ممالک میں ہوئی ہے جو اعلیحضرت کی خاص ذاتی نگرانی میں ہیں یا قریب واقع ہیں۔ سلطان المعظم بڑے ہی رحمدل ہیں اور یہ عام معلوم امر ہے کہ تخت نشین ہونے سے لے کر آجتک انہوں نے صرف ایک ہی فرمان قتل پر دستخط کئے ہیں۔ انہوں نے ایک طرح سے یہ سنگین سزا ہی موقوف کر دی ہے کیونکہ ایسے مجرموں کی قسمت کا فیصلہ بذات خود فرماتے ہیں +

اس میں بھی شک نہیں کہ روم کو اس کی بدانتظامیاں خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہوں غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں سے سخت نقصان پہنچتا ہے۔ جو کچھ اس جگہ در اصل واقع ہو بیرونی دنیا میں اس کی خبر بالکل الٹی پلٹی ہو کر پہنچتی ہے۔ اچھا امر بالکل اُلٹا مشتہر کیا جاتا ہے اور برا امر بڑے مبالغے کیساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ بات تو دنیا میں عام دل نشین ہوئی ہوئی ہے کہ کیا روم سے کوئی خیر کی خبر بھی آ سکتی ہے؟ اور یہ امر مسلمہ مانا گیا ہے کہ سلطان ہر وقت عیش و آرام میں مست رہتے ہیں اور امور سلطنت میں ہرگز دخل نہیں دیتے مگر وہ ہر ایک شخص جو اسلامبول میں رہتا ہے۔ اس امر سے اچھی طرح واقف ہے۔ کہ فرمانروائے حال نہایت ہی متین ہیں اور موجودہ اصلاحیں اور ترقیاں ثابت کرتی ہیں۔ کہ ان کی تمام توجہ اور لیاقت امور سلطنت میں صرف ہوتی ہے۔ اُن کی پرائیویٹ لائف بجائے ایک مشرقی شہزادے کی طرح عیش و آرام میں بسر کرنے کو بالکل ایک یورپین شریف آدمی کی طرح ہے۔ مالی صیغے کی دیگر اصلاحوں میں ایک یہ ہے کہ انہوں نے حرم کے اخراجات کو بھی بہت کم کر دیا ہے۔

بذات خود اعلیٰ حضرت صرف ایک ہی حرم محترم رکھتے ہیں۔ گو اُن کی شرعی ازواج چار ہیں۔ جو تعداد ہر ایک سلطان کیلئے لازمی ہے۔ مگر وہ کسی پر بھی خاص نظر عنایت نہیں رکھتے۔ اور اگرچہ اُن کے حرم کی تعداد اب بھی بہت بڑی ہے۔ مگر یہ صرف اپنے ملک اور اپنے خاندان کی رسوم و آئین کی پابندی کی وجہ سے ہے ورنہ آپ تین سو حرم محترمات خلاص کرنا چاہتے ہیں جو انہیں صرف زیر بار اخراجات کرتی ہیں۔ اور جو بھی مشرقی ممالک کی درباری سازشوں کا اکثر باعث ہوتی ہیں۔ مگر قاعدہ کلیہ ہے کہ صدیوں کی قوت یافتہ رسوم آسانی سے توڑی نہیں جا سکتیں پس ہر سال میں ہر سالگرہ کو اور دیگر موقعوں پر والدہ ماجدہ اعلیٰ حضرت کو ایک ایک خوبصورت کنیز پیش خدمت کرتی ہیں۔ اور یہ جوان خاتونیں بطور حرم محل سلطانی میں داخل کی جاتی ہیں۔ جہاں ہر ایک کا الگ الگ سامان و انتظام ہوتا ہے چنانچہ فی حرم ما سوائے گھوڑوں۔ گاڑیوں اور سائیسوں کے کم از کم چار خواجہ سرا اور چھ خادمہ ہوتی ہیں۔

اس ایک محل کے خرچ کو تین سو سے ضرب دو۔ پھر معلوم ہو جاویگا کہ سلطان المعظم کی سالانہ سول لسٹ تیرہ لاکھ پونڈ کیوں ہے۔ اس رقم کا ایک معتد بہ حصہ جہیزوں میں خرچ ہوتا ہے۔ جو سلطان المعظم ان کنیزکوں کو عنایت فرماتے ہیں جن کا عقد وہ اُن افسروں سے کر دیتے ہیں۔ جن پر عنایت خاص ہو۔ ہر سال قریباً سو کے عقد کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک کو اعلیٰ حضرت قانوناً دس ہزار پونڈ بخشتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہر ایک دولہا کے لئے جس کو سلطان المعظم کوئی حرم عنایت فرمائیں یہ لازمی ہے کہ حتی المقدور جلد ممکن ہو اس حرم کے عوض ایک غلام کنیز پیشکش سلطانی کرے تاکہ امپیریل حرم سرا کی حرموں کی تعداد پوری رہے۔ اعلیحضرت سلطان جیسا کہ ہر ایک شخص جو اُن سے واقف ہے جانتا ہے اس تمام سلسلے سے نہایت ہی بیزار ہیں۔ مگر امپیریل حرم میں اس تمد

ازدواج رکھنے سے بہت بڑے تعلقات وابستہ ہیں۔ اور اگر سلطان المعظم اس کارخانے کو دور کر دیں۔ تو بیشک خدانہ کرے یا تو وہ معزول کر دیئے جاویں یا قتل کئے جاویں۔ مسٹر ولیم واٹس نے ایک دفعہ سلطان المعظم کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ کہ وہ اس کارخانے کو اس طرح سے کم کر دیں۔ کہ جو لڑکیاں واقع ہوں انکو چلتا کیا جاوے۔ مگر یہ امر آسان نہیں کیونکہ ہر ایک درباری وزیر اور با اقتدار پاشا حرم سرائے سلطانی میں اپنی بیٹی کے داخل ہونے کو اس کے لئے جہیز کے حاصل ہونے اور والدہ کا خطاب ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جو شہزادی کے خطاب کے برابر ہے ◆

یہ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اتنے بڑے کنبے کا خرچ بھی بہت ہی بڑا ہے تاہم سلطان عبد الحمید بیجا اسراف کے روکنے میں از حد کوشش فرماتے ہیں۔ پھر بھی جب کبھی وہ دلمہ باغچی کے محل سرا میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ تو چھ ہزار آدمیوں کے لئے روزانہ کھانا تیار ہوتا ہے۔ اور شاید اسی لئے وہ نسبتاً چھوٹے محل یلدز کو جو کہ بہت مختصر ہے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک واقف کار شخص سلطانی محلات کا مندرجہ ذیل نقشہ بتاتا ہے اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ اتنے بڑے کنبے کا انتظام اس خوبی سے ہوتا ہے کہ نہایت ہی بے وقت فرمائشوں پر بھی کبھی کوئی دقت واقع نہیں ہوتی۔ ہر ایک صیغہ ایک ایک شخص کے زیر اہتمام ہے۔ جو اسکے انتظام کا براہ راست ذمہ دار ہے اسکے ماتحت خادموں اور غلاموں کی ایک جماعت رہتی ہے جو اسکے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور وہ بذات خود صرف اعلیٰ افسر کے دفتر دار کے ماتحت ہوتا ہے۔ عورتوں کو کل محکموں کی کسی چیز کے انتظام میں ذرا بھی دخل نہیں وہ یا تو بیگموں کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ یا خاص خاص صورتوں میں سلطان المعظم کی خدمت گزاری کرتی ہیں یہ کل انتظام اس طرح تقسیم ہے کہ سوائے لارڈ ہائی چیمبرلین (قپوچی باشی) اور دفتر دار کے کسی اور کو سخت محنت نہیں کرنی پڑتی۔ چیمبرلین تو اکثر سلطان المعظم کی ذاتی خدمت میں رہتا ہے۔ اور ہر وقت حضوری میں حاضر رہتا ہے۔ اسکے کل محکمے کا انتظام دفتر دار کے ذمے ہے۔ اس نے خریداروں کی ایک جماعت مقرر کی ہوئی ہے۔ ان میں سے ہر ایک سپرد اپنے تبدیلوں کے لئے خاص خاص اشیا کے خرید کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اور انکے ماتحت بہت سے معمولی غلام اور ملازم ہوتے ہیں۔ ایک شخص مچھلی کے مہیا کرنے کی خدمت پر ہے۔ اور چونکہ چھ ہزار آدمیوں کے لئے مچھلی کا ایسی جگہ میں جہاں مچھلی کی منڈی نہ ہو جیسے کہ اور بڑے بڑے شہروں میں ہے مہیا کرنا آسان کام نہیں اس نے بیس آدمی چھوٹی چھوٹی منڈیوں میں پھر کر ماہی گیروں سے مچھلی خریدنے کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور پھر ان میں سے ہر ایک کے ساتھ دو دو آدمی ہوتے ہیں کہ خرید کر مچھلی کو اٹھا کر لا دیں۔ ہر ہفتے میں تخمیناً ... پونڈ یعنی (۲۰۰ من) مچھلی خرچ ہوتی ہے ◆

۱۸ ہزار پونڈ (یعنی ۲۲۵ من) روٹی روزانہ کھانے میں آتی ہے۔ جو بڑے بڑے تنوروں میں تیار

سے ذرا فاصلے پر بنے ہوئے ہیں کہتی ہیں۔ باورچی خانے تمام محلوں اور کوشکوں سے علیحدہ اور دور بنے ہوئے ہیں
ان کے پکانے کیلئے باورچیوں کی بہت بڑی جماعت مقرر ہے۔ اور علاوہ ازیں آٹا اور ایندھن مہیا کرنے کیلئے
ایک اور بہت بڑی جماعت متعین ہے۔ ایندھن اکثر اونٹوں پر لایا جاتا ہے اور کچھ کشتیوں کے ذریعے۔ پتلی روٹی
بڑی موٹی مگر ہلکی نان اور شیرین ہوتی ہے اور ہر طرح سے نہایت لذیذ ہوتی ہے۔ اور خاصکر جو سوجی کی پکائی
جاتی ہے +

سلطان المعظم کا کھانا صرف ایک شخص مع اپنے شاگرد پیشوں کے پکاتا ہے۔ کوئی دوسرا اسے
ہاتھ تک نہیں لگا سکتا ہے۔ یہ چاندی کی دیگچیوں میں پکایا جاتا ہے۔ اور جب تیار ہو جاوے۔ تو ہر ایک دیگچی پر
کاغذ کا ٹکڑا چسپاں کیا جاتا ہے اور وہ سر بمہر بند کی جاتی ہے جس کو ہائی چیمبرلین سلطان المعظم کے حضور میں
کھولتا ہے۔ اور ہر ایک برتن میں سے ایک ایک چمچہ لے کر پہلے خود چکھتا ہے۔ یہ امر زہر کے اندیشے کے لئے
کیا جاتا ہے۔ طعام ہمیشہ انہیں برتنوں میں جن میں وہ پکایا جاتا ہے سلطان المعظم کے سامنے رکھا جاتا ہے۔
یہ اکثر سونے کے ہوتے ہیں۔ مگر اس حالت میں کہ وہ اس سے کم درجے کی دھات کے ہوں تو وہ سونے کی ایک
[illegible] ہما برتن میں رکھے جاتے ہیں۔ جن کو ایک غلام پکڑے رہتا ہے۔ اور سلطان المعظم تناول فرماتے جاتے ہیں۔
ہر ایک دیگچی میں مختلف قسم کا طعام ہوتا ہے جس کو سلطان المعظم روٹی اور ایک قسم کی لپتیوں کیساتھ جن کو دوسرا
غلام متصرف دسترخوان میں پکڑے رہتا ہے نوش جان فرماتے ہیں +

سلطان المعظم دوسرے برتنوں کا ہرگز استعمال نہیں کرتے بلکہ تمام کھانا انہی چھوٹی چھوٹی دیگچیوں میں
کھاتے ہیں میز پر تو ہرگز کھاتے ہی نہیں۔ اور چھری کانٹا گاہ گاہ برتتے ہیں وہ سالن اور سبزی کو انگلیوں
سے کھانے کو بہت مرغوب رکھتے ہیں +

جتنی قسم کے کھانے ہوں اس سے دگنے غلام حاضر رہتے ہیں۔ وہ عموماً کسی دریچے کے پاس
جو آبنائے باسفرس کے اوپر ہو۔ دیوان پر بیٹھ جاتے ہیں اور کھلے پائنچے کی ازار اور جبکلک کو زیب تن فرما لیتے
ہیں۔ اور آستینیں اوپر چڑھا لیتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد وہ قہوہ نوش فرماتے ہیں۔ پھر سگریٹ پی کر اطمینان
کے ساتھ نیچے لیٹ جاتے ہیں۔ اور مختلف خیالات میں مستغرق ہو جاتے ہیں اس آرام کو وہ کیف بند فرماتے ہیں
تباہی ہے اس شخص کے لئے جو ان کو اس وقت دق کرے +

باقی تمام خاندان کے لوگ جب جہاں چاہیں اپنا کھانا کھا سکتے ہیں۔ ہر ایک کے سامنے چھوٹا سا
دسترخوان جس پر ایک چمچہ اور چند روٹیاں ہوتی ہیں۔ بچھا دیا جاتا ہے۔ مگر طبقۂ اعلیٰ کے سامنے روٹی کی
جگہ لپتیاں رکھی جاتی ہیں +

تخمیناً ہر روز پلاؤ کے واسطے ایک ٹن چاول چھ سو پونڈ قند۔ اور اسی قدر قہوہ علاوہ دوسرے مصالحوں پھلوں میووں گوشت اور سبز ترکاریوں کے خرچ ہوتا ہے ۔

تقریباً کل ترک چاول۔ گوشت اور روٹی اکثر کھاتے ہیں۔ مچھلی۔ شہد۔ مٹھائی۔ مربیات اور خشک اور تازہ پھل اور میوہ جات الگ رہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ باورچی خانوں میں فضول خرچی اور اسراف تو بہت ہی ہوتی ہے اور ہر روز اسقدر کھانا پھینکا جاتا ہے کہ اس پر سو کنبے پرورش پا سکتے ہیں۔ مگر یہ فضول خرچی فقط محل ہی میں محدود نہیں بلکہ یورپ کے اکثر شاہی محلوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ فالتو بچا کھانا فقیر اکٹھا کر لیتے ہیں یا قسطنطنیہ میں [illegible] ہیں اور جو باقی بچ رہے وہ آوارہ کتوں کے کام آ جاتا ہے ۔

دیوان معظم پر ایک طرح کے منتہا کے لئے اور باقی کنبے کے صرف کے لئے پانی دو خوبصورت چشموں میں سے جو [illegible] دو دوسری طرف محدود مقاموں پر واقع ہیں لایا جاتا ہے۔ قصر شاہی کا ایک بھی دن ایسا نہیں ہے کہ ایک گھوڑا دردولت پر ہر وقت تیار نہ رہتا ہو۔ اور نہ ایک گاڑی دن رات تیار رہے۔ کیونکہ [illegible] ناگہانی تبدیل مکان کر جاتے ہیں۔ جو کہ وہ اکثر صرف ایک [illegible] کی اطلاع پر کر دیتے ہیں ۔

باوجود اپنے گرد اس بھاری خرچ کے کارخانے [illegible] کے ان تمام چیزوں کا مالک خود بڑی سادگی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ امیر المومنین بہت ہی سویرے علی الصباح اٹھتے ہیں۔ پوشاک پہنتے ہیں۔ زیادہ وقت نہیں لگاتے [illegible] یورپین قانون معاشرت کے مطابق انہیں شاید بہت زیادہ وقت لگانا پڑے پوشاک زیب تن [illegible] اور نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد ایک پیالی [illegible] قہوہ کی نوش جان فرماتے ہیں اور پھر فوراً ہی سگرٹ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ جو کہ وہ سارا دن برابر پیتے رہتے ہیں۔ حاضری [illegible] تناول کر لینے کے بعد خانگی معاملات کی طرف بشرطیکہ ضرورت ہو توجہ کرتے ہیں جس کی ایسے خاندان میں جہاں مختلف عمروں اور مختلف احتیاجوں والے اشخاص کثرت سے موجود ہوں اکثر ضرورت ہوتی ہے۔ یہ امر طے کر کے وہ حرم سے نکلکر سلاملک [illegible] مکان میں رونق افروز ہوتے ہیں جہاں وہ [illegible] امور کے متعلق کل جو [illegible] سننے [illegible] بجے کے قریب ان کا درباری سیکرٹری اور دوسرے [illegible] جدید اور اس دن کے مراسلے اور رپورٹیں لیکر حاضر ہوتے ہیں ان سب کو لیکر خلیفۃ المسلمین ایک صوفا پر بیٹھ جاتے ہیں کل مراسلے ان کے [illegible] ترجمہ ہوتے ہیں اور باتیں ترکی اخباروں اور یورپین اخباروں کے [illegible] کا خلاصہ ہوتا ہے جن کو ملاحظہ سلطان کے لئے مترجموں کا محکمہ جو صرف اسی لئے مقرر ہیں ترکی میں ترجمہ کرتے ہیں ۔

یہ کام ختم کر کے وہ نہایت ہی سادہ ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔ یعنی تھوڑا سا گوشت جس میں سبز ترکاری بہت سی پڑی ہوئی ہو ناشتے کے بعد وہ باغ میں چہل قدمی کرتے ہیں۔ یا ان جھیلوں میں سے کسی ایک پر

جو پارک دمہ نہیں موجود ہیں کشتی پر سوار ہو کر سیر کرتے ہیں۔ اس وقت چیمبرلین یا اور کوئی بڑا عہدہ دار ضرور ہمرکاب ہوتا ہے۔ اس طرح دو گھنٹے کے گشت کے بعد وہ نشستگاہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور اس جگہ یا تو دربار عام کرتے ہیں یا کسی کمیٹی کے اجلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ غروب آفتاب سے ایک یا دو گھنٹے پہلے وہ بہ ہوا خوری کو جاتے ہیں۔ ان کا شام کا کھانا بھی نشست کی طرح بالکل سادہ ہوتا ہے۔ ان کی مرغوب غذا پلاؤ، شیرینی اور قدرے گوشت ہے۔ حضرات کو اپنے احکام مذہبی کی پیروی میں تامل نہیں لگتے۔ مگر شربت بہت پیتے ہیں۔ اور برفانی پانی کی نعمت اکثر کھاتے ہیں۔ کھانا کھا کر ہضم ہونے کے بعد وہ یا تو سالا ملک میں آتے ہیں۔ یا حرم میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں ان کی بیٹیاں ان کو گانا سناتی ہیں یا کوئی باجہ بجاتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ بذات خود اکثر پیانو بجاتے ہیں جس میں ان کو کمال حاصل ہے +

رات کو لکھنے پڑھنے کا بہت کام رہتا ہے اس وقت ان کا عذرات کو سنتے ہیں جو بارہ صیغوں سے آتے ہیں اور جن سے رات کے دو بجے تک فارغ ہوتے ہیں اسکے بعد آرام چوکی پر بہت تھوڑا وقت سوتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن شاذلی کے طریقے پر ہیں اور وظائف بھی کرتے ہیں +

سیر و تفریح وغیرہ سے ان کو کچھ ایسا شوق نہیں۔ نہ ہی ان کو حرموں کی طرف کچھ خیال ہے مگر اپنی اولاد پر حد سے زیادہ شائق ہیں۔ اور اپنے خاندان کے افراد سے نہایت ہی الفت رکھتے ہیں +

قد اعلیٰحضرت کا میانہ ہے اور کل اعضا میں بہت عمدہ تناسب ہے۔ وہ اپنی ثقیل الوزن ذمہ داریوں اور فرائض کی بوجھ کو بڑی بہادری سے اٹھائے ہوئے ہیں۔ مگر بعض اوقات چہرہ مبارک بڑھاپے اور تکان کی علامات پائی جاتی ہیں ریش مبارک سیاہ ہے اور بال اور آنکھیں بھی سیاہ ہیں چشم ہائے مبارک سے نرمی اور ملاطفت برستی ہے مگر ساتھ ہی زیرک اور تیز فہم ہیں وہ ان لوگوں کو جو شرف ملازمت حاصل کرنے آتے ہیں خوب آنکھ بھر کر اس طرح غور سے دیکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکے ضمیر کے کل حالات معلوم کر لیں گے گو وہ دل فریب اور خوشنما جلوہ جو اول اول ان آنکھوں سے دلوں پر پڑتا ہے اس بے آرامی اور بے اعتباری کی حالت کو جو ان آنکھوں میں رہتی ہے دیکھ کر دور ہو جاتا ہے سلطان المعظم اپنے محل میں بھی اپنے آپ کو محفوظ خیال نہیں فرماتے۔ اور گو کسی خاص شخص پر انکو شبہ نہیں۔ مگر وہ ہر ایک سے بچتے رہتے ہیں۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ مشرقی بادشاہوں کی زندگی میں درباری سازشیں اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں۔ اور وہ ان عبرت خیز سانحوں دیعنے سلطان عبدالعزیز شہید اور سلطان مراد کی معزولی کو بھول نہیں گئے جو انکے تاج و تخت حاصل کرنے کے باعث ہوئے تھے کیا ان کو درحقیقت ہی ایسا چوکنا رہنا چاہئے؟ ایک بحث طلب امر ہے +

الغرض تھوڑے ہی بادشاہ ایسے گزرے ہیں جو ہمارے امیرالمسلمین کی طرح اپنی رعایا میں ایسے ہر دلعزیز ہوئے ہوں۔ وہ اپنی رعایا میں نئی طرح کے سلطان ہیں اور وہ رعایا بھی اس بات کی قدر کرنے میں کوتاہی نہیں کرتی۔ اپنے سلطان نہیں کہ دن رات حرم سرا میں پڑے رہیں اور اپنے غلاموں کو بیناقدری عیش و آرام میں مشغول ہیں بلکہ وہ اپنی رعایا کی بہتری دل سے چاہتے اور انہی ذوق لیتے ہیں اور اپنے متقدمین کی طرح کاروبار سلطنت کو بعض چالاک درباریوں کے ہاتھ میں دیدینے کی بجائے خود مشغول رہتے ہیں جسکے کہ ہم مشتاق ہیں وہ سب چھوٹے چھوٹے معاملات کو بھی خود دیکھتے اور ان پر فیصلہ کرنے میں اتحاد تنقید کرتے ہیں۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس بات میں حد سے بڑھ گئے ہیں جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بیکار دیر سے اجرا اور عملی کاموں کو بہت نقصان عاید ہوجاتے ہیں کیونکہ سلطان المعظم اتنا وقت کہاں سے نکالیں کہ ہر ایک چیز کو بہ نظر خود ملاحظہ فرمالیویں۔

سلطان المعظم بذات خاص نہایت ہی فیاض و رحمدل ہیں ... مشکل سے ہوتی ہیں ہمیشہ گرانقدر رقمیں وہ جیب خاص سے اپنی گرہ سے بڑی بڑی رقمیں اپنی رعایا کے مستحق افراد کو بلا تفریق مذہب و ملت کا لحاظ کئے بغیر چندے دیں یا عطا فرمانے ہوں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ انہوں نے ... ۲ لاکھ پیاسٹر جزیرہ کریٹ میں ابتدائی مدارس کے قیام کے لئے عنایت فرمائے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے جواہرات اور ظروف نقرئی و طلائی کا بہت بڑا حصہ خزانہ عامرہ کی مدد کے لئے نقدی سے مبتدل کردیا اور دوسرے موقعے پر انہوں نے اپنے ذاتی نوکروں کی بہت بڑی جماعت موقوف کردی کہ یہ روپیہ مناسب خیراتی امور پر خرچ کیا جاوے۔ اور اپنی رعایا پر نہایت ہی کم خرچ کا بوجھ ڈالنے کی حالت میں گزارہ کرتے ہیں اور اُن کی سول لسٹ ایک ٹرکی شہنشاہ کیلئے نہایت ہی کم ہے +

اُن کے کیرکٹر کا لب لباب بدرجہ غایت احتیاط پر مبنی شدہ کہا جاسکتا ہے۔ اور یہی شاید اُن کی متواتر بے اعتباری اور عام تذبذب کا باعث قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اسی لئے شاید وہ کل کاروبار سلطنت کو خود سر انجام دیتے ہیں۔ مگر شکر کا مقام ہے۔ کہ اس سخت احتیاط کیساتھ واقعی علم و واقفیت اور دانائی بھی شامل ہے۔ اور یہی وجہ وہ اندرونی اور بیرونی پالیسی کے تمام مسایل او مذاہب اور تعلیم کے متعلقہ سوشل عقدوں کو سلجھانے اور کل باقی امور کا مقابلہ کرنے اور اُن کو سرانجام دینے کے لئے جو اُن کے ہاتھوں میں سے گزرتے ہیں نہایت ہی قابل ہیں۔ یہ ایک خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدرت قادر نے اُن کو کام کرنے کی ... استقلال اور قوت بخشی ہوئی ہے۔ اوضاع و اطوار میں وہ حد سے بڑھکر خلیق اور متواضع ہیں۔ خاصکر یورپین لیڈیوں کے ساتھ ملاقات کرنے میں۔ اس بارہ میں بالتحقیق اُن کو ایسا ہنر معلوم ہے کہ جو کوئی ایک دفعہ شرف اندوز ملاقات

ہوتا ہے۔ بقیہ عمر کے واسطے اُن کا گرویدہ احسان ہو جاتا ہے اور اُن کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ وہ سوچ سمجھ کر بڑی احتیاط اور سلیقہ سے گفتگو کرتے ہیں۔ مگر جب کوئی ایسا مضمون آجاوے جس سے اُن کا جوش موجزن ہو جاوے تو کمال رعب و داب سے تکلم کرتے ہیں۔ مذہبی معاملات میں وہ متعصب نہیں۔ مگر اپنے مذہب کے پکے معتقد ہیں اور ہر ایک امر میں احکام شرعی کی پابندی کرتے ہیں۔ علماء، درویش، اور فقراء کی اکثر مجالست رکھتے ہیں۔ اور بڑی فراخدلی سے اُنکو انعام و اکرام عطا فرماتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو اُن کا ہاتھ دینے کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اپنی سخاوتوں سے اُنہوں نے حاتم اور ہتھیناس کے ناموں کو گرد کر دیا ہے۔ اور تمام یورپین ملاقاتیوں کو عموماً اور صاحبان علم و ہنر کو خصوصاً بیش بہا تحفہ تحایف نوازش کرتے ہیں۔

اگر ہم اُن کی گورنمنٹ کی بابت کوئی کہیں تو کہ سکتے ہیں کہ وہ ایک لبرل شہنشاہ ہیں مگر اس میں کلام نہیں کہ مغربی خیالات کی آزادی روم میں مفقود ہے تاہم اعلیٰ حضرت امیر المومنین یہ امر اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اپنے فی الحقیقت آزاد خیالات کو جو قلمرو عثمانیہ میں آزاد خیالی کی بنیاد قایم کر رہے ہیں کس طرح اپنے ممالک محروسہ کے مقامی پولیٹیکل اور قومی حالات کے موافق عمل میں لاویں۔ بظاہر تو وہ ایک جابر اور مطلق العنان شہنشاہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اصل میں اپنی رعایا کیساتھ پدرانہ سلوک کرتے ہیں اور اُس کی بہتری کے خالص نیک ارادے رکھتے ہیں۔ روم کی کتنی ہی خطائیں کیوں نہ ہوں مگر اُسکے موجودہ فرمانروا **اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین عبد الحمید خان ثانی الغازی** ایک مجبر طبع اور فیاض حکمران ہیں اور جن کی خواہش عظیمہ اپنی رعایا کی خوشحالی اور بہتری ہے۔ سلطان المعظم کے قابل قدر اور بے نظیر عہد حکومت میں روم نے درستی اور صحت یابی کے راستے میں بہت بڑی عجلت کے ساتھ اور اطمینان بخش ترقی کی ہے۔ اب جس چیز کی اسکو سب سے بڑھکر ضرورت ہے وہ امن کا زمانہ ہے۔ کہ اُس میں وہ اپنی مالی حالت قوت اور طاقت کو بخوبی سنبھال لے۔

سلطنت عثمانیہ کی نازک حالت کو سلطان المعظم سے بڑھکر کوئی شخص نہیں سمجھتا۔ اسی لئے وہ تمام یورپین تنازعوں سے الگ رہنا چاہتے ہیں۔ اندرونی بغاوتوں سے اُنہیں بے کھٹکے رہنا چاہئے۔ اُن کا تخت محفوظ ہے۔ اور تمام کہانیاں جو یورپ میں خانگی سازشوں کے متعلق پہنچتی ہیں۔ اور یہ روایتیں کہ لوگ اُن کو معزول کرکے اُنکے بھائی مراد کو تخت نشین کرنا چاہتے ہیں بالکل بناوٹی اور افترا پردازیاں ہیں۔ اگر کچھ تو الگ ہی رہنے دیجئے کہ مراد فی الحقیقت ہی دماغ میں سخت کمزور ہیں۔ اور کہ کل خاندان کا ہر ایک فرد بشر اپنے خلیفۃ المسلمین پر جان نثار کرنے کو تیار ہے۔

(ضمیمہ نمبر دوم)

حضرت سلطان المعظم اور دنیائے اسلام

منقول از رسالہ الاقمر اکتوبر ۱۹۰۱ء

یہ ایسا مسئلہ ہے جس کی معرفت ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ تو بڑا ہی ذلیل ارتی ہوا گی حضرت سلطان المعظم نسل اور سلطان سلطنت کے ایک باعزت و باقعت فرمانروا ہیں اور اُن کی وہ عزت و توقیر اور اسی درجہ وقعت ہے جیسا کہ دیگر سلاطین کی ہوتی ہے۔ مگر نہیں حضرت سلطان المعظم کی عزت محبت و حمایت کا جوش تمام دنیا پر جوش اہل اسلام میں موجود ہے میں اُن قوموں کا تذکرہ نہیں کرتا جنکو دنیائے اسلام کی کچھ خبر ہی نہیں میں اُن قوموں کا نام نہیں لیتا جن میں فخر نسب کا خراب کن جوش باقی ہے لیکن اس امر میں یقینی طور سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی کوئی قوم اسلام ایسی نہ ہوگی جسے سلطان المعظم سے تعلق نہ ہو حضور کا سب سے بڑی وجہ جو ہمارا تعلق اسلامی جوش کا ہے۔ جو اسلامی محبت کے ساتھ ہمیشہ باقی رہیگا اور ہمیشہ باقی رہے تمام دائرہ اسلام کے مرکز مسلمانوں کے قبلہ ایمان کی جان۔ حرمین شریفین زادہ اللہ تعظیماً و تشریفاً کی حمایت آج سلطان المعظم ہی کی **ذات بابرکات** پر منحصر ہے۔ اُن مقدس اور مبارک مقامات کا شرف خادمیت جو تمام شرفوں اور اعزازوں سے اسی قدر بالا ہے جسقدر مخدوم کا شرف خادم پر بالا ہے نہایت سلطان المعظم ہی کو حاصل ہے۔ اور علاوہ ازیں بیت المقدس بھی ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کا ایک مشترک معبد ہے اور جس کو دولت عثمانیہ کی بہادرانہ اور شجاعانہ تدبیروں نے ایسے پر خطر اور خوفناک زمانے میں بھی اپنے ظل عاطفت میں لے رکھا ہے جس کے لے لینے کی ہر متعصب عیسائی سلطنت کو خواہش بیجا گھیرے ہوئے رہی۔ سلاطین عیسائیہ کی قوت متفقہ سے بڑے بڑے شیروں کے زہرے آب ہوتے ہیں۔ تمام عیسائی قوموں کو بیت المقدس کی ذات بے شبہ متفق بنا دینے کے لئے ایک پُر تاثیر قوت ہے۔ اگر اہل یورپ علمی انسانیت اور فلسفی تہذیب کے برقعے سے اپنے ناجائز مذہبی جوش کو نہ چھپا چکے ہوتے۔ تو تمام دنیا پر ظاہر ہو جاتا کہ عیسائیوں کو بیت المقدس کا مسلمانوں کے قبضے میں ہونا کس قدر ناگوار ہے۔ لیکن علم فلسفہ کی روشنی تہذیب انسانی کی چاندنی نے اپنے تمام ملک عیسائیہ کی ظلمت تعصب کو بالکل ہی دور نہیں کیا

ہے بلکہ بہت سی متعصب خوفناک صورتیں وحشت کی تاریکی میں ابتک موجود ہیں۔ کیا دنیائے اسلام اُن یہودیوں کو جنپر نزد لاسے حملے ہورہے ہیں بھلا دیگی۔ میری رائے میں صرف ایک انگلستان تعصب مذہبی پر تہذیب انسانی کو غالب رکھنے کی قوت اپنی پوری پوری ہمت سے ظاہر کرسکتا ہے۔ باقی تمام سلطنتیں مذہبی جوش سے ایسے خطرناک وقت میں بدست ہوکر لوٹ پڑنا معیوب نہ سمجھیں گی۔

مسلمانوں کے مقدس رہبر کامل نے اُن کو **بیت المقدس** کا **حرمین شریفین** سے صرف ایک ہی درجہ کم ہونے کا سبق دیا ہے۔ تمام دنیائے اسلام بیت المقدس کو عزت بھری نگاہوں سے ہمیشہ اور ہر وقت دیکھتی چلی آئی ہے۔ اور یوں ہی ہر وقت تک دیکھتی چلی جاویگی جب تک اُس کا پاک ایمان باقی ہے۔ مورخین کے لئے صلیبی خونخوار لڑائیاں جو پاک سرزمین کے قبضہ حاصل کرنے کیلئے نہایت شدومد سے ہوچکی ہیں اسلام اور بیت المقدس کے تعلقات ظاہر کرنے کو کافی ہیں۔ تمام دنیائے اسلام پر بیشک لازم ہے کہ وہ اپنے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے سب کاموں سے زیادہ سرگرمی دکھائے گو اس حفاظت کا بار زیادہ تر اُس زبردست اسلامی **سلطان** پر کہا جاسکتا ہے جو اطراف خطۂ مذکور میں فرمان والئی اعلیٰ کی حیثیت سے کررہا ہو۔ اسلام کے مذہبی مقامات ہر متنفس سے برابر تعلق رکھتے ہیں لیکن اہل اسلام صرف اسی امر سے خائف نہیں ہیں کہ متعصب عیسائی سلطنتیں جن کو فی زمانہ روز افزوں ترقی حاصل ہے **ہمارے مذہبی سلطان** کے مقابلے کے لئے بیت المقدس کے قبضہ حاصل کرنے کی خواہش میں موقع پاکر ضرور آمادہ ہوجائینگی بلکہ اُنکی دور اندیش طبائع اپنی چشم بصیرت سے کام لیکر بالیقین اس امر کو سمجھ رہی ہیں کہ کرسچن ڈم (کرسٹانی ملت) اپنی ندامت مٹانے اور عوض لینے کے لئے صرف اپنے ہی قبلہ پر اکتفا نہیں کرسکتی بلکہ وہ اسلام کے محفوظ اور مقدس قبلہ تک بڑھنے کی جرأت اور کوشش کریگی اور کوئی دقیقہ ہاتھ آئے ہوئے موقع پر اُٹھا نہ رکھیگی۔ اگرچہ اُس مقدس سرزمین کا سچا نگہبان ہمیشہ کیلئے اُس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ کرچکا ہے۔ ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است

لیکن اہل اسلام کا کشت و خون۔ اطراف وجوانب کا مسیحی قبضہ مسلمانوں کا تنگ مقام محدود میں مقید ہونا۔ آج کل کے یہودیوں کی مثل ذلیل و خوار ہونا۔ اور بڑے بڑے عزت کے مقدس مقامات پر صلیبی پھریروں کا اڑنا ہی کیا کم ہے۔ ہر وہ مسلمان جس کی رگوں میں حمیت کا جوش ہے۔ اس خوفناک سمان کے دیکھنے کے لئے زندہ رہنا پسند نہ کرے گا اور ایسی بے حیائی اور بیحمیتی کی زندگی بسر کرنے پر راضی نہ ہوگا۔ بیشک یہی وہ خیال ہے جو تمام دنیائے اسلام کو ہر وقت سلطان المعظم کی جانب متوجہ کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ امر اظہر من الشمس ہے کہ سلطان المعظم ہی کی ذات بابرکات تمام اسلامی فرمانرواؤں کے طبقے میں ایسی نکل سکتی ہے جو اسلامی خلافتوں۔ مذہبی حمایتوں اور مقدس مقاموں کی حفاظتوں کو قائم رکھ سکے اور رکھتی ہے۔ ہر سال لاکھوں حاجیوں کا دنیا کے ہر حصے سے

حرمین شریفین کا جانا اور بیت اللہ و بیت الرسول میں سلطان اسلام کا خطبہ سننا اور ان قیام فرماؤں اور حمایتوں کو دیکھ کر اپنے اپنے ممالک کو واپس آنا تمام دنیا کے اہل اسلام میں ایک عجیب جوش محبت پیدا کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اہل اسلام ہر وقت اپنے دینی محافظ اور اسلامی نگہبان کے لئے سچے دل سے حضور حق میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا میں مصروف رہتے ہیں ؎

از بقائے عمر تو خیر جہانیان باقی مباد ہر کہ نخواہد بقائے تو

ہم نے خیال کیا کہ اہل اسلام کو اخباروں سے کوئی ایسی دلچسپی حاصل نہیں ہو سکتی اخباروں کے دیکھنے سے اپنے مذہبی سلطان کی خیریت دریافت کرتے ہیں اور نہایت ہی اشتیاق سے کوئی ایسی خبر سنتے ہیں جو سلطان اعظم کی شان کے خلاف ہو تو شاید کوئی ناواقف اسلامی عزتوں کا ناقدردان اعلیحضرت کے لئے ایسا کہنا سمجھتا ہو کہ حضرت سلطان المعظم کی محبت سے تمام دل بھرے ہوئے ہیں مسلمان اس بات کو نہ سمجھ کر وہ مذہبی سلطان جیسے ہیں ویسے ہی تخت سلطانی کا منبع ہے جو اپنی خوش تدبیروں اور انکار دانشوروں سے نہ صرف اپنے دوستوں کا ممدوح ہے بلکہ وہ دشمنوں سے اوصاف کی معرفت اور اس کی لیاقت کی قائل ہیں جو ہمیشہ سلطان عثمانیہ کو ایک معمولی الشباب فرمانروا سمجھتی ہیں چند فقرے مصنف کتاب فیوچر آف اسلام کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں منصف مزاج اور عقل پسند اشخاص معلوم کرینگے کہ حضرت سلطان کس دل و دماغ اور عقل و ذہن کے فرمانروا ہیں ؎

عبارت فیوچر آف اسلام

علماء نے پہلے یہ عزم مصمم کر لیا تھا کہ سلطان کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ علانیہ مذہبی اور انتظام مذہبی کے متعلق کام وہابیوں کے پیشوا ابن جادیں پس جب انہوں نے دیکھا کہ سلطان عبدالعزیز طریق خلافت پر ٹھیک ٹھیک نہیں چلتے تو انہوں نے انکو تخت سے اتار دیا اور عبدالحمید سلطان حال کے لئے جو ان کے خیال کے مطابق سچی دلاور اسلام پرور تھا راہ کھولی۔ مذہبی سلسلہ جانشینی پیغمبر میں خاندان عثمانیہ کی شاخوں کا یہ پچھلا پیوند جو لگا ہے سلطان عبدالحمید تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو دیندار مسلمانوں کو یہ ایک نعمت غیبی معلوم ہوئی یہ بات قابل یقین کے ہے کہ اگر عبدالمجید یا عبدالعزیز کا جانشین کوئی ویسے ہی نافہم اور بیخبر لوگوں میں سے ہوتا جو اکثر تخت سلطنت پر پچھلے زمانے میں بیٹھتے آئے ہیں تو خلافت عثمانیہ اسوقت تک زمانہ گذشتہ کی بات ہو چکی ہوتی۔ لیکن سلطان عبدالحمید نہ عیش پرست اور آرام طلب تھے اور نہ جسم یا طبیعت کے کمزور تھے انہوں نے بیساختہ خیال سے جیسے ایک شخص

خواہ مخواہ آفرین کریگا اُس حبل متین کو پکڑ لیا۔ اور مذہب کے اعلیٰ درجے کے خیرخواہ گروہ کے پیشوا اور سردار بن گئے میری دانست میں یہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ باعتبار مذہبی رایوں کے وہ ایک پکے حنفی ہیں۔ لڑکپن میں باوجود شہزادگی کے وہ ایک متین شخص تھے۔ اور علمی مذاق خصوصاً جغرافیہ و تاریخ کا شوق رکھتے تھے۔ مذہب میں اگرچہ عالم نہیں ہیں تاہم مذہبی علم اُن کو حاصل ہے۔ لہذا یہ بات تسلیم کرلینی چاہئے کہ اپنی مذہبی اور روحانی افسری یعنی **منصب خلافت** کی حالت پر اُن کو خلوص کے ساتھ عقیدہ ہے۔ ایک شخص نے اپنا چشمدید واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے۔ کہ تخت نشینی سے چند روز بعد جب حسب دستور مسجد ایوب میں اُن کو تلوار خلافت بندھوائی گئی تو انہوں نے اپنے طرز و طریقے میں ایک دفعتاً تبدیلی سے اہل بارگاہ سلطانی کو متعجب کردیا۔ اُسی روز بعد دوپہر سلطان **عبدالحمید** تمام دن اُن لوگوں سے اپنے درجہ مذہبی (یعنے منصب خلافت) کا ذکر ایسی زبان میں کرتے رہے۔ جو کئی صدیوں سے محلسرائے سلطانی کی حدود کے اندر سنائی نہ دی تھی۔ یہ بھی تحقیق ہے کہ روسیوں کے حملے کے تردد اٹھانے سے نجات پاکر اُن کا پہلا کام یہ تھا کہ اُس اعلان اور وعظ کو جو شروع ہو چکا تھا از سر نو نظم و نسق کے پیرائے میں لائیں اور ہندوستان اور ممالک باربری* میں ننھے واعظ ایسے بھیجیں کہ اُن مسلمانوں پر جو غیر مذہب والوں کی زمین میں رہتے ہیں خاص سلطان کی خلافت کا وعظ کہیں۔ غیر ممالک کے اجنبی مسلمانوں سے بھی سلطان کی تقریب ابتدا ہی سے بہ نسبت دنیاوی بادشاہ کے زیادہ تر بطور حاکم مذہبی کے رہی ہے اور سفیران یورپ کے ساتھ سلطان نے اپنی یہ حالت برابر اور مستقل طور پر اور نہایت اثر کے ساتھ قائم رکھی ہے سلطان **عبدالحمید** کی لیاقت کا یہ کچھ کم اور ادنیٰ ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی حکمت سے ہماری اثر سفارت کو درہم برہم کردیا۔ اور نماز کے نہایت پابند ہیں اور درویشوں اہل کرامات اور مقدس لوگوں کے بڑے فیاض مربی ہیں۔ ایسے لوگوں کی بڑی تلاش میں رہتے ہیں اور انکی بڑی عزت کرتے ہیں۔ امور سلطنت اور عدل گستری میں جب خود عمل کرتے ہیں تو سخت پابندی شریعت کی کرتے ہیں اور مسائل مشتبہ میں ہمیشہ مفتی یا شیخ الاسلام سے مشورہ کرتے ہیں جب کوئی یورپ کی فرمائشیں خلاف قانون شریعت کے ہوتی ہیں تو سلطان نے اُنکے روکنے میں کچھ کم اور نا قابل وقعت قوت اور استقلال ظاہر نہیں کیا۔

"سلطان عبدالحمید نے نہ صرف علمائے ترک کو اپنا موید بنایا۔ بلکہ اپنی عملداری سے باہر بھی رایوں کے ایک بڑے اور قابل وقعت ذخیرے کو اپنا طرفدار بنالیا ہے۔ یا تو مذہب کے حق میں یہ لوگ دغابازی کرنیوالے سمجھے گئے تھے یا اب انہیں خاندان عثمانیہ کے سلطان پر پھر ایک مرتبہ بطور ردلادر اسلام کے نظر پڑنے لگی۔ اور پرانے فیشن کے علمائے جو اسلام کی بازگشت ابتدائی حالت پر چاہتے تھے سلطان **عبدالحمید** کو مشیر اسلامی سمجھتے ہیں۔ ایک سال گذرا جب میں جدے میں تھا تو اسوقت یہ بات نہ تھی۔ لیکن اب یہی حالت دکھائی دیتی ہے۔ اُس وقت تک خود اُنہی کے فریق کے لوگ اُن کی نسبت شبہ کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ اور

* مراکو۔ الجیریا۔ ٹیونس۔ وٹرپولی۔

بلاشبہ سلطان نے اُن میں کوئی جوش پیدا نہیں کیا تھا وہ لوگ اُن کی منشا کو سمجھتے نہ تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ سلطان ایک چال چل رہے ہیں اُنکے سچے مسلمان ہونے پر شبہ تھا۔ یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ سلطان عبد الحمید کا لڑکا متین اور باوقار نکلے گا۔ علاوہ بریں سلطان عبد الحمید نے اسوقت تک اپنی قوت نہیں دکھائی تھی۔ اور قوی ہونا ایسی چیز ہے کہ جس سے ہر ملک میں آدمی دلاوری کا لقب پاجاتا ہے۔ اور اُس کی ستایش ہوتی ہے لیکن پچھلے آٹھ ماہ میں بہت جلد جلد واقعات وقوع میں آئے یونان۔ البانیا۔ اور کردستان میں عبد الحمید نے اپنی تدبیر سے بازی کو جیت لیا۔ انگلستان سے وہ کچھ نہیں ڈرے اور اصلاح مجوزہ غیر مسلم کا سامنا دلیری سے کیا۔ یورپ کی آنکھوں کے سامنے انہوں نے یہ جرأت کی کہ مدحت پاشا کو جو یورپ کی حمایت میں تھا گرفتار کر لیا اور بہ الزام قتل اُس کی تحقیقات کی بالآخر ٹیونس میں اہل فرانس سے بھی سلطان نے گویا اپنا ہی کام کرالیا یعنی اس وجہ سے اُن کو شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے ہمدردی کے اظہار کا موقع ملا حالانکہ یہ وہ خلقت تھی۔ کہ صدیوں سے سلطان کے دعوے کے برخلاف تھی۔ بیس سال پہلے سلطان عثمانیہ کیلئے یہ بات قطعاً ناممکن تھی کہ ایک عرب کے سینے میں اپنی خیر خواہی اور وفاداری کے خیالات پیدا کردے۔ اُس زمانے میں ٹیونس کو بالخصوص اس بات پر ناز تھا کہ ہم ٹرکی کی حکومت سے آزاد ہیں۔ اور باستثنائے حنفی فرمانروایان ممالک ساحل افریقہ اور سب لوگ ترکوں کی طرف سے لڑنے کے خیال کو لغو اور بیہودہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب خود مالکی لوگ جو قیروان میں مفتخر اور گرامی قدر ہیں سلطان عبد الحمید کے اشاروں پر حرکت کرتے ہیں یہ بھی معلوم ہے کہ مصر میں بھی سلطان کس قدر کامیابی کیساتھ تحریک کر رہے ہیں ہندوستان کے مسلمان مساجد میں اُنکے لئے دعا مانگتے ہیں۔ ہر جگہ وہ فرقہ جو اسلام کی بازگشت چاہتا ہے مُسلح کھڑا ہے اور اُس خلیفہ کو جو اُنکی مرضی کے موافق کام کر رہا ہے اور یورپ کو بے اصل سمجھتا ہے اور بشرط ضرورت اس بات پر مستعد معلوم ہوتا ہے کہ کسی دن اُن لوگوں کے ساتھ اُن لوگوں کا پیشوا بن کے علم جہاد بلند کرے۔ اپنا پیشوا تسلیم کر چکا ہے سلطان عبد الحمید پاکیزگی کیساتھ شریعت سے رجوع لاتے ہیں"

فقرات مندرجہ بالا سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المعظم اُن تمام اوصاف سلطانی سے موصوف ہیں جو ایک عالی ہمت بلند خیال پاکباز مدبر منتظم ہونہار و متشرع خلیفہ میں ہونی چاہئیں اور حضرت امیر المومنین اپنی اسلامی پالیسی میں ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور کے لقب سے ملقب ہونے کے مستحق ہیں (گو مندرجہ بالا اقتباس کے کل خیالات سے ہمیں اتفاق نہیں) علاوہ بریں عقلائے فرنگ اور مدبران یورپ کی رائے اسوقت بھی حضرت سلطان المعظم کی نسبت نہایت ہی عمدہ اور قابل وقعت ہے لارڈ مارکوئس آف سالسبری وزیر اعظم انگلستان کے وہ تمام بیانات جو ٹرکی کی نسبت فرمائے ہیں قابل لحاظ ہیں صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ ٹرکی کی حالت بہتر ہے سلطان نہایت ہی قوی الرائے حکمران ہیں اور ابتری

کے دور کرنے میں جو انہیں سابق حکمرانوں نے سلطنت میں پیدا کی تھی نہایت سخت محنت و جفاکشی ظاہر فرما رہے ہیں کل سلطنت عثمانیہ کی ترقی کی جانب کوشش ہو رہی ہے مجھ کو یقین کامل ہے کہ اگر ترقی برابر قایم رہی تو بالآخر اس سے امن و امان قایم ہوگا اور یورپ کو اس سلطنت کے تنزل و تباہی کا ہرگز خوف باقی نہ رہیگا "

پروفیسر ویمبری نے دربار لس سٹریٹ منچسٹر میں ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء کو انبوہ کثیر کے سامنے جو لیکچر دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المعظم اس پالیسی میں کہ جو آہستہ آہستہ توال کردار ترمیم کسی سے دبکے نہیں ہیں لایق ہر دلعزیز کا بیان ہے کہ ترک دیگر ایشیائی اقوام میں نہایت سرآوردہ و ترقی یافتہ ہیں اس لیکچر کا ضروری حصہ کسی جگہ اس سے پیشتر حواشی میں درج ہو چکا ہے لہذا اعادہ بیسود ہے (مترجم کتاب)

حضرت سلطان المعظم نے اپنی تدابیر اور حسن انتظام سے سال گزشتہ میں بلوہ کریٹ کو نہایت ہی مستقل مزاجی سے فرو کیا اور امسال سیبیریا وائقہ مین کا بلوہ بھی جو ایک حد تک خطرناک ہو گیا تھا نہایت وانشمندی سے فرو کیا گیا۔ فوجی طاقت کی قوت دینے اور مالی حالت کے درست کرنے میں بھی باب عالی نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا چنانچہ اکثر منتقدین کی رائے ہے کہ سلطان نے اپنی مالی حالت کو درست کر لیا ہے۔ اب گورنمنٹ کی کا اعتبار پہلے سے بہت بڑھ گیا ہے۔ ٹرکی بونڈ مثل یوروپین بونڈوں کے اعتماد کے ساتھ جاری ہیں سلطان نے ٹرکی کو ان آفتوں سے بہت کچھ چھڑا لیا ہے جس میں اس کو آخری زمانہ مبتلا کر چکا تھا فوجی قوت بڑھ جانے کا عمدہ ثبوت وہ کردی رسالے ہیں جو ابھی بکثرت بھرتی ہوئے ہیں اور رسالے عرب بھی امدادی فوج دینے کا منشا اور ارادہ ظاہر کیا ہے

رباعی

الٰہی بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا

گل اقبال تو دایم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا

حضرت سلطان المعظم کے مذہبی جوش کا پورا ثبوت اس بیان سے مل سکتا ہے جو ایڈیٹر ہیرلڈ آف قسطنطنیہ کے رمضان المبارک کے بارے میں لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ ہر جمعے کو روز پو پھٹنے سے پہلے سلطانی توپخانوں سے فیر ہونا شروع ہوئے جس نے تمام مومنین کو مطلع کر دیا کہ رمضان المبارک کا مہینا اور دینی گرمجوشی دکھلانے کا وقت آگیا قسطنطنیہ میں جمعے کے روز سے رمضان شروع ہوا جمعرات کی شب کے تمام مساجد دارالخلافت خوب آراستہ و پیراستہ کی جانے لگیں ہر محلے کی مسجدوں میں قرآن سنانے اور سننے کی تیاریاں ہونے لگیں تمام مقامات اور بالخصوص ترکوں کے محلوں میں بڑا ہی جوش و خروش اور زیب و زینت نظر آنے لگی۔ تمام مساجد کے دروازے

بلوہ کریٹ و بلوہ آرمینیا دو سے قبل میں آ چکا ہے جیسا کہ کتاب کے کسی حاشیے میں ان آخری سالوں کا مفصل ذکر ہو چکا ہے (مترجم)

شب بھر کھلے رہنے لگے بڑی بڑی مسجدوں میں عجیب ضاموں سے آراستگی اور روشنی کی گئی۔ قرآن پاک
کی آیات اونچے اونچے میناروں پر ایسے جلی حرفوں میں لکھی گئیں کہ دور سے پڑھ لی جاتی تھیں۔ اکثروں میں کیا
گیا تھا کہ دونوں میناروں کے درمیان ایک تار بندھا گیا تھا۔ جس کے بیچ میں نقش آیات جملے روشنی
کے ذریعے سے نورانی حرفوں میں چمک کے دکھائے گئے تھے پھر ہر طرف تار دوڑ کر ایسی خوبصورتی سے
شبیہ آلات شکل کے گئے تھے کہ انہیں دیکھ کر دلوں میں ایک ولولہ جوش کا پیدا ہوتا تھا۔ اور ان کے
[illegible] خوبی پر غور کرنے سے ترکوں کے ذوق آراستگی اور لطافت کا اندازہ ہو سکتا تھا۔ علاوہ ازیں بحکم
سلطانی تمام مساجد کی آراستگی کے لئے وہ سامان دیا تھا جو مساجد کے اندر ہر جگہ شاہی جلال اور عظمت کے
نمونے دکھلاتا تھا۔ پہلی تاریخ میں وزیر اعظم۔ شیخ الاسلام تمام ممبران محکمہ وزارت۔ جنہا پاشا حسن فہمی پاشا
یوسف رضا پاشا۔ علماء میں سے رضا آفندی، توفیق بے۔ رشید بے۔ الغرض تمام عہدیداران دولت اس لئے
مدعو کئے گئے تھے۔ کہ سلطان المعظم کے ساتھ پہلا روزہ افطار کریں۔ سلطان المعظم نے قصر یلدیز میں روزہ افطار
فرمایا۔ اور قبل افطار پیر بین حاجی علی کو ان مذکورہ عہدیداروں کے پاس بھیجا کہ سلطان کی طرف سے ان کو شاہی
سلام کہہ آئیں۔ خاص دار السلطنت کے کل افسر عثمان ہجری محل سلطانی ہی میں روزہ افطار کیا گئے۔ پہلی تاریخ
گارڈ کی ایک گروہ نے بھی قصر یلدیز میں روزہ افطار کیا اور کھانا کھایا۔ اور تمام سپاہی خاص سلطان کے عطا کئے ہوئے
تحائف لیکر بعد افطار رخصت ہوئے۔ علاوہ معمولی روزانہ فیاضیوں کے سلطان نے محافظ آفندی کو حکم دیا۔ کہ
جیب خاص سے دو ہزار پاؤنڈ اور کھانا اطراف یلدیز کے غرباء میں تقسیم کرائیں۔ بیشک ان اعلیٰ درجہ کی فیاضیوں
سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خود سلطان میں ذاتی طور پر نہایت ہی دینی جوش ہے۔ اور وہ اسلام کی تمام رسوم
مفروضہ کو بڑی شائستگی سے انجام دینا چاہتے ہیں۔ تو ریت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت سال گذشتہ شہنشاہی
طریقوں کے اب سلطان نے اپنی عادت بہت کچھ بدل دی ہے، وہ مسلمان فرمانرواؤں کیلئے رفاہ رعیت کی ایک عمدہ نظیر ہیں۔ پچھلی سال سلطان نے
اپنی سالگرہ کے دن عساکر عثمانیہ کے شہروں اور تمام ادنیٰ و اعلیٰ سپاہیوں کو سلام کہلا بھیجا تھا خاص قسطنطنیہ میں تو سلطان کا سلام ہر سپاہی کو [illegible] معلوم ہو گیا اور سب نے
نہایت خوشی و مسرت حاصل کی۔ مگر دیگر بلاد کی سپاہیوں میں جو جوش و خروش پیدا ہوا وہ ثابت کرتا ہے کہ ترک سپاہی تاج و
تخت کے کیسے وفادار و جاں نثار ہیں۔ ایڈریانوپل میں جیسے ہی یہ تار پہنچا کہ سلطان کل سپاہیوں کو سلام کہتے ہیں
ہر سپاہی کے دل میں مسرت و جاں نثاری کا جوش پیدا ہوا۔ اور عاطف پاشا نے جو وہاں کے جنگی کمان
افسر ہیں، کل مورچوں پر جاکر تار کو سنایا جس مقام پر اور جس مجمع میں وہ خاص سلطانی الفاظ دہرائے گئے
تین تین دفعہ نعرہ خوشی بلند ہوئے اور کل افسروں نے ملکر ایک شکریے کا ایڈریس روانہ کیا۔"

ان سب واقعات سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت امیر المومنین سلطان المعظم ایک اعلیٰ درجے کے

فرمانرواہیں اور محض اُس رب کریم کا فضل و احسان ہے جس نے چودھویں صدی کے ایسے نازک زمانے میں ایسا پرجوش منتظم اور مدبر سلطان حمایت اسلام کے لئے پیدا کیا۔ بیشک ہم مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہم اس امر کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ ہماری دینی و دنیاوی سرسبزی اس امر پر منحصر ہے کہ اپنے دینی و دنیوی سلطانوں کو اپنے محبتی دلوں سے خوش و مسرور رکھیں کیونکہ ہم اہل اسلام کے باغ زندگانی کے اشجار مسرت کا سرسبز و شاداب رہنا رطوبت معاشی و حرارت معادی پر منحصر ہے حصول حرارت معادی اس امر پر موقوف ہے کہ ہم اپنے وجود خاکستری میں آلات محبت سے استعداد قبولیت حرارت آفتاب شفقت سلطان السلاطین خاقان الخواقین مالک البرین والبحرین خادم الحرمین الشریفین خلیفۃ الرسول رب العالمین امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ و زاد اللہ سلطنتہ پیدا کریں جس کی پرتاثیر صورت یہی ہے کہ ہم اُن کی نصرت و عظمت و حشمت و دولت کے لئے بارگاہ رب العزت سے ہمیشہ دست بدعا رہیں علیٰ ہذا القیاس حصول رطوبت معاشی کا وجود اس امر پر منحصر ہو رہا ہے کہ ہم اپنے خاکی دلوں کو آلات اطاعت فرمانبرداری سے اس طرح نرم کر دیں کہ استعداد سرایت باران شفقت منبع الاحسان ابر کرم علیا جناب مادر مہربان ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ قیصرہ ہند ادام اللہ اقبالہا و اجلالہا حاصل ہو۔

بے شبہ ان دونوں شفقتوں کے اتصال سے ایسی مفید قوتیں پیدا ہونگی جو بارآوری اشجار کے لئے لازم ہیں۔ ہماری ملکہ معظمہ ادام اللہ اقبالہا و اجلالہا کا ابر کرم مادرانہ شفقت کیساتھ ہمارے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے بموجب تعلیم اسلام حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں ہو سکتا کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ امن و عافیت کیساتھ زندگی بسر کر رہا ہو اور جس کی حمایت میں اپنے دینی و دنیاوی حصول کو آزادی سے برت رہا ہو اُسی کا بدخواہ و بداندیش ہو جاوے بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکرگذار نہ ہوگا تب تک خدا کا بھی شکرگذار نہیں ہو سکتا۔† بیشک مسلمانوں پر جن کو خلاقی اور مذہبی قوتوں کا دعویٰ ہے۔ واجب ہے کہ وہ اپنی ایسی شفیق و رحیم گورنمنٹ کے ہر وقت مطیع و فرمانبردار اور اُسکے ہر کام میں معین و مددگار اور اُسکے دشمنوں اور باغیوں کے مقابلے میں جاں نثار ثابت ہو کر وہ فکر کریں کہ جس سے اُنکے دونوں سلطانوں میں اتحاد کامل پیدا ہو اور یہ کام بیشک ہمارے ہاتھ سے ممکن ہے اگر ہماری گورنمنٹ ہم سے کام لے۔

راقم نہال احمد صاحب علوی وغیرہ قمر

---

† من لم یشکر الناس لا یشکر اللہ (مترجم)

ضمیمہ نمبر سوم

خلیفۃ المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی

(منقول از پیسہ اخبار مورخہ ۲۸ جنوری [illegible]ء)

دولت عثمانیہ جو کہ تاریخ عالم کے زمانہ وسطیٰ میں دنیا بھر میں زبردست طاقت رہ چکی ہے کچھ عرصے سے نامساعدت روزگار سے بہت کمزور ہوتی چلی آئی ہے ایسے نازک وقت میں یورپ کی تمام عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی طاقت کو کمزور کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور روس نے بار بار چھیڑ کر کئی لڑائیاں ترکوں سے لڑی ہیں اس میں شبہ نہیں کہ اگر یہ طاقت جو کہ روس نے سلطنت ٹرکی کی تخریب میں صرف کی ہے یورپ کی کسی دوسری طاقت کے مقابلے میں صرف کرتا تو اب تک روس اور اسکے مد مقابل کا نام تک صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہوتا۔ روس کا تو اسلئے کہ جو طاقت وہ ٹرکی کے مقابلے میں بہ تواتر جنگ میں صرف کرتا رہا ہے اس میں بہت کچھ حریف اقوام کی امداد ہوتی تھی اور مد مقابل اس وجہ سے غارت ہو جاتی کہ اس بلا کو مقابلے کے لئے یورپ میں کوئی دوسری طاقت نظر نہیں آتی۔ شاید بعض لوگوں کا خیال ہوگا کہ انگریز تو روس کے مد مقابل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انگریزوں سے الجھنے میں وہ جھجکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر انگریزوں کو یورپ اور ایشیا میں ایسے با وقعت مقبوضات ہاتھ نہ آتے اور سلاطین یورپ میں اس قسم کا پولیٹیکل تعلق نہ ہوتا جیسا کہ آجکل ہے تو یہ بھی اس سے بمشکل لگا کھا سکتے خلاصہ یہ کہ اگر قوم ترک میں اسلامی جوش اور ایشیائی بسالت کا بقیہ [illegible] نہ ہوتا تو آج ٹرکی یورپ کی کئی سلطنتوں میں قرعہ اندازی سے تقسیم ہو چکی ہوتی۔ علاوہ اس کے ٹرکی کی خوش قسمتی سے یہ بات ہے کہ گذشتہ جنگ روم و روس کے وقت انگلستان کے ایک معتبر اخبار نے لکھا تھا اگر سلاطین یورپ آپس میں [illegible] باہم متفق ہو جاتے کہ فلاں حصہ سلطنت کا فلاں سلطنت کو ملے گا اور دوسرا دوسری کو اور کہ انگلستان [illegible] راضی ہو جاتا تو ٹرکی کے فتح ہو جانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا رہ گیا تھا۔ مگر انگلستان ممکن نہیں [illegible] اس پر راضی ہو کہ دول اتحاد ثلاثہ میں سے کوئی طاقت ٹرکی پر متصرف ہو جاوے۔ کیونکہ اس طرح بحیرہ روم [illegible] اس قدر بااختیار ہو جاویگا کہ انگلستان کے قبضہ ہندوستان کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے

نیز یہ ایک پولیٹیکل مسئلہ ہے کہ جس کی بحث کی اسوقت ضرورت نہیں ۔

سلطنت ٹرکی جبکہ اس طرح کمزور ہو گئی اور دن بدن ہوتی گئی اور براعظم یورپ میں اس کا نام مرد بیمار مشہور ہو گیا تو خداوند کریم نے اپنی حکمت بالغہ سے عنان سلطنت ہمارے ہر دلعزیز سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے ہاتھ میں سونپا چنانچہ اس صائب تدبیر و روشن ضمیر سلطان کی مسیحائی سے آج وہ مرد بیمار بالکل شفایاب ہو گیا ہے اس میں شبہ نہیں کہ ابھی نقاہت باقی ہے لیکن وہ بھی یقین ہے کہ عنقریب رفع ہو جاویگی ۔

سلطان عبد الحمید خان ثانی ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۲۵۸ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ سلطان عبد المجید خان کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ قوم میں تخت نشینی کے لئے قانون ہے کہ جو شہزادہ حرم سلطانی میں خاندان میں سب سے بڑا ہو عام اس سے کہ حرم سلطانی سے ہو یا کنیز سے مستحق تاج و تخت سلطانی کا قرار دیا جاتا ہے اور سلطان کا جانشین اسکا فرزند اکبر ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی چچا یا چچا زاد بڑا بھائی باقی نہ ہو۔ ان کے والد ماجد کی وفات کے بعد تخت انکے چچا عبد العزیز کے ہاتھ آیا۔ مگر ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو ان کی معزولی پر تخت و تاج ان کے برادر معظم محمد مراد آفندی کو ملا چونکہ مجلس وزرا نے بوجہ فتور دماغی کے ان کو بھی سلطنت کے قابل نہ پایا۔ تو ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت انکے حصے میں آیا جس وقت سے آپ نے عنان حکومت کو سنبھالا ہے سلطنت روم کی اقبال کا ستارہ چمکنا شروع ہو گیا ہے۔ ان کے حسن تدبیر سے قومی قرضہ دن بدن کم ہوتا جاتا ہے۔ تمام مالی اور ملکی بدنظمیوں اور ہر نوع کی فضول خرچیوں کی اصلاح ہو رہی ہے۔ سلطان اپنے اوقات گرامی زیادہ تر امور سلطنت کے نظم و نسق پر صرف کرتے ہیں۔ فوجی اصلاح کی جانب آجکل توجہ زیادہ مصروف ہے۔ بخلاف سلاطین ماضیہ کے نہ تو آپ کے حرم میں سینکڑوں خاتونیں اور کنیزیں ہیں اور نہ آپکے دسترخوان پر اس قدر اسراف ہوتا ہے جیسا کہ سلطان عبد العزیز کے وقت میں تھا۔ اور جس کو برٹش پارلیمنٹ میں ایک مرتبہ نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا غرضیکہ آپ بڑے سادہ مزاج۔ عارف اور دیندار بادشاہ ہیں پرہیزگار اسقدر کہ آپنے حال ہی میں دول یورپ سے معاہدہ کیا ہے کہ ٹرکی سپاہیوں کے ہاتھ جہازوں میں شراب فروخت نہ ہو۔ اسی طرح حال میں ایک ایراد (فرمان) جاری کیا ہے کہ ملک میں قرآن شریف کے صحیح چھاپنے کی طرف حد درجے کی کوشش کیجائے۔ اور اس کام پر خزانہ عامرہ سے روپیہ خرچ کیا جاوے۔ بحیثیت خلیفۃ المومنین آپ جمعے کے روز ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں بھی تشریف لے جاتے ہیں یہ نظارہ واقعی قابل دید ہوتا ہے چنانچہ ایک امریکن سیاح اس کی بابت کسی قدر تفصیل سے لکھتا ہے۔ ناظرین اس طویل حوالے سے حظ اٹھاویں ۔

"قسطنطنیہ میں جمعے کی نماز بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ اگر سلطان اس معمول کو چھوڑ

تو توقف اس بڑی ہیکل پر ہوتا ہے۔ لیکن جب سلطان برآمد ہوتے ہیں تو سات ہزار فوج حفاظت کے لئے محلسرا سے عبادتگاہ
تک راستے میں صف بستہ کھڑی رہتی ہے۔ سلطان کو حمیدیہ مسجد بہت پسند ہے جو نہایت خوبصورت سنگ مرمر کی بنی
ہوئی ہے۔ اسکے منارے بہت بلند ہیں اور اُس پر ہوادار گنبد ہیں۔ وہاں سے باسفورس قسطنطنیہ اور دریائے مرمرا کا منظر
سامنے کا سماں دیدنی ہے یہ سلطان کی اُس بڑی محلسرا کے متصل ہے کہ جس کا نام یلدز کوشک ہے۔ یہ عہد سلطنت کی انگلش گو اسے
ہے جو یلدز کے نام سے مشہور ہے یلدز کوشک سے یہاں تک ایک چوڑی سڑک ہے اور اسکی ایک طرف غیر ملکی معزز مہمانوں کے
لئے سلطان نے ایک مکان بنوا دیا ہے سلطان کی تشریف آوری سے دو گھنٹے پہلے تیاریاں شروع ہوتی ہیں پہلے
پہرہ گا ... دستار بند لوگ ہوتے ہیں صاف اور زرد ریت سے بھری ہوئی گاڑیاں آتی ہیں۔ ریت کئی انچ
موٹی سڑک پر بچھا دی جاتی ہے۔ چونکہ سلطان کا قدم نہایت مقدس خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے جب کبھی سلطان معظم برآمد
ہوتے ہیں تو سڑک پر ریت بچھا دی جاتی ہے پھر پانی سے چھڑکاؤ کرتے ہیں اور فوجوں کی آمد شروع ہو
جاتی ہے۔ قطار قطار ایک ہی رنگ کے عربی گھوڑوں پر دو رویہ صف بستہ ہو جاتی ہیں۔ ... فوج کی ٹوپیاں
... لال ہے اور اسکی وردی بالکل یوروپین ہے ان کے بعد ... کوچک کا رسالہ
... نیچے نیچے فاصلے پر یکے بعد دیگرے اور رسالے پرے جمائے کھڑے ہیں جن کے چہروں سے ایک شان
... ہوتی ہے ان سواروں کی وردی میں ترکی ٹوپی اور گیری ہے۔ سوار لمبے گول جوان ہیں۔ انکے
... دوسری سڑک پر پیادہ پلٹنیں سامنے جمی ہیں کچھ کی وردیاں سبز ہیں۔ اور کچھ کا
... ہے۔ جب سلطان المعظم کی آمد کا وقت قریب آجاتا ہے تو سڑکیں رنگین دریا بن جاتی ہیں
... کنارے سلطنتوں کا ایک عجیب و غریب مجمع نظر آتا ہے اس مجمع کی داہنی طرف کچھ سفید سفید نظر
... سفید ریشم یا روئی کے تھیلے معلوم ہونگے۔ جو زمین پر سیدھے قائم ہیں۔ لیکن جب عینک
... تو معلوم ہوگا کہ ہر تھیلے کی بالائی حصے سے دو دو سیاہ آنکھیں چشمک زن ہیں اب تم سمجھے یہ
... ہیں جو سلطان کی زیارت کے لئے یہاں آئی ہیں۔ اب سرکاری افسروں کی آمد شروع ہوئی۔ گھوڑ
... جن میں عمدہ عمدہ گھوڑے جتے ہوئے ہیں۔ ان افسروں کے سینے تمغوں میں غرق ہیں ان کا
... وضع کا ہے۔ اور ان میں سنہری لیس لگی ہے۔ ٹوپیاں سرخ ہیں ان لال ٹوپیوں سے جو افسروں
... پر ہیں معلوم ہوتا ہے گویا انسانی پھولوں کا فرش بچھا ہوا ہے۔ اب دس ہزار آدمیوں کے منہ
... بند ہے۔ اور دور سے باجے کی سُریلی آواز بھی معلوم ہوتی ہے۔ سلطان کی آمد کا غلغلہ ہے غرض
سلطان کی سواری بھی نمودار ہوئی۔ گاڑی میں سیاہ مشکی رنگ کی ایک عمدہ جوڑی ہے
... ننگی تلواریں لئے چلے آتے ہیں کوچمین مخملی وردی پہنے ہے اور اسپر زری کا

کام ہے۔ سر پر لال ٹوپی ہے اور اس ہاتھ میں ہے تمام زیبائشی سامان مطلا ہے۔ لالٹینیں بھی طلا کار ہیں اور گھوڑوں کا ساز و یراق بھی سنہری ہے۔ اس گاڑی میں تین آدمی سوار ہیں۔ سامنے ایک بوڑھا آدمی جس کے بال سفید ہیں بیٹھا ہوا ہے۔ جو سلطان کا منظور نظر ہے۔ سلطان المعظم گاڑی کے صدر میں متمکن ہیں۔ لباس نہایت سادہ ہے۔ منقیانہ کوٹ زیب تن ہے اس پر لال گوٹ لگی ہوئی ہے قمیص اور کالر بھی اسی قسم کا ہے۔ فرق مبارک پر لال ٹوپی ہے جو ایک ڈاڑ کو ملتی ہے۔ آنکھیں بڑی بڑی اور رنگ گورا ہے۔ قد لمبا اور چھریرہ۔ شاید میرے خیال میں ۵ فیٹ اور ۹ انچ سے کم نہ ہوگا پیشانی اونچی ہے اور سیاہ گلپھے ہیں۔ جب مکان کے قریب سواری پہنچی تو سلطان المعظم نے حاضرین کی سلام کے جواب میں اپنا سر اٹھایا۔ اس کے بعد سواری بادبہاری مسجد کی طرف بڑھی اور جب وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ تو سپاہیوں نے اپنا منہ سلطان المعظم کی طرف کر لیا۔ اور جب آدھے گھنٹے کے بعد سلطان المعظم پھر سوار ہوئے۔ تو سپاہی پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے۔

وہی امریکن سیاح آگے چلکر سلطان المعظم کی تعریف میں حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"یہ ایک ایسی سلطنت پر خود مختار فرمانروا ہیں جو مثل البلاد امریکہ کے نصف کے قریب ہے۔ ان کی ایک زبان پر ۳۳ ملین سے زیادہ آدمیوں کی حیات اور موت ہے۔ یہ مذہب اعظم اسلام کے دینی سرغنہ ہیں دو سو ملین آدمی ہر روز نماز کے وقت ان کا نام لیتے ہیں ہندوستان شمالی افریقہ اور چین اور جنوبی یورپ کے مسلمان ان کو ظل اللہ کہتے ہیں اور ایشیائے کوچک کے ترکوں کی طرح خلیفۃ الرسول مانتے ہیں سلطان المعظم کے ممالک محروسہ کی سالانہ آمدنی دس کروڑ ڈالر ہے۔ خزانے جواہرات سے مملو ہیں بیسیوں شاہی مکانات اور منازل اور ہزاروں عربی گھوڑے ہیں۔ لونڈی غلاموں کا کوئی شمار نہیں ہر سال سلطان المعظم کا حرم جس کو مشرقی حسن و جمال کا مخزن کہنا چاہیے۔ جارجیا اور سرکیشیا کی نہایت حسین اور نوخیز کنیزوں سے معمور کیا جاتا ہے۔ اگر جسمانی آرام و آسائش۔ روحانی کامرانی اور دنیوی جاہ و حشم منتہائے زندگی ہیں تو اس میں اصلاً شک نہیں کہ سلطان المعظم اپنی افضلیت میں دنیا بھر سے خوش نصیب ہیں"۔

ضمیمہ نمبر ۴

حضرت سلطان المعظم کیسے جفاکش اور سادگی پسند ہیں

گریالٹ کمپنی اود بہ فروشان تھیٹرس (فرانس) کی سال گذشتہ کی جنتری میں حضرت سلطان المعظم کی نسبت ایک مختصر نوٹ چھپا تھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"اُن کا طرز خیال اور طریقہ رہائش قریباً ویسا ہی ہے جیسا کہ یورپ کے دوسرے شہنشاہوں کا ہوا کرتا ہے صبح کے ساڑھے نو بجے وہ اپنے کتب خانے یا اُس کمرے میں جہاں مطالعہ کیا کرتے ہیں داخل ہوتے ہیں اور کاغذات کے دو پہاڑوں کے درمیان جن میں سے ایک تو زکی اخباروں اور مختلف ممالک دیار کے ہفتہ وار اور ماہواری پرچوں کا ہوتا ہے اور دوسرا کاغذات سلطنت کا ہر ایک کاغذ سلطان المعظم بڑے غور سے پڑھتے ہیں۔ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ کبھی کسی تحریر کے نیچے دستخط نہیں کرتے جب تک کہ وہ اُسے اول سے آخیر تک پڑھ نہیں لیتے۔ جب وہ دونوں طرح کے کاغذات کا مطالعہ کر چکتے ہیں تو پھر وہ صبح کا ناشتہ بغیر شراب کے تناول فرماتے ہیں۔ قہوت سیز پر جو بہ تن چنی جاتی ہیں۔ اگر وہ تنہا کھانا کھاتے ہیں تو چینی کے ہوا کرتے ہیں لیکن دوسری حالت میں سونے کی ہوتی ہیں کھانے کے بعد سلطان المعظم کا یہ معمول ہے کہ وہ یا تو کشتی پر سوار ہو جاتے ہیں اور یا کثرت جسمانی میں مصروف ہوتے ہیں جس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ پھر اپنے کتب خانے میں چلے جاتے ہیں اور برابر اس وقت تک کام کرتے رہتے ہیں جب تک کہ اُن کا دن کا کام ختم نہ ہو جائے۔

سلطان المعظم کی وہ زندگی جو وہ محلات میں بسر کرتے ہیں بانسبت اُن خیالات کے جو عوام میں مشہور ہیں بالکل برعکس ہے۔ یہاں حرم سرائے کے معنی ہی کچھ اور ہیں اور اُن کے حرم میں کوئی خصوصیت نہیں۔ کیونکہ وہ صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ جو اُن کی پسند خاطر ہے اپنے دن یورپ کے اور بادشاہوں کی طرح امن و چین سے گزارتے ہیں جس سے انہیں اتنی محبت ہے کہ اُنہوں نے اُس کی حال کی بیماری کے دنوں میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔ اور اپنا تمام فرصت کا وقت اُسی کے پاس بیٹھ کر کاٹ دیا کرتے تھے۔ اُن کی لڑکی نعیمہ سلطانہ کو ٹھیٹھ یورپین وضع کی تعلیم و تدریس دیگئی ہے اور پیانو بجانے میں ایسا کمال رکھتی ہے۔ کہ اُس کے ساتھ کی اور کوئی کم ہوگی۔"

اعلیٰحضرت عبد الحمید خاں ثانی بڑے پکے مسلمان ہیں لیکن پھر بھی وہ جانتے ہیں کہ میں جس طرح مسلمانوں کا بادشاہ ہوں اُسی طرح یہودان اور آرمینیا والے بھی میری ہی رعایا ہیں اور نہ صرف اپنی

قوم کے مواعظیں اور مجتہدوں ہی کو تحایف ارسال کیا کرتے ہیں۔ بلکہ یونان اور آرمینیا کے پادری بھی اُنسے مستفید ہوتے رہتے ہیں ؎

ضمیمہ نمبر ۵

اعلیٰحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی کی بے تعصبی

اس ضمن میں ایک عیسائی اخبار کیتھولک ٹائمز سائنڈ نامی لکھتا ہے :-

"سلطانی عملداری میں کیتھولک گرجا کو بخوبی آزادی حاصل ہے۔ اور اُس کی وہ عزت ہے جو ان لوگوں کی سمجھ میں بھی نہ آئیگی جنہوں نے اس عملداری کو نہیں دیکھا ہے۔ سب گرجا۔ خانقاہیں مدرسے اور شفا خانے ٹیکس سے بری ہیں اور بریت کی وجہ یہ قرار دیگئی ہے کہ یہ سب چیزیں رفاہ عام کی ہیں جن سے سلطنت کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے جب دیوانی مقدمات میں فریقین کیتھولک ہوتے ہیں تو انکا مقدمہ ترکی عدالت نہیں فیصل کرتی بلکہ پادری یا بشپ کے وکلا رتجویز کے مجاز ہیں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر جو کانسٹیبل کھڑے ہوتے ہیں وہ پادری یا کسی نن یا کوپس کرسٹی کو دیکھتے ہی ہتھیار رکھدیتے ہیں۔ اور اس عیسائی جلوس کیساتھ ہمیشہ ترکی فوج آگے آگے جلو میں ہوتی ہے۔ اور جب کسی بارک یا فوجی مقام کے پاس سے یہ مذہبی جلوس گزرتا ہے تو گارڈ راستہ کر دیتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ترکی عملداری واقع ایشیا میں چھ لاکھ میرونائٹ کیتھولک رہتے ہیں۔ انکو پورا پورا امن کوہ لبنان پر حاصل ہے وہاں کا گورنر بھی سلطان المعظم نے عیسائی ہی مقرر کر دیا ہے فلسطین اور وادی نیل کے فرانسسکن کیتھولک کی بھی مسلمان بہت عزت کرتے ہیں حال ہیں سلطان المعظم نے یروشلیم کے سردار پادری کو اول درجے کی مجیدی تمغے کا اعزاز بخشا ہے جو مسلمانوں کو بھی بہت کم میسر ہے" ؎

اب اسی قسم کا ایک بیان ہم ایک دیگر اخبار لِورسی لیتے ہیں جو ملکِ انگلستان کے شہر لورپول میں چھپتا ہے اخبار مذکور لکھتا ہے کہ :-

"سلطان انگلستان کی دوستی پر فخر کرتے ہیں اور اُن دنوں کو بہت خوشی سے یاد کرتے ہیں جبکہ گذشتہ زمانہ میں انگریزوں نے روم کی مدد کی چنانچہ جنرل کینٹ کی جو اپنے سپاہی بھائیوں کی قبریں کریمیا میں دیکھنے گئے تھے سلطان نے بڑی عزت کی۔ یہ جنرل انکرمین کی لڑائی میں سلطان کی طرف ہوکر روسیوں سے کمال دلیری کیساتھ لڑے تھے۔ انگریزی ایلچی نے جنرل صاحب کی آمد کی اطلاع سلطان المعظم کو کی سلطان المعظم نے فوراً انہیں طلب کیا اور اثنائے گفتگو میں انگریزی فوج کے بڑے احسانات روم کی نسبت بیان فرمائے۔ اور انگریزوں کی

تعریف کی۔ اور فرمایا کہ میں اُس زمانے میں اپنے والد ماجد کیساتھ سقوطرہ گیا تھا اور تمہاری فوج کا معائنہ کیا تھا۔ اور جنرل کینٹ کو مجیدی تمغہ ڈالے ہوئے دیکھکر جو اُنہیں جنگ کریمیا میں عطا ہوا تھا بہت خوش ہوئے اور اس کو زیادہ مرتبہ دیا یعنی گرینڈ کارڈن کا تمغہ بخشا اور اپنے ہی محل میں اُنکی دعوت کی اور بڑی توجہ سے جنگ کریمیا کی باتیں کرتے رہے اور اُنسے کریمیا کی سیر کا حال پوچھتے رہے۔ حرم میں فوجی مقامات اور بارکیں دیکھنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے مگر ان جنرل صاحب کو مل گئی۔ سلطان المعظم نے انکو اعزاز سے لاد دیا اور فرماتے تھے کہ میں انگلستان کا بہت مداح ہوں کہ اُسنے روس کے مقابلے میں ٹرکی کی حمایت کی تھی +

(اخبار اسلام آگرہ - ۱۵ اگست ۹۳ئ)

ضمیمہ نمبر (۶)

سلطنت ٹرکی

(منقول از ٹریبیون مورخہ ۲۰ ستمبر ۹۳ء)

بعض بندہ سلطنت عثمانیہ کو انگریزی مضمون نگار تاریکی اور جہالت میں مبتلا بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ اس سلطنت نے مدت سے کوئی ترقی نہیں کی اسلئے آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی بلکہ یہانتک بڑھ گئے ہیں کہ بابعالی کو "مرد بیمار" کہنے لگے ہیں۔ اسبات کا ذکر کرنے کی احتیاج نہیں ہے کہ اس صدی میں بہت موقعوں پر ترکوں نے سب سے قوی جنگی طاقت یعنی روس سے لڑائیاں کرنے میں نہایت ہی جرأت اور بہادری ثابت کردی ہے چنانچہ اسلحہ سازی کی ترقی اور زمانہ حال کے فن جنگ میں وہ کسی مشرقی طاقت سے پیچھے نہیں ہیں +

اب رہا اُس کی اندرونی قومی اور مالی حالت کی بابت سو چند سطور ذیل جو ایک پیرس کے روزانہ اخبار "مسلا ایپاک" میں درج ہیں دنیا کو اس بات کا اطمینان دلانے کو کافی ہیں۔ کہ ٹرکی میں سلطان حال کے عہد جلوس سے نہایت ہی ترقی ہوئی ہے اس امر کا مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک مسلمان کو جو اس سلطنت عظیم کی خود مختاری کا چاہنے والا ہے خوشی بخشیگا۔ اخبار محولہ حسب ذیل رقمطراز ہے:-

سلطان المعظم عبدالحمید دام اقبالہ کے سنہ جلوس کی سترہویں سالگرہ کو میں بدون چند سطروں کے اُس نرم آور اور دانشمند بادشاہ کی خدمت میں کہ جو نہایت ہی سخت معرکے کے دنوں میں سلطان محمود کی حکومت کے زمانے سے لیکر اب تک اپنی سلطنت میں ایک خلیفۃ المسلمین کی روایتی تدبیر حکومت قایم رکھنے میں کامیاب

ہو سکتا ہے پیش کئے بغیر گزرنے نہیں دے سکتا ہوں ✤

"ہمکو اُس مذہبی آزادی کی جو اس عثمانی سلطان نے اجازت دے رکھی ہے اور جس کی کہ تقلید بہت سی مشرقی قوموں پر واجب ہے تہ دل سے عزت کرنی چاہئے حضرت سلطان المعظم نہ صرف ایک شخص کے مذہبی عقائد کی عزت کرتے ہیں۔ بلکہ تمام مذہبوں کے معتقدین کے وجود کی بھی حفاظت کرتے ہیں اور اُنکی دریا دلی اور فیاضی تمام خیراتی اور رفاہ عام کے کاموں اور تعلیمی درسگاہوں پر بلا تمیز قوم اور مذہب کے یکساں مبذول ہوتی ہے ✤

"اگر ہم اُن نتائج علیہ تالیج پر جو کہ سلطان المعظم ممدوح نے ملک کی مالی حالت کی ترقی کے متعلق حاصل کئے ہیں وہ ترقی بھی اضافہ کریں کہ جو زراعت کو رونق دینے اور مختلف انواع کی صنعت و حرفت کے جاری کرانے سے پیدا ہوتی ہے تو ہم باسانی اُس جوش اور سرگرمی کو سمجھ سکینگے جس کو رعایائے عثمانیہ اپنے سلطان المعظم کے جلوس کی سترہویں سالگرہ کی خوشی منانے میں ظاہر کر رہی ہے اور جس کی کہ اور کوئی ملک مثال نہیں پیش کر سکتا۔ سلطان المعظم موصوف جنکو ان مختلف قوموں کے درمیان کہ جو اُنکی دوستی کی متلاشی ہیں ہمیشہ سخت ثالثانہ حکمت عملی برتنی پڑتی ہے پھر ایک دفعہ اور بھی اس بات کو علانیہ ثابت کر دینگے کہ اُنہیں ملک جرمنی کی نسبت وہ خیالی پاسداری جو بعض پیرس کے اخباروں نے اُنکی منسوب کی ہے ہرگز نہیں ہے اور یہ کہ وہ سب خیالات صرف ہمیشہ اپنی سلطنت کی بہبودی کی خاطر اُن کے دل میں آیا کرتے تھے لیکن ملک فرانس کی نسبت بھی اُن کی ہمدردی کبھی مخفی نہیں رہی ✤

"سلطان المعظم عبد الحمید خاں وہ سلطان ہے کہ جس نے اپنے خیالات میں سیکھا تو بہت کچھ لیا ہے اور فراموش کچھ بھی نہیں کیا" ✤

(راقم نہال چند از پیرس۔ یکم ستمبر ۱۸۹۳ء)

(ضمیمہ نمبر ۷)

رعایا کے دلوں میں سلطان روم کی وقعت

جناب ایڈیٹر صاحب مہر نیمروز دام عنایتکم تسلیم۔ اپنے بادشاہ اور حکمران کی عزت اور محبت رعایا کے دلوں میں ہونی بہت بڑی اور مکمل دلیل اس بات کی ہے۔ کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے ارادوں اور رعایا اپنی مرادوں میں کامیاب اور سرسبز رہیگی۔ بادشاہ کے واسطے اس سے زیادہ اور کوئی مسرت کا باعث نہیں ہو سکتا کہ

ماتحتوں اور رعایا کے دلوں میں اُس کی محبت اور وقعت اس سے بہت زیادہ ہو جس کا وہ مستحق ہے ❊

روئے زمین کی سلطنتوں میں شاہ ایران کی عزت و عظمت جو ایران کی رعایا کے دلوں میں ہے وہ کسی ملک کے باشندوں کے دلوں میں اپنے حکمران کی نہیں۔ بہرحال ہر ذی عزت نا ظرین میں سے اگر کسی نے قسطنطنیہ کی سیر کی ہوگی تو وہ میرے اس قول کی پوری تصدیق کر سکتے ہیں خاص شہر استنبول میں ساٹھ ہزار کے قریب ایرانی ہیں جو اکثر تجارت پیشہ ہیں اور ان کی تجارت زیادہ تر ایک قسم کا باریک تمباکو ہے جو سگار میں پیا جاتا ہے یا چائے وغیرہ کی۔ ایک ضروری اور نازک بات یہ ہے کہ ہر ایک ایرانی کی دکان پر ایک تختہ آویزاں ہے جس پر ایک یا دو شعر اپنے بادشاہ ناصر الدین[1] کی تعریف کے جلی قلم سے لکھے ہوئے ہیں ❊

[1] افسوس شاہ موصوف کتاب ہذا کے تیسری ایڈیشن کے طبع ہونے کے وقت زندہ نہیں ہیں۔ اور یکم مئی ۱۸۹۶ کو بروز جمعہ جامع مسجد میں ایک مفسد کے ہاتھوں شہید ہو گئے ❊

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس موقعہ پر شاہ مرحوم کی مختصر تعریف اور سلطنت عظمے عثمانیہ کی ہمسایہ سلطنت ایران کی موجودہ حالت مجمل طور پر بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں ❊

سلطنت ایران کی اجمالی کیفیت

شاہ کجکلاہ ناصر الدین قاچار مرحوم شہنشاہ ایران کے مختصر حالات

شاہ ناصر الدین مرحوم کی موت ہونے سے کل دنیا کی نظریں سلطنت ایران کی طرف متوجہ ہو گئی ہیں اسلئے سلطنت مذکورہ کی موجودہ پولیٹکل جغرافیکل اور تمدنی حالت کا مختصر بیان درج اخبار کرنا غالباً نامناسب نہیں ہوگا ابتدائی دنوں سے لیکر زمانہ فتوحات اسلام تک سلطنت ایران نے دنیا کی تاریخ میں جو حصہ لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مگر مسلمانوں کے قبضہ میں آجانے کے وقت سے بھی گو بحیثیت ماتحت صوبہ خلفای بنی امیہ و عباسیہ اور بحیثیت آزاد مملکت کے ایران کو کچھ کم عزت و وقعت حاصل نہیں رہی پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں شاہان صفویہ کا جاہ و جلال دنیا کے کسی بادشاہ سے کم نہیں تھا اور اٹھارھویں صدی کے نامور ایرانی فاتح نادر شاہ کے فتوحات با کارنامے تیمور یا نپولین بوناپارٹ کے کارناموں سے کسیطرح پیچھے رہے ہوئے نہیں۔ البتہ نادر کے قتل ہو جانیکے بعد اندرونی سازشوں کی وجہ سے ایران کی مجموعی طاقت منتشر ہونی شروع ہو گئی سلطنت کچھ عرصہ خاندان زند کے تصرف میں رہنے کے بعد خاندان قاچار کے قبضہ میں آ گئی انہی دنوں روس کی سرحد ترکی سے چند صوبے چھین لینے کی وجہ سے ایران کی سرحد سے متصل ہو گئی اور اُسنے اپنی معمولی ملک گیری کی پالیسی پر عملدرآمد کر دیا قریب تیس سال کی لڑائی جھگڑے کے بعد سلطنت ایران سے صوبہ جات جیلان اور جبل کا بیین کے کنارے کا ملک لیا اور رفتہ رفتہ اسقدر اقتدار بڑھا لیا کہ شاہ ناصر الدین مرحوم کی جگہ اگر کوئی اور فرمانروائے ایران ہوتا تو سلطنت ایران کا نام و نشان مٹ گیا ہوتا۔ شاہ مرحوم کی تاریخ پیدائش و تخت نشینی اور اولاد و احفاد کا ذکر سہ ماہی کے پرچے میں درج ہو چکا ہے۔ مرحوم خاندان قاچار کے چوتھے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ابتدائی)

ناظرین اب قیاس کر سکتے ہیں کہ ایرانیوں کے دلوں میں کس درجے اپنے بادشاہ کی محبت اور عزت ہے۔ ایرانیوں

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) بادشاہ ہے۔ بانی خاندان آغا محمد شاہ مقتول جو ۱۷۹۶ء میں شاہ ایران ہوئے۔ انکا برادر زادہ فتح علی شاہ قاچار دور ریش ۱۷۹۸ء میں تخت نشین ہوا۔ سید ونخ اس بادشاہ کی بابت بیان متواتر لڑائیاں کیں اور متعدد صوبے غصب کیے۔ اسکے بعد اسکا پوتا محمد شاہ ۱۸۳۵ء میں شاہ ایران ہوا اور ۱۸۴۸ء میں اپنے باپ کی وفات پر شاہ ناصر الدین فرمانروائے ایران ہوئے۔

خاندان قاچار تاتار کا ایک ترک قبیلہ ہے۔ تیمور نے اُسے ترکستان سے لاکر ایران میں آباد کیا تھا۔ شاہ ایران اپنے ملک میں شہنشاہ کہلاتا ہے اور اپنی رعایا کی جان و مال کا مطلق العنان مالک ہے۔ خزانہ سلطنت اور ملک کی کل آمدنی اُسی کے اختیار میں ہوتی ہے۔ اسی لیے چند پچھلے شاہان ایران نے بے انتہا پرائیویٹ دولت فراہم کر لی۔ شاہ مرحوم کی ذاتی دولت کا اندازہ ساٹھ لاکھ پونڈ کیا گیا ہے۔ جواہرات اور بیش بہا مرصع اشیاء کا اُنکے پاس بے شمار ذخیرہ ہے۔ دریائے نور وزنی ۱۸۶ قیراط اور تاج ماہ وزنی ۱۴۶ قیراط دو سب سے بڑے ہیروں کا نام ہے۔ وراثت کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہے مگر ان بادشاہ کا اختیار ہے کہ بلا لحاظ خوردی و بزرگی شاہی خاندان میں سے جس کو چاہے اپنا ولیعہد مقرر کر دے۔ ایران کی گورنمنٹ کا طریقہ بہت کچھ ٹرکی گورنمنٹ کے مشابہ ہے۔ شاہ کا حکم اگر قرآن و حدیث کے مخالف ہو تو واجب التعمیل ہے۔ شاہ ایران خلیفہ رسول اللہ کہلاتا ہے مگر اکثر علماء اس دعوے خلافت کو قبول نہیں کرتے۔ انصرام امور سلطنت وزارت کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ پہلے صرف دو وزیر ہوتے تھے۔ مگر اب کچھ عرصے سے یورپین قاعدہ کے مطابق الگ الگ محکمے بنا دیئے گئے ہیں۔ وزیر اعظم یا صدر اعظم کا عہدہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۳ء کو پھر از سر نو قائم کیا گیا۔ اور میرزا علی اصغر خان امین السلطنت اُس پر مامور کئے گئے۔ علاوہ صدارت عظمیٰ کے مال یعنی خزانہ اور محاصل کی وزارتیں بھی انہیں کے پاس ہیں۔ دوسرے محکموں کی تفصیل یہ ہے۔ صیغہ داخلیہ۔ صیغہ خارجیہ۔ صیغہ حربیہ۔ عدالت عالیہ۔ تجارت و زراعت (ایک وزیر کے ماتحت) تعلیم عامہ۔ تار برقی۔ معادن (تینوں ایک وزیر کے سپرد ہیں) ڈاک۔ اوقاف (دونوں ایک وزیر کے ماتحت) اور مطابع۔ جملہ آٹھ وزیر ہیں۔ انکے علاوہ چودہ اور وزیر ہیں۔ مگر انکے ماتحت کوئی محکمہ نہیں ہے۔ امین الدولہ وزیر ڈاکخانجات کونسل وزراء کے میر مجلس ہیں۔ ملک ۲۲ بڑے اور ۱۰ چھوٹے چھوٹے صوبوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک صوبے میں گورنر جنرل مامور ہے۔ جو براہ راست شاہی حکومت کے ماتحت ہیں اور اپنے اپنے علاقہ میں نائب خود مقرر کر سکتے ہیں گورنر جنرل و لفٹیننٹ گورنر عموماً حاکم کہلاتے ہیں۔ اول الذکر کو والی فرمانروا وغیرہ وغیرہ بھی پکارا جاتا ہے اور آخر الذکر کو نائب الحکومت۔ چھوٹے ضلع کا حاکم ضابطہ کہلاتا ہے۔ ہر ایک شہر میں جسے مجسٹریٹ یعنی کلانتر داروغہ یا بیگلر بیگی مقرر ہے اور ہر ایک گاؤں اور محلے میں نمبردار جنہیں کدخدا کہا جاتا ہے مقرر ہیں۔ ان لوگوں کا کام محصول حاصل ہے۔ اور انکو اکثر لفٹیننٹ گورنر اور گاہ بگاہ رعایا منتخب کرتی ہے۔ اکثر گورنروں کے ماتحت وزیر یا پیشکار ہوتے ہیں کل صوبہ کا انتظام اور حساب کتاب انہی لوگوں کے سپرد ہے اور وہ عموماً بڑے تجربہ کار ہوتے ہیں۔ خانہ بدوش قبیلوں کے سردار ایل خانی۔ ایل بیگی۔ قلی سردار شیخ۔ یا تو شمال کہلاتے ہیں اور جس کدر کے علاقہ میں ان کا قبیلہ رہتا ہو اسکو یہ خود اپنے قبیلہ سے محاصل فراہم کر کے ادا کرتے ہیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

لے بعد ترکوں کا جو برادر ترکوں میں ہے اپنے بادشاہ کو اس وقت تک ایسا عزیز سمجھتے ہیں کہ انکے نزدیک سلطان کا

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ایران کا عرض شمالاً جنوباً ۷۰۰ میل اور طول شرقاً غرباً ۹۰۰ میل یعنی چھ لاکھ ۲۸ ہزار مربع میل رقبہ ہے اس رقبہ کا بہت بڑا حصہ بالکل ریگستان ہے اور فی مربع میل آبادی کی اوسط بھی کم ہے۔ [illegible] میں مردم شماری ہوئی تھی جس میں [illegible] تھی باشندگان شہر ۱۹۶۳۸۰۰ خانہ بدوش ۱۹۰۹۸۰۰ آبادی دیہات ۳۷۸۰۰۰۰ [illegible] میں آبادی کا اندازہ نو لاکھ کے قریب کیا گیا ہے۔ ایران میں یورپین لوگوں کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ نہیں۔ ایران کے بڑے بڑے شہر مع آبادی یہ ہیں۔ طہران (۲۰۰۰۰۰) تبریز (۱۸۰۰۰۰) اصفہان (۸۰۰۰۰) مشہد (۶۰۰۰۰) بارفروش (۵۰۰۰۰) کرمان (۴۰۰۰۰) یزد (۴۰۰۰۰) ہمدان شیراز قزوین خوئی کرمانشاہان۔ مشہد [illegible] کی آبادی تقریباً ۶۰ ہزار [illegible] خانہ بدوشوں میں ۲ لاکھ ۶۰ ہزار عرب میں [illegible] ہزار ترک [illegible] ۵۰ ہزار کرد [illegible] ۲۰ ہزار [illegible] سو بلوچ اور جپسی [illegible] تقریباً [illegible] [illegible] جماعت ہیں [illegible] ۲۵ ہزار یہودی ۳۰ ہزار [illegible] ۲۵ ہزار [illegible] جاتی ہیں +

[illegible] تہذیب کی ترقی [illegible] ہر ایک شہر میں [illegible] ایک مجتہد [illegible] ہوتا ہے [illegible] [illegible] سب [illegible] والے مجتہد کی [illegible] ہیں۔ گورنمنٹ کو مجتہدین کی تقرری میں کوئی دخل نہیں ہے البتہ شیخ الاسلام و امام الجمعۃ کو وہی مقرر کرتی ہے پیش نماز یا خطیب مؤذن و بعض متولی امام الجمعۃ کے تحت ہوتے ہیں تمام مساجد اور خانقاہوں کیساتھ کچھ نہ کچھ جائداد وقف ہے اور انکا خرچ وقف کی آمدنی سے چلتا ہے بعض متبرک مکانات (مثلاً مشہد مقدس) کو اوقاف اور چڑھاووں کی اسقدر آمدنی ہے کہ بیشمار مجاورین۔ خدام اور متوسلین بڑی فارغ البالی سے اوقات بسر کرتے ہیں +

ایران میں کالج بافراط موجود ہیں۔ اُن کا خرچ سرکار کے ذمے ہے اور اُنمیں دینیات۔ فارسی اور عربی علم ادب اور کسی قدر سائنس کی تعلیم ہوتی ہے۔ مگر پرائیویٹ مکاتب کا ابھی بہت رواج ہے [illegible] میں خاص طہران میں ایک صنعتی کالج قایم کیا گیا تھا۔ اور اُسکے پروفیسر بھی یورپین مقرر کئے گئے تھے۔ اس کالج نے ایران میں مغربی علوم اور السنہ کو رواج دینے میں بہت کچھ مدد دی ہے۔ طہران اور تبریز میں جنگی کالج بھی موجود ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم عام ہے مگر اکثر لوگ ابھی تک صرف قرآن مجید کے پڑھ لینے ہی کو کافی سمجھتے ہیں +

عدالتوں کا انتظام گورنروں اور اُنکے نائبین اور شیخ الاسلام و علماء کے ہاتھ میں ہے اول الذکر یعنے دنیوی حکام عرف یعنے قانون دنیاوی کی رو سے تصفیہ تنازعات کرتے ہیں اور آخر الذکر شرع شریف کے مطابق عدالتوں کی کارروائی سرسری طور پر ہوتی ہے۔ باقاعدہ اور مفصل تحقیقات نہیں ہوتی +

[illegible] میں کل آمدنی ۳ کروڑ ۴ لاکھ ۲۶ ہزار ایک سو پچاس قران ہوئی۔ اس وقت ایک قران مالیت میں تقریباً ۱۲ پنس کے برابر تھا

(بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ دیکھو)

نام بغیر اشد ضرورت کے لینا اعلیٰ درجہ کی بے ادبی اور بد تہذیبی خیال کی جاتی ہے۔ دوران گفتگو میں اگر سلطان المعظم

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) مگر چند سال سے روپیہ کی طرح چاندی کے دن بدن ارزاں ہونے چلے جانے کی وجہ سے اب اسکی قیمت تقریباً ۱۲ پنس رہ گئی ہے۔ ۱۸۸۸ء میں کل آمدنی پانچ کروڑ سات لاکھ قران ہوئی اور ۱۸۸۹ء میں ۵۴۸۴۰۹۳۰ قران ہوئی خرچ اسی سال میں ۵۰۱۰۰۰۰۰ قران ہوا جس میں سے ایک کروڑ [illegible] لاکھ فوج پر۔ ایک کروڑ منشیوں پر۔ ۶۰ لاکھ وظائف شہزادگان پر ۵۰ لاکھ ارکین خاندان قاجار پر۔ ۸۰ لاکھ صیغہ خارجیہ پر۔ پچاس لاکھ دربار شاہی کے اخراجات پر۔ ۱۵ لاکھ کالجوں پر۔ ۱۵ لاکھ ملازمان محل کی تنخواہ پر۔ ۲۶ لاکھ ۳۰ ہزار اخراجات متفرق گورنمنٹ پر۔ ۶۰ لاکھ مصارف متفرقہ پر صرف ہوئے باقی رقم شاہی خزانہ میں داخل کی گئی ✢

تقریباً ۲۰ فیصدی آمدنی مالیہ اراضی سے ہوتی ہے جسے سرکاری ممبر یا محصل کلکٹر وقتاً فوقتاً تشخیص کرتے رہتے ہیں۔ اور تخمیناً ۱۵ فیصدی کی آمدنی محصول اسباب تجارتی ڈاک معادن اور اجارات وغیرہ سے ہوتی ہے۔ یہودی۔ عیسائی۔ اور پارسیوں سے بہت کم خراج لیا جاتا ہے۔ مئی ۱۸۹۲ء میں گورنمنٹ نے امپیریل بنک طہران سے ۵ لاکھ پونڈ ۶ فیصدی سالانہ سود پر قرض لئے تھے۔ یہ قرضہ ۴۰ سال میں ادا کیا جاوے گا۔ سلطنت ایران کے ذمہ صرف یہی قرضہ ہے یہ روپیہ تمباکو کی اجارہ دار کمپنی کو ہرجانہ ادا کرنے کے لئے برداشت کیا گیا تھا اسکی کفالت میں خلیج فارس اور جنوبی ایران کی آمدنی محصول کفول کر گئی ہے ✢

ایرانی فوج کی کل تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار پانسو ہے۔ انمیں سے ۵ ہزار توپخانہ میں ہیں جسمیں ۲ ہزار بان ہیں۔ ۷۰۰ ۴۴ (۷۷ بٹالینیں) فوج پیدل ہیں۔ ۲۵۲۰۰ باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج سواران ہیں اور ۲۰۰ ۷ (۴۲ بٹالینیں) فوج ملیشیا میں ہیں۔ فوج کی تعداد بحالت امن صرف ۲۴ ہزار ۵ سو ہوتی ہے اور تعداد مندرجہ بالا میں سے فقط نصف بابت تفصیل جنگ کے لئے طلب ہو سکتی ہے۔ فوج پیدل ۰۰ ۴ ۳۵۔ فوج سواران ۳۰ ۳ ۴۔ توپخانہ ۰۰ ۲۵۔ شتر توپخانہ ۹۰۔ انجینیر ۱۰۰۔ بیقاعدہ فوج ۱۲۱۳۔ جملہ ۲۴۵۳۵ ✢ جولائی ۱۸۷۵ء میں شاہی فرمان جاری ہوا تھا کہ آیندہ ہر ایک ایرانی پر بارہ برس کے لئے فوجی خدمت لازمی ہوگی مگر اسکی تعمیل نہیں کی گئی۔ یہودی عیسائی۔ پارسی فوج میں بھرتی نہیں کئے جاتے اور کئی اضلاع کے مسلمان بھی فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہیں۔ فوج کی تعداد گو تھوڑی ہے مگر تو اعد دان اچھی ہے۔ اور تقریباً ۳۰ برس سے یورپین افسروں کی زیر کمان ہے۔

ایران کی بحری طاقت نہونیکے برابر ہے بحیل کا سپین روس کے اقتدار میں ہے اور خلیج فارس انگریزوں کے اقتدار میں۔ شاہی دریائی فوج میں صرف دو جہاز ہیں ایک کا نام پرسی پولیس ہے یہ دخانی جہاز ہے اسکا وزن ۶۰۰ ٹن ہے بیلی قوت ۴۵۰ گھوڑوں کی ہے اور چار توپیں ۳ انچ قطر کی اسپر چڑھی ہوئی ہیں دوسرے کا نام سوسا ہے جو صرف دریائی سٹیمر ہے اور اسکی انجن طاقت ۳۰ گھوڑوں کی ہے ✢

گندم جو۔ چاول وغیرہ قدرتی پیداوار کے علاوہ ایران میں ریشم بہت عمدہ تیار ہوتا ہے اسکی سالانہ پیداوار ۶ لاکھ ۶ ہزار ایکسو پونڈ کے قریب ہے اور اس میں سے دو تہائی ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر)

شوکت آیات حضرت اقدس [illegible] عبد الحمید خاں [illegible] کے نام لینے کی ضرورت پڑتی ہے [illegible]

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) گذشتہ اتوبار [illegible] ایران میں بلاد ممالک غیر کو جاتی ہے۔ گذشتہ برس ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ کی مالیت کے شال ایران سے باہر گئے۔

ایران کی تجارت زیادہ تر [illegible] کی [illegible] کے ساتھ ہے۔ [illegible] پانچ فیصدی محصول لیا جاتا ہے اور بڑا حصہ [illegible] فیصدی کی نمک [illegible] محصول مالی طور پر [illegible] جاتا ہے۔ گذشتہ برس [illegible] ۵۰ لاکھ قرن [illegible] اجارہ دیا گیا [illegible] تاکہ قرن کی [illegible]

امپیریل بنک بمطابقت جو گذشتہ برس ایران میں قائم ہوا۔ اس کا بانی مبانی [illegible] ولیم [illegible] انگلستان ہے۔ بنک کا سرمایہ چالیس لاکھ پونڈ ہے اور اب بڑے بڑے شہروں میں اس کی شاخیں موجود ہیں۔ گذشتہ برس اسی کمپنی کو کانوں کا اجارہ دیا گیا۔ مگر جو [illegible] میں اس کا دوالہ نکل گیا۔ [illegible] قسطنطنیہ کے امپیریل عثمانیہ بنک نے بھی ایران کے بڑے بڑے شہروں میں اپنی کوٹھیاں بنا لی ہیں۔

ایران میں ریلوے کو ابھی کوئی فروغ نہیں ہوا۔ طہران سے لیکر شاہ عبد العظیم تک جو وہاں کی جامع مسجد ہے [illegible] چھ میل لمبی لائن جولائی گذشتہ میں کھولی گئی تھی۔ [illegible] کی ایک کمپنی نے بنایا ہے اور وہی اس کی مالک ہے۔ جیسا کہ بندرگاہ محمود آباد [illegible] تک [illegible] ریلوے بنانا چاہتے مگر ابھی تمام نہیں ہوئی۔ گویا کل ملک ایران میں ابھی تک صرف چھ میل ریل جاری ہے۔ دریا کرون میں خلیج فارس سے شہر اہواز تک جہازوں کو جہاز رانی کی اجازت ہوگئی ہے اور ایک یورپین کمپنی کا جہاز مہینے میں دو دفعہ اس میں سفر کرتا ہے۔

پختہ سڑکیں ابھی تک صرف دو ہیں طہران سے قم تک اور طہران سے قزوین تک ان دونوں کی لمبائی اکانوے میل ہے۔ طہران سے اہواز تک اور قزوین سے [illegible] تک اور طہران سے بغداد تک پختہ سڑکیں بنانے جانے کے اجارے دیئے جا چکے ہیں۔

ایران میں تار برقی کا سلسلہ ۱۵۰۰ میل لمبا ہے جس کی تاروں کی لمبائی ۰۰۰۹ میل ہے۔ تار گھروں کی تعداد ۹۹ ہے۔ ایران کلکتہ سے لندن تار خبر پہنچانے میں بالاوسط سوا گھنٹہ صرف ہوتا ہے۔

ڈاکخانہ کا انتظام اولاً گذشتہ میں ایک آسٹرین افسر ملازم گورنمنٹ ایران نے کیا تھا۔ اب سلطنت کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ڈاک کا معقول انتظام ہے اور ۹۵ ڈاکخانے قائم ہو چکے ہیں۔

ایران کا مشہور سکہ قرن ہے۔ اس کا وزن پہلے ۲۴ نخود (۰۰ گرین) ہوتا تھا پھر ۲۶ نخود کیا گیا۔ اور اب تقریباً ۲۴ نخود دیا گیا ہے۔ اس میں چاندی کی مقدار ۹۵ فیصدی ہوتی ہے۔ گذشتہ میں پچیس قرن ایک پونڈ کے برابر ہوتے تھے اور اب ۵۰ قرن ہوتے ہیں۔ شاہی ٹکسال میں مندرجہ ذیل سکے مضروب ہوتے ہیں۔ (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ)

لہ ترکی کا ایک مشہور لفظ کلمہ آفندم ہے [illegible] اردو میں بہت [illegible] کو عزت اور تعظیم کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے مگر ترکی میں [illegible] صاحب یعنی لفظ آفندم خاص سلطان ہی کیلئے مخصوص ہے۔ دوسرا ایک [illegible] لفظ جو آفندم ہی کا مشتق ہے "آفندینہ" ہے جو خدیو مصر کے لیے موضوع کیا گیا ہے۔

سے تعبیر کرتے ہیں +

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ)

نام سکہ	دھات	مالیت بہ سکہ انگریزی	نام سکہ	دھات	مالیت بہ سکہ انگریزی
پول	تانبہ	½ پنس	دو شاہی = ½ قران	چاندی	½ ۲ پنس
شاہی = ۱ پول	"	½ پنس	قران = ۲۰ شاہی	"	۵ پنس
دو شاہی = ۲ پول	"	½ پنس	دو قران	"	۱۰ پنس
چہار شاہی = ۴ پول	"	۱ پنس	پنج قران	"	ایک شلنگ ۲ پنس
پنج شاہی	نقری	½ ۱ پنس	-	-	-

سونے کے سکے ½ تومان ¼ تومان - تومان - دو تومان پنج تومان اور دہ تومان ہیں - تومان دس قرانوں کے برابر ہوتا ہے گر ان دنوں قران کی قیمت گر جانے کی وجہ سے ۱۴ قران کے برابر ہے عام حساب کتاب ایک فرضی سکہ یعنی دینار میں رکھا جاتا ہے، ایک قران ایک ہزار دینا کے برابر شمار کیا جاتا ہے اور ایک شاہی پچاس دینار کے برابر +

سلطنت ایران کی موجودہ حالت کا اجمالی خاکہ کھینچ چکنے کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ لارڈ کرزن کی کتاب سے شاہ مرحوم کی ذاتیات و خصائل [illegible] مفصل حالات لکھنے کو [illegible] کہ بوجہ عدم گنجائش [illegible] اس کتاب سے اخذ کیا ہے شاہ موصوف کے مختصر حالات درج کردینے پر اکتفا کرتے ہیں - و ھو ھذا

" شاہ ناصر الدین محمد شاہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے - وہ صفر المظفر ۱۲۴۷ھ بروز دوشنبہ مطابق ۱۷ - ۱۸ جولائی ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے ان کے دادا عباس مرزا - اور پردادا فتح علی شاہ نہایت وجیہ خوبرو تنومند اور قوی ہیکل جوان تھے - ان کی ڈاڑھیاں لمبائی اور درازی میں مشہور ہیں - شاہ ناصر الدین اگرچہ ان کے برابر قوی الجثہ نہ تھے لیکن تاہم [illegible] رعب ہونے میں شک کلام نہیں - [illegible] کا حصہ [illegible] کی اولاد [illegible] کا ذکر لارڈ کرزن لکھتے ہیں کہ [illegible] نتیجہ [illegible] تمام قاچاریوں [illegible] پائی جاتی ہیں +

۱۸۸۹ء میں جب یہ مؤلف [illegible] شاہ ممدوح عادت و اطوار میں نہایت سادگی رکھتے تھے [illegible] شاہ کچھ [illegible] لارڈ کرزن لکھتے ہیں [illegible] اور ہر ایک بڑا وسیع [illegible] حکومت [illegible] ان کے اقوال و افعال حرکات و سکنات [illegible] کے ساتھ کرتے تھے - [illegible] یورپ کی طرف سے [illegible] (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آیندہ میں)

دستر خوان شاہی پر جو کھانا لوٹ کے باورچی خانہ میں جاتا ہے اس میں سے جو روٹی خاص سلطان المعظم نے کھائی ہو۔ اگر کچھ بچ رہتی ہے تو وہ نہایت احتیاط کیساتھ جمع کی جاتی ہے +

اور جب کوئی شخص امرا یا وزرا میں سے یا اور کوئی شخص بیمار ہوتا ہے اور ڈاکٹر [illegible] علاج سے [illegible]

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ [illegible] اہل علم میں [illegible] شاہ ناصر الدین [illegible] عادت کم ہوتی گئی مال و جواہرات [illegible] دنیا میں [illegible] سلطنت [illegible] رکھتی تھے۔ [illegible] جانب تھا وہ سب تکلف پاس جا سکتا تھا +

[illegible] تبریز [illegible] تعلیم پائی [illegible] تبریز سے [illegible] برس کی عمر [illegible] چال چلن [illegible] کھنے تھے [illegible] تصویر کشی کا بھی شوق [illegible] تھے [illegible] دن کے [illegible] جونکہ [illegible] مشہور [illegible] انگلستان [illegible] شاہ کو [illegible] جس [illegible] ذات [illegible] کا اشارہ [illegible] اور [illegible] کھانا [illegible]

[illegible] ناصر الدین [illegible] ساتھ [illegible] کا سفر کیا تھا ۱۸۷۳ء کو پہلا سفر اور [illegible] اعظم [illegible] +

[illegible] پرنس آف ویلز اور شاہ کے متعلق [illegible] قصہ یورپ میں بہت مشہور ہے۔ وہ یہ کہ جب شاہ ناصر الدین پرنس آف ویلز کے ہمراہ میز پر کھانا کھا رہے تھے۔ باتوں میں ایسے مشغول ہوئے کہ یورپین آداب [illegible] کا خیال نہ رہا اور اسی بیخبری کی حالت میں جبکہ [illegible] کوئی [illegible] کی شئے کانٹے کے قبضہ میں آسانی نہ آئی تو سہواً انہوں نے دوسرے ہاتھ کی انگلی [illegible] کی مدد سے کانٹے میں اس چیز کو چھید لیا۔ لیکن اسی وقت انہیں خیال آیا کہ یہ میز کے قواعد کے خلاف ہوا اور [illegible] سے کہ اگر یہ جو اسوقت دستر خوان پر شریک ہیں انہیں نا واقف یا بدتمیز خیال کرینگے انکو ایک گونہ حجاب لاحق ہوا۔ پرنس آف ویلز [illegible] انکے دلی خیال کو بھانپ گئے اور [illegible] اسی طرح اپنی انگلی کی مدد سے چیز کو چھید کر کھا لیا (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ)

ہوجاتی ہے تو وہ خشک روٹی اُس مریض کو کھلائی جاتی ہے +

ناظرین یہاں سے سلطان المعظم کی نسبت حسن عقیدت بھی سمجھ لینگے۔ اُنکے تجربے کے موافق بہت کم ایسے مریض ہونگے جو وہ روٹی کھلانے کے بعد صحت یاب نہ ہوگئے ہوں۔

سلطان محمود اول کا ایک تاریخی قصہ زبان زد خاص و عام ہے۔ جس کا اسوقت بیان کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا +

ایک روز بادشاہ محمود اول اپنے محلسرا کو شکار سے واپس آ رہے تھے کہ رستے میں گرمی اور پیاس کی شدت بہت زیادہ معلوم ہوئی۔ سامنے گلی میں ایک مختصر سا مکان معلوم ہوا دریافت کیا تو ایک غریب بڑھیا کا مکان تھا بادشاہ نے اُس وقت اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ میں کچھ عرصے تک تمہارے مکان پر آرام لینا چاہتا ہوں کہ دھوپ کی گرمی نے مجھ کو بہت مضطرب کر رکھا ہے۔ بادشاہ ایک گھنٹے کے قریب بیٹھے اور اُسکے بعد محل کو مراجعت فرمائی۔ وہ کمرہ جس میں ایک گھنٹے تک بادشاہ کی نشست رہی اُسی روز سے آجتک برابر بند ہے اور مقفل ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ جس جگہ ایک مرتبہ امیر المومنین اپنی تشریف آوری کی عزت بخش چکے ہوں۔ اُس جگہ خود رہنا اور بیٹھنا بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے +

مہر نیمروز ۔ ۷ ستمبر ۱۸۹۶ء

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) شاہ ناصر الدین مرحوم کے قتل کی نسبت مزید حالات یہ معلوم ہوئے ہیں کہ میرزا محمد رضا قاتل فرقہ بابیہ سے نہیں ہے بلکہ مشہور معروف سید جمال الدین کا مرید ہے جنکو اُسنے شاہ مرحوم کے قتل کے لئے امادہ کیا ہوا تھا جمال الدین گو عام طور پر رومی مشہور ہے مگر در اصل افغانی الاصل اور ایرانی المسکن ہے۔ وہ شہزادہ ملکم خاں کے ہم خیالوں میں سے ہے شہزادہ ملکم آزاد خیالات شاہ مرحوم کو ناگوار معلوم ہوتے تھے اسلئے وہ ایران سے جلا وطن کر دیا گیا۔ اور اُسکے بعد تھوڑی ہی مدت میں جمال الدین بھی خارج البلد کر دیا گیا وہ ایک عالم و فاضل آدمی ہے کئی زبانیں جانتا ہے اور دور دراز ممالک کی سیاحت کر چکا ہے ایران سے نکلکر وہ مصر میں پہنچا مگر پولیٹکل سازشوں کی وجہ سے جب ہو تو وہاں سے بھی نکالا گیا مصر سے آپ بمبئی پہنچے۔ جہاں سُنی و شیعوں میں جھگڑا برپا کرنے کی کوشش کی آخر کار وہاں بھی اپنا ٹھکانہ نہ پاکر حیدر آباد پہنچے مگر وہاں سے بھی اپنی بیقرار و سازشی طبیعت کی بدولت نکالے گئے۔ انہیں دنوں میں اُسنے افغانستان و پنجاب کے بڑے شہروں کا بھی دورہ کیا اور امیرانہ ٹھاٹھ سے گشت کرتا رہا۔ ہندوستان سے رخصت ہوکر وہ انگلستان پہنچا جہاں شہزادہ ملکم سے اُسکی ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں شہزادہ نے اُسے ٹرکی بھیجدیا مگر گورنمنٹ ٹرکی نے اُسے فی الفور نظر بندی میں کردیا۔ اُسکی نسبت شاہ ایران اور سلطان کے درمیان کچھ عرصہ تک خط و کتابت ہوتی رہی مگر سلطان المعظم نے شاہ مرحوم کو یقین دلا دیا کہ جمال الدین بانظر بندی میں رکھا جاویگا چنانچہ کچھ مدت تک وہ خاموش اور سیدھا بیٹھا رہا لیکن تقریباً آٹھ مہینے ہوئے ہیں کہ اُسنے محمد رضا قاتل اور [illegible] شخصوں کو اپنے مکر وہ ارادوں کا [illegible] بنا لیا [illegible]

اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی

کے

کیریکٹر کا اجمالی امتحان مسٹر ڈبلیو ٹی سٹیڈ صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریویوز

مضمون مندرجہ عنوان کیطرف کتاب واقعات دم کی صفحہ ۵۰ پر مجملاً اشارہ کر چکا ہوں۔ اب حسب وعدہ اسکا ترجمہ لفظ بلفظ شامل کتاب ہذا کیا جاتا ہے۔ مسٹر ٹامس ولیم سٹیڈ صاحب انگلستان کے نہایت مشہور و معروف ریویو اور اخبار نویسوں کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اپنی پر زور تحریروں سے انہوں نے نہ صرف علمی دنیا میں بلکہ پولیٹکل عالم میں بھی اپنا سکہ جما رکھا ہے۔ مگر افسوس جیسے کہ ناظرین کو اس مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا ایسے عالم و فاضل شخص کا دامن بھی تعصب کی آلودگی سے صاف نہیں ہے وہ راستگو اور منصف مزاج بننے کی کمال کوشش کرتا ہے اور اس کوشش میں بسا اوقات کامیاب بھی ثابت ہوتا ہے مگر گرگ کہن مسٹر گلیڈسٹون کیطرح ترکوں کا نام بیچ میں آتے ہی مسٹر سٹیڈ صاحب کو تعصب مذہبی یا عناد قومی ہٹ دھرمی اور ضد کے عمیق گڑھے کی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہیں بس سنبھلنے کے لئے وہ گاہ بگاہ بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن عموماً دیکھا گیا ہے کہ وہ اس جد و جہد میں شاذ و نادر فائز المرام ہوتے ہیں۔ مضمون مندرجہ عنوان میں مسٹر موصوف کی بعینہ یہی کیفیت ہے جیسا کہ ہم نے بااختصار خاکہ کھینچا ہے۔ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی فہم و فراست خداداد لیاقت حکمت و دانائی اور رعیت پروری و فلاح جوئی ملک و ملت کی بے تعداد کارناموں کو دیکھ کر بے اختیار اس کی قلم سے بھی مدحت و ثناء کے کلمات نکل جاتے ہیں مگر تعصب کے سیاہ بھوت کے سر پر مسلط ہوتے ہی اسکی حالت بالکل بدل جاتی ہے۔ اسکی حس انصاف نے جس عبارت کے لکھنے پر اسے مجبور کر دیا ہے اُسے وہ ایک طرح سے اپنے دل کی کمزوری خیال کرنے لگ جاتا ہے اور اس کمزوری کی تلافی کیلئے موقعہ بموقعہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات پر چھپی لگی چوٹیں اور ترکی قوم پر کھلم کھلا حملے کر دیتے جاتے ہیں +

ناظرین اس موقعہ پر شاید یہ اعتراض کریں کہ جب یہ شخص متعصب ایسا مجبور ہے تو اُسکے مضمون کو

کتاب میں درج کرنے کی کیا حاجت تھی ہمیں نہایت مودبانہ طور پر اُس کے جواب میں یہ التماس کرتا ہوں کہ جب ایسا خوردہ بین متعصب نکتہ چین نکتہ چیں جو سلطان المعظم کے افعال و عادات میں عیوب نکالنے کی بطرح کوشش کرنیکو بالکل آمادہ ہے اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا کہ حضور ممدوح الشان کے اوصاف کا پلڑا بہمہ وجوہ بھاری ہی رہا ہے۔ تو ایسی کتاب میں جو محض خلیفہ رحمۃ للعالمین کے قیامت تک کے یادگار رہنے والے کارناموں کے بیان و تفصیل میں لکھی گئی ہو مضمون مذکور کا شامل نہ کرنا ایک صریح کوتاہی شمار ہوتا۔ علاوہ بریں ناظرین کو یہ دکھانا بھی منظور ہے کہ ہمارے مہذب قوم انگریزی کے بہت ویر کر لیڈر اور علما و فضلا تک باوجود شائستگی و تہذیب اپنے زور قلم کے بھروسہ پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوششوں سے مطلقاً احتراز نہیں کرتے۔ ہمیں کہنے کی کام نہیں کہ مسٹر موصوف کے بعض اعتراضات بادی النظر میں بڑے زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر ہم نے جا بجا حاشیہ میں انکی اُنکی کمزوری اور بودا پن کو واضح طور پر دکھلا دیا ہے تاکہ ناظرین انکے مطالعہ سے مغالطہ میں نہ پڑ جائیں۔ اور اُنکے دلوں میں شک پیدا ہونیکا احتمال نہ رہ جاوے +

مضمون کو شروع کرنے سے پہلے میں صاحب موصوف کی مختصر سوانح عمری اور انکی تصنیفات کا ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں وہ پادری ڈبلیو سٹیڈ مذہبی امام قصبہ ہاؤڈن تاؤن کے فرزند ارجمند ہیں ۵ جولائی ۱۸۴۹ء کو متولد ہوئے۔ اور ۱۸۶۳ء میں مقام سالکوٹس پر پرائیویٹ طور پر شادی کی ۱۸۶۳ء میں ابتداً وہ مقام نیوکیسل کی ایک تجارتی کوٹھی میں امیدوار رہے ۱۸۷۱ء میں اخبار ناردرن ایکو کی ایڈیٹری اختیار کی ۱۸۸۰ء میں مشہور ادیب و مدبر مسٹر جان مارلی کے ماتحت لندن کے نامور اخبار پال مال گزٹ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوئے۔ اور ۱۸۸۳ء میں مسٹر موصوف کی جگہ اعلیٰ ایڈیٹر ہو گئے۔ مگر اخبار مذکور سے بہت جلدی قطع تعلق کر کے انہوں نے خود اپنا ایک ماہواری رسالہ ریویو آف ریویوز نکالنا شروع کر دیا جسکو کل انگریزی دنیا نے ایسی قبولیت کی نظر سے دیکھا کہ بہت کم اخباروں یا رسالوں کو ویسی کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ یکم جنوری ۱۸۹۶ء سے رسالہ مذکور کا تیرہواں برس شروع ہوا ہے۔ اور اُسکی اشاعت اب کئی لاکھ تک پہنچی ہوئی ہے مضمون زیر بحث دسمبر ۱۸۹۵ء کے رسالہ سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں یا سلطان المعظم کے برخلاف اس شخص نے دل کے پھپھولے نہیں پھوڑے۔ بلکہ کل دنیا میں شاید ہی کوئی شخص اس سودا ثانی کی ہجو بلیغ تیغ بے انصافانہ اور زبردست گرفت سے بچ سکا ہو۔ وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ انسان آخر ضعیف البنیان ہے ہر ایک شخص میں کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے اور بنی نوع انسان کی معمولی کمزوریوں میں خوردہ گیری کرنا گویا فطرت یا نیچر پر معترض ہونا ہے۔ مگر اس عیب کے ساتھ ہی صاحب موصوف میں یہ وصف بھی بہت بڑا ہے کہ کسی کی خوشامد یا خشم کی مطلقاً کوئی پرواہ نہیں بلکہ جس طرح ضمیر ہدایت کرے اُسی طرح کرتا ہے اور [illegible]

حمایت وطرفداری کو اپنا بڑا بھاری فرض تصور کرتا ہے۔ چنانچہ مسٹر … جو ۱۸۸۲ء میں روس کی سیاحت کرنیکے
بعد سے یہودیوں کی مظلومیت کے حامی اور روسی گورنمنٹ کی ظلم … جور وتعدی پر … مضامین
لکھکر کمال دلیلکان کر دیتے۔ ۱۸۸۰ء میں آئرلینڈ گیا اور وہاں کی زبوں حالت زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور
پھر انکی حمایت میں بھی غضب کے مضامین لکھکر گورنمنٹ کو … پر مائل کر دیا۔ انگریزی بحری طاقت کی اصلاح
اور مضبوطی کی طرف انہی کی تحریروں کی وجہ سے جو انہوں نے ۱۸۸۴ء میں انگریزی بحری طاقت کی کمزوری
اور نقائص پر شائع کیں متوجہ ہوئے۔ اور یہ مسٹر سٹیڈ ہی کی چونکا دینے والی تحریر کا اثر ہے کہ آج صرف گیارہ برس کے
عرصہ میں انگریزوں کی بحری طاقت تقریباً دوگنی ہوگئی ہے۔ ۱۸۹۰ء سے انہوں نے مشاہیر انگلستان کی تصانیف
ہفتہ وار … کو رسالوں میں شائع کرنی شروع کی ہیں جن کی بیسیوں … میں بالکل
حالتیں … ہوتی ہیں۔ پولیٹیکل وجوہ سے مسٹر سٹیڈ لبرل گروہ میں شامل ہیں۔ ورنہ مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے
کچھ عرصہ سے … ازم کے قائل ہو گئے ہیں۔ اس تمہید کو ختم کر کے اب ہم اصل مدعا کی طرف آتے
ہیں۔ فهو هذا

امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی

… زمان مرکز … دوران سلطان البرین والبحرین فخر الملک و تاج الملک خلیفہ اکبر ظل اللہ …
خلیفہ رسول رب العالمین المظفر المنصور الغازی سلطان عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ وحشمتہ …
… اقبالہ … الی … دولت … رحم وانصاف دست بستہ
… جہان … وشوکتش …
… الطاف واکرام … فیض … از چشمہ ہای فیض وبرکت … ہای …

… القاب خلافت … کیا جاتا ہے مسٹر سٹیڈ …
بطور … دعائیہ فقرات … آمین … سے مضمون کو شروع کرتے ہیں۔ اور بسم اللہ ہی سے …
… کہ خیر وبرکت اور نیک … سلطان المعظم کے …
… البتہ اس میں شک نہیں کہ جھنم … اور … کی … پاس کوئی نبی نہیں ہے۔
لعنة الله على الكاذبين۔

آن شہنشاہ عالیمقام جمیع ساکنین روئے زمین را مستفید و سیراب گرداناد و علم جاہ و شکوہ آں والا نژاد از شمس و قمر برافرازاد (اقتباس از اخبارات ترکی بحوالہ رسالۂ ٹائمز سنچری لنڈن مورخہ نومبر ۱۸۹۴ء) آمین آمین الٰہی رب العٰلمین

کہ فیض و احسان کا خزانہ اگر صرف اسی قدر ہے جتنا کہ اعلیحضرت سلطان المکرم کے نیک ارادوں سے حاصل ہوتا ہے تو اندیشہ ہے کہ باقی دنیا خداوند کریم کے فیض و احسان سے بہت کم مستفید ہو سکے گی۔ البتہ حضرت تقدس مآب ظل اللہ کے پاس اُن سامانوں کی جنکی کمی نہیں ہے جنکی نسبت قدماء کی روایات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ دوزخ کی فرش بندی اُن سے کی گئی ہے ہم مانتے ہیں کہ انکی نیت بخیر اور ارادے اعلےٰ ہیں مگر کہا جاتا ہے کہ وہ عملاً نہیں آتے اور یہی ایک تھوڑی سی کمی ہے جو اس وقت حضرت (اعلیحضرت) سلطان عبد الحمید کی ناموری اور عزت کے شمس و قمر سے بھی بلند ہونے میں حائل ہوتی ہے۔ بلا سبب اندیشہ کیا جاتا ہے کہ اس عزت کو بدنامی کے قعر عمیق میں ڈبو دیتا ہے۔ لیکن اس پچھلی بات کو ہم تسلیم نہیں کرتے یہ صریح نامنصفانہ ہے*

(اعلیحضرت سلطان المعظم) عبد الحمید تمام آدمیوں سے بڑھکر قابل رحم ہیں جنکی حالت نہایت قابل رحم ہے مگر افسوس اسکی شاہت ہی کم رحم یا ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے دنیا میں بدی کی خطا پر کو سزا دینے کا ابھی رواج موجود ہے۔ ایسے عرصہ میں تمام قوم ترک کی ظلم شعاریوں کے عوض اکیلے عبد الحمید کو سارے زمانے کی الزاموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ بذات خود تقصیر و خطا سے بالکل ہی مبرا ہیں۔ نہیں بلکہ ایسے افعال کے مرتکب ہو چکے ہیں جو مغربی اقوام کے نزدیک نہایت ہی خوفناک اور مکروہ گنے جاتے ہیں۔ مگر ایشیائی لوگ تو انہیں اگر کوئی قصور دیکھتے ہیں تو بس یہی کہ وہ ایکے حسب منشاء ظالم و ستمگر نہیں ہیں اور بیجا نرمی کرتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ عثمانیہ گورنمنٹ اُس دن سے لیکر جبکہ اول ہی اول ترک سواروں نے ایشیا کو اپنے خوفناک غیض و غضب اور خونخواری کا نمونہ دکھایا تھا برابر آجتک ایسی گورنمنٹ رہی ہے جسکا قیام ہی

+ ترکوں کی ستم شعاری اور عیسائیوں کی رحمدلی کی متعدد مثالیں مفروضہ مظالم ارمینیا و عہد حکومت عبد الحمید میں درج ہو چکی ہیں۔ اسلئے مسٹر سٹیڈ صاحب کو یہاں پر دندان شکن جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے*

+ مسٹر سٹیڈ صاحب تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھکر اگر خود اندھے بن جائیں تو اسکا کیا علاج تاریخ عالم کے صفحات صاحب موصوف کی اس یاوہ گوئی کی نہایت ہی مکمل اور اکمل تردید کر رہے ہیں۔ کاش یہ عیسائی صاحب بہادر کسی عیسائی سلطنت کی نسبت یہ سیغہ ثابت کہیں یا زبانی ہی فرماویں کہ اُسنے ترکی گورنمنٹ کی نسبت عیسائیوں سے زیادہ بے تعصبی اور رعایا پروری کا برتاؤ کیا ہے اور اُسکی جور و ظلم ترکی گورنمنٹ کی جبر و تعدی سے بڑھ ہوئے نہیں ہیں کیا صاحب بہادر کو ہسپانیہ امریکہ روس اور انگلستان و فرانس کی عیسائی گورنمنٹوں نے جو جو کچھ اپنی ہم مذہب اور غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ کئے ہیں یاد نہیں یا اب تک زمانہ کر رہا ہے فقرات تحریر کرتے وقت یاد خاطر نہ ہو صاحب بہادر کو ہم قوم و ہم مذہب مسٹر رہوڈس صاحب جنوبی افریقہ کے بیزبان متابلیوں کے حق میں جو کچھ کہ کمال شفقت و نوازش ارشاد فرما رہے ہیں انکو شکر وہ شاید دل ہی دل میں حضرت تو بہت ہونگے مانگ رہے ہیں ایک شاعر نے کہ خود فراموش ہے دل میں ستا ہو مسٹر کی (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ)

ایک اصول یہ ثابت کر دینگے کہ ان میں ہیبت قائم رکھی جاوے۔ اس ہیبت کے نہ ہونے سے بادشاہ اپنے نیتی پر عمل درآمد نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ مشکلیں پیش آتی ہیں۔ اسی وجہ سے کہ اب بھی زیادہ عرصہ سلطنت کا نہیں ہوا ہے تھوڑا اور کسی سلطنت میں ایسی حالت میں ہوتی ہے سلطان عبدالحمید ثانی نے تمام ایل کو دیکھ کر دیکھنا تھا کہ یہ ہے شاید ایک سیدھا کام ہے جیسا انگلستان کا وزیر اعظم اپنی طاقت کو پوری مضبوط کرتا ہے ... سلطان ترکوں کے دشمنوں پر جب کہ بادشاہ کہنے والی قوم کے سر عام تھا ... کو وہ کام کرنا ... قدیم زمانہ سے ان کو یہی طریقہ چلا آتا ہے۔ اور یہ طریقہ لاکلام مغرب ... کی عمدہ رحم دلی۔ ... کوشش کر ... یہ دور باطل موجب ... بلکہ خیال کرتے ... ایک شخص ... کبھی فراموش نہیں ... ایک ... ہوا ... زیادہ ... آخری فرمانروا ... کا اندازہ لگانے میں بہت زیادہ ... کام ... کیونکہ ... اپنی قوم ... ہے۔

اس مضمون میں ہم ... کلیہ قاعدہ جب ... نکتہ ... خصائل بیان کرنے میں ... گریز نہیں کرونگا۔ میں اعلیٰحضرت سلطان عبدالحمید خان کو ویسا بیان کرنے کی کوشش کرونگا جیسا کہ وہ خود اپنا بہتر سے بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں نہ کہ ویسا جیسا کہ انکے بدخواہ اور مخالفین اُن کا بُرے سے بُرا اندازہ لگاتے ہیں البتہ یہ ناممکن ہے کہ اُن کی نسبت تحریر کرتے وقت ہم بھلائی یا برائی کے وہی اصول قایم کریں جو سلطان المعظم نے قائم کئے ہوئے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ سلطان استنبول کی نسبت رائے قائم کرتے وقت ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ لندن کی سی مضافات کے جہاں عموماً امرا سکونت پذیر ہوتے ہیں ایک نہایت ہی نفیس مزاج اور پھونک پھونک کر زمین پر قدم دھرنے والے باشندے ہیں اور گو شروع کرنے سے پہلے ہم یہ بات بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ سلطان کے لئے قتل و خون کرنا ایسی ہی قدرتی اور طبعی عادت ہے جیسے کہ امریکہ کے سرخ اندام حبشیوں کے لئے دشمنوں کا چمڑہ کھینچنا۔ تو ہم کم از کم ایک ایسی چیز سے بچ جائینگے۔ جو سلطان المعظم عبدالحمید کی پوزیشن کے سمجھنے میں نہایت ہی مہلک اور حارج ہوتی

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ذرا سوچ سمجھکے پتھر پھینکنا چاہیئے حضرت! پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنی قوم کی یا گورنمنٹ کی کیفیت تو دیکھ لی ہوتی پھر ترکی گورنمنٹ یا اسلامیوں پر حملہ کرنا تھا تو اصل یہ ہے عربی میں مثل مشہور ہے کہ حب الشیٔ یعمی و یصم بعینہٖ یہی کیفیت تعصب اور عناد کی ہے مسٹر شیڈ کو ہم اسکے سوا اور کیا جواب دے سکتے ہیں کہ ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر

فصل اوّل

سلطان المعظم عبد الحمید اپنی تخت نشینی سے پہلے

تھوڑی دیر کے لئے تم اپنے تئیں اُنکی جگہ پر تصور کرلو۔ عبد الحمید عبد العزیز کے بھتیجے محل سرا کی تنہائی میں جہاں بیرونی دنیا کی خبر نہیں ہوسکتی پرورش ہوئے اور آغاز جوانی پر معاملات ملکی میں اسیطرح کا بھی دخل نہ رہا۔ کچھ عجب نہیں کہ وہ بیہودہ عیاشی کے اس بھیانک جال میں جا پڑے جسنے قسطنطنیہ کو دنیا بھر کے گندہ ترین مقامات میں رکھا ہے[1] چند برس اُنہوں نے اپنی عمر جوانی کی خرابیوں میں صرف کیا۔ پھر سنبھلے تو بلکل سنبھل گئے۔ اور ایسا سنبھلا کہ عیاشی سے متقی و پرہیزگار بن گیا[2] ٭

پرنس ہال[3] کیطرح اُسنے بیک فال شاہت اور اپنے تمام ہم پیالہ ہم نوالہ رند مشرب مصاحبوں کو اپنے سامنے سے دھتکار دیا۔ اور پاکیزہ و مقدس جوش و تعبدی سے اپنی زندگی کو اعلے اور پاکیزہ ترین طرز میں بسر کرنیکے لئے پوری طرح سے مستعد ہوگئے۔ اُنکے دشمن الزام دیتے ہیں کہ یہ تبدیلی کسی دلی صفائی کے باعث نہیں ہوئی بلکہ محض دنیا سازی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ مگر ہم اس اتہام کو تسلیم نہیں کرتے اور مانتے ہیں کہ دلی جوش اور خیالات کی قدرتی پاکیزگی ہی اس تبدیلی کا موجب ہے۔ مگر عیسائی لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ایسی تبدیلی صرف اُنہی کے مذہب میں

ف۱ ایک بیغیرت با عیسائی مضمون نویس بدکاری و بدمعاشی میں تو ہی اپنے بیان سے کہتا کیا قسطنطنیہ لنڈن و پیرس سے بھی بڑھا ہوا ہے؟ کیا تو دنیا بھر کی بدمعاشیوں کا گندہ تالاب لکھتا ہے کون نہیں جانتا کہ عیسائی سلطنتوں کے دار الخلافوں میں ہر سال ہزاروں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اُسکے مقابلہ میں تو قسطنطنیہ میں بھی کوئی نظیر دے سکتا ہے؟ تیرے ہی ناز و فخر لنڈن ہی میں ہر سال تقریباً چالیس ہزار بچے ولد الحرام پیدا ہوکر پرورش خانوں میں داخل ہوتے ہیں کیا یہ تو وقت اپنی ہی شہر کی پرورش خانہ کا نقشہ تیری آنکھوں میں نہیں پھرتا کیا تجھے گلیوں اور سڑکوں پر ہر شب معصوم بچے لاوارث پڑے ہوئے نہیں ملتے جنکو اُنکی خطاکار اور سنگدل مائیں نہایت بیدردی سے شارع عام پر پھینک جاتی ہیں اگر یہ باتیں درست ہیں تو تجھے قسطنطنیہ کی نسبت ایسا لکھتے ہوئے شرم نہ آئی ٭

ف۲ جہانتک ہمارا خیال ہے شرمناک یہی پہلا شخص ہے جس نے اعلیحضرت پر جوانی میں عیش پسند ہونیکا الزام لگایا ہے آجتک بہت لوگوں نے حضور کی سوانحعمری و پرائیویٹ لائف پر کتابیں اور مضمون لکھے ہیں مگر کسی نے اس بات کا اشارہ تک نہیں کیا۔ اسلئے جبتک کوئی اور مصنف کی بات اس قدر کی تصدیق نہ کریگا ہم صاحب موصوف کے اس الزام کو دعوی بے دلیل سے زیادہ وقعت نہیں دیجاسکتی ٭

ف۳ انگلستان کے بادشاہ ہنری چہارم کو زمانہ ولیعہدی میں پرنس ہال پکارتے تھے شاہزادگی کے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ پر)

ہو سکتی ہے کسی نا شکر گنہگار کی نعمت [illegible] نہیں ہوتی کہ وہ سالفہ خطاؤں سے توبہ کرے [illegible] رجوع
مسجد کی طرف رجوع ہوا ہو۔ خوش قسمتی اور ہمارے مانے ہوئے الزامات کی تاریخ ثابت ہوتے ہیں۔ کہ اس زمانے
میں شہزادہ عبدالحمید [illegible] طرز زندگی کو بدل کر اپنے مذہبی عقائد کے مطابق اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ [illegible]
[illegible] ہوئے تھے [illegible] فرمانبردار بندے تھے اس زمانے میں اُنکے فرمانروا سے مختلف [illegible]
[illegible] اس بات سے اور بھی زیادہ تعجب خیز اور حیرت افزا ہوتی ہے کہ [illegible]
[illegible] طمانیت [illegible] اور [illegible] تمول میں مسرت [illegible] تھی [illegible]
تھی جنکو اُنکا [illegible] سلطان عبدالعزیز مرحوم عجیب [illegible]
[illegible] حصہ [illegible] ترکی وغیرہ [illegible]
[illegible] حکومت کے آخری برس [illegible] ۱؎ [illegible]
کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ اور یہ جشن گویا بیلشضر ۲؎ شاہ بابل کے اس جشن کے نمونہ [illegible]

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) زمانہ میں اُسکی عیاشی کی کوئی حد باقی نہیں چھوڑی تھی جبکہ فالسٹاف اسکا بڑا [illegible] غار تھا یہ شخص عیاشی شراب نوشی اور حرامکاریوں میں کمال کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا مگر شاہزادہ نے تخت پر بیٹھتے ہی [illegible] تمام صحبتوں کو چھوڑ [illegible] اور جبکہ صاحب کو مع تمام دیگر مصاحبوں کے اپنی ہم جلیسی سے خارج کر دیا شکسپیر نے اس شہزادہ کے حالات کو [illegible] ہنری [illegible] میں خوب توضاحت سے بیان کیا ہے +

۱؎ مسٹر سٹیڈ کا یہ بیان بالکل راستی پر مبنی ہے چنانچہ اخبار وکیل مورخہ ۲ جنوری ۱۸۹۶ء میں [illegible] ایک مختصر سے نوٹ میں اسکا ضمناً ذکر کیا تھا جسکو یہاں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں +

امریکہ میں ہمارے امیر عورتوں کو ایسا سبک سار اور فضول خرچ بنا رہا ہے کہ نیویارک کے صرف ایک بزاز کی دکان کے گاہکوں نے پچھلے سال بھر میں دس دس ہزار ڈالر یعنی چالیس چالیس ہزار روپے کے پارچات خرید کئے اسکی ہفتہ وار اوسط ۷۰۰ روپیہ ہوتی ہے۔ جواہرات گوٹہ کناری پلنگ دستکاری کی دوسری چیزیں علیحدہ رہیں۔ شہنشاہ نپولین سوم کی ملکہ یوجین کی عیاشی و آرام پسند طبیعت کے طفیل فرانس کی بیگمات کی یہی کیفیت ہو گئی تھی کسی پوشاک کا دوبارہ پہننا یا خرچ کا خیال کرنا گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس بیہودہ طمطراق و چھچھورے پن کا خمیازہ بہت جلد ۱۸۷۰ء میں تمام ملک فرانس کو جنگ جرمنی و فرانس میں اٹھانا پڑا۔ سلطان عبدالعزیز۔ محمد شاہ اور واجد علیشاہ ہمارے ملک والوں سے پوشیدہ نہیں ہیں کہ انکی عیاشیوں اور فضول خرچیوں کی بدولت انکی سلطنتوں کو کیسی ناشدنی مصائب کا سامنا ہوا اور قوم پر انکی بری نظیر اور تقلید سے کیسا برا اثر پڑا۔ اسی طرح امریکہ کی بیگمات کا اگر کچھ وقت تک یہی حال رہا تو امریکہ کی عظمت اور جبروت کے قائم رہنے میں کوئی زیادہ مدت باقی نہیں ہو سکتی +

۲؎ بیلشضر الملقب بہ صاحب خزانہ بابل کا نہایت ہی عیاش بادشاہ تھا وہ اول مرودک کا بیٹا اور بنوکد نضر کا پوتا تھا جس نے بیت المقدس کو [illegible] ۶۰۶ [illegible]

(بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آیندہ پر)

غیب نے دیوار پر کچھ عبارت لکھدی تھی اور اُس عبارت کا مطلب معلوم ہونے کیساتھ ہی دوسری طرف عوض لینے والا دروازہ پر آموجود ہوا تھا

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) قبل مسیح میں یروشلیم کا بادشاہ ہوکر یہویقیم کو اُسکے تیسرے سن جلوس میں شکست دیکر یروشلیم اور بیت المقدس کو بالکل تباہ و برباد کیا اور ہیکل کے تمام ظروف جو اہرات اور سیمین و طلائی تھے لے لئے۔ قبضہ کرلیا اور تمام یہودیوں کو قید کرکے بابل لیگیا حضرت دانیال پیغمبر بھی انہیں اسیروں میں تھے گرفتار ہوئے تھے انکی عمر بہت کم تھی انکی پرورش بابل ہی میں پائی اور رفتہ رفتہ شاہ نبوکدنضر کے مقبول نظر ہوگئے شاہ مذکور کے بعد اُسکا پوتا بیلشضر جانشین ہوا جو بدکاری اور عیاشی میں سخت منہمک ہوگیا۔ اُسنے ایکدفعہ جشن منعقد کرکے حکم دیا کہ ہیکل کے پاک برتنوں میں شراب لائے مجلس کو شراب پلائی جاوے حکم کی فوراً تعمیل کیگئی اور دور شروع ہوا یہ بےادبی بارگاہ الٰہی میں پسند نہ آئی دریائے غیرت موجزن ہوا اور بیلشضر کا اُسی رات ۔۔۔ قتل ہے شیخ منہ ہوگیا۔ یہ ۔۔۔ شاہ ہوئے مفصل حال بائبل کی کتاب دانیال میں مندرج ہے جس میں سے ہم مندرجہ بالا جشن کا حال بیان بالتصریح نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین سطور ہٰذا کو مندرجہ بالا استعارہ کو اچھی طرح سے سمجھ سکیں۔ اقتباس مذکور کے اندراج کے پہلے یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نپولین سوم اور سلطان عبدالعزیز کا بھی آخر ویسا ہی خاتمہ ہوا جیسا کہ بیلشضر کا ہوا تھا ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں جرمنی والوں نے فرانس کے غرور کو ۔۔۔ جنگ میں ۔۔۔ توڑ کے غرور و شیخی کو دور کردیا شہنشاہ نپولین معزول و جلاوطن ہوکر نہایت بیکسی سے ۱۸۷۳ء میں انگلستان میں فوت ہوا۔ اور سلطان مرحوم بھی ۱۸۷۶ء میں معزول ہوکر جلدی ہی خودکشی یا ۔۔۔ ملک بقا کو سدھار گئے مگر خدا کا شکر ہے کہ اب ان دونوں سلطنتوں کی حالت بہت کچھ درست ہوگئی ہے اور ہو رہی ہے۔ بائبل میں بیلشضر کا جشن اس طرح درج ہے:-

"اس بیان میں بیلشضر کا فرعونانہ جشن چند حروف دیوار پر لکھے ہوئے ۔۔۔ بادشاہ گھبرا اُٹھتا ہے ملکہ کی سفارش سے حضرت دانیال حاضر کیا جاتا ہے وہ بادشاہ کو اُسکے غرور اور بت پرستی کے سبب ملامت کرکے اُن سطروں کو پڑھتا اور اُنکا مضمون بیان کرتا ہے یعنی بادشاہت مادیوں کے ہاتھ میں دیدی جاتی ہے"

بیلشضر بادشاہ نے اپنے ایک ہزار امیروں کی مہمانی بڑی دھوم سے کی اور اُن ہزاروں کے آگے مے نوشی کی بیلشضر نے جب مے چکھ لیا تو حکم کیا کہ سونے اور چاندی کے ظروف جنہیں نبوکدنضر اسکا باپ یروشلیم کی ہیکل سے نکال لایا تھا لے آویں تاکہ بادشاہ اور اُسکے اُمرا اُسکی جوروئیں اور حرمیں اُن میں شراب پئیں۔ تب سونے کے ظروف کو جو ہیکل سے یعنی خدا کے گھر سے جو یروشلم میں ہے نکالے گئے تھے لائے۔ اور بادشاہ اور اُمرا اور اُسکی جوروان اور اُسکی حرمیں اُن میں مے پینے لگیں اُنہوں نے مے پی اور سونے اور چاندی اور پیتل اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی ستایش کی۔

اسی گھڑی میں کسی آدمی کے ہاتھ کی انگلیاں ظاہر ہوئیں اور اُنہوں نے شمعدان کے مقابل بادشاہی محل کی دیوار کی گچ پر لکھا اور بادشاہ نے ہاتھ کا وہ حصہ جو لکھتا تھا دیکھا تب بادشاہ کا چہرہ متغیر ہوا اور اُسکے اندیشوں نے اُسے گھبرا دیا یہانتک کہ اُسکی کمر کے جوڑ ڈھیلے ہوگئے اور اُسکے گھٹنے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے بادشاہ نے بڑی آواز سے چلاکر فرمایا کہ نجومیوں (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

سلطان عبدالعزیز مرحوم کا عزل

فرانسیسی سلطنت ۱۸۷۰ء میں مقام سیڈان* کے زلزلہ عظیم میں بیخ و بن سے اکھڑ گئی اور اس کو پانی بھی [illegible]

(بقیہ نوشتہ صفحہ گزشتہ) کسدیوں اور فالگیروں کو حاضر کریں۔ بادشاہ نے بابل کے حکما کو یہ کہکر فرمایا کہ جو کوئی اس نوشتے کو پڑھے اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کرے سو ارغوانی خلعت پاویگا۔ اور اس کی گردن میں سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی اور وہ مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا تب بادشاہ کے سارے حکما حاضر ہوئے پر اس نوشتہ کو پڑھ نہ سکے اور نہ بادشاہ کو اس کا مضمون ظاہر کر سکے۔ تب بیلشضر بادشاہ نہایت گھبرایا اور اس کا چہرہ بدل گیا اور اس کے امرا [illegible] ہوئے۔

تب ملکہ بادشاہ اور اس کے امرا کی باتوں کے سبب ضیافت خانہ میں آئی۔ ملکہ بولی کہ اے بادشاہ ابد تک جیتا رہ۔ تیرے خیالات تجھکو گھبرا دیں اور تیرا چہرہ متغیر ہو۔ تیری مملکت میں ایک شخص ہے جس میں قدوس الٰہوں کی روح ہے اور تیرے باپ کے ایام میں نور اور دانش اور حکمت الٰہوں کی حکمت کی مانند اس میں پائی جاتی تھی جس کو تیرے باپ نبوکدنضر بادشاہ نے ہاں تیرے باپ بادشاہ نے ساحروں اور نجومیوں اور کسدیوں اور فالگیروں کا سردار بنایا تھا کیونکہ اس میں ایک فاضل روح اور دانش اور فہم اور خوابوں کی تعبیر اور معموں کے کھولنے اور مشکلوں کے حل کرنے کی قوت اسی دانی ایل میں تھی جس کا نام بادشاہ نے بیلطشضر رکھا پس دانی ایل کو بلایا جاوے اور وہ اس کے معنے بتاویگا۔ تب دانی ایل بادشاہ کے حضور حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے دانی ایل سے پوچھا کیا تو وہی دانی ایل ہے جو یہوداہ کے ان اسیروں میں سے ہے جنہیں بادشاہ میرا باپ یہوداہ سے لایا؟ میں نے تیری بابت سنا ہے کہ الٰہوں کی روح تجھ میں ہے اور نور اور عقل اور کامل حکمت تجھ میں ہے اور اب حکیم اور نجومی میرے حضور حاضر کئے گئے تاکہ اس نوشتہ کو پڑھیں اور اس کا مضمون مجھ سے بیان کریں پر وہ اس کا مضمون مجھ پر ظاہر نہ کر سکے۔ اور میں نے تیرا تذکرہ سنا ہے کہ تو تعبیر کر سکتا اور مشکلات حل کر سکتا ہے پس اگر تو اس نوشتہ کو پڑھے اور اس کا مضمون مجھ سے بیان کرے تو ارغوانی خلعت پاویگا۔ اور تیری گردن میں سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی اور تو مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔ تب دانی ایل نے جواب میں بادشاہ کے حضور میں کہا تیرا انعام تیرے ہی پاس رہے اور اپنا صلہ دوسرے کو دے تو بھی میں بادشاہ کے لئے اس لکھے کو پڑھونگا اور اس کے معنے اس سے کہونگا۔ اے تو بادشاہ خداوند تعالےٰ نے نبوکدنضر تیرے باپ کو سلطنت حشمت اور شوکت اور عزت بخشی اور اس حشمت کے سبب جو اس نے اسے دی ساری قومیں اور امتیں اور اہل لغت اس کے حضور ترساں اور لرزاں ہوتے تھے جس کو چاہا اس کو ہلاک کیا۔ اور جس کو چاہا اس نے جیتا چھوڑا جسکو چاہا سرفراز کیا اور جسے چاہا ذلیل کیا۔ لیکن جب اس کی طبیعت میں گھمنڈ سمایا اور اس کا دل غرور سے سخت ہوا وہ اپنے تخت سلطنت پر سے معزول ہوا اور اس کی حشمت چھین گئی اور وہ بنی آدم کے درمیان سے ہانکا گیا اور اس کا دل حیوانوں سا بنا اور گورخروں کے ساتھ رہتا تھا اور اسے بیلوں کی طرح گھاس کھلاتے تھے اور اس کا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا یہانتک کہ اس نے معلوم کیا کہ خدا تعالیٰ انسان کی مملکت پر حکومت رکھتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اس پر قائم کرتا ہے۔ لیکن تو اے بیلشضر جو اس کا بیٹا ہے باوجودیکہ تو اس سب سے واقف تھا تو بھی تو نے اپنے دل سے عاجزی نہ کی۔ بلکہ آسمانوں کے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ پر)

* سیڈان میں ستمبر ۱۸۷۰ء کو جرمنی والوں نے فرانسیسی فوج کو آخری شکست فاش دی شہنشاہ نپولین گرفتار ہوا اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

بعد عبدالعزیز پر بھی تو الٰہی نازل ہوگیا اسکی فضول خرچیوں سے خزانہ خالی ہوگیا اور قرضوں کے سود کی ادائیگی تک رک گئی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ قرض ملنا بند ہوگیا۔ اور قرض کے ملنے کے بند ہوجانے کے ساتھ ہی (سلطان) عبدالعزیز (مرحوم) کا آخری وقت آپہونچا۔ سود کے التوا کے تھوڑے ہی عرصہ میں سلطنت کے بعید ترین غربی صوبہ ہرزی گوینا میں فساد کی گھنگھور گھٹا اُمڈ آئی اور طوفان برپا ہوگیا۔ اور اسی اثنا میں سازشیوں نے سلطان کو معزول کرنے کی تیاری کر لی اس زمانہ میں واقعات برق رفتار سرعت سے پے در پے ظہور میں آئے۔ شاہزادہ عبدالحمید ملاؤں اور اماموں کی ہم جلیسی میں اپنے گوشہ تنہائی میں بیٹھا ہوا پہلے تو اپنے چچا کے ناگہانی زوال اور پھر اپنے بھائی مراد کے سلطان ہونے کی خبروں سے متحیر ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد فوراً ہی معزول سلطان کی خودکشی (خودکشی نہیں بلکہ قتل کہنا چاہئے۔ مترجم) ظہور میں آئی اور اسکے بعد رعد کی گرج کی مانند سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے والے وزراء (حسین عونی پاشا وغیرہ) کا قتل اور انکے قاتل (چرکس حسن) کی سرسری تحقیقات کے بعد پھانسی دیئے جانے کی وحشت انگیز خبر تمام دنیا میں مشتہر ہوئی دیوالا جنگ کے مہیب سیاہ بادل روسی سرحد پر مجتمع ہو رہے تھے بلگیریا کے مظالم اور کشت و خون نے یورپ میں تہلکہ برپا کر رکھا تھا مانٹی نگرو (جبل اسود) اور سرویا (صربیہ) نے اپنے شمشیر زنی سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ روسی مجاہدین کے غول کے غول سرویہ کی فوج میں داخل ہو رہے تھے دارالخلافہ میں ایک عجیب شورش ہو رہی تھی اسلامبول میں انقلاب کے آثار نمودار تھے اور یورپ اور ایشیا دونوں براعظموں میں روسی حملہ کا خطرہ لگا ہوا تھا اور ان تمام بد شگونیوں کے طوفان بلاخیز میں متقی و زاہد گوشہ نشین شہزادہ عبدالحمید اس خبر سے ششدر رہ گیا کہ اُسکا بھائی مراد دیوانہ ہوگیا ہے اور اُسے اب ضرور تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہونا پڑیگا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) خداوند کے آگے اپنے سر کو بلند کیا اور وہ اُسکے گھر کے ظروف تیرے آگے لائے اور تو نے اپنی امراء اور اپنی جوروؤں اور اپنی صورتنوں کے ساتھ اُن میں مے پی۔ اور تو نے چاندی اور سونے اور پیتل اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی جو نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ جانتے ہیں اُنکی حمد کی اور اُس خدا کی جسکے ہاتھ میں تیرا دم ہے اور جسکے قابو میں تیری ساری راہیں ہیں تعظیم نہ کی سو اُسکی طرف سے اُس ہاتھ کا سرا بھیجا گیا اور یہ نوشتہ لکھا گیا۔

اور نوشتہ جو کہ لکھا گیا سو یہ ہے۔ منے منے تقیل اور پھرسین۔ اور لفظ منے کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا اور اُسے تمام کر ڈالا تقیل کے یہ معنی ہیں کہ تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا۔ پریس کے یہ معنی ہیں کہ تیری مملکت منقسم ہوئی اور مادیوں اور فارسیوں کو دی گئی تب بیلشضر نے حکم کیا اور انہوں نے دانی ایل کو ارغوانی خلعت پہنایا اور سونے کا کنٹھا اُسکی گردن میں ڈالا اور اُسکے لئے منادی کروائی کہ وہ مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوا۔

اُسی رات کو بیلشضر جو کسدیوں کا بادشاہ تھا قتل ہوا اور دارا مادی نے باسٹھ برس کی عمر میں وہ مملکت لے لی۔

سلطان مراد کا عزل

اس آزمائش سے بڑھکر کوئی آزمائش مشکل سے خیال میں آسکتی ہے جس میں سے پرنس عبد الحمید آفندی کو ایک عزل یوسف سے اپنے بھائی کی معزولی کے وقت تک گذرنا پڑا تھا۔ وہ ایسی سخت آزمائش تھی کہ جنوبی امریکہ کی جمہوری ریاستوں میں سے کسی نہایت ہی بے فکرا اور پر فساد ریاست کا نہایت ہی تجربکار مدبر بھی ویسی آزمائش میں بوکھلا جاتا۔ پس ناتجربہ کار اور گوشہ نشین عابد و زاہد پرنس عبد الحمید کے حق میں وہ جس قدر سخت ہو سکتی تھی اُس کا پورا پورا اندازہ کرنا کسی فرد بشر کے امکان میں نہیں ہے البتہ اسقدر صاف آشکارا ہے کہ اُنہوں نے متزلزل تخت کی خطرناک عزت و اقتدار کو قبول کرنے سے بہت گریز کیا۔ اُس نے اپنے بھائی کے عزل پر رضامند ہونے سے انکار کیا۔ اور نے اطباء کے بیانات پر کہ سلطان مراد کا دماغ کمزور ہے اعتبار کرنے سے پس و پیش کیا۔ اور مطالبہ کیا کہ غیر ملکی ڈاکٹروں سے بھی رائے لی جاوے مگر مدحت پاشا نے مراد کو اُتارنے کا عزم بالجزم کر لیا ہوا تھا +

سلطان مراد + کی نسبت حال ہی میں جو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ اُن سے پایا جاتا ہے کہ اگر اُسے آرام کرنے دیا جاتا تو وہ آسانی سے صحت یاب ہو جاتا لیکن اسی لئے کہ اُسکی حالت ایسی نازک نہ تھی سازشیوں نے اُسے عمداً لاعلاج اور ناقابل بنا دیا اور جونہی غیر ملکی طبیب نے پیٹھ پھیری۔ انہوں نے اُسکو ایسی کمزوری اور ناقابلیت کی حالت میں کر دیا کہ اسکی وجہ سے بیچارے مراد کا معزول کیا جانا گو ضروری نہ سہی مگر قرین مصلحت ضرور ہو گیا۔ پرنس عبد الحمید یا آخری وقت تک اپنے بھائی کے تخت سے اُتارے جانے کے سخت مخالف رہے۔ اور خود تخت پر متمکن ہونے سے بڑے زور سے انکار کرتے رہے۔ مگر جس وقت اُن کو علانیہ طور پر یہ واضح کر دیا گیا کہ مراد بہرحال معزول کیا جائیگا۔ انکے اختیار میں صرف اسی قدر ہے کہ چاہیں تو خود تخت پر بیٹھ جائیں۔ ورنہ جس کو مدحت پاشا اُنکے عوض سلطان بنائے اُسے منظور کر لیں تو انہوں نے آخرکار تسلیم خم کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کے خاردار تاج کو سر پر رکھنا قبول کر لیا۔ اور اس مشکل کے دور ہوتے ہی سلطان مراد باضابطہ معزول کر کے اُنکی جگہ اعلیحضرت سلطان عبد الحمید فرمانروا بنائے گئے +

+ سلطان مراد خامس کی نسبت محققانہ طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اتنی بیکر کمزور دماغ ہیں کہ انکا تندرست و صحتیاب ہونا قریباً ناممکن ہے اور حضرت سلطان عبد الحمید خان کو پوشیدہ کرانکی سازش میں بیکی کی وجہ سے منزا آتی تھی تاہم اعلیحضرت انکی نسبت تجویز کی تاہم سلطان مراد کو معزول کرکے امیر المومنین عبد الحمید کے جانشین کیلئے مشاورت کردینی سو وہ قوم پر کچھ کم احسان نہیں کر گیا +

فصل دوم

اعلیحضرت سلطان عبدالحمید خان کی تخت نشینی

قسطنطنیہ [illegible] سلطان [illegible]
اچھے زمانوں کے [illegible] وہ تمام [illegible]
علماء - پاشا - نجومی غلام - بیگمات [illegible]
[illegible] سلطان کی دل پسند تصویریں سجدہ [illegible]

اس خوشنما بہار میں جب داخلی حضرت عبدالحمید بطور سلطان [illegible] نظر [illegible] دیکھ کر مضبوط دل گروہ کا آدمی بھی لرزتا اور [illegible] سلطان کی لاعلمی و جہالت [illegible] ایسے وقت میں انکے کام آگئی کیونکہ اگرچہ وہ نادان تو نہیں ہیں لیکن [illegible] آجتک بھی اُن بھید واقعات و اسرار کو جو موجودہ دنیا کی سطح کی تہ میں پوشیدہ ہیں سمجھنے میں [illegible] کامیاب نہیں ہوئے مگر [illegible] اُنکے علم و معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا یا اُنکی قوت متخیلہ زیادہ تیز و مشتعل ہوتی تو شاید وہ بھی سلطان مراد کی حالت کو پہنچ جاتے یعنی نصیب اعداء وہ بھی دیوانہ ہوگئے ہوتے ۔

بالکل یکہ و تنہا

سلطان المعظم عبدالحمید کو جب اُن شخصوں نے جنہوں نے انکے چچا اور بھائی کو معزول کیا تھا انکے گوشہ تنہائی اور کنج عافیت سے نکالکر تخت سلطنت پر جو اندرونی بغاوت اور بیرونی حملہ و جنگ کے صدموں سے ڈگمگا رہا تھا لا بٹھایا تو ایک احد شخص بھی اُن کا ایسا دوست نہ تھا جس پر وہ بھروسہ کرسکتے اور نہ ہی امور سلطنت اور رموز مملکت سے ذرہ بھر آگاہی رکھتے تھے زمانہ کے متعلق انکو کوئی تجربہ نہیں تھا مطلق نہ انکو کوئی تیار کیا گیا تھا صرف ذہانت خداداد جو سرذاتی اور تائید ایزدی پر سہارا تھا سلطنت کی حالت ایسی بدتر تھی کہ اُسکے آخری دن پہنچ گئے معلوم ہوتے تھے دول اجنبیہ سے ایک سے بھی امید نہ تھی کہ وہ مددگار ہوگی - اعیان مملکت اور تمام پاشاؤں میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جسکی نسبت وہ یہ یقین کرسکتے کہ اگر ذاتی منفعت یا پبلک پالیسی و مصلحت عامہ مقتضی ہو تو وہ انکو کل ہی تخت پر سے اتار دیگا - خزانہ بالکل خالی پڑا تھا

سلطنت کی ایسی بگڑی ہوئی تھی کہ کوئی جدید قرضہ ملنا ممکن ہی نہیں تھا۔ مگر باین ہمہ باغی سرویا اور ماننٹی نیگرو کی سرکوبی اور انکی پیشقدمی کو روکنے کے لئے فوجوں کا میدان جنگ میں قائم رکھنا اور روس کے حملہ کو جو اٹل ہو رہا تھا روکنا اور اُس کا مقابلہ کرنے کو مستعد رہنا یہاں کرنا ضروری تھا یونان جنوب کی طرف سے اور روس شمال مشرق میں حملہ آور ہونے کی گھات میں تھا اور آسٹریا صاحب بھی مغربی صوبوں پر دانت تیز کئے بیٹھے تھے کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہاں بغاوت کا اندیشہ نہ ہو اور ہر دو اشخاص نہ اصلاحات کے لئے پکار رہی اور گلے کا ہار ہو رہی تھیں مگر نادان یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اصلاحات کی پہلی اور لازمی شرط یہ ہے کہ اندرونی امن اور بیرونی حملوں سے بیفکری ہو جو مفقود تھی اور ان باتوں کی بہتری کا سارا دار و مدار مالی حالت پر تھا۔ دو رقمیں تو کس پر اور تسلی بخش نہیں تھیں پس یہ ان سب باتوں کا جواب ہے۔

قسمت

بالیقین ہم کہہ سکتے ہیں کہ عبد الحمید (ایدہ اللہ بالدین) عالم فاضل نہ تھے۔ چالاک نہ تھے۔ جری و نبرد آزما نہ تھے۔ یہ بھی کہ ایک وقت میں بھی انکو کوئی خاص فوقیت حاصل تھی۔ یہ سب کچھ سہی مگر یہی وہ ذات تھی جسکو خاندان عثمان کے فرزند ارجمند اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے سچے معتقد در حال نامور ہونا تھا۔ برابر پانچ صدیوں سے مشیت ایزدی یہی رہی ہے کہ خاندان عثمان میں بنی نوع انسان پر بطور ظل اللہ فرمانروائی کرنیکو کوئی نہ کوئی فرد موجود رہے اور یہ خانوادہ سلسلہ اولاد کے منقطع ہونے سے مفقود نہ ہو جائے ممکن ہے کہ اس بات نے اہل حضرت کو اس بات پر نتیجہ قائم کرلیا ہے کہ خداوند کریم کا یہی منشا اور یہی مرضی ہے کہ انہی کی ذات اس بزرگ خاندان کے جائز وارث اور حفاظت کا یقام میں اسلام کو تباہی کے اُمڈ آئے ہوئے طوفان بلا انگیز سے بچائیں اور چونکہ منشاء ربانی یہی تھا کہ یہ رہائی دسلطان المعظم عبد الحمید کے ہاتھوں ہو۔ بہرحال یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ اُس کام سے جو قسمت نے انکے لئے مقدر کیا ہوا تھا پہلوتہی کر سکتے یا اسکو انجام دینے سے خوف کھاتے۔

۵ دنیا میں آجتک کسی جگہ بھی کسی ایک خاندان میں اتنی مدت سلطنت نہیں رہی یہ فخر آل عثمان ہی کو حاصل ہے سینکڑوں خاندان بادشاہی کے ابتک گم ہو چکے ہزاروں تخت و تاج اور دولتیں برباد ہو گئیں شہنشاہوں کے گھر کے گھر تباہ ہوئے اور نیست و نابود ہو کر نام و نشان تک باقی نہ رہا مگر اس خاندان کو خداوند کریم نے سر سبز رکھا۔ رب حفیظ واماں میں ہی رکھے اور یقین کامل ہے کہ ہمیشہ کے لئے رکھیگا۔

تخت نشینی سے کئی برس پیشتر جبکہ وہ ابھی نوعمر ہی تھے وہ اپنے چچا کیساتھ اُس مشہور و معروف یورپی سفر میں شریک تھے جسکے دوران میں سلطان عبد العزیز مرحوم لنڈن بھی رونق افروز ہوئے تھے اور لارڈ میئر لنڈن کی سوسائٹی نے انکے لئے اپنی (شہر کی طرف سے) دعوت کی تھی۔ اندنوں یہ دیکھا گیا تھا کہ پرنس عبد الحمید نہایت ہی شرمیلے۔ کم سخن اور تنہائی پسند طبیعت کے نوجوان ہیں بیانکیا گیا ہے کہ دوران قیام لنڈن بکنگھم پیلس (محل) کے باغوں میں ٹہلتے وقت اگر وہ کسی آدمی کو سامنے سے آتا دیکھتے تو درختوں کی آڑ میں ہوجاتے۔ انکی طبیعت میں خود نمائی اور مزاج میں خودستائی نہ تھی (ڈنمارک کے شہزادہ) ہاملٹ کیطرح (جسکی کہانی شکسپیئر نے اپنے ناٹکوں میں لکھی ہے) وہ بھی بگڑے معاملات کو درد باصلاح لانیکا کام سپرد ہونیکو اول اول یہی سمجھے کہ تقدیر نے کوئی پرانا بدلہ لیا ہے۔ مگر ہملٹ کے بخلاف عبد الحمید (زاد اللہ ملکہ وحشمتہ) مسلمان اور ایسے خاندان کے شہزادے تھے جس نے نسلاً بعد نسلاً ایسے ایسے بہادر اور مدبر پیدا کئے ہیں جو عیسائی دنیا کے لئے خوف اور دہشت کا موجب اور مشرقی دنیا کی آنکھوں کا تارے تھے اسی لئے جب ان کو اس بوجھ کو اُٹھانے کیلئے پکارا گیا تو انہوں نے اپنا کندھا آگے کرنے سے کوئی پس و پیش نہ کیا اور اپنے خدا پر بھروسہ کر کے سلطنت کو بچانے کے کام کا بار عظیم ؎

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

اُٹھا لیا۔ گو اسوقت اس کام کے کرنے کیلئے بظاہر حال اُنمیں اس قدر قابلیتیں موجود نہیں جتنی کہ ایک معمولی گروہ سپاہی میں جو فوج جرار کی کمان کرنے کیلئے ہوسکتی ہیں بلکہ بہت ہی کم

مدحت اور اُس کی مجلس آئینی

جب اعلیحضرت سلطان ہوئے اسوقت مدحت کو کانسٹی ٹیوشن (مجلس آئینی) کے انعقاد کا اعلان کرکے یورپ کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کا خیال سوجھا سلطان المعظم نے اسکو منظور کرلیا کیونکہ اسوقت وزیر اعظم اگر کوئی اور بھی تجویز سوچتا تو وہ غالباً اُسے منظور فرمالیتے ؎۲۔ مگر وہ اُسے دل سے ہرگز پسند نہیں کرتے تھے پہلا موقعہ ملتے ہی پالیمنٹ

ؔ۱ اس شہزادے پر شہزادی لوسگنان نے نہایت عمدہ اور برجستہ بحث کی ہے جو کتاب عہد حکومت میں مندرج ہے

ؔ۲ یہ بھی اعلیحضرت کی کمال دانائی اور تدبر کا ایک بہترین ثبوت ہے کہ ابتداء میں انکا خاموش بیٹھے اپنے زبردست سازشی وزراء کا تماشا دیکھتے رہے اور جو کچھ انہوں نے کہا منظور کرلیا مگر درحقیقت سلطنت کے کل زیر و بم سے واقفیت پیدا کرتے اور اپنی طاقت مضبوط کرتے رہے اور جونہی موقعہ ملا ان نمک حرام وزیروں کو کان سے پکڑ کر علیحدہ کر دیا۔ جو فقط نمک حرام ہی نہ تھے بلکہ مغربی علوم اور مغربی تہذیب کے سبز باغ جنکو آجکل کے

(بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ پر)

کو شکست کردیا۔ اور کانسٹی ٹیوشن کو الماری کے خانہ میں یا بالائے طاق رکھدیا۔ اپنے ملک کی بیماری کے لئے جو علاج انہوں نے سوچ رکھے تھے۔ ان میں یہ مغربی تہذیب کی پالیسیوں کا شگوفہ شامل نہیں تھا۔ خاندان عثمان بہت سے اوصاف رکھتا ہے مگر ان اوصاف میں آئینی بادشاہتوں کے اوصاف شامل نہیں ہیں۔ بانی خاندان اور انکے تمام نہایت ہی مشہور و معروف جانشین مطلق العنان اور خود مختار اقتدار رکھنے والے بادشاہ تھے۔ اور نئے قوانین وضع کرنیکا اختیار بھی انہوں نے اپنی ہی ذات میں محدود رکھا تھا وہ صرف بادشاہی نہیں کرتے تھے بلکہ حکومت بھی کرتے تھے۔ انہوں نے پہلے خود اپنی تلواروں اور زور بازو سے اپنے لئے بادشاہتیں بنائیں اور ملک فتح کئے اور پھر ان پر اپنی خود مختارانہ مرضی سے اور نیز اپنے مذہبی احکام کے مطابق حکومت کی ✦

اعلیحضرت عبد الحمید کو فقط دو چیزوں خدا اور اپنے خاندان پر یقین رکھتے تھے۔ پارلیمنٹ بنانے یا سلطان کے شہنشاہی اختیارات کو کسی طرح محدود کر دینے کا محض خیال تک کفران نعمت آلہی معلوم ہوتا تھا اور انکو یقین تھا کہ ایسی تدابیر سے اللہ مسلمانوں کو ان کے اعدا سے نہیں بچائیگا۔ اعلیحضرت عبد الحمید نے ان خطرات سے بچنے کیلئے جو انکو چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے تھے پرانے طریقوں پر قائم رہنے اور پرانی تہذیب ہی پر چلنے کو مناسب سمجھا کچھ عرصہ کیلئے مدحت کی خاطر انہوں نے کانسٹی ٹیوشن کے سوانگ و نقل کو بایں امید گوارا کیا کہ شاید کفار نا ہنجار اس سے ٹل جائیں اور ٹرکی مصائب جنگ سے بچ جائے مگر جب اس سے یہ مدعا نہ نکلا کفار نہ ٹلے اور روسی فوجوں نے دریائے ڈینیوب سے عبور کر لیا اور دوسری طرف آرمینیا پر حملہ کر دیا۔ تو سلطان المعظم نے سوانگ تماشا کو بند کر دیا۔ مدحت عرب کے جلا وطن کر دیا گیا۔ جہاں وہ تھوڑی مدت بعد فوت ہوگیا۔ پارلیمنٹ توڑ دیا گیا اور کانسٹی ٹیوشن دھواں بنکر رفیق ہوا میں غائب ہوگئی ✦

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) نمکحرام مراد نامراد اور انکے دوسرے چالیس ایک چیلے چانٹوں (رضا بیگ وغیرہ) کیطرح مختل الحواس اور شوریدہ سر بنا دیا ہوتا خدانخواستہ اگر اعلیحضرت تخت پر بیٹھتے ہی اپنی ذاتی رائے سے کام کرنا شروع کر دیتے جو ذاتی رائے ملک کی بیماری کی تشخیص اور اسکے علاج میں اعلیٰ درجہ کی کامیاب ثابت ہوئی ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ نمکحرام وزراء انکو بھی غریب سلطان مراد کی طرح فوراً تخت سے اتار دیتے یہ محقق طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ انکے عزل کی اصل وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مسند نشین ہوتے ہی اپنی ذاتی رائے سے کام لینا اور مدحت اور اسکی پارٹی کی صلاح مشورہ کو ناپسند کرنا شروع کر دیا انہوں نے زعم سلطانی میں مدحت کی طاقت کا اندازہ نہ کیا اور کمال جلدی ہی خمیازہ بھگت بیٹھے اصل راز انکی معزولی کا یہ تھا دیوانگی اور جنون محض بہانہ تھا مگر ہر خوشی را موسمے خداوند کریم اس گروہ کی سزا دہی کے لئے ایسے شخص کو مسلط کیا جسنے انہیں لوگوں کی

اقتدار شخص واحد

اُس وقت سے سلطان سلطان ہوئے - اور تقریباً تیس برس سے عرصہ ہوا جب انتظام سیاست ملکی کا تھا وہ سلطان چلے
آرہے ہیں اُن کو دو اشراف وزرا کے اور کسی پر بھروسہ نہ تھا اُن لوگوں نے اُن کے سوا کسی اور سے بات جو وہ سنگیا
جاہوں حرف سے وہ ایسے شخصوں سے گھبرے ہوئے تھے جو بھائی بھائی کو دھوکہ دیا اور جس سے
ہوا میں انہیں نوبت اختیار کرنی پڑی وہ رشوت اور بدکاری کی گرم بازاری سے معذور اور سازشوں اور
اندرونی خفیہ اقدامات کے تا یک لگانے سے لبریز ہو رہی تھی سلطنت کا دارالخلافہ شروع ہی سے ان کی نگرانی میں نہ
کرنے اور تن تنہا حکومت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور گویہ کام ناممکن معلوم ہوتا تھا اور اس تجویز کی کامیابی کی پوری
نا امیدی تھی مگر پھر بھی اعلیٰ حضرت عبدالحمید کو اُن کی اس پالیسی پر ایسی ہی استقامت رہی ہے کہ جس کی جانب کم از کم
یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اس کی بدولت اُن کو پھر کچھ ایک بہت بڑی اور مسلمہ کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ کیا ہے یہ کہ اس کی
خیال اُن کی کبھی ہی ہو یا کبھی ہوتی ہو اور یہ ایسی بات ہے کہ اکثر اسے ناممکن خیال کرتے تھے مگر حضرت ظل اللہ نے اپنی کوششوں میں
رہنمائی میں وہ مہانہ نہیں ہونے دیا ہے کہ جس کے شروع ہونے کی نوبت آئے اور ہمیشہ دربار کے
نہایت ہی لائق اور نہایت ہی کامیاب فرمانرواؤں میں سے ایک متصور ہوتے رہے ہیں +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبدالحمید کے سخت سے سخت دشمن بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ نہایت
ہی جفاکش و محنتی بادشاہوں میں سے ہیں وہ موسم اندھیرے کے بعد سے رات گئی تک سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے
یہ کام کرتے ہیں اور یہ مسلم امر ہے کہ وہ لگاتار اس قدر محنت پر خیال میں اُس ودیعت عظیم کے اصلی مفاد و بہتری کے
لئے کر رہے ہیں جو خلاق زمین و زمان نے اُن کے سپرد کی ہے - وہ کروڑوں بندگان خدا پر حکمران ہیں اور اُن کے محل شاہی میں
ہزاروں شخص بستے ہیں مگر وہ اپنے کمرہ کی تنہائی میں اپنی سلطنت کی بھلائی کے لئے غلاموں کی طرح محنت کر رہے ہیں
وہ شہنشاہ ہیں مگر اُن کی حالت بعینہ اُس قیدی کی طرح ہے جسے حبس دوام کے ساتھ ہی محنت شاقہ کی بھی سزا
دیگئی ہو اور جسے اس کے علاوہ ہر وقت قتل کئے جانے کا بھی ڈر کا لگا ہوا ہے انہوں نے عیش و آرام کو تیاگ دیا
اور شب و روز مسلسل نہایت ہی سخت محنت کرنا گوارا کیا ہے - اُن کا دماغ دوسرے لوگوں سے زیادہ قوی نہیں اس میں
کلام نہیں کہ انہوں نے اپنے ملک کی حالت کو سنوار دیا - وہ ہیرو نہیں مگر انہوں نے ایک نہایت طویل اور محنت طلب دن
رات کی دس ہزار کے بوجھ اور مدت کو بغیر اُف کرنے کے برداشت کیا اور اب خواہ وہ (خدا نہ کرے) کل ہی اپنے
بزرگوں کی خاک کے ساتھ ہم آغوش ہو جاویں - اُن کے کارنامے ایسے ہونگے کہ اگر اُنکی حوالی مشکلات پر نظر

کی جاسکتی تو آئندہ نسل کے سلطانوں میں سے شاید ہی کبھی ایسا ہوگا جو ان کا نام روشن کرے۔

ہمت مردانہ اور اپنے آپ پر بھروسہ

علیحضرت سلطان المعظم جب تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو ایک [illegible] آجکل کا [illegible] راست [illegible] [illegible] نہ تھا کہ [illegible] ان کا ساتھ دیتا جو سلطنت عثمانیہ کا [illegible] خاصہ نہیں ہوئی بلغاریہ وہ مشہور ولی عہد اور [illegible] [illegible] [illegible] سلطنت اپنی ذات سے [illegible] [illegible] ثابت [illegible] کہ ہمیشہ [illegible] خاندان کی [illegible] ہو جانے سے [illegible] [illegible] کے [illegible] جس کے بعد [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] دونوں [illegible] روسی جنگ کا طوفان بپا ہو گیا۔ اس وقت [illegible] [illegible] [illegible] اور خزانہ بالکل خالی تھا جس [illegible] [illegible] کے لئے [illegible] بھی موجود نہ تھیں اور وہ [illegible] [illegible] سے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] بادشاہوں کا یہ حال تھا کہ ان میں سے بعض نہایت ہی [illegible] اور باختیار عہدہ رکھنے والوں کی نسبت یہ عام یقین تھا کہ وہ روس کے نمک خوار ہیں وزراء و اعیان مملکت اور سپہ سالاران [illegible] میں ایک بھی [illegible] ایسا نہ تھا جس پر [illegible] اعتماد کر سکتے [illegible] [illegible] وہ اعظام میں ایک صفت بھی ایسی نہ تھی جس سے ایک کارنمایاں [illegible] [illegible] [illegible] امید ہوتی۔

انگلستان جو کبھی دلی نشینوں کا گہرا دوست اور رفیق تھا۔ بغاوت بلغاریہ کی سختی سے فوراً کٹ جانے پر [illegible] ہو گیا [illegible] [illegible] سراج اور رفیق شفیق ایسی عجیب و غریب اور بعید از فہم و ادراک ہے کہ علیحضرت [illegible] [illegible] [illegible] قاصر رہتے ہیں کیونکہ جو نتیجہ سفر انگلستان سے اپنی باغی رعایا سے کس [illegible] کر رہا ہے وہ علیحضرت سے [illegible] [illegible] [illegible] اور وہ اس کی خود رفضیحت و دیگر انصیحت کی پالیسی پر چند منتخب جیسا کم ہے فرانس جرمنی سے [illegible] [illegible] کر بالکل بیجان ہو گیا تھا اور اُس کا عدم وجود برابر تھا پس علیحضرت عبد الحمید کو ایک [illegible] کی طرح صرف اپنی ذات ہمایوں کی تلوار اور اپنے قادر مطلق پر بھروسہ کرنا پڑا۔

قسطنطنیہ کی مورچہ بندی اور حفاظت

ہر ایک طرف سے مایوس و بے امید ہو کر علیحضرت سلطان المعظم نے بغیر کسی زیادہ تردد و اضطراب کے اپنے روسی حملے کے سیل بلاخیز کو روکنے کے لئے اپنی کمر ہمت چست باندھ لی آنیوالے خطرناک سال (سنہ ۱۸۷۷ء)

نے گذشتہ برس (۱۸۷۷ء) کے مہیب واقعات پر اپنے خود رد انگیز وا قعات کا ذخیرہ چھوڑ دیا البتہ متواتر جنگی ہر پہلو کے ہر ساعت ترقی پہ پہنچا یکی میں فقط غازی عثمان پاشا نے پلیونا کی بہادرانہ حفاظت کر کے منور روشنی کی ایک شعاع پیدا کر دی تھی یورپ اور ایشیا پر دونوں رزمگاہوں میں روسی مجاہدین آہستگی مگر ثابت قدمی سے بڑھتے چلے آئے آرمینیا میں قارص فتح ہو گیا اور یورپ میں پلیونا بھی آخر کار غنیم کے حوالہ کر دیا گیا جس سے روسی فوجوں کو جو ایک مدت سے رکی ہوئی سیلاب کی طرح بند پڑی تھیں آگے بڑھنے کا موقعہ مل گیا۔ وہ کوہ بلقان سے طوفان باخیز کی طرح کل مزاحمتوں کو توڑتی ہوئیں عبور کر گئیں اور اسلامبول کے عین دروازوں تک جا پہنچیں پس یہ وہ نازک وقت تھا جس میں اعلیحضرت نے ثابت کر دیا کہ انہیں اپنی قوم کی جنگی سپرٹ اور قدیم فوجی قابلیتوں کا کچھ نہ کچھ حصہ موجود ہے۔

بابِ عالی میں ہر بونگ مچ گیا تھا اور تمام پاشا اپنی فوجوں کے اچانک تہ و بالا ہو جانے سے حواس باختہ ہو کر فی الفور بحیرہ مارمورا کی دوسری طرف قصبہ بروصہ کی طرف ہٹ جانے کی صلاح دے رہے تھے۔ مگر اعلیحضرت سلطان المعظم نے بالکل اوسان نہ ہارے اور بڑے استقلال و استقامت سے اپنی کل طاقتوں کو قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے تیاریاں کرنے پر مجتمع کر دیا۔ غازی مختار پاشا شہر کے حفاظتی مورچوں پر افسرِ اعلیٰ مقرر کئے گئے مورچوں کے پیچھے عثمانیہ افواج کا بچا کھچا حصہ آخری مقابلہ کیلئے جمع کیا گیا۔

وہ بروصہ بھاگ جانے کی صلاح کو مسترد کر دیتے ہیں

اعلیحضرت ابھی روسیوں سے اپنی دارالسلطنت کو بچانے کے لئے تیاریاں کرنے ہی میں مصروف تھے

* بروصہ ایشیائے کوچک کے مشہور شہروں میں سے ہے اسکا پرانا نام پروسا تھا یہ بحیرہ مارمورا سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر کوہ المپس کے دامن میں آباد ہے فتح قسطنطنیہ سے پہلے یہ سلطنت عثمانیہ کا ایشیائی دارالخلافہ تھا سلطان عثمان بانی خاندان اور اُسکے پانچ عالیقدر جانشینوں کے وہاں مزار ہیں اس شہر میں ۳۶۵ مساجد ہیں جن میں سے اکثر نہایت عالی شان اور عجوبہ روزگار ہیں۔ اس شہر میں ریشم کی بہت صنعت کاری ہوتی ہے اور اسکے متصلہ میدان میں ریشم بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ شہر پہلے بہت آباد تھا۔ مگر صدرہا مقام نہ رہنے اور متواتر زلزلوں سے جن میں سے ۱۸۵۵ء کا زلزلہ نہایت سخت تھا کم رونق ہو گیا ہے۔ مگر اب اس میں ایک لاکھ کے قریب آدمی بستے ہیں بروصہ سے بندرگاہ مودانیہ واقع بر ساحل مارمورا تک بڑی لاگت سے ریلوے لائین تیار کی گئی ہے (مترجم)

کہ اُنکو اس خبر نے چونکا دیا۔ کہ انگریزی بیڑہ جہازات جو سارا موسم خزاں خلیج بیسکا کے کنارے پر اپونچا آباد سے میں یکایک پڑا فریقین کی طبع آزمائیوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اب ابنائے ڈارڈنلز میں سے بجبر گذرنے پر مستعد ہو گیا ہے۔ قلعوں کو اس بحری حملہ کے روکنے کیلئے احکام بھیجے گئے اور اُن قلعوں کے گولہ انداز جو آبنائے وہ لال سواحل پر بغرض حفاظت بنے ہیں انگریزی امیر البحر ہاربن بالی کے آہن پوش جہازات سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر آخر کار جہازات کو گزرنے کی اجازت ملگئی ✦

لارڈ بیکنسفیلڈ کا مدعا تو اس پیشقدمی سے بلاشک و شبہ روسیوں کو ڈرانے کا تھا۔ مگر اتفاق وقت سے اُسنے بالکل زیادہ ڈانواں ڈول ترکوں میں۔ جو یہ سمجھے کہ ہم پر آگے پیچھے دونوں طرف سے اب ایک ایک دشمن حملہ آور ہو گیا ہے اور قریباً ٹھیک ٹھیک اُسی وقت جبکہ انگریزی بیڑہ دردانیال سے گذر کر پرنس آئیلینڈ (شہزادوں کا جزیرہ) میں جو قسطنطنیہ سے دخانی جہازوں کا ایک دن کا راستہ ہے لنگر انداز ہوا۔ دارالسلطنت میں وزیر اعظم کی اس تجویز پر کہ ایشیا کو ہٹ جانا چاہئے غور کرنیکے لئے ایک کونسل منعقد ہوئی۔ اس کونسل میں بڑے بڑے عہدوں والے اور با اقتدار پاشا اور وزراء جمع ہوئے اور غالب رائے یہی تھی کہ چونکہ دارالخلافہ اب دو دشمنوں کے درمیان ہو گیا ہے۔ یکطرف روسی سین سٹی فانو میں مقیم ہیں اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ جزیرہ شہزادہ میں لنگر انداز ہے اسلئے ایشیا کو بھاگ جانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہیگا۔ یہ وہ دوسرا اشد نازک وقت تھا جس میں اعلیحضرت سلطان معظم نے اپنے تئیں عثمان کا سچا جانشین اور سپوت فرزند ثابت کر دکھایا۔ باوجود اپنے بزدل مشیروں کے اژدہام میں پھنسے ہونے کے جو گریز بلا تاخیر پر سخت مصر تھے اعلیحضرت نے اپنی دارالسلطنت کے چھوڑنے سے کمال استقلال اور مردانگی سے بڑے زور کیساتھ انکار کر دیا اور صاف کہدیا کہ ہر حالت میں برابر قسطنطنیہ میں رہونگا اور اُس شہر کی اچھی یا بری قسمت میں جو چار سو برس سے میرے خاندان کا تخت گاہ چلا آرہا ہے شریک حال ہونگا۔ اُن کی رائے سب کی رائے پر غالب آئی۔ بروصہ کو بھاگنے کی صلاح مسترد ہو گئی ✦ اور اعلیحضرت نے باوصف بزدل اور کمزور وزراء و امراء میں گھیرے ہوئے ہونے کے سینٹ صوفیہ کے بڑے کلیسا کے کلس پر ہلال کو صلیب پر غالب رکھا۔ یعنے مسجد ایا صوفیا کو جو قبل از فتح قسطنطنیہ عیسائیوں کا بڑا معبد تھی پھر گرجا ہو جانے سے بچا لیا ✦

وہ ترکی بیڑہ جہازات کو بھی بچا لیتے ہیں

جو کچھ ہمنے اوپر بیان کیا ہے اُن کی ہمت مردانہ اور مضبوط دل کا صرف یہی ایک امتحان نہ تھا جب

بمقام سین سٹفانو بر نیل گرانڈ ڈیوک روسی سفیر اور ترکی سفرا (صفوت پاشا وغیرہ) میں صلح کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی۔ تو روسیوں نے خاتمہ جنگ میں کل ترکی بیڑہ کو بھی بطور غنیمت طلب کیا۔ احمد وفیق اور صفوت نے جو موجودہ وقت وزارت کے سب سے زیادہ ضبو مضبوط اور جری ارکین تھے۔ روسی مطالبات کو منظور کر لینے کی بڑی زور سے صلاح دی۔ انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں دلیل پیش کی کہ ترکی مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی۔ روسی [illegible] ایسا نہ [illegible] نتیجہ یہ ہوگا کہ جنگ پھر چھڑ جائیگی اور اگر جنگ دوبارہ چھڑ گئی تو کیا [illegible] روسی [illegible] میعاد۔ وہاں [illegible] مزاحمت کے [illegible] سلطانی تو [illegible] دالان [illegible] جاوینگے۔ اور [illegible] مستتر ہوجنے کے بعد سلطنت نے یہ جان [illegible] مگر بارگاہ اعلیحضرت کی حکم سے بجت اپنا [illegible] وہ پکار اُٹھے [illegible] نہیں [illegible] اور بدست خاص سے گرینڈ ڈیوک [illegible] کمانڈر انچیف افواج کو خط لکھا کہ ترکی بیڑہ جہازات کا دینا ناممکن ہے۔ اور [illegible] اور غیر معمولی جوش سے اس خط میں یہ بھی ارشاد کر دیا کہ بیڑہ کو روسی دستی ہاتھ میں پڑا دیکھنے سے میں اسکو [illegible] ڈبو دینا لیکر خود جہاز پر بیٹھا ہوں اور کل بیڑہ [illegible] غرق ہو جائے یہ ارشاد پاجاتے [illegible] ہو کر ہو [illegible] کام نہیں کہ نہایت ہی [illegible] قسم کی ذہینت [illegible] تھی یہ ایک [illegible] بادشاہ کی [illegible] تھی [illegible] اثر تھا [illegible] سے بڑھکر یہ کہ [illegible] جو [illegible] ہوگئی [illegible] لے پست [illegible] کر دیا اور [illegible] دار الخلافت کی طرح ترکی بیڑہ کو بھی سلطان [illegible] سلطان نے بچا لیا +

وہ مامور من اللہ ہیں کہ ادنیٰ اعلیٰ سب کی خود نگرانی کریں۔

ان ہی دو نہایت ہی نازک نمونوں کا یاد کر لینا اسبات کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ اعلیحضرت امیر المومنین کیوں یہ باور کئے بیٹھے ہیں کہ بادشاہوں کے بادشاہ رب کریم نے انہی کی ذات مبارک کو گورنمنٹ کی ذمہ واری سونپی ہے پس یہی وجہ ہے کہ برابر اس وقت سے لیکر مولانا سلطان المعظم عبدالحمید تن تنہا حکومت کرنے پر مصر رہے [illegible] کام ہو یا بڑا ارض روم کی [illegible] قصبہ میں [illegible] کو [illegible] قسطنطنیہ میں [illegible] قواعد [illegible]

+ [illegible] ایک ہی فقرہ نے اپنی فصاحت قلبی اور سنگدلی کا پورا ثبوت دے دیا ہے [illegible] ماننا ہے کہ سلطنت عثمانیہ آجکے فرمانروا کی [illegible] ظالم جلاد کی تلوار صرف ایک بار [illegible] [illegible] اگر کیا [illegible] کا موقعہ تھا افسوس سے چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنر ش در نظر +

حوالہ اُن میں ہی سلطانی احکام کا حصول ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ سلطنت کے بڑے بڑے اہم معاملات میں وہ یہ لازمی سمجھتے ہیں کہ ہر ایک چیز کی نسبت وہ بذات خاص حکم دیں جو ہر ایک چیز کو وہی منظور کریں اور ہر ایک بات کی بعض نفیس نگرانی کریں جیسے خدا کی نظر میں کوئی چیز بڑی ہے نہ چھوٹی۔ یہ سب چیزیں یکساں وقعت رکھتی ہیں بعینہ وہی حال اس برگزیدہ کا حال ہے جو عالم لوگوں میں بادشاہی و فرمان روائی کرتا ہے ✦

فصل سوم

اُنہوں نے اپنے بڑے کام کون سے کئے ہیں

جس سلطنت پر اعلیٰ حضرت ہمارے السلطان عبدالحمید خان ثانی حکومت کرتے ہیں اُس کے لئے اُنہوں نے کیا کیا ہے؟ سب سے اول اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُنہوں نے اُس کو جس طرح سے قائم و موجود رکھا ہے اور اُنکی ذات پاک جنگ و بغاوت، غداری، خونریزی، مخالفانہ سازشوں اور دیوالیہ پن سے بچتی چلی آئی ہے اور اکثر ایام ہی ہیں کہ کچھ کم قابل وقعت کامیابی نہیں ہے۔ اس بات کی کسی کو امید نہ تھی کہ وہ کامیاب ہونگے لیکن وہ کامیاب ہوئے ہیں یعنی کہ وہ کم از کم اسقدر کامیاب تو ضرور ہوئے ہیں جس قدر کہ اُس شخص کو کامیاب کہا جا سکتا ہے جو تنہا ہی اور معدومیت کے مسلسل خطرے سے بچنے میں کامیاب ہو رہا ہو ✦

اُن کی خارجیہ حکمت عملی

ثانیاً یہ کہ وہ دول اجنبیہ سے معاملات کرنے میں دوسروں سے زیادہ معقولیت پسند اور پریکٹیکل* ہی ہیں۔ جتنے کہ وہ ہو سکتے تھے یعنی کہ اگر چاہتے تو اسقدر معقولیت پسند اور پریکٹیکل بنتے کہ مانٹی نگرو کے بندرگاہ ڈلسگنو†

---

* یہ انگریزی لفظ اردو میں اب عام مستعمل ہو گیا ہے۔ اگر انسان کی صفت ہو تو اُس کا یہ مفہوم ہے کہ وہ شخص فکر تند اور خیالی پلاؤ پکانیوالا نہیں ہے بلکہ وہ بات یا کام کرنیوالا ہے جو ممکن الوصول ہے ✦

† مانٹی نگرو، سرویا وغیرہ کو زائد قطعات دلانے کے علاوہ عہد نامہ برلن میں یہ شرط لگیئی تھی کہ ٹرکی (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آئندہ)

اور یونان کو علاقہ اپایرس حوالہ کرنے میں وہ ابتداً بہت کچھ پس وپیش کرتے رہے اور انکے عزم کو جلد پختہ کرنے کیلئے بحیرہ اڈریاٹک میں بحری طاقت کی نمائش اور سمرنا کے پرمٹ خانوں پر حملہ آور ہونیکی دھمکی دینے کی ضرورت پڑی مگر آخر میں اُنہوں نے ضد چھوڑ دی اور یورپ کا کہا مان لیا ❖

معاملات بلگیریا میں انہوں نے توقع سے بڑھکر معقولیت سے کام لیا جب ۱۸۸۵ء میں صوبہ مشرقی رومیلیا نے عہدنامہ برلن کو بالائے طاق رکھکر خود کو بلگیریا کی ریاست سے ملحق کر دیا تھا۔ تو سلطان المعظم اگر حملہ آور ہوکر باغی صوبہ کی گوشمالی کر دیتے اور فلپ پولی (صدر مقام مشرقی رومیلیا) میں اپنی حکومت پھر قائم کر دیتے تو عہدنامہ برلن کے رو سے وہ اسبات کے مجاز تھے اور غالباً روس بھی اُن کی مزاحمت نہ کرتا

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) یونان کو کچھ ملک دے کر راضی کر دے اور اگر دونوں سلطنتوں کا باہمی تصفیہ نہ ہو سکے تو دول یورپ سرحد مقرر کر دینگی۔ اسیطرح مانٹی نگرو کو جو زائد قطعہ دلایا گیا۔ اُس میں دول یورپ نے بندرگاہ ڈلسگنو کو جو بحیرہ اڈریاٹک کے کنارے صوبہ البانیا کا مشہور بندرگاہ ہے اور جسکی آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔ علاقہ تاڑی کی بجائے شامل کر دیا سلطان المعظم کو بجز اسکے کوئی زائد ملک بھی ان یا مانٹی نگرو کو دینا منظور نہ تھا اور یہی یونان و دیگر عیسائی ہمسایوں کی آرزو ہے اسقدر تیز ہو رہی ہیں کہ سارا صوبہ تھسلی۔ اپایرس اور تقریباً نصف مقدونیہ اور البانیا مع مقام جینیا کا مطالبہ کرتی ہیں سلطان کچھ عرصہ تک تو دا رد کرتے رہے مگر یورپ کی ایما پر دول سبھی کب چپ بیٹھنے والی تھیں انہوں نے بمقام برلن کانگرس اپریل ۱۸۸۰ء میں مانٹی نگرو کی سرحد اور جولائی ۱۸۸۰ء میں یونان کی سرحد کا خود ہی فیصلہ کرکے سلطان کو مجبور کیا کہ بندرگاہ مانٹی نگرو کو اور کل علاقہ ملحقہ بمعہ مقام جینیا یونان کو دیدو اور جب سلطان المعظم نے نہ مانا تو اکتوبر میں سب طاقتوں نے اپنے جنگی جہازات بندرگاہ ڈلسگنو پر بھیجدیئے سلطان بیچارے میں اسوقت مقابلہ کی طاقت نہ تھی لاچار بندرگاہ خالی کرکے مانٹی نگرو دیدیا لیکن یونان کو وہ سارا علاقہ جسکا فیصلہ دول نے کیا تھا دینے سے انکار کر دیا تب دول نے پھر جنگی دھمکی سے کام لیا اور آخرکار ۱۸۸۱ء میں یونان کو تھسلی اور اپایرس بشمول بندرگاہ آرٹا دلا ہی دیا مگر ان عیسائی ریاستوں اور انکی معاون مسیحی طاقتوں کی بیزاری دیکھیے کہ ان مفتوحہ علاقوں کے عوض ترکی کو قومی قرضہ کا کچھ حصہ جو انکے سر پڑتا لا گیا تھا اسکا ایک حبہ ادا نہیں کیا گیا اپنی ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء کی جنگی دھمکیوں اور بحری نمائشوں کے بلے ہوتے دول یورپ اور خاصکر انگلستان نے شورش آرمینیا کے متعلق ۱۸۹۵ء میں جنگی جہاز دردانیال بھیجکر اعلیحضرت کو دبا دھمکا کر اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہا تھا مگر نادان یہ نہ سمجھے کہ ہم ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے اب وہ ۱۸۸۰ء والی حالت نہیں ہے کہ امیر المومنین دب جائینگے اب تو بلکہ جواب دینے کیلئے کافی ضبط اور مستعد ہیں چنانچہ ترکی کی ترکی جواب دینے کے بعد سارے بہادر یکے بعد دیگرے ہو کر دردانیال سے دم دبا کر بھاگ آئے اور کسی کی چون وچرا کرنیکی جرات نہ ہوئی یہ فقط زبانی کرنیکی باتیں ہیں کہ فرانس اور روس نے کچھ نہیں کرنے دیا ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۱ء بلکہ ۱۸۹۷ء میں بھی یہی سرد مہری فرانس وروس نے اختیار کی [illegible] انگریز دول کے تمام کہنے سے یونان کو آزاد کر دیا تو سرویا۔ مانٹی نگرو کو خود مختار بنایا اور انکو مزید علاقے دلائے آسٹریا کو بوسنیا وہرزیگووینا ولا بلگیریا کو نیم خود مختار صوبہ کیا اور آخرکار جنگی دھمکی میں [illegible] یونان کو زائد علاقہ دلا دیئے حالیہ باتیں ہیں مگر سلطان المعظم کی طاقت بفضل ایزدی ان اب ایسی بڑھ گئی ہے کہ وہ انکی گیدڑ بھبکیوں کی

مگر انہوں نے دونوں صوبوں کو اپنے حال پر چھوڑ کر مداخلت کرنے سے پہلوتہی کیا اور اب ان کی اس تدبیر و حکمت عملی کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ آج کے دن بلغاری رعایا کی نسبت جنہوں نے انکو آزاد کر دیا تھا لیکن سلطان المعظم کے زیادہ ممنون اور ہوا خواہ ہیں۔ ثالثاً یہ کہ مصر میں انہوں نے کوئی پر شرارت دست اندازی نہیں کی جب وہ چاہتے تو کر سکتے تھے۔ اگر وہ مشترکہ قبضہ* کی تجویز کو منظور کر لیتے تو معاملات مصر میں نہایت خوفناک پیچیدگیاں پیدا ہو جاتیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور گو وہ اس انکار کا نقصان کسی قدر محسوس کر رہے ہوں مگر اسکے ذریعہ سے انہوں نے قاہرہ میں انگریزی حکومت کے قائم ہونے میں فی الحقیقت بہت بڑی امداد دی۔ افواہ ہے کہ عرابی پاشا کو بغاوت کرنے پر انہوں نے آمادہ کیا تھا اگر یہ درست ہے تو ہم دیکھتے انگریز ان کے اور زیادہ ممنون ہیں کہ عرابی بغاوت کرتا اور نہ بھی قاہرہ کی بارکوں میں سرخ کوٹ گوروں کے اقامت گزیں ہوتے۔ البتہ یہ کہ البانیہ میں ایک نہایت ہی خطرناک بغاوت سے سابقہ پڑا اسے انہوں نے نرمی اور دلجوئی کی پالیسی سے فرو کیا اور حکمت عملی سے اطاعت سے ایک نہایت ہی سنگین خطرہ سے بچ گئی اور ساتھ ہی عربوں کو ہر قسم کی تعدی سے بچنے کیلئے کافی ضمانتیں مل گئیں۔

مالی حالت کی درستی اور فوجی اصلاح

خاص کر یہ کہ انہوں نے قرضہ قومی کے سود کی ادائیگی کے لئے ایک انٹرنیشنل کمیشن یا کونسل کا قائم کرنا ایک مستند قائم کی یہ بڑے دل گردہ کا کام تھا اور اسمیں بڑی جرأت و ہمت مطلوب تھی۔ مصر میں انٹرنیشنل کمیشن† نے جو نتائج پیدا

---

* علی پاشا ابو معاہدہ کی بابت جو ڈرمنڈ والف کی معرفت قسطنطنیہ بھیجکر گورنمنٹ انگلستان نے تجویز کیا تھا مگر جسے سلطان نے منظور نہیں کیا تھا اسکا مفصل ذکر کتاب حکومت کے باب متعلقہ مصر میں مندرج ہے۔

لو مسٹر شیڈ نے افسوس کی ہی ایک ہی کہی۔ افسوس و مکر جو ہے ہیں جو منشی تمہاری اکثر مدبر عثمانیہ طور کرتے ہیں کہ سلطان المعظم اگر چاہیں تو ایک گھنٹہ کے اندر انگریزوں کو مصر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ خدا جانے کونسی مصلحت ہے جو وہ دم سادھے بیٹھے ہیں اور خدا معلوم خود الگ تھلگ ہو کر اس مصری تھری پر کتنی قیمیتوں کو آپس میں کٹتے مرتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ میاں حاجی حافظ کا یہ شعر کیا نہیں سنا ؎

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش — رموز مملکت خویش خسرواں دانند

† مصر میں دو ... یہ پہلے قدم مبارک انہی کمیشنوں کے طفیل داخل ہوئے تھے۔ اسمعیل پاشا مرحوم کروڑوں روپیہ قرض بکر فضول خرچیوں میں برباد کر چکے تھے حتی کہ نوبت تو خرکار یہاں تک پہنچ گئی کہ سود کی ادائیگی بھی دشوار ہو گئی اور ترکی قرضہ کی طرح مصری قومی قرضہ کا سود بھی تنخواہوں کو ملتا بند ہو گیا پاشا مرحوم نے ملک کی مالی حالت درست کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کر کے چند انگریزوں فرانسیسیوں اور دیگر ممالک کے بعض ناموروں کو اسکا ممبر بنایا

(بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر)

ہوئی تھی۔ وہ اُنکو بیچ چکے تھے۔ قدرتی بات ہے کہ عین اپنے دروازہ پر حکومت کی اندر ایک اور حکومت کے قیام سے وہ بہت جھجکتے تھے۔ مگر جب اُنکو یقین ہوگیا کہ ضروری ہی تو اُنہوں نے اُس ضرورت کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جس ایثار و زرفشانی کا انعام ملا اُنکی سلطنت کی ساکھ یورپ کے سٹاک ایکسچینجوں (تبادلہ گاہان دستاویزات سرکاری بینے دول ممدنہ کی تمسکات اور امپیریل نوٹوں کی خرید و فروخت کی منڈیاں) پھر قایم ہوگئی۔ جب تخت پر بیٹھے تھے تو ٹرکی دیوالیہ تھی۔ اُسنے اپنا سب سے آخری قرضہ ۱۲ فیصدی سود پر لیا تھا۔ آج خزانہ گو لبریز ہوکر چھلک نہیں رہا مگر اپنی ذمہ واریوں کے ادا کرنیکے قابل ہے اور اُنکو ایسی باقاعدگی اور پھرتی سے ادا کرتا ہے کہ ٹرکی پانچ فیصدی سود پر جتنا قرضہ چاہے لے سکتی ہی۔ سادہ سا یہ کہ اعلیحضرت نے فوج کی آراستگی اور تربیت کو بڑھانے میں بہت توجہ کی ہی۔ اُنہوں نے اُس کی اصلاح جرمن افسروں کے سپرد کی۔ اور کپتان نارمن جنے اس مضمون پر رسالہ یونائیٹڈ سروس میگزین میں تحریر کیا ہی۔ انہوں نے فوج کو ایک بیش قیمت جنگی طاقت بنانے میں بہت کچھ ہمت کی ہی انہوں نے توپخانہ کے باتریوں کو توپوں سے بھرپور اور کل سپاہیوں کو میگزین رائفلوں سے مسلح کر دیا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اب پانچ لاکھ آدمی میدان جنگ میں لا سکتے ہیں ✦

تعلیم و فنون

سابقًا (اعلیٰ حضرت مولانا امیر المومنین) عبد الحمید نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ تعلیم کی اعلیٰ قدر و منزلت کو مال معترف اور اُسکی نہایت ہی قدر کرنے والے ہیں جبکہ روسی قبل ملرح کرتے ایڈریانوپل پر بڑھے چلے آ رہے تھے تو وہ ملکیہ سکول کے قایم کرنے میں جو سول سروس کے لئے تیار کرنیکا کالج ہے نہایت مشغول و مصروف تھے۔ جنگ کے ختم ہو جانے پر کیونکہ جنگ کے موقعہ پر تو قانون ساکت ہو جاتا ہی اُنہوں نے دار الخلافہ میں ایک قانونی مدرسہ قایم کیا یہ ایسی اصلاح ہی کہ برطانیہ کلان بھی اسبارہ میں ابتک سلطان المعظم کی برابری نہیں کر سکا۔ وہ بیشمار دیگر سپیشل سکول بھی قایم کر چکے ہیں اور اُنکی عہد حکومت میں آجتک دہ ہزار نئے ابتدائی مدارس تیار ہو چکے ہیں جنمیں ایک لاکھ طلبا تعلیم پاتے ہیں ✦

ثانیًا۔ اعلیٰ حضرت نے تعلیم نسواں کی ترقی میں جو شوق ظاہر کیا ہے۔ اُسکے لئے وہ خاص تعریف کے مستحق ہیں قسطنطنیہ اور دیگر شہروں میں مختلف زنانہ مدارس قایم کرنے سے اُنہوں نے اسبارہ میں قابل تعریف پیش قدمی کی ہی

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اس کمیشن کی بدولت رفتہ رفتہ فرانس و انگلستان کا مصر میں بہت رسوخ بڑھ گیا کیونکہ زیادہ تر قرضخواہ انہی ملکوں کے تھے کچھ عرصہ دو عملی رہنے کے بعد عرابی کی بغاوت ہونے پر تنہا انگریزوں کا تصرف ہوگیا آپنے تو مالی حالت درست کرنے اور بزعم خود بن بیٹھے مالک یہی اُس انٹرنیشنل کمیشن کا آخری نتیجہ۔ اور اسی نتیجہ سے سلطان المعظم خائف ہیں ✦

ساتھ ہی فنون لطیفہ کی طرف کس قدر توجہ مبذول کی ہے۔ جو سلاطین عثمانیہ کو ابتدا [illegible] سلطنت کے صوبہ جات کے باقی تمام جگہوں کی نسبت بہت زیادہ دفینے موجود ہیں۔ مگر سلاطین عثمانیہ نے یونانی فن و ہنر کی یادگاروں اور ایشیاء [illegible] سے اس قدر شوق ظاہر کیا۔ جس قدر کہ شائستگی کے [illegible] علمی ریاضی سے شوق رکھتے ہیں حضرت ممدوح نے اس وحشیانہ جہالت کو دور کر دیا ہے۔ [illegible] ایفور جو ۱۸۸۵ء میں شائع کی گئی حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔—

جب پہلی مرتبہ سلطان نے خزانہ [illegible] نادر دل فریب اشیاء ترتیب وار رکھی گئی ہیں۔ دنیا میں لاجواب اشیاء کا معائنہ ہو سکتا ہے۔ سلطان المعظم نے میوزیم کی نگرانی [illegible] ایک شخص [illegible] کبھی قائم [illegible] میوزیم قدیم آثار کا [illegible] ہے۔ وہ مذہباً مسلمان ہو [illegible] جو چیزیں [illegible] لا کر [illegible] پایا تھا۔ ابھی حال ہی میں [illegible] نہایت عالی شان نمونہ [illegible] تابوت [illegible] نایاب [illegible] ہیں جن میں سے ایک میں خیال کیا گیا ہے کہ اسکندر اعظم یا اس کے کسی جنرل کی لاش مدفون تھی۔ [illegible] نگاروں نے تصویر اور بیل بوٹے بنائے ہوئے ہیں جبکہ یونانی فن عین عروج پر تھا۔ اکثر کا خیال ہے کہ دنیا میں [illegible] کے مرمریں سنگوں نے [illegible] نقش و نگار کے قائم رہنے میں [illegible] بڑا حصہ [illegible] کیا یہی تابوت عجائب خانہ کو مشہور آفاق بنانے کو کافی ہے۔ وہ بلاشبہ [illegible] یورپ کے سنگ تراشوں کی نگاہیں اپنی طرف متوجہ کرائیگا۔ اعلیحضرت نے فنون لطیفہ کا بھی ایک مدرسہ بنایا ہے۔

انتظامی اصلاح

عدالت [illegible] اعلیحضرت نے جوڈیشل نظام کی ترتیب و اصلاح میں بہت محنت کی ہے اس محنت کے فائدہ کا [illegible] نہیں کر ممکن ہے کہ سلطان جہاں تک ان سے ہو سکے سب سے اچھی اصلاح چاہتے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے اس بارہ میں بیحد محنت کی ہے بقول خفی بے اعلیحضرت کے عہد حکومت میں [illegible] کے متعلق نہایت ہی کارآمد اور مفید اصلاحات عمل میں آئی ہیں۔ مفصلاتی عدالتوں کی از سر نو [illegible] و ترتیب۔ سرکاری مقدموں اور ایڈووکیٹ جنرلوں کا [illegible] ججوں کے لئے ترقی کا باقاعدہ سلسلہ مقرر ہو جانا۔ ججوں کو دیانتدار و منصف بنانے کیواسطے نہایت زبردست آلہ ہے اور دیوانی و فوجداری ضابطوں کا انضباط یہ سب اس مصلحانہ پالیسی کے نتائج ہیں جو صیغہ عدالت عامہ میں برتی گئی ہے۔ علاوہ بریں محکمہ عدالت عامہ کے لئے لائق اور تعلیم یافتہ عہدہ دار بہم پہنچانے کیلئے ایک قانونی مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ پولیس کی درستی بھی اسی مبارک عہد میں ہوئی ہے جس میں عثمانی رعایا کی بہتری کے لئے بے شمار کام ظہور میں آچکے ہیں۔ [illegible] آرمی [illegible] پولیس اور محکمۃ [illegible] فوجداری کے فرائض میں جو قدیم سے کھلبلی پڑی

چلی آتی تھی۔ کہ ایک کے فرائض دوسرے سے ممیز نہ تھے اسکا خاتمہ ہوگیا ہے چند آدمی مسلح جماعت ہونیکے باعث محکمہ حربیہ کیلئے منتخب کردیئے گئے ہیں اور حفاظت عامہ کے لئے وزارت پولیس بمعہ اپنے ضروری لوازمات و اختیارات کے علیحدہ کردیگئی ہے ٭

بازدہم۔ اعلیٰحضرت مولانا السلطان المعظم عبدالحمید نے ریلوں کی تعمیر۔ سڑکوں کی تیاری اور اپنی سلطنت کے شہروں کو موجودہ تہذیب کے ضروری لوازمات (پانی کے نل۔ گاس۔ برقی روشنی۔ صفائی وغیرہ وغیرہ) سے پیراستہ کرنے میں بھی کسی قدر توجہ کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ کل چیزیں جو اوپر درج ہوئی ہیں نہ صرف جزوی احسانات ہیں جو معمولی وقعت رکھتی ہیں مگر پھر بھی چونکہ کی گئی ہیں۔ انکا بیان کرنا ضروری تھا ٭

سلطان المعظم کی بیحد مصروفیت

اعلیٰحضرت نے اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ تو کیا ہے کہ اپنی سلطنت کو جنگ کے مصائب سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر وہ چاہتے تو نہایت بڑی آسانی سے کبھی کی جنگ میں مبتلا کر دیتے۔ دشمنوں نے انکو بہت دفعہ بھڑکایا اور جنگ پر برانگیختہ کیا۔ مگر وہ انکے فریب میں نہ آئے۔ اگر کوئی اور سلطان ہوتا تو عیسائی طاقتوں نے جیسا انکو دق کیا ہے کبھی کی دفعہ برافروختہ ہوجاتا۔ جنگ روس کے بعد وہ جوابدہ نہیں۔ وہ تو ایک طرح انکو میراث کے ساتھ ملی تھی۔ اور سر پر جو کچھ آ پڑا ان سے بن پڑا انہوں نے اپنے امکان بھر کیا۔ مگر اسکے بعد ہمسایوں سے جنگی مٹ بھیڑ کرنے سے بچے رہنے کی کوشش میں وہ کامیاب رہے ہیں اور انہوں نے اپنی تمام ہمت و کوشش کو اس چیز پر صرف کیا جسے وہ اپنے خیال میں اپنی رعایا کے حق میں واقعی اور حقیقی بہتری سمجھتے ہیں۔ پروفیسر آرمی نس وامبیری حال ہی میں سلطان المعظم سے ملے تھے وہ سلطان المعظم کی بڑے زور سے تعریف کرتے ہیں کہ حضور ممدوح اور سلطنت میں بے نظیر جانفشانی اور محنت سے کام کرتے ہیں پروفیسر موصوف کی تحریر حسب ذیل ہے:۔

"سلطان المعظم کو اپنے ہی باغ میں چہل قدمی کرنے تک کی فرصت بمشکل ملتی ہے تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی زیادہ لمبی آسائش روا رکھہ سکتے ہونگے۔ اعلیٰحضرت سلطان عبدالحمید کے لئے تخت مطلقاً کوئی آرام کی جگہ نہیں ہے اور چونکہ چند ہفتے ہوئے مجھے انکا مہمان رہنے کی عزت حاصل ہوچکی ہے۔ اسلئے میں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر بیان کرتا ہوں کہ آجتک کوئی مشرقی بادشاہ ایسا نہیں ہوا جسنے ٹرکی کے موجودہ فرمانروا کیطرح اپنی کل ہمت و قوت اپنے ملک کی بہتری اور خوشحالی کیلئے صرف کی ہو ٭

فصل چہارم

اعلیٰحضرت نے غیر پسندیدہ کام کونسے کئے ہیں

اچھا اگر مندرجہ بالا امور سلطان کے اپنے کام میں تو بڑے دانشمندی کے خدمات ہیں ... سلطنت عثمانیہ کے خیالات اور اصولوں کو مدنظر رکھا جائے تو وہ ایسے ہیں مگر ... چند امور ایسے بھی ہیں کہ ان پر نہایت ہی سخت مخالفت ہوئی ... اور جن میں بھی کوئی چند ان وزن نہیں سمجھی جاتی ... کی بد قسمتی کہ یہ جہازات کے انتظام ... موجودگی میں اعلیٰحضرت سخت نفرت کے وارث ہوئے +

بیڑہ جہازات کی طرف سے غفلت

سب سے اول اور سب سے بڑھکر اور سب سے بڑا یہ کام ہے کہ انہوں نے بیڑہ جہازات کو بھلا دیا ہے اسکی خاطر انہوں نے سلطنت کو معرض خطر میں ڈال منظور کیا۔ مگر اسکا روسیوں کے قبضہ میں جانا گوارا نہ کیا۔ یہی بیڑہ ان کی آنکھوں کے سامنے زنگ اور عدم استعمال سے تباہ ہو رہا ہے اور آنکو کوئی پرواہ نہیں۔ آہن پوش جہازات اب بھی باسفورس میں لنگر انداز ہیں۔ مگر نہ ہی وہ جنگ کر سکتے اور نہ ہی سفر کر سکتے ہیں۔ انکے انجن بالکل ناکارہ ہو گئے ہیں۔ [illegible] جب نہر کیل (واقعہ جرمنی) کا افتتاح ہوا اور تمام قوموں کے جنگی جہاز اس جدید شاہراہ کی خوشی میں وہاں اکٹھے ہوئے تو سلطان المعظم کو معلوم ہوا کہ ... صرف ایک تین پونڈ جیسا ہے جسکے بالمیروں ذرا و آگنبوں ... پر بھروسہ ہو سکتا ہے کہ وہ قسطنطنیہ سے بل ... قسطنطنیہ تک کا سفر ہو کہ ایک معمولی مسافت ہے ... تباہ ہو گئے۔ بیڑہ جہازات سے ایسی غفلت پردہ داری کی بدولت انکا دار الخلافہ آج زار کے قابو میں ہے کہ جب چاہے لے لے۔ بیچہ اسود کا روسی بیڑہ جب چاہے کسی رات کو باسفورس میں بجبر داخل ہو کر قسطنطنیہ کو اپنی

٭ مسٹر شیڈ کا اس سوال کا مضمون جو انکی کتاب واقعات میں بحری فوج کے باب میں دیکھا ہوں بیان کرنے کی ضرورت نہیں مسٹر موصوف کا یہی اعتراض انکے مضمون کے ترجمہ کرنے کا محرک ہوا تھا۔ مترجم

+ باسفورس کے ہر دو ساحل کے مہیب قلعوں کی تین میلوں تک ساحل کی گئیں کہ وہ کتنی بڑی اور سب سے بڑا جہاز کو آگ کی طرح مار کر تباہ کر دینگی ... بندوقوں کو کیا شمار

توپوں کا نشانہ بنا سکتا ہے۔ قسطنطنیہ اب ہر طرف سے روس کا علاقہ ہے جو جنگی خدمت کے عوض میں سلطان کو جاگیر میں ملا ہوا ہے۔ اور سلطان جیسے کہ روسی کہتے ہیں زار کے درباں ہیں جو روسی سلطنت کے چور دروازہ دردانیال و باسفورس کی حفاظت کرتے ہیں۔ سلطان معظم نے ابھی اور ستر برس تک روس کو ساڑھے تین لاکھ پونڈ سالانہ خراج* ادا کرنا ہے۔ پس جب کبھی سلطان سے ادائیگی میں کوتاہی ہوئی۔ روس فی الفور قرقی کر سکتا ہے۔ ترکی فوج بحری بر ایک تن چونکہ ایسا موجود نہیں ہے۔ جو روسی بیڑہ کو کہہ سکے کہ سنبھل کر آنا۔ روسی تو بجائے خود رہے اب تو یونان بھی عثمانی ترکوں کا مقابلہ کرنیکے قابل ہو گیا ہے جس کی بحری دلاوری کی کسی زمانہ میں دھاک بندھی ہوئی تھی۔ مثل جو کبھی دنیا کی نہایت عظیم الشان بحری طاقتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اب مطلقاً طاقت نہیں رکھتی۔ اوسکو اپنے سمندر میں بھی اپنی ہستی کی حیثیت نہیں۔ ایک عثمانی کے خیالات کے مطابق بیڑہ کو زنگ خوردہ اور بوسیدہ ہونے دینا سب سے بڑا جرم ہے جس کا الزام سلطان معظم کے سر تھوپا جا سکتا ہے۔

وہ کیوں حالت کس مپرسی میں ڈالا گیا ہے

اعلیٰحضرت کے ہر دو قبل نشینوں کے عہد حکومت کے چند واقعات کو یاد کرنے سے اس تغافل کی وجہ تو معلوم ہو سکتی ہے مگر وہ واقعات بھی اس تغافل کے الزام سے بری الذمہ نہیں کر سکتے۔ سازشیوں نے جب سلطان عبد العزیز مرحوم کو معزول کیا تو انہوں نے بحری فوج کو سب سے پہلے اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اور جب حرماں نصیب سلطان نے مقابلہ کرنے کی دھمکی دی تو سازشیوں نے دریچوں سے باسفورس کی طرف جہاں کوہسار آہن پوش صف جنگ باندھے ذرا سی مزاحمت کی بھی علامت معلوم کرنے پر محل سلطانی کو توپوں سے اڑا دینے کے لئے تیار کھڑے تھے اشارہ کر دیا یہ بیڑہ جہازات ہی تھا جس نے سازشیوں کو محفوظ اور سازش کو کامیاب کیا۔ اسوقت سے سلطان عبد الحمید کا بحری فوج پر اعتماد نہیں رہا۔ اسی بنیاد سے انکا چچا معزول کیا گیا تھا۔ اور یہ کون کہہ سکتا تھا کہ کسی وقت جلد یا دیر میں وہ انکے بھی خلاف کام میں نہ لایا جاتا۔ پس اسی خوف سے کہ مبادا آہن پوش سلطان کو معزول کریں۔ سلطان نے فی الحقیقت سلطنت کو آہن پوشوں کی حفاظت سے محروم کر دیا ہے۔ یہ صریح احمقانہ پالیسی تھی کیونکہ جو آہن پوش مخالف بیڑہ کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہو وہ پھر بھی سلطانی محل کے اڑانیکے لئے کافی طاقتور ہوتا ہے۔ بہرکیف بیڑہ کی تباہی کا امر مسلمہ ہے

(*) تاوان جنگ کی سالانہ ساڑھے تین لاکھ پونڈ کی قسط کو مسٹر سٹیڈ صاحب اپنی بلند خیالی سے خراج سے تعبیر کر رہے ہیں تاکہ ناظرین کو مغالطہ ہو جائے۔ اسلئے تشریح کر دیگئی ہے۔

ہی ہوتا تھا سلطان کے پاس کوئی ایسا بیڑہ نہیں ہے جو بڑے کرنامہ سے بکار سے چلنے کے قابل ہو اور جب بیڑہ نہیں تو کوئی بھی چیز نہیں کیونکہ بحری طاقت ہمیشہ سے سلطنت (ٹرکی) کی بنیاد رہی ہے اور جب ترکی سلطان بحر خاقان البحرین نہ رہا تو وہ مشرق کا شہنشاہ بھی زیادہ عرصہ تک نہیں رہے گا۔

کل کاروبار کا ایک ہی شخص کی ذات پر محدود ہونے پر انتظام میں ابتری

دوسرا بڑا نقص اعلیٰ حضرت کا یہ ہے کہ کل سلطنت کے ہر ایک طرح کے کام یکجا جمع ہونے سے انتظام میں بہت ابتری پیدا ہو رہی ہے وہ ہر ایک کام کو بذات خود کرنے پر اصرار کرتے ہیں جس سے کام کبھی ختم نہیں ہونے پاتے ہر وقت کام کا بے انتہا انبار انکے سامنے پڑا رہتا ہے ہمارے محکمہ بحری کے لارڈ صاحبان کی نسبت کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ وہ سامان کا غذات پر دستخط کرنے میں اسقدر مصروف رہتے ہیں کہ انکو خود بیڑہ جہاز ات کیطرف خیال کرنے کا مطلق وقت ہی نہیں۔ ٹھیک یہی کیفیت سلطان المعظم کی ہے۔ مسٹر لیفیور لکھتے ہیں کہ دو ڈھائی مقدمات کا کوئی ایسا کام نہیں کہ خواہ وہ کیسا ہی معمولی اور چھوٹا کیوں نہ ہو جو انکی منظوری اور دستخط کے بغیر سلطان المعظم کے روبرو پیش نہ ہوتا ہو۔ ایک بڑی سیفرت بطور مثال مجھسے ذکر کیا کہ وہ اپنی دخانی کشتی کو خود اپنے خرچ پر ترکی جہاز ات بار زادہ مقام جہاں جہازوں کی مرمت ہوتی ہے میں مرمت نہ کرا سکے جب تک یہ معاملہ سلطان المعظم کے روبرو پیش ہو کر انسے منظوری نہ لی گئی۔ ایک اور سابق سفیر کا بیان ہے کہ جب وہ سلطان المعظم سے محل سلطانی میں ملنے گیا تو اعلیٰ حضرت نے کام کی زیادتی کی شکایت کی۔ اور کاغذات کے ایک انبار کیطرف اشارہ کیا جو انکی میز پر رکھا ہوا تھا۔ ان سب کاغذات کی نسبت انکا فیصلہ طلب تھا۔ سفیر نے کاغذات کیطرف دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے دو کاغذ جو قواعد وضوابط اسقدر تھے جو ایک نئے بیرک کی تعمیر کے لئے تجویز کئے گئے تھے۔

اس کثرت اجتماع کا یہ نتیجہ ہے کہ کام کوئی نہیں نکلتا۔ ٹھیک وقت پر کوئی کام انجام نہیں ہو سکتا اور ہر ایک چیز بے ربط اور بے جوڑ ہو جاتی ہے۔

موجودہ تہذیب سلطان المعظم کیلئے بڑی ٹیڑھی اور پیچیدہ چیز ہے

یہ معلوم کرنا آسان بات ہے کہ یہ طریقہ اجتماع کاروبار سلطنت پیدا کس طرح ہوا اور یہ معلوم کر لینا اور بھی آسان ہے کہ اس طریقہ کو چلانا کسطرح چاہیئے۔ سلطان المعظم کو فقط اپنے آپ پر بھروسہ ہے اور وہ ہر ایک کام

بذات خود ہی کرینگے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کام کے لئے خداوند کریم نے کسی اور کو نہیں بلکہ صرف انہی کو منتخب کیا ہے اسلئے یہ ضروری ہوا کہ وہی ہر ایک چیز کا فیصلہ کریں اور وہی ہر ایک چیز پر دستخط کریں۔ گویا وہ قادر مطلق سلطان کے ایسے نایب ہیں کہ اُن کو پھر اپنے اختیارات دوسروں کو سپرد کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ یہ بات اسوقت تو ممکن تھی۔ جبکہ سلطانوں کو اپنے مفتوحہ ممالک کی حکومت سے بہت تھوڑا تعلق ہوتا تھا۔ یا مطلقاً ہوتا ہی نہیں تھا۔ ابتدائی سلاطین عثمانیہ کے عہد میں دوسرے زمانہ میں ملکی معاملات میں چنداں تردد نہیں کیا جاتا تھا۔ قاضی کھجور کے درختوں کے تلے مسند عدالت بچھا کر عدالت و انصاف کیا کرتے تھے اور سلطان اپنے سپاہیوں کے درمیان خیموں میں رہا کرتے اور سپہ سالاری کا کام کرتے تھے۔ یہ پیچیدہ کو انتظامی معاملات کے اُس لا انتہا ذخیرہ جزئیات و کلیات سے سروکار نہ تھا۔ جو آجکل اعلیٰ حضرت کے ملکی وبال جان ہو رہا ہے۔ مراد اول کو قہوہ خانوں کے لئے قواعد و ضوابط خود مقرر کرنیسے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ تہذیب عثمانیوں کی سیدھی سادی طرز زندگی میں بیشمار صد ہا باتیں پیدا کر دی ہیں سلطان المعظم اس پیچ در پیچ تہذیب کے بکھیڑوں کو تن تنہا نپٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ اس سے ایسے ہی عاجز ہیں۔ جیسے کہ قیصر جولیس کا نوشتہ بردار ہوتا۔ اگر اُسے اچانک یہ حکم دیا جاتا کہ انگلستان کی سب سے بڑی لائین۔ لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر جو اسباب وغیرہ ڈھویا جاتا ہے اُسے وہ بیل گاڑیوں سے منزل مقصود تک پہنچا دے +

انگلستان میں بھی ایک عبد الحمید موجود ہے

مگر ہم انگریز لوگ۔ بیچارے ظل اللہ پر جو محل یلدز کوشک میں بیٹھا بلا ناغہ ہر روز نہایت مستعدی سے مشقت ہائے بے پایاں میں مصروف رہتا ہے اعتراض نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے ہوس آف کامنز (دار العوام) کو دیکھیں کہ وہ کیا چیز ہے اور اُس کا کیا حال ہے؟ کام کی بقایوں میں وہ دبا ہوا ہے۔ قدم قدم پر اُسکی مزاحمت ہوتی ہے۔ اور کام کو ختم کرنے میں وہ نہایت ہی عاجز اور لاچار ہے۔ پس وہ گویا برٹش عبد الحمید ہے (یعنی انگلستان کا عبد الحمید ہے) جو مختلف بے حد کاروبار سے لدی ہوئی مختلف صیغوں اور محکموں کا ایک نہایت ہی بے ہنگم انبار اور تودہ ہے وہ کام چلانے سے عاجز ہونے میں عثمانی عبد الحمید سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے کیونکہ اُس میں بجائے ایک کے چھ سو ستر دماغ (ممبران پارلیمنٹ) کام کرتے اور اُسکے منتظم ہیں۔ ہمارا ہوس آف کامنز بھی ٹھیک سلطان المعظم کیطرح اپنے اختیارات کی کمی کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ کام کو تقسیم کرنے سے قطعی انکاری ہے اور پرانے طریقوں پر بڑی ضد اور اصرار سے قائم ہے +

دی گرینڈ اولڈ مین ریزرگ پیر مرد یعنے مسٹر گلیڈسٹون اور سلطان المعظم

سلطان المعظم کا دوسرا عیب بھی ایسا نہیں ہے جو انگلستان کے نزدیک آسانی سے دھو دیا جائے ... اس وقت سلطنت عثمانیہ سے بھی بدتر ہے اور جو بات نقائص سلطان ... دی گرینڈ اولڈ مین جو ہے کے برے امیر المومنین کی طرح ہر جزو پر اپنا سایہ ڈالے ... اِس پر ظل اللہ ... کے سایہ کے بچے کوئی ... نہیں ... اقتدار حاصل نہیں کر سکتا تھا کو وہ اپنی پارٹی ... میں ... جو بات ... بوجہ سلطان المعظم ... دی کچھ مسٹر گلیڈسٹون ہی ... نہیوں کیمپ تھا ... گلیڈسٹون کو یہ بات اپنی شان ... پولیٹیکل ... اور ... تجربہ ... قدرتی اور ... فوقیت کیوجہ سے حاصل ہوئی ... میں یہ بات ... لئے ... پیدا ہوئی ہوئی ہے بادشاہ میں ... طور پر موجود ہو جاتی ہے جسکو اپنے ... بادشاہ کے وزراء کی سازش کی بدولت تخت و تاج ملا ہو خیر وجہ کچھ ہی ہو نتیجہ بہرحال یکساں ہوتا ہے ظل اللہ اپنے سوا کسی اور پر ... نہیں کرتے انکے ماتحت مدبرین و مشیر کام نہیں کرنے دیتے کہ انکے وزراء وغیرہ اپنی تدبیر ولیاقت کو کام میں نہیں لا سکتے صرف بندہ حکم ہیں بلکہ وہ لوگ صرف ... عارضی ... ہیں جن کو وہ تھوڑی دیر کے لئے استعمال کر کے ... سلطنت کو پھینک دیتے ہیں

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک واحد شخص ایک سلطنت کا انتظام کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ فقط شہنشاہی امور سے ... رکھے۔ لیکن شہنشاہ ہونے کے ساتھ ہی اگر وہ شخص واحد خود ہی باورچی خود ہی اردلی اور خود ہی خانساماں بننے پر اصرار کرے تو ظاہر ہے کہ کل آخرکار ایک دن ٹوٹ ہی جائیگی +

اعلیٰ حضرت سے مسٹر ہیوٹ کی ملاقات

یہ تو ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت جو چاہتے ہیں سو کر سکیں۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اُن کو سب چیزوں کا علم بھی ہو۔ یہ

---

* مسٹر گلیڈسٹون کی بابت ... استعمال کیا ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ۹۰ برس ... سے ... پولیٹیکل لائف ... انتظامی امور سلطنت سے بالکل علیحدہ ہو کر خانہ نشین ہو گئے ہیں اور گو انکو اب بھی کبھی کبھی جوش آ جاتا ہے مگر امید نہیں کہ پھر پالیٹکس میں قدم رکھیں انکے علیحدہ ہو جانے سے لبرل فریق بے سردار ہو گیا ہے اور اب ایسا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مسٹر گلیڈسٹون کا قابل جانشین کہلا سکے وجہ یہی ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ایک سانپ تھے جنکے سامنے کوئی چراغ نہیں ٹھہر سکتا تھا اُن کے

نا ممکن ہے کہ بادشاہ ایک ملک میں بیٹھے جو کچھ اُنکے روبکات ابعیدہ میں گذر رہا ہے اُس سب کا اُنکو علم ہے۔ مسٹر ہوبٹ نے جو ایک سیاح ہیں مجھے ایک نہایت ہی دلچسپ گفتگو سنائی جو بمقام قسطنطنیہ ایک دفعہ اُنکی اعلیحضرت کے ساتھ ہوئی۔ مسٹر موصوف بڑے ذہین اور تیز آدمی ہیں۔ ایشیائے کوچک میں سیاحت کرنے کے دوران میں وہ ایک کسان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ ایک نہایت عمدہ کا درخت کاٹ دیا کیونکہ نہایت متاثر ہوئے کسان مذکور درخت کا محصول نہیں ادا کر سکتا تھا۔ ... درخت کو کاٹ ڈالا اور اسطرح ہمیشہ کیلئے محتاج ہوگیا۔ جب سیاحت سے قسطنطنیہ واپس آئے تو ... کرکے تمام افسوسناک واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اس مرغی کو جو سونے کے انڈے دیتی ہو مار ڈالنا سخت بیوقوفی ہے۔ ... سلطان عبد الحمید نے اُن کی گفتگو کو کمال ہمدردی اور غور سے سنکر صاحب موصوف کا ... جو عائد ہوتا ہے محصول کا ذمہ وار تھا موقوف کر دیا مگر ساتھ ہی بڑی حسرت سے ... کہ سلطنت کے کل حصوں پر نگرانی رکھنا ناممکن امر ہے۔ اسکے بعد حضور ممدوح نے مسٹر ہوبٹ کو ایسی دلسوزی ... دیکھکر صاحب موصوف پر بڑا گہرا اثر پڑا تاکید فرمائی کہ جہاں کہیں کوئی ایسی بات دیکھیں یا سنیں جس کا جاننا سلطان المعظم کیلئے ضروری ہو تو وہ فوراً اُنکو تحریر کر دیا کریں۔ مسٹر ہوبٹ نے اس اجازت سے فائدہ اُٹھایا اور جب بہ فراغ جمعیت ہوا تو بہتیرے اُنکو سلطان کیلئے آنکھ اور کان بننے کا موقعہ کھو دینے پر کسی قدر لعن طعن کیا۔ بہرحال مسٹر ہوبٹ اس بات کا پورا قائل تھا کہ سلطان المعظم بھلائی اُنکی سچے دل سے کوشش کرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اُنکو بیشمار مجبوریوں اور پارٹیوں کے مقابلہ میں کام کرنا پڑتا ہے۔

دہقانوں کا افلاس

[۱] ... اور سرکاری قرضہ کی شرح وغیرہ کے لحاظ سے تو سلطنت کی مالی حالت بیشک بہت درست ہو گئی ہے مگر یہ اندیشہ کرنیکی وجہ پائی جاتی ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی ساکھ کی درستی غالباً محاصل کو ایسی سختی سے تجویز و وصول کرنیکی طفیل ظہور میں آئی ہے کہ اُسنے دہقانوں کی خوشحالی کے وسائل کو مسدود کر دیا ہے۔ انتظام قومی قرضہ کی انٹرنیشنل کمیشن کی انگریزی ممبر مسٹر کیلرڈ نے ۱۸۹۰؁ء کی ہر رپورٹ کی نہایت صحیح تصویر حالات یاس بخش نظر آتی جاتی ہے۔

---

[۱] خطوط وحدانی کی یہ عبارت اصل مضمون میں مفہوم ہے۔ مسٹر کیلرڈ کی رپورٹ بابت ۱۸۹۰؁ء کا اقتباس درج کرنے سے مسٹر سیڈ کا یہ منشا ہے کہ جب ۱۸۸۹؁ء ہی میں ایسی حالت بدتر ہو گئی تھی تو اب بھی زیادہ خراب ہو گئی ہو گی مگر ہم اُنکو اطمینان دلاتے ہیں کہ بفرض محال ۱۸۸۹؁ء میں اگر دہقانوں کی حالت خراب ہی تھی تو اب یقیناً وہ کیفیت نہیں ہے اور اُنکی حالت نہایت اطمینان بخش ہے اگر اُنہیں ہماری بات کا اعتبار نہ ہو تو اسی مسٹر کیلرڈ صاحب کی رپورٹ ملاحظہ بابت سنین گذشتہ (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

اب پانچ چھ برس بعد عدم امن و جماعت اور کیسی ابتر حالت ہوگی۔ یہ صاحب صوف اپنی رپورٹ میں حسب ذیل لکھتے ہیں:

"وہ ملک کے اندرونی حصص میں کاشتکار لوگ اپنی ضروریات کو جہاں تک ممکن ہو محدود کر کے سادہ معاشرت میں بسر کرتے ہیں اور اس امر کے ثبوت میں بہت علامات موجود ہیں۔ وہاں بجائے اپنی عادت کے [illegible] جیسے زیور وغیرہ [illegible] مثلاً چیزیں [illegible] حال کاشتکار [illegible] کا بیگھہ بھی بمعروف نظر آتے تھے اب ضروری اشیاء جات و تنگی پر [illegible] [illegible] اب ان کا نام و نشان نہیں رہ گیا۔ انکی جا پر یہ نئی چیزیں دلی کپڑا اور اگر سال کی تعداد خوشحال ہے تو لوہے کے برتن نظر آ جاتے ہیں اور سب سے بڑا خرچ انکی مستورات کی پوشاک ہے وہ چھینٹ وغیرہ اور ململ کے لباس پہنتی ہیں۔ اب یہ سامان پرچون کی دکانوں سے بہت کم بلکہ خریدنے کی بجائے بطور معاوضہ حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کی قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ بلکہ عام طور پر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اشیاء کا مبادلہ کیا جاتا ہے اگر کسی جگہ ترقی ہوئی ہے تو ان لوگ نقد روپیہ دیکر بہت کم سودا خریدتے ہیں جو کچھ تھوڑی بہت اُن کے پاس آمدنی ہوتی ہے وہ محصول کے ادا کرنے میں نکل جاتی ہے اسی لئے زیادہ تر خرید و فروخت بذریعہ مبادلہ اشیاء ہوتا ہے۔ افلاس کی ایک بہت بڑی علامت ڈاکہ زنی کی کثرت ہے جو آجکل بہت زوروں پر ہے ڈاکوؤں کے نئے گروہ پیدا ہو رہے ہیں اور اندرون ملک سے روزانہ کسی نہ کسی ڈاکہ زنی کی خبر موصول ہوتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ اشد تلاش میں مفلس ہو جاتے ہیں اور فاقہ کا مہیب دیو جن کے سامنے نمودار ہو جاتا ہے۔ وہ اپنا پیٹ پالنے کیلئے قزاقی و رہزنی اختیار کر لیتے ہیں +

سلطان کا تمول

مگر جوں جوں دہقان مفلس ہوتے جاتے ہیں توں توں سلطان المعظم دولت مند ہوتے جاتے ہیں انہوں نے جسطرح بن پڑا بڑی بڑی وسیع اور بیش بہا املاک حاصل کرتے ہیں۔ ایک امریکن مبصر اپنا قدیم

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) ملاحظہ فرمالیویں۔ یہ رپورٹیں اُنکی ۱۸۹۹ء والی رپورٹ سے بالکل برعکس کیفیت ظاہر کرتی ہیں۔ ناظرین چند ایک رپورٹوں کا خلاصہ واقعات وہ میں مطالعہ کر سکتے ہیں البتہ ہندوستان کے کاشتکاروں کی نسبت مسٹر رشید صاحب اگر یہ تحریر فرماتے تو جبکہ ہم تسلیم کر لیتے ترک بیچاروں کا سفید نام بدنام ہے حملہ رعایا پر انگریزی گورنمنٹ کے زمانہ جو کاشتکار آباد ہیں اُنکی نسبت ہمیشہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ وہ ذات کی محنت و مشقت سے اگر کسی نے اپنی ہوی کے لئے دو چار روپیہ کی ڈنڈی بالی گھڑائی ہو یا دو چار سی برتن خرید کئے ہوں تو وصولی معاملہ کیوقت وہ بالفعل زمین بیع ہو کر بنیا کی دوکان پر پہنچ جاتے ہیں افلاس کی دوسری علامت یعنی چوری ڈاکہ زنی کی بھی ابتدا ہندوستان میں کہیں نہیں گئی اور ابھی سے دیکھنے میں ظاہر کیا +

جس نے چند برس بغداد و شام میں رہائش رکھی حسب ذیل لکھتا ہے :-

"صوبہ بغداد کی نصف اراضیات سلطان المعظم کے ہاتھوں میں چلی گئی ہیں انہوں نے کل وادی یردان[1] خرید کر اپنے تصرف میں کر لی ہے اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ یہ مذکورہ شاہی خزانہ کو زائد محاصل ادا کرنے کے بار سے سبکدوش ہو گیا ہے کیونکہ سلطانی اراضیات اور ٹیکے کاشتکار محصول سے بری الذمہ ہوتے ہیں"

فصل پنجم

سلطان المعظم کی پرائیویٹ زندگی

یہ کسی شخص کو ٹھیک طور پر معلوم نہیں کہ سلطان المعظم اپنی زندگی کس طرح بسر کرتے ہیں تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک شخص اعلیحضرت سے ملاقات کرنے کے لئے یلدز محل میں گیا تھا اُسنے تین پاشاؤں سے دریافت کیا تھا کہ اعلیحضرت اپنا دن کس طرح کاٹتے ہیں۔ مگر تینوں نے ایک دوسرے سے مختلف جواب دیا۔ یہ تینوں پاشا ایسے تھے کہ ہر ایک کی نسبت یہ یقین ہوتا تھا کہ وہ بحیثیت اپنے عہدہ و منصب کے اصل حقیقت سے ضرور واقف ہونگے۔ جو کچھ معلوم ہے وہ اسیقدر ہے کہ اعلیحضرت یلدز کوشک میں جہاں دوسری محلات کی نسبت زیادہ تنہائی میسر ہوتی ہے نہایت ہی سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں

لیڈی فرانسیس ایلیٹ نے اپنی کتاب "سفرنامہ قسطنطنیہ"[2] میں اعلیحضرت کی روزانہ اوقات بسری کا حال لکھا ہے اس سے بڑھکر محقق اور درست بیان غالباً یورپ کی کسی مطبوعہ کتاب میں نہ ملے گا وہ حسب ذیل تحریر کرتی ہیں :-

یلدز کوشک

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید ایک نازک مزاج آدمی ہیں اپنی چچا کی دماغ بگڑ جانے کے وقت سے انہوں نے یلدز کوشک

---

[1] دریائے یردان شام کا مشہور دریا ہے جو صوبہ دمشق سے گذرتا ہے فلسطین کی شرقی حد ہے اسکا طول ۲۰۰ میل ہے یہ جبل شیخ سے جسکا پورا نام ہرمون ہے نکلکر قصبہ فلپی کے پاس سے گزرتا ہوا ایک چھوٹی سی جھیل بناتا ہے پھر اس سے نکلکر جھیل طبریس میں گرتا ہے اور وہاں سے جنوب کی طرف گزر کر جھیل مردار میں جا گرتا ہے اسکی وادی تمام فلسطین میں نہایت زرخیز اور بارآور مشہور ہے" مترجم

[2] انگریزی نام کتاب کا ڈائری آف آئیڈل وومین ان کونسٹنٹی نوپل Diary of idlewoman in Cons-tantinople ہے جسکا لفظی ترجمہ ایک بیکار

کے چھوڑنے سے بل سے رہائش تبدیل کرنیکو پسند نہیں کیا۔ یہ محل شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر باسفورس کے یورپی ساحل پر پہاڑیوں کے سلسلہ پر واقع ہے یلدز کا راستہ محض پیرا کی ٹیڑھی اور تنگ گلیوں سے گذر کر ایسے علاقہ میں پہنچتا ہے جسے شہری علاقہ کی نسبت دیہاتی علاقہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ پھر پہاڑی پر نظر ڈالتے ہی فوراً سبز اونچے درختوں کے بعد ایک محل نما کوشک کا نقشہ جو چھوٹا سا اور موجودہ طرز عمارت ہے شاہی درختوں کے سیاہ جھنڈوں کے حلقہ کے اوپر اٹھتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہی یلدز کوشک ہے۔ جہاں امیر المومنین رہتے ہیں یہ محل ہرگز نہیں ہے بلکہ ابتداً موسم گرما کے رہنے کا بنگلہ تھا۔ مکان کے گرد جس قدر درخت باغ میں موجود ہیں بہت وسیع ہے گھاس کے تختے سب دلکش ہیں اور اس باغ میں اور بھی بنگلے بنے ہوئے ہیں جن پر بھی درختوں کے جھنڈ سایہ کئے ہوئے ہیں۔ جھنڈ پہاڑی کے دامن تک اور باسفورس گھاٹ تک چلے گئے ہیں یہاں سمندر کی پورپ دیکھئے سب طرف نہایت عجیب و غریب نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ باسفورس جس کا نہایت ہی نیلا پانی آسمان کی نیلاہٹ کو مات کرتا ہے اور جس کے دونوں کنارے پر سفید سفید محلوں کی قطاریں دور تک چلی گئی ہیں بالکل قریب ہے اور سنہری کشتیاں اور بادبانی جہاز ہر لحظہ آتے جاتے گذرتے رہتے ہیں۔"

"اعلیٰ حضرت کی روزانہ اوقات بسری"

"محمد ثانی کے تخت پر کوئی ایسا سلطان جلوہ افروز نہیں ہوا جو پرائیویٹ لائف میں حضور ممدوح سے زیادہ پاک صاف ہو یا جسکو اُن سے بڑھکر عام ہمدرد طبیعت اور نیکدلی عطا کی گئی ہو معصوم متینوں کو قتل کردینے کی مکروہ عیب رسم انکے عہد حکومت میں بند ہو گئی ہے۔ اپنے حرم کے لوازمات و اخراجات میں وہ نہایت ہی محتاط و میانہ رو ہیں۔ یورپ کی طرح سلطان المعظم بھی تنہا کھانا تناول فرماتے ہیں عموماً وہ اُن دریچوں کے قریب بیٹھکر جو باسفورس کے رخ پر ہوتے ہیں کھانا کھاتے ہیں مگر بعض خاص موقعوں وہ شریک مجلس ہو جاتے ہیں اور اُن موقعوں پر شاہی مہمانوں سفراء اور اُن کی لیڈیوں کے ساتھ نہایت ہی شایستہ اور خوش اخلاقی اور تواضع سے پیش آتے ہیں اور کھانے کی میز پر تمام یورپی اغذیہ و اطعمہ موجود ہوتے ہیں۔ حضور ممدوح بالعادت صرف پانی پیتے ہیں۔ جو خاص احتیاطوں کے ساتھ صبوں میں بھر کر محل میں لایا جاتا ہے۔ اُن کی خوراک بہت ہی سادہ ہوتی ہے اور اُس میں زیادہ تر بقولات اور ترکاریاں ہوتی ہیں۔ وہ نقرئی دیگچیوں میں جو سربمہر ہوتی ہیں اور انکے سامنے میز پر پہنچ جاتی ہیں کھانا کھاتے ہیں بجز انکے کوئی شخص محنت نہیں کرتا۔ وہ بہت تھوڑے گھنٹے سوتے ہیں اور بعض اوقات قلم ہاتھ میں لئے ہر ایک کاغذ پر جنہیں ملک کے نہایت ادنیٰ ملازم سے لیکر گورنر کی تقرری تک کے کاغذ ہوتے ہیں۔ بذات خاص دستخط کرنے ہی میں ساری رات گذار دیتے ہیں

"صبح سے شام تک کیا کرتے ہیں"

"اکثر مشرقی لوگوں کی طرح اعلیحضرت سویرے جاگتے ہیں وہ بڑے پکے اور عابد و زاہد مسلمان ہیں۔ وضو اور نماز کے بعد جو غالباً مذہب... وہ ہر فرد پر فرض ہے قہوہ کی ایک پیالی پیتے ہیں اور پھر سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں جنہیں وہ ایک ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں۔ دس بجے صبح کو وہ وزرا کی رپورٹیں سنتے ہیں اور ان تمام کاغذات پر دستخط کرتے ہیں۔ بارہ بجے تک کام کرتے ہیں پھر کھانا تناول فرماتے ہیں جسکے بعد وہ محل کے رمنہ میں دو گھنٹے تک یا تو گاڑی میں ہوا خوری کرتے ہیں یا سنہری گلٹ کی ہوئی کشتی میں جھیل پر جو رمنہ مذکور میں ہے سیر کرتے ہیں۔ وہ سوائے اُس وقت کے کہ جب کہ جمعہ پڑھنے جانا ہو کبھی محل یلدز کے احاطہ سے باہر نہیں جاتے۔ سیر یا ہوا خوری کے بعد وہ پھر محل میں داخل ہو جاتے ہیں اور کونسل آف سٹیٹ کی میر مجلسی کرتے ہیں یا سفرا ممالک غیر سے ملاقات فرماتے ہیں۔ رات کا کھانا وہ شام کے وقت تناول فرماتے ہیں۔ اس وقت ترکوں کا مشہور کھانا پلاؤ۔ نورنیات اور بر قدر شربت سلطانی میز پر چنے جاتے ہیں اسکے بعد وہ سلامتی کی ملاقات کا کمرہ میں تشریف لاتے ہیں اور وہاں عثمان غازی اور ایسے ہی دوسرے پاشاؤں اور جرنیلوں کو شرف قدمبوسی سے ممتاز فرماتے ہیں یا کھانے سے فراغت پاکر بالعموم حرم سرا میں چلے جاتے ہیں اور شام کے گھنٹے اپنے حرم محترم۔ بال بچوں اور والدہ کی صحبت میں صرف کرتے ہیں موسیقی سے انکو بہت انس ہے اور بعض اوقات خود بھی پیانو بجاتے ہیں +

یہ وہ ٹھیٹھ ترک اور عثمانی ہیں۔ انکو کامل یقین ہے کہ انکے سپاہی دنیا میں سب سے اچھے سپاہی ہیں اور وہ نہایت ہی متحمل اور فوجی قواعد کی ویسے ہی متابعت کرتے ہیں۔ اعلیحضرت دھیمی آواز میں نہایت آہستگی اور صفائی سے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں مگر کبھی کبھی قوت بیانیہ کو موجزن ہونے دیتے ہیں فصاحت کا دریا اُمڈ آتا ہے۔ درویشوں اور علماء کے معروضات بڑے غور سے سنتے ہیں اور انکے بڑے حامی ہیں یہ لوگ فی الفور شرف باریابی حاصل کر لیتے ہیں اور امیر المومنین کی داد و دہش سے مالا مال ہو جاتے ہیں وہ بڑے فیاض ہیں جو انکی جانفشانی سے خدمت کرتے ہیں انہیں انعام و اکرام عطا کر کر نہایت خوش ہوتے ہیں۔ یوروپین لیڈیوں کو جو تحفہ تحائف مرحمت فرماتے ہیں وہ خاصکر بہت ہی قیمتی اور انکے جواہرات اور موتی نہایت بیش قیمت اور آبدار ہوتے ہیں اعلیحضرت کے پاس جواہرات اور موتیوں کا لاانتہا خزانہ ہے اور اُن سے قالب محلسرا میں الماریوں پر الماریاں بھری پڑی ہیں"+

نی نا تا سلطان کے پاس کوئی ایسا بیڑہ نہیں ہے جو بیڑے کے نام سے پکارے جانے کے قابل ہو اور جب بیڑہ نہیں تو کوئی بھی چیز نہیں کیونکہ بحری طاقت ہمیشہ سے سلطنت روما کی بنیاد رہی ہے اور جب ترکی سلطان و خاقان البحرین نہ رہا تو وہ مشرق کا شہنشاہ بھی زیادہ عرصہ کے لئے نہیں رہے گا ✦

کل کاروبار کا ایک ہی شخص کی ذات پر محدود ہونے سے نظام میں ابتری

دوسرا بڑا نقص اعلیٰ عہدہ کا یہ ہے کہ کل سلطنت کے ہر ایک طرح کے کام کا یکجا جمع ہونے سے انتظام میں ابتری ہی پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہر ایک کام کو بذات خود اپنے ہاتھ سے ادا کرتے ہیں جس سے کام کبھی ختم نہیں ہونے پاتے ہر وقت کام کا ایک انبار لگا ہوا انکے سامنے پڑا رہتا ہے۔ ہمارے محکمہ بحری کے لارڈ صاحبان کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ سارا دن کاغذوں پر دستخط کرنے میں اسقدر مصروف رہتے ہیں کہ انکو خود بیڑہ جہازات کیطرف خیال کرنیکے لئے ذرا فرصت ہی نہیں۔ ٹھیک یہی کیفیت سلطان المعظم کی ہے۔ مسٹر اسکیفیور لکھتے ہیں کہ نظم و انتظام حکومت کا کوئی ایسا کام نہیں کہ خواہ وہ کیسا ہی معمولی اور چھوٹا کیوں نہ ہو جو انکی منظوری اور دستخط کے لئے سلطان المعظم کے روبرو پیش نہ ہوتا ہو۔ انگریزی سفیر نے بطور مثال مجھ سے ذکر کیا کہ وہ اپنی دخانی کشتی کو خود اپنے خرچ پر ترکی ڈاک یارڈ (وہ مقام جہاں جہازوں کی مرمت ہوتی ہے) میں مرمت نہ کرا سکے جب تک یہ معاملہ سلطان المعظم کے روبرو پیش ہو کر انسے منظوری حاصل نہ ہو گئی۔ ایک اور سابق سفیر کا بیان ہے کہ جب وہ سلطان المعظم سے محل سلطانی میں ملنے گیا تو اعلیٰ حضرت نے کام کی زیادتی کی شکایت کی۔ اور کاغذات کے ایک انبار کیطرف اشارہ کیا جو انکی میز پر رکھا ہوا تھا۔ ان سب کاغذات کی نسبت انکا فیصلہ طلب تھا۔ سفیر نے کاغذات کیطرف دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے کاغذ میں وہ قواعد و ضوابط مندرج تھے جو محل شاہی کے کسی نئے قہوہ خانہ کے لئے تجویز کئے گئے تھے ✦

اس کثرت و اجتماع کا یہ نتیجہ ہے کہ کام کوئی نہیں نکلتا۔ ٹھیک وقت پر کوئی کام پیش نہیں ہو سکتا اور ہر ایک چیز بے طور بے وقت ہو جاتی ہے۔

موجودہ تہذیب سلطان المعظم کیلئے بڑی ٹیڑھی اور پیچیدہ چیز ہے

یہ معلوم کرنا آسان بات ہے کہ یہ طریقہ اجتماع کاروبار سلطنت پیدا کس طرح ہوا اور یہ معلوم کر لینا اور بھی آسان ہے کہ اس طریقہ کو چلانا کسطرح چاہئے۔ سلطان المعظم کو فقط اپنے آپ پر بھروسہ ہے اور ہر ایک کام کو

بذات خود ہی کرینگے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کام کے لئے خدا نے بجز انکے کسی اور کو نہیں بنایا۔ بلکہ انہی کو منتخب کیا ہے اسلئے یہ ضروری ہوا کہ وہی ہر ایک چیز کا فیصلہ کریں اور وہی ہر ایک چیز پر دستخط کریں۔ گویا وہ قادر مطلق سے کیا ہی مانتے ہیں کہ ان کو بھی اپنے اختیارات دوسروں کو سپرد کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ یہ بات اسوقت تو ممکن تھی۔ جبکہ سلطانوں کو اپنے مفتوحہ ممالک کی حکومت سے بہت تھوڑا تعلق ہوتا تھا۔ یا مطلقاً ہوتا ہی نہیں تھا۔ ابتدائی سلاطین عثمانیہ کے بہت ہی سادے زمانہ میں انکی معاملات میں چنداں تردد نہیں کیا جاتا تھا۔ قاضی کھجور کے درختوں کے تلے مسند عدالت بچھا کر عدالت و انصاف کیا کرتے تھے اور سلطان اپنے سپاہیوں کے درمیان خیموں میں رہا کرتے اور سپہ سالاری کا کام کرتے تھے۔ بایں ہمہ بلحاظ رسم و انتظامی معاملات کے اُس زمانہ میں ذخیرہ جزئیات و کلیات سے سروکار نہ تھا۔ جو آجکل اعلیٰ حضرت کے لئے وبال جان ہو رہا ہے۔ مراد اول کو قہوہ خانوں کے قواعد و ضوابط خود مقرر کرنیسے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ تہذیب نے عثمانیوں کی سیدھی سادی طرز زندگی میں بیشمار صعوبات پیدا کر دی ہیں۔ سلطان المعظم اس پیچ در پیچ تہذیب کے بکھیڑوں کو تن تنہا نپٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ اس سے ایسے ہی عاجز ہیں جیسے کہ قیصر جولیس کا نوشتہ بردار ہوتا۔ اگر اُسے اچانک یہ حکم دیا جاتا کہ انگلستان کی سب سے بڑی لائین۔ لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر جو اسباب وغیرہ ڈھویا جاتا ہے اُسے وہ بیل گاڑیوں سے منزل مقصود تک پہنچا دے +

انگلستان میں بھی ایک عبدالحمید موجود ہے

مگر ہم انگریز لوگ بیچارے ظل اللہ پر جو محل یلدز کوشک میں بیٹھا بلا ناغہ ہر روز نہایت مستعدی سے مشقت ہائے بے پایاں میں مصروف ہے ہم ذرا بھی اعتراض نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے ہوس آف کامنز دارالعوام کو دیکھیں کہ وہ کیا چیز ہے اور اُس کا کیا حال ہے؟ کام کے بقایوں میں وہ دبا ہوا ہے۔ قدم قدم پر اُسکی مزاحمت ہوتی ہے۔ اور کام کو ختم کرنے میں وہ نہایت ہی عاجز اور لاچار ہے۔ پس وہ گویا برٹش عبدالحمید ہے (یعنی انگلستان کا عبدالحمید ہے) جو مختلف بیحد کاروبار سے لدے ہوئے مختلف صیغوں اور محکموں کا ایک نہایت ہی بھدا انبار اور تودہ ہے وہ کام چلانے سے عاجز ہونے میں عثمانی عبدالحمید سے کم نہیں بلکہ زیادہ کیونکہ اُس میں بجائے ایک کے چھ سو ستر دماغ (ممبران پارلیمنٹ) کام کرتے اور اُسکے منتظم ہیں۔ ہمارا ہوس آف کامنز بھی ٹھیک سلطان المعظم کیطرح اپنے اختیارات کی کمی کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ کام کو تقسیم کرنے سے قطعی انکاری ہے اور پرانے طریقوں پر بڑی ضد اور اصرار سے قائم ہے +

دی گرینڈ اولڈ مین (یعنی مسٹر گلیڈسٹون) اور سلطان المعظم

سلطان المعظم کا دوسرا سبب بھی ایسا نہیں ہے کہ انگلستان میں اس کی نظیر موجود نہ ہو ہمارے ہر وقت اسوقت ... عقلمند ... میں ہے اور دونوں قریباً یکساں ہیں۔ دی گرینڈ اولڈ مین جو ایک وقت امیر مومنین کی طرح ہر وقت اپنا سایہ ... الامور ... اور ایک سایہ کی حیثیت ہوتی تھی ... اقتدار ... کر سکتا ... اپنی پارٹی کا ... حیثیت ہو جاتے ... تھی ... کیمبرج ... چھے ... گلیڈسٹون اپنے ساتھ ... مسٹر گلیڈسٹون کو یہ بات اپنی ... پولیٹیکل فراست اور ... تجربہ ... فوقیت کی وجہ سے حاصل ہوتی اور اعلیٰ حضرت میں ... ملت اور ... جیسے بادشاہ میں طبعی طور پر موجود ہو جاتی ہے جیسا ... بادشاہ کے وزراء کی ... تخت و تاج ... ہو خیر ... بہر حال یکساں ... اپنے سیاسی ... نہیں کرتے ... مدبرین و مشیر کام نہیں کرتے یعنی کہ ان کے وزراء وغیرہ اپنی تدبیر ... کو کام ... نہیں ... صرف بندہ حکم ہیں بلکہ وہ لوگ صرف ایک رضی ... جن کو وہ تھوڑی دیر کے لئے استعمال ... کر ایک طرف کو پھینک دیتے ہیں

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک واحد شخص ایک سلطنت کا انتظام کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ فقط سلطنت ہی اسکے سپرد کی ... لیکن شہنشاہ ہونے کے ساتھ ہی اگر وہ شخص واحد خود ہی باورچی خود ہی اردلی اور خود ہی خانساماں بننے پر اصرار کرے تو ظاہر ہے کہ کل آخر کار ایک دن ٹوٹ ہی جائیگی۔

اعلیٰ حضرت سے مسٹر ہیوٹ کی ملاقات

یہ تو ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت جو چاہتے سو کر سکیں۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کو سب چیزوں کا علم بھی ہو ...

---

* مسٹر ... نے ہامنی کا ... استعمال کیا ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ۱۸۹۴ء سے پولیٹیکل لائف ... انتظامی امور سلطنت سے بالکل علیحدہ ہو کر خانہ نشین ہو گئے ہیں اسکو ... بھی کبھی ... آجاتا ہے مگر امید نہیں کہ پھر پالیٹکس میں قدم رکھیں ... علیحدہ ہو جانے سے لبرل فریق بے سردار ہو گیا ہے اور ... کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مسٹر گلیڈسٹون کا قابل جانشین کہلا سکے وجہ یہی ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ایک ایسا ... تھے جنکے سامنے کوئی چراغ نہیں ٹھہر سکتا تھا ان کے ہم صفیروں پر ... ان کی موجودگی میں ایسا ... کہ ... آسانی ... پا سکتا

ناممکن ہے کہ یہ انکو شام میں بیٹھے ہوئے کچھ [illegible] بعیدہ میں گذر رہا ہے اُس سب کا انکو علم ہے مسٹر ہبوٹ [illegible] سابق [illegible] نے مجھے ایک نہایت ہی دلچسپ گفتگو سنائی جو بمقام قسطنطنیہ ایک دفعہ انکی اعلیٰحضرت کے ساتھ ہوئی [illegible] مسٹر موصوف [illegible] ایشیائے کوچک [illegible] کرنے کے دوران میں وہ ایک گاؤں کو پہنچے [illegible] درخت کاٹ [illegible] نہایت متاثر ہوئے [illegible] مذکور درخت کا محصول نہیں [illegible] قسطنطنیہ واپس [illegible] سلطان عبد الحمید [illegible] گفتگو [illegible] ہمدردی [illegible] موصوف کا [illegible] مذکور [illegible] محاصل کا [illegible] موقوف کر دیا مگر ساتھ ہی [illegible] حسرت سے ارشاد فرمایا [illegible] ممدوح نے مسٹر ہبوٹ کو [illegible] کہ جہاں کہیں [illegible] کوئی ایسی بات دیکھیں [illegible] سلطان معظم [illegible] تو وہ فوراً انکو تحریر [illegible] مسٹر ہبوٹ نے اس اجازت سے فائدہ [illegible] موقعہ [illegible] پر کسی قدر [illegible] طعن کیا ۔ بہر حال مسٹر ہبوٹ [illegible] اتفاق تھا کہ سلطان المعظم بھلائی کیلئے [illegible] دل سے کوشش کرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ انکو بے شمار مجبوریوں اور [illegible] پارٹیوں کے مقابلہ میں کام کرنا پڑتا ہے ۔

دہقانوں کا افلاس

ٹیکس اکسچینجوں اور سرکاری قرضہ کی شرح وغیرہ کے لحاظ سے تو سلطنت کی مالی حالت بیشک بہت درست ہوگئی ہے مگر یہ اندیشہ کرنیکی وجہ پائی جاتی ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی ساکھ کی درستی غالباً محاصل کو ایسی سختی سے تجویز و وصول کرنیکے طفیل ظہور میں آئی ہے کہ اُس نے دہقانوں کی خوشحالی کے وسائل کو مسدود کر دیا ہے انتظام قومی قرضہ کی انٹرنیشنل کمیشن کی انگریزی ممبر مسٹر کیلرڈ نے ۱۸۹۰ء کی [illegible] رپورٹ کی تھی کہ صوبجات میں صورت حالات مایوسی بخش ہوتی جاتی ہے[1]

[1] خطوط وحدانی کی یہ عبارت اصل مضمون میں مفہوم ہے ۔ مسٹر کیلرڈ کی رپورٹ بابت ۱۸۹۰ء کا اقتباس درج کرنیسے مسٹر سٹیڈ کا یہ منشا ہے کہ جب ۱۸۹۰ء ہی میں ایسی حالت بدتر ہوگئی تھی تو اب بھی زیادہ خراب ہوگئی ہوگی مگر ہم انکو اطمینان دلاتے ہیں کہ بفرض محال ۱۸۹۰ء میں اگر دہقانوں کی حالت خراب ہی تھی تو اب یقیناً وہ کیفیت نہیں ہے اور انکی حالت نہایت اطمینان بخش ہے اگر انہیں ہماری بات کا اعتبار نہ ہو تو مسٹر کیلرڈ صاحب کی رپورٹ ملاحظہ بابت سنین گذشتہ (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر دیکھو)

اب پانچ چھ برس بعد خدا معلوم حالت اور کیسی ابتر ہو گئی ہو گی صاحب موصوف اپنی رپورٹ میں حسب ذیل لکھتے ہیں:-

"ملک کے اندرونی حصہ [illegible] کاشتکار لوگ [illegible] اپنی ضروریات کو جہاں تک ممکن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] استطاعت نہیں [illegible]

[illegible] نقد روپیہ [illegible]

ادا کرنے میں چلی جاتی ہے [illegible] افلاس [illegible]

ڈاکہ زنی کی کثرت ہے جو آجکل بہت زوروں پر ہے [illegible] پیدا ہو رہے ہیں اور اندرون ملک

[illegible] ڈاکہ زنی کی خبر موصول ہوتی [illegible] ہے کہ جو لوگ [illegible]

ہو جاتے ہیں اور فاقہ کا مہیب دیو جن کے سامنے نمودار ہو جاتا ہے وہ پیٹ پالنے کیلئے [illegible]

اختیار کر لیتے ہیں"

سلطان کا تموّل

مگر جوں جوں دہقان مفلس ہوتے جاتے ہیں توں توں سلطان معظم دولت مند ہوتے جاتے ہیں انہوں نے جابجا بڑی بڑی وسیع اور بیش بہا املاک حاصل کر لی ہیں۔ ایک امریکن مبصر ایشیائے قدیم

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) ملاحظہ فرمائیے۔ یہ رپورٹیں انکی ۱۸۹۰ء والی رپورٹ سے بالکل برعکس کیفیت ظاہر کرتی ہیں ناظرین چند ایک رپورٹوں کا خلاصہ واقعات ہند میں مطالعہ کر سکتے ہیں البتہ ہندوستان کی کاشتکاروں کی نسبت مسٹر [illegible] صاحب گرچہ تحریر فرماتے تو جبکہ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ [illegible] نام [illegible] رعایا پر انگریزی گورنمنٹ کے زیر سایہ [illegible] آباد ہیں انکی نسبت ہمیشہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کروڑوں کی محنت و مشقت سے اگر کسی نے اپنی بیوی کیلئے دو چار روپیہ کی ڈنڈی بالی گھڑا لی ہو یا دو چار مٹی برتن خرید لئے ہوں تو وصولی معاملہ کیوقت

جس نے چند برس بغداد اور شام میں رہائش رکھی حسب ذیل لکھتا ہے :-

"صوبہ بغداد کی نصف زراعت سلطان المعظم کے ہاتھ میں چلی گئی ہے انہوں نے کل وادی یردان[1] خرید کر اپنے تصرف میں لے لی ہے اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ صوبہ مذکور شاہی خزانہ کو زاید محاصل ادا کرنے کے بار سے سبکدوش ہو گیا ہے کیونکہ سلطانی جائیدادیں ادر انکے کاشتکار محصول سے بری الذمہ ہوتے ہیں"

فصل پنجم

سلطان المعظم کی پرائیویٹ زندگی

کسی شخص کو ٹھیک طور پر معلوم نہیں کہ سلطان المعظم اپنی زندگی کس طرح بسر کرتے ہیں تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک شخص اعلیحضرت سے ملاقات کرنے کے لئے یلدز محل میں گیا تھا اُس نے تین پاشاؤں سے دریافت کیا تھا کہ اعلیحضرت اپنا دن کس طرح کاٹتے ہیں۔ مگر تینوں نے ایک دوسرے سے مختلف جواب دیا۔ تینوں پاشا ایسے تھے کہ ہر ایک کی نسبت یہ یقین ہوتا تھا کہ وہ بحیثیت اپنے عہدہ و منصب کے اصل حقیقت سے ضرور واقف ہونگے۔ جو کچھ معلوم ہے وہ اسیقدر ہے کہ اعلیحضرت یلدز کوشک میں جہاں دوسری محلات کی نسبت زیادہ تنہائی میسر ہوتی ہے نہایت ہی سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں

لیڈی فرانسیس ایلیٹ نے اپنی کتاب "سفرنامہ قسطنطنیہ[2]" میں اعلیحضرت کی روزانہ اوقات بسری کا حال لکھا ہے اس سے بڑھکر محقق اور درست بیان غالباً یورپ کی کسی مطبوعہ کتاب میں نہ ملے گا وہ حسب ذیل تحریر کرتی ہیں۔-

یلدز کوشک

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید ایک نازک مزاج آدمی ہیں اپنے چچا کی درد انگیز موت کے وقت سے انہوں نے یلدز کوشک

---

[1] دریائے یردان شام کا مشہور دریا ہے جو صوبہ دمشق سے گذرتا ہے فلسطین میں کی شرقی سرحد ہے اسکا طول ۲۰۰ میل ہے یہ جبل شیخ سے جسکا پورا نام ہرمون ہے نکلکر قصبہ فلپی کے پاس سے گزرتا ہوا ایک چھوٹی سی جھیل میں جو حولہ بنتا ہے پھر اس سے نکلکر جھیل طبریہ میں گرتا ہے اور وہاں سے جنوب کیطرف گذر کر جھیل مردار میں جا گرتا ہے اسکی وادی تمام شام میں نہایت زرخیز اور بار آور مشہور ہے" مترجم

[2] انگریزی نام کتاب کا ڈائری آف آئیڈل ڈومین ان کونسٹینٹی نوپل ہے Diary of idle woman in Constantinople جسکا لفظی ترجمہ ایک کاہل

[illegible]

کے چھوٹے چھوٹے سے مکان سے سادگی تبدیل کرنیکو پسند نہیں کیا۔ یہ محل شہرت قریباً تین سو ایکڑ زمین پر باسفورس کے یورپی کنارے پر پہاڑیوں کے سلسلہ پر واقع ہے اور یلدز کا ... محل پہاڑ کی چوٹی اور سبزہ زاروں سے آراستہ ایسے علاقہ میں ہے نہایت جنکے شہر کی علامات کی نسبت دیہاتی علاقہ کی زیادہ شان ہے۔ پھر پہاڑیوں پر ... درخت ... محل کا ... کا نقشہ ... اور موجودہ ... درختوں کے ... کے حلقہ ... نظر ... یلدز کو ... جہاں امیر المومنین رہتے ہیں ... محل نہیں ہے بلکہ ... کا بنگلہ تھا۔ اسکا ... درخت ... بہت ... عجیب ... ہیں ... درختوں کے ... باسفورس کے ... سمندر ... طرف نہایت ... باسفورس ... نہایت ہی نیلا نیلا آسمان کی ... اور ... سفید سفید ... سبز کشتیاں اور ... نظر آتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت کی روزانہ اوقات بسری"

"محمد ثانی کے تخت پر کوئی ایسا سلطان جلوہ افروز نہیں ہوا جو پرائیویٹ طریقہ میں حضور ممدوح سے زیادہ پاک صاف ہو۔ سلطان موصوف کو ہر ایک عام ہمدرد طبیعت اور نیکدلی عطا کی گئی ہو حصہ منہیوں کو قتل کر دینے کی مکروہ و عیب رسم انکے عہد حکومت میں بند ہوگئی ہے۔ اپنے حرم کے لوازمات واخراجات میں وہ نہایت ہی محتاط و میانہ رو ہیں۔ پوپ کی طرح سلطان المعظم بھی تنہا کھانا تناول فرماتے ہیں عموماً وہ اُن دریچوں کے قریب بیٹھکر جو باسفورس کے اوپر واقع ہوئے ہیں کھانا کھاتے ہیں مگر بعض خاص موقعوں وہ شریک مجلس ہو جاتے ہیں اور اُن موقعوں پر شاہی مہمانوں سفرا اور اُن کی بیبیوں کے ساتھ نہایت ہی شایستہ اور خوش اخلاقی او تواضع سے پیش آتے ہیں اور کھانے کی میز پر تمام یورپی اشربہ واطعمہ موجود ہوتے ہیں۔ حضور ممدوح بالعادت صرف پانی پیتے ہیں۔ جو خاص احتیاطوں کے ساتھ میہون سے بھر کر محل میں لایا جاتا ہے۔ اُن کی خوراک بہت ہی سادہ ہوتی ہے اور اُس میں زیادہ تر نفولات اور ترکاریاں ہوتی ہیں۔ وہ نقرئی دیگچیوں میں جو سر بمہر ہوتی ہیں اور اُنکے سامنے میز پر چنی جاتی ہیں کھانا کھاتے ہیں مگر سوائے انکے کوئی شخص محنت نہیں کرتا۔ وہ بہت تھوڑے گھنٹے سوتے ہیں اور بعض اوقات قلم ہاتھ میں لئے ہر ایک کاغذ پر جنہیں محل کے نہایت ہی ادنیٰ ملازم سے لیکر گورنر کی تقرری تک کے کاغذ ہوتے ہیں۔ بذات خاص دستخط کرتے ہی میں ساری رات گذار دیتے ہیں

صبح سے شام تک کیا کرتے ہیں

اکثر مغربی لوگوں کی طرح اعلیحضرت بھی سویرے جاگتے ہیں وہ بڑے سچے اور عابد و زاہد مسلمان ہیں۔ وضو اور نماز کے بعد جو اپنے مذہب کی رو سے ہر فرد پر واجب ہے قہوہ کی ایک پیالی پیتے ہیں اور پھر سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں جنہیں وہ بہت ہی پسند فرماتے ہیں [illegible] آٹھ بجے صبح کو وہ وزرا کی رپورٹیں سنتے ہیں [illegible] تنہا یا [illegible] کے ساتھ ملک کا دورہ کرتے ہیں [illegible] فرماتے ہیں اسکے بعد وہ محل کے [illegible] میں دو گھنٹہ تک [illegible] گاڑی میں ہوا خوری کرتے ہیں یا سنہری کلس کی ہوئی کشتی میں جھیل پر جو [illegible] مذکور ہے سیر کرتے ہیں وہ سوائے [illegible] وقت کے جبکہ [illegible] جاتے ہیں کبھی محل یلدز کے احاطے سے باہر نہیں جاتے۔ سیر یا ہوا خوری کے بعد وہ پھر محل میں داخل ہو جاتے ہیں اور کونسل آف سٹیٹ کی میٹنگ [illegible] کرتے ہیں یا سفرائے ممالک غیر سے ملاقات فرماتے ہیں۔ رات کا کھانا [illegible] تناول فرماتے ہیں۔ اس وقت ترکوں کا مشہور کھانا پلاؤ [illegible] لوازمات اور برفدار شربت سلطانی [illegible] چند [illegible] ملاقات کا [illegible] عثمانی [illegible] بادشاہوں اور جرنیلوں کو [illegible] مطالعہ فرماتے ہیں۔ کھانے سے فراغت پا کر [illegible] حرم سرا میں چلے جاتے ہیں اور شام تک [illegible] حرم محترم بال بچوں اور والدہ کی صحبت میں صرف کرتے ہیں موسیقی سے انکو بہت انس ہے اور رنج میں خود بھی پیانو بجاتے ہیں ٭

چونکہ وہ ٹھیٹ ترک اور عثمانی ہیں۔ انکو کامل یقین ہے کہ انکے سپاہی دنیا میں سب سے اچھے سپاہی ہیں اور وہ نہایت ہی تحمل اور فوجی قواعد کی دل سے متابعت کرتے ہیں۔ اعلیحضرت دھیمی آواز میں نہایت آہستگی اور صفائی سے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ مگر کبھی کبھی قوت بیانیہ کو موجزن ہو کے فصاحت کا دریا امڈ آتا ہے۔ درویشوں اور علما کی معروضات بڑے غور سے سنتے ہیں اور انکے بڑے حامی ہیں یہ لوگ فی الفور شرف باریابی حاصل کر لیتے ہیں [illegible] امیر المومنین کی داد و دہش سے مالا مال ہو جاتے ہیں وہ بڑے فیاض ہیں جو انکی جانفشانی سے خدمت کرتے ہیں انہیں انعام و اکرام عطا فرما کر نہایت خوش ہوتے ہیں۔ یوروپین لیڈیوں کو جو تحفہ تحائف مرحمت فرماتے ہیں وہ عموماً بہت ہی قیمتی اور انکے جواہرات اور موتی نہایت بیش قیمت اور آبدار ہوتے ہیں اعلیحضرت کے پاس جواہرات اور موتیوں کا لا انتہا خزانہ ہے اور ان کو قدیم محل سرا میں الماریوں پر انبار [illegible] بھری پڑی ہیں ٭

سلاملق

اعلیٰ حضرت سلطان جمعہ کے دن جب کہ وہ مسجد کو تشریف لے جاتے ہیں تو [illegible] حدود [illegible] میں تمام فوج آراستہ ہوکر رستہ میں صف بستہ کھڑی ہو جاتی ہے۔ وزراء [illegible] میں [illegible] تعداد امیر المؤمنین کے [illegible] کی زیارت کرنے کیلئے بہت سی مخلوق جمع ہو جاتی ہے۔ [illegible] نامہ نگار سلطانی جلوس کی کیفیت اس طرح لکھتا ہے:---

"اعلیٰ حضرت دیوان شاہی سے [illegible] رکھتے ہیں یک لخت [illegible] طرف پوری خاموشی چھا جاتی ہے اور جب وہ بیرونی دروازہ پر پہنچ جاتے ہیں تو سپاہی [illegible] یا بیان خاص [illegible] پادشاہم چوق یشا کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔۔۔ [illegible] گاڑی آہستہ آہستہ [illegible] اعلیٰحضرت [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کے بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں [illegible] ہو گیا ہے اور چہرہ زردی مائل ہے [illegible] انکا [illegible] کی وجہ سے۔ وہ [illegible] آٹھ دس برس بڑے معلوم ہوتے ہیں انکی بائیں طرف **غازی عثمان پاشا** بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ نامور بہادر بھی اپنے آقا کے ساتھ ساتھ بوڑھا ہوا چلا جاتا ہے۔ دو [illegible] مکانات کے دریچے ممالک اجنبیہ کے [illegible] سے پُر ہیں راستے میں تمام رعایا خاموش [illegible] کی تیز نگاہیں اُس گاڑی پر لگی ہوئی ہیں جس پر وہ شخص بیٹھا ہے جو کروڑوں انسانوں کا مالک ہے لیکن جس کے دل کا بھید کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ گاڑی آخرکار دروازہ مسجد پر پہنچ جاتی ہے۔ اور جونہی سلطان المعظم اس کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہیں مؤذن [illegible] مینار کی [illegible] چوٹی پر [illegible] ہوا اذان دینی شروع کر دیتا ہے جس کی بلند اور خوش آیند آواز اُس سناٹے میں عجیب دلکش معلوم ہوتی ہے۔ اعلیٰحضرت کے اندر داخل ہونے پر مسجد کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جلوس ختم ہو جاتا ہے تمام لوگوں کی زبانیں کھل جاتی ہیں اور باہمی گفتگو اور غل غپاڑا شروع ہو جاتا ہے۔ ایک امریکن نے اُس وقت بیان کیا کہ مسٹر جے گولڈ امریکن اعلیحضرت سے ایسا مشابہ ہے کہ واپس آتی دفعہ اگر غازی عثمان کے ساتھ اُسکو بٹھلایا جائے۔ تو کوئی شخص اس تبدیلی کو معلوم نہ کر سکے"۔

آدھا گھنٹہ گذرنے کے بعد سلطان المعظم مسجد سے برآمد ہوتے ہیں اور وکٹوریہ قسم کی دو اسپہ گاڑی پر سوار ہوکر دونوں گھوڑوں کی راسیں دست خاص میں پکڑ لیتے ہیں اور قدم بقدم رفتار محل ہمایوں کو واپس تشریف لاتے ہیں۔

اعلیٰحضرت کیسے دکھائی دیتے ہیں

مس ایلیٹ نے جب ان کو دیکھا تھا تو انکے حلیہ کی نسبت یہ بیان کیا ہے سلطان اُن تمام بادشاہوں میں سے جن کو میں نے دیکھا ہے۔ نہایت ہی غمگین صورت اور اوداس شکل ہیں۔ انکا جسم بھاری نہیں۔ رنگت گندمگوں ہے۔ اور بڑی بڑی آنکھوں میں دہشت اور خوف بسا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے مگر انکے قبل نشین سلطان عبد العزیز کی قسمت کو یاد کرتے ہیں یہ امر کچھ عجیب نہیں بیجا البتہ افسوسناک ضرور ہے کیونکہ اگر وہ ان خطرات پر غالب آجائیں اور ان کو دل سے دور کر دیں۔ تو انکا چہرہ نہایت ہی دلفریب خوشنما شگفتہ اور خوبصورت ہو جائے۔ اب اسوقت اس چہرہ کی یہ حالت ہے کہ انکی آنکھوں کا نقشہ کئی دن عالم تصور میں مجھے متوحش بنائے رہا۔ وہ ایسا پژمردہ ہو رہا ہے کہ سلطان اگر یورپین ہوتے تو اطبا حکم لگا دیتے کہ اُن کی حالت بہت ردی ہے میں نے سنا ہے کہ سلطان کا سب سے بڑا دوست اور رفیق انکا طبیب ہے یہ بھی کوئی تعجب خیز امر نہیں کیونکہ جسطرح وہ زندگی بسر کرتے ہیں اسمیں اُن کو طبیب کا محتاج رہنا لازمی بات ہے "

اللہ اکبر اس شاہی حرمان نصیبی کے سبق کے سامنے مشرقی بادشاہونکی بیرونی شان وشوکت اور طمطراق کیسی حقیر اور بے وقعت معلوم ہوتی ہے اس میں مبالغہ نہیں کہ سلطنت عثمانیہ کا عاجز ترین گدا سلطان سے زیادہ خوش ہے !!!

اُن کو قاتلوں کا بڑا خوف رہتا ہے

اعلیحضرت کا ہمیشہ قاتلوں کے داؤ گھات سے ترساں رہنا کوئی حیرانی کی بات نہیں سلطان عبد العزیز کو زہر سے مار دیئے جانے کا ایسا خوف دامنگیر تھا کہ وہ اکثر خوب اُبلے ہوئے انڈوں پر گذارہ کرتے تھے۔ عبد الحمید اپنے پارک دتفرجگاہ - رمنہ سے کبھی باہر نہیں نکلتے۔ شہنشاہ جرمن جب قسطنطنیہ میں گئے تھے۔ تو اعلیحضرت نے اُنکے ساتھ مسجد ایا صوفیا تک جانے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ جب کسی شہزادی سے اعلیحضرت نے دربار میں ملاقات کی اور باتوں باتوں میں اُس سے اپنی صحت کی کمزوری کی شکایت کی۔ شہزادی نے جواب دیا کہ کثرت ورزش بڑھا دیجئے اور کھلے ملک میں

تبدیلی آب و ہوا اور ہوا خوری کے لئے یہ کیا کیجئے بنگلہ ہے کہ اُس کے چلے جانے کے بعد سلطان المعظم نے بڑی حسرت کے ساتھ فرمایا کہ مجھے اس عورت کا کہا اگر ثابت کرو یہ ملاقات چاہتی ہے ؟ وہ مجھ کو ایسے خطرات میں پڑنے کی صلاح دیتی ہے "

جاسوسی عام ہے

اس عنوان کے تحت میں مسٹر شنیڈ تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان کو اپنے جیون کی معمولی باتوں سے دل میں شک و شبہ پیدا ہوتا رہتا ہے اور اُن لوگوں کو بھی معتقد نہیں رہنے دیتا کہ اگر سلطان کو ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ اُن میں سے کوئی اُن کی جان پر حملہ کرنے پر ہے تو اُس کی خیر نہیں۔ وہ ہفتہ یا شام کی کار تبدیل کرتے رہتے ہیں اور وزرا کو بغیر تحریری اجازت کے محل سے باہر نہیں جانے دیا جاتا۔ ہر ایک جگہ جاسوس موجود ہیں حرم سرا۔ وزراء عام کی نشست اور بازار کوئی جگہ اُن سے خالی نہیں۔ بھائی کو بھائی پر اعتبار نہیں۔ ہر ایک دوسرے کو یہی سمجھتا ہے کہ وہ سلطانی جاسوس ہے۔ سلطان کی زندگی گرد ہوا کی بجائے شک و شبہ کے گرد میں ہے۔ یہی بات اور یہی اُن کی زندگی کا موجب ہے۔ اگر خدانخواستہ ان کو باورچی پر اعتبار ہو تو ممکن ہے کہ پہلی ہی رات سلطان المعظم کی جان لے لی جاوے۔ اُن کو ہر ایک شخص سے بے اعتباری ہے حتیٰ کہ ایک دفعہ عثمان پاشا کو جن عثمان غازی (عثمان بہادر معرکہ پلیونا) کو اس جھوٹی اطلاع ملنے پر کہ موسیٰ البیت رشاد پاشا ولی عہد تخت و تاج کو سلام کیا تھا۔ تین دن کے لئے نظر بندی میں ڈال دیا۔ قصہ مختصر کل سلطنت میں کوئی شخص سوائے اعلیٰحضرت اعتبار الحجمار کوئی شخص نہیں ہے پر دیں کی: بان بندے ہیں ذرہ بھر آزادی نہیں۔ وزرا محض کٹ پتلیاں ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی طرح کا کوئی امتیاز حاصل کرتا ہے تو وہ امتیاز اُس کے لئے وبال جان ہو جاتا ہے اُسے جلا وطن کر دیا جاتا ہے کہ کہیں نارضامند لوگ اُس کے گرد جمع نہ ہو جائیں۔ ہر ایک شخص کے لئے لازمی ہو رہا ہے۔ کہ وہ ممتاز[1] نہ بنے۔ اور کبھی متوسط الحالی کی سطح یعنے درمیانی جماعت کے طبقہ سے اوپر سر نہ اُبھارے ٭

[1] یہ سراسر مسٹر شنیڈ کا ہذیان ہے۔ واقعات گذشتہ اور حالات موجودہ اس بہتان کی سراپا تکذیب کرتے ہیں۔ برخلاف اس اتہام کے ترکوں کی تمدنی اخلاقی مذہبی اور ملکی حالت سنوارنے اور کل قوم کو ترقی کی شاہراہ پر لانے میں جس قدر کامیاب کوشش اعلیٰحضرت نے کی ہیں اُن کا عشر عشیر بھی کسی سابق عثمانی سلطان یا دنیا کے دیگر شاہان موجودہ میں سے کسی شاہ یا بادشاہ نے نہیں کیا۔ اگر کوئی متعصب اُن کوششوں کی قدر و منزلت کو تسلیم کرنے میں تجاہل عارفانہ برتتے [illegible]

تار بنام لارڈ سالسبری

یہانتک کسیقدر نیک نیتی اور کسیقدر تعصب پڑوہی سے لکھنے کے بعد مسٹر سٹیڈ صاحب اُس تار پر مضحکہ اوڑاتا ہے۔ جو سلطان المعظم نے نومبر ۱۸۹۵ء کے وسط میں لارڈ سالسبری کو بایں مضمون روانہ کی تھی کہ لارڈ صاحب نے سلطنت ٹرکی اور شورش آرمینیا کے متعلق تقریر کی۔ اعلیٰحضرت کے نیک ارادوں کی نسبت جو شک کیا ہے اُس سے حضور ممدوح کو کمال رنج پہنچا ہے اور وہ امید کرتے ہیں کہ لارڈ موصوف اُس دوستانہ تعلق اور ہمدردی کے لحاظ سے جو اُنکو اعلیٰحضرت اور اُنکے ملک سے ہے اپنے شبہات کی تردید میں دوسری تقریر کرینگے *

اعلیٰحضرت کی اس تار کا کچھ حصہ لارڈ سالسبری نے بمقام برائیٹن عام جلسہ میں سنایا تھا۔ مسٹر سٹیڈ لکھتا ہے کہ قابل غور ہے کہ سلطنت عثمانیہ کبھی ایسی طاقتور تھی۔ کہ اُسکے ایک نامور فاتح سلطان بایزید یلدرم[۱] نے قسم اُٹھائی تھی کہ میں روما الکبریٰ کے بڑے گرجا سینٹ پیٹرز کے قربانگاہ پر اپنے گہوڑوں کو جَو کھلاؤنگا اور آج اُسکا جانشین کفار انگلستان کے وزیر اعظم کو تار دیتا ہے کہ "اُس دوستانہ تعلق و ہمدردی کے لحاظ سے جو آپکو مجھسے اور میرے ملک سے ہے ایک دوسری تقریر کر کے اپنے سابقہ شبہات کو واپس لے لیں" مسٹر سٹیڈ اسکو زوال کی نمایاں علامت تصور کرتے ہیں۔ مگر شاید تعصب مذہب اور بیجا طرفداری نے اُنکو تحریر مضمون کیوقت موجودہ تہذیب کے اصول و قواعد اور آداب سے بھی ناواقف بنا دیا۔ آجکل کے اصول جہانداری کا تقضا یہی ہے کہ دشمن کے ہتیاروں سے بھی فائدہ اُٹھایا جاوے۔ ترک سلطان المعظم کے تخت نشین ہونیسے پہلے سفارتانہ چالبازیوں اور قلمی داؤ گھات سے اچھی طرح واقف نہ تھے۔ اب اگر اُنہوں نے اس میدان میں بھی جواب ترکی بہ ترکی دینا شروع کیا۔ تو اُسے کمزوری کی علامت بتایا جاتا ہے۔ مگر ترکوں کی کمزوری بھی اس غضب کی ہے کہ اُنہی لارڈ صاحب کو جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ سلطان المعظم نے خلاف معمول اپنے بزرگوں کے اُنکی خوشامد درآمد کی۔ دو تین مہینہ بعد آخر میں بڑی ذلت اور خفت کیساتھ تسلیم کرنا پڑا۔ کہ ہم

---

[۱] محمد فاتح نے بھی عمر بھر اس ارادے کو پورا کرنے کے لئے سب سامان مکمل کر لیا تھا۔ اور کل فوجیں جمع ہو چکی تہیں مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اور غازی محمد فاتح اچانک فوت ہو گئے *

ترکوں سے بزور شمشیر اپنی باتیں نہیں منوا سکتے - اور ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے - کہ ہم فوج دیکر مفسد آرمینیوں
کی حمایت کے لئے آرمینیا پہنچ سکیں - یا ہمارے جنگی جہاز سوائے چند ایک پست مقاموں پر گولہ باری کرنے کے
سلطنت عظمےٰ عثمانیہ کی کسی بندرگاہ یا قصبہ پر قبضہ کر سکیں - لارڈ موصوف کی یہ تقریر مسٹر سٹیڈ کے اطمینان
کیلئے کفایت کر گئی ہوگی - اور وہ سمجھ گئے ہونگے - کہ سلطان المعظم نے کسی کمزوری کی وجہ سے یا لارڈ صاحب کی خوشامد
سے خوش کرنے کیلئے مذکورہ بالا تار روانہ نہیں کی تھی - بلکہ بتقاضائے موجودہ تہذیب اور زیادہ تر خود ان کی ذاتی شرافت
و نجابت اور بلند حوصلگی نے تقاضا کیا - کہ انگریزوں کو سخت جواب دینے سے پیشتر جو آخر کار دینا پڑا - پہلے نرمی سے سمجھا یا
دیا جاوے - ورنہ بجائے اس پیغام بھیجنے کے سلطان معظم اگر چاہتے تو انگریزی سفیر کو اپنے دربار سے چلے جانے اور اپنے جنرل کو
افغانستان سے واپس آجانے کا حکم دیتے - جیسا کہ انہوں نے امریکہ کی گورنمنٹ کو لکھا تھا - اور اس صورت میں طاقتور
انگلستان کمزور ترکی کا وہی کچھ بگاڑ لیتا - جو کچھ اسکے بجائے قبول فتح کے بھائی نے بگاڑا - یعنی لیں دیں کا جواب کھا کر
آخر کار معافی مانگ لی - مسٹر سٹیڈ لکھتے ہیں کہ سلطان اپنے ممالک محروسہ میں تو کسی کی نکتہ چینی گوارا نہیں کر سکتے
لیکن ترکی کی سرحد سے باہر دوسرے ممالک کے اخبارات جو کچھ انکی نسبت لکھیں اسکی طرف بڑا خیال رکھتے ہیں - اور ان کی
بکواس اور ہزلیات کو بڑی حقارت سے نظر انداز کرنے کی بجائے انکے لیڈنگ آرٹیکلوں کا ذاتی معائنہ کے
لئے ترجمہ کراتے ہیں +

اخبارات اور پیغام تار کے متعلق درفشانی کرنے کے بعد مسٹر سٹیڈ صاحب عجیب تر طرز انداز میں مسٹر کرسٹ پال مال
گزٹ کے سابق جادو نگار و سحر پرداز ایڈیٹر کی زبانی مندرجہ ذیل عجیب و غریب ماجرا بیان کرتے ہیں - مسٹر کرسٹ [illegible]
کی شورش شروع ہونے پر ۱۸۹۵ء میں بذات خود اصل معاملہ کے معلوم کرنے کیلئے ترکی تشریف لے گئے تھے - چونکہ یہ اخبار عموماً
دوسرے اخباروں کی طرح ترکی کے حق میں بیہودہ اور سراپا لغو بہتان نہیں باندھتا تھا - اعلیحضرت سلطان المعظم مسٹر
کرسٹ صاحب سے بکشادہ پیشانی پیش آئے اور انکو کئی دفعہ شرف باریابی حاصل ہوا - ایک ملاقات میں اعلیحضرت
نے مسٹر کرسٹ کو بتایا کہ ہم چند ایسی اصلاحات بمنشاء خود جاری فرمانا چاہتے ہیں جن کا دول یورپ نے مطلقاً
مطالبہ نہیں کیا - تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ ہم کو دول عظام کی کیسی خاطر منظور ہے اور انکے بغیر ہمیں اپنی رعایا کی
بہتری کا کیسا خیال ہے - دربار سے آکر مسٹر کرسٹ نے بایں خیال کہ سلطان المعظم میری اس کارروائی سے خوش ہونگے پال مال
گزٹ یعنی اپنے اخبار کو ایک تار بھیجنے کا ارادہ کر لیا - اور جو کچھ اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا تھا اسکا لب لباب اور خلاصہ
تار میں درج کر کے تار گھر میں بھیجدی - دوسرے دن علی الصباح ایک سوار مسٹر کرسٹ کے پاس پہنچا - کہ سلطان المعظم نے
آپ کو ابھی محل یلدز میں طلب فرمایا ہے - وہاں پہنچکر صاحب موصوف کیا دیکھتے ہیں - کہ تار بجائے پال مال گزٹ
کے دفتر میں پہنچنے کے سلطان کے روبرو پڑی ہے - اور وہ اسپر کمال غور و فکر سے توجہ کر رہے ہیں اعلیحضرت

نے مسٹر کرسٹ سے دریافت کیا کہ کیا وہ تار میں کچھ تغیر و تبدل کرنا پسند کرینگے۔ مسٹر کرسٹ نے جواب دیا کہ یہ امر مطلوبہ تغیر کے معلوم ہونے پر منحصر ہے۔ اسپر سلطان المعظم اور اُنکے وزراء نے تار کا نیا مسودہ بنانا شروع کیا۔ جو کچھ وقفہ کے بعد تیار ہو کر باہر بھیجا گیا۔ اور مسٹر کرسٹ سے دریافت کیا گیا کہ انہیں یہ ناپسند تو نہیں۔ مسودہ مذکور اسطرح سے شروع ہوتا تھا "ہز امپیریل میجسٹی کی خاتمہ سال نیک نیتی کا ایک اور ثبوت یہ ہے"۔ مسٹر کرسٹ نے اُسے دیکھتے ہی کہا کہ بالکل فضول ہے لنڈن میں اگر ایسی تار شائع ہو تو اس سے سلطان کی اور ہنسی اڑے۔ یہ پیغام پہنچنے پر سلطان اور اُنکے وزراء نے پھر دوبارہ مسودہ تیار کیا۔ مسٹر کرسٹ نے اُسے بھی پسند نہ کیا۔ تیسری مرتبہ کی کوشش بھی ناکام ہوگئی اور اسی طرح پورے سات گھنٹوں کی مسلسل اور لگاتار محنت سے ایک ایسا مسودہ تیار کیا گیا جسمیں طول طویل القاب اور لمبی چوڑی تعریفیں درج نہ کی گئیں۔ مگر پھر بھی کچھ قدر مہمل بات رہا۔ اور جس امر کے نسبت وہ خاص کر مسٹر کرسٹ نے ابتداً تیار کیا تھا کہ سلطان کے نیک ارادوں کو مشتہر کریں وہ ایسی طرح ظاہر کیا گیا کہ اس سے سلطان پر وعدہ ایفائے لازمی نہ ہو سکے۔ مسٹر کرسٹ نے لاچار ہوکر اس آخری مسودہ کو بھیجنا منظور کر لیا۔ کیونکہ پہلے بھی اُسنے صرف سلطان کو خوش کرنے کیلئے تار لکھا تھا وہ تار کو تار گھر لیجا کر اور تار بابو کے حوالے کرکے گھر چلے آئے۔ مگر دوسرے دن پھر سلطانی قاصد آیا اور اُن کو یلدز کوشک میں لے گیا۔ جہاں اُن کو اطلاع دی گئی کہ تار ابھی روانہ نہیں کیا گیا۔ تاکہ اعلیحضرت اُسپر مزید غور کریں۔ اُسپر مزید غور کیا گیا۔ اور بالآخر یہی قرار پایا کہ سرے سے تار کا بھیجنا ہی مناسب نہیں۔ پس وہ ردی میں پھینکدی گئی اور تار کا اسطرح سے خاتمہ ہوا۔

اس حکایت کو بیان کرنے کے بعد جس کی بغویت اور بناوٹی ہونیکو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے مسٹر سٹیڈ صاحب لمبی چوڑی منطق چھانٹتے ہیں کہ جب اعلیحضرت بمعہ وزیر اعظم غازی عثمان پاشا اور متعدد دیگر پاشاؤں کے ایک تعریفی تار کا مسودہ تیار کرنے جیسے فضول اور ناکارہ کام میں ہی برابر سات گھنٹہ مصروف رہے اور اس اثنا میں سلطنت عظمے عثمانیہ کی تمام انتظامی مشین بیکار پڑی رہی اور تمام کاروبار سلطنت معطل رہا۔ تو اس سے بڑھکر کیا خرابی ہو سکتی ہے +

آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگر سلطان کی طبیعت کمزور اور متلون نہ ہوتی۔ تو اتنا وقت صرف نہ ہوتا۔ صرف چند منٹ کافی تھے۔ اور اگر کل سلطنت کا دارومدار اور کل کاروبار اُنکے ہاتھ میں نہ ہوتا۔ تو خواہ وہ سات کی جگہ ستر گھنٹے صرف کر دیتے۔ کاروبار سلطنت کو ایک منٹ بھی معطل نہ رہنا پڑتا۔ نتیجہ و اعتراض تو بیشک ٹھیک ہیں بشرطیکہ مقدمات اور واقعات درست ہوں۔ تار کا قصہ من گھڑت اور کمزوری طبع و متلون مزاجی کا اتہام بالکل غلط ہے +

"شیطان کا چرخہ"

اس سے آگے چلکر صاحب [illegible] لکھتے ہیں کہ "[illegible] معاملات [illegible] [illegible] اور بلند نظر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جو اخبار ہیں پالیٹکل [illegible] کی ممانعت کردی [illegible] سلطنت [illegible] ناک [illegible] [illegible] اطالین جمارک [illegible] کو پالیٹکل پرچے ترک شیطان کا چرخہ کہتے ہیں [illegible] سوالات [illegible] گیا تہا۔ جس لغت میں انقلاب۔ مساوات۔ آزادی۔ بغاوت وغیرہ وغیرہ جیسے الفاظ ہوں اُسے شائع نہیں ہونے دیا جاتا۔ کہ ایسے الفاظ سے لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ہملٹ۔ میکبتھ جیسے [illegible] جس میں بادشاہوں کے قتل اور رعایا کی بغاوت کے قصے درج ہوں۔ انکو تہیٹروں میں ایکٹ کرنے نہیں دیا جاتا توریت۔ انجیل کے وہ فقرے جنمیں یہودیوں کی یروشلیم پر دوبارہ قابض ہونے و مسیح کی بادشاہت کے قائم ہونے کی خوشخبریاں ہیں خارج کردیئے گئے ہیں۔ اور اسی طرح کتاب مقدس میں جابجا کانٹ چھانٹ کردیگئی ہے۔[1] ان فضول اور لغو کاموں میں [illegible] بحث مباحثہ ہوتے رہتی ہیں۔ اور ادہر دوسری طرف صوبجات [illegible] یہ بڑی سلطنت برباد ہو رہی ہے۔ کوئی اُنکیطرف توجہ نہیں کرتا"

ان سراپا لغو اور دروغ افترا بندیوں میں اپنا زور قلم دکھانے کے بعد مسٹر سٹیڈ اپنے مضمون کی چھٹی یعنے آخری فصل کو "وہ کیا علاج کرنا چاہئے" کے عنوان سے شروع کرکے پادری میک کول کے ہم آہنگ ہوکر مظالم آرمینیا کے متعلق بہت کچھہ شور وغوغا مچاتے ہیں۔ اکثر جگہ پادری مذکور اور اُس ہی جیسے متعصب اخبار ٹائمز کے نامہ نگاروں کی تحریروں کا اقتباس درج کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "ظلم وستم اور قتل و غارت کرنا ترکوں کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ وہ اپنی فطرت سے لاچار ہیں۔ یہی کیفیت موجودہ سلطان کی ہے۔ وہ اپنی آبائی اور قومی خواص کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کمینہ بزدلی۔ اور وحشیانہ خونخواری۔ کا خاص طور سے اُنپر الزام لگانا۔ (جیساکہ پادری میک کول نے کیا ہی) غلط ہے۔ وہ صرف اپنے آبا و اجداد کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ ساسون۔ ساؤ۔ تبک اور ارض روم کے مظالم بیشک نہایت خطرناک ہیں۔ مگر سلطان اپنی موروثی خونخواری سے مجبور ہیں۔ اُنپر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ یہ کل ظلم سلطان المعظم کے براہ راست

[1] اس جھوٹے اتہام وافترا کی تردید کیلئے دیکھو رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا میں لارڈ سنٹس بری کی تقریر

تحریک و ایما سے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ الزام درست معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ گمان غالب ہے کہ وہ دل میں افسوس کرتے ہونگے۔ کہ عیسائیوں کی خونریزی مکمل طور پر نہیں ہوئی۔ انہوں نے کردوں کو مسلح کر کے ارمنیوں کیلئے انکو قاتلان خونخوار و بلائے بے درمان بنا دیا ہے۔ ان لوگوں کی بیقاعدہ فوج سواران موسومہ عسکر حمیدیہ بنائی گئی ہے۔ ان کا صدر مقام مشرقی فرات کے کنارے بمقام سیلائی گرد ہے۔ انکی تیس رجمنٹیں تیار ہو چکی ہیں اور فی رجمنٹ پانسو ستر آدمی بھرتی ہیں۔ جدید اسلحہ اور گولی بارود کے ملنے اور انکا استعمال کرنا سیکھ جانے سے انکی وحشیانہ خونخواری و درندگی دس گنا بڑھ گئی ہے۔ ارمنیوں کے قتل کرنے کیلئے باقاعدہ طور پر ترکی فوج نظام مامور کیگئی۔ اور افسروں نے ایسے ظالمانہ احکام جاری کئے کہ بعض وقت ترک سپاہی بھی انکی تعمیل بکراہ کرتا تھا۔ ترکی فوج نظام اور حمیدیہ کرد سواروں نے آرمینیوں کا نام و نشان صفحہ زمین سے مٹا دینے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ مگر یہودیوں کیطرح یہ قوم ایسی سخت جان اور جلد بڑھ جانے والی قوم ہے کہ ہمیں مغربی ایشیا سے انکے نابود ہو جانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ مظالم کی تواتر اور بیحد بد انتظامی سے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سلطنت جلدی غارت ہو جاویگی۔ یہ بات ناممکن نہیں۔ مگر اتفاقات اسکے برخلاف ہیں۔ ایک عالی مرتبت فرانسیسی مدبر کا قول ہے کہ "یہ خیال نہ کرو۔ کہ سلطنت عثمانیہ برباد ہو رہی ہے۔ وہ ابھی مدتوں قائم رہیگی۔ یہ قدیم سلطنتیں اُن پرانی وضع کے چھکڑوں کی مانند ہیں۔ جو دور دراز فاصلے کے دیہات میں نظر آتے ہیں وہ کھینچے جاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام جوڑ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر زمین پر گر پڑینگے۔ مگر منزل کے خاتمہ پر بھی وہ گاڑی ویسی ہی پائی جاتی ہے جیسی کہ صبح کو آغاز سفر کے وقت تھی۔ یہی کیفیت پرانی سلطنتوں کی ہے۔ گو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیست و نابود ہونیکو ہیں مگر جس طاقت و سخت جانی نے اُن کو کئی صدیوں سے قائم رکھا ہے۔ وہی اُنکو اب بھی قائم رکھیگی"۔ پس سلطنت عثمانیہ کا جلدی معدوم ہو جانا مشکل نظر آتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ اُس کی عیسائی رعایا کے بچاؤ کے لئے کوئی مستقل علاج کیا جائے اور وہ علاج یہی ہے کہ جتنے صوبے سلطان کے قبضے سے نکل سکتے ہوں اُن کو نکال لیا جائے۔ آرمینیا روس کو۔ البانیا اٹلی کو۔ مقدونیہ اور سالونیکا آسٹریا کو اور شام فرانس کے حوالے کر دیا جائے۔ اور باقی جو علاقہ سلطان کے پاس رہے اُس کا انتظام دول عظام کے سفراء کے سپرد کر دیا جائے۔ اور سلطان کو کونسل سفراء کا پریسیڈنٹ بنا دیا جاوے۔ اور اگر ہوسکتا

لہ مسٹر گلیڈسٹن لارڈ سالسبری کی تقریر پڑھ لو تمہارا اطمینان ہو جاویگا۔ کہ سلطان المعظم سے بڑھکر کوئی فرشتہ خصلت بادشاہ ہونا محال ہے۔ اگر اس سے بھی تسلی نہ ہوتی ہو۔ تو سلطان کا تازہ فرمان پڑھ لو۔

ہو۔ تو قسطنطنیہ صوبجات متحدہ امریکہ کے سپرد کر دیا جائے تا قصہ ختم ہو۔ یہ ایک دوسرے سودائیوں کی طرح جن کی تجاویز عموماً اخبارات میں اُن کی پریشان دماغی کے ثبوت میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مسٹر شبید صاحب بھی اپنے اس خیالی علاج و تجویز کی خوبیوں کو زوردار عبارت میں بیان کرنے کے بعد یورپ کے متفق الرائے ہونے کی درخواست کرتے ہیں کہ بغیر اتفاق کے عیسائی طاقتوں کو کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ اور اسی درخواست پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

صاحب موصوف نے اس آخری تجویز سے نہ صرف اپنے مضمون کو بلکہ نیز تمام دوراندیشی اور قوت معاملہ فہمی کو سمجھ داروں کے نزدیک بے وقعت اور ذلیل کر دیا ہے۔ اصل تجویز یا یہ آخری حصہ ایسا طفلانہ ہے کہ اُس کی تردید کرنا محض اپنا وقت رائگاں کرنا ہوگا۔ البتہ مسٹر شبید کا یہ خیال بالکل درست ہے۔ کہ اگر کل دول یورپ بھی اسوقت متفق و یکدل ہو جائیں۔ تو مسلمانوں کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ وہ اپنی اسلامی سلطنت کو اُن کی دست برد سے بچا سکیں۔ یوں تو کارساز کے اختیار میں ہیں۔ مگر بظاہر حال ایسی صورت میں سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا بچنا محال ہو جائے۔ لیکن کیا مسٹر شبید کو یہ علم ہی معلوم نہیں ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقہم فنسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ وسوف ینبئہم اللہ بما کانوا یصنعون (سورہ مائدہ ع ۳)

"دی سلطان آف ٹرکی"

منقول از اخبار زمانہ کانپور ترجمہ مضمون مولوی رفیع الدین احمد صاحب بارسٹر ساکن حال لنڈن

تمام باشندگان ممالک مغربیہ و مشرقیہ کے نزدیک کوئی شخص اس زمانہ میں شاید حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ سے بڑھکر نہیں ہے۔ جو اسوقت جلوہ آرائے سریر سلطنت قسطنطنیہ و خلیفہ مذہب رسول عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہیں۔ اور کسی شخص کے حالات شاید آپ سے بڑھکر تاریخی مذہبًا اور پولیٹیکل معاملات کے موجب دلچسپی نہ ہونگے۔ یہ سچ ہے کہ ٹرکی اب وہ غیر مغلوب ہمیشہ فتح کرنے والی اور زبردست قوت باقی نہیں ہے نہ وہ اب براعظم یورپ میں صلح اور جنگ کا فرمان جاری کرسکتی ہے نہ بڑی بڑی قوموں کے درمیان اب وہ ثالث کا کام دیکھتی ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ وہ اب مسیحی ممالک کو اپنے خوف سے ہلا دینے والی سلطنت نہیں رہی لیکن اب بھی وہ ایک ایسے خطۂ مملکت پر قابض ہے۔ جو تینوں براعظم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور اُن سرزمینوں پر حکمرانی کا دعوے کرتی ہے۔ جو سب سے زیادہ دولتمند ہیں۔ اور جہاں نیچر سب سے بڑھکر اپنے اعلیٰ حسن کا جلوہ دکھاتی ہے۔ کثیر التعداد مختلف قومیں مختلف فرقے اور مختلف مذاہب کے لوگ اُسکے زیر حکومت ہیں۔ اُسکا پایۂ تخت جو بڑی بڑی شائستہ قوموں و بڑی بڑی براعظموں اور بڑی بڑی مذاہب کے ملنے کی جگہ ہے اپنے ہی پاس مشرقی اور مغربی سلطنت کی کنجی رکھتا ہے۔ اُسکے پاس اب بھی ایک ایسی قوی اور زبردست فوج ہے۔ جو بمقابلہ بہادری اور حب الوطنی کے کسیطرح سے کم نہیں سمجھی جاسکتی۔ پولیٹیکل ضرورتوں سے قطع نظر کرکے جو درحقیقت بہت بڑی ہیں سلطان ٹرکی خلد اللہ ملکہ مثل خلیفہ اسلام و محافظ مزار مقدس کے اپنی بیشمار رعایا پر اپنی ذات تقدس آیات سے ایک ایسا اخلاقی اثر ڈالتے ہیں جو اس زمانہ دہریت اور لامذہبی میں اُنہیں اپنے سچے مذہب کا عاشق اور دیگر اقوام کے آگے لاثانی اور یکتا بنا دیتا ہے۔ اور باوجود ان سب باتوں کے یہ امر کسقدر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔ کہ کوئی حکمران اور کوئی بادشاہ یورپ اور ایشیا والوں میں اپنے ملک سے باہر اسقدر کم مشہور نہیں ہیں جسطرح کہ سلطان **عبد الحمید خان**۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سے سیاحان یورپ و امریکہ نے رسالے اور مضامین حضرت جہاں پناہ کے حالات میں لکھ ڈالے لیکن اُن میں سے کم ایسے ہیں کہ جو طرفداری کے ناواجب اثر سے بری ہوں۔ اور تقریبًا سب کے سب وہی لوگ ہیں۔ جو پولیٹکس کی تنگ اور روندی ہوئی نالی میں

دوڑتے ہیں ان حضرات میں چند ایسے بھی ہیں جو حضور سلطان کی فیاضانہ دعوت کو قبول کر کے اور بدرجہ غایت اُن کی شخصی الفت کا دعویٰ کر کے جب اپنے ملک میں واپس آتے ہیں تو زیادہ تر ہمیں سے آپ پر الزام لگانے کا ارادہ کر لیتے ہیں وہ فضول لغو باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی سلطنت کے حصے کرنے اپنی اپنی یورپ کی ریاستوں میں ملا لیں ایسے نامرغوب تجربوں کے بعد کیا کوئی سلطان کو اجنبی ملاقاتیوں کی طرف سے بدگمان ہونا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ اگر وہ اپنے ملاقاتیوں کو بطور پولیٹیکل بتاؤ کریں بچیاں سکے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کی غفلت سے کوئی راز آپ کی سلطنت کا اُسکے کان میں پڑ جاوے۔ وہ شخص پولیٹیکل جاسوس کے بعد از آں اُس سلطنت از بام کرے تو اسکی نسبت کون شخص آپ پر الزام رکھ سکتا ہے؟

بہت کم یورپین سیاح ایسے ہیں کہ جن کے پاس وہ واقع موجود ہوں جسے کہ سلطان نے مذہبی اور پولیٹیکل وضع سے کہ اسلامی سلطنت کے بادشاہ کی پولیٹیکل کامیابی کا مدار ہے واقعیت حاصل کر لیں سلطان مسجد میں بہت زیادہ قابل قدر سمجھے جاتے ہیں بمقابلہ کوشک و محل کے کیونکہ بہت سی باتیں تو ہیں جو مسجد میں ہی بیکر بادشاہ کے خلاف ایک دوسرے کے کان میں کہی جاتی ہیں بار ہا اس بادشاہ کو زوال کا باعث سمجھی گئی ہیں حکمران کی کچھ حقیقت نہیں ہے اگر وہ ساتھ ہی ساتھ خلیفہ بھی نہ ہو +

سلطان اور اُن کی عظمت کی نسبت سچے نتیجے پر پہنچنے کیلئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ ایک مشرقی مسلمان کے چشم اور گوش ہو کر قسطنطنیہ میں داخل ہو۔ یورپین وزیٹر ریاست مذاقانی کو ایک بہت بیاد ہمیر ترک کی سیرت اور طبیعت کا اندازہ کرنے میں اسی طرح قاصر ہے جسطرح کہ ایک جنبی بات ہمارے ملک کی نسبت کہ جانچنے سے۔ ایک مشرقی ملک کا سب سے انگلستان بیچکر اس عمدہ واقفیت سے سخت ہو جاتا ہے تو سمجھ لو کہ ۔۔۔ یہاں پائی جاتی ہے بارہا یہ بات دیکھی گئی ہے کہ مستبعد تمسخر آمیز اور فضول مضامین کا مدار ان اخبار کا نامہ نگار پرنش پریس دانگریزی مطابع میں پہنچتے اور وہاں سے شائع ہوتے ہیں مگر وہ زمانہ بیت گیا کہ اس قسم کی رکاکتیں رفع ہو جائیں۔ درحقیقت یہ نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ اس ملک انگلستان کے باشندے دنیا کے جملہ مسلمانان کی حالات کے متعلق معتبر علم رکھنا چاہئے۔ لارڈ بیکنز فیلڈ نے نہایت دانشمندی سے ایک مرتبہ بطور ریمارک یہ فرمایا تھا کہ ہندوستان کی کنجیاں قندھار میں نہیں ہیں بلکہ وہ لندن میں ہیں۔ بلاشبہ یہ اور کہہ دینا چاہئے کہ اسلام کی قوم کا پولیٹیکل ستون لندن میں نصب کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ گریٹ برٹن اور مسلمانوں کا میل ملاپ ہر وقت اور ہر گھڑی یہیں (لندن میں) رہتا ہے۔ یہ امر جسقدر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ اسیقدر افسوسناک اور رنج دہ بھی ہے کہ مشرق کے کثیر التعداد اور لاکھوں مسلمان جو سلطان عبد الحمید خاں خلد اللہ ملکہ کو اپنے سچے دین کے خلیفہ سمجھتے ہیں۔ اور جو ہر آٹھویں دن جمعہ کے خطبہ میں اُن کی خیریت اور

سلطان المعظم کی دعائیں مانگتے ہیں اپنے خلیفہ کے ذاتی حالات سے سراسر بیعلم اور بیخبر ہیں اسلئے اگر انہیں میں سے کوئی شخص حضرت سلطان کی بارگاہ پناہ کے حالات کی روشنی کا ایک پرتو بھی اُنکے روبرو پیش کرے تو یقین کامل ہے کہ وہ ضرور اُنکے نزدیک مقبول اور دلپسند ٹھیریگا۔

ذیل کے حالات جو چند صفحوں میں درج ہیں۔ اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ اُنسے باشندگان دیار انگلستان و نیز مسلمانان جہان [illegible] سلطان کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کریں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انگریزی [illegible] کے مسلمانوں میں خبر پہنچانے کا ایک عجیب ذریعہ ہے۔ بلاشک وہ عجیب ہے تاہم یہ سب [illegible] خیال کیا جاتا ہے لنڈن کی خبریں اسلامی ملک میں اور اسلامی ملک کی خبریں لنڈن [illegible] پہنچتی ہیں اور پھیلتی ہیں۔ اور حقیقتاً یہی وہ کنجی ہے جسکے ذریعہ سے برٹش [illegible] ممالک کے [illegible] میں کامیابی حاصل کی۔ آج ادہر افغانستان میں کوئی پولیٹیکل تحریک ہوئی اور ادہر [illegible] پیرس میں جا پہنچی۔ اسلئے آپ کل ہی ہر انگریز کی زبان پر اُسکا ذکر موجود پاوینگے [illegible] خبر [illegible] ہفتوں میں شاہ ایران کے کان تک پہنچے قبل اسکے کہ حیدرآباد کے لوگوں کو بمبئی کے [illegible] کی خبر [illegible] لنڈن کے روزانہ اخبار کو آپ دیکھینگے کہ وہ اُنکے اسباب و نتائج پر غور کر رہے ہیں۔ ایسا ہی مراکو کے شاہی خاندان کی شادی کا حال ترکوں کو معلوم ہی نہیں ہوتا ہے مگر ملکۂ انگلستان کے نبیرہ جگر بند کی کتخدائی کی خبر دوسرے ہی دن قاہرہ اور قسطنطنیہ میں ہرزہ گردی کرتی ہوئی ملیگی۔ بہت کم مسلمان قسطنطنیہ میں ہندوستانی زبان بولتے ہیں مگر ایک کثیر التعداد انگریزی اور فرانسیسی بخوبی بول سکتے ہیں۔ لہذا لنڈن اسلامی دنیا کا عام ڈاکخانہ کہا جا سکتا ہے۔

عرصہ چھبیس سال[1] کا ہوا کہ مسیحی تواریخ میں پہلے پہل ایک حکمران ترکی نے انگلستان کے سواحل پر قدم رکھا۔ یہ شخص ایک خوفناک ضیغم کے وارد نہ ہوا تھا۔ بلکہ انگلستان والوں اور اُسکے فرمانروا کے ایک طاقتور دوست اور ذی عزت مہمان کی حیثیت سے پہنچا تھا۔ اس بادشاہ کے تشریف لاتے ہی اولین بار سلطنت انگلشیہ کی تاریخ میں ہلالی پرچم اور ستارے دار جھنڈے قصر بکنگھم کی دیواروں کے اوپر پہلو بہ پہلو اُڑتے ہوئے نظر آئے یہ سلطان عبدالعزیز کی تشریف آوری کی مقدس یاد ہے جو دو ملکوں کے حاکم دو سمندروں کے مالک حرمین شریفین کے خادم اور خلیفۃ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے۔ ملک انگلستان اور وہاں کے لوگوں کی طرف سے نہایت

---

[1] سلطان عبدالعزیز شہید ۱۸۶۷ء میں پیرس اور لنڈن تشریف لے گئے تھے۔ جس واقعہ کو اب ۲۹ برس ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ مولوی صاحب نے اس مضمون کو ۱۸۹۳ء میں لکھا تھا۔ اسلئے ۲۶ برس تحریر کئے ہیں۔ بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

تکلف اور خوبی کیساتھ مہمان نوازی وقوع میں آئی +

لارڈ میئر (شہر کا بڑا حاکم) نے گلڈ ہال میں بادشاہ موصوف کا استقبال کیا۔ اور اس قصر کی تاریخی دیواروں کے اندر کھڑے ہوکر یورپ کے کارناموں میں اولیں بار سلطان والاجاہ نے عیسائی سامعین … پہنچ رہی۔ حضور سلطان معظم نے اپنے میزبانوں کا شکریہ ادا فرمایا اور بعد ازیں اپنی زبان … سے یوں فرمایا:-

"اس ملک میں اور نیز یورپ کے دیگر ممالک میں میرے آنے کی غرض اور غایت یہ ہے کہ ان ملکوں میں جو شائستگی کے مرکز کہے جاسکتے ہیں یہ دیکھوں کہ اب کونسی بات ایسی باقی ہے کہ جو ہمارے … اور جو ہمارے اس کام کی تکمیل کے لئے درکار ہونگے جسے ہم نے شروع کیا۔ … ہیں جو میں اخوت اور قومی ہمدردی کے متعلق کہتا ہوں اور جسے نہ صرف میں اپنی … ظاہر کیا چاہتا ہوں بلکہ یہ بھی دلی تمنا ہے کہ جمعیت اور اتحاد ہمارے لوگوں اور نیز یورپ کی دیگر اقوام میں قائم و دائم رہے۔ کیونکہ یہی ہمارے زمانہ کی ترقی اور رونق کی بنا ہے"

سلطان کے ہمراہ انکے دو بھتیجے مراد آفندی و حمید آفندی بھی تشریف لائے تھے۔ ان دونوں میں شہزادے حمید نہایت درجہ شرمگین۔ کم سخن۔ متین اور سنجیدہ تھے۔ چنانچہ آپ اسقدر شرمگین تھے کہ اپنے چچا بارگاہ پناہ کو قصر بکنگھم کے باغ میں ٹہلتا دیکھ کر آپ اپنے تئیں درختوں میں چھپالیتے تھے +

یہ وہی شہزادہ تھا جو اسوقت سلطنت ٹرکی کا نام آور روشندل حکمران ہے۔ شاید سب سے بڑا کام جو سلطان عبدالعزیز نے اپنے بھتیجے یا اپنے ملک کے ساتھ کیا وہ یہی تھا۔ کہ اُنہوں نے اس ہوشیار شہزادے کو سفر یورپ اور خصوصاً لنڈن کے سفر میں اپنے ہمراہ رکھا +

وہ پیچیدہ اور سانحہ خیز حالات جن میں پڑکر سلطان عبدالحمید خاں نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تھی ناظرین کو بخوبی یاد ہونگے۔ اسلئے اسکی تفصیل بیان کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس متین اور سنجیدہ شہزادے کی دوامی ناموری کے لئے یہ کہدینا بیجا نہ ہوگا۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو عوام میں مشہور بھی نہیں ہے کہ جب تاج سلطنت عثمانیہ کو آپکے فرقِ مبارک پر رکھنے کو ڈیپوٹیشن پہنچی۔ تو آپنے صاف طور پر اُسکے قبول کرنے سے انکار کیا۔ بہت کم شہزادے ایسے ملینگے۔ جو اس قسم کے ہدیہ سے انکار کرینگے۔ اور آپنے اُسوقت تک سلطنت کی نہایت خطرناک اور ذمہ داری کے عہدے کو نہ قبول فرمایا۔ جب تک اُنکے برادر بزرگ کی دیوانگی اور شوریدگی قطعی طور پر ثابت نہوگئی۔ اور نیز اُسکے ساتھ ہی ساتھ آپکی اعلےٰ سمجھ روشن دماغی اور حب الوطنی کا بھی اندازہ ہو گیا

آپ کو اُسوقت قدیم دستور کے مطابق مسجد ایوبی میں لے گئے۔ جہاں پہنچکر شریف قونچ نے آپکے دستِ مبارک میں تیغِ عثمانی عطا فرماکر آپ کو تمام اہل اسلام پر حکومت بخشی۔ یہ شریف قونچ قسطنطنیہ میں خاص اسی غرض سے بلائے گئے تھے۔ ۱۹۱۲ء سے یہی دستور چلا آتا ہے۔ کہ اس قسم کا حق انہیں لوگوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے جو ایسے عہدے پر مامور ہوں۔ ٹرکی کی تاریخ میں یہ زمانہ نہایت نازک خیال کیا جاتا تھا۔ تختِ سلطنت پر ایک قوی اور زبردست بادشاہ کی ضرورت تھی۔ اسوقت سلطنت پر تباہی لانے کیلئے شہزادہ کا ایک نادرست فعل یا ذرا سے ناجائز حرکت اور تھوڑی سی کوتاہ اندیشی کافی تھی وہ لوگ جو سلطان عبد الحمید خاں ثانی خلد اللہ ملکہ کے چال چلن اور اُنکی روش کو جنگ۔ جدال کے طوفان کے زمانہ سے لیکر ایام امن تک نہایت خبرداری اور غور سے دیکھتے رہے ہیں۔ اس امر کے اقبال سے ذرا بھی تامل نہ کرینگے۔ کہ آپنے ایسے موقعہ پر فہم و فراست و دانش و ادراک سے کام لیا اور خوش انتظامی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یہی وہ باتیں ہیں جس میں کم سے کم حکمرانان ٹرکی تو بمشکل آپ پر سبقت لیگئے ہونگے ۔

گذشتہ تیرہ سال سے سلطان محکمہ خارجیہ کے خود ہی سیکرٹری ہیں اور آپ اپنی سلطنت میں مشرقی مسئلہ کے سمجھنے میں سب سے زیادہ قابل اور زود فہم تصور کئے جاتے ہیں آپ اپنی مملکت میں نہایت محنتی اور جفاکش مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ اکثر ہر قسم کے کاغذات خود ہی ملاحظہ فرمایا کرتے ہیں اور ہر طرح کے خط و کتابت آپ ہی کیا کرتے ہیں۔ آپ کسی کاغذ پر جب تک اُسے پیشتر پڑھ نہ لیا ہو۔ دستخط نہیں کرتے بہتوں کو اس امر سے حیرت ہی کہ آپ اسقدر کام کیونکر کرتے ہونگے۔ چونکہ بادشاہت کی ترقی و زوال آپ ہی کے ہاتھ میں ہی۔ پس مقتضائے طبیعت یہی ہی۔ کہ ایسے آدمی کا وجود دلچسپی اور دل گرفتگی سے خالی نہ ہوگا۔ اسلئے ہر تو وارد آپکے دیدار کا دل سے خواہشمند ہوتا ہے۔ مگر بہت کم ایسے ہیں جنکو آپکے ذاتی حالات کے معلوم کرنے کی عزت حاصل ہوتی ہے۔ یورپ کے دیگر شہنشاہوں اور بادشاہوں میں سلطان خلد اللہ ملکہ از حد خوش اخلاق مشہور ہیں۔ جتنے سیاح وہاں سے آتے ہیں۔ وہ آپکے لاانتہا حسن خلق کے ثبوت بھی اپنے ہمراہ لئے آتے ہیں ۔

ٹرکی کی تاریخ اور اُسکے مذہب سے مجھ کو ایک فطرتی دل بستگی تھی اور میں اُسکے حکمران کے حالات خواہ وہ مذہبی ہوں یا پولیٹکل ہندوستان میں اور نیز اپنے قیام یورپ میں اکثر دریافت کرتا اور اس سے واقف ہوتا تھا اور اسی اشتیاق میں سیر اگذری ۱۸۹۲ء کے موسم خزاں میں اُس سرزمین میں ہوا سلطان بارگاہ پناہ کی حضوری اور قدمبوسی

له ۱۹۱۲ء میں بقضاء یہ اعداد میں سے متبدل ہوگئی۔ اور ۳۱ اگست ۱۸۹۶ء سے۔ اعلیحضرت امیر المومنین کے عہد حکومت کا اکیسواں برس شروع ہوگیا ہے زنیہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

کی تمنا کا اظہار میں نے بذریعہ عرضی کے کیا۔ جس کے جواب میں سلطان المعظم نے میرے ملنے کیلئے ۲۱ اگست ۱۸۹۲ء روز جمعہ بعد فراغت نماز کے وقت قرار دیا۔ میں سر الفرڈ سنڈیمن کے ہمراہ جو برٹش سفیر اور میرے معزز آشنا پیشتر دستر حمیا تھے قصر شاہی کو روانہ ہوا۔ میں سب سے پہلے اُس جلوس اور اہتمام کو قلمبند کروں گا۔ جو جمعہ کی نماز کے ساتھ متعلق ہے۔

ٹرکی میں جمعہ کے دن جب سلطان خلد اللہ ملکہ اپنے قصر سے جامع مسجد میں اُس شہنشاہ دو جہان بادشاہ عالم و عالمیان کی حضوری میں بندگی کو مثل اپنی دیگر رعایا کے تشریف لاتے ہیں اُسوقت خلیفۃ المسلمین کی عظمت و جلال اور اسلام کی شان و شوکت قابل دید ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ نظارہ کسی اور اسلامی خواہ عیسائی ملک میں آنکھوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ فوج کے نہایت عمدہ جوانوں میں سے بارہ ہزار وفادار سواروں کی جمعیت جمعہ کے روز اُس سڑک کے ہر دو جانب کھڑی ہوتی ہے جو قصر سلطانی سے جامع حمیدیہ تک چلی گئی ہے۔ یہ فوج ہلالی جھنڈے ہاتھوں میں لئے اُس شہنشاہ کی سلامی کو حاضر ہوتی ہے جسکو دست قدرت نے اسلامی پھریرا اور جسکو نام کیساتھ خلیفۃ المسلمین کا لقب لگا ہے۔ یہ سوار بادی النظر میں جری اور بہادر ہوتے ہیں اور ہر طرح کے نو ایجاد جنگی ہتھیاروں اور نہایت برق سلحوں سے آراستہ دکھائی دیتے ہیں۔ سلطانی اڈیکانگ سبزہ عربی النسل مرکبوں پر سوار۔ سیاہ رنگ کی خوشنما وضع کی وردیاں جنکے کناروں پر سنہری اور روپہلی بیل جڑی ہوئی ہے زیب تن کئے سرخ سرخ ٹرکش فیز (قسم کلاہ) سروں پر رکھے اور بہادری کے تمغے اپنے اپنے سینوں پر لٹکائے وفادارانہ جوش کیساتھ یہ شہنشاہی پیغامبر ادھر اُدھر گزرا کرتے ہیں۔

جامع مسجد کے مقابل اور قصر یلدز کے قریب ایک چھوٹا سا خوبصورت بالاخانہ واقع ہے جس جگہ معزز وزیٹروں کو بلحاظ اہتمام ایک افسر لیجا کر بیٹھاتا ہے اور جہاں سے وہ لوگ حضور سلطان المعظم کو مسجد میں تشریف لے جاتے دیکھتے ہیں۔ جونہی کہ ٹرکش کلاک (گھڑی) میں چھ بجتے ہیں یعنے (انگریزی وقت کے مطابق بارہ) بادشاہی امام ڈھیلا ڈھالا قبا پہنے اور سبز عمامہ باندھے عرب اور سیریا (شام) کے چند علما کو جو اپنے اپنے ملک کے لباسوں میں ہوتے ہیں۔ ہمراہ لئے قصر شاہی کے حدود سے باہر نکلکر خانہ خدا کی راہ لیتے ہیں۔ انکے پیچھے دو گاڑیاں جن میں سلطانی حرم کی عورتیں ہوتی ہیں۔ مسجد کی طرف روانہ ہوتی ہیں۔ مسجد کے حدود میں پہنچکر گھوڑے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور تا اختتام نماز یہ خاتونان حرم اُنہیں گاڑیوں میں بیٹھی رہتی ہیں انکے بعد وزیر اعظم۔ شیخ الاسلام۔ افسران فوج۔ وزرائے سلطنت۔ وزیر صیغہ امیر البحری۔ بڑے بڑے عہدہ داران ملکی۔ اور ایک معتدبہ جماعت اراکین اور اکابران سلطنت کی جو شان و شوکت اور جاہ و احتشام کے ساتھ یکے بعد دیگرے گذرتی ہیں۔ اور جن کی قطار سے تمام گزرگاہ جگمگا اُٹھتا ہے۔ اس عالمگیر خاموشی میں بگل کی آواز یکایک کان میں پہنچتی ہے۔ جس کا

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اب خاموش! حضور بارگاہ پناہ تشریف لاتے ہیں۔ سلطان المعظم ایک کھلی ہوئی گاڑی میں
جس میں دو خوبصورت عربی گھوڑے جتے ہوئے تھے جلوہ افروز ہوئے۔ آپکی حضوری میں عثمان پاشا۔ پلیونا کے
مشہور ہیرو جنکو بادشاہ کے مقابل بیٹھنے کی عزت حاصل ہے موجود تھے۔ گاڑی کے چاروں طرف سے حضرت جہاں
پناہ کے باڈی گارڈ کے افسر احاطہ کئے ہوئے تھے۔ ان چیدہ شخصوں کی جماعت ایسی جری اور خوبصورت تھی
کہ مجھے اس سے پہلے ایسی وجیہ اور خوبصورت جوانوں کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہ محافظان بادشاہی
عربی گھوڑوں پر سوار تھے اور انکے جسموں پر نہایت زرق برق کی یورپین وردیاں تھیں۔ سلطان کے مشاہدہ
جمال سے ایک گرج کی سی آواز دلی جوش اور جاں نثاری کے اظہار میں فوج کے درمیان سنائی دی
یکبارگی "پادشاہم چوق یشا" ہمارا بادشاہ بہت زندہ رہے کا نعرہ بلند ہوا۔ نعروں کی گونج کئی منٹوں
تک قائم رہی۔ جب گاڑی اس بالاخانہ کے قریب پہنچی جہاں کہ مختلف مقاموں کے سیاح اور مہمان تشریف
رکھتے تھے۔ تو لیڈیاں اول حضور کی تعظیم کیلئے کسی قدر جھکتی ہیں اور انکے بعد جنٹلمین بھی اسی طرح پر اظہار تسلیم
بجا لاتے ہیں۔ عالی جاہ سلطان بارگاہ پناہ ٹرکش طریقہ سے انکی سلاموں کا جواب دیتے ہیں۔ آپ پہلے اپنے
دست مبارک کو سینہ پر رکھتے اور پھر اسکو تک لیجاتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انکی تشریف
آوری سے خوش ہیں اور خوش آمدی کا اظہار کر رہے ہیں۔ مسجد پر پہنچتے ہی امام اور چند مشہور افسر حضرت
جہاں پناہ کا استقبال کرتے ہیں۔ اور آپ وہاں سے چلکر اپنے مخصوص گیلری (مسقف برآمدہ یا کمرہ)
پر متمکن ہوتے ہیں۔ جہاں سے کہ حضور معدود مسجد کے اندر کی چیزوں کو بخوبی دیکھ سکتے اور آوازیں سن سکتے ہیں
لیکن دیگر نمازی بمشکل آپکے دیدار کی جھلک دیکھ پاتے ہیں۔ میں بھی بالاخانہ کے جھروکہ سے جو معزز مہمانوں
کیلئے تعمیر ہوا ہے سلطان کو تشریف لاتے دیکھکر خوش ہوا۔ بادشاہ عالم پناہ کے مسجد میں داخل ہوتے ہی
سلطانی اڈیکانگ کا ایک شخص میرے پاس آیا اور وہ اپنے ہمراہ مجھے مسجد کے اندر لے گیا۔ جہاں مجھے اسنے
ایک عمدہ جگہ بیٹھنے کیلئے بتلا دی۔

جب لوگ باطمینان بیٹھ چکے تو امام صاحب نے خطبہ شروع کیا جسکے ختم ہونے پر انہوں نے سلطان اور
خلیفۃ الاسلام کی صحت۔ درازی عمر۔ دولت واقبال کے دعائیہ الفاظ اسی طریقہ سے نہایت جوش میں
زبان سے فرمائے جسطرح انگلستان کے گرجوں میں ملکہ کیواسطے کہئے جاتے ہیں مگر یہاں ایک نئی بات
دیکھنے میں آئی جس میں حیرت اور خوشی دونوں ملی ہوئی تھی اور یہ مشاہدہ تھا سلطنت اسلامیہ کے ایک
قدیم دستور کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریب تر زمانہ خلافت میں یہ دستور تھا کہ جمعہ کے دن
نماز اور خطبہ کے موقعہ پر کوئی شخص مسلمان خواہ وہ ادنیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ امیر خلافت کو چیلنج

وغیرہ پر نہایت آزادی سے کھڑے ہو کر اعتراض کر سکتا تھا اور وہی نظام کا جسپر پوری پوری توجہ کیجاتی تھی۔ اظہار کر سکتا تھا۔ یہاں بھی جیوں ہی نام نامی سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ کا خطیب کی زبان پر آیا کہ چند اشخاص جنکے ہاتھوں میں اپنے اپنے عرض حال کی درخواستیں اور عرضیاں تہیں اُٹھ کھڑے ہوئے یہ وہی لوگ ہیں جنکے مظالم کی چارہ جوئی یا تدارک سے ادنے افسران عدالت انکار کر چکتے ہیں اور وہ اس طرح بہت خلیفۃ المسلمین سے دادخواہ ہوتے ہیں۔ عرض بیگی ان کا غذوں کو اس طرح پر جمع کرتا جاتا ہے گویا وہ سب سلطان کے حضور میں پیش کئے جاینگے۔ میں نہیں جانتا کہ کہانتک سلطان ان کاغذوں کی طرف اپنی توجہ مبذول فرماتے ہونگے۔ مگر یہ رسم مجھے از حد بھلی معلوم ہوئی اور مجھے اس سے بے اندازہ مسرت حاصل ہوئی۔ اور اس وجہ سے کہ شروع زمانہ اسلام کی خود مختاری کے اصول حریت کا ایک بیش بہا تبرک موجود ہے۔ اور دوسرے اس خیال سے کہ یہی ایک ایسا دستور ہے جس کے ذریعہ سے مظلوم اور ستم رسیدہ کی فریاد شہنشاہ وقت کے کان تک پہنچ سکتی ہے۔ خانہ خدا کا تقدس ہی ہر قسم کے زور و ظلم کے روکنے کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔ علاوہ بریں اس مقام پر شہنشاہ اور گدا برابر ہیں۔ زبردست سے زبردست حکمران کی عزت مسجد میں کسی طرح عام اور غریب نمازیوں سے زیادہ نہیں سمجھی جاتی۔ یہ وہ عدالت ہے جہاں مالک اور غلام پہلو بہ پہلو اُس بادشاہ دو جہان اور شہنشاہ کون و مکان کے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ جسکے قہر و جلال کے آگے بڑے بڑے خود مختار بادشاہ کانپتے اور تھرتھراتے ہیں۔ نہایت سنجیدگی سے جیسے نماز ادا ہونی چاہئے دوگانہ ادا ہوا۔ لیکن امام جمعہ کی اُس فصیح تقریر سے جو اُنہوں نے بطرز استدعا محافظ دین متین اور خلیفۃ المومنین سے مخاطب ہو کر دربارہ مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور نیز اُس دعا سے جو انہوں نے بارگاہ ایزدی میں اسلام کی گری قوم کے اُبھرنے اور خلیفۃ المسلمین کی نگہبانی کے واسطے مانگی۔ اور جس میں تمام حاضرین شریک تھے۔ ایک عجیب دلسوز اثر اور کیفیت میرے دل پر ظاہر ہوئی ترکی کی حالت کو دیکھکر اور مسلمانوں کے حالات کا اندازہ کر کے میرا دل اور میری آواز انکی سلام و دعا میں جوش کیساتھ شریک ہوئے۔ نماز کے بعد حضور سلطان بارگاہ پناہ گاڑی پر سوار ہو کر قصر شاہی کو روانہ ہوئے۔ راستہ بھر آپ برابر سب کی سلاموں کا جواب دیتے جاتے تھے۔ جناب ممدوح کے تشریف لیجانے کے بعد میں سلطان کے اوڈیکانگ کے ہمراہ اُس محل کو روانہ ہوا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور وہاں لارڈ چیمبرلین کے حکم کا منتظر رہا۔ اُسدن چند مشکل معاملات ایسے درپیش ہوئے جس میں آپ کو خاص طور پر مصروف ہونا پڑا۔ موسیو کامبن سفیر فرانس رخصت پر اپنے وطن جانیوالا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ سلطان سے چند پولیٹیکل معاملات میں گفتگو کرنے کا خواہشمند ہوا۔ اسکے بعد نیم خود مختار ریاست بلغاریہ کا وزیر اعظم موسیو اسٹام بولوف

پہلے ہی پہل سلطان المعظم کی قدمبوسی کو حاضر ہوا۔ چنانچہ فرانسیسی سفیر کے بعد ہی وزیر موصوف طلب کیا گیا۔ اُنکے چلے جانے کے بعد بلغاریہ کا ایجنٹ میرے کمرے میں آیا جسے سفیر برطانیہ (انگلستان) کے اورینٹل سیکرٹری (سیکرٹری معاملات شرقی) نے مجھ سے انٹروڈیوس (معرفی) کرایا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُسنے ایک دلچسپ تقریر شروع کی جسمیں اُسنے بیان کیا کہ باشندگان ملک بلغاریہ سلطان کے دلسوز جان نثار اور فرمانبردار ہیں جسکے سننے سے مجھے خوشی ہوئی۔ اور میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا آپکے ہموطن روسیوں کے مقابل کسی حملہ میں سلطان کی طرف سے لڑنا پسند کرینگے جسکے جواب میں اُسنے مجھے یقین دلایا کہ وہ ضرور لڑینگے کیونکہ اونکی ہستی بحیثیت قوم یورپین ٹرکی کے برقرار رہنے تک خیال کیجاتی ہے۔ اُسکی رائے سلطان کی نسبت نہایت عمدہ تھی۔ اور وہ سلطان کو بہت بیدار مغز اور بہت ہوشیار مدبر خیال کرتا تھا جبکہ میں اس قسم کے عمدہ ذکر اذکار میں مشغول تھا سلطان عالی نے مجھکو طلب فرمایا۔ سر الفرڈ شارپین کے ہمراہ میں یلدز کوشک کے نو تعمیر قصر میں گیا جو دو منزلہ پر منیر ہے۔ مہمانوں کے استقبال اور بحاضر و مدارات کرنیوالی جماعت کے افسر ایسے تھے نہایت تپاک سے آئے اور ہماری بکمال خاطر داری ہوئی +

مجھے سخت حیرت ہوئی جب میں نے دیکھا کہ ایک مشرقی بادشاہ کا قصر بہ مثل ایک انگلستان کے شریف آدمی کے ڈرائنگ روم یا دیوان عام کے ہے۔ اگر میں دہلی میں خاندان مغلیہ کے شہنشاہ کے قصر میں داخل ہوتا۔ تو میں ضرور اُسکے دیوان خاص کو بیش بہا و نادر جواہرات سے مزین اور عمدہ عمدہ قیمتی اشیاء سے آراستہ پاتا۔ اور میں درحقیقت یہ نہیں بتا سکتا کہ میں اور کیا کچھ نہ دیکھتا +

مگر ناظرین کو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ سلطان کے قبضہ میں کوئی عمدہ اور شاندار عمارت نہیں ہے۔ اُنکے قبضہ میں ایسے ایسے بہت سے مکانات ہیں لیکن خود اُنکو بہت کم اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ اور انھیں محلوں میں اُنکے مہمان ٹھہرتے ہیں اور آرام پاتے ہیں +

جب ہم کمرہ میں داخل ہوئے۔ تو حضور سلطان خلد اللہ ملکہ کو بہترین طریق مہمان نوازی ایستادہ پایا۔ میری اُسوقت کی حیرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا جب میں نے مالک قصر و حکمران سلطنت ٹرکی کو اس حال میں دیکھا۔ میں ذکر کرونگا کہ اُس بادشاہ کے حضور میں اُسوقت کھڑا تھا۔ جو محمد ثانی اور سلطان سلیم کی نسل سے ہیں آپکے فرق مبارک پر کوئی قیمتی عمامہ۔ یا جسم پر کوئی جبہ او عبا نہ تھا۔ اور نہ جواہرات یا اس قسم کی کوئی چیز تھی جسکی وجہ سے مشرقی شہزادے عوام سے تمیز کئے جاتے ہیں۔ بلکہ بجائے اسکے آپ زیور شرافت سے مزین اور جامہ اخلاق و تواضع سے آراستہ نظر آتے تھے۔ آپ بظاہر ایک یورپین شہزادے معلوم ہوتے تھے۔ لیکن عوام سے زیادہ مذہبی اور عوام سے زیادہ دل مشرقی ممالک میں یہ قول بطور عام متعارف کے سمجھا جاتا ہے

یہ شہزادہ کو ایک نظر دیکھکر اسکی رعایا کے حقیقت حال سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ مجھے اس وقت اپنی ہندوستانی پگڑی اور
ڈھیلے ڈھالے عربی جبا پر سخت شرمندگی ہوئی کیونکہ بخیال تعظیم سلطان و بلحاظ ہمدردی ملاقات مجھکو لازم تھا کہ میں بھی
ترکش فراک کوٹ (بہت اور لمبا کوٹ) اور فیز ترکی ٹوپی کے ساتھ جناب ممدوح کے روبرو حاضر ہوتا۔ آپ نے اپنے سینہ
میں ہیروں اور جواہرات کا تمغہ لگانا جو آپکے آبا و اجداد کو ورثہ سے پہنچا تھا قطعی طور پر ترک فرمایا ہے۔ ایک دوسرے
امر نے میری توجہ کو اپنی طرف مائل کیا۔ اور جس سے مجھے کم حیرت نہ ہوئی۔ وہ یہ تھا کہ سلطان المعظم نے قدیم [illegible]
اس قسم کی پیچیدہ رسوم [illegible] کے بجا لانے کی کوئی ضرورت نہیں [illegible] جنکا [illegible] بادشاہوں
کے روبرو دیگر مشرقی درباروں میں لازمی سمجھا جاتا ہے۔ اس کمرہ میں کوئی [illegible] بالکل عموماً [illegible] شہزادوں کے
خاص کمروں میں ہوتے ہیں حاضر نہ تھا۔ یہاں تک کہ [illegible] اور [illegible] خاص افسر [illegible] دوسرا
شخص بھی وہاں نہ تھا سوائے مجھے اور آخر الذکر شخص کے جوکہ ترجمان کا کام دیتا تھا۔ [illegible] شخص کے طریق تعظیم
بجا لاؤں گا حضور سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن کچھ تو میرے دل کی خواہش نے [illegible] تو رہے جو
پشت در پشت سے آ رہا ہے مجھکو اس امر پر مجبور کیا کہ [illegible] کی خدمت میں ادب اور کورنش [illegible]
بجا لاؤں جو طریقہ کہ سلطنت ہائے مشرقیہ میں رائج ہے۔ غرض جب یہ رسم ادا ہو چکی تو حضور ممدوح نے مجھے [illegible]
اور اپنی جگہ پر تشریف رکھنے کے بعد مجھے بیٹھنے کو اشارہ کیا۔ آپکی [illegible] نوازی جو آپ نے اپنی حضوری میں [illegible]
فرمائی زیادہ تر مثل ایک دوست کی تھی نہ صرف مثل ایک ہم مذہب کے۔ مجھے ایک اولو العزم بادشاہ کے ہاتھوں اسقدر
خلق اور تواضع کی ہرگز امید نہ تھی۔ مجھے سلطان جہاں پناہ کو اپنے ملاقاتیوں سے بیٹھنے کے لئے فرماتے سنکر حیرت
ہوئی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی عزت افزائی تھی جسکو آپکے آبا و اجداد نے شاید ہی عطا کرنا قبول فرمایا ہو۔

حضور ممدوح کے زیب تن ایک سادہ ترکش کوٹ تھا۔ اور اسپر ایک لمبا فوجی لبادہ۔ آپ نے تمغہ کی قسم
سے کوئی چیز مثل [illegible] علامات [illegible] ستارے یا ریشمی فیتے جو بطور آرائشگی کے مستعمل ہیں نہیں لگائے تھے۔
سلطان المعظم بہت حسین ہیں۔ اور آپکے گول سر پر بھورے بال بہت خوشنما نظر آتے ہیں۔ آپکے خال و خط اور
چہرہ کے نقشے عجیب ہیں جو بادی النظر میں بہت خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے
کہ بادشاہ روم اور ایک ہندوستانی مسلمان کے درمیان برطانیہ کی زبان کے وسیلہ گفتگو ہوتی ہے۔ سلطان المعظم فارسی اور
چند یورپ کی زبانوں کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ اپنی زبان کے سوا دوسری زبان میں شاذ و نادر
گفتگو کرتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ ترکی زبان میں آپ کی تقریر بہت شریں اور فصیح ہوتی ہے۔ مجھے بے انتہا ملال تھا
کہ میں اپنی ناقابلیت کی وجہ سے آپکے سخن کی حسن و خوبی جو آپکے لب مبارک پر آتے تھے نہ پہچان سکا۔ آپ
نے ایک تبسم کے ساتھ جسکا ہونا بادشاہوں میں خصوصاً مرغوب و خوش آیند ہے۔ اپنی گفتگو شروع کی آپکی

سادگی خود آپکے ملاقاتیوں کی توجہ کو ہر لحظہ آپ کی طرف زیادہ کرتی تھی۔ آپ بوقت گفتگو شیریں بیانی اوصاف دلی کا اسدرجہ اظہار فرماتے ہیں کہ جس سے تھوڑی دیر کے لئے سامعین کے دل سے آپکے بادشاہ ہونے کا خیال جاتا رہتا ہے۔ اور آپ جب اپنے منظور نظر سفیروں سے باتیں کرتے ہیں۔ تو انہیں از راہ مہربانی سگرٹ بھی عطا فرماتے ہیں ✦

مسلمانان ہند کے حالات سے سلطان المعظم کو بہت دلچسپی ہے۔ اور آپ انہیں کسی شخص کی زبانی یہ سنکر کہ ملکہ وکٹوریہ خلد اللہ ملکہا کے عہد سلطنت میں وہ لوگ خوش ہیں۔ اور بہ سرعت ترقی بیحد مسرور اور شاد ہوتے ہیں۔ آپ بحیثیت مسلمانوں اور انکے علوم کے سرپرست ہونیکے اس خبر کے سننے سے بہت خوش ہوئے کہ شہنشاہ علیا قیصرہ دام اقبالہا نے مشرقی لوگوں کی زبان پڑھکر انکو عزت بخشی۔ آپنے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا ملکہ ہندوستان لکھ پڑھ سکتی ہیں؟ جسکا جواب میں نے اثبات میں دیا۔ میں سن چکا تھا کہ سلطان کو اپنی معلومات کو وسیع کرنے کا بہت خیال رہتا ہے۔ اور یہ کہ آپکی عام واقفیت نہایت درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسکے دیکھنے کا مجھے بھی اسوقت موقعہ ملا۔ آپکو گفتگو کرتے وقت کسی قسم کی دقت نہیں پیش آتی۔ آپ بخوبی جان لیتے ہیں کہ کس وزیر سے کس امر میں گفتگو کرنی چاہئے۔ اس خیال سے کہ مجھکو قانون اسلام سے خاص دلچسپی ہے۔ حضور ممدوح نے دو ایک سوال اسکے متعلق مجھ سے دریافت کئے۔ اور آپنے اپنی زبان مبارک سے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں دیکھکر بہت خوش ہوا اور میں امید کرتا ہوں کہ تم میری دارالخلافت کی سیر سے بہت محظوظ ہوگے۔ میں حضرت جہاں پناہ کی اس عنایت خسروانہ کا دل سے شکرگذار ہوا۔ اور بارگاہ ایزدی میں سلطان ترکی اور خلیفۃ الاسلام کی اولوالعزمی کا داعی ہوا۔ میری اسوقت کی ملاقات کا نتیجہ بہت ہی پُراثر تھا۔ جب میں نے رخصت کی اجازت چاہی۔ تو سلطان المعظم نے میرے سر اور شانے پر ہاتھ رکھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ گویا حضرت جہاں پناہ بحیثیت خلیفہ دعائے برکت دے رہے ہیں ✦

تقریباً چار صدی کا زمانہ گذرا کہ سلطان حال کے جد امجد سلطان سلیم کو بعد فتح مصر خلیفۃ الاسلام کا خطاب دیا گیا تھا۔ ہمیں شک ہے کہ اسوقت سے لیکر اب تک شاید کسی شہزادے نے تخت سلطنت ترکی پر اپنے تئیں اسدرجہ مستعد خلیفہ ثابت کیا ہوگا جس درجہ کہ موجودہ حکمران ترکی نے۔ سلطان عبدالحمید خاں ثانی سے چند پولٹیکل غلطیاں ہوئیں ہوں لیکن انکے دوامی ناموری کے لئے یہ ضرور کہدینا چاہئے۔ کہ آپ جب سے مسند نشین تخت سلطنت عثمانیہ ہوئے اسوقت سے لیکر آجتک آپنے اپنے تئیں نہایت خوبی اور قابل تحسین طریقہ سے بیشمار اور طرح طرح کے امورات میں مثل خلیفہ اسلام مشغول و مصروف رکھا۔ باوجود متعدد خدمات منصبی کے جسے آپ پورا کرتے ہیں۔ آپ حسب معمول اہل اسلام ہر روز پنجگانہ نماز پابندی وقت کیساتھ جو

گھڑی کے مطابق ہوتی ہے ادا کرتے ہیں۔ آپ ماہ رمضان المبارک میں تیسوں روزے رکھتے ہیں کیفی اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرتے اور ہمیشہ اپنے تئیں قمار بازی سے باز رکھتے ہیں۔ آپ مذہبی اور اخلاقی تعلیم گاہوں کی نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ دنیا کے کسی اسلامی حصہ میں کیوں نہ ہو قدر کرتے اور سرپرستی فرماتے ہیں۔ علاوہ بریں آپ کی داد و دہش صرف اپنے ہی مذہب کے غربا و مساکین تک محدود نہیں ہے بلکہ مطابق فرمان الٰہی و کلام ربانی ہر شخص کی آپ مدد کرتے ہیں جو اسکا مستحق ہو خواہ وہ کسی مذہب یا کسی فرقہ کا ہو۔

اگر شیخ الاسلام کو کوئی تحفہ عنایت ہوتا ہے۔ تو یونان اور آرمینیا کے پیٹریارک درجے پر دونوں بھی مرحمت خسروانہ سے محروم نہیں رہتے۔ آپ اکثر اوقات نہایت درجہ کی تحمل سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بیہودہ تعصب سے ثابت ہونے نہیں دیتے۔ علوم کی طرف آپکی خاص توجہ ہے چاہے وہ جس قسم کا ہو۔ اس امر کا جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نقاش اور سنگتراش جنکا پیشہ آپکے آبا و اجداد روا نہ رکھتے تھے آپ کی تحریک سے تمام مملکت میں پھیلے اور روز بروز ترقی پر ہیں۔ آپ ہر ملک اور ہر دیار کے علما اہل اسلام کی [illegible] اور التفات خسروانہ و نہایت خندہ پیشانی سے انکی عزت اور تواضع کا خیال رکھتے ہیں جسکی وجہ سے آپکے بزرگوں کی یادگار مہمان نوازیاں ابتک بدستور قائم ہیں حتٰی کہ عیسائی ملاقاتیوں کی بھی آؤ بھگت آپکے دربار میں اس طرح کی دلی سے وقوع میں آتی ہے جو انکو دیگر یورپین درباروں میں ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی +

سلطان **عبدالحمید** خلد اللہ ملکہ زمانہ قدیم کے توہمات اور تعصبات سے بالکل مبرا ہیں اب وہ نہایت خوشی سے مشہور یورپین لیڈیوں کو اپنی میز پر کھانے میں شریک کرنے اور سچے عربی طریق کی مہمان نوازی کا اظہار فرماتے ہیں آپ کو جرمنی کے شہنشاہ بیگم کے ساتھ گاڑی میں پہلو بہ پہلو بیٹھ کر سیر کرنے اور انکو اپنے ہمراہ شاہی ڈنر میں میز پر جگہ دینے دیکھکر ترکوں کی جماعت میں ایک عجیب ہنگامہ برپا تھا۔ چونکہ حضرت جہاں پناہ سلطان المعظم خلیفہ بھی سمجھے جاتے ہیں۔ اسلئے اسموقعہ پر اگر چند امور آپکے گوش گزار کئے جائیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ جو جو تکلیفیں کہ ہندوستان کے زائرین مکہ معظمہ اس مقدس شہر کو جاتے ہوئے راہ میں جزیرہ کامران اور دیگر مقامات میں برداشت کرتے ہیں۔ بلا شک اسلام کے پیارے نام پر بدنما دھبہ لگاتی اور اسکی حرمت کو کم کرتی ہیں۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ بمبئی کے ایک متمول اور ذی اختیار سوداگر نے جو خود حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے تھے۔ سال گذشتہ مجھے ایک خط لکھا جس میں صاحب موصوف نے بعد لکھنے زائرین کی تکالیف اور ان دقتوں کو جو راہ میں انہیں پیش آتی ہیں مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے رفع کرانے کی کوئی تدبیر سوچوں۔ جب میں قسطنطنیہ میں پہنچا۔ تو شکایت مذکور کا اجمالی ذکر میں نے احمد جلال الدین پاشا سے جو سلطان المعظم کے اڈیکانگ تھے کیا۔ انہوں نے وعدہ فرمایا کہ جسقدر جلد ممکن ہوگا۔ میں اس معاملہ کو

سلطان کے روبرو پیش کرونگا۔ مگر سال بھر ہوگیا۔ ابتک اُسکے متعلق کوئی خبر سننے میں نہیں آئی۔ مَیں ملکی اور مالی مشکلات سے بخوبی واقف ہوں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ اس مسئلہ کے حل کرنے میں کیا کیا دقتیں پیش آ سکتی ہیں۔ لیکن اس معاملہ کی مجموعی قوت اور نیز ضرورت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ مَیں اُسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں بار دیگر عرض کرنا اپنا عین فرض سمجھتا ہوں۔ تاکہ حضور ممدوح اپنی توجہ اس طرف مبذول فرمائیں۔ مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اگر مالی امداد کی ضرورت ہو۔ تو شہزادگان و سوداگران ہند ٹرکی کے اُن عہدہ داروں کے پاس جو سب میں بہتے ہیں زر چندہ بھیج سکتے ہیں۔

بعدازاں یہ بات اور تجویز میں پیش کرتا ہوں۔ جو دربارہ یونیورسٹی قایم کرنے کے ہے یہ یونیورسٹی یا دار العلوم بمقام قسطنطنیہ میں قایم ہونی چاہئے۔ جو مسلمانوں کو علم ادب اور اُنکے قانون میں ڈگریاں (یا فضیلت کے خطاب) عطا کرتی رہے۔ فی الحال اسلامی دنیا میں اس قسم کا کوئی مدرسہ نہیں ہے۔ دنیائی یونیورسٹیاں اُن ڈگریوں کو عطا نہیں کر سکتیں۔

ایسے دار العلوم کے قایم ہونے سے بڑے بڑے ادیب اور لایق اشخاص اسلامی دنیا کے ہر سمت سے آ آ کر ٹرکی میں جمع ہونگے۔

یہ دار العلوم تہذیب اسلام کے اندر ہی اندر جلنے والی آتش کو ازسرنو روشن کریگی۔ اور اُس باہمی مودت اور اخوت کی گرہ کو مضبوط کریگی جسکا ہونا مسلمانوں میں خواہ وہ کسی فریق کا ہو ضروری ہے۔ سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہ کا نام ایسی یونیورسٹی کی بنا ڈالنے کی وجہ سے زیادہ تر آیندہ آنے والی نسل میں پیاری یادگار سمجھا جائیگا۔ اور ہمیشہ برقرار رہیگا۔

سلطان عبد الحمید جیسے حکمران کے حالات سے سچی واقفیت حاصل کرنے کیلئے ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ اُن متعدد دقتوں اور پیچیدگیوں کو جانے جو دول یورپ کیوجہ سے آپکے قدم کو آگے بڑھنے سے روکتیں۔ اور آپکے راہ میں اٹکاؤ کا کام دیتی ہیں۔ اول دار الخلافت کو لیجئے۔ قسطنطنیہ جملہ اقوام جملہ مذہب اور جملہ فریق کے ملنے کی جگہ ہے۔ وہ پولیٹیکل۔ اتھنولوجیکل (انسان کی مختلف نسلوں کے علم کے متعلق) تھیالاجیکل (یعنی علم دینیات کے طلبا کے لئے میوزیم یا عجائب گھر ہے۔ وہ پولیٹیکل سازش کرنیوالوں خبروں کے گھڑنیوالوں خارجی اخباروں کی اُجرتی نامہ نگاروں اور ہر قسم کے جاسوسوں سے معمور ہے۔ دوسرے ملک کا رہنے والا وہاں ایک ٹرکش رعیت کی حیثیت سے بھی رہ سکتا ہے۔ اور نیز اپنے بادشاہ کی رعیت کی حیثیت سے بھی جیسے کہ محل اور موقعہ وہاں درپیش آئے۔ یہ دار الخلافت تمام سلطنت کا مانی کر دوم دعالم صغیر سمجھا جاتا ہے۔ درحقیقت ایسی مختلف اقوام کی جماعت اور ایسے مختلف مذاہب کے لوگوں پر حکومت کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ لیکن باوجود

تمام مشکلات کے سلطان المعظم کے عہد حکومت میں بہت اصلاحات عمل میں آئیں ملک کی مالی حالت آپ کے وقت میں بہت درست ہو گئی ہے۔ اور اسکی فوجی طاقت بھی ہر طرح پر بہت مجبوط ہو گئی ہے جسکی وجہ سے اب کسی طرح بغیر کا انکار اور غور نہ ... دوسری سلطنت کی چڑھائی کی پر آسان نہیں سمجھی جاتی ... [illegible] ... میں ... وقت ... [illegible] ... سلطان حال ... [illegible] ... آپ بھی ابھی بہت کچھ کرنا ہے لیکن ہمیں ... [illegible] ... ہو بیٹے مجھے ... اسباب سے معلوم ہوئے ... [illegible] ... سرپرست ہیں۔ اور آپنے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے درست جاری ... [illegible] ... میں بعد سلطان المعظم ... [illegible] ... سلطان المعظم باوجود ... [illegible] ... [illegible] ... نوآبادیات کی ... [illegible] ... [illegible] ... ہیں ... ہیں جن کو آپ نے ... [illegible] ... ہے۔

[illegible] ... زمانے کے بہت ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... خاص ... [illegible] ... [illegible] ... بادشاہ ... [illegible] ... مورخ ... [illegible] ... روزنامچہ ... [illegible] ... کا مجموعہ قانون ہو ... ہے۔ اور ... [illegible] ... پالیٹیسٹ ہیں جن کی شہرت سے برٹش پبلک کے کان

سب سے اخیر مجھے یہ بتادینا ضروری ہے کہ ترکوں میں مذہبی تعصب بالکل معدوم ہے مسلمان اور عیسائی ایک ہی میز پر بیٹھکر کھانا کھاتے اور آپس میں آزادانہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ایک نوجوان ترک تینہ سلیم الطبع اور سنجیدہ شاندار اور معزز۔ ضابطہ اور قانون کا پابند پایا جاتا ہے۔ ترک چونکہ بادہ نوشی سے جو تمام بدکاریوں اور ہر قسم کی خرابیوں کا باعث سمجھی جاتی ہے۔ آزاد اور مبرا ہیں۔ اسلئے فوجداری عدالتوں میں بہت کم ماخوذ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اُن کی بجائے ایسی عدالتوں میں تمام عیسائی فرقوں کا اژدحام رہتا ہے *

---

۲۹ ستمبر ۱۸۹۵ء سے لیکر تا حال کے واقعات

جناب خان صاحب مؤلف حسب وعدہ مندرجہ عرض حال رسالہ مفروضہ ناظرین با تمکین یہاں

بطور ضمیمہ درج کئے دیتا ہے

سلطنت عظمیٰ عثمانیہ صوبجات باغیات کے متعلق ہفتہ مختتمہ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تاری خبریں دیگر خبریں مضامین خاص

تار کی خبریں

آرمینیوں کو انگریزی بیڑہ کی آمد کی وجہ سے جس میں ستر جنگی جہاز ہیں استنبول میں بہت جوش پھیلا ہوا آرمنی جلوس ... پاس صدر اعظم کے مکان کے مقابل آرمنی لوگوں کا ایک بڑا مجمع ہوا پولیس نے انکو منتشر ہونے کا حکم دیا ... مقتول اور کچھ مجروح ہوئے اور بہت سے گرفتار کئے گئے اسی خبر کے متعلق مابعد کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن آرمنیوں کی طرف سے بلوہ استنبول میں ہوا اُس کا نتیجہ بہت سنگین ہوا بلوہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آرمنی باب عالی کو عرضی دینے ایک جتھا بند ہو کر ... میں روانہ ہوئے۔ پولیس نے انکو روکا۔ انہوں نے پولیس کا مقابلہ کیا جس پر بندوقیں ... پولیس کا میجر گولی سے مارا گیا اور اسکے بعد کل شہر میں بلوہ ہو گیا آرمینیوں میں سے ... مقتول و مجروح ہوئے اور ۵۰۰ گرفتار ہوئے دوسرے دن بھی فساد ہوا گلی کوچوں میں فوجی پہرہ بیٹھا ہے۔ باب عالی کی حالت بہت خطرناک ہے۔

رپورٹ قسطنطنیہ سے بذریعہ تار خبر مورخہ ۲ اکتوبر اطلاع دی ہے کہ بلوہ کرنے والوں نے منگل کی رات کو پھر شورش کی ... اور مسلمانوں نے آرمینیوں کو بھگایا اور قتل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ستر آرمنی مارے گئے یقین کیا جاتا ہے کہ یہ شورش آرمنی مفسد کمیٹی کے ذریعہ برپا کی گئی ہے کیونکہ باغیوں کے قبضہ سے سینکڑوں چاقو برآمد ہوئے ہیں۔ جو ایک ہی نمونہ کے ہیں

ریوٹر کا دوسرا پیغام اسی تاریخ کا لنڈن سے موصول ہوا ہے کہ قسطنطنیہ میں ارمنی بلوہ کے بعد جو کشت و خون ہوا اسکی وجہ سے اب باب عالی نے وزارت خارجہ کی صلاحیت اور تقاضا مقابلہ کرنے میں بہت تقویت ہو گئی ہے یہ معلوم ہوا کہ بہت سے آرمینوں کے قبضہ میں سے دوران شورش میں سے بہت سی پستولیں برآمد ہوئیں ❖

کامل پاشا بجائے سعید پاشا کے وزیر اعظم ترکی مقرر ہوئے ❖

ریوٹر لکھتا ہے کہ کامل پاشا وزیر اعظم ایک لائق اور روشن دماغ ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ انگریزوں کی طرف مائل ہیں ❖

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

پیام صلح دار الخلافہ فرانس میں قسطنطنیہ سے آیا ہوا ایک خط چھپا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ [illegible] پاشا نے اوائل عثمانیہ متعینہ لنڈن کی طرف سے وزیر خارجہ دولت عثمانیہ کے نام لکھی گئی تھی اس مراسلت میں اس ملاقات کا حال درج ہے جو مسٹر گلیڈسٹن اور لارڈ سالسبری کے مابین درباب معاملات آرمینیا کے ہوئی تھی اسکا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

جب میں نے لارڈ سالسبری سے ملاقات کرنے کی درخواست کی جس کی منظوری کے ساتھ انہوں نے ہم کو یہ بھی اطلاع دی کہ وہ سفراء اور پارلیمنٹ کی کاروائی سے اسقدر تھک گئے ہیں کہ بہت تھوڑا وقت آپ کو دے سکیں گے۔ ملاقات کے وقت میں نے گفتگو شروع کی کہ باب عالی کو عہد نامہ برلن کی دفعہ ۶۱ کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں ہے مگر متحدہ کمیشن کی نگرانی کو پسند نہیں کرتے۔ میں نے اسی قدر کہا تھا کہ لارڈ سالسبری نے روک کر جواب دیا کہ اس معاملہ کے متعلق زیادہ کہنا بے سود ہے ہم اسی بات کو دوہرا کر پھر کہتے ہیں یعنی اگر تمہاری گورنمنٹ انکار کرے گی تو ہم ایک کانگریس کا اجتماع کر کے متحدہ کمیشن کے ذریعہ دفعہ ۶۱ کی تعمیل کرالیں گے ❖

وہ آپ بخوبی سمجھ لیں کہ اگر آپ کی طرف سے اب بھی مخالفتوں کا ظہور ہوا تو یہ ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا ایک نشان ہے سفیر لکھتا ہے یہ سنکر میری آنسو بھر آئے اور اس ملاقات کے حالات بذریعہ تار آپکے روانہ کرتے ہوئے میرا دل بھر آتا ہے دیکھئے بعد میں کیا نتیجہ ہو۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

یورپ کے سلاطین نے ایک مجموعی یادداشت باب عالی کے پیش کی ہے اور تقاضا کیا ہے کہ گذشتہ فسادوں کی نسبت پوری پوری تحقیقات کی جائے۔ بے قصور قیدی رہا کئے جاویں۔ اور قسطنطنیہ میں امن قائم رکھنے کے لئے کافی تجاویز عمل میں آئیں ❖

یقین کیا جاتا ہے کہ کامل پاشا وزیر اعظم سلطان کی خدمت میں ان آرمینیوں کی نسبت جو پچھلے بلووں میں گرفتار ہوئے ہیں عفو تقصیر کی درخواست کرینگے ❖

ایک سرکاری یادداشت انگلستان فرانس اور روس کی طرف سے موصول ہوئی ہے جس میں تحریر ہے کہ گذشتہ فساد آرمینیا پر کسی طرح سے مانع نہیں ہونگے۔ جو بغرض امن اصلاح اور حفاظت عیسائی رعایا کے آرمینیا میں عمل میں آئی ہیں۔

سلطان نے مارشل فواد پاشا کو [illegible] سے معزول کر دیا ہے [illegible] نظم کے واسطے بھیجا ہے [illegible] پیڈرو [illegible] بھیجے گئے ہیں۔

۹۵- [illegible] ہیں جو چھوٹے فساد میں مارے گئے تھے۔ دفن کئے جانے کے لئے بھیج گئے ہیں [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] سے بھری ہوئی ہیں۔ [illegible] حفاظت کے [illegible] لگائے گئے [illegible] مقامات کو [illegible] کر دیئے گئے ہیں۔

سلطان نے [illegible] کے تمام [illegible] کو بندوں [illegible] کر دیا ہے [illegible] وغیرہ [illegible] جو پہلے [illegible] ہوتے جاتے ہیں [illegible] شروع ہو گئی ہے [illegible] سے خبر آئی ہے [illegible] کے ایک [illegible] سینوں پہ حملہ [illegible] ایک کو قتل کیا۔

گورنمنٹ یونان نے اپنی کونسلوں کو [illegible] میں یہ ہدایت کی ہے کہ باشندگان کریٹ [illegible] موجودہ شورش کے باعث [illegible] وہ خاموش رہیں کیونکہ یونان شرقی معاملات کی تکلیف میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتا۔

[illegible] خبر [illegible] سے [illegible] تاریخ کو وصول ہوئی ہے مظہر ہے کہ باب عالی نے بجواب یادداشت مجموعی دربارہ بغاوت آرمنی [illegible] تحقیقات کا وعدہ کیا ہے۔ اور نیز یہ کہ حملہ آور آرمنی تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے بیگناہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ باب عالی نے سفیروں سے کہا ہے کہ سازشی کارروائیاں جن سے کہ اور مشکلات کا پیدا کرنا مقصود ہو۔ [illegible] ہیں۔

هفته مذکور کی دیگر خبریں

پیرس [illegible] اخبار موسومہ آرڈنیٹ نے بتقریب یادگار تخت نشینی سلطان المعظم عبدالحمید خان ایک دعوت کی [illegible] مشہور امرا و فضلا و [illegible] شامل ہوئے سلطان کے جام صحت بڑی خوشی کیساتھ نوش کئے گئے۔

سلطان المعظم کی تخت نشینی کی تقریب پر مصطفےٰ کامل صاحب نے باشندگان مصر کی [illegible] کی بعد [illegible] نے ایک [illegible] کی جس میں انگلستان کی نسبت مصر اور حضرت سلطان المعظم سے خدیو مصر کی [illegible] تذکرہ تھا۔ [illegible] بذریعہ تار کے سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی گئی۔

قسطنطنیہ اور تمام ممالک روم میں عیسائی اور مسلمان رعایا نے سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کی تقریب پر بڑی گرمجوشی سے خوشیاں منائیں اس سالانہ بارونق تقریب پر استنبول کے فرانسیسی باشندگان نے روشنی کی آب و تاب سے وزیر اعظم انگلستان کے آرٹیکلز کی نسبت جو باب عالی اور فرنچ گورنمنٹ کے درمیان نااتفاقی پیدا کرنے کی غرض سے لکھے گئے تھے دلی حقارت کا اظہار کیا۔ اس بارونق جشن سے فرانسیسی باشندگان نے حضرت سلطان المعظم کی الطاف [illegible]

ہفتہ ماکو مرکے مضامین خاص

{ٹرکی اور انگلستان}

نہایت افسوس سے بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونامور سلطنتوں کے دوستانہ تعلقات میں بہت کچھ کشیدگی واقع ہوتی جاتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ روس کیساتھ آسٹریا اور جرمنی بھی شامل ہو کر ٹرکی سے صف آرائے میدان کارزار ہوگئے تھے۔ یورپ کی قریباً تمام سلطنتیں ٹرکی کے مقابلہ پر آگئی تھیں صرف انگلستان اسکا حامی رہا تھا۔ اب یہ نوبت پہنچی ہے۔ کہ خود انگلستان رشتہ اتحاد کو بالائے طاق رکھکر مقابلہ کرتا ہوا ہے ◆

اس ہفتہ کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کا ایک بیڑہ جنگی جہازات کا لارڈ نلرک کی ماتحتی میں بمقام لیمناس پہنچ گیا ہے۔ قسطنطنیہ میں اسوجہ سے بڑا جوش پھیل رہا ہے تمام قہوہ خانوں اور عام گزرگاہوں کے مقاموں میں اسکا چرچا ہے۔ سلطان المعظم نے مارشل فواد کو ان قلعجات کے ملاحظہ کے لئے روانہ کیا ہے۔ جو ابنائے دردانیال اور مارمورا کی حفاظت کیلئے واقع ہیں۔ خود آبنائے دردانیال میں تارپیڈو ڈال دیئے گئے ہیں تاکہ وقت ضرورت برطانیہ کے جہازوں کو روکنے میں دیر نہ لگے ◆

باب عالی نے برطانیہ کلاں کی گورنمنٹ سے دریافت کیا ہے۔ کہ اس بیڑے کے بھیجنے سے گورنمنٹ کا کیا منشاء ہے۔ غرض اب ایسی تیاریاں ہو رہی ہیں جن سے اندیشہ ہوتا ہے کہیں سلطنتوں کی آپس میں چھڑ نہ جائے

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر جنگ شروع ہوگئی تو اس تمام قتل و خونریزی کا بانی مبانی وہ مشہور پولیٹشن ہوگا جس نے مذہبی محبت اور قومی نخوت پر انصاف اور احتیاط کو قربان کرنا گوارا کیا ہے۔ بدقسمتی سے مسٹر گلیڈسٹون ہمیشہ سے قوم ترک کی مخالفت پر تلے رہے ہیں۔ گذشتہ موقعہ جنگ روس و روم پر بھی اگر لارڈ بیکنسفیلڈ مرحوم سا جلیل مرد فصیح اللسان آدمی گورنمنٹ برطانیہ کا رہنما نہ ہوتا تو مسٹر گلیڈسٹون اسموقعہ پر بھی انگریزی قوم کو ترکوں کا مخالف بنا دیتے۔ ترکوں نے مسٹر گلیڈسٹون کی ہمیشہ بڑی عزت کی ہے۔ اُس کی گورنمنٹ کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے مگر افسوس کہ مسٹر ممدوح نے ہمیشہ ترکی قوم کیساتھ ایک ہی طرز کی پالیسی پیش نہاد خاطر رکھی ہے یعنی وہ پالیسی جسکو مسٹر ممدوح اپنے منہ سے پالیسی آف کوارشن یعنے جبر و تشدد کی پالیسی کہتے ہیں ◆

مسٹر گلیڈسٹون صاحب نے ایک خط لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں آرمینیوں کا خواہ ہوں مجھے ترکوں سے ہمدردی نہیں [illegible] مخالف [illegible] چہ خوش اخیر ہی اور ہمدردی کا بھی [illegible] ممدوح [illegible] کرتے ہیں [illegible] کی تو سلطان [illegible] مگر سر [illegible] دشمن جانتا ہے ۔

[illegible] کار [illegible] چنین کنند

ترک [illegible] ہمدردی [illegible] گئے [illegible] ہیں [illegible]

مگر [illegible] تقریریں [illegible] تو جب کیا کرتے تھے کہ کیوں مسٹر [illegible] ان کی نسبت [illegible]

[illegible] کرتے ہیں باوصف [illegible] تصنیف کیوں انکو اس قوم سے [illegible]

[illegible] سلطان آرمینیا [illegible] سنہ [illegible]

[illegible] وہ ایسی [illegible] پر آمادہ ہوتے ہیں [illegible] سلاطین یورپ [illegible]

[illegible] کہ وہ سب [illegible] اور یار لوگوں کی زیادتی بھی مظالم کی [illegible] مگر رحمت یزدی کیسا [illegible] خالی نہیں ۔ اور سلطنت ٹرکی کو ناحق بدنام کیا گیا ہے کمیشن کی تحقیقات [illegible] بنا یورپ کی کارستانیاں اور ارمنی [illegible] کی شرارتیں بخوبی عیاں ہو گئی ہیں +

ارمنی [illegible] کی شرارتیں اب حد سے گذر گئی ہیں شروع ماہ حال میں خود دارالخلافہ سلطنت ٹرکی کے [illegible] لوگوں نے شرارت [illegible] ارمنی [illegible] کے مکان کے سامنے ایک بڑا جلسہ کیا اور وہاں سے ایک [illegible] باب عالی [illegible] روانہ ہوئے کہ سلطان کو ایک عرضی دینے جاتے ہیں ۔ پولیس کو ان کی سازش کی اطلاع ہو گئی پولیس نے روکا ۔ انہوں نے مقابلہ کیا ۔ پولیس نے فائر کئے ۔ کئی ارمنی مارے گئے ۔ اور بہت پکڑے گئے ۔ ان ماخوذین کے پاس تلاشی لینے پر [illegible] چھرے برآمد ہوئے ۔ چہ خوش عرضی دینے جاتے ہیں اور چھروں سے مسلح ہو کر [illegible] شرارت کو دیکھ کر تمام یورپ انگشت بدندان رہ گیا اور سمجھ گیا کہ جب انکی شرارت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے [illegible] حمایت میں بابعالی پر جبر روا رکھنا قرین انصاف نہیں +

آرمینیوں کی اس شرارت سے دارالخلافہ میں ایک تہلکہ برپا ہو رہا ہے [illegible] سلطان [illegible] ماخوذین کو [illegible] کرتے جاتے ہیں ۔ مفسدان ارمنی بھاگ بھاگ کر گرجاؤں میں جا گھسے تھے ۔ اور وہاں سے نکلنا نہ چاہتے تھے اب بحکم سلطانی وہ لوگ گرجاؤں سے نکلتے جاتے ہیں ۔ سلطان اعظم کے حکم سے تمام ارمنی گرجے بند کر دیئے گئے ہیں ماخوذین کو رہا کیا جا رہا ہے +

اب مسٹر گلیڈسٹون ازراہ مہربانی فرماویں ۔ کہ کیا یہ ارمنی ہمدردی اور مہربانی [illegible] مگر افسوس کہ مسٹر گلیڈسٹون کی تقریریں ان لوگوں کے دلوں پر جنکے ہاتھ میں عنان حکومت انگلستان [illegible] اثر

کرچکی ہیں کہ خود جناب وزارت مآب لارڈ سالسبری نے سفیر ترکی متعینہ لنڈن کو بروقت ملاقات فرمایا۔ کہ اگر باب عالی اصلاحات مجوزہ انگلستان پر عملدرآمد نہ کریگا۔ تو اس کی سلطنت کا بند بند جدا کر دیا جاوے گا۔ اس تقریر کو سنکر رستم پاشا سفیر ممدوح آبدیدہ ہوگئے ۔

خوشی ہے کہ جناب ممدوح کی ترکی برباد نہیں۔ فاضل ممدوح ان خیال کرتے تھے جس کی نسبت انکا خیال تھا کہ وہ ایک لعل ہے وہ نرا پتھر نکلا ؎

جن سے توقع تھی شکر نکلا سمجھتے تھے جسے وہ پتھر نکلا

مرحوم و مغفور مولوی چراغ علی نواب اعظم یار جنگ نے اپنی کتاب لاجواب ریفارم انڈر مسلم رول میں ایک باب لکھا ہے جس کا نام انڈین ایمپائر دی گریٹ محمڈن ایمپائر یعنی سلطنت سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اس کتاب میں نواب ممدوح نے بڑی قابلیت سے ثابت کیا ہے کہ جسقدر مسلمان ممالک دو پر اس ملک میں رہتے ہیں اتنے اور کہیں نہیں رہتے پس شاید سلطنت انگلشیہ کو اس امر کا خیال بھی کر لینا چاہئے۔ کہ سلطان المعظم کے ساتھ بگاڑ کرتے ہوے وہ نہ صرف مسلمانان انگلستان کی دل آزاری کرتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے ایک حصہ عظیمہ کے دلوں کو بھی رنج پہونچاتے ہیں۔ یہ دل آزاری و رنج دہی ہندوستان پر منحصر نہیں رہے گی۔ بلکہ خادم الحرمین الشریفین امام المومنین خلیفۃ المسلمین کی مخالفت و مقابلہ سے جو رنج ہوگا۔ اس کا اثر ہندوستان کی سرحد پار اس علاقہ میں بھی پہنچے گا۔ جو ہندوستان اور روس کے درمیان بطور ... واقع ہے یعنی حفاظت سرحد ... غرض گورنمنٹ انگلستان کے لئے کسی صورت میں یہ پالیسی مناسب نہیں ہے ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہفتہ مختتمہ ۲۱-اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

تار برقی آمدہ قسطنطنیہ مورخہ ۱۸ اکتوبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایشیائی روم کے صوبہ لبنان میں بھی بڑے زور شور سے فساد پھیل گیا ہے۔ عام ڈروسوں اور متولی ڈروسوں میں کئی مہلک لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ آخر الذکر ترکی ناانصافی کی شکایت کرتے ہیں ۔

اسی تاریخ کی تار برقی آمدہ لنڈن مخبر ہے۔ کہ لارڈ روزبری نے بمقام سکاربورو آج رات تقریر کرتے ہوئے لارڈ سالسبری کو مسئلہ آرمینیا کے تصفیہ پر بارکباد دیکر کہا کہ لبرل پارٹی متفق الارکان خارجی معاملات میں گورنمنٹ کی معاون رہیگی ۔

اسی تاریخ کی ایک تار برقی میں رو ٹر ایجنسی بتاتی ہے کہ قسطنطنیہ میں یہ عام خیال ہے کہ مقدونیہ کی ترمیم شدہ اندرونی اصلاحات کو قبول کر لینے سے جیسا کہ چاہئے داخلی مسئلہ نہیں سلجھا اور نہ تو [illegible] اس [illegible] مسلمان ابرول میں ناراضگی دم بدم بڑھتی جا رہی ہے ◆

[illegible] سے سفارت روس [illegible] ایک رسالہ کا خاص مضمون ہے یہ تجویز پیش [illegible] عالی [illegible] کی مجوزہ اصلاحات ارکان [illegible] اس [illegible] یہ [illegible] نہیں [illegible] اس [illegible] میں جہاں [illegible] یورپین نگرانی کا انتظام ہے ◆

[illegible] ترکوں کو خالی کر دیا ہے ◆

صوبہ [illegible] فوج [illegible] قائم ہو گیا ہے ◆

[illegible] جالی [illegible] کی آمد کے جواب میں خلیج میتالو کے کنارے [illegible] محفوظ کر دیا ہے ◆

[illegible] کہ [illegible] سفیرے دول ثلاثہ و ترکی وزیر خارجہ [illegible] اصلاحات کو قبول کر چکے ہیں [illegible] کے تقرر ترکی وزیر نے منظور کر لیا یقین کیا جاتا ہے کہ سلطان معظم ان کو بہت جلد قبول فرمائیں گے ◆

اگرچہ [illegible] یورپین کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کرتا ہے مگر [illegible] مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگریزوں کے سخت برخلاف لکھ رہے ہیں ◆

ٹرکی گورنمنٹ نے حاجیوں کی آسائش کیواسطے مکہ معظمہ کی سڑک پر [illegible] پانی کے حوض بنانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے [illegible] کا کام بہت جلد شروع ہو جائیگا ◆

جزیرہ کریٹ میں ترکی انتظام حکومت کے برخلاف جوش ناراضی پھیل رہا ہے [illegible] کے عیسائی معززین چاہتے ہیں کہ اس صوبہ کو حق حکومت عطا کیا جاوے ◆

حسن بن عبد اللہ نواب عماد نواز جنگ بہادر کی یوروپین خاتون والا منزلت لیڈی جمیلہ بیگم نے قسطنطنیہ میں ترکی سلطانہ سے ملاقات کرنیکے متعلق ایک نہایت ہی دلچسپ مضمون ٹائمز آف انڈیا مورخہ ۲۰ ستمبر میں دیا ہے جسکا ترجمہ ذیل میں مندرج ہے :-

ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات

چونکہ میری ابتدائی زندگی مشرق کے ان مختلف خطوں میں بسر ہوئی ہے جہاں یوروپین کو یہاں کے باشندوں سے ربط و ضبط پیدا کرنیکے بہت کم موقع ملتے ہیں اسلئے میں مدتوں سے ارادہ کر رہی تھی کہ اگر مجھ کو اور ممالک کی سیر کا

موقع ملا کہ مشرقی عورتوں کی حالت اور انکی خانگی زندگی کے حالات پبلک کے روبرو پیش کرونگی۔ میرا ذاتی تجربہ ہی کہ یورپین سیاحوں نے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اپنی تصانیف میں ہماری مشرقی بہنوں کے حالات درج کرنے میں بڑی ناانصافی کی ہے حالانکہ ہماری مشرقی بہنیں مغربی ممالک کی عورات کی طرح اپنی خانگی اور سوشل زندگی میں پورا اثر رکھتی ہیں۔

چونکہ میری زندگی کے حالات اور تجربے کی نوعیت دیگر یورپینوں سے جداگانہ ہے اور نیز میں عرصہ دراز تک مشرقی طریقہ سے تعلیم پا چکی ہوں اسلئے مجھکو بالطبع بچپن ہی سے خواہش تھی کہ مشرقی عورتوں کی اندرونی آرزوؤں اور طبعی حالتوں کو دریافت کروں۔ اور میں خدائے ذو الجلال کی نہایت شکر ہوں کہ مجھکو ان امور کے دریافت کرنے کا ایک موقع حاصل ہوا۔ اب میں ذیل میں اُن واقعات کو درج کرونگی۔ جو میری آرزو اور قصد بر آری کا راستہ کھولنے کے باعث ہوئے ہیں۔

چونکہ میں اپنے انگلش والدین سے ہندوستان میں پیدا ہوئی تھی۔ میں نے اپنی طفلی کا زمانہ ہندوستان کے مختلف حصص میں بسر کیا۔ اسکے بعد میں بغداد اور ترکی عرب کے دیگر حصص میں رہنے کیلئے چلی گئی۔ اور وہاں مجھکو معزز اور ذی رتبہ عربی اور ترکی بیبیوں سے ملنے کے موقعے حاصل ہوئے۔ وہاں میں سات برس رہی اور اس عرصہ میں مجھے بہت کچھ آگاہی حاصل کرلی چونکہ بصری وال [illegible] مائی سے عربی میں گفتگو کرسکتی تھیں اسلئے اُسے گرد موں و مستورات اندرون میں اُن کی رسائی تھی اور وہاں جینی بیبی تھی ایک خوش آیند ملاقاتی سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ میں بھی اپنی ماں کے ساتھ رہتی تھی۔ اسلئے اس روزمرہ کی آمد و رفت کی وجہ سے مجھکو بھی عربی رسم و رواج اختیار کرنے اور عربی زبان پڑھنے کا شوق ہوگیا۔ ترکی عرب میں بہت عرصہ قیام کر لینے کے بعد مجھکو اپنی والدہ کے ہمراہ ایران میں سفر کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ اور حالانکہ میں نے یہاں صرف ایک قلیل عرصہ قیام کیا۔ لیکن اس ملک کے رسم و رواج سے مجھکو بڑی دلچسپی حاصل ہوئی۔ میں نے جس قدر زیادہ مشرقی ممالک میں سفر کیا اُسی قدر مجھکو اپنا مقصد پورا ہوتا ہوا نظر آیا۔ میں ایران سے روس کو روانہ ہوئی۔ اور وہاں سے روانہ ہوکر یورپ کے مختلف ممالک کی سیر کی۔ اور اپنے مذاق کے مطابق حالات جمع کرتی ہوئی آخر جنوبی افریقہ میں آئی۔ میں نے کچھ دن تک وہاں قیام کیا۔ اسکے بعد ہندوستان کو واپس آئی۔ اور حال میں اپنے شوہر نواب عماد جنگ کے ہمراہ دنیا کے گرد ایک پورا دورہ ختم کیا۔ میں نے اثنار دورہ میں جتنے مقامات دیکھے ان میں قسطنطنیہ قاہرہ اور مکہ سب سے زیادہ دلچسپ معلوم ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس حال کے سفر میں مسلمانوں کے ایک نہایت مفید فرض یعنی حج کعبہ کی دولت حاصل ہوئی۔ اور اس حج کی بدولت مجھکو بہت سے دلچسپ حالات معلوم ہوئے۔ غرض یہ میری زندگی کے حالات ہیں اور میرے ناظرین انصاف کرسکتے ہیں کہ آیا میں اس خدمت کے قابل ہوں یا نہیں جسکو میں نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

مشرق کے لوگوں کی سادگی و فیاضانہ اخلاق اور خدا پرستی نے مجھکو ہمیشہ سے مجبور کر رکھا تھا۔ کہ میں مذہب اسلام کو سنجیدگی کی نظر سے دیکھوں چنانچہ اس شوق نے جو مجھکو ابتدا ہی سے تھا۔ آخر مذہب اسلام کی واقفیت حاصل کرنیکے لئے ۱۸۹۰ء میں ایک معزز استاد ملا سید احمد سے بغداد کی ایک مسجد میں سبق لینا شروع کیا۔ اور بالآخر مذہب اسلام نے میرا دل مستولی کر لیا۔ جو خیالات میرے دل میں مدتوں سے جاگزین تھے۔ انکی تصدیق ہوئی۔ اور تا وقتیکہ ملک الموت نہ آئے۔ میں مذہب اسلام کی پابند رہونگی +

یہ کہنا چنداں ضروری نہیں ہے کہ مجھکو مشرقی عورتوں کی حالت کے متعلق بہتسے مفید اور دلچسپ حالات دریافت کرنے کے بیشمار اور غیر معمولی موقعے حاصل ہوئے۔ اور میرے شوہر نے جہاں کہیں ضروری سمجھا میرے تجربہ کی صلاح کردی۔ اور میں امید کرتی ہوں۔ کہ جب میری تصنیف طبع ہو جاویگی۔ تو اس سے اہل یورپ و ایشیا دونوں کو کیا نتیجہ ہوگی۔ اور اسمیں وہ کل باتیں درج ہونگی جو میں نے بنظر کے کام حصہ میں مشاہدہ کیں بطور تمہید کے میں پبلک کے روبرو اپنی کتاب کا ایک ایسا حصہ پیش کرتی ہوں۔ اس حصہ میں اس ملاقات کا بیان ہے جو مجھے ہز امپیریل ہائینس زکیہ سلطانہ خانم دختر ہز امپیریل مجسٹی سلطان ٹرکی سے کی۔ چونکہ یہ ملاقات میرے قیام قسطنطنیہ میں ایک نہایت خوشگوار واقعہ تھی اور جو میرے لوح دل سے کبھی محو نہیں ہوگا۔ اسلئے اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ کہ میں اس بیان کو ہز امپیریل ہائینس کے نام سے اس شرف کے سلسلہ میں معنون کروں جو مجھکو انکے نیاز سے حاصل ہوا۔

زکیہ سلطانہ خانم کے علاوہ مجھکو اور بھی بہت سی معزز اور مقتدر لیڈیوں سے قسطنطنیہ میں ملاقات کا فخر حاصل ہوا لیکن زوجہ عثمان پاشا کی عنایت اور اخلاق کی خصوصاً شکر گذار ہوں اسلئے کہ صرف انکی وجہ سے مجھکو سلطانہ موصوف کی ملاقات نصیب ہوئی +

دار الخلافت ٹرکی میں عثمان پاشا پلونا کے ہیرو بڑے معزز شخص ہیں۔ اور اسی طرح انکی بی بی بھی اور ترکی عورتوں کی بہ نسبت بڑی خلیق ہیں۔ مجھکو خیال ہے۔ کہ یورپین لیڈیوں میں صرف مجھ ہی کو ٹرکی کے خاندان شاہی کی ایک ممبر نے بالخصوص یہ خاص عزت حاصل ہوئی سلطان کی دختر کی ملاقات سے مجھکو اپنی تصنیف میں کامیاب ہونے کی امید ہوگئی اسلئے کہ زکیہ خانم جن کی ملاقات کا مجھکو شرف حاصل ہوا تھا مشرقی عورتوں کا نمونہ ہیں۔ اور انکا ذکر کرنا انکے بڑے گروہ کا سچا حال ظاہر کرتا ہے +

زکیہ سلطانہ کی ملاقات

جسطرح زکیہ سلطانہ کو ہز امپیریل مجسٹی سلطان کی دختر ہونیکا فخر حاصل ہے اسیطرح عثمان پاشا کی بہو ہونیکا بھی فخر ہے۔ بہتوں کو خیال ہوگا۔ کہ ایسے نامی تعلقات کیوجہ سے زکیہ سلطانہ میں وہ رعونت اور غرور ہوگا۔ جو دنیا میں دولتمند اور اعلے نسبی کیساتھ پایا جاتا ہے لیکن میں اس لحاظ سے دیکھتی ہوں کہ وہ صد درجہ خلیق۔ مہربان اور مہمان نواز ہیں

وہ نور الدین پاشا کو بیاہی ہیں جو پلونا کے ہیرو یعنے عثمان پاشا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ایک لڑکی ہے جو نہایت ہی حسین اور خلاق اور دلفریبی میں اپنی ماں کے قدم بقدم چلتی ہے۔ زکیہ سلطانہ کو اُنکے والد سلطان ٹرکی اسقدر چاہتے ہیں کہ اُنسے جدا ہونا نہیں چاہتے۔ اسیوجہ سے اُنکے اور اُنکے شوہر کے لئے ایوان شاہی میں مکانات مختص کر دیئے ہیں تاکہ وہ اُنکے ساتھ رہیں۔ سلطان کی لڑکیوں کا رتبہ حرم کی اور خاتونوں کی بہ نسبت بڑا ہوتا ہے لیکن ہز امپیریل مجسٹی کی دختر کی سب سے زیادہ عزت ہوتی ہے۔

عثمان پاشا کی خانم نے مجھکو دو دن قبل نہ صرف اُس تاریخ اور وقت کی اطلاع دی تھی۔ جو سلطانہ سے ملاقات کے لئے مقرر ہوا تھا۔ بلکہ یہ بھی وعدہ ہوا تھا۔ کہ وہ مجھکو اپنے ہمراہ لیجاوینگی چنانچہ میں ۸ بجے صبح خانم کے محل کو روانہ ہوئی اور وہاں سے چند خواجہ سراؤں کو حسب دستور حاضر پایا۔ گاڑی سے اُترکر میں سیدھی زنانہ کے دروازے کو گئی۔ اور عورات ملازم کا کچھ خیال نہ کرکے میں خانم سے ملنے چلی گئی۔ جو میرا انتظار کر رہی تھیں۔ اُنہوں نے زینہ پر میرا استقبال کیا۔ میرا بوسہ لیا۔ اور ایک آرام پلنگ پر مجھکو بٹھایا۔ چند منٹ بعد ہمنے قہوہ پیا۔ اور سلطانہ سے ملنے کے لئے جو بہت شوق سے ہمارا انتظار کر رہی تھیں چلنے کی تیاریاں کیں۔ مگر ہماری روانگی کچھ دیر کے لئے ملتوی ہوگئی۔ اسلئے کہ میں برقعہ اوڑھے تھی جسکو پہن کر شاہی محلات میں جانے کی اجازت نہ تھی۔ خانم نے مہربانی فرماکر مجھکو ٹرکی پوشاک عاریتاً عنایت کی۔ اور ٹرکی فیشن کے مطابق مجھکو پہنائی۔ جب میں کپڑے پہن چکی۔ تو ہم دونوں ایک قسم کی فٹن پر سوار ہوئے۔ اور ایک بندہ حبشہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ایک صاف اور چوڑی سڑک طے کرکے بڑے محل کے دروازے پر پہنچے جسکے سامنے چند ترکی عربی اور البانی سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ یہ لوگ بڑی صاف اور موزون پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ اُنکے ہتھیار چمک رہے تھے۔ اور بشرے سے خوشی نمایاں تھی۔ اور ان میں عربی سپاہی عمامہ باندھے۔ اور ٹرکی اور البانی سپاہی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے یہاں سے گذر کر چند سپاہی ٹرکی پرانے فیشن کے نظر پڑے اور چھوٹا باغ طے کرنے کے بعد شاہی زنانہ نظر پڑا۔ جونہی ہمنے گاڑی سے نیچے قدم رکھا اور اندر داخل ہوئیں۔ ہمنے بہت سی ملازم عورتوں کو مختلف رنگ کے لباس پہنے ہوئے موجود پایا۔ ان میں سب کی سردار ایک بڑی آگے بڑھی اور مصافحہ کیا۔ اور باظہار عزت میرا دامن اُٹھا لیا جب ہم دوسرے دروازے سے گذریں۔ تو ہمیں ان ملازم عورتوں نے چھوڑ دیا۔ اور دوسری عورتیں ساتھ ہوئیں۔ ان عورتوں کی پوشاکیں مختلف وضع اور رنگ کی تھیں۔ اب ہم وسیع محل میں وارد ہوئیں جس میں اعلےٰ درجہ کا فرنیچر بھرا ہوا تھا۔ اور بہت سی خوشنما چیزیں نہایت سلیقہ سے آراستہ تھیں۔ اس محل کو طے کرکے ہم دوسرے محل میں پہنچیں جسکے آرائشی سامان شیشہ آلات۔ زیورات۔ جھاڑ۔ فانوس قالین اور پردوں کو دیکھکر آراستہ کرنیوالے کا اعلےٰ مذاق ظاہر ہوتا تھا۔ اسکے بعد ہم جس کمرہ میں پہنچے۔ اُسمیں زکیہ سلطانہ خانم تشریف فرما تھیں۔ یہ کمرہ نہایت عمدہ طور پر آراستہ ہے۔ لیکن اسوقت مجھکو فرنیچر یا اُسکی آرائش کا چنداں خیال نہ تھا

بلکہ میری توجہ صرف سلطانہ کی جانب مبذول تھی جنکی ذات سے اُس کمرہ کو خاص رونق حاصل تھی +

سلطانہ کی ملازم عورتیں صف باندھکر کھڑی ہو گئیں ۔ اور وہ تھیں سب کی سب ایک سے ایک بڑھکر تھیں کیونکہ لاکھوں میں انتخاب کی ہوئی تھیں ۔ انکی پوشاکیں جو مختلف قسم کی تھیں فرانسیسی فیشن سے بہت ملتی جلتی تھیں ۔ اور کل صف میں ہم عمر لڑکیاں یکساں پوشاک پہنے ہوئی تھیں ۔ انکے سروں پر زردوزی کے کام کی ٹوپیاں تھیں جو کچھ کچھ اُن ٹوپیوں سے ملتی جلتی تھیں جنہیں حیدرآباد کے نوجوان امرا استعمال کرتے ہیں ۔ حالانکہ میں نے ایسی خوبصورت اور نفیس عورتوں کا غول کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن میں نے اُنمیں دو عیب بھی پائے ۔ ایک عیب تو قدرتی ہے جو چند عورتوں میں پایا گیا لیکن لاعلاج ہے ۔ وہ یہ ہے کہ انکے دانت باقاعدہ اور خوبصورت نہیں ہیں ۔ دوسرا عیب جس کا علاج انکے ہاتھ میں ہے یہ ہے کہ انکی پوشاکیں فرانسیسی وضع کی ہیں جو انکے مذاق کے خلاف ہے ۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر وہ اس پوشاک کو استعمال کریں جو انکی قوم کے لوگ صدیوں سے استعمال کرتے رہے ہیں تو اُنکا حسن دوبالا نظر آتا کیونکہ رنگین کپڑوں اور انکی چمک سے جسم کی اور زیادہ زینت ہو جاتی ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یورپ کی عورتیں کسی دن فرانسیسی فیشن کا شوق ضرور ترک کرینگی ۔ لیکن فی الحال مجھکو یہ دیکھکر بہت افسوس ہوا ۔ کہ ترکی لیڈیاں بھی ترکی اور عربی پوشاکوں اور زیورات کی بجائے فرانسیسی وضع کی بدنما پوشاکیں پہننا اختیار کرتی جاتی ہیں ۔

میں خیال کرتی ہوں کہ ترکی خاتونوں کی ترکی اور عربی پوشاکیں فرانسیسی وضع کی پوشاکوں کی بہ نسبت بہت اچھی ہیں کیونکہ انکے پہننے والیکا حسن دوبالا ہو جاتا ہے ۔ اور یہی انکے استعمال کا مطلب ہے +

ملکہ سلطانہ زردوزی کے کام کے ایک فرش پر جو ایک تخت پر بچھا ہوا تھا تشریف رکھتی تھیں ۔ اس کمرہ کا آرائشی سامان زیورات اور فرنیچر وغیرہ جنکو میں نے اب ذرا اطمینان سے دیکھا تھا ۔ ایسا اعلےٰ درجہ کا تھا کہ میں نے اسکا ثانی یورپ یا امریکہ میں کبھی نہیں دیکھا ۔ اس کمرے میں جتنی چیزیں تھیں ۔ خواہ فرنیچر ہو خواہ قالین یا غالیچے سب بہت قیمتی اور خوبصورت تھے وہ کنیزیں میرے آگے تھیں ۔ اور عثمان پاشا کی خانم نے جو مجھسے پیشتر سلطانہ کی خدمت میں چلی گئی تھیں ۔ موجودہ رواج کے مطابق انکے لباس کا دامن چومنا چاہا لیکن سلطانہ نے اپنی قریبی رشتہ کے خیال سے چومنے نہ دیا ۔ بلکہ خود خانم کے رخسار کو بوسہ دیا ۔ اسکے بعد میں پیش ہوئی ۔ اور میں نے بھی خانم کی مثل کی پیروی کرنی چاہی ۔ مگر سلطانہ نے نہایت مہربانی سے مجھکو بھی معاف کیا ۔ اس خیال سے کہ میں مسافر تھی ۔ مجھکو معلوم ہوا ۔ کہ مجھے بہت سی رسوم سے جن کا ادا کرنا دوسروں پر فرض ہے معاف رکھا گیا ۔ سلطانہ نے بڑی مہربانی سے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے قریب جگہ دی +

عثمان پاشا کی معزز اور محترم لیڈی اور حلمی پاشا کی دو لڑکیاں جنہوں نے انگریزی میں معقول تربیت پائی تھی ۔ بطور ترجمان کے ہمارے روبرو کھڑی تھیں ۔ کل ملازم عورتیں مودب کھڑی رہیں کیونکہ کسی کو اپنی ملکہ کے روبرو بیٹھنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا ۔ کیونکہ میں سلطانہ کے بہت قریب بیٹھی ہوئی تھی ۔ اسلئے میں اُنکی صورت اور

پوشاک کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ پوشاک ایک گلابی کپڑے کی تھی جسکی تراش خراش فرانسیسی فیشن کی تھی۔ اور جس سے سینہ کچھ کچھ کھلا ہوا نظر آتا تھا۔ سر پر ایک چھوٹا سا تاج تھا جو یورپین شہزادیوں کے تاج سے مشابہ تھا لیکن زیادہ قیمتی تھا۔ اور جو ہیرے جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ اور انمیں تین جواہر بڑے اور آبدار تھے۔ اُنکی گردن میں جواہرات کا ایک ہار تھا۔ اور کمر میں ایک مرصع پیٹی تھی۔ اس پیٹی کے وسط میں ایک ہیرا جڑا ہوا تھا۔ جو کوہ نور سے چوگنا بڑا تھا میں بخوبی جانتی ہوں کہ یہ ہیرا سلطانہ کے پاس کیونکر آیا۔ ابتدًا یہ ہیرا یورپ میں ملا تھا۔ اور جب اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک شہنشاہ روس اور دوسرا سلطان نے خرید کیا تھا سلطانہ کے سر کے بال فرانسیسی طرز کے تھے اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے لدی ہوئی تھیں۔ کان اور ہاتھ سے جوتیوں تک میں جگمگاتے ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ ہم کو بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ کہ قہوہ اس طور پر لایا گیا۔ کل تین زنانہ ملازم جو یکساں پوشاک پہنے ہوئے تھیں۔ ایک بڑی سنہری کشتی جسپر غلاف پڑا ہوا تھا لئے ہوئے آئیں چونکہ محل کے آداب سے میں واقف تھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ملازموں نے میرے نقاب کو اٹھا کر کشتی میں رکھدیا۔ اور مودبانہ طریقہ سے بیٹھ گئیں۔ اُنکے جاتے ہی تین دوسری عورتیں جو یکساں پوشاک پہنے ہوئے تھیں مگر جنکی پوشاک اول الذکر عورتوں کی پوشاکوں سے جداگانہ تھی۔ اور وہ عورتیں تین خوبصورت قہوہ کی پیالیاں جن میں جواہرات جڑے ہوئے تھے لئے ہوئے تھیں۔ ہر ملازمہ نے ہم میں سے ہر ایک کے روبرو قہوہ کی پیالی پیش کی۔ اور اُن لیڈیوں کی مدد سے جو ترجمہ کی جاتی تھیں گفتگو کا سلسلہ جاری ہوا میں نے گفتگو کے اس حصہ کا بالخصوص خیال کیا۔ جو سلطانہ فرماتی تھیں۔ اور میں نے مشاہدہ کیا کہ حد درجہ کی خلیق اور متین تھیں۔ حالانکہ وہ کم سخن تھیں لیکن اُنکی باتیں اسقدر پر مغز اور معنی خیز ہوتی تھیں۔ کہ اُنکی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلتا تھا۔ جو اُنکی خودداری پر حرف لا سکتا۔ میں اُنکی تفصیل نہیں لکھوں گی۔ لیکن میں جو کچھ لکھتی ہوں وہی ہمارے میزبانہ کی لیاقت کا اندازہ پیدا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

شہزادی میں یہ سنکر بہت خوش ہوئی۔ کہ آپ اپنا مذہب تبدیل کرکے مسلمان ہوگئیں۔

میں میرے دل میں ابتدا ہی سے اسلامی خیالات پیدا ہوگئے تھے۔ اور میں کئی برس تک اپنی والدہ کے ہمراہ عرب میں رہی۔ اور اسوقت میں نے اپنے آبائی خیالات ترک کئے۔

شہزادی آپکا مسلمانی نام کیا ہے۔

میں میرے شوہر نے میرا نام "جمیلہ بیگم" رکھا ہے۔ لیکن خدیو مجھکو "لولو خانم" کہتے تھے۔

شہزادی کیا آپ عربی میں گفتگو کرسکتی ہیں؟

میں جی ہاں کرسکتی ہوں۔

شہزادی آپ استنبول میں کتنے دن قیام کرینگی۔

میں۔ پانچ دن اور۔

شہزادی۔ یہ سنکر مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اگر آپ کو اس قدر جلدی ہی جانا تھا تو اس سے یہی اچھا تھا کہ مجھسے ملتیں ہی نہیں۔ اب آپ یہاں سے تشریف لیجانے کا قصد کرتی ہیں؟

میں۔ میری پیاری شہزادی۔ مجھکو خود اچانک چلے جانے کا افسوس ہے آپ کی شفقت اور مہربانی میری رفتار کا پتا کی خاتون کی طرف مخاطب ہوکر اور آپکے اخلاق اور محبت سے تو مجھے آپکو چھوڑکر جانے کی اجازت نہیں دیتی۔ مگر میں افسوس کرتی ہوں کہ یہ سفر میری خواہش پر مبنی نہیں ہے۔ اور حج کی تاریخ نہیں بدلی جا سکتی۔ میں وہاں آپکے اور آپکے مرحوم والد سلطان کیلئے بارگاہ کعبہ معلے میں دعا کرونگی۔

شہزادی۔ دوستوں سے خدا آپکو حج نصیب کرے آپ بہت سفر کر چکی ہیں اور ابھی بڑا سفر باقی ہے جب حج سے واپس تشریف لائیں تو مہربانی فرماکر مجھے یاد کیجئیگا اور تھوڑا سا آب زمزم میرے لئے بھیج دیجئے گا جو آپ کونسل جنرل کے ذریعہ سے بھیج سکتی ہیں۔ آپکے پاس آب زمزم کا ایک بڑا گھڑا بھیجا گیا۔

شہزادی۔ کیا آپ دنیا کی سیر کر آئی ہیں؟

میں۔ جی ہاں۔ اور اس سفر کے متعلق مجھکو یہ عرض کرنا ہے کہ چین میں تقریباً چھ ملین مسلمان آباد ہیں۔ اور ایک چینی شہر کینٹان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا کی قبر ہے جسکی میں نے دو مرتبہ زیارت کی ہے۔ اسکے علاوہ اس شہر میں ایک مسجد ہے جسکو چینی مسلمان مشرق کے کعبہ کی طرح مانتے ہیں۔

شہزادی۔ خوب۔ میں نے سنا تھا کہ چین میں مسلمان رہتے ہیں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ بخلاف چینیوں کے حلال و حرام کا خیال رکھتے ہونگے۔ کیا نماز پڑھتے ہیں؟

میں۔ جی ہاں چینی مسلمان حلال و حرام اور روزہ نماز کے بڑے پابند ہیں سلطنت کیطرف سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ بخلاف اسکے ہر مسجد میں اس مضمون کا ایک اعلان آویزاں ہے کہ غیر مذہب کے لوگ جو مسجد میں نظر آجائیں۔ نکالے جائینگے مگر چینی مسلمان مدتوں سے چینی رسوم کی پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ چینیوں کی طرح چوٹی رکھنے کیلئے مجبور ہیں۔ وجہ کیا کہ فغفور کا یہی حکم ہے۔ اور جو پابندی نہ کرے۔ وہ قتل کئے جانیکا مستوجب سمجھا جاتا ہے۔

اس اثنا میں ہم قہوہ پی چکیں۔ اور مجھکو یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ شہزادی کی گفتگو اور سوالات نہایت عاقلانہ اور پر مغز اور اس شخص کے لئے شایاں تھے جنکی پولیٹیکل حالت اسقدر اعلیٰ تھی۔ میرے جوابات پر اُن کی انہیں بڑی دلچسپی ہوتی تھی۔ اور اُنہوں نے ظاہر ہونے دیا کہ اُنکی واقفیت اور معلومات کا ذخیرہ اُن حالات پر بہت بڑا اسپر ہم میں گفتگو ہوئی۔ اور جو سلطانہ نے یا تو سیاحوں سے گفتگو کرکے یا کتب بینی کے ذریعہ سے حاصل کیا ہوگا۔ تھوڑی

دیر بعد چند عورتیں جو یکساں پوشاکیں پہنے ہوئے تھیں آئیں اور ایک سنہری پیالہ میں بہت اچھا شربت لا کر پیش کیا۔ اور اسکے پندرہ منٹ بعد مٹھائی کی ایک کابی پیش کیگئی۔ یہ ایک مشہور بات ہے۔ کہ ترکی مٹھائی اور مٹھائیوں سے بہتر ہوتی ہے لیکن وہ مٹھائیاں جو شاہی خاندان کے لئے بالتخصیص بنائی جاتی ہیں۔ نہایت ہی خوش ذائقہ ہوتی ہیں پندرہ منٹ کے بعد کوئی اور نئی خوشگوار مٹھائی ہمارے روبرو پیش کیگئی۔ اخیر کھانا ختم ہوا +

سلطانہ اٹھیں اور ایک خوبصورت باغیچہ کی طرف تشریف فرما ہوئیں۔ باغیچہ سے گذرتے وقت ہمنے چند پھول توڑے جو ہمارے گرد ہزاروں لگے ہوئے تھے۔ اور چلتے چلتے ایک بڑے محل میں پہنچیں۔ جہاں چند ترکی لڑکیاں مختلف صفوں میں اپنے اپنے منصب کے مطابق بیٹھی ہوئی تہیں۔ وہ سلطانہ کی نہایت تعظیم سے آداب بجا لائیں اور گانے لگیں۔ چونکہ مجھکو بھی نغمہ وسرود سے بڑی دلچسپی تھی۔ اسلئے مجھکو انکا گانا سنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی گو راگ ترکی تھے لیکن فرانسیسی ڈہنگ میں گائے جاتے تھے۔ یہ نظم سلطانہ مہمان اور موسم کی تعریف میں گائی جارہی تھی۔ اور اس میں ایک شعر خصوصیت کیساتھ گایا جارہا تہا۔ اور ایک خوبصورت لڑکی اس سوز و گداز سے اسکو بالحان داؤدی گارہی تھی۔ کہ جسکا سارا جسم اسکے جذبات سے کانپ رہا تھا۔ میرے استفسار کے جواب میں ایک مترجم نے مجھکو مطلع کیا کہ اس شعر کا مطلب یہ ہی کہ وہ ایک معشوقہ اپنے عاشق کی جدائی کا افسوس کررہی ہے۔ اور اپنی تکلیف کو مچھلی سے مشابہ کررہی ہے۔ جسکو پانی سے نکال لیا ہے۔ اور وہ پانی میں جینے کیلئے نہایت بیقرار و آرزو مند ہے " اس شعر کا خواہ کچھ ہی مطلب ہو خیالات کی عمدگی میں شک نہیں اور گانیوالی اس تکلیف کو خوب ظاہر کررہی ہے +

جب گانا ختم ہوچکا ایک عجیب تماشا دیکھنے میں آیا جسکا مجھکو خیال بھی نہ تہا۔ یہ لڑکیاں یا تو اپنی خوشی سے یا سلطانہ کے حکم سے غائب ہوگئیں۔ لیکن مینے سلطانہ کو کوئی اشارہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور ہمارے روبرو آہستہ آہستہ ایک پردہ اٹھا۔ اور خوبصورت لڑکیوں کا ایک گروہ نظر آیا۔ جنکے غمگین راگ سے مجھے اسقدر دلچسپی نہیں معلوم ہوئی۔ جسقدر انکے خاص انداز سے معلوم ہوئی۔ اس راگ سے عشاق کی جدائی کا غم ظاہر ہوتا تھا۔ اور بڑی لے سے گایا جارہا تھا۔ ان گانیوالیوں کے بعد دوسری گانیوالیاں آئیں جو باجا بھی بجاتی تہیں۔ اور اس لہجہ سے گاتی تہیں جس سے کچھ کچھ فرانسیسی تہیٹر کا لطف آتا تھا۔ یہ تماشے ایسے دلفریب تھے۔ کہ انکے بیان کرنے میں میری زبان قاصر ہے۔ صرف فوٹو اور فونوگراف سے ناظرین انکی خوبیوں کا کافی طور پر اندازہ کرسکتے ہیں۔ اب تک سلطانہ ہم سے گفتگو کرتی رہی۔ اور مختلف امور۔ مثلاً تہیٹر قسطنطنیہ کی آب و ہوا۔ شاہی فوج اور جنگی باجے وغیرہ پر میری رائے دریافت کرتی رہیں۔ اور میں جو جوابات موزوں سمجھتی تھی۔ دیتی رہی +

شہزادی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کانوں میں بھاری زیور پہننے سے آپکو تکلیف تو نہیں ہوتی؟ مینے جواب دیا کہ اگر اس سے بھی بھاری زیور ہو تب بھی عورتوں کو جواہرات اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور علاوہ اسکے چونکہ میرے زیور ہندوستانی

ساخت کے ہیں۔ اسلئے ہندوستانی فیشن کی موزون ہے اور میں انکو پہننے کیواسطے مجبور رہوں جب سلطانہ اور ترکی لیڈیاں کی فرانسیسی پوشاکوں کا ذکر آیا۔ تو میں نے اپنی ناپسندیدگی ظاہر نہیں کی۔ لیکن عرب اور ٹرکی کی قومی پوشاکوں کی تعریف کی سلطانہ نے نہایت اخلاق سے قدیم عربی اور ترکی پوشاکوں کی برتری قبول فرمائی لیکن بیان فرمایا۔ کہ ان دنوں ٹرکی میں فرانسیسی پوشاک پہننے کا رواج ہو گیا ہے۔ اسکے بعد شہزادی نے مجھ کو اپنی شادی کی پوشاک دکھائی جو نہایت محنت سے تیار ہوئی تھی۔ یہ لباس اس نفاست اور نزاکت سے بنا ہوا تھا اور اسمیں اس کثرت سے جواہرات تھے کہ آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ اس کے بعد مجھ کو ایک تاج دکھایا گیا جس میں بہت بڑے بڑے ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ اور دو زنجیریں دکھائیں جو کانوں سے پہنی جاتی ہیں۔ اور پاؤں تک لٹکتی رہتی ہیں۔ چونکہ انمیں ہیرے اور مختلف رنگ کے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ بلحاظ عمدگی دلفریب نظر آتی تھیں کہ انکے دیکھنے سے بڑی خوشی پیدا ہوتی تھی۔ سلطانہ نے اپنی شادی کی کل رسوم (مثلاً شاہی محل سے برات کی روانگی اور خان پاشا کے محل میں داخلہ وغیرہ) بیان کیں۔ چونکہ سلطانہ سلطان کی بڑی چہیتی لڑکی ہیں۔ اسلئے سلطان انکا اپنے پاس سے علیحدہ رہنا پسند نہیں کرتے۔ یہی سبب تھا کہ شاہی محلات میں انکے اور انکے شوہر کیلئے مکانات مخصوص کر دئے گئے۔

ہفتہ خانہ قسطنطنیہ سے تقریباً پانچ میل پر ایک بڑا عمدہ محل ہے۔ جس میں جمعہ کی شام کو مرد اور عورت تفریح کے لئے جاتے ہیں۔ وہاں نورالدین پاشا کیطرف مجھ کو اشارہ کیا گیا۔ اور میں نے سلطانہ سے اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ انکے شوہر کا ذکر کیا۔ انہوں نے کنایتاً جواب دیا کیونکہ مسلمان لیڈیوں میں اپنے شوہروں کا صراحتاً ذکر کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ میں دیکھتی تھی۔ کہ جب میں نے انکے شوہر کی خوبصورتی کی تعریف کی تو اطمینان ہوا۔ اسلئے کہ انہوں نے ایک دھیمی آواز میں میرا شکریہ ادا کیا اور انکی ایک تصویر دی۔ میں اُن کی عنایت کی بڑی مشکور ہوں۔ اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ رخصت چاہی مگر شہزادی نے منع اور زیادہ دنوں تک ٹھہرنے کا اصرار کرتی رہیں کیا میں دس دن اور جیسا کہ وہ چاہتی تھیں نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ میں نے بکمال ادب مثل سابق عرض کی کہ مجھکو زیادہ قیام نہ کرنے کا بڑا افسوس ہے۔ کیونکہ حج کی تاریخ بہت نزدیک آگئی ہے۔ اسپر انہوں نے جواب دیا کہ "اگر آپ چند روز اور ٹھہر جاتیں تو میں آپکو اپنی دادی کے پاس بھیجتی"۔ میں نے انکے اخلاق کا شکریہ ادا کیا اور اس معزز لیڈی سے نہ ملنے کا افسوس ظاہر کیا۔

سلطانہ سے گفتگو کرنے کے وقت میں نے ذکر کیا کہ میرے شوہر اپنی متبنٰی لڑکی اور بھتیجے کو تعلیم کی غرض سے قسطنطنیہ بھیجنا چاہتے ہیں۔ اسپر سلطانہ نے فرمایا کہ اگر وہ آئینگے تو انکی بڑی خبر گیری کیجاویگی۔ لڑکی عثمان پاشا کی خاتون کی سپردگی میں رہیگی۔ اور لڑکا سلطانی مدرسہ اور ملٹری کالج میں بھرتی کرا دیا جاویگا۔ اور فوجی افسروں اور عثمان پاشا کی نگرانی میں رہیگا۔ سلطانہ نے بچوں کی تعلیم میں اسقدر دلچسپی ظاہر کی کہ میں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوتی۔ کہ قدرتی

ان میں بڑی علمی قابلیتیں دی ہونگی جب میں نے اس عنایت کا شکریہ ادا کیا تو انہوں نے مجھ سے وعدہ کرایا قسطنطنیہ میں پھر آؤنگی۔ اسموقعہ پر مینے رخصت کی اجازت چاہی عثمان پاشا کی خانم اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور ہم لوگ چلے گئے۔ اور جو رسمیں ہماری آمد پر ادا کی گئی تھیں وہی روانگی کے وقت عمل میں آئیں۔ واپسی کے وقت ہم کچھ دیر کے لئے عثمان پاشا کے محل میں قہوہ پینے کے لئے ٹھیر گئے۔ اور اُس کے بعد اپنے مکان کو گاڑی پر سوار ہوکر چلے آئے ✤

رحیمہ بیگم

ڈیلی ٹیلیگراف [illegible] لارڈ سالسبری کو [illegible] امدادی [illegible] سے اور [illegible] قوم [illegible] ہوتی ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی ہے کہ وزیر اعظم [illegible] اس امر میں متفق ہونگے کہ سفارت [illegible] پیام اور گفتگو کے مصالحت کرنیکا وقت گذر گیا ہے اور اب ودے کے وسائل [illegible] میں لانا سخت ضروری ہوگیا ہے ✤

باب عالی نے [illegible] باسفورس کے [illegible] سے ترانی شروع کردی ہے جو کہتا ہے کہ اب نہ صرف کسی ایک سلطنت بلکہ کل روئے زمین کی طاقتور سے جنگی بیڑوں کی یہ مجال نہیں کہ ان دونوں دریاؤں میں قدم رکھ سکیں ✤

قسطنطنیہ سے خبر آئی ہے [illegible] کے مختلف مقامات پر [illegible] فساد ہوا۔ بہت آدمی قتل ہوئے۔ تصدیق [illegible] معلوم نہیں ✤

روسی اخبار [illegible] کہتا ہے کہ برطانیہ [illegible] نے مسئلہ آرمینیا میں حد اعتدال سے گذر کر [illegible] کی ہے جو معقولیت اور انصاف پسندی سے بعید ہے اور جس سے صرف سال کے چند [illegible] اخبار مذکور امید کرتا ہے کہ باب عالی دول عظام کی مشترکہ درخواست دربارہ اصلاح آرمینیا کو قبول کرینگے اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو روس و فرانس اس امر کا لحاظ مانع ہونگے کہ انگلستان ۱۸۸۲ء کے محاصرہ و گولہ باری اسکندریہ کیطرح قسطنطنیہ کو اپنی توپوں کا نشانہ بنا سکے ✤

اسکندریہ میں عہد جلوس حضرت سلطان المعظم کی خوشی میں بڑا جشن منایا گیا۔ رات کے وقت بندرگاہ میں تمام جہاز اور کشتیاں سبز قمقموں اور بادبانوں اور طرح طرح کی جھنڈیوں سے آراستہ کئے گئے صبح کو طلوع ہونے سے پہلے ہی قلعہ سے سلامی کی توپیں سر کیگئیں اور تمام ملازمین سرکاری عمائدین شہر و معززین و وکلا دول اجنبیہ فوج اور فوج غازی مختار پاشا و مخبری پاشا نائب قاہرہ بمقام خدیوی کے محلات میں علانیہ تہنیت کہنے اور مبارکباد دینے کیلئے حاضر ہوئے ✤

برلن کا ایک اخبار [illegible] کی سند پر لکھتا ہے کہ روس اور فرانس نے باہمی پختہ طور پر سمجھوتہ کرلیا ہے کہ جاپان کو کوریا سے نکلنے کیلئے عنقریب جو کچھ کارروائی روس کریگا فرانس اُسمیں معاون ہوگا۔ اور اسکے عوض مصر سے انگریزوں کے نکلنے میں روس فرانس کی مدد کریگا ✤

انگلستان فرانس و روس کے سفرائے نے بڑے پرزور الفاظ میں باب عالی سے مکرر مطالبہ کیا ہے کہ

ان کے مقتول و مجروح کونسلوں کا معاوضہ جس کی تعداد میں ہزار پونڈ و تین لاکھ روپیہ مقرر کی گئی ہے فوراً ادا کیا جاوے اور پنیٹس جوکی
پوری تحقیقات ہو کر مجرموں کو سزا مناسب دیجاوے ؛

۵ - ٹلگرافی تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ میں حالت روبہ بہتری ہے اور لوگوں میں امن و امان ہے حضرت ظل اللہ
نے مسلکاخا آرمینیا منظور کر لی ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ تفصیل پر سوال جانے تو پھر کام [illegible] رفتہ رفتہ [illegible]
[illegible] کبھی [illegible] کہ [illegible] لگانا تھا اب چونکہ [illegible] ہیں مگر [illegible] جائیں تو جمہ [illegible]
سکیں [illegible] درحقیقت [illegible] سلطان [illegible] آپ کو [illegible]
[illegible] آپکے والد بزرگوار نے ملکی خدمات و ملکی اصلاحات کا کوئی دقیقہ [illegible] جو کچھ [illegible]
[illegible] صاحب انعال بادشاہونکی بہت بازہ کا نتیجہ ہے ؛

هفتہ مذکور کی جمع بگ

[illegible] کی [illegible] بیان کی جاتی ہے - [illegible] سلطان روم [illegible] پونڈ شہنشاہ
[illegible] ۵۰۰ پونڈ شہنشاہ جرمنی ۰۰۰ [illegible] شاہ اٹلی [illegible] ملکہ معظمہ [illegible] پونڈ شاہ بلجیم [illegible] پریسیڈنٹ فرانس ۱۲۰
پریسیڈنٹ ممالک متحدہ امریکا ۲۵ پونڈ ؛

ایک [illegible] کے [illegible] لاکھوں پیغام [illegible] وہاں کی پولیس نے بڑا سخت تشدد کیا ہے [illegible]
[illegible] گورنمنٹ [illegible] کا کابینہ طلب کر لی اور اس زیادتی سے کافی تذکرہ [illegible] ہم حیران ہیں کہ
[illegible] عثمانی حکومت اس طرح سے انگریزوں ہی کے [illegible] تو [illegible] گورنمنٹ کیا مراد لیجاتی ہے ؛

هفتہ مذکور کے دیگر مضامین

{ انگریزی اخباروں کی نکتہ چینی سلطان المعظم اور خدیو مصر }

انگلستان کی اخبار کی جدت پسند طبیعتیں اور مخترع دماغ غضب کرتے ہیں - خدیو کی خلوص عقیدت اور حضرت
سلطان المکرم کی اُنکے حال پر شاہانہ بلکہ پدرانہ الطاف و اکرام مبذول ہیں کو کون نہیں جانتا - لیکن ہماری شوخ طبع انگریزی
اخبار نے [illegible] کیا کہ خدیو المعظم کے اپنے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کو اس تازہ واقعہ کو بغیر کسی گل کھلانے
اور [illegible] نہلانے [illegible] کسی طرح کی تشویش ڈالنے کے خالی نہیں چھوڑنا چاہتی - چنانچہ ان بیکلوں نے یہ ہوا چھوڑ
چھوڑ دیا ہے کہ خدیو موصوف قسطنطنیہ سے خوش نہیں واپس آئے - اور اگر آیندہ بھی سلطان المعظم سے ایسا ہی سلوک
ہونے کی [illegible] تو اگلے سال دار الخلافہ تشریف نہیں لے جاوینگے - بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان المعظم اثنائے ملاقات
میں اگر کوئی [illegible] تذکرہ درمیان آجاتا تھا تو اُسے ٹال دیتے تھے - اور خدیو کو دالبتا اور جزیرہ تھاسوس جانے کی اجازت
نہ دی [illegible] والے رنجش کی بڑی وجہ یہ بیان کیگئی ہے - کہ عباس پاشا کے چند مقدمات ذاتی جائیداد اور نیز اسمعیل پاشا

مرحوم کے ترکہ کی بابت ترکی عدالتوں میں دائر تھے۔ جنکا فیصلہ جیسا کہ وہ چاہتے تھے اُنکے حق میں نہیں ہوا۔ ان وجوہات کو پڑھکر ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیسی لچر اور لغو ہیں۔ اول تو اسکا کوئی ثبوت ہی نہیں کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ صحیح ہے۔ اگر بفرض محال ہو بھی تو ثابت ہوتا ہے کہ اس ملاقات میں پولیٹکل معاملات پر ہرگز گفتگو نہیں ہوئی کہ جسکا ذکر یورپین طاقتوں کے دل کو لگا ہوا تھا۔ قطع نظر اسکے عدالتی کارروائی کو شہنشاہ اور اُنکے نائب السلطنت کے ذاتی و سرکاری تعلقات سے کیا واسطہ۔ کیا عباس حلمی پاشا ایسے غیر منصف مزاج اور نادان ہیں کہ یہ خواہش کریں کہ جو فیصل عدالتیں انکی ناجائز طرفداری کریں۔ انگریزی اخبارات کو معلوم رہنا چاہئے کہ ہر جگہ بازار میں جوہری موجود نہیں۔ جو نقل و حرکت کے مجرموں کو فضول و بے بنیاد حجتوں پر بری کر دیتے ہیں اور کیا کوئی اسبات کو بھی سچ مان سکتا ہے کہ ہندوستان جیسے جاہل ملک کا بچہ بچہ تک تو پولیٹکل معاملات پر ہر وقت رائے زنی کرتا ہے اور وہ دو ذی امور شخص جنمیں شہنشاہ اور نائب السلطنت کا تعلق ہو اور جنکے سر پر اسوقت ایک سخت مصیبت عظیمہ نازل ہو رہی ہو اس بلا و بے درمان کے دفعیہ کے متعلق کوئی گفتگو نہ کریں۔ باقی رہا ولیم یا انناسوس نہ جانے دینا سو صریح غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ کریمیا اور اوڈیسہ جانیکی اجازت ملجاوے اور آسٹریا جانے سے باز رکھا جاوے۔ ہاں اگر لندن کہدیا ہوتا تو کچھ ٹھیک بھی تھا۔ قصہ کوتاہ یورپ کی اخبارات اپنے عالی دماغ مدبروں کی طرح جھوٹ بولنے اور افترا باندھنے میں بھی غیر مذہب ممالک کی اخبارات سے بدرجہا بڑھکر دست بسبقت لیگئی ہوئی ہیں۔ یہ اُنکی موجودہ تہذیب و شائستگی کے یہی کرشمے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لندن ۲۱ اکتوبر مصر کی بندرگاہ دمیاط میں ہیضہ پھوٹ نکلا ہے۔ جمعہ کو ۹ اور ہفتہ کو ۴ موتیں ہوئیں مقام منصورہ میں بھی جہاں دمیاط سے سینکڑوں باشندے ہیضہ کو شروع ہونے پر بھاگ گئے تھے کئی وارداتیں ہو چکی ہیں۔

لندن ۲۴ اکتوبر سٹینڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ ترکی لبرل فریق کے ۵۰ ممبروں کو سرسری تجویز کے بعد سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے۔

سینٹ پیٹرزبرگ ۲۴ اکتوبر۔ روئٹر کا خاص نامہ نگار متعینہ استنبول اس اطلاع کی تصدیق کرتا ہے کہ ریفارم پارٹی کے بہت سے سرگروہوں کا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں غائب ہوگئے حسب الحکم انمیں تشویش بڑھتی جاتی ہے اور اندیشہ ہے کہ عیسائی بغاوت کرنیوالے ہیں۔

۲۵ اکتوبر سٹینڈرڈ کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ تار دیتا ہے کہ لبرل پارٹی کے سرغنوں کو ایک جنگی جہاز کی کشتیوں پر سوار کرا کر سمندر میں لیجا کر غرق کر دیا گیا ہے۔

۲۵- اکتوبر۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آرمینیا کے مختلف حصوں میں سخت خوفناک ہنگامے اور کشت و خون واقع ہوئے ہیں صرف مقام ارزن الروم میں ساٹھ ارمنی قتل کئے گئے ہیں۔

قسطنطنیہ ۲۲- اکتوبر۔ سر فلپ کری سفیر انگلستان نے آج سلطان المعظم کے ساتھ برابر ایک گھنٹہ تک ملاقات کی جسکے دوران میں شہنشاہ موصوف نے اطمینان بخش یقین دلایا کہ وہ ان ترمیم شدہ اصلاحات کو جنکو حضور منظور کر چکے ہیں نیک نیتی سے آرمینیا میں جاری فرمائنگے۔ اور لایق اور ہوشیار افسروں کو انکی ترویج کی نگرانی کرنے کے واسطے مقرر فرماویں گے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں۔

مظالم آرمینیا کی کمیشن تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ ابتدائے فساد آرمینیوں ہی نے کی تھی انہوں نے ریوالوروں رائفلوں اور بم کے گولوں سے کام لیا۔ اور تعداد مقتولین جو ۱۶۰۰۰ مشہور کی جاتی ہے بالکل غلط ہے وہ پانسو سے ہرگز کسی صورت میں متجاوز نہیں۔

قسطنطنیہ کے ارمنی ہنگاموں کے متعلق جو مزید حالات معلوم ہوتے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ آرمینیوں نے ہی یہاں بھی ابتدا فساد کی ہے۔ اور پادریوں نے باوجود قانونی ممانعت کے جلوس میں مسلح ہو کر جانے پر اصرار کیا۔ اور جس وقت پولیس نے بموجب اپنے فرائض کے جلوس کے منتشر ہو جانے کا حکم دیا۔ تو آرمینیوں نے اسپر باڑھیں مارنی شروع کر دیں اور پہلی ہی باڑھ میں ثروت بے ایڈیکانگ منیر پولیس دو نائب عہدہ دار اور متعدد سپاہی شہید ہو گئے۔

قسطنطنیہ کے مسلمانوں میں انگلستان کے برخلاف سخت ناراضگی کا جوش پھیلا ہوا ہے۔

میڈم اولگا نویکاف نے ڈیلی کرانیکل میں ایک مضمون دیا ہے۔ اوسمیں لکھتی ہیں کہ مسئلہ آرمینیا کی موجودہ مشکلات کی اصلی وجہ مشرقی مسئلہ کی پرانی دقتیں اور مشکلات ہیں وہ کہتی ہیں کہ روس اس سیاسی شکست کو جو اسے برلن کانگرس میں ملی تھی کبھی نہیں بھول سکتا۔ اور انگلستان کو لازمی طور پر یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ اسکو ضرور مخمصے میں اکیلا چھوڑ کر خود الگ ہو جائیگا۔ یہ راز اب عام افشا ہو گیا ہے۔ کہ روس نے بابعالی کو در پردہ جتلا دیا ہوا ہے کہ وہ صرف ظاہری طور پر دوسری طاقتوں کے ساتھ شامل ہے اور روم کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی کرنے میں وہ ہرگز شریک ہوگا۔

ہفتہ مذکور کے دیگر مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۲۸- اکتوبر ۱۸۹۵ء

(معاملات ٹرکی۔ اور انگریزی پالیسی پر ایک نظر)

ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ ہفتہ مختتمہ ۴- اکتوبر ۱۸۹۵ء میں سلطنت عثمانیہ کے اندر بڑے ہولناک فساد وقوع پذیر ہوئے ہیں سب سے بڑا فساد انطاکیہ واقع ملک شام میں ہوا ہے۔ عیسائی اخباروں کا بیان ہے۔ کہ چند عثمانی افسروں نے مسلمانوں میں یہ افواہیں مشتہر کر کے ارمنی لوگ خفیہ طور پر اسلحہ جمع کر رہے ہیں۔ اور مسلمان باشندوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں بڑا جوش پھیلا دیا

جب مسلمانوں نے آرمینیوں کے گھروں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ پولیس نے اس کارروائی میں مسلمانوں کی اعانت کی اور چند افسر انکے ہمراہ ایک آرمنی گرجا میں جا گھسے۔ جہاں انہیں یقین تھا کہ قربانگاہ کے پردوں کے نیچے آرمینیوں نے ہتھیار چھپا رکھے ہیں انہوں نے متبرک مینوں اور منبروں کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ اپنے معبد کی یہ توہین دیکھکر آرمینیوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا اور وہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے نتیجہ یہ ہوا کہ دس آرمنی مقتول و مجروح ہوئے۔ وہی اخبارات لکھتے ہیں کہ اضلاع کیماخ اور اندگیمان میں ترکی عہدہ داروں اور باشی بزوق سرداروں کے ظلم و ستم سے نہایت خوف چھا رہا ہے۔ ان خبروں کے مطالعے سے علاوہ اسبات کے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کا کوئی حصہ فتنہ و فساد سے خالی نہیں رہا۔ یا رشاد کہائی نہیں دیتا۔ بظاہر یہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر ابتدا اور زیادتی ترکوں ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ مگر ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ جب وقت دنیا میں جاہ و نصرت ترکوں ہی کا دور دورہ تھا۔ اور کوئی انکا مقابل نہ تھا۔ اسوقت تو وہ عیسائی رعایا کو بڑے امن و امان سے رکھیں اور انکو وہ وہ حقوق عطا کریں جو آجتک کسی مہذب عیسائی سلطنت نے بھی اپنی غیر مذہب رعایا کو نہیں دیئے۔ اور اب جبکہ ہر ایک طرف سے اُنپر جھوٹوں سچوں مار مار ہو رہی ہے۔ اور بڑی بڑی زبردست عیسائی طاقتیں ترکوں کا ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں پر قافیہ تنگ کر رہی ہیں۔ تو ایسی صورت میں کیا یہ ممکن ہے کہ ترک اپنی ذاتی رحمدلی اور رعایا پروری چھوڑ دیں۔ اور اُسپر زیادتی کرنا اور اُن فسادوں میں خود ابتدا کرنا شروع کر دیں۔ حاشا و کلا یہ ہرگز ممکن نہیں۔ بلکہ تجربہ ہمیں بتا رہا ہے کہ ایسے معاملات میں جو کچھ یوروپین حضرات تحریر کریں۔ اصل واقعہ اور کیفیت ہمیشہ اُسکے برعکس ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کو اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو ان خبروں کا ماحصل یہ نکلتا ہے کہ آرمن اور دیگر عیسائی رعایا ہمسایہ زبردست طاقتوں کا غلبہ اور ترکوں کی بیبسی دیکھکر نہیں بلکہ عیسائی سلطنتوں کی جابرانہ اور حملہ آورانہ کارروائیوں سے دلیر ہو کر خود ابتدا کرتی ہیں کہ ترک خواہ مخواہ فساد فرو کرنیکی کوشش کرینگے جس سے ایک تو انکی حکومت کو اور زیادہ مشکلات پیش آتی جاینگی۔ اور دوسری انہیں سے جسقدر شہید ہونگے وہ تو الگ رہے۔ خود مفسدوں میں سے بھی لازمی طور پر کچھ نہ کچھ مقتول و مجروح ہو رہینگے۔ جو دوسری عیسائی طاقتوں کے ترکوں کو مجبور کرنے کے لئے معقول حجت اور بہانہ کا کام دیجائینگے +

باقی رہا ہمارا یہ دعوےٰ کہ یہ تازہ فسادات صرف عیسائی طاقتوں کی حمایت سے ہو رہے ہیں۔ سو اسکی تصدیق اسی بخوبی ہو رہی ہے۔ کہ گو مظالم آرمینیا کا قضیہ تقریباً دو برس سے جاری ہے اور وہ بھی اسواسطے کہ روس کی ہمسائگت کا بڑا اثر اس صوبہ کے عیسائیوں پر پڑتا تھا۔ مگر سلطنت عثمانیہ کے دیگر حصص میں جدہ کے بلوہ سے پہلے کوئی ہنگامہ نہ ہوا۔ کیونکہ وہاں کی عیسائی رعایا کو کوئی مسیحی طاقت قریب نظر نہیں آتی تھی۔ اور نہ اُسکو کسی طاقت کے حامی ہونے کی توقع تھی لیکن اس نامراد بلوہ جدہ کے بعد جونہی انگریزی بیڑہ جہازات کو ترکی سمندروں کی طرف حرکت دی گئی۔ تو اول مفسدوں والوں نے فساد کیا۔ جنکو اگرچہ اس انگریزی بیڑہ کی حمایت کے علاوہ زیادہ تر بلگیریا کی طرفداری کا بھی گھمنڈ تھا۔ مگر جب وقت بلگیریا والوں کی گوشمالی کر دی گئی۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات بجائے بحیرہ مجمع الجزائر کیطرف بڑھنے کے سواحل شام کی جانب چلا

گیا۔ تو انکی امنگیں سرد ہوگئیں اور اسکے ساتھ ہی وہ فتنہ بھی فرو ہوگیا۔ لیکن اسکے عوض جبکہ بیڑہ مذکور نہر سویز کے دہانہ پر
کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ساحل شام کے کنارہ کنارہ ڈارڈنلز کی طرف آنا گیا۔ ملک شام میں بھی فساد شروع ہوگیا۔
آج جافہ میں فساد ہوا۔ تو دوسرے دن عکہ میں اور اسیطرح انطاکیہ اور لبنان میں (ناظرین کو خیال رہے کہ گو انکے کئے فساد
کی خبر اب ملی ہے مگر اسکا وقوعہ ستمبر میں فساد آرمینیہ قسطنطنیہ سے پہلے ہوا تھا) دیکھیے یہانتک کہ جسوقت وہ بیڑہ ڈارڈنلز کے دہانہ
پر پہنچگیا سلونیا سمرنا کر دونوں طرف سے آمد اور قسطنطنیہ میں باطمن مفسدوں نے فساد کردیا۔ اور ان میں اسقدر جسارت بڑھ
ہوگئی کہ پستولوں اور خنجروں سے مسلح ہو کر خاص دار الخلافہ میں نہ صرف ترکی پولیس کے مقابل ہوئے اور پولیس کے
میجر اور متعدد سپاہیوں کو قتل کیا بلکہ خاص باب عالی کے جو میں وزیر صیغہ خارجہ، وزیر صیغہ داخلیہ اور وزیر محکمہ پولیس کی
گاڑیوں پر جن میں سوار ہو کر وہ دار الوزارت کو جا رہے تھے بندوقوں کی باڑیں سر کیں۔ اور انکی گاڑیوں کو مارے گولیوں کے
چھلنی بنا دیا۔ کچھ ان کی زندگی باقی تھی کہ خود بچ گئے۔ اور پولیس نے باوجود اپنی فوج کے بہت سے سپاہیوں کے مارے جانے
کے ان شریر النفسوں کو جو چاروں طرف سے آزادی یا موت کے نعرے بلند کرتے ہوئے وحشیوں کیطرح باب عالی کیطرف بڑھتے
چلے آتے تھے پس پا کر دیا۔ ورنہ اگر وہ مجلس خاص میں پہنچ جاتے تو خدا جانے کیا غضب ڈھاتے اور نیز اسیطرح
سے انہوں نے بیت العدالت میں گھسکر دو ترکی ججوں کو عین بر سر اجلاس قتل کر دیا۔ اور وہاں سے صاف بچکر نکلجانے ہی
کو تھے کہ پولیس نے انکو گرفتار کر لیا۔ آرمینیوں کے یہ تازہ ظلم اس ہفتہ کی ولایت کی ڈاک سے معلوم ہوئے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں
کہ اس مختصر سے بیان سے ہمارے دعوے کی بخوبی پوری تصدیق ہوگئی ہوگی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ سانحہ ناشنیدنی کے
بعد دوسرے دن مسلمان رعایا اور طلبا دمشق کی پولیس و سپاہ نے بھی جسقدر ان سے ہوسکا اس ظلم کا انتقام لیا مگر ہمیں
افسوس ہے بڑا افسوس خود اپنی گورنمنٹ کی خونخوار پالیسی پر آتا ہے کہ بظاہر کہا جاتا ہے کہ یہ سب کوششیں ہمدردی انسانی کیوجہ سے کیجاتی
ہیں اور عمل ایسے کئے جاتے ہیں کہ جن سے خونریزی تباہی اور بربادی کو ساعت بساعت ترقی ہو۔ کچھ شام اور پھر جزیرہ
لیمناس پر باز آنے کا نتیجہ دیکھ لیا کیا نکلا۔ ابھی خدا کا شکر ہے کہ آبنائے ڈارڈنلز کچھ ایسی محفوظ کیگئی تھی کہ بیڑہ مذکور
اس میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ ورنہ خدا جانے ہماری مفسد اور دوسری عیسائی رعایا اسکی شہ میں آکر کیا کر گذرتی +

لارڈ سالسبری صاحب کو ترکی مسلمانوں اور آرمینیوں کو اس بیرحمی سے آپسمیں لڑا دینے سے بدیہی طور پر معلوم ہو رہا
ہو کہ ہمدردی کا بہانہ کرنا یا اسکی آڑ پکڑنا آفتاب کے چہرہ پر ایک باریک جالی کا نقاب ڈالنا ہے اور در اصل کوئی سخت ناگزیر ملکی حکمت
در پیش ہے جس کو اس جابرانہ دہمکی سے سمجھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن لارڈ موصوف ایسے معاملہ فہم اور دیرینہ تجربہ کار
مدبر کی ان چالوں کو دیکھکر ہم حیران ہو رہے ہیں کہ ایکطرف شمال مغربی سرحد کی طرف سے خرخشہ لگ رہا ہے۔ اور گو پامیر کمیشن نے
حد بندی کردی ہے اور چترال پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ مگر روس نہ صرف در اطراف ہی میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ بلکہ
ہر روز اس جانب بھی قدم آگے بڑھاتا چلا آرہا ہے۔ اور اس امر کے حفظ ماتقدم کے لئے کہ اس طرف جنگ چھڑ جانے کیوقت باب عالی

جو ایک نئی اندیشہ ناک طاقت انکی بغل میں موجود ہو گئی ہے ۔ ساتھ ہی یا پر حملہ آور نہ ہو جائے اپنی ایشیا کے مشرقی سواحل کو لگاتار مضبوط کر رہا ہے اور وہاں فوجیں بھیج رہا ہے ساتھ ہی انکے امیر صاحب فوجی سامان ہی فراہم نہیں کر رہے - بلکہ کئی ایک سرحدی علماء کو جو جہاد کا وعظ کرتے ہیں انعام و اکرام دے رہے ہیں اور عمرا خان بانی مبانی مہم چترال اور مبداء فساد پر خاص عنایات مبذول فرما رہے ہیں اور ادہر سر جوزف لارڈ موصوف امریکہ میں سلطنت وینیز ویلا کو الٹی میٹم دے رہے ہیں - تو افریقہ میں شاہ اشانٹی پر فوجکشی کی تیاریاں ہو رہی ہیں - بحرین - سرحد سیام - معاملات تبت وغیرہ معاملات اس سے الگ ہیں - اور سب سے اہم معاملہ جلوہ مصر پر دول یورپ کا دباؤ ڈالنا - مزید برآں تردد اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اتنی جگہوں پر ٹانگیں پھیلائے ہوئے ہونے پر کیا دم سے اسدرجہ تک لگاڑ پیدا کرنا کہ نوبت بجنگ پہنچنے کا اندیشہ ہو خطرہ کی بات نہ ہو گا معاملہ آرمینیا کے سلجھاؤ کے متعلق یہ خبر کہ سلطان المعظم نے اصلاحات کا جاری فرمانا منظور کر لیا ہے - معاملہ سلجھ گیا ہے - اور لارڈ روزبری صاحب سابق وزیر اعظم حال کو اس تصفیہ پر مبارکباد دیتے ہیں کچھ ایسی معتبر نہیں ہیں اور اگر ہوں بھی تو کیا حاصل - انکی جھوٹی تاریں کہہ رہی ہیں کہ سلطان المعظم کے اصلاحات کو منظور کر لینے سے بھی معاملہ حقہ نہیں سلجھا - نصرانی ناخوش ہی نہیں بلکہ بطور سابق فساد پر برابر تلے ہوئے ہیں اور آزادمنش مسلمان بھی چنداں خوش نہیں پس قرائن بتا رہے ہیں کہ ابھی تک لارڈ سالسبری اس قضیہ سے فارغ نہیں ہوئے تاہم ہماری التجا ہے کہ وہ سلطنت کی جمیع خطرات کو مد نظر رکھکر جو پالیسی مناسب وقت ہو اسپر عمل فرماویں - کیونکہ ایسا اوقات بڑے بڑے مدبروں کو بھی غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں - اور بعض اوقات ان غلط فہمیوں کا اثر بہت مضر پڑتا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۹ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن - ۲۷ - اکتوبر معاملات آرمینیا کے تصفیہ کی نسبت مسٹر گلیڈسٹون نے مسٹر مادیگاف کو ایک چٹھی لکھی ہے - اس میں بیان کیا ہے کہ کمبخت سلطان بنی آدم کیلئے خدا کیطرف سے بمنزلہ لعنت کے ہے اسکو فتح نصیب ہوئی اور روس اور فرانس و انگلستان اسکے قدموں پر چلے چٹھی کی اخیر میں مسٹر موصوف نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ خداوند عالم فرمانروائے ترک کا بمعہ اسکے تمام کاموں کے بہت جلد خاتمہ کرے گا

قسطنطنیہ ۲۷ - اکتوبر جمعہ گذشتہ کو ایشیائے روم کے مقام بطلس میں مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان ایک خونخوار ہنگامہ ہوا - ترک بیان کرتے ہیں کہ نصرانیوں نے مساجد پر حملہ کیا تھا - اس ہنگامہ میں بہت سے قتل اور مجروح ہوئے -

ایضاً - ۲۷ - اکتوبر ترک قبول کرتے ہیں - کہ ارزنجان میں نصرانیوں نے ایک امام کو قتل کیا - اور اسپر قتل عام کا بازار گرم ہوا ایک جرمنی نے اس ہنگامہ کی چشمدید کیفیت ظاہر کی ہے کہ ۱۸ - اکتوبر کو طرابزن میں ایک تعداد نصرانیوں کی بیرحمانہ طور پر قتل

کیلیکی۔ اور جرمنی قنصل اندازہ کرتا ہے کہ چھ سو آدمی قتل ہوئے تھے +

ایضاً۔ ۲۰ اکتوبر کو ترکوں نے صوبۂ آرمینیا کے مقام بیونت میں ۵۰ آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سی عورتوں کو مجروح اور بے عزت کیا ہے ترکوں نے اکثر مکانات جلا دیئے اور اسیطرح کی زیادتیاں طرابزون کے نزدیک بتعلقہ گشراغ کی گئی ہیں +

لنڈن۔ ۲۰ اکتوبر۔ لارڈ سالسبری نے بمقام واٹ فورڈ آج شام تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ یورپ کی قوتیں ترکی کے معاملہ میں قبل کی خارجیہ پالیسی پر کاربند ہونیکی کوشش کرتے رہینگے +

لارڈ موصوف نے سلطان المعظم اور مسئلہ آرمینیا کے متعلق مسٹر گلیڈسٹون کی رفتار کی پرزور نکتہ چینی ظاہر کرکے کہا ہے کہ ہر دول کو اصلاحات کے متعلق نامہ و پیام کرنے میں بڑی مشکلات حادث ہو جاتی ہیں +

لارڈ سالسبری نے یہ بھی بیان کیا کہ آئندہ سیشن میں گورنمنٹ کیطرف سے جو بڑا اہم ملکی مسئلہ پیش ہوگا وہ پبلک کی سوشل ترقی کے بارہ میں ہوگا انہوں نے کہا کہ آزاد تجارت کے باعث قیمتیں اسقدر گھٹ گئی ہیں کہ اکثر اضلاع میں زراعت کا قریباً ستیاناس ہوگیا ہے +

قسطنطنیہ۔ ۲۰ اکتوبر۔ روسی ناظرین ہنگامہ جرمن کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں کہ ترکوں نے خرپوت میں بہت زیادتیاں کی ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں کہ سات آٹھ سو کے درمیان آرمنی مرد مارے گئے۔ اور دیہات متصلہ کو فوج نے بمعاونت پولیس جلا دیا +

ایضاً۔ ۲۰ اکتوبر۔ تنکی وایسی کے مطابق اطلاع زیتون کی کوہساروں میں ۲۶ ہزار آرمنی باغی موجود ہیں +

قسطنطنیہ یکم نومبر۔ ایک نئی سازش طشت ازبام ہوئی ہے جس میں شک کیا گیا ہے کہ مسلمان لبرلوں نے محل یلدز سرائے کی البانی گارڈ کے سپاہیوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا ہوا تھا۔ گارڈ کے آٹھ سپاہی سرکاری حکم سے قتل کئے گئے ہیں +

بڑا سخت اندیشہ ہو رہا ہے کہ مسلمان اور ارمنی جو حکومت سے ناخوش ہیں عنقریب کوئی فساد مچانے والے ہیں +

لنڈن یکم نومبر۔ روسی سرکاری اخبار کمپونک لکھتا ہے کہ پولیٹیکل آثار بڑے اطمینان بخش اور باامن ہیں اور یورپ میں تشویش پیدا ہونیکی کوئی وجہ نہیں ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مولوی محمد سعید صاحب مکہ معظمہ سے ایک مفصل خط دربارہ تکالیف قرنطینہ اودھ اخبار کو بھیجکر تحریر فرماتے ہیں کہ حجاج کو بیشک کامراں میں بہت سی تکلیفیں ہوتی ہیں مگر اُنکا بہت سا حصہ صرف اُنکی اپنی بے سمجھی سے واقعہ ہوتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ امسال حج کیوقت مولوی رفیع الدین صاحب کی شکایات پر حضرت سلطان المعظم نے رفعت پاشا کو خاص طور پر حجاز روانہ کیا تھا۔ کہ وہاں جسقدر شکایات تحریری یا زبانی حجاج کیطرف سے پیش ہوں۔ وہ اُن سب کو بلا واسطہ حضرت سلطان المعظم کے حضور میں پہنچا دیں۔ لیکن ہندی صاحبان میں سے جو بڑے بڑے لائق شخص تھے

اسموقعہ پر انہوں نے بھی کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور یہ کہکر ٹالدیا کہ جو کچھ ہم پر گذرنا تھا گذر چکا اب کون مفت میں دوسری کرے

مولوی صاحب مسلمانوں کی بداقبالی اور نافہمی پر افسوس کرنے کے بعد اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ حاجی کامران کے قرنطینہ اول تو عدن میں ہوا کرے۔ اور اگر یہ ناممکن ہو تو بامر مجبوری جدہ میں اور آخر میں حسینی نامی جہاز کو بیالیس دن کے بعد جزیرہ کا۔ ان سرح کا موقعہ مذکور کو واپس کرنے کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ اسکی وجہ در اصل وبا یا حجاج کی بیماری نہ تھی۔ بلکہ یہ بات تھی کہ بمبئی کی کمپنیوں نے عبدالقادر نامی ایک شخص کی جہاز پر جو جدہ سے حاجیوں کو لیکر بمبئی گیا تھا۔ بوجہ رقابت و حسد کشی ایک جھوٹے دعوے دائر کئے تھے جن کے باعث وہ آٹھ ماہ تک بمبئی میں رکا رہا۔ پس حکام ترکی نے اس بدمعاشی کا عوض بمبئی کی کمپنی والے آگبوٹ سے اسطرح لیا کہ انکے جہاز حسینی نامی کو تکلیف دی اور حاجی بیچارے مفت میں آٹے کے ساتھ گھن کیطرح پس گئے +

اگر پہلی بات درست ہے۔ تو ہم حیران ہیں۔ یہ بدقسمت قوم کیونکر حضیض ادبار سے نکل سکیگی۔ عیسائیوں کیساتھ انکا بگاڑ ہندو ہیں۔ تو انکے ساتھ فساد۔ اور آپس میں حسد و رقابت و نااتفاقی۔ اور زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ یہ الزام بمبئی کے مسلمان ناخداؤں پر عائد کیا گیا ہے کیونکہ عموماً مالکان جہاز جنپر حجاج سفر کرتے میں وہی ہیں۔ جن کی نسبت یہ عام خیال ہے کہ وہ اتفاق و اخوت کے بڑے شیدا اور پکے متدین اور ہمدرد ہیں۔ لیکن اس واقعہ کی پوری تصدیق ہونے سے پہلے ہم سر دست اس معاملہ پر زیادہ رائے زنی کرنا نہیں چاہتے۔ اور بمبئی کے مسلمان عمائد اور ذی مقدرت تجار سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اصلیت کو ظاہر کر کے پبلک کی بدگمانی کو رفع کریں اور اگر خدانخواستہ یہ معاملہ درست ہو تو آیندہ آپس میں صلاح و مشورہ کر کے ایسی نامناسب کارروائیوں کی انسداد کی کوشش کریں +

ہفتہ مذکور کے مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۴۔ نومبر ۱۸۹۵ء

{ دی گرینڈ اولڈ مین اور سلطان المعظم }

ان بزرگواروں کی زبانی جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اکثر سننے میں آیا ہے کہ جب انگریزوں کی توپوں کے گولے دلی شہر کے اندر آکر گرتے تھے۔ تو وہاں کی مسن رسیدہ بڑی بوڑھی عورتیں مکانات کی دیواروں کو گولوں کی ضرب سے گرتا ہوا دیکھکر سہمناک اور پر درد لہجہ میں بددعائیں دیتی تھیں کہ اے اللہ العالمین ان موئے فرنگیوں کی توپوں میں کیڑے پڑیں +

۲۹۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں روٹر کی تار برقی شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی طرح پر دی گرینڈ اولڈ مین یعنے مسٹر گلیڈسٹون نے میڈم نوویکاف کو جسنے تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ انگریزی پولیسی پر ایک اعتراضی مضمون انگلستان کے اخبار ڈیلی کرانیکل میں دیا تھا۔ ایک چٹھی جو غالباً اسی مضمون کے جواب میں ہوگی

سسک کر بوڑھی عورتوں کی طرح یہ رونا رو دیا ہے کہ وہ کمبخت سلطان ذلک بدتے ظلماً نالش / جسکو خدا نے بنی آدم کیلئے ایک قہر بنایا ہے آخر فتحیاب ہوا اور روس اور فرانس اور انگلستان اُسکے پاؤں پر گرے ہوئے ہیں۔ خدا کرے کہ ترکوں کی حکومت اور اُنکی ظالمانہ کارروائیوں کا جلد خاتمہ ہو" یہ گویا آخری وار تھا جو ہمارے بہادر گلیڈسٹون نے ترکوں کے برخلاف کیا ناظرین جانتے ہیں کہ یہی ذات اقدس اس سارے شور و شر کے بانی مبانی تھے اور اُنہوں نے ہی ایک طرف آرمینیوں کو اُکسا کر آمادہ فساد کیا۔ اور دوسری طرف اپنے ملک کی گورنمنٹ کو جو اُسوقت اُنہی کے چیلے چانٹوں کے ہاتھ میں تھی مجبور کر رہا تھا کہ وہ دو ایک دیگر دول یورپ کو ساتھ ملا کر ٹرکی گورنمنٹ کے برخلاف بزور زبردستی کارروائی کرے پہلے پہل تو اُنہوں نے جعفر زٹلی کے رستم کیطرح ترکوں کے ڈرانے دھمکانے کیلئے بہت سے ہوائی گولے چلائے۔ لیکن متحمل مزاج جری ترک اُنکی کچھ پرواہ نہ کر کے مفسدوں کو تیز روانی سے سزا دیتے رہے۔ اور دول ثلاثہ کو بھی تماشا دیکھتے رہے مگر آخر کار جب سلطان المعظم نے دیکھا کہ روس و فرانس انگلستان سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور وہ اکیلا رہ جانے سے ایسا کسانا ہو گیا ہے کہ تمام جہان میں بزدل مشہور ہونیکی خفت سے بچنے کیلئے مجبوراً جنگی دامہیج پر آمادہ ہو جائیگا۔ تو اُنہوں نے قدیمی رفاقت کا پاس کر کے چند ضروری اصلاحات کا وقت مناسب پر منظور فرمانا منظور کر لیا اور اس طرح پر انگلستان کو بزدل ثابت ہونے سے بچ جانیکا ایک اور موقعہ دیدیا۔

بے انصاف سلطان نے یہ بڑا غضب کیا کہ دول ثلاثہ کو کوئی حجت ایسی باقی نہ چھوڑی کہ وہ جیسا کہ مسٹر موصوف کی عین دلی خواہش اور آرزو تھی اُنکے ممالک محروسہ پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو کر اُنکی سلطنت کو ملیا میٹ کر دیں۔ اور بیشک دول ثلاثہ اور خاصکر انگلستان نے یہ بڑی بزدلانہ کارروائی کی کہ باوجود ارمنی مفسدوں کو ہر روز کیفر کردار کو پہنچتے دیکھنے کے ترکوں کے برخلاف جنگ کا اعلان نہ دیدیا۔

اپنی پُرفتن پالیسی کی ناکامیابی پر ہمارے بہادر مستعفی وزیر اعظم جو عملاً پہلے ہی مردانگی کو خیرباد کہہ چکے تھے اب خالی ہاتھ ہو کر جیسے ہتھیار ڈال کر اُتر آئے اور اُن بڑی بوڑھی عورتوں کی طرح جنکا ذکر ہم تمہید میں کر آئے ہیں کوسنے پیٹنے باندھ لی اُنکا مردی کو چھوڑ عورتوں کے زمرے میں آ بسنے کا بڑا ہی ثبوت یہ بھی ہے کہ مخاطب کرنے کیواسطے اُنکو کوئی مرد نہ ملا مصداق کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ ایک مستورات کی سیدم نوویگانک سر سے سر جوڑ کر اپنا دکھڑا رونے پر آمادہ ہو گئے ان حالات پر اگر ہم اُنکے حق میں سچ ہی گرینڈ اولڈ مین کے گرینڈ اولڈ وومین کی پھبتی چاہیں۔ تو بیجا نہ ہوگا بلکہ اُنکی عادات کی مناسبت کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ہوگی۔

ہم افسوس کرتے ہیں کہ صاحب موصوف ایم ڈی لیسپ بانی مبانی نہر سویز کی طرح آخر عمر میں اپنی مٹی خراب کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں جسطرح موسیو لیسپ نے فرانس کے پاناما میں ایک عظیم الشان نہر سویز کو کھودنیکا کام شروع کیا اور خود غرضی اُسکو ایسا لگا ڈالا کہ آخر کار جیل جانے میں ہونے کا شکار ہو کر اپنی سابقہ نیکنامی اور ملک کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ اسیطرح

یہ حضرت بھی ظالم اپنے ملک کی ناؤ کو کامیابی کیساتھ چلانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اسکو ڈبونے کے فکر میں ہیں یا شاید اپنی مجوزہ ہوم رول بل و پیرش کونسل بل کی ناکامیابی سے انکا دل جل رہا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ ایسی نا سپاس قوم کو اپنی آنکھوں سے ذلیل ہوتا دیکھ کر مریں جسنے انکو پچھلی عمر میں انکے ساتھ اسطرح بیوفائی کی اور یہی وجہ ہے کہ وہ قوم اور گورنمنٹ کو اب جو صلاح دیتے ہیں وہ سوا مذہبی اور مخرب کے نہیں ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ والے ایسے نادان نہیں ہیں۔ کہ انکے چکمہ میں آکر اپنی عاقبت خراب کرالیں وہ بڑے آل اندیش ہیں۔ اور باستثنار چند ایک فتنہ پرداز افراد کے مسٹر موصوف کی ہر ایک پند و نصائح اور گورنمنٹ کی پولیسی در بارہ مسئلہ آرمینیا کو بڑی حقارت سے دیکھتے رہے ہیں +

یہ انہی کی دور اندیشی کا نتیجہ ہے۔ کہ حضرت رانڈوں کیطرح ہاتھ اٹھا اٹھا کر کوسنے دے رہے ہیں۔ ادہر تو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کو قہر خدا بنا کر پیچھے سے چھوڑ رہے ہیں اور ادہر روس و فرانس اور انگلستان کو بزدل اور ذلیل بتا رہے ہیں اور مصداق نصیحت چوں پیر شود خود تو کسی لائق ہی نہیں۔ آرمینیا کو نعامت اور دول ثلاثہ کو لڑائی پر اکسا کر باقی ماندہ حسرتوں کو نکالنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ ڈر ہے کہ حضرت کے سر پر کوئی بہوت سوار نہ ہوگیا ہو یا تقاضائے سن کیوجہ سے دماغ میں کچھ فتور نہ واقع ہوا ہو۔ اس عمر کا جنون اچھا ہوتے بہت کم دیکھا گیا ہے زیادہ جوش یا ناکامی کی جھینپ سے تنگ آکر کہیں خودکشی نہ کر بیٹھیں ہاں ایک شکر ہے۔ کہ خوش قسمتی سے آپنے اس قسم کی کارروائی یا مجنونانہ حرکت آرمینیا پارٹی یا سوشلسٹوں کی خلاف میں نہیں کی ورنہ ان میں سے کسی بگڑے دل نے اب تک کبھی کا حضرت کو ان مخمصات اور تلخ زیست سے نجات دلوادی ہوتی یہ ترکوں ہی کی عالی حوصلگی ہے۔ کہ بفحوائے۔ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ چپکے بیٹھے اس مجنونانہ بڑ کو سن رہے ہیں اور ان گیدڑ بھبکیاں اور مجنونانہ حرکات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے مسلمانوں کا پاک اور سچا مذہب انہیں اس قسم کے بزدلانہ حملہ کی اجازت دیتا ہے +

سچ تو یہ ہے کہ عیسویت کے تعصب نے اس گرگ کہن کو نفس اسلام کا دشمن بنا رکھا ہے۔ اور یورپ و امریکہ میں مذہب اسلام کی اشاعت اور بہت سے انگریزوں کے مسلمان ہوجانے نے آپ کی حالت دیوانہ بندر کی سی کر رکھی ہے۔ ورنہ ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے تو ہمیشہ اور ہر روز بہت سے موقع پیش آتے رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہی جوش ہمدردی ہے۔ تو خدا را ذرا غریب اور نیم وحشی ہندوستانیوں کی حال پر بھی نظر الطاف مبذول فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ انکی حالت کیسی قابل رحم ہو رہی ہے +

اخیر میں ہم ناظرین کو آمین کیلئے کہتے ہیں۔ اور خود سچے دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اپنے لطف عمیم سے گرینڈ اولڈ مین کو تعصب کی اندھیری غار سے نکال کر سچی ہمدردی منصف پسندی۔ اور ایمان و عرفان کے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرے اور گورنمنٹ انگلشیہ کو ایسے لغو گھونسلوں کی زد سے محفوظ رکھے تاکہ دنیا میں امن و امان قائم رہے +

ہفتہ مختتمہ ۱۱ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲ - نومبر یہاں کی مالی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ باب عالی نے چار ماہ کی تنخواہ ... دی گئی - روپیہ کی روک کا اعلان دیا ہے ✦

آرمینی بغاوت کے متعلق تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ باغیوں نے زیتون کی قلعہ گیر فوج کو جو تعداد میں صرف چار سو ہے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور اسکی حالت سخت تشویش ناک ہو رہی ہے ترکی حکام بسرعت تمام ملک کی فوج کو موقعہ جنگ پر روانہ کر رہے ہیں۔ ارض روم میں بھی نہایت خطرناک بلوے وقوع میں آئے ہیں۔ ایک لڑائی میں جو ترکی فوج اور ارمنی باغیوں کے مابین ہوئی متعدد ارمنی مقتول و مجروح ہوئے ہیں۔ کمیشن نگران اصلاحات آرمینیا کے ممبروں کا انتخاب اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا کامل پاشا وزیر اعظم نے مستعفی ہونا چاہا مگر سلطان المعظم نے منظور کرنے سے انکار کیا ✦

قسطنطنیہ ۴ - نومبر مالی خطرہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ارمنی تاجروں نے ہنڈویوں کو نامنظور کر دیا تھا اور ڈر تھا کہ نوٹ والے کہیں عثمانیہ بنک کو اکٹھے دوڑ پڑے مگر بنک گورنر نے تمام نوٹوں کو منظور کر لیا ✦

ایشیائی روم کی حالت نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور ایک عام بغاوت کی حد تک پہنچ رہی ہے۔ بنا بریں باب عالی نے ہر ایک ضرورت کے لئے تیار رہنے کو چالیس ہزار فوج طلب کی ہے۔ ترکوں کے متواتر ظلم سے تنگ آ کر ارمنی زار کے پاس درخواست کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں کہ وہ انہیں اپنی حفاظت میں لے لیں ✦

قسطنطنیہ ۵ نومبر - دول اجنبیہ کے تمام سفیروں نے آج فرداً فرداً باب عالی پر زور ڈالا ہے کہ ملک میں سے موجودہ بدامنی کے دور کرنیکے لئے بدل اقوام کے عیسائیوں کی حفاظت کیلئے فوراً بندوبست کیا جاوے۔ ورنہ ضروری انتظامات کے متعلق وہ خود اکٹھے ہو کر تجاویز کریںگے ✦

قسطنطنیہ ۶ نومبر - کامل پاشا جو سعید پاشا کی بجائے وزیر اعظم مقرر کئے گئے تھے علیحدہ کر دیئے گئے ✦

ایشیائی روم کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ کردوں نے دیار بکر پر حملہ آور ہو کر متواتر تین دن تک عیسائیوں کو قتل کیا اور انکے گھروں کو لوٹا۔ اور محض فرانسیسی گورنمنٹ کے سخت دباؤ ڈالنے پر جسکے کونسل کی جان خطرہ میں تھی حکام نے بدامنی کو رفع کیا ✦

قسطنطنیہ ۷ - نومبر دمیاط سے ہیضہ بالکل جاتا رہا۔

قسطنطنیہ ۸ - نومبر - یہاں نئی وزارت قائم ہو گئی ہے - احمد توفیق پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن وزیر صیغہ خارجیہ

صابری بے۔ سفیر صوفیا۔ ریاض پاشا وزیر صیغہ جنگ مقرر ہوئے ہیں خلیل رفعت پاشا نئے وزیر اعظم مدحت پاشا کی سابقہ طرفدار وزراء سے ہیں۔ اور ایک لائق اور قابل منتظم ہیں۔ لیکن صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر انکا تقرر موجودہ خطرناک حالت کو سنبھالنے میں چنداں کامیاب ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ سفیران دول نے ۵۔ ماہ حال کو موجودہ حالت بدامنی کے دور کرنے کیلئے فوری مناسب تدارک کرنے کے متعلق باب عالی پر سخت اصرار کرتے وقت سلطان المعظم کو گذشتہ ایام میں شام پر دول اجنبیہ کے قبضہ کر لینے کا واقعہ بھی یاد دلایا تھا اور اس امر کا اشارہ کر دیا تھا کہ دول کی طرف سے ویسی ہی مداخلت اب بھی ضروری ہو جائیگا۔

سلطان المعظم نے نرمی او مصالحت کی پالیسی ترک کر دی ہے،

لنڈن ۹۔ نومبر۔ یہاں ترکی واقفیت سے یہ خیال کیا گیا ہی کہ سلطان المعظم نے مشورۂ دول کا جواب ترکی بہ ترکی دیا ہی ناظر پولیس مجتبیٰ نے حال ہی میں صبری پاشا کو سب سے اعلیٰ امتیاز عثمانیہ عطا فرمایا ہی جنکو آرمینیوں کیساتھ برا برتاؤ کرنیکی وجہ سے سفر طلب کری سفیر انگریزی کی سفارش پر گورنمنٹ نے صوبہ وان کی گورنری سے موقوف کیا تھا۔ تمام آثار نہایت ہی خطرناک تصور کئے جا رہے ہیں۔

ٹائمس ایک تازہ تار آمدہ از روم دیا ہے فوقت اٹلی ہے کے حوالہ پر لکھتا ہی کہ اطالین بیڑہ جہازات کو حکم دیا گیا ہی کہ جہاں کہیں یورپ کی امن و امان کی اغراض مہمات کے متقاضی ہوں وہ انگریزی بیڑہ کی قدم بقدم چلنے کیلئے تیار رہے۔

قسطنطنیہ ۸۔ نومبر۔ جو رعایت عثمانیہ بنک کو ملی ہوئی تھی سلطان المعظم نے اور بارہ برس کے لئے بڑھا دیا ہی اور بنیک گورنر کو اختیار دیا گیا ہی کہ اطلاق دہلیوں کو ٹرکی پونڈوں میں بدلے جایئنگے دوران میں لوٹوں کے عوض طلائی سکہ دینا بند کر دی۔ لیکن یقین کیا گیا ہے۔ کہ بنیک گورنر اس اجازت سے فائدہ نہیں اٹھائیگا۔

لنڈن ۸۔ نومبر ایک جرمنی شخص نے طہران سے بغداد تک سڑک بنانے کی اجازت حاصل کر لی ہی۔

قسطنطنیہ کامل پاشا مستعفی وزیر اعظم حلب کے گورنر جنرل مقرر کئے گئے ہیں۔

ہمعصر سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ ڈیوک آف ڈیون شائر ایسے متحمل مزاج اور مآل اندیش مدبر کی اس تقریر سے کہ انگریزی قوم اور دول اجنبیہ کو ہر امر کے لئے تیار رہنا چاہیے اور ٹائمز کی جبری طاقت پر زور دینے، لنڈن و ممالک غیر کے تبادلوں کے مذبذب ہو جانے اور سفیر انگلستان متعینہ واشنگٹن کے امریکہ کو ساتھ ملانے کی کوشش کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صورت حال سخت خطرناک ہو رہی ہی۔ اور اسباب کا بڑا اندیشہ پیدا ہو گیا ہی کہ سلطان المعظم ایسی مشکلات کی حادث ہو جانے سے جنکا سنبھالنا انکے حیطہ اقتدار سے خارج ہو لاچار اور سازش و بغاوت سے خوف زدہ سفرائے ممالک غیر کی رنجش آمیز تنبیہوں سے برافروختہ اپنے گرد وپیش کے مذہبی اور پر تعصب عناصر سے مجبور اور دول یورپ کی باہمی رقابت سے دلبر ہو کر کہیں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں جس سے دول

مذکورہ کو انکی حمایت یا مخالفت میں مجبوراً جنگی کارروائیاں کرنی پڑیں۔ انگلستان نے ابھی سے جابرانہ کارروائیاں کرنیکی دھمکی دیدی ہے۔ اور صوبجات متحدہ سے شامل ہونیکی درخواست کردی ہے۔ لیکن روس اور فرانس اُسکی پیشرو بننے سے کبیدہ خاطر ہو رہی ہیں۔ اور بیدلی سے اُسکے ساتھ شامل رہی ہیں۔ چنانچہ ان سلطنتوں نے اگرچہ انگلستان کے ساتھ ملکر باب العالی کو متفقہ یادداشتیں تو بھیجی ہیں۔ لیکن سابقہ تجربوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ عملی طور پر متفقہ کارروائی کرنا اور معنی رکھتا ہے۔ قدیمی مشرقی مسئلہ کی اس تیزی سے چھڑ جانیکے علاوہ دور دراز مشرق میں بھی [illegible] تباہی طوفان کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ اور ان سب باتوں کو اگر مدنظر رکھا جاوے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ ڈیوک آف ڈیون شائر کی تقریر بڑے گہرے معنے رکھتی ہے۔ اور سرسری طور پر ٹال دینے کے قابل نہیں ہے ✤

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے کہ غلط مشہور ہے کہ [illegible] ایک ترکی نسخہ میں ہزار پونڈ [illegible] لاکھ پونڈ کی رقم غیر مستحق اشخاص کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر سلطان المعظم نے ہماری دادرسی نہ کی تو ہم انگلستان سے اپیل کرینگے ✤

سلطنت روم کے میدانی توپخانہ میں ۲۰۲ باتریاں اور پہاڑی توپخانہ میں ۹۶ باتریاں فی باتری چھ چھ توپ کی ہیں جو کل کرپ کی ساخت کی ہیں۔ قلعوں کی توپیں اسکے علیحدہ ہیں اور وہ بھی کرپ کی ساخت کی ہیں۔ یا کرپ ہی کی نمونہ پر قسطنطنیہ کے شاہی توپخانہ میں تیار کیگئی ہیں ✤

دمشق میں فرانسیسی قونسل گاڑی پر سوار جا رہا تھا۔ کہ چند لڑکوں نے گاڑی میں خربوزوں کے چھلکے پھینکنے شروع کر دیے اردلی نے اُتر کر ڈانٹا تو بازار والوں نے انکی حمایت کرکے اُسکو سخت سست کہا۔ جبکہ قونسل صاحب خود گاڑی سے اُتر آئے لیکن تماشائیوں نے انکو بھی ذلیل کیا۔ انہوں نے اس امر کی والی کے پاس شکایت کی جسنے اس محلہ کے ۱۰۰ اشخاص کو زیر حراست کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ روسی قونسل کی بھی دمشق میں اسیطرح بیحرمتی کیگئی ہے ✤

ہفتہ مذکور کے دیگر مضامین

اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ گورنمنٹ کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ مشرقی سلطنتوں سے مہذب دُوَل کی طرح درباری سفارت و محکمہ ہائے خارجیہ کی وساطت سے نامہ و پیام کرنا بالکل بے سود ہوتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ سرزمین یورپ سے نکلکر جسوقت ہم مشرقی سمندروں میں جا پہنچیں۔ تو صرف جنگی جہازوں کے کپتان ہی نہایت عمدہ ایلچیوں کا کام دیسکتے ہیں۔ مشرقی سلطنتوں سے ہمارے مہذب ہمعصر کی مراد سلطنت ہائے روم و چین و جاپان ہیں۔ دیکھیے گورنمنٹ اس مدبر پرچہ کی نصیحت پر کاربند ہوتی ہے یا نہیں ✤

ہفتہ مختتمہ ۱۸ نومبر ۱۸۹۵ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۰ نومبر۔ تبادلے اوراق آج نہایت ہی مدہم ہیں۔ اور لنڈن اور برّ اعظم میں ترکی معاملات کی وجہ سے نہایت تشویش ناک حالت طاری ہو رہی ہے +

ایضاً۔ اصلاحات آرمینیا میں لارڈ سالسبری نے کسی طرفداری کرنیکے الزام سے بچنے اور ہمارے ہم مذہب مسلمانوں کو جو ملکہ معظمہ کی نہایت ہی وفادار اور امن پسند رعایا میں سے ہیں۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ وہ شہنشاہی گورنمنٹ سے ہمیشہ اسی غیر طرفداری اور انصاف کی توقع رکھیں۔ جسکے وہ زیادہ ایکصدی سے گورنمنٹ ہند کے برتاؤ سے عادی ہو رہے ہیں مسلمانوں کی جگہ عیسائی عہدہ دار انکے مقرر کئے جانے کی سخت مخالفت کی +

ایضاً ۱۱ نومبر۔ انجمن اسلام نے کل لنڈن میں ایک جلسہ کرکے باتفاق رائے لارڈ سالسبری کے شکریہ کا ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ لارڈ موصوف نے آرمینیا میں مسلمان افسروں کی جگہ عیسائی عہدہ داروں کے تقرر کی مخالفت کی۔ ریزولیوشن میں یہ بھی امید ظاہر کیگئی کہ ترکی ممالک محروسہ کو محفوظ و قائم رکھا جاویگا +

ایضاً ۱۱ نومبر۔ انگریزی پریس نے ایک زبان ہو کر لارڈ سالسبری کی تقریر کو جو انہوں نے گلڈ ہال میں کی پسند کیا خاصکر اوسکے اُس حصہ کو جو ٹرکی کے متعلق تھا اور جسمیں لارڈ موصوف نے سلطان المعظم کو متنبہ کیا تھا +

قاہرہ ۱۱ نومبر۔ نوبار پاشا پریسیڈنٹ کونسل اور وزیر داخلیہ جو پیرانہ سالی کے سبب مستعفی ہو گیا ہے مصطفٰے فہمی پاشا اُسکی جگہ مقرر ہوئے ہیں۔ اور ابانی پاشا وزیر صیغہ جنگ بنائے گئے +

قسطنطنیہ ۱۲ نومبر۔ یروشلیم کے قریب قصبہ نابلوس کے انگریز پادریوں کے مکان پر ایک مجمع نے حملہ کرکے کئی نوکروں کو قتل کر دیا ہے۔ پادری جان بچا کر بھاگ گئے +

کامل پاشا باوجود بیمار ہونے کے براہ سمندر سمرنا جانے پر مجبور کئے گئے ہیں +

پیرس ۱۲ نومبر۔ ایک خاص فرانسیسی بیڑہ آج مشرقی سمندروں کی طرف روانہ ہوا ہے +

قسطنطنیہ ۱۲ نومبر۔ خبر ملی ہے کہ زیتون کی قلعہ گیر فوج نے باغیوں کے آگے ہتھیار رکھدیئے ہیں۔ بابعالی نے اور ریزرو فوج کو جھنڈوں کے تلے جمع ہونے کے لئے طلب کیا ہے اور اُسکا ارادہ اناطولیہ کے ہر ایک کارآمد آدمی کو قبضہ کرلینے اور ہنگاموں کے فرو کرنے کیلئے ایک سبکبار دستہ فوج بنانیکا ہے +

لنڈن ۱۲ نومبر۔ ٹائمز نوبار پاشا کے مستعفی ہونے پر نہایت افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مشرقی مدبروں میں وہ

بہت نہایت لائق اور مشہور شخص ہیں فہمی پاشا تو نا پاشا کی پالیسی کو قایم رکھیں گے ۔ اور وہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ برٹش خیالات کے طرفدار ہیں ◆

روم ۔ ۱۳۔ نومبر ۔ اطالین بیڑہ کو بحیرہ لیوانٹ جانے کا حکم دیا گیا ہے

ایضاً ۔ بعد کی ۔ اطالین بیڑہ غالباً انگریزی بیڑہ کو سالونیکا میں جا ملیگا ◆

قسطنطنیہ ۔ ۱۳۔ نومبر ۔ بابعالی نے ایک سرکلر جاری کر کے گورنران صوبجات کو بڑی تندہی سے امن قایم رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن اس کام کیلئے روپیہ اور فوجیں بکفایت موجود نہیں ہیں ◆

لنڈن ۱۴۔ نومبر ۔ آسٹریا بحیرہ لیوانٹ میں جنگی جہاز بھیجنے والا ہے دول ترکی معاملات کی نسبت واشنگٹن مقام بحث مقرر کر کے تبادل آرا کر رہی ہیں ◆

سینٹ پیٹرزبرگ ۔ ۱۴۔ نومبر ۔ پانچ روسی جنگی جہازوں کو فوراً لیوانٹ کیطرف جانیکا حکم ملا ہے ◆

قسطنطنیہ ۱۴۔ نومبر ۔ پیرا (قسطنطنیہ کا ایک محلہ) میں سپاہیکے بافراط آجانے پر لوگوں نے خوف زدہ ہوکر بنکوں سے جو انکا روپیہ نکال لینا شروع کردیا تھا ۔ وہ اضطراب ختم ہوگیا ہے ۔ اور اعتبار اب پھر قایم ہوگیا ہے ◆

لنڈن ۔ ۱۵۔ نومبر ۔ گورنمنٹ صوبجات متحدہ امریکہ نے ایک بیڑہ جہازات کو بحیرہ لیوانٹ جانے کا حکم دیا ہے ◆

تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ صوبہ لبنان میں تشویش اور بے امنی پھیلی ہوئی ہے اور دمشق کے مسلمان عیسائیوں اور کمزور ترکی گورنمنٹ دونوں کے برخلاف سخت پرجوش ہو رہے ہیں ◆

ٹائمز اپنے خاص نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی مرسلہ تار خبر کے حوالہ پر لکھتا ہے ۔ کہ ترک بڑی تندہی سے جنگی تیاریاں کر رہے ہیں ۔ ڈارڈنلز میں افواج قلعہ گیر دوگنی کر دیگئی ہے ۔ اور دہانہ ڈارڈنلز سے جہاں تک دس میں دن اور رات کی دیدبانی کرنے اور اعدا کی حرکات کا خیال رکھنے کیلئے پہرہ دار مقرر کئے گئے ہیں ◆

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

۹ ۔ کی شب کو لارڈ سالسبری نے لارڈ میور کی دعوت پر بمقام گلڈ ہال دوران تقریر کہا کہ اگر روس اگر بندر آرتھر پر نظر رکھے ہوئے ہے ۔ تو انگلستان بھی اسطرف ہر ایک احتمال کے لئے خواہ وہ جنگ کیلئے ہو یا تجارت کیلئے ہمہ تن تیار ہے ۔ اور اس شخص سے بڑی استقلال کے ساتھ نظر ملا سکتا ہے ۔ جو یہ خیال کرتا ہو کہ ہم کو اس زرخیز ملک سے باہر نکال سکتا ہے ۔ میں لارڈ بیکنز فیلڈ کے یہ الفاظ ناظرین کو یاد دلاتا ہوں کہ ایشیا میں ہم سب کیلئے کافی جگہ ہے ۔ مجھے اس میں شک ہے کہ سلطان آرمینیا میں ضروری اصلاحات جاری کرینگے لیکن تمام دولتیں یورپ کی امن کو قایم رکھنے میں یکساں ساعی و خواہشمند ہیں ۔ اور اگر سلطان نے اصلاحات مطلوبہ کو جاری نہ کیا ۔ تو ترکی گورنمنٹ کا بالضرور خاتمہ ہو جائیگا ۔ گو مجھے یقین ہے کہ دول یورپ شرکت کے قیام کی ضرورت تسلیم کرتی ہیں

ہیں اور یورپ میں تمام ... آتش جنگ پھر جلنے سے بچتی ہیں۔ دول یورپ کے باہم ملکر کاروائی کرنے کی طرف مائل ہونے اور
علیحدگی کے سبب فتنہ کو سمجھ ... بڑا گہرا اثر پڑا ہے ؟ +

ولایت کی تازہ ... سے معلوم ہوا ہے کہ قبرا سوال ... وایشیائی روم کے دیگر مقامات میں بھی عیسائیوں نے بلوہ
کئے ہیں۔ اور دول ... کے سفیر ... باب عالی کو یہ نوٹ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے کہ حسب مسودہ اصلاحات گورنروں کی
قابل اعتراض تقرری پر انکو معترض ہونیکا حق حاصل ہوگا +

اطلاع ملی ہے کہ ... ایک مسلح گروہ نے جو ایک ترکی گاؤں کو تباہ کرنے جا رہا تھا ترکی فوج کا جو
اُسکے تعاقب میں بھیجی گئی تھی۔ بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا اور ۵۰ سپاہیوں کو قتل کرکے باقیماندہ کو بھگا دیا +

مصر کے محکمہ آبپاشی کی رپورٹ بابت ۱۸۹۷ء شائع ہوگئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زراعت نے پچھلے چند
برسوں میں بہت ترقی کی ہے۔ اور دریائے نیل میں بھی حسب دلخواہ طغیانی آتی رہی ہے ۱۸۸۲ء میں کپاس کی پیداوار
۲۷ لاکھ قنطار تھی۔ جو باوجود طرح طرح کی بیماریوں اور کیڑے پڑ جانے کے ۵۰ لاکھ قنطار ہوئی۔ شکر ۱۸۸۳ء میں صرف ۵۰۰۰
ٹن تیار ہوئی لیکن ۱۸۹۶ء میں ۶۹۰۰۰ ٹن کی معقول مقدار تک پہنچ گئی۔ کل خرچ اس محکمہ کا پچھلے سال زر ریو میں ۱۷۰۰۰
پونڈ ہوا ہے جس میں ۴۰۹۰۰۰ پونڈ ان کاموں پر خرچ ہوا۔ جو پہلے بیگار کے ذریعہ سے مفت کرائے جاتے تھے۔ جنوبی
مصر میں پانی کا کوئی نکاس نہ ہونے کی وجہ سے زراعت کو سخت نقصان پہنچتا تھا۔ اس سال نوّے میل نکاس کیلئے نہر تیار
ہوگئی ہے۔ پچھلے بارہ برسوں میں بارہ سو میل لمبی نالی تیار ہو چکی ہے۔ جو ۱۴ لاکھ ایکڑ زمین سے پانی کو نکالتی ہے جنوبی اور
وسطی مصر میں مزروعہ رقبہ ۱۳ لاکھ ایکڑ ہے۔ اور ابھی ۳۲ لاکھ ایکڑ زمین پر نکاسی آب کا کوئی بندوبست نہیں ہوا
لیکن ... اراضیات پر نالی ہائے نکاس کا بنانا جہاں بوقت ضرورت پانی بکفایت میسر نہ ہوسکتا ہو کسی قدر غیر ضروری
سمجھا گیا ہے۔ فی ایکڑ تقریباً ۲ شلنگ بدر روپیں نہیں پڑتے ... اس سال ۱۲۵ میل سڑکیں بنائی گئیں جن
کل پیمائش ان سڑکوں کی لمبائی کی ۵۰۴ میل ہوگئی ہے۔ مصر میں چقندر کی کاشت ... مفید ثابت ہوا ہے +

پیرس کے مشہور رسالہ ... کی ایڈیٹر ... بیگم صاحبہ نے قسطنطنیہ کے محتاج خانہ اور ... ہسپتالوں کو
پانچ ہزار قمیصیں بھیجی ہیں جس فیاضی کے صلہ میں اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے لیڈی صاحبہ کو طمغۂ شفقت
کا اعلےٰ نشان عطا فرمایا ہے +

مشہور مفسدہ پرداز کپتان بیکل صاحب نے مسئلہ آرمینیا اور حضور سلطان معظم کو چھوڑ کر اب امیر عبد الرحمن خان صاحب والی
دولت خداداد افغانستان کی طرف توجہ مبارک کو مبذول کیا ہے اور رسالجات فورٹ نائٹلی ریویو و کوارٹرلی ریویو میں حضور
ممدوح کے خلاف اندھا دھند مضامین شائع کرتے ہیں +

عرب اور کرد سرداروں کی طرف سے روز بروز تازہ درخواستیں آنے پر ان کے لڑکوں کو انکی تعلیم کے مدرسہ

عثیرت میں داخل کیا جاوے۔ ارادہ یہ ظاہر فرمایا گیا ہے۔ کہ اس مدرسہ میں ایک اور جماعت کھول دی جاوے +
اعلیٰحضرت خلافت پناہ نے اسلامبول کے مدرسہ محمد آغا کی نفقہ پہنچانے والے طالب علموں میں تقسیم کئے جانے کے
لئے شفقۃً ... اور ماکولات ارسال فرمائیے۔
گورنمنٹ عثمانیہ نے طبقہ سینٹ جوعت کی خواہروں کو حسب مہر ہسپتال تعمیر کرنے کی اجازت
عطا فرمائی ہے +
مسالونیکا ... انجمن کے ... ایک ... مجلس قائم کی گئی ہے جس میں ... ڈاکٹر ممبر ہیں۔ ...
... پاشا ... یہ مجلس ہیں +
حکومت ... سلطانیہ ... کے ضلع چارسخق کی کاشتکار ... کو ... ... فیلوس گندم مرحمت فرمائی
ہے ان لوگوں کی پچھلی فصل گندم بوجہ آفت سماوی برباد ہوگئی تھی +
سلطنت روس نے اپنی ممالک میں ٹرکی کے برخلاف اظہار ... ... کو ... کر دیا ہے قصبہ ...
اخفس ... اور ... شخص روس کے برخلاف ... کی جرم میں قید و گرفتار
کئے گئے ہیں ان میں ... ایم ... آغا ... عمدہ ... اخفس ... ایم ... آغا ... ہر زبان ...
ایم ... اور کئی مدرس شامل ہیں +
خدیو المعظم کی چچا حسن پاشا کی بیٹی شاہزادی فریدہ حج بیت اللہ سے بخیریت واپس پہنچ گئی ہیں یہ پہلی مصری شہزادی ہیں
جنہوں نے موجودہ زمانہ میں حجاز کا سفر اختیار کیا۔

ھفتہ مذکور کے دیگر مضامین

... پاشا ... بوجہ ضعیفی ۱۱۔ نومبر کو مستعفی ہو گیا ہے۔ اور اُسکی جگہ مصطفےٰ فہمی پاشا مقرر کئے گئے ہیں
... اور ... ہے۔ اور اُسکی عمر ستر برس کی ہے۔ جو مسٹر گلیڈسٹون یا پرنس بسمارک کی عمر سے کئی برس
... عمر کا محض بہانہ ہے۔ و ...اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ انگریزوں کا بڑا خیر خواہ اور بوجہ نوبیت و مذہب
... ہوا خواہی ... سلطان المعظم کو کبھی گوارا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ ایک ایسا شخص اُنکے نائب السلطنت کے
... چنانچہ خدیو المعظم کو دارالخلافہ میں شرف باریابی حاصل کرنیکے وقت یہ ایما کر دیا گیا تھا۔ کہ اس شخص کو
... برطرف کیا جاوے۔ ورنہ کون شخص خود بخود ایسے عمدہ جلیلہ سے الگ ہونا پسند کرتا ہے مصطفےٰ فہمی پاشا
... انگریزی اخبارات اسوقت تو بڑی خوشنودی ظاہر کر رہے ہیں لیکن ناظرین کو خیال ہے۔ کہ یہ وہی
... ہیں ... ڈیڑھ سال ہوا کہ خدیو المعظم نے بوقت وزیر اعظم مقرر کیا تھا۔ تو لارڈ کرومر سخت برافروختہ
ہوئے تھے۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے اُنکی آزادانہ پالیسی سے مخوف ہو کر خدیو کو مجبور کیا تھا۔ کہ اُنکی جگہ نوبار ...

دشمن وطن یا محسن کش کو مقرر کریں - جو واقعہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ انکی یہ تازہ تقرری وزارت عظمیٰ اور صدارت کونسل حوراء پر پولیٹیکل اسباب پر مبنی ہونے سے خالی نہیں ہو اور انگریزی اخبارات اور بالخصوص ٹائمز کا خوشنودی ظاہر کرنا اصل میں اس انگریزی رعب کی بیہودگی کو چھپانا ہے جسکو وجود کے سرزمین مصر میں موجود ہو جانیکو یہی رد و بدل انکیر کسی زیادہ مستحق کرنے کی ظاہر کر رہا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن - ۱۶ - نومبر ٹائمز ایک خاص آرٹیکل میں بیان کرتا ہے کہ یہ خیال روبہ ترقی ہے کہ ٹرکی میں مصیبت کے وارد ہونیکو ٹال دینے کے لئے فوراً کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے اور دول کا موجودہ اتفاق سب سے بہترین عمل ہے -

لنڈن ۱۶ - نومبر - روم میں قومی اور مذہبی جوش اس قدر بڑھ رہا ہے کہ حکام کے لئے اسکا قابو کرنا مشکل ہوتا جاتا ہے اور یہ مشکوک خیال کیا گیا ہے کہ ہنگاموں کے فرو کرنے میں ترکی سپاہیوں پر یہ اعتبار کیا جائیگا - کہ وہ مسلمانوں پر بندوقیں چلائینگے آرمینیا میں ہر ایک جگہ عیسائی نہایت سخت خطرہ میں ہیں - بمقام خربوت واقعہ آرمینیا عیسائیوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا ہے مقتولین کی تعداد آٹھ سو ہے - امریکن مشن کی عمارت بھی جسکی مالیت پندرہ ہزار پونڈ لگائی جاتی ہے جلادی گئی لیکن پادری جان بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے +

لنڈن - ۱۸ - نومبر تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ بتیلیس کو چاک مختلف مقامات میں عیسائیوں کو قتل کیا جانا برابر جاری ہے - ارمنی ایجنٹ متعینہ قسطنطنیہ نے بذریعہ تار لنڈن درخواست بھیجی ہے کہ اس خونریزی کی بند کرنے میں مدد دیجاوے - نوجوان پارٹی کے سرغنہ سلطان المعظم سے ذاتی دشمنی رکھنے سے انکار کرتے ہیں اور صرف انصاف اور انفرادی آزادی کی خواہش کرتے ہیں +

لنڈن ۱۹ - نومبر - بروئے معتبر خبروں کے اسکندرنہ اور نواح حلب میں عیسائیوں کا قتل عام ہوا ہے -

لنڈن ۱۹ - نومبر - ترکی حکومت کے برخلاف یمن میں بڑی سخت بغاوت پھیلگئی ہے - پینتالیس ہزار عربوں نے جو مارٹینی ہنری بندقوں سے مسلح ہیں ترکی افواج کو تین لڑائیوں میں شکست دی - اور اب صنعا میں ترکوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں +

قسطنطنیہ - ۱۹ - نومبر - آرمینیا اور سلطنت عثمانیہ کے دیگر مقامات میں معاملات کی نازک حالت سے سلطان المعظم سخت متخائف ہو گئے ہیں - اور گورنران صوبجات کو بدامنیوں کو فرو کرنے کیواسطے پے در پے تاریں بھیج رہے ہیں - اعلیحضرت نے پانچ لاکھ فوج اکٹھی ہو جانے کا حکم دیا - لیکن اس حکم کی تعمیل کیواسطے روپیہ موجود نہیں ہے - باب عالی اسکے صرفہ کا انتظام کرے گا +

لندن ۱۹ نومبر۔ آج شام لارڈ سالسبری نے بمقام برائٹن ایک جلسہ میں سلطان المعظم کا پیغام پڑھا جو انکو اعلیحضرت کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ اور جس میں حضرت سلطان المعظم فرماتے ہیں۔ کہ لارڈ موصوف کی دعوت گلڈ ہال کی تقریر کو سنکر رنج ہوا۔ جس میں انہوں نے اصلاحات کے آرمینیا میں جاری کئے جانے کے متعلق شبہ ظاہر کیا تھا۔ اعلیحضرت بذمہ عزت کی قسم پر یقین دلاتے ہیں۔ کہ اصلاحات ضروری جاری کیجاوینگی۔ اور وہ اس معاملہ میں بذات خود نگرانی فرماینگے۔ آخر میں انہوں نے یہ امید ظاہر کی ہے۔ کہ لارڈ سالسبری ایک دوسری تقریر کرکے سلطان المعظم کا منشا اور ارادہ پبلک پر واضح کر دینگے۔

اس کے بعد لارڈ موصوف نے اس اتفاق کے قایم کرنے پر زور دیا۔ جو دول یورپ میں اس وقت موجود ہے۔ انہوں نے افسوس کیا کہ سلطان المعظم کے اردگرد لایق اور بہادر شخص نہیں ہیں۔ اور کہا کہ نئے تیز لایق گورنروں کا کام نہیں دیسکتے۔

لندن ۲۰ نومبر۔ لارڈ سالسبری نے جو کل بمقام برائٹن سپیچ کی تھی۔ اس پر اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ ہمیں اپنی بحری فوقیت کو قایم رکھنے کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ گو سلطنت روم کے جلد تر تباہ ہو جانے کی امید نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ وہاں اور دیگر ممالک میں کچھ ملکی اور پولیٹیکل تغیرات واقع ہوں جنکے واسطے تیار رہنا برطانیہ کلان کو لازمی ہے۔

قسطنطنیہ ۲۰ نومبر۔ روسی سفیر مسیو نیلی ڈوف نے ایچ میدان کے کیتھولکوں کے میموریل کے جواب میں کہا ہے کہ اکثر آرمینیوں ہی نے ان ہنگاموں کو برپا کیا ہے جن میں عیسائی ترکوں کے ہاتھ سے قتل کئے گئے ہیں۔ اور وہ آرمینیوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ اس بیہودہ امید کو چھوڑ دیں کہ یورپ مداخلت کریگا۔ بلکہ ان کو باہم ملکر اس نئے انتظام کی مدد اور اعانت کرنی چاہئے۔

قسطنطنیہ ۲۱ نومبر۔ سفراء دول نے سلطان المعظم سے درخواست کی ہے۔ کہ ہر ایک سفارت کو قسطنطنیہ میں ایک ایک دوسرا حفاظتی جہاز رکھنے کی اجازت عطا فرمائی جاوے۔

وائنا ۲۱ نومبر۔ ہنگری کے وزیر اعظم نے آج ایک تقریر میں کہا کہ طاقتوں کے کہنے سننے سے نہایت ہی اطمینان بخش اثر پیدا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے باب عالی نے عیسائیوں کی حفاظت کرنے اور ان اضلاع میں جہاں فساد برپا ہوئے ہیں امن قایم کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ کل طاقتیں امن اور ملکی صورت موجودہ کو قایم رکھنے پر بالکل متفق ہیں اور انہوں نے بحیرہ لیوانٹ میں صرف اسی مقصد کے لئے اپنے بیڑے بھیجے ہیں۔

قاہرہ ۲۱ نومبر۔ آج انگلستان اور مصر کے درمیان ایک زبردست معاہدہ بردہ فروشی کے بارے میں ہوا ہے

لندن ۲۲ نومبر۔ سلطان المعظم نے ایک خاص کمیشن مقرر کی ہے۔ کہ اناطولیہ میں امن قایم کرنے کیواسطے جو تدابیر کی گئی ہیں انکو

تعجب سے شب و روز اطلاع دیتی رہی کہا گیا ہے کہ سلطان المعظم نے ضروری فرمان جاری کر دیئے ہیں کہ سفرائے دول ایک ایک جہاز حفاظتی اور بڑھالیں ارادہ یہ کیا گیا ہے کہ تمام دول کے ان جہازوں کے بحری سپاہیوں کی تعداد ٹھیک ایک ہزار ہوجاوے۔ سابقاں نے گورنران صوبجات کو بذریعہ تار تاکید کی کہ بدامنیوں کو رفع کریں +

ہفتہ مذکور کے مضامین

پارلیمنٹ صوبجات متحدہ کے ممبر مسٹر شینڈلر صاحب اپنے اخبار میں ایک خاص مضمون لکھکر پیشگوئی کرتے ہیں کہ صوبجات متحدہ و بریطانیہ کلاں میں ضرور لڑائی ہوگی۔ برطانیہ کلاں صوبجات متحدہ کی بلاواسطہ اغراض کی کوئی پروا نہیں کرتا اور دوسری قسم کو بخلاف بلاد ہٹرف غاصبانہ کارروائیاں کرتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ لڑائی ہو۔ اس لڑائی میں دس صوبجات متحدہ کا معاون ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کینیڈا انکو ملجاویگا۔ ادہر دوسری طرف شاہی بحری کے کپتان کلیسپیر صاحب رسالہ فورٹ نائیٹلی ریویو میں ایک مضمون بعنوان "انگلستان کی خارجی حکمت عملی" بڑے زور شور سے تحریر کرتے ہیں۔ اور اُس میں گورنمنٹ برطانیہ کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ مصر کی وغیرہ کی طرفداری چھوڑکر روس کو اپنا مخلص دوست بنانے کی کوشش کرے۔ فرانس ہمارا کبھی خیرخواہ نہیں ہوسکتا۔ اُسکا بچہ بچہ تک انگریزوں کے خون کا پیاسا ہے۔ ہماری موجودہ دوست دول ثلاثہ جرمنی۔ آسٹریا اور اٹلی پر کبھی بھروسہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اڑے وقت پر ہمارا ساتھ دینگی۔ بہلئے نہایت ضروری ہے کہ ہم روس کو اپنے ساتھ ملالیں اور اسبات کی کچھ پروا نہ کریں کہ وہ قسطنطنیہ لینا چاہتا ہے یا ایشیائے کوچک ترکوں سے ہمکو کبھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ مصر کی فوجوں کو قواعد داں بنانے سے ہم اپنے واسطے ایک زبردست دشمن تیار کر رہے ہیں۔ مصر ہمکو فوراً خالی کردینا چاہئے۔ اُسکا قبضہ ہمارے مقبوضات کی نگہداشت میں کوئی مدد ہمکو نہیں دیسکتا۔ ہماری تجارت کی توسیع و ترقی اور مقبوضات سلطنت کی سلامتی کیواسطے روس کی دوستی سے بڑھکر کوئی اور چیز کفیل نہیں ہوسکتی الخ کپتان مذکور اپنے دعوے کی تائید میں بہتسے دلائل پیش کئے چلے جاتے ہیں جنکا مفصل ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ قصہ مختصر دیکھنا یہ ہے۔ کہ دیکھئے ہماری گورنمنٹ کی پالیسی کس کروٹ بیٹھتی ہے۔ ابھی تک تو یہی معلوم ہورہا ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایک مذبذبانہ چال چل رہی ہے آج اس پہلو پر ہے تو کل دوسرے پہلو پر کبھی روس سے صلح اور ٹرکی سے مخالفت کیجاتی ہے۔ اور دوسرے ہی دن یہ خبر آتی ہے کہ روس سے بگڑگئی اور فلاں سے آشتی ہوگئی ہے۔ بہرکیف صورت حال اس امر کی متقاضی ہورہی ہے کہ اس پرآشوب زمانہ میں ایک مستحکم پالیسی اختیار کرکے اسکی تکمیل پر کوشش کیجاوے ورنہ تذبذب اور ہیرا پھیری کا نتیجہ اکثر اوقات مضر ہوتا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۲ - نومبر حلب کے نزدیک بمقام مینقلب عیسائیوں کے تازہ کشت و خون ظہور میں آتے ہیں اور وہاں ہوم الیکٹرو ہیں بمقام مرائش بھی بہت سے عیسائی مارے گئے ہیں ۔

ایضاً۔ متوسط البانیا میں بے عملی و بدنظمی مستولی ہو رہی ہے اور اس جگہ کے رؤسا باب عالی کی حکومت سے خودسری کر رہے ہیں ۔

لنڈن ۲۲ - نومبر ٹائمز ایک تار آمدہ از سباسٹوپل کی سند پر لکھتا ہے کہ بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ سب طرح سے لیس کیا گیا ہے اور اوڈیسہ کی فوجیں جنگی کارروائیوں کے لئے بالکل تیار ہیں ۔

لنڈن ۲۴ - نومبر مسٹر فلپ کری سفیر انگلستان قسطنطنیہ واپس پہنچ گیا ہے ۔

قسطنطنیہ ۲۵ - نومبر کریٹ سے خبر آئی ہے کہ قصبہ بمقام قینیا کے قریب باغیوں اور ترکوں میں لڑائی ہوئی ہے جسمیں ترکوں نے شکست کھائی اور ملت کے ۴۰ آدمی قتل اور زخمی ہوئے ایشیائے کوچک میں اب حالت درست ہو رہی ہے ۔

سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ یقین کرتے ہیں کہ ترکی معاملات کی درستی کیلئے کانفرس کا انعقاد لابدی ہے مگر سوائے سفارت خانوں کے حفاظتی جہازوں کے دگنا کرنے کے وہ کوئی اور کارروائی کرنا پسند نہیں کرتے لیکن باب عالی اجازت دینے میں ابھی تک عذر کر رہا ہے ۔

لنڈن ۲۶ - نومبر ترکی مسئلہ کے متعلق کانفرس کئے جانیکی کوئی تجویز دول کے روبرو پیش نہیں ہے اور جملہ سلطنتیں یہی خیال کرتی ہیں کہ کانفرس قائم کرنے کیواسطے کوئی کافی وجہ موجود نہیں ہے ۔

لنڈن ۲۷ - نومبر یہ عام مفہوم ہے کہ باوجود باب عالی کے عذرات اٹھانے کے دول اپنے حفاظتی جہازات متعینہ قسطنطنیہ کو دوگنا کرنے پر اصرار کرینگے ۔

قسطنطنیہ ۲۶ نومبر مرائش کے امریکن پادری اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں ۱۹ ماہ حال کو سخت خوفناک کشت و خون ہوا ہے اور کئی سو آدمی مارے گئے ہیں ۔ ارمنی اندازہ لگاتے ہیں کہ پچھلے واقعات میں ۴۰ ہزار ارمنی مارے گئے ہیں ۔

قسطنطنیہ ۲۷ - نومبر ترکی وزیر صیغہ خارجیہ نے کل سر فلپ کری برٹش سفیر کو اطلاع دی کہ حفاظتی جہازوں کو دوگنا کر لینے کی اجازت دول اجنبیہ کو ملجاویگی ۔

قسطنطنیہ ۲۹ - نومبر سلطان المعظم محلسرائے کے ملازمان خاص کے ہاتھوں پر جنکا افسر عزت بے ہے ازحد چڑھی ہوئی ہیں اور ابھی تک سفارت خانوں کے حفاظتی جہازات کے دوگنا کرنے کیواسطے ضروری فرامین صادر فرمانے سے انکار کر رہے ہیں وزراء ہر وقت محل ہمایوں میں حاضر خدمت رہتے ہیں تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ارضروم میں جدید ہنگامے واقعہ ہوئے ہیں جن میں ۱۲۰ ارمنی مقتول و مجروح ہوئے ہیں ۔

ایضاً۔ انگریزی جہاز موسومہ ڈرائنڈ جو انگریزی دار السفارت کے لئے ایک زائد حفاظتی جہاز مقرر کیا گیا ہے۔ ٹمڈو ڈ بلانے کے بہانہ پر رکا ہوا ہے کہ سلطان المعظم فرمان اجازت صادر فرمائیں تو آگے بڑھے +

قسطنطنیہ ۲۰۔ نومبر۔ باوجودیکہ منگل کے دن ٹرکی زیر صیغہ خارجیہ نے مسٹر فلپ کری کو یہ یقین دلایا تھا کہ باب عالی نے دول جنبیہ کو حفاظتی جہازوں کا دوگنا کیا جانا منظور کر لیا ہے۔ تا ایں دم اس بارہ میں کوئی فرمان صادر نہیں کیا گیا +

روما ۲۰۔ نومبر۔ آج شام بیت الوکلاء میں دوران مباحثہ سگنر کریسپی وزیر اعظم اٹلی نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ امن وصلح قایم رہیگی لیکن بد قسمتی سے اگر یہ قایم نہ رہی تو اٹلی کے حقوق کی حفاظت کیجاویگی +

بیرن بلینک نے اُن پرزور کوششوں کا ذکر کیا جو اٹلی نے تمام دولتوں میں مصالحت اور اتفاق قایم رکھنے کی بابت میں کیں اور کہا کہ باب عالی غلطی کریگا اگر اُسنے یہ خیال کیا کہ گذشتہ واقعات کی نسبت بحث مباحثہ اٹھانے سے ذرہ برابر فتح کر سکیگا اور نیز اگر اُسنے دول جنبیہ کو اپنی اغراض مصالحت کی بجہری حفاظت کرنے سے روکنے کی خواہش کی +

قاہرہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۹۶ء کی مصری بجٹ میں۔ ۲ لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ کی زیادتی خرچ پر دکھائی گئی ہے +

هفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ روس نے گورنمنٹ بلغاریا کو لکھا ہے کہ اگر یہ چار شرطیں مان لی جاویں تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ شرطیں یہ ہیں (۱) پرنس فرڈیننڈ تخت چھوڑ دیوے (۲) معصوم شہزادہ بورس فرزند پرنس فرڈیننڈ کو باپ کے تخت چھوڑنے سے پہلے کلیسا یونانی کے مطابق بپتسمہ دیا جاوے (۳) شہزادہ مذکور کے بالغ ہونے تک تین ایجنٹ کار و بار سلطنت کا کریں۔ اور شہزادہ کا اتالیق ایک روسی پادری مقرر کیا جاوے۔ (۴) وزیر صیغہ جنگ روسی ہو۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پرنس فرڈیننڈ نے اصولاً ان شرائط کو مان لیا ہے

اعلیحضرت سلطان المعظم نے مسیجر نژدت بے مرحوم کے خاندان کو جو ہنگامہ قسطنطنیہ میں ۳۰ ستمبر کو شہید ہوا تھا پچاس پونڈ صرف خاص سے عطا فرمائے ہیں +

یونہا مجنوط الحواس مسٹر گلیڈسٹون اب انگلستان کو مشورہ دیتا ہے کہ جزیرہ قبرس یونان کو دیدیا جاوے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ مالٹا۔ اٹلی کو اور جبرالٹر ہسپانیہ کو کیوں نہ دیدیا جاوے ؟

لنڈن کی اینگلو آرمینین کمیٹی نے بصدارت ڈیوک آف وسٹ منسٹر ۲۔ نومبر کو ایک جلسہ کر کے سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف اور ریزولیوشن پاس کئے۔ اور دول عظام کے پاس درخواست کی ہے کہ انگلستان کیساتھ متفق ہو کر سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی حفاظت جان و مال و دین و ایمان کا مستقل انتظام کریں۔ آرمینیوں کیواسطے آٹھ ہزار پونڈ کے امدادی چندہ کی ایک اور فہرست کھولی گئی ہے پانسو پونڈ اسیوقت اکٹھا ہو گیا ہے رقم بھی بطور سابقہ رقوم کے برٹش سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے پاس بھیجی جاویگی کہ آرمنی محتاجوں میں تقسیم کیجاوے +

ترکی سفارت متعینہ برلن نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ غازی عثمان پاشا کی مینر پر ایک مفسدانہ خط پڑا ہونے کی وجہ سے محل یلدیز

میں ۴۰ ارکین خاندان شاہی قتل کئے گئے ہیں سلیک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ یہ خبر بھی انگریزوں کی جدت پسند طبیعت کا ایک نیا گل تھا ۔

مانٹی نگرو سے خبر آئی ہے کہ بمقام سکوترا ترکوں اور رومن کیتھولکوں میں خوفناک لڑائی ہوئی ہے جس میں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے ۔

مصر کے علماء زور دیتے ہیں کہ ملا ابوالہدیٰ جو گداگری سے سلطان المعظم کا مشیر خاص ہو گیا ہے دربار سلطانی سے خارج کر دیا جاوے ۔ اسنے اپنا اقتدار ایسا بڑھا لیا ہے کہ کسی کی فریاد سلطان المعظم تک پہنچنے نہیں دیتا ۔ اور مسلمانوں کو انکے خلیفہ کی طرف سے بدظن کر رہا ہے ۔ علماء جامع ازہر نے ایک طویل عرضداشت مصری گورنمنٹ کی وساطت سے دربار سلطانی میں ارسال کی ہے جسکو اجنبی مہمل سمجھتے ہیں ۔ کہ جو تعلق پاپائیوں کو بادشاہ سے ہے وہی تعلق علماء دین کو خلیفہ سے ہے ۔ اس خبر کا ماخذ انگریزی اخبار ہیں ۔

باب عالی سے جو اصلاحات آرمینیا کی متعلق ہیں وہ یہ ہیں (۱) چند جوڈیشل انسپکٹر جیلخانجات کا معائنہ کیا کرینگے (۲) ہر ایک جگہ کی آبادی کے لحاظ سے چند افسر (مسلح پولیس) اور دیہاتی پولیس مقرر کیجاویگی (۳) زمیندار اور دوسری رعایا جب اپنی پہاڑی چراگاہوں کو جائیں تو دو سپاہی پولیس انکی حفاظت کیلئے ہمراہ جایا کرینگی (۴) خانہ بدوش قومیں سرکاری زمینوں پر آباد کی جاوینگی (۵) حمیدیہ فوج کیلئے وزیر عہدہ جنگ خاص قواعد منضبط کریگا (۶) چار ممبروں کی ایک کمیٹی بصدارت ڈائرکٹر محکمہ پیمائش ہر ایک ولایت اور سنجق میں ملکیت ارضی کے دعاوے کی تصدیق کے لئے مقرر کیجاویگی (۷) ہر سال چار عہدہ دار امتحان کیلئے قسطنطنیہ سے بھیجے جایا کرینگے کہ نئے انتظام کے عملدرآمد میں کوتاہی تو نہیں کیگئی (۸) محاصل کی تحصیل مختار اور محصلان کرینگے جنکو رعایا منتخب کیا کریگی (۹) اجارہ عشر ہر گاؤں میں علیحدہ علیحدہ نیلام ہوگا (۱۰) بیگار قطعاً موقوف کی جاوے گی (۱۱) جو اشخاص سرکاری یا غیر سرکاری قرضوں کی علت میں گرفتار کئے جاوینگے ۔ انکی زمینیں اور مویشی نیلام نہیں ہونگے ۔

پوپ روم نے بیروت کے نجیب آفندی البوستانی صاحب کو طبقۂ سینٹ گریگوری اعظم کا امتیاز عطا کیا ہے ۔

۹۰ مسلمان مہاجرین کستنجی سے پچھلے مہینہ کی پہلی جمعرات کو قسطنطنیہ میں پہنچے ۔ جو اسیوقت صوبہ بروصہ بھیجدئے گئے جہاں انکو سرکاری زمینوں پر آباد کیا جاویگا ۔

عثمانی گورنمنٹ نے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے قبرستان کے لئے بصرہ میں ایک قطعہ ارضی اور چار دیواری بنانے کے لئے نقد روپیہ عطا کیا ہے ۔

قسطنطنیہ کے جنگی مدارس میں عنقریب ردوبدل ہونیوالا ہے منجملہ ان کے ایک یہ ہوگا کہ مدرسہ اعلیٰ کی تین جماعتوں میں سے سب سے ادنےٰ جماعت اعدادیہ (درمیانی) مدرسہ کو منتقل کیجاویگی ۔ اور اعدادیہ سکول کی تین جماعتوں میں سے سب سے ادنےٰ جماعت رشدیہ (ابتدائی) مدرسہ میں بھیجی جاویگی ۔ جہاں اس انتظام سے اب چار جماعتیں ہو جاوینگی ۔

۲۵ اکتوبر کو بروز جمعہ بطلیس کے مسلمان نماز جمعہ پڑھ رہے تھے کہ آرمینیوں نے ان پر حملہ آور ہوکر بہت سے مسلمانوں کو قتل کردیا۔ مسلمانوں کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھے۔ وہ کچھ عرصہ پتھروں اور لاٹھیوں سے مقابلہ کرتے رہے تھوڑی دیر میں حکام پولیس کچھ فوج لیکر آپہنچے۔ جنکو دیکھتے ہی آرمینیوں نے متعدد مسافر خانوں میں گھسکر انکے دروازے بند کرلئے اور اندر سے بندوقیں مارنی شروع کردیں اور بڑی مشکل سے گرفتار کئے گئے۔

ہفتہ مذکور کے مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء

{سلطنت عثمانیہ اور اسکی اندرونی حالت}

سلطنت عثمانیہ کو صرف عیسائی رعایا کی بغاوت اور دول اجنبیہ کے حملوں کا ہی دن رات اندیشہ نہیں رہتا ہے۔ بلکہ ایک اور بہت بڑا چور بھی اسکے گھر میں عرصہ سے نقب لگا رہا ہے۔ اور اگر چندے یہی حالت رہی۔ تو ہمکو اس سلطنت کی بربادی پر کچھ تعجب نہیں ہوگا۔ بلکہ اس امر پر تعجب ہوگا کہ وہ کیسے قائم رہی۔ سلطان المعظم کی مستعدی محنت و جانفشانی لیاقت خداداد اور حسن انتظام کے نہ صرف ہم مسلمان ہی بلکہ متعصب سے متعصب عیسائی تک مقر اور معترف تھے اور ہیں۔ مگر اس کیفیت کے معلوم ہونے پر جو ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ اگر ہمیں اعلیحضرت پر بالکل بے اعتباری اور بے یقینی نہیں ہوگئی تو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ جو اعتماد اور بھروسہ ہم کو اُن پر پہلے تھا۔ اسمیں اب بہت کچھ کمی ہوگئی ہے شاید اُسکا جواب یہ دیا جاوے کہ سلطان المعظم بذات خاص تو بہت کچھ اصلاح کی کوشش کرتے ہیں مگر اُنکی پیش نہیں چلتی اور وہ بالکل بے بس ہیں۔ اس صورت میں یہ سوال ہوگا کہ پھر کس کاشانت پر یہ فخر و ناز کیا جاتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی جنگی اور مالی حالت اب نہایت مضبوط ہے بقول مرزا حیرت صاحب[1] دار السعادت جواہرات اور سیم و زر سے مالا مال ہے۔ اور مرد بیمار نہ صرف تندرست ہے۔ بلکہ اعدا کا قافیہ تنگ کرنیکے واسطے کافی توانا اور مضبوط ہوگیا ہے۔ دار السعادت کے زر و سیم سے مالا مال ہونیکا قصہ شاعرانہ بلند پروازی اور بے حقیقت فسانہ سے بڑھکر زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اسکی بھرپوری کی کیفیت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ ۱۸۹۴ء میں روزمرہ کے اخراجات کے واسطے بھی کوئی روپیہ خزانہ عامرہ میں نہیں رہگیا تھا۔ اعلیحضرت کو اپنے سیمین و طلائی ظروف کے ٹکسال میں بھیجنے کی مجبوری پیش آئی تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ آن گنہر جواہرات سلطان کے پاس بے تعداد مالیت کے ہیں۔ لیکن پہلے انکو لاکھوں روپیہ خرچ کرکے اسٹرڈم کے الماس تراشوں سے درست کرایا جاوے تو وہ موجودہ زمانہ کے مذاق کے مطابق قابل فروخت ہو سکتے ہیں۔ مگر اس درستی کے بعد اُنکا خریدار کہاں سے پیدا ہوگا۔ وہ زمانہ ہی نہیں رہا۔ کہ اس قسم کی بے مصرف چیزوں کی کچھ قدر و منزلت کیجاوے۔ آجکل کے جواہرات آہنی جہاز اور کرپ توپیں ہیں۔ سوائے حضور نظام کے ہمنے موجودہ سلاطین یا اُمرا میں

---

[1] مرزا صاحب کا یہ مضمون تفہیم مدعا کے لئے اس مضمون کے اخیر پر درج کیا جاتا ہے (مولف)

ت کسی کا نام نہیں سنا جس نے مدت العمر میں چالیس لاکھ کے جواہر بھی خرید کئے ہوں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ہم اس امر کو مانتے کو تیار ہیں کہ فوجیں آراستہ ہیں مالی حالت سنبھلی ہوئی ہے۔ اور اشد ضرورت کے وقت سلطان المعظم حوض میں غوطہ لگا کر ایک ہی ڈبکی میں سے جسقدر سونا چاندی اور لعل الماس چاہیں باہر نکال سکتے اور اپنے مصرف میں لا سکتے ہیں۔ لیکن اس بے بسی کا کیا علاج کہ مشیرانِ دربار ہمایوں سے لیکر ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے اعلیٰ عہدہ داران تک اکثر وہ شخص ہیں جو نہ صرف غیر مذہب کے پابند ہیں۔ بلکہ غیر ممالک اور مخالف سلطنتوں کے جاسوس ہاکر (؟) کم از کم ان کے وفادار اور منفعد ایجنٹ اور گماشتے ہیں۔ ایک لاکھ نمک حلال اور جانباز سپاہی اُس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتے جو ایک نمک حرام جرنیل کی بے ایمانی سے پہنچے۔ ایک سو خیر خواہ وزراء کی جان توڑ کوششیں اُس زخم کو مندمل نہیں کر سکتیں۔ جو ایک نمک حرام راز دار سلطنت کو کسی نازک وقت پر پہنچا سکتا ہے۔ نپولین بونا پارٹ کتنی لاکھ جان نثار بہادروں کے دلوں کا مالک اس بے بہا ئی کا شکار ہوا۔ سلطنت عباسیہ کا چراغ اسی نمک حرامی کی بدولت گل ہوا۔ ہندوستان اسی کے سبب سے آماجگاہ اغیار بنا۔ اور خود سلطنت عثمانیہ کئی صدیوں سے اسی بلائے بے درمان کے باعث حضیض ادبار میں گرتی چلی رہی ہے۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس **عبد الحمید** سا ابن سلطان جبکہ تمام دنیائے اسلام کی اُمیدیں مجتمع ہو رہی ہیں۔ اُسکا کوئی علاج نہیں کر سکتا۔

اعلیٰحضرت خلافت پناہی کے بیٹیکا نگز (؟) یاد ان ذات خاص میں ایک یاور جرمن۔ وان گلس پاشا جرمنی عیسائی ہے جو جنگی سٹاف کا پریسیڈنٹ بھی ہے۔ دوسرا یاور ایک اور جرمن جنرل مظفر پاشا ہے۔ اور یہ بھی جنگی سٹاف کا ایک اعلیٰ عہدہ دار ہے۔ تیسرا یاور ایک آسٹرین جنرل سنر شنی پاشا ہے۔ جو سالفہ ہی وزارت داخلیہ کے ایک ممتاز عہدہ پر ہے۔ چوتھا ایک اٹالین جنرل و تالیس پاشا ہے۔ جو ترکی صیغہ بحریہ کا بھی ایک افسر ہے۔ وزیر صرف خاص ہز ایکسیلنسی مکائیل پاشا ایک ارمنی عیسائی ہے۔ اعلیٰحضرت کا طبیب خاص ہز ایکسیلنسی مار دجنی پاشا ایک یونانی ہے ہز ایکسیلنسی نیکولائی بے ڈائریکٹر امپیریل سیکریٹریٹ بھی یونانی ہے۔ علاوہ ازیں وزارت جنگی درحقیقت جرمنیوں کے ہاتھ وزارت بحریہ انگریزوں کے قبضہ میں۔ وزارت صیغہ خارجیہ تمامتر آرمینیوں کے پاس۔ وزارت عدالت عامہ یونانی اور آرمینیوں کے ہاتھ میں۔ وزارت انتظام اندرونی آرمینیوں کے اقتدار میں۔ وزارت تعمیرات عامہ فرانسیسی اور آرمینیوں کے زیردست۔ وزارت تعلیم عامہ بالکل فرانسیسیوں کے تصرف میں۔ اور محکمہ جات ڈاک تلغرافی اور زراعت و فلاحت سر سے پاؤں تک آرمینیوں کے ہاتھ میں ہیں۔

آپ بتلائے۔ یہ ایک اسلامی سلطنت ہے کہ معجون مرکب جس سلطنت کی کل تار و پود غیر ملک اور غیر مذہب کے لوگوں کے ہاتھ میں ہوں۔ اُس ملک کا خدا ہی حافظ و ناصر ہو سکتا ہے ورنہ اُسکا بچا رہنا عجائبات روزگار سے کم نہیں اس سے بڑھکر کیا لاچاری ہو سکتی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم وزیر یا عہدہ دار کی نمک حرامی معلوم ہو جاوے۔ تو اعلیٰحضرت اُسے برطرف نہیں کر سکتے کیونکہ کسی غیر سلطنت کی اغراض اس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور اگر شاذ و نادر وہ کبھی موقوف بھی کر دیا جاوے

تو اسکی معاون سلطنت نے بحال کرا دیتی ہے۔ بطور مثال ہم اسوقت ایک شخص کا نام پیش کئے دیتے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی آرتین دادیان پاشا ایک ارمنی عیسائی ہے۔ باوجودیکہ ترکی وزارتیں پچھلے دس پندرہ برس میں کئی دفعہ بدل چکی ہیں۔ مگر وہ برابر بدستور نائب وزیر صیغہ خارجیہ چلا آتا ہے۔ اور اُس کی اثر حالی کا یہ ادنے ثبوت ہو سکتا ہے جب وقت ارمنی عیسائیان قسطنطنیہ سے دریافت کیا گیا کیا چاہتے ہو۔ تو جواب ملا کہ آزادی و خودمختاری۔ پھر پوچھا گیا۔ اپنا بادشاہ کسکو بنانا چاہتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ پرنس آرتین دادیان پاشا کو۔ ممکن ہے۔ یہاں یہ سوال اُٹھایا جاوے کہ یہ ارمنی باغیوں کی خواہش تھی نہ کہ خود اُسکی۔ اچھا اسے جانے دو۔ مگر ماسوا اُسکے یہ امر اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ وہ روسی سفیر سے ایسا خلط ملط رکھتا ہے کہ گذشتہ سفیر بھی ویسا نہیں۔ چنانچہ اُسکی نمک حرامی اور بدذاتیوں سے تنگ آکر عالیجناب سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے بکرات و مرات خدمت سلطانی میں اُسکے الگ کر دینے کی التجا کی۔ لیکن سلطان المعظم روسی سفیر کے کہنے سننے کیوجہ سے ٹالدیتے رہے۔ آخر کار سعید پاشا نے صاف صاف عرض کر دیا کہ اگر آرتین کو برطرف نہیں کرتے تو بندہ کا استعفا منظور فرمایا جاوے۔ جسپر سلطان المعظم نے دادیان کو برطرف کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جناب سعید پاشا کو وزارت عظمےٰ سے مستعفی ہوتے ہی روسی سفیر کی سعی و سفارش سے وہ پھر بحال ہو گیا۔ اب فرمائیے جہاں یہ کیفیت ہو۔ وہاں جانباز ترک سپاہی کیا کر سکیں گے۔ اگر سلطان المعظم نے عیسائی سلطنتوں سے دبکر یہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اور ان کافران نعمت کو سیاہ و سفید کا مالک بنایا ہوا ہے۔ تو یہ ظاہری کھٹراگ اسلامی حکومت کا ہی کاہیکو بنا رکھا ہے۔ کھلم کھلا ملک عیسائی سلطنتوں کے حوالہ کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ اب بھی وہی مالک ہیں پھر بھی وہی ہونگے۔ اور اگر فی الواقع سلطان المعظم کو اپنی قوم و مذہب کے لایق آدمی میسر ہی نہیں آتے اور نہ ترک لایق ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ اکیلے سلطان المعظم یا غازی عثمان و غازی احمد مختار کیا کر سکتے ہیں۔ اس سے بڑھکر بے انتظامی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ سلطنت عظمےٰ کے کسی نہایت ہی دلی رفیق اور خیرخواہ سلطنت کے طفیل یمن کے عربوں کو چالیس ہزار مارٹینی رائفلیں بہم پہنچ جاویں۔ اور وہی سلطنت عرصہ سے اُنکو بغاوت پر تیار کر رہی ہو۔ مگر حکام صوبہ کے کان پر جوں تک نہ چلی اور اُنکو اسوقت ہوش آئی جبکہ سرکاری افواج کو پے در پے چند شکستیں مل گئیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ دو ہفتہ سے اس بغاوت کے متعلق کوئی اور خبر نہیں آئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کا انتظام معقول ہو گیا ہوگا۔ ورنہ اگر صورت دگرگوں ہوتی۔ تو حضرت روٹر صاحب جو ٹرکی کے برخلاف تاروں کے بھیجنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ کبھی نہ چوکتے۔ اسی طرح سے اس ہفتہ کی تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دول اجنبیہ کا جوش و خروش کچھ تھم پڑ گیا ہے۔ اور قضیہ نامرضیہ روبا صلاح ہو رہا ہے۔ البتہ اٹلی کے وزیر اعظم اور وزیر صیغہ خارجیہ نے اب آخیر پر آکر کچھ نصیحت و مشورہ دیا ہے کہ وہ بھی پانچوں سواروں میں گنے جاویں۔ مگر یہ اب باسی کڑہی میں اُبال ہے! اور انکا زبانی جمع خرچ چنداں قابل غور نہیں ہے۔ مسودہ اصلاحات شائع ہو گیا ہے۔ اور اُسکا خلاصہ ناظرین کے لئے اسلامی دنیا کی خبروں کے ضمن میں

درج کر دیا ہے۔ مفصل پھر کسی وقت شائع کیا جاویگا۔

سک مین اور اُس کا دار السعادت

یہ عجیب سرخی دیکھکر ناظرین کو تعجب ہوگا کہ سک مین کے ساتھ دار الشفاء تو موزون ہو سکتا ہے۔ مگر دار السعادت کو کسی طرح موزونیت نہیں کیونکہ حقیقت میں جب تک اس راز سربستہ کا اظہار نہ ہوگا۔ جو اس سرخی میں رکھا گیا ہے کبھی تعجب رفع نہیں ہو سکتا۔

یورپین اور خصوصاً انگریزی اخبار سک مین اُسے کہتے ہیں جو ہمارا امیر المومنین ہے اور جسے ہم حافظ حرمین شریفین امیر المجاہدین اعلیحضرت سلطان المعظم کے نام سے پکارتے ہیں۔ دار السعادت اُسکے خزانہ کا نام ہے جہاں تمام ملکی زر و جواہر اور شہنشاہان سابق کی دولت ٹھساٹھس بھری ہوئی ہے۔

جو کہ اس مختصر توضیح سے ناظرین کا تعجب دور ہو گیا ہوگا اسلئے دو لفظوں کی نوعیت پر کچھ بحث کرتا ہوں کہ سک مین کیونکر نام پڑ گیا۔ اور خزانہ سلطانی میں کتنی دولت ہے۔ یا بیچارہ دار السعادت انگریزی اخبار اور بعض نئی روشنی کے ہندو مسلمانوں کے خیال کے بموجب خزانہ خالی پڑا ہوا ہے۔ یا اُسی طرح سے پُر ہے جیسا سلطان سلیمان کے زمانہ میں تھا۔

یہ کہنے سے میں کبھی باز نہیں رہ سکتا کہ انگریزی اخباروں کو خواہ لندن کے ہوں یا ہندوستان کے ترکوں سے جانی دشمنی ہے۔ اور یہ تعصب میں آکر اپنی آزادی اور راستی بھی کھو بیٹھے ہیں۔ ترکوں کے کسی شہر میں اپنا فرضی نامہ نگار بٹھا کر جو جی میں آتا ہے کہہ گذرتے ہیں۔ اور خداوند مسیح اور اپنے بوسیدہ دین مسیحی کو بدنام کرتے ہیں۔

چونکہ اس اخباری دنیا میں میری عمر کا بہت سا حصہ ہوشیاری اور سمجھ کیساتھ گذر چکا ہے اس نظر سے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ فیصدی ایک بات بھی جو وہ سلطان اور ترکوں کی نسبت لکھتے ہیں مشکل سے صحیح ہوتی ہوگی۔

حال کے جنگ روم و روس کی نہایت مشرح کیفیت بصورت کتاب دو جلدوں میں لندن میں بڑی ضخامت کیساتھ مہین ٹائپ میں طبع ہوئی ہے۔ اور اُس کا نام "رشیو انڈ ٹرکش وار" رکھا گیا۔ بس مصنف نے خداوند مسیح ہی جیسی کیا عرض کروں وہ وہ زہر اُگلا ہے۔ اور ترکوں کو جنہیں تمام یورپ مرد میدان بہادر اور نڈر تسلیم کر چکا ہے۔ ایسا بزدل اور ہیجڑا بنایا ہے اور انہیں خدا واسطے ساٹھ ساٹھ ہزار اور ایک ایک لاکھ کی تعداد میں روسیوں کی چند پلٹنوں سے شکست دلوائی ہے کہ کچھ بیان نہیں کیا جاتا۔ جب میں نے ریوٹر کی تار برقیوں اور لنڈن ٹائمز وغیرہ اخبارات سے اسکی تحریرات کا مقابلہ کیا تو عظیم الشان فرق پایا۔ علاوہ مبالغہ آمیزی کے غضب خدا کا واقعات غلط کہیں ترک پھوٹ پھوٹ کے رو رہے ہیں۔ کہیں سلطان بیٹھے کانپ رہے ہیں اور کہیں حرمسرا یا اندرون محل میں نالہ بکا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ غرض ایسی لایعنی خرافات باتوں سے یہ ضخیم کتاب بھری پڑی ہے۔ اور پیٹ بھر کر

ترکوں اور اسلام کو کا بیان دیگئی ہیں۔ یہ ان ہی لوگوں اور ایسی ہی بے نیاد تحریروں کا طفیل ہے۔ کہ نہایت مکروہ لفظ سِک مین اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیساتھ چسپان کیا جاتا ہے۔ اور اُسنے تمام جہان میں شہرت دیجاتی ہے۔ یہ بیان کرنا اور بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔ کہ لفظ سِک مین کی ایجاد اور اشاعت کب اور کیونکر ہوئی اور اسے شہرت کس نے زیادہ دی۔

نکولس زار روس نے سر جارج سیمور سفیر انگریزی متعینہ روس سے معمولی طور پر اثنائے گفتگو میں ٹرکی کی نسبت یہ سک مین یعنے بیمار کا لفظ ۱۱ جنوری ۱۸۵۳ء کو استعمال کیا تھا نکولس کی غرض اسکے کہنے سے یہ نہیں تھی۔ کہ اس لفظ کو شہرت دیجاوے۔ اور ہمیشہ ٹرکی اور والی ٹرکی کے نام کیساتھ زبردستی چسپان کیا جاوے۔ نہ انگریزی سفیر نے اس پر زیادہ توجہ کی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اُسکے کان میں اس لفظ کی آواز گونجتی رہی۔ اُسکے بعد دو مرتبہ اور بھی ٹرکی کی نسبت اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ لنڈن کی پارلیمنٹ میں بھی کہیں اتفاق سے اسکا ذکر ہوگیا۔ اب کیا تھا یہ ہوا لنڈن پرچوں کو پہنچی وہ ٹرکی کی مخالفت میں اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے اسقدر رنگ آمیزی کرکے اُسکو شہرت دی۔ اور تمام دنیا میں اس لفظ کو ایسا مشہور کیا کہ آخرکار یورپ میں یہ لفظ ٹرکی کا مترادف ہوگیا۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یورپ کے کل اخبار ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ مگر فرانسیسی انگریزوں کی دشمنی میں آکر ان کی بہت سی قلعی کھول دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بعض باتیں صحیح بھی چھاپ دیتے ہیں ✤

جب انگریزی اخباروں نے سِک مین کو بانس پر چڑھایا۔ اور تمام جہان میں شہرت دی۔ تو روسی اخباروں نے دُھواں دھار تحریریں لکھنی شروع کیں کہ ہمارے شہنشاہ کی ہرگز مرضی نہیں تھی۔ کہ اپنی ہمسایہ اور دوست سلطنت کا مترادف ہمیشہ کے لئے یہ لفظ قرار دیا جاوے۔ مگر انگریزی اخباروں کی شرارت نے اس لفظ کو ٹرکی کا خواہمخواہ مترادف کرکے دکھایا ✤

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا سِک مین ابھی اپنی اُسی حالت میں ہے یا صحیح و تندرست اور قوی ہوگیا ہے؟ ہم اسکا جواب ٹرکی کی موجودہ حالت پر موقوف رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس مضمون کی طرف جو چودھویں صدی میں چھپ چکا ہے۔ اور جس کی سُرخی یہ اعلیٰحضرت سلطان المعظم کا زمانہ سلطنت ہے ناظرین کی توجہ پھیرنا چاہتے ہیں ✤

گو ٹرکی کا نام ۱۸۵۳ء میں سِک مین تسلیم ہو چکا تھا۔ مگر گذشتہ ۹۷ء کی جنگ میں بھی سِک مین ایک دیو اور قوی ہیکل پہلوان سے ہمزور ہو چکا ہے۔ اسکی مفصل کیفیت بعض انصاف پسند انگریزوں نے بھی قلمبند کی ہے۔ کہ سِک مین نے کیسے کیسے شکنجے دیو کو دیئے اور کتنے کتنے زور کے ریلے اسکے سنبھالے۔ اس معرکہ کی مفصل کیفیت بیان کرنی لاحاصل ہے بیسیوں کتابیں ان حالات سے بھری پڑی ہیں۔ اور لاکھوں آدمیوں کو سِک مین کی کشتی کے داؤ پیچ اور کئی کئی

بار توی خوفناک پہلوان سوس کو چت کر دینا یاد ہے +

زمانہ کی موجودہ حالت برابر اسکی پیشینگوئی کر رہی ہے ۔ کہ ایکدن یہی سِک مین ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک ہوگا ۔ کیونکہ یہ ہم جانتے ہیں کہ جسطرح سِک مین ٹرکی کا مترادف ہے ۔ اسی طرح متعصب اخباروں کی نظروں میں اسلام کا بھی مترادف قرار پا چکا ہے ۔ روز ازل سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ایک دن اسلام دنیا بھر کا مذہب ہو کر رہیگا ۔ اور اب الحمد للہ کہ دن بدن روز ازل کے اس فیصلہ کی تصدیق ہو رہی ہے ۔ دیکھئے یہ سِک مین کتنے تندرستوں کو میدان عالم میں پچھاڑ رہا ہے ۔ اور یورپ کس وقت تک اس سے بچا بچا رہتا ہے +

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں [illegible] پروفیسر سٹریڈوڈ ۔ ومون ٹیٹ صاحب (جو سوئیٹزرلینڈ کے مشہور جینیوا یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں) کا لکچر نقل کیا ہے ۔ اسکا ایک جملہ بطور تمثیل کے ہم بھی یہاں نقل کر دیتے ہیں ۔ جس سے اندازہ ہوگا ۔ کہ سِک مین کی کیا حالت ہے ۔ اور اسکے اعضا کتنے کمزور یا قوی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

" ایشیائے کوچک ۔ کردستان ۔ میسوپوٹیمیا ۔ عراق عرب ۔ شام ۔ عرب ۔ فارس ۔ افغانستان ۔ بخارا ۔ ترکستان وغیرہ میں مذہب اسلام کے قلعے تصور کرنے چاہئیں لیکن اسکے مقبوضہ ممالک گو کتنے ہی وسیع خیال کر لئے جائیں مگر محدود ہی ہو سکتے ہیں " جن ملکوں کے اوپر نام لئے گئے ہیں ۔ ان میں سوائے دو موخر الذکر ناموں کے سب ملک اسی سلطنت میں ہیں جسکو ترکی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور ان ہی کو اسلام کے قلعے فاضل پروفیسر تسلیم کرتا ہے ۔ آگے جا کر ان قلعوں کی بے نظیر مضبوطی کی نسبت لکھتا ہے

" ایشیا میں اسکی (یعنی اسلام کی) بالکل مختلف صورت ہے ۔ اسلام اس وسیع براعظم کے ہر حصہ میں پھیلا ہوا ہے ۔ اکثر مقامات میں نہایت مضبوطی کیساتھ قایم ہو گیا ہے ۔ اور روز بروز تعجب انگیز استحکام مستقل کامیابی اور کامل فتحمندی کے ساتھ آگے بڑھتا جاتا ہے "

اب بھی سِک مین کی صحت میں کیکو شبہ باقی ہے ؟ ہم سڑی ہوئی مچھلیاں اور دال بھات یا پوری کچوری کھانے والوں سے نہیں دریافت کرتے ۔ جو آئے دن اپنے ذلیل پرچوں میں ٹوٹی ہوئی کرسی پر بیٹھکر تین پلے کی میز لگا کر ٹرکی کے حصے کر کے مختلف سلاطین یورپ کو تقسیم کیا کرتے ہیں ۔ اور ملک کا تقسیم کرنا ایسا ہی ہوتا ہے ۔ جیسا حافظ نے اپنے معشوق کے سیاہ تل پر سمرقند اور بخارا کو بخشدیا ہے ۔ ہمارا سوال اُن دانشمندوں سے ہے جو زمانہ کی موجودہ رفتار کو دیکھ رہے ہیں ۔ اور جانتے ہیں کہ اس رفتار کا مفہوم کیا ہے ۔ منصف ہیں ۔ حق کی جانبداری کرتے ہیں اور اپنی آزادانہ منصفانہ آراء کو تلواروں کے سایہ میں بھی نہیں چھپاتے ۔ ایسے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں ۔ کہ ایکدن یورپ کی سرزمین پر اسلامی پرچم اڑ کر رہیگا اور عیسائیوں کی تمام نمایشی شان و شوکت منکر رہیگی ۔ حضرت عیسےٰ کے قول کے مطابق عیسائی مذہب تمام دنیا کا نہیں ہو سکتا ۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں " میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا ہوں

۱۵۔ باب ۴۲ آیت) مگر حضور انور جناب محمد عربی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ العالمین کا لقب خدا کی طرف سے ملچکا ہے اور تب ہی پورا صادق آسکتا ہے کہ جب تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ متعصب خواہ کتنا ہی زہر اسلام کی نسبت کیوں نہ اگلیں اور اسکی موجودہ سلطنت کو خواہ سِک مین ہی کے نام سے کیوں نہ پکاریں مگر ایک نہ ایک دن خدا کی مرضی کے پورا ہونیکا دن ضرور آئیگا۔ زمین و آسمان کا ٹل جانا آسان ہے۔ مگر اس ربانی بشارت کا ٹل جانا ممکن نہیں پر ممکن نہیں +

اسکے بعد اب میں دارالسعادت کی کچھ دلچسپ کیفیت لکھتا ہوں جو سب سے زیادہ لطف افزا اور عجیب و غریب ہے۔ یہ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں کہ ترک سلطانی خزانہ کو دارالسعادت کہتے ہیں۔ اس خزانہ کی جگہ کی کیفیت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اور کوئی شخص سوائے اعلیحضرت سلطان المعظم کے یا جسے حضور اپنے ساتھ لیجائیں کوئی شخص حتے کہ ولیعہد یا بیٹے یا وزیر اعظم بھی نہیں جاسکتا۔ حاکم وقت کو اسے اپنے تصرف میں لانے کا اسوقت اختیار حاصل ہے۔ کہ جب سلطنت کے نتھنوں میں دم آجائے اور یہ یقین کر لیا جائے کہ اب سلطنت نہیں بچیگی۔ اور بغیر خرچ کئے چارہ نہیں ہے۔ دارالسعادت کے دروازہ پر ایک قیمتی پتھر لگا ہوا ہے۔ جسپر حکمران وقت کو اس خزانہ کے بیجا صرف کرنیکی قسم دیگئی ہے۔ اور یہ تمام ہدایتیں روشن خط میں کندہ ہیں جب کوئی سلطان تخت نشین ہوتا ہے۔ اور پہلی مرتبہ اس خزانہ میں جاتا ہے تو پتھر کی ہدایتوں کو دیکھکر یہ عہد کر لیتا ہے کہ میں کبھی ان ہدایتوں سے روگردانی نہ کرونگا۔ اور اپنے زندہ و توانا خدا کے آگے سچے اور خالص دل سے قسم کھاتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہوچکتا ہے پھر دارالسعادت کے اندر جاکر سیر کرتا ہے +

جدید ایوان میں جو دولما باغچہ کے باغیچہ کے قریب ہے۔ ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا دیوان عام ہے اسکے گرد بلند بلند دیواریں بغیر نہر کھبوں کے ہیں۔ اور اسکی چھت حمام کیطرح پٹی ہوئی ہے۔ اسکا فرش بالکل گلابی پتھر کا ہے۔ اسکے وسط میں ایک حوض ہے۔ جس میں ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے اور یہ پانی باسفورس سے آتا ہے۔ اور پھر چند گز آگے بڑھکر آپ سے آپ پانی نکلجاتا ہے تاکہ کبھی صفائی کیلئے ملازموں کی ضرورت نہ پڑے۔ اس میں ایک چھوٹے سے برنجی دروازہ سے داخل ہوسکتے ہیں جو حرام سرایا اندرون کے کمرہ میں لگا ہوا ہے۔ اور اس دروازے کی کنجی ہر وقت سلطان وقت کے پاس رہتی ہے +

حوض پر ہمیشہ سرو کی لکڑی کا بڑا تختہ ڈھکا رہتا ہے۔ جب سلطان وقت خزانہ میں جانا چاہتا ہے تو اس حوض میں تختہ ہٹا کر کود پڑتا ہے۔ اور تہ میں پہنچکر ایک پیچ پھیرتا ہے۔ پیچ پھیرتے ہی چھوٹا سا آہنی برج پانی پر نکل آتا ہے سلطان عبد العزیز کبھی کبھی اسی برج کے راستہ سے دارالسعادت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور باہر نکال لاکر جواہرات وغیرہ کا معائنہ کیا ہے۔ یہ تحقیق نہیں معلوم کہ اس برج میں مکان کسقدر بڑا ہے۔ اور کس قرینہ سے جواہرات یا نقد روپیہ رکھا ہوا ہے

مگر ہاں ایک دفعہ سلطان عبدالعزیز نے چند بیش قیمت چیزیں حوض کے کنارے پر نکلوا کر غلاموں سے ملاحظہ فرمائی تھیں دو خاص غلام اور ایک سرکیشیا کی لونڈی تھی۔ جنہوں نے ملک سلطان عبدالعزیز کے آگے چمڑے کی تھیلیاں جن میں جواہرات بھری ہوئی تھیں لا کر رکھی تھیں۔ ان جواہرات دارالسعادت کی بے انتہا اور لازوال دولت کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے یہ جواہر جو تھیلیوں سے نکال نکال کر سلطان کے آگے رکھے گئے تھے بیشتر الماس اور زمرد تھے جن میں چھوٹے بڑے سب ہی قسم کے معلوم ہوتے تھے کچھ زیوروں میں جڑے ہوئے تھے کچھ پیٹیوں تلوار کے پرتلوں اور نشانات پر جو ٹیلک کے تاجوں سے جڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے علاوہ تھیلیوں کے ایک بڑا گٹھا ریشمی رومالوں کا بھی سلطان کے حکم سے لایا گیا تھا۔ ان رومالوں میں بڑی بڑی بیش قیمت موتیوں کی جھالریں تا مڑی ہوئی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی صندوقچیوں میں ہیرے اور یاقوت رنگ کے پہلوؤں پر پڑے رکھے تھے۔ ایک مُنجہ کا قبضہ بالکل زمرد کا ہی نظر آیا۔ صندوقچیوں میں یاقوت اتنے بڑے تھے جن کی معقول طور پر بیان بن سکتی ہیں۔ اور صاف حروف میں سیپر قرآن مجید کا ایک سورہ کندہ ہو سکتا ہے بعض الماس اتنے بڑے تھے جیسے چڑیا کا انڈا۔ بہت سارے ایسے تھے جنہیں اٹھانے کے لئے دونوں ہاتھ لگانے پڑتے تھے۔ ان کے علاوہ لاجورد تامڑے اور سیاہ موتیوں کے بھی ہار تھے غلام بہت سی کشتیاں نکال کر لائے۔ جو سنگ یشب۔ مرجان عنبر اور طلائی تھیں اور یہ سب مکمل اور مرصع تھیں۔ ان چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں جو بڑے کی تھیں۔ ان میں بیس بیس فیروزے ہم شکل اور ہم قامت تھے۔ اکثر تھیلیاں جن میں کروڑہا روپیہ کے جواہرات نکلنے کی امید تھی کھولی نہیں گئیں۔ جب دیکھتے دیکھتے سلطان کی تسکین ہوگئی اور جواہرات لانے کیلئے منع فرمایا گیا تو بھی تک دارالسعادت کا ایک کونہ بھی خالی نہ ہوا تھا۔ اگر کل جواہر ہی جواہر سلطان المعظم دیکھنا چاہتے تو شاید دو تین مہینے میں بھی مشکل سے ملاحظہ فرما سکتے +

جہاں تک مجھ خزانہ دارالسعادت کی بابت تحقیق ہوا ہے۔ اور جو کچھ چیزیں سلطان عبدالعزیز ملاحظہ فرمایا کرتے تھے ان کی کیفیت تو اختصار کے طور پر میں یہ ناظرین کر سکتا ہوں۔ زیادہ حالات سے مجھے قابل اطمینان واقفیت نہیں ہے +

یہ تحقیق معلوم ہو گیا ہے کہ دارالسعادت میں جواہرات اور موتیوں کے بنے فرش بچھے ہوئے ہیں عمدہ عمدہ زین۔ زرہ بکتر اور گھوڑوں کا ساز و یراق مرصع۔ بندوقیں مرصع۔ الماس اور کلغیاں مرصع اور دربار کی کرسیاں مرصع۔ ہاتھی دانت کی قیمتی گھنٹے اور پھولدان بے مثل نگھار بیزیں۔ اور آئینے بکثرت رکھے ہوئے ہیں۔ بہت سی چیزیں ایسی دیکھی جاتی ہیں جنکے تختے لاجورد کے ہیں۔ بلوری ڈنڈی۔ اور شیشہ بالکل ہیروں زمرد اور لعلوں کی ہے۔ سوائے اسکے اور کچھ بیان نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ کل زر و جواہر فروخت کیا جاوے۔ تو یورپ کی دولتمند سے دولتمند سلطنت بھی اسے نہیں خرید سکتی +

یہ اُن جواہرات کا ذکر نہیں۔ جو محل یلدز میں کھنڈا ہوئے ہیں۔ اور جن سے اعلیحضرت سلطان المعظم کی بیوی اور بیٹیاں کے سینوں کو مرصع سجے ہیں اسکی مختصر کیفیت جمیلہ بیگم نے ٹائمس آف انڈیا بمبئی کے اخبار میں دو تین ہفتے ہوئے طبع کرائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ جب مجھ کو اعلیحضرت سلطان المعظم کی صاحبزادی عثمان پاشا فاتح پلونا کی بہو کی حضوری حاصل ہوئی۔ تو میں نے

باب ۴۴ ۲ آیت) مگر حضور انور جناب محمد عربی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ العالمین کا لقب خدا کیطرف سے
ہے اور تب ہی پورا صادق آسکتا ہے کہ جب تمام دنیا میں اسلام پھیلجائے۔ متعصب خواہ کتنا ہی زہر اسلام کی نسبت
ں نہ اگلیں اور اسکی موجودہ سلطنت کو خواہ سِیک مین ہی کے نام سے کیوں نہ پکاریں مگر ایک نہ ایک دن خدا کی مرضی
پورا ہونیکا دن ضرور آئیگا۔ زمین و آسمان کا ٹل جانا آسان ہے۔ مگر اس ربانی بشارت کا ٹل جانا ممکن
ں پر ممکن نہیں ✚

اسکے بعد اب میں دارالسعادت کی کچھ دلچسپ کیفیت لکھتا ہوں جو سب سے زیادہ لطف افزا اور عجیب و غریب
۔ یہ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں کہ ترک سلطانی خزانہ کو دارالسعادت کہتے ہیں۔ اس خزانہ کی جگہ کی کیفیت
ت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اور کوئی شخص سوائے اعلیحضرت سلطان المعظم کے یا جسے حضور اپنے ساتھ لیجائیں
شخص حتے کہ ولیعہد یا بیٹے یا وزیر اعظم بھی نہیں جاسکتا۔ حاکم وقت کو اسے اپنے تصرف میں لانے کا اسوقت اختیار
ہے۔ کہ جب سلطنت کے نتھنوں میں دم آجائے اور یہ یقین کر لیا جائے کہ اب یہ سلطنت نہیں بچیگی۔ اور بغیر خرچ کئے
نہیں ہے۔ دارالسعادت کے دروازہ پر ایک قیمتی پتھر لگا ہوا ہے۔ جس پر حکمران وقت کو اس خزانہ کے بیجا صرف کرنیکی
ہدایتیں ہے۔ اور یہ تمام ہدایتیں روشن خط میں کندہ ہیں۔ جب کوئی سلطان تخت نشین ہوتا ہے۔ اور پہلی مرتبہ اس
میں جاتا ہے تو پتھر کی ہدایتوں کو دیکھکر یہ عہد کرلیتا ہے کہ میں کبھی ان ہدایتوں سے روگردانی نہ کرونگا۔ اور اپنے زندہ
انا خدا کے آگے سچے اور خالص دل سے قسم کھاتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے۔ پھر دارالسعادت کے اندر
سیر کرتا ہے ✚

جدید ایوان میں جو دولما باغچہ کہ باغیچہ کے قریب ہے۔ ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا دیوان عام ہے اسکے گرد بلند
دیواریں بغیر کھڑکیوں کے ہیں۔ اور اسکی چھت حمام کیطرح پٹی ہوئی ہے۔ اسکا فرش بالکل گلابی پتھر کا ہے۔ اسکے
میں ایک حوض ہے۔ جس میں ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے اور یہ پانی باسفورس سے آتا ہے۔ اور پھر چند گز آگے
کر آپ سے آپ پانی نکلجاتا ہے تاکہ کبھی صفائی کیلئے ملازموں کی ضرورت نہ پڑے۔ اس میں ایک چھوٹے سے
دروازے سے داخل ہوسکتے ہیں جو حرام سرایا اندرون کے کمرہ میں لگا ہوا ہے۔ اور اس دروازے کی کنجی ہر وقت
سلطان وقت کے پاس رہتی ہے ✚

حوض پر ہمیشہ سرو کی لکڑی کا بڑا تختہ ڈھکا رہتا ہے۔ جب سلطان وقت خزانہ میں جانا چاہتا ہے تو اس حوض میں
ہٹا کر کود پڑتا ہے۔ اور تہ میں پہنچکر ایک پیچ پھراتا ہے پیچ پھرتے ہی چھوٹا سا آہنی برج پانی پر نکل آتا ہے سلطان
عبدالعزیز کبھی کبھی اسی برج کے راستہ سے دارالسعادت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور باہر نکال نکالکر جواہرات وغیرہ کا
بنہ کیا ہے۔ بہ تحقیق نہیں معلوم کہ اس برج میں مکان کسقدر بڑا ہے۔ اور کس قرینہ سے جواہرات یا نقد روپیہ کھا ہوا ہے

مگر ہاں ایک دفعہ سلطان عبدالعزیز نے چند بیش قیمت چیزیں حوض کے کنارے پر نکلوا کر غلام سے ملاحظہ فرمائی تھیں دو خاص غلام اور ایک سرکیشیا کی لونڈی تھی۔ جنہوں نے ملک سلطان عبدالعزیز کے آگے چمڑے کی تھیلیاں جن میں جواہرات بھری ہوئے تھے لاکر رکھی تھیں۔ ان جواہرات دارالسعادت کی بے انتہا اور لازوال دولت کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے یہ جواہر جو تھیلیوں سے نکال نکال کر سلطان کے آگے رکھے گئے تھے بیشتر الماس اور زمرد تھے جن میں چھوٹے بڑے سب ہی قسم کے معلوم ہوتے تھے کچھ زیور میں جڑے ہوئے تھے کچھ بیش قیمت تلوار کے پرتلوں اور شاہان یورپ وایشیا کے تاجوں سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ علاوہ تھیلیوں کے ایک گٹھا گٹھڑ ریشمی رومالوں کا بھی سلطان کے حکم سے لایا گیا تھا۔ ان رومالوں میں بڑی بڑی ہیرے اور بیش قیمت موتیوں کی جھالریں تاموڑی ہوئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے صندوقچوں میں بڑے بڑے ہیرے اور یاقوت روئی کے پہاڑوں میں لپیٹ کر رکھے تھے۔ ایک خنجر کا قبضہ بالکل زمرد کا ہی نظر آیا۔ صندوقچوں میں یاقوت اتنے بڑے تھے جن کی معقول طور پر بیان ہو سکتی ہیں۔ اور صاف حروف میں اس پر قرآن مجید کا ایک سورہ کندہ ہو سکتا ہے بعض الماس اتنے بڑے تھے جیسے چڑیا کا انڈا بہت سے ہار ایسے نکلے جنہیں اٹھانوے اٹھانوے دانے یاقوت کے تھے۔ ان کے علاوہ لاجورد وناطب اور یاہ موتیوں کے بھی ہار تھے غلام بہت سی کشتیاں نکال کر لائے۔ جو سنگ یشب مرجان عنبر اور طلائی تھیں۔ اور یہ سب مکلل اور مرصع تھیں۔ ان چھوٹی چھوٹی تھیلیاں تھیں جو کپڑے کی تھیں۔ ان میں بیس بیس فیروزے ہم شکل اور ہم قامت تھے۔ اکثر تھیلیاں جن میں کروڑہا روپیہ کے جواہرات نکلنے کی امید تھی کھولی نہیں گئیں۔ جب دیکھتے دیکھتے سلطان کی تسکین ہو گئی اور جواہرات لانے کیلئے منع فرمایا گیا تو ابھی تک دارالسعادت کا ایک کونہ بھی خالی نہ ہوا تھا۔ اگر کل جواہر ہی جواہر سلطان المعظم دیکھنا چاہتے تو شاید دو تین مہینے میں بھی مشکل سے ملاحظہ فرما سکتے ۔

جہاں تک مجھ کو خزانہ دارالسعادت کی بابت تحقیق ہوا ہے۔ اور جو کچھ چیزیں سلطان عبدالعزیز ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کی کیفیت تو اختصار کے طور پر ہدیہ ناظرین کر سکتا ہوں۔ زیادہ حالات سے مجھے قابل اطمینان واقفیت نہیں ہے۔

یہ تحقیق معلوم ہو گیا ہے کہ دارالسعادت میں جواہرات اور موتیوں کے بنے فرش بچھے ہوئے ہیں عمدہ عمدہ زینیں۔ زرہ بکتر۔ اور گھوڑوں کا ساز و یراق مرصع۔ بندوقیں مرصع۔ الماس اور کلغیاں مرصع اور دو درباری کرسیاں مرصع۔ ہاتھی دانت کی قیمتی گھنے اور پھولدان بے مثل سنگھار میزیں۔ اور آئینے بکثرت رکھے ہوئے ہیں۔ بہت سی میزیں ایسی دیکھی جائیں گی جن کے تختے لاجوردی ہیں۔ بلوری ڈنڈی۔ اور شمعک بالکل ہیروں زمرد اور لعلوں کی ہے۔ سوائے اس کے اور کچھ بیان نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ کل زر و جواہر فروخت کیا جاوے۔ تو یورپ کی دولتمند سے دولتمند سلطنت بھی اسے نہیں خرید سکتی۔

یہ ان جواہرات کا ذکر نہیں۔ جو محل یلدز میں کھنڈا ہوئے ہیں۔ اور جن سے اعلیحضرت سلطان المعظم کی بیوی اور بیٹیوں کے اسباب کو کمرے سجے ہیں۔ اس کی مختصر کیفیت جمیلہ بیگم نے ٹائمس آف انڈیا بمبئی کے اخبار میں دو تین ہفتے ہوئے طبع کرائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ جب مجھ کو اعلیحضرت سلطان المعظم کی صاحبزادی عثمان پاشا فاتح پلونا کی بہو کی حضوری حاصل ہوئی۔ تو میں نے

ہر مجسٹی کی پیٹی میں ایک ہیرا دیکھا جو کوہ طور اور کوہ نور ہیروں سے بہت بڑا تھا۔ اُسکے علاوہ جمیلہ بیگم نے اور بھی جواہرات کا بیان کیا ہے۔ جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور جن سے ہر مجسٹی کے ہاتھ کے کمرے سجے ہوئے تھے +

یہ سک مین تھا۔ اور اب یہ اُسکا دار السعادت ہے۔ جسپر ایک انگریزی اخبار نے ہاہا پرپا تھا۔ کہ اب مفلسی کی یہ کیفیت ہے۔ کہ سلطان [illegible] گوشت بھی کہانے کو نہیں دیتی۔ اور اُسکی تائید ایک جلسہ میں جو برلن میں بھی شریک تھا بڑے بڑے بیرسٹر ہندو اور ڈاکٹر رہے تھے۔ یہاں تک کہ بعض سے میری گفتگو سخت ترشی تک پہنچ گئی تھی +

یہ تو دار السعادت کی توضیح یا حقیقت بیان ہوئی۔ اب ملکی یا مہاجنی یا قومی قرضہ کی تعداد بھی ذیل میں لکھتا ہوں جسے میں اپنے ایک مضمون میں لاہور کے پرچہ میں لکھ چکا ہوں +

١٨٩٦ء میں ترکی قومی قرضہ کی صورت حسب ذیل تھی۔ گو ابھی ٹھیک ٹھیک میں نہیں بتا سکتا مگر تقریباً تین حصے قرض کے اُتر چکے ہیں +

(١) انگلستان کے ساہوکاروں کی دستاویزات کی بابت ۔	٧٠٠٠٠٠٠ - پونڈ
(٢) راس المال مجتمع " " "	٨٠٠٠٠٠٠ - پونڈ
(٣) قرضہ ضمانتی خراج مصری بکفالت دُوَل فرانس و انگلستان	١٤٠٠٠٠٠٠ - پونڈ
(٤) دستاویزات ریلوے " " "	١٤٠٠٠٠٠٠ - پونڈ
(٥) اندرونی قرضہ قریباً " " "	١٨٠٠٠٠٠٠ - پونڈ
(٦) بقایا تاوان جنگ روسی جسکی بابت ہر سال اقساط ادا کی جاتی ہیں	٣٠٩٠٣٥ - پونڈ
میزان کل	١٦٣٨٠٣٥٧٠ - پونڈ

اگر ہم بفرض محال یورپ کی پھبتی سک مین کی رٹ کی کیفیت موزون بھی سمجھ لیں پھر بھی ہمیں مجبوراً یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ سک مین تندرستوں سے زیادہ چاق اور چست ہے۔ بلغاریہ کے وکیل نے سفرائے دُوَل کی تقلید پر باب عالی میں آکر صوفیہ میں ایک مفتی کے زیادہ ہونیکی اجازت چاہی۔ سعید پاشا نے (یہ حال ہی کا ذکر ہے) بابعالی میں سے دہکے دلوا کر نکلوا دیا۔ اور کہا کہ تو ایک ماتحت صوبہ کا وکیل ہے۔ عرضی دی ہوتی۔ کیا بیہودگی کی کہ دول عظام کے سفرا کی برابری کرکے اپنی ریاست کو خود مختار بنانا چاہتا ہے۔ یہ جگر ہے اس سک مین کا کہ اب بھی اسی قوت اور خونخواری سے سلطنت کر رہا ہے۔ جیسے اُسکے بزرگوں نے کی ہے +

آرمینیا کا فیصلہ ہو چکا۔ سلطان المعظم نے دول یورپ کے انتظام کی بابت ترمیم تسلیم کر لی۔ لارڈ روزبری نے لارڈ سالسبری کو ان کی کامیابی کی مبارکباد دیدی۔ مگر اسکے بعد پھر گونگی ہڑپ کا سا معاملہ ہوا نہ منظور شدہ ترمیموں کی فہرست چھپی۔ نہ یہ لکھا گیا کہ عملدرآمد کب سے ہوگا۔ ریوٹر کی ایجنسی بھی منہ میں گھنگنیاں بھر کر چپکی ہو رہی۔

صوبوں میں ارمنی بغاوت کر رہے ہیں اور برابر قتل ہو رہے انہیں کوئی نہیں سمجھاتا کہ اپنی جانیں ناحق ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ بہت سے متعصب مشنریوں کی شہادتوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سلطان کی رعایا متعصب عیسائیوں سے عداوت رکھتی ہے آج جو خلق انقلاب دنیا کی کسی قوم کو بھی نصیب نہیں ہے نہ ہوگا جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں مسٹر ڈبلیو کوئی لیم ایچ ڈی آر کا چالیس برس کا تجربہ جو انہیں سلطان کی مسلمان رعایا کا ہوا ہے سماۃ موصوف کی کتاب محمد ایند محمد ازم مطبوعہ لندن ۱۸۹۵ء صفحہ ۵ تمہید کا قول نقل کرتا ہوں:۔

"مسلمانوں کی برزخ علمی آمیت چالیس برس اور پہلے جب میں مغربی افریقہ کے ساحل پر آبلنٹے فرج میں چرچ مشنری کالج میں عربی کا پروفیسر تھا میں اپنے قریب اسلامی گاؤں میں اکثر جایا کرتا تھا۔ وہاں کا مفتی یا شیخ الاسلام ہمیشہ محبت اور بیمہربانی سے پیش آتا تھا اپنے ساتھ مسجد میں لے جایا کرتا تھا مصر فلسطین یورپین ٹرکی میں رہنے سے مجھے بہت سے موقعے اسلام اور مسلمانوں سے تعارف پیدا کرنے کے ملے ہیں ہر قسم کی اعلیٰ درجے اسلامی سوسائٹی میں میں نہایت خوشی سے شریک ہوا ہوں جس سے میں اس سچی محبت والا ایماندار اور نیک فطرت کی دولت صفات ملا پایا ہے۔"

مسلمانوں کی اصلی کیفیت تو یہ ہے پھر ہم ان گلیڈ سٹون کی تقریروں اور تحریروں کو کیونکر یقین کر لیں جو محمدی تہذیب کے خلاف لکھی اور کہی جاتی ہیں یہ مضمون کو طول ہوا جاتا ہے اس لئے یہیں ختم کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اور بھی ترکوں کے حالات پر مضامین لکھوں گا۔ راقم مرزا حیرت دہلوی۔

ہفتہ مختتمہ ۹ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۳ نومبر۔ ٹرکی میں پھر بڑی سخت نازک حالت ہو گئی ہے سلطان المعظم بالعالی کے مشوروں کو جو وہ سفارت خانوں کی فوج بیڑہ زائد جہاز کے بلانے کی اجازت دینے کے بارہ میں متواتر دے رہا ہے کچھ توجہ نہیں کرتے ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرانڈ دانہ کرنے کا حکم ۔۔۔ واپس آ گیا ہے۔

وینز الانتقام عین تاب وغیرہ میں عیسائیوں کے بدید کشت و خون ہوتی ہیں۔ کرد اور عسکر حمیدیہ جو اپنی سرداروں کے ماتحت ایک فوج یلیشیا ہے (اور فوج آئینہ کے ساتھ شامل رہتے ہیں) کل صوبہ وان میں تاخت و تاراج اور نہایت خوفناک ظلم و ستم کر رہی ہیں موضع بالاس کی کل باشندے جو شمار میں دو سو سے زیادہ تھے قتل کر دیئے گئے ہیں۔

ایضاً ۳ دسمبر۔ سلطان المعظم ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہیں اور حالت اور بھی نازک ہو گئی ہے۔

برلن ۳ دسمبر۔ ریکسٹاگ یعنی جرمن پارلیمنٹ کا آج افتتاح ہوا شہنشاہ ولیم نے اپنی تقریر از جانب تخت میں کہا کہ جرمنی کے تعلقات خارجیہ برابر دوستانہ ہیں جنگ کی وجہ سے جاپان اور چین کے درمیان جو مزید مشکلات حادث ہونے کو تھیں

انکے دور کرنے میں جاپان کی منصفانہ صلاحیت کی طفیل جرمنی روس اور فرانس کی کوششیں کامیاب ہوئی ہیں اور اُسکے نتائج
جرمنی کی صنعت اور حرفت اور تجارت کے لئے باامن محنت و شفقت کے میدان کو قائم رکھنے اور وسیع کرنے میں ممد ہونگی۔ ٹرکی میں قابل افسوس
واقعات کے بعد سے جو حالت قائم ہو رہی ہے اُسکی طرف جرمنی کی خاص توجہ مبذول رہی ہے اور وہ اپنے اتحادات اور اپنی پالیسی
کے اصولوں کی خالص متابعت میں ان سلطنتوں کیساتھ ملکر کارروائی رنیکو ہمیشہ تیار رہی ہے جن کی اغراض و مقاصد اُنسے اسبات کے
متقاضی ہیں۔ کہ وہ قیام صلح کیواسطے کوئی کارروائی کریں۔ تمام دول کے اس متفقہ ارادہ سے کہ حالات موجودہ کو رد و اصلاح لانے میں
عہدناموں کی تجدید اور سلطان المعظم کی حکومت کی تائید کیجاوے۔ یہ امید کچھ بیجا معلوم نہیں ہوتی کہ اُنکی کوششیں ناکامیاب
نہیں رہینگی +

لنڈن ۴ دسمبر آرمینین کمیٹی کے قاصد جنوبی روس میں وارد ہوکر آرمینیوں کو ترکوں کے برخلاف بغاوت میں شامل ہونے
کے لئے اکسانیکی کوشش کر رہے ہیں مگر روسی گورنمنٹ اُن کی سازشوں کو دبا رہی ہے۔ مزید محافظتی جہازات کے بارہ میں
ابھی تک ہی انکار قائم ہے +

قسطنطنیہ ۵ دسمبر سلطان المعظم نے روس آسٹریا فرانس اور جرمنی کے پاس درخواست کی ہے۔ کہ قسطنطنیہ کے سفارت
خانوں کے لئے زائد جہازات کے مسئلہ پر زیادہ اصرار نہ کریں مگر اسکا کچھ اثر نہیں ہوا +

پرنس لابانات روسی وزیر صیغہ خارجیہ نے دوسری گورنمنٹوں کا عندیہ معلوم کرنے کا ذمہ اُٹھایا تھا مگر اُسے کہیں سے حسب دلخواہ
جواب ملا اور اُس نے بابعالی کو اطلاع دیدی ہے۔ کہ وہ خود کو دوسرے دول سے علیحدہ نہیں کر سکتا +

کونٹ گلوکوسی آسٹرین وزیر صیغہ خارجیہ نے سلطان المعظم کی درخواست کے جواب میں دول کے اتفاق موجودہ پر زور
دیا ہے اور سلطان المعظم کو صلاح دی ہے کہ وہ اپنی اینٹ دلعل کی پالیسی کو ترک کردیں +

ایضاً۔ سفراء نے بابعالی کو معاملہ زائد جہازات کے متعلق پھر تحریر کیا ہے۔ یہاں کے ایلچیوں کی رائے بڑے وثوق کے ساتھ
یہ ہے۔ کہ اگر اُنکی درخواستوں کے ماننے میں توقف کیا گیا۔ تو ورزیادہ صبر نہیں کیا جاویگا +

ایضاً۔ سعید پاشا سابق وزیر اعظم کو محل سلطانی میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اُسنے قتل کے خوف سے انگریزی دار السفارت
میں پناہ لی ہے +

لنڈن۔ ۵ دسمبر رستم پاشا مرحوم کی جگہ قوقستانی پاشا لنڈن میں ترکی سفیر مقرر ہوئے ہیں +

قسطنطنیہ ۶ دسمبر سعید پاشا کے سلطان المعظم کے احکام کی نافرمانی کرنیسے یہاں سخت تشویش پھیل رہی ہے۔ اعلیٰحضرت نے
مختلف وزیروں اور اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو اُسکے پاس بھیجا کہ وہ خوش کریں اور اُسکو انگریزی سفارت سے چلے آنے کی
ترغیب دیں اور اُسے یقین دلادیں کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ مگر سعید پاشا نے تعمیل حکم سے صاف انکار کر دیا۔
سر فلپ کری نے بھی سعید پاشا کو جانے پر راضی کرنے سے انکار کر دیا +

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ جن اخبارات میں لارڈ سالسبری کی براسپیشن والی سپیچ درج ہو۔ وہ قلمرو عثمانیہ میں داخل نہ ہونے دیئے جاویں +

قسطنطنیہ ۸ دسمبر۔ زیتون کے باغی گرجوں کے رئیس آرمینین تباہ کئے جاتے ہیں +

گورنمنٹ ممالک متحدہ نے ٹرکی سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اسے ... دیا جاوے جس نے فساد مرعش کو ... امریکن مشن کے مبلغین کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی۔ وزیر خارجہ ٹرکی ... کہ ... جن مشن خانوں کو نقصان پہنچا ہے ... ہوتے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

۱۶ نومبر کو ۸۰ آدمی مہاجرین قرآنات سے بجہازات ادریس اور بیروت قسطنطنیہ پہنچے +

ٹرکی صیغہ خارجیہ نے ایک جرمن پرچہ ثر پوسٹ کو جو قسطنطنیہ میں چھپتا تھا غیر معین وقت تک مسدود کر دیا ہے۔ اسنے ایک مضمون بلا اجازت محکمہ مطابع شائع کیا تھا +

ٹرکی جدید وزارت کے ارکان حسب ذیل ہیں:۔ وزیر اعظم جلیل رفعت پاشا (سابق ... سالونیکا ...) وزیر عدالت عبدالرحمن پاشا (گورنر ایڈریانوپل) وزیر جنگ رضا پاشا۔ وزیر بحری حسن پاشا پریسیڈنٹ سیٹ کونسل سعید پاشا۔ وزیر خارجیہ توفیق پاشا۔ (سفیر دربار برلن) وزیر داخلیہ ممدوح پاشا (گورنر انگورا)۔ وزیر اوقاف غریب پاشا وزیر تعلیم مہدی پاشا وزیر تجارت و تعمیرات محمد جلال الدین پاشا۔ وزیر مال صابری پاشا۔ عارفی پاشا کوئی سررشتہ متعلق نہیں +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے مندرجہ ذیل اشخاص کو نشانات امتیازیہ عطا فرمائے ہیں:۔ ڈاکٹر ڈو املو پرنسپل جرمن اسکول و مانیور ارنسٹ لینگ سابق پروفیسر مدرسہ مذکور۔ اور فرزند جنرل شرکر پاشا مرحوم کو نشان مجیدیہ درجہ چہارم۔ دختر سٹریر پاشا کو نشان شفقت درجہ سوم۔ مگیر گرگوری گریک اسقف اعظم جزیرہ سموس۔ لفٹنٹ کرنیل ڈاکٹر حمیدی بے پروفیسر امپیریل میڈیکل کالج کو نشانات عثمانیہ درجہ دوم و سوم۔ اور بریگیڈیر جنرل نجیب پاشا امپیریل گارڈ متعینہ بروصہ کی بری فوج کے بریگیڈ اول کے کمانڈر کو نشان مجیدیہ درجہ چہارم +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے سید ابراہیم احمد آفندی مدیر عثمانیہ مدرسہ عربی کے ہاتھ کمبرلی (واقع جنوبی افریقہ) کی مسجد نو حمیدیہ کیواسطے نہایت بیش قیمت تحائف ارسال فرمائے ہیں +

ہفتہ مذکور کے مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۹۵ء

{معاملات ٹرکی پر ایک نظر}

فرانس کی مشہور و معروف مسز وبل صاحبہ لکھتی ہیں کہ وائسکونٹ ڈی کرزن نے ایک پمفلٹ بنام "بغاوت آرمینیا اسکی بنیاد اور اسکا مدعا" پیرس میں شائع کیا ہے جسمیں وہ قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ یہ بغاوت چند ارمنی سازشیوں کا کام ہے

جبکو کسی مغربی دولت عظیمہ نے خفیتاً امداد دی اور بغاوت پر ابھارا۔ انگریزی صیغہ خارجیہ نے کھلم کھلا کوئی اعانت نہیں کی۔ مگر در پردہ اُن انگریز فتنہ پردازوں کا معاون رہا ہے جبکو اُسنے پچھلے دنوں اسکندریہ کریٹ اور عرب میں بغاوت کرنے پر مامور کیا تھا اور جو آجکل مقدونیہ میں بڑی گرمجوشی کیساتھ اسی قسم کے ہتھکنڈے دکھلا رہے ہیں۔ یہ انگریزی فتنہ پرداز صیغہ خارجیہ کے خفیہ گماشتے ہیں۔ وہ جوش پھیلاتے ہیں منادی کرتے ہیں مضامین لکھتے ہیں اور جلسے کرتے ہیں۔ اور اس اثنا میں انگریزی گورنمنٹ بظاہر بڑی خاموشی سے مناسب فرصت کا انتظار کرتی ہے اور موقع ملتے ہی جھٹ ان تمام سازشوں اور ہنگامہ پردازیوں کے بار در نتائج سے فائدہ اٹھا لیتی ہے۔ گورنمنٹ کی رفتار ناپاک سازی اور حکمت عملیوں کا یہی سب سے بڑا راز ہے جس بیدردانہ اور وحشیانہ طریق سے اُسنے مصر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس ڈھنگ سے وہ ایشیائی روم پر قابض نہیں ہو سکتی اور وہ صرف اسجگہ سازشیں اور بغاوتیں ہی پیدا کر سکتی ہے۔

کردستان میں ۱۵ لاکھ کرد آباد ہیں خواہ مخواہ کچھ مدت سے آرمینیا کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اسملک میں صرف آٹھ لاکھ آرمنی بستے ہیں۔ اور یہ لوگ بڑی خوبصورت صلح پسند ذہین اور قانع ہیں۔ اور علاوہ اپنی بولی کے ترکی زبان کو بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ دولت عثمانیہ کے زیر فرمان جہاں آرمنی آبادیاں اکثر ملی ہوتی ہیں انسے بہت خوش ہیں وہ اپنی زبان بولتی ہیں انکے مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کیجاتی اور انکے مدارس اور شفاخانے معابد اور تمام خیراتی یا تمدنی انجمنیں بدستور قایم ہیں۔ اور اسبات کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے کہ یہ امن پسند نرم دل ملت آتو خانہ جنگی کے واسطے تیار ہے۔

"جب جلال الدین پاشا کی کوشش اور ہنرمندی و عقلمندی سے کریٹ کا فساد دور ہوگیا تو انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے ٹرکی کو ان تازہ مصائب میں اس شرط پر امداد دینی چاہی کہ سلطان المعظم انگلستان کے مصر پر پولیٹیکل حقوق تسلیم کر لیں اور ہر جانب کے راستے ہیں۔ اب زیادہ کوئی مشکلات نہ پیدا کریں۔ اس اینگلو آرمینین خفیہ نامہ نگاری کا یہ ہے اصلی راز جادو وہ جو سر پہ چڑھکر بولی۔ جب سلطان المعظم نے انگلستان کے اس ارادہ کو معلوم کر لیا تو کیسطرح ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ اسکو اپنا دوست سمجھکر اسکی نصیحت و مشورہ پر کاربند ہوتے۔ یہ وجہ اگرچہ ہم سب سے پہلے جولائی کے مہینے کے کسی پرچہ میں اپنے ناظرین کو بتا چکے ہیں مگر اسوقت ہمارا یہ قیاس تھا۔ اور اب اسکا کافی ثبوت ملگیا ہے۔ گو اسوقت بھی ہم نے اس قیاس کو درست ہونیکو بدلائل شافی ثابت کر دیا تھا۔ اس افشاء راز سربستہ سے بوضاحت پتہ ملگیا ہے کہ سلطان المعظم کا اپنے رائے پر مصر رہنا اور کل یورپین طاقتوں پر بالعموم اور انگلستان پر بالخصوص ذرہ بھر اعتبار نہ کرنا بالکل حق بجانب ہے۔ اسمیں کوئی کلام نہیں ہے کہ اگر سلطان المعظم سلطنت عثمانیہ کی سرحد میں ان قواعد کے خلاف جو زمانہ آشتی دیگر سلاطین کے ساتھ قرار پا چکے ہیں۔ ایک سپاہی یا ایک کشتی کو بھی آنے کی اجازت دیں تو وہ اپنی سلطنت کے بیخکنی کے موجب ہونگے لیکن نہیں یورپین سلطنتیں خواہ ہزار سر پٹکیں وہ ہرگز انکے جہازات کو اپنے دار الخلافہ کے قریب نہیں آنے دینگے۔ اور بظاہر یہ قریباً بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ ان

یورپین طاقتوں کے جہازات جبراً ڈارڈانلز میں داخل ہو سکیں۔ ورنہ یہ چھوٹ ہونے کب میسر آ سکتے تھے کبھی کے دار الخلافت پر آ دھمکتے ✦

مسٹر [illegible] ایک [illegible] ہیں جو [illegible] کی [illegible] ہو گئی ہے وہی وائکونٹ صاحب پچھلے سال میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس عجیب و غریب شاہت [illegible] آبادی کا صرف چوتھا حصہ [illegible] انگلستان کا [illegible] اور اب آجکل باوجود [illegible] عظمت [illegible] حب [illegible] کر رہا ہے اور [illegible] کی [illegible] کر رہا ہے ✦

آگے چلکر [illegible] لکھتے ہیں [illegible] انگلستان کی قریب [illegible] انگلستان [illegible] انگلستان وس فرنچ [illegible] پچھلے دنوں میں جو گفت و شنود فرنچ [illegible] اصلیہ [illegible] کمیشن [illegible] کیا فرانس اعلان جنگ [illegible] تحقیقات میں تعلقات [illegible] تمام عداوت [illegible] برخلاف [illegible] ✦

[illegible] فرانس اور روس نے انگلستان [illegible] کی نگاہ [illegible] دیکھا [illegible] لیکن [illegible] انگلستان کا [illegible] کہ وہ اکیلا تحقیقات کرے [illegible] یورپ [illegible] خصوص [illegible] جور و تعدی ظلم و ستم جو [illegible] میں [illegible] خاص [illegible] حاصل ہے لیکن [illegible] اسکو اگر یہ وقعہ نصیب [illegible] فرانس اور کیا چاہتے تھا۔ وہ بہر حال یہ ثابت کر دیتا کہ نہایت خوفناک [illegible] خون ہوئے ہیں [illegible] اور یورپ کی دول عظام کی مداخلت از بس ضروری ہے ✦

کیا بہانہ عرابی پاشا کی سرکوبی کے لئے مصر پر قبضہ نہیں کیا گیا تھا؟ کیا اندرون ملک میں امن قائم کرنیکی غرض سے سکندریہ پر امیر البحر سیمور نے گولہ باری نہیں کی تھی؟ کیا ایکدفعہ سے [illegible] فراعنہ پر قابض ہوجانے کے بعد اس نے باوجود دیوالی کی متواتر تقاضوں اور فرانس کے لگاتار [illegible] کے اب تک اسکو خالی کیا ہے؟ اس انکار نے فتح مصر کے انگریزوں نے فرانسیسی ڈپلومیسی کو بڑی سخت زک پہنچائی تھی۔ اسواسطے اب انگلستان نے جس وقت یہ ظاہر کیا کہ اناطولیہ میں تحقیقات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تو فرانسیسیوں نے فوراً جواب دیا کہ ہاں ٹھیک تحقیقات ہونی چاہئے۔ مگر ہم سب ملکر کرینگے۔ اور ہم اپنے دوست روس کو بھی ساتھ ملا لینگے تاکہ اکیلا انگلستان ہی مشتہر خدائی کو توال نہ بنا رہے۔ اسی شمولیت کی وجہ سے تحقیقات بلا رو رعایت ہوئی۔ اور یہ واضح ہو گیا کہ چند باغی آرمینیوں نے انگلستان کی انگیخت پر اور یہیں سے ہتھیار لا کر بلاد کی اس قدر بے معنی کی ورق گردانی کی تھی۔ اور یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ بہادر اور شریف دل مارشل ذکی پاشا کے برخلاف

تمام الزامات محض افترا تھے! اور انہوں نے بغاوت کو بڑی بردباری اور متانت اور حلیمی سے فرو کیا تھا۔ چھ مہینہ کی محنت شاقہ کے بعد ایک مسودہ اصلاحات کا گورنمنٹ عثمانیہ کے روبرو پیش کیا گیا جو محض ناکارہ بلکہ پوچ تھا۔ پامال گرنٹ اسکی نسبت لکھتا ہے کہ اگر وہ ریاست کانگو دواقعہ افریقہ کا ایک وحشی ملک) کے لئے بھی ہوتا تو بھی سخت بیہودہ مضحکہ خیز پر از تضادات اور نہایت قابل افسوس لغو تحریر تصور کیا جاتا تعجب ہے کہ انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اسپر دستخط کیسے کردیئے"

ایسے بجا ایراد موصوف نے ابتدائی مسودہ اصلاحات کی حسن قبح اور کردوں کی وفاداری اور انکی آزادانہ طرز معاشرت پر جرح و قدح کر کے اپنی مضمون کو اسطرح پر ختم کیا ہے مسٹر نک صاحب اعلیحضرت سلطان المعظم کی تدبیر اور دانائی نے یورپ کو ایک عالمگیر جنگ کی تباہی سے بچالیا ہے۔ اور اسصورت معاملات کو قایم رکھنے کے لئے روس و فرانس کا فرض ہے کہ وہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات کو بالکل بغرض متعدی اور استقلال سے وفاداری کے ساتھ مدد دیتے رہیں۔ مشرق میں امن قائم رہنا یورپ میں امن قائم رکھنے کے معنی رکھتا ہے!! اس ہفتہ کی تاریں بہت مخدوش ہیں پریسیڈنٹ امریکہ علانیہ طور پر اور شہنشاہ جرمن اپنے ہیج ڈاکٹر منف عدکا رویلی کو پسند کرتے ہیں۔ سو بڑے سعید پاشا کی نسبت عجیب سی بسر و پا خبر اڑائی ہے جو ناظرین نے تاروں کے کالم میں پڑھ لی ہوگی۔ بیدوں کو بھی دور کی سوجھی ہے۔ انگریزی سفارت نہ ہوئی سباسٹوپل کا قلعہ ہوا کہ سلطان سے بگڑے اور جھٹ اس میں داخل ہو کر مامون و مصئون ہو گئے اور بگڑے بھی کون سعید پاشا سابق وزیر اعظم اور حال پریسیڈنٹ سٹیٹ کونسل۔ جو آئیال دہ دیاں کو نکمہ ادمی یوجہ سے سلطان المعظم سے ناراض ہو کر موقوف کرتے۔ انگریزی پالیسی کو ترکی حکومت سے زک دینے تیار ہے اور اگر سلطان المعظم اسکو محل سلطانی میں رہنے کا حکم دیں تو وہ انگریزی سفارت میں پناہ چلے۔ خلافت پناہی اسکو بار بار طلب کریں اور وہ عوذ توں کیطرح جان کے خوف سے دبکا بیٹھا رہے۔ انگریزی سفیر اسکو شہنشاہ سلطانی کے بخلاف اپنی پناہ میں لے لیوے +

الغرض یہ خبر بادی النظر ہی میں اپنی تکذیب کر رہی ہے اگر نہیں تو اس چالبازی کے پردہ میں ضرور کچھ نہ کچھ بھید کی بات پوشیدہ ہے جس کا مقصود اصلی غالباً یہ ہوگا کہ یورپ سے سلطان کو سر اٹھانے کی مہلت نہ ملے +

ہفتہ مختتمہ ١٦ دسمبر ١٨٩٥ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ، دسمبر۔ تمام سفرا بلکہ ترک بھی سر فلپ کری کے اس فعل کو بالعموم پسند کرتے ہیں کہ اسنے سعید پاشا کو برٹش سفارت میں پناہ دینے میں بہت اچھا کام کیا ہے سلطان المعظم قاصد پر قاصد بھیجکر سعید پاشا کی منت (!!!) کر رہے ہیں کہ برٹش سفارت سے چلا آوے مگر تمام کوششیں بیہودہ ثابت ہوئی ہیں +

٨ ایضاً۔ ٥ دسمبر۔ سفراء دول کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ زائد خفاظتی جہازات کی اجازت پر اصرار کریں دول کیطرف سے جو کارروائی

بحیرۂ سیاہ میں ہر گونہ برقی انتظامات کو ترکی پولیس کی کشتیاں ملکہ معظمہ کے جہاز اسٹاک ہوم کو کالونیس اور ایموجین کا جو باسفورس میں لنگر انداز ہیں محاصرہ کئے ہوئے ہیں کہ مبادا سعید پاشا انہیں پناہ گزین ہونیکی کوشش کرے اور طلوع آفتاب واپس چلی گئیں سفارت انگریزی نے اس حرکت کے خلاف باز پرس کی ہے ✦

قسطنطنیہ ۹ دسمبر روسی سفیر ایم نیلیدوف زار روس کا خط پیش کرنے کیلئے کل اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا

ایضاً ترکی وزارت کی بہتری کی توقع ہے سعید پاشا سابق وزیر خارجہ و وزیر اعظم جو مقرر کئے گئے ہیں کہا جاتا ہے کہ وزیر اعظم ہوں گے ✦

قسطنطنیہ ۱۰ دسمبر سعید پاشا نے برٹش سفارت میں پناہ لی تھی کل شام اپنے گھر واپس آ گیا ہے ✦

قسطنطنیہ ۱۱ دسمبر سلطان المعظم نے فرمان جاری کر کے دو ترکوں کو زائد جہاز ... کی اجازت دیدی ہے ✦

قسطنطنیہ ۱۱ دسمبر سعید پاشا نے برٹش سفارت چھوڑتے وقت سر فلپ کری کو لکھا کہ سلطان المعظم کے متواتر اصرار کی وجہ سے مجھے اپنا ارادہ جو حفاظت کے بحال رہنے کے لئے باہر جانیکا تھا ترک کرنا پڑا اس امر کا تہیہ کر لینے کیلئے کہ سلطان المعظم کے ان کی تسلی آمیز مواعید پر کہ وہ مجھ پر ... ہیں پورا یقین ہے میں اپنے گھر کو لوٹ آیا ہوں مگر میری صحت بہت خراب ہوگئی ہے لہٰذا میں اپنے عہدہ پر نہیں جا سکونگا ✦

قسطنطنیہ ۱۲ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ ایم نیلیدوف روسی سفیر نے زار کی طرف سے اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں گذارش کیا کہ زائد حفاظتی جہاز ... کو اٹھی ... پیش کرنیکا موقع نہ دیں چنانچہ اعلیحضرت نے اس درخواست کے قبول کرنے کی اجازت عطا فرمائی ✦

ایضاً برٹش اور اطالین زائد حفاظتی جہازات قسطنطنیہ پہنچے آج آبنائے ڈارڈانیلز سے گذرے ✦

ترکی کی حالت اور مسلمانوں کی عام رائے

انجمن اسلامیہ لنڈن نے ۱۰ اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد کیا اور اسمیں بالاتفاق مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا ✦

انجمن اسلامیہ لنڈن کو جو کئی مہینوں سے برٹش پبلک جماعت اور حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر اس امر کی ضرورت ظاہر کرتی آئی تھی کہ مسلمانان ہندوستان کے مذہبی خیالات و خواہشات کا معاملات ترکی کے متعلق برتاؤ کرنے میں لحاظ رکھا جائے اس بات کے دریافت ہونے سے بہت اطمینان ہوا کہ مارکوئس آف سالسبری نے اپنی تقریر گلڈ ہال میں حضور ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا تعداد پانچ کروڑ کی خیر خواہی اور انکے خیالات کی پاسداری کی ضرورت کی جانب توجہ دلائی اور اسوجہ سے انجمن موصوف اسموقعہ پر اپنا دلی شکریہ مارکوئس موصوف کی نسبت ظاہر کر کے امید کرتی ہے کہ مسئلہ ترکی نے اگر کچھ طول کھینچا تو آئندہ کسی موقعہ پر برٹش گورنمنٹ قدیم حکمت عملی انگلستان پر عمل کر کے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم امیر المومنین امین کعبہ کی سلامتی اور خودمختاری کو قائم رکھے گی ✦

انجمن اسلامیہ نے ایک مزیدار درجہ تک وہ خیالات ظاہر کئے ہیں جو حضور قیصرۂ ہند کی مسلمان رعایائے ہندوستان

کے طبقہ کثیر میں پائے جاتے ہیں اور بمبئی اور دوسرے مقامات میں جو تحقیقات اس بارہ میں کی گئی۔ اس سے بھی امر مذکور کی تصدیق ہوئی چنانچہ اسکا آگے ذکر آتا ہے ⁂

ہمارے معاصر بمبئی گزٹ نے کسی قدر زحمت اٹھا کر پہلے تو اس اطراف کے مسلمانوں کی رائے کا رخ دریافت کیا ہے۔ اور ان باتوں کا کل ان خیالات سے مطابقت پائی جاتی ہے جو لکھنؤ اور مسلمانوں کی آبادی کے دوسرے بڑے بڑے مقامات میں پائے جاتے ہیں نام برآوردہ مسلمان باشندگان بلاد ہندوستان میں اس امر کی تفتیش کرنے پر دریافت ہوا کہ معاملات ٹرکی اور ان پولیٹیکل معاملات کی جانب جو مسائل مشرقی کے نام سے مشہور ہیں ہندوستان کی مسلمان آبادی کا خیال اس سے کہیں زیادہ رجوع پایا جاتا ہے جسکی امید کی جا سکتی تھی ⁂

اس امر کی تحقیقات میں کہ مسلمان عوام الناس کو پولیٹیکل معاملات یورپ کی کیا خبر ہے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں جو لوگ خواندہ ہیں۔ وہ دیکھتے رہتے ہیں کہ انکے طبقہ کے دیسی اخبارات انہیں مضمونوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ ناخواندہ ہیں وہ مختلف مقامات پر جہاں لوگ یکجا جمع ہوا کرتے ہیں اخباروں کو پڑھوا پڑھوا کر انکے مضامین سنتے رہتے ہیں۔ ایک جنٹلمین نے جو گذشتہ چند مہینے ہندوستان کی سیاحت کرتا آیا ہے ہمکو یقین دلایا کہ عرصہ سے اس معاملہ پر مسلمانوں میں نہایت محبت اور توجہ کیساتھ بحث ہو رہی ہے۔ جو حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے مطیع پائے جاتے ہیں سلطنت کی مختلف مقامات میں دار المطالعہ یعنی ریڈنگ روم کے مثل جیسے سنا گیا ہے مختلف قابلیتوں و اہلیتوں کے لوگ ان جلسوں میں تقریر کر کے ان معاملات پر بحث کرتے اور انکے مختلف پہلوؤں کو سمجھاتے ہیں پس یہ لوگ اگرچہ یورپین سلطنتوں کے حقوق متعلقہ معاہدات نہیں سمجھ سکتے ہیں بابت اس امر کے کہ وہ کہاں تک سلطنت عثمانیہ کے خلاف متفقہ کارروائی کر سکتے ہیں۔ چنداں صحیح خیالات نہیں رکھتے ہیں لیکن اس بات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں کہ منقرض سلطنت مذکور میں فی الواقع بہت بڑے بڑے خطرات ہیں اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ٹرکی کی طرف سے انکو مطمئن رہنا چاہئے کیونکہ اس سے انکے خلیفہ کا حاکمانہ اقتدار بالکل سلب ہو جاتا ہے اور اہل اسلام سے حکومت کے آخری آثار بھی اٹھے جاتے ہیں معاملات ٹرکی میں یورپین سلطنت کی دست اندازی ہونے کی مخالفت انکی متفقہ کارروائی کی ایک اور وجہ یہ بھی پائی جاتی ہے کہ انکو شبہ ہے کہ خاص سبب اسلام کو اقلاً جبکہ سلطان سلطنت ٹرکی کے متعلق کم و بیش ضعف پہنچیگا۔ اور جسوقت یہ بیہودہ سوال انکے روبرو پیش آیا کہ کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ سلطنت عثمانیہ کو دخل یورپ اس بات کیلئے چھوڑ دیں کہ وہ اہل آرمینیا پر اسطرح ظلم کرتی رہے" اور اسکے جواب میں انکی جانب سے یہ بیان ہوا کہ مظالم آرمینیا کے بارہ میں انتہا درجہ کا مبالغہ کیا گیا ہے۔ انکو اس امر کی بیہودگی سے انکار ہے کہ جن مظالم کی شکایت کی جاتی ہے وہ ٹرکی کے سپاہیوں کے اغوا سے وقوع پذیر ہوتے ہوں اور انکی طرف سے یہ بیان کیا گیا کہ انکی گورنمنٹ نے انکو جیسا حکم دیا اسکی انہوں نے تعمیل کی۔ ایک جنٹلمین نے تو اپنے علم و یقین کی باتوں کو اس حد تک بیان کر دیا کہ گورنمنٹ ٹرکی کی حالت مظالم آرمینیا کے متعلق اسیطرح کی پائی جاتی ہے جیسی برٹش گورنمنٹ کی حالت اور زور آور زبردستی کی ان

دوسری وارداتوں کے باعث پائی جاتی ہے جو برٹش ہندوستان کے بعض اضلاع میں ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ :-

یہاں بالعموم یہ رائے پائی جاتی ہے کہ سلطان کے لئے اس قسم امداد کی ضرورت ہے جسکو انگلستان امن و امان قائم کرنے کیلئے دے سکتا ہے اور برٹش سلطنت کے لئے بہ نسبت اس امر کے کہ وہ بحری لیوانت میں یوروپین سلطنتوں کی بحری قوت کے اظہار میں سرغنائی کرے یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ وہ امن و امان قائم کرنے میں سلطان کی مدد کرے۔ اس کا سلطان کو وہ دلی ضرورت پائی جاتی ہے نہ کہ اس امر کی کہ بزور جبر کیا جائے اگر انکو ایسی مدد ملی تو بڑی تقویت ہو جاتی سلطنت کو معمولی حالت پر قائم رکھنے میں اصلاح کی صورت پیدا ہو۔" +

ایک اور مسلمانوں کے قائم مقام نے یہ دلیل پیش کی کہ سلطنت عثمانیہ ان ہنود کے نزدیک رنج و درد کرنیکا ویسا ہی حامل ہے جیسا برٹش لوگوں کو ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ جس میں ہندوستان میں تھا۔ وہ سکی رائے میں ان باغی ہندوستانی سزائیں جو باغی دیسی سپاہیوں کا ہوا تھا کہ غدر میں بغاوت کرنے کے جرم میں ان کو پھانسی دی گئی۔ ایک یہ حقیقت بیان کی گئی کہ سلطان کا دوسری رعایا کی طرح اہل آرمینیا پر بھی ٹکس بہت ہلکا پڑتا ہے اور بہت کم ٹکس دیکر ملک میں ... اہل آرمینیا اور دوسرے عیسائیوں کو جو آزادی عطا کی گئی ہے اسکی نظیر یہ بیان کی گئی ہے کہ انکو ہتھیار باندھنے کا پورا اختیار دیا گیا ہے اور وہ مذہبی ... نہیں رکھی گئی ہے +

جماعت اسلامیہ کے بعض ارکان ممبر جن کی آئیں دریافت کی گئیں اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ یہ بات ہر طرح سے ممکن معلوم ہوتی ہے کہ اگر دول عظام یورپ کی جانب سے سلطنت ٹرکی کے باہم تقسیم کرنے کا تقاضا کیا گیا اور سلطان نے (جو ان معاملات میں موروثی عملہ مذہب کی مشورت پر عمل کرتے ہیں) خاموشی کے ساتھ اس بات کو قبول نہ کرینگے بلکہ جہاد کا اعلان دیدینگے معمولی حالتوں میں سلطان المعظم کو جنگجو جماعت کی بہم پہنچنے کے متعلق صرف اپنی خاص رعایا پر بھروسہ کرنا پڑا لیکن اگر جہاد کا اعلان دیا گیا تو اس قابل ہو سکینگے کہ افریقہ اور ایشیا کے جن حصوں میں مسلمانوں کی آبادی کثرت سے پائی جاتی ہے وہاں کے شیعہ لوگ سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں ممکن ہے کہ شیعہ لوگ تو کشتی سے ... رہیں لیکن پیغمبر اسلام کے پیرووں میں انکی تعداد بہت کم ہے۔ اور یہ لوگ بھی اس بات کی دعا اور خواہش کرینگے۔ کہ مسلمانوں کی ایک عظیم الشان سلطنت قائم کیجائے جسکو فتحمندی حاصل ہو ایسی جنگ کے نتیجہ کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کو خاص طور کا تعلق رہیگا لیکن بعض صریحی وجوہ سے امید نہیں ہے کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونے کا ارادہ کریں لیکن افریقہ کے مسلمان بتعداد کثیر سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔

ایک جنٹلمین نے یہ رائے ظاہر کی (اور اسکو وہ بہت قرین قیاس سمجھتے ہیں) کہ عرب بھی اس جہاد میں شریک ہو جائینگے۔ اور جہانتک انکے امکان میں ہے۔ نہر سویز کو بند کر کے بنا بہر کی پیچیدگیاں پیدا کرینگے۔ جنٹلمین

مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ :—

"عام خیال یہ پایا جاتا ہے اگر سلطنت ٹرکی کو شکست ہوئی تو وہ صرف ایک خاص وقت کے لئے ہوگی اور اس مقصد کیلئے تمام مسلمان جنگ کرینگے کیونکہ وہ سب سلطان کے مطیع ہیں جنکو وہ صرف ایک دنیاوی ہی حاکم نہیں سمجھتے بلکہ ایک دینی پیشوا بھی تصور کرتے ہیں لیکن مجھ کو اسبات کا یقین نہیں ہے کہ آجکل کے [illegible] عیسائی سلطنتیں [illegible] جہاد کے لئے متفق ہونگی"

- بوقت جنٹلمین موصوف کو یہ یاد دلایا گیا کہ سلطان عبد الحمید ترکی سلمان [illegible] لوگ [illegible] پاتے جاتے ہیں [illegible] عربوں نے بلوہ کیا ہے تو جنٹلمین موصوف نے بیان کیا [illegible] بلوہ [illegible] کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اگر وہاں کے بلوائیوں کو معلوم ہوا کہ ایک ایسی جنگ پیدا ہوئی ہے [illegible] نقصانات متصور ہیں تو اس صورت میں اُنکی خیرخواہی کچھ کم نہ ہوگی ❊

ایک اور واقف کار نے بیان کیا کہ مسلمانوں میں جو ناراضی پائی جاتی ہے وہ بوجہ سلطان کی [illegible] کے پیدا ہوئی کہ انہوں نے ابتدا میں اس خطاب کو قبول کیا کہ ناراضی آبادی کے صوبجات میں جہاں اب تک [illegible] لوگ مقرر ہونے [illegible] عیسائی [illegible] مقرریوں سے جو واقفیت جنٹلمین مذکور کی اطلاع میں آئی [illegible] اُنکی بنیاد [illegible] عقیدہ پر ظاہر کی کہ عبد الحمید کو لوگ ایسا نہیں کرتے [illegible] سلطان نے [illegible] اپنے [illegible] کی نسبت زیادہ [illegible] ظاہر کی ہر علم خصوص [illegible] مجالس کی اصلاح اور اس امر میں [illegible] عمدہ [illegible] تعلیم یافتہ اشخاص مقرر کئے جاویں ❊

جنٹلمین موصوف نے بیان کیا کہ :—

"چونکہ طالبان اصلاح انتظامات اور [illegible] کی [illegible] خلاف جسم موجود ہے [illegible] مسافات کو طے کرنے میں بڑی بڑی دقت ہوتی ہے لیکن مجھے یقین [illegible] کہ [illegible] منتظمین [illegible] میں ہیں کہ نسبے وہ غافل نہیں ہیں" ❊

مسلمان جماعت کے ہیئت سے سربرآوردہ شخص سے پوچھا گیا [illegible] اگر کسی صورت میں [illegible] شہروں کا محافظ ہو تو انکے نزدیک اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ (اور یہ بات اس صورت میں واقع ہوگی [illegible] میں آئیگا) اسکے جواب میں انہوں نے برٹش حکومت کی بے لوثی کی نسبت اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور کہا کہ نسبت [illegible] کی کوئی دوسری سلطنت بحیرہ قلزم کے سواحل پر قبضہ کرے [illegible] بہتر ہوگا۔

ایک جنٹلمین نے عند الملاقات بعض سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ :—

"اسمیں شک نہیں کہ مسلمان لوگ ہمیشہ اسبات کو ترجیح دینگے کہ اُنکے مقدس شہروں کی محافظ سلطنت

[illegible] ہو نا زوال سلطنت ہے کتنا ہو لیکن اگر یہ نہ ہو سکا تو انگلستان کا یہ کام اپنے ذمہ لینا مع دعوے کام ہوگا اور [illegible] سلطنت کے گلہ [illegible] کی قوانات عربوں کی جانب [illegible] ہوگی جو [illegible] وجود [illegible] بھی نہایت [illegible] ہے کہ جو سلطنت [illegible] نہایت ضرورتی مقاصد [illegible] کبیر [illegible] فوت [illegible] معاملات عرب کا بھی انتظام [illegible] تمام اسباب پر [illegible] رکھتے ہیں [illegible] جمع ہوتے ہیں [illegible] مقدس شہروں کا انتظام [illegible] کی نگہداشت [illegible] کا خیال [illegible] زیادہ [illegible] کریں گے [illegible] میں [illegible] خیال نہیں [illegible] [illegible] کی حاجت ہو اور سلطنت ترکی کا [illegible] ایک آخری [illegible] وقت [illegible] [illegible] دیکھیں [illegible]

[illegible] صاحب نے جس کو [illegible] دریافت کرنے [illegible] حاصل [illegible] ایک معتبر خبار کے کارسپانڈنٹ سے بیان کیا کہ :-

[illegible] ترکی [illegible] خلاف [illegible] اور [illegible] جنبی [illegible] [illegible] کے پھیلانے کے [illegible] اور [illegible] خفیہ [illegible] قائم ہیں [illegible] ایک سوسائٹی یونان [illegible] حال [illegible] سوسائٹی نیویارک میں قائم ہوئی [illegible] جو علی طبقے ہیں [illegible] میں [illegible] ان جھگڑوں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ اور بالکل ادنیٰ درجہ کے لوگ اس فتنہ و فساد [illegible] میں [illegible] اور دیگر مقامات [illegible] جو حالات پرائیویٹ وسائل سے معلوم ہوتے ہیں انکی بنیاد پر میں یقین [illegible] [illegible] کے جو حالات انگلش اخباروں میں پہنچتے ہیں انکے بیان میں نہایت ہی مبالغہ کیا جاتا ہے۔ [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کر ڈالے گئے انکی تعداد [illegible] اشخاص تک ہو تو ہو لیکن [illegible] نہیں ہے [illegible] بھی اطلاع ملی ہے۔ کہ ان بلووں کی ابتدا ہمیشہ اہل آرمینیا کی جانب سے ہوتی ہے مسلمانوں کی جانب سے نہیں [illegible] کیا ہے کہ مسلمان آبادی کی جانب سے جو ناراضی کی علامتیں پائی جاتی ہیں اسکا کیا سبب [illegible] آپکو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ایک جماعت بھی پائی جاتی ہے جو درباری جماعت کے مخالف ہے۔ اور یہ جماعت [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔ اور تمام جوش [illegible] جو سننے میں آتا ہے اسی کی وجہ سے قائم ہے [illegible] کی بڑی حیرت ہے کہ تمام انتظامات ملک کی اصلاح کی اس کارروائی میں وہ کیوں نہیں شریک [illegible] اس علیحدگی کے [illegible] سمجھے جاتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی خواہش صرف یہ پائی جاتی ہے [illegible] اہل آرمینیا کے لئے ہی مجھکو یقین ہے کہ جیسا جیسا زمانہ گذرتا جاویگا نوجوان ترکوں کی جماعت کی تعداد اور [illegible] جاویگا۔ اور جمہوری اصولوں کی حکومت جس گورنمنٹ کو وہ خواہاں ہے انکو حاصل ہو جائے گا [illegible] نہیں کر سکتا کہ

یہ بات کس حد تک صحیح ہو کہ اس جوش وخروش کے فرو کرنے کے لئے اس گروہ کے سرغنہ لوگ رات کو دریائے باسفرس میں ڈبوئے جاتے ہیں لیکن اتفاق سے مجھ کو یہ بات البتہ معلوم ہو گئی ہے کہ نوجوان ٹرکی جماعت کے ایک سرآوردہ ممبر عزت آفندی کی آزادی صرف اسوجہ سے جاتی رہی کہ وہ برٹش سفارت کو لارڈ سالسبری کے نام کا ایک خط لیجاتا ہوا گرفتار کیا گیا۔ ٹرکی میں بہت عمومیت کے ساتھ یہ خیال پایا جاتا ہے کہ سلطنتوں کو اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ سلطان کی تعلیم یافتہ رعایا باوصف اس امر کے کہ وہ اپنے بادشاہ کی خیرخواہ ضرور ہے۔ اس امر کی سخت ضرورت دیکھ رہی ہے کہ قوم ٹرک کو اگر اپنی موجودہ حالت قایم رکھنا ہے۔ تو اُسکے معاملات کی عام اصلاح ہونی چاہئے۔ اس بیان کی ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی کہ ہلستان میں عرب بلوہ کر رہے ہیں لیکن مجھ کو اس خبر کی صحت میں شک نہیں ہے۔ گو میرا یہ خیال م ہر کے لئے ابھی نہیں ہو سکتا کہ پینتالیس ہزار آدمی اس بلوہ میں شریک ہونگے ٭

جنٹلمین موصوف نے اس بیان کی جو دوسرے مقامات پر کیا گیا ہے تصدیق کی کہ فوج ٹرکی کی جیسی عمدہ حالت میں اسوقت پائی جاتی ہے دو سو برس کے زمانہ سے کبھی ویسی نہ پائی گئی ہوگی۔ اور اسنے یہ بھی بیان کیا کہ سلطان کی سلطنت میں فوج محفوظ کی بھی ایک بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ جسکو گورنمنٹ ٹرکی عند الضرورت فوراً طلب کر سکتی ہے۔ جو لوگ فوج میں ملازمت کر چکے ہیں۔ وہ بھی ہمہ وقت بہم پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ ترک لوگ اپنا وطن کبھی نہیں چھوڑتے اور اس امر کی تصدیق کے لئے جنٹلمین مذکور نے نظیراً بیان کیا۔ کہ گو عرب اور دوسری رعایائے سلطنت ٹرکی میں سے ہزارہا آدمی بمبئی میں موجود ہیں لیکن خاص الخاص ترکوں کی تعداد ہندوستان میں اسقدر قلیل پائی جاتی ہے کہ وہ سب کے سب ایسے گاڑی کے ایک کمپارٹمنٹ میں بیٹھ سکتے ہیں ٭

ٹرکی کی بحری فوج کے بارہ میں سوال کیا گیا تو جنٹلمین موصوف نے بڑی متانت کے ساتھ سر ہلا کر جواب دیا۔ کہ سلطنت عثمانیہ نے اپنی حالت کے قایم رکھنے کے لئے فوج بحری پر نہیں۔ بلکہ فوج بری پر ہمیشہ بھروسہ کیا ہے۔ اس لئے اس امر کی بحث کرنے سے انکار کیا۔ کہ ٹرکی کا مقابلہ کن اصولوں کی بنیاد پر عمل میں آسکتا ہے کیونکہ اسکو یقین ہے۔ کہ یورپ کی سلطنتوں کے مابین سلطنت ٹرکی کے باہم تقسیم کر لینے کے متعلق کسی تصفیہ پر اتفاق ہونا سخت دشوار پایا جاتا ہے۔ آخیر میں اُسنے کہا کہ:۔

یورپ کی سلطنتوں سے اسبات کا یقین ہے کہ وہ موجودہ حالت کے قایم رکھنے میں اپنی بہترین مساعی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھینگی۔ اور اس ذریعہ سے روس کو دُہری بازی جیتنے کا موقعہ نہ حاصل کرنے دینگی ٭

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ولایت کی ڈاک مورخہ ۲۲ نومبر مخبر ہے کہ آرمینیوں نے زیتون اور مراش کے قریب مسلمانوں کے ایک گاؤں کو لوٹ لیا۔ اور پچاس مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور اسی گروہ نے پھر مسلمانوں کے ایک دوسرے گاؤں موسومہ قورطال کو لوٹا

اور کل باشندوں کو بلا تمیز زن و مرد تہ تیغ کیا - اُدہر دوسری طرف ولایت سیواس کے قصبہ گرم میں کُردوں نے چار ہزار آرمینیوں کو محصور کیا - اور پہر اونکو انہیں قتل کر ڈالا -

حوران کے کل دروز ہتیار بند ہو گئے ہیں - اور اُنہوں نے چونسٹھ جاڑوان کے قریب متعدد دیہات کو لوٹ لیا ہے ؎

انگلستان کے اخبار زور دے رہے ہیں کہ سلطان المعظم سے کردستان کا فساد دفع نہیں ہوسکیگا - کردوں کی بغاوت فرو کرنے کے واسطے روس کو مامور کیا جاوے ؎

ٹائمز کہتا ہے کہ سلطان المعظم کو آگاہ رہنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی ضد پر قایم رہے تو کل یورپ پر حملہ کردیگا ان کے بیڑہ ہائے جہاز بحیرہ روم کی ساحل کے تمام بندرگاہوں کو گولہ باری سے نیست و نابود کر دینگے - اور اگر دوسری طاقتیں ساتھ بھی نہ شامل ہوئیں تو بھی انگلستان اکیلا ہی حملہ آور ہوگا - اور وہ بڑی آسانی سے بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے بنادر کو تباہ کر دیگا ؎

رستم پاشا مرحوم سفیر دولت علیہ دربار لنڈن مسلمان نہیں تھے - بلکہ اطالین نسل کے عیسائی تھے رومن کیتھولک مذہب کے پابند تھے - اور ہمبرگ واقع جرمنی میں پیدا ہوئے تھے - ۱۹ نومبر کو انکی طبیعت بگڑی اور ۲۰ نومبر کو ۶ بجے صبح کو اس جہان سے چل دیئے - سینٹ جیمس چرچ کے پادری کینن بیری نے اتوار کے دن عیسائی طریقہ کے مطابق مذہبی رسوم ادا کیں - انکی وفات پر سلطان المعظم - ملکہ معظمہ اور شہنشاہ جرمن نے ہمدردی کی تاریں بھیجیں پاشا مرحوم کی عمر ۸۶ برس کی تھی - اور آسٹریا کی ایک تجارتی کمپنی کی کلرکی سے ترقی کرتے ہوئے سلطنت روم کے ایک جلیل القدر عہدہ دار مثل فواد پاشا کی توجہ انکی طرف مبذول ہوجانے سے وہ بتدریج ترقی پا گئے - اور کئی صوبوں کے گورنر - دربار سینٹ پیٹرزبرگ اور دربار اٹلی وغیرہ میں سفیر رہنے کے بعد ۱۸۸۵ء میں دربار لنڈن میں سفیر مقرر کئے گئے - سلطان المعظم نے انکو کئی دفعہ وزیر صیغہ خارجیہ بنانا چاہا - مگر انہوں نے لنڈن کی سفارت کو ہی پسند کیا - سلطان محمود کے عہد حکومت میں وہ ترکی سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے سلطان مرحوم کو انکی مخلصانہ خدمت سے بہت خوش کیا - سلطان عبد المجید اور عبد العزیز کے وقت میں بھی بڑے نیکنام رہے - اور اعلیحضرت سلطان المعظم کو تو انپر بیحد اعتبار اور بہروسہ تھا - مگر ہمیں تو اس بات پر سخت افسوس آتا ہے کہ سلطنت روم میں ابھی تک ایسے مسلمان پیدا نہیں ہوئے جو اپنی اسلامی سلطنت کے رازدار عہدہ ہائے جلیلہ کو خود سنبھال لیویں - اور حضرت خلافت پناہی کو غیر قوموں کے لوگوں کا محتاج اور دست نگر ہونے سے بچا لیں ؎

ہفتہ مختتمہ ۲۳ - دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ - ۱۲ دسمبر جمعرات گذشتہ کو کسی خانگی تنازعہ میں پستول کے چل جانے پر تمام قسطنطنیہ میں ایک سرے سے

دوسرے سوتے تک عیسائی اور ارمنی خوف کے مارے ایسے بوکھلا گئے کہ دکانوں اور بازاروں سے بھاگ گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک وہاں کیسی از حد بے اعتباری مستولی ہو رہی ہے +

ایضاً ۴ دسمبر۔ جبوقت ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرآنڈ جو برٹش سفارت کیواسطے نیا حفاظتی جہاز مقرر کیا گیا ہے۔ دانیڈا ڈینلز کے قلعہ کے پاس سے گذر رہا تھا۔ تو قلعہ والوں کو آگاہ رہنے کا نشان دیا گیا تھا۔ جسپر تمام گول انداز اسی لمحہ اپنی توپوں کے ارد گرد تیار ہو کر حاضر ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آبنائے مذکور کی حفاظت میں بے انداز خبرداری کیجاتی ہے +

لنڈن ۱۳ دسمبر۔ ارمینیا سے کئی وسائل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں پوری پوری تباہی پھیلی ہے۔ اور ہزاروں آدمی بے خانماں بھوک اور سردی سے ہلاک ہو رہے ہیں +

قسطنطنیہ ۱۴ دسمبر۔ آج سلطان المعظم نے ایک فرمان نافذ فرما کر حکم صادر کیا ہے۔ کہ تمام لٹیروں اور قاتلوں کو سخت بے رحمی سے سزا دیجاوے۔ اور فوجیں جہاں کہیں فساد ہوا ہے جبراً فرو کریں +

ایضاً ۱۵ دسمبر۔ ایک ہزار آرمینیوں نے بحیرہ اسود کی بندرگاہوں میں پناہ لی ہے۔ کرد بلا مزاحمت تمام اطراف میں قتل و غارت کر رہے ہیں۔ اور پچھلے دو ہفتوں میں ایک سو ساٹھ مواضعات لوٹ چکے ہیں +

ایضاً ۱۶ دسمبر۔ آرمینیا میں حالت نہایت خوفناک ہے۔ ہزاروں آرمینیوں نے قتل سے بچنے کے لئے مجبور ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے +

فرانسیسی اور آسٹرین زائد حفاظتی جہاز آبنائے باسفورس میں پہنچ گئے ہیں +

ایضاً ترکی فوج کی ایک حصہ نے قریطش کے مسلمین پر حملہ کیا تھا۔ مگر ۴ مقتول اور ۲۶ مجروح ہوئے۔ اور باقی پس پا ہوگئے کمکی افواج انکی امداد کیواسطے بھیجی جا رہی ہیں +

روسی زائد حفاظتی جہاز باسفورس میں آگیا ہے +

قسطنطنیہ ۱۷ دسمبر۔ عام حالت اب یہاں تشویشناک نہیں ہے لیکن صوبجات سے ابھی خبریں برابر غیر اطمینان بخش آرہی ہیں +

قسطنطنیہ ۱۹ دسمبر۔ ترکی خزانہ بالکل خالی پڑا ہے۔ اور عثمانیہ بنک اب قرضہ دینے سے انکار کرتا ہے +

ایضاً۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ تمام جزیرہ میں عام بغاوت ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ گورنر نے کمکی افواج کی درخواست کی ہے۔

لنڈن ۱۰ دسمبر۔ اٹلی بحیرہ لیوانٹ سے اپنے بیڑہ جہازات کا بہت سا حصہ واپس بلا لینے والی ہے۔ دول سردست ترکی میں جنگی دست اندازی اور مداخلت کرنیکے مخالف ہیں۔ آرمینیوں کے زبن اور طرفدار اسپر سخت جھلا رہے ہیں!! ان کو اپنے گھر کی پڑی تو ترکی سے دُم دبا کر بھاگے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مسئلہ [illegible] اندرونی اصلاحات کے متعلق دول عظام نے کوئی متفقہ نوٹ دولت علیہ یا سلطان المعظم کی خدمت میں پیش نہیں کیا تھا۔ مسئلہ آرمینیا کے متعلق روس اور فرانس نے انگریزوں کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور باضابطہ طور پر اس مجمع سے الگ ہو گئی ہیں سلطنت [illegible] کی [illegible] کوششوں اور معاہدوں کی بے انداز خلاف ورزیوں سے مشرقی افریقہ کے سواحل حبش [illegible] سوڈان کے مقابل پر ملک حاصل کیا تھا اور دوسری یورپین سلطنتوں کی طرح یہ سمجھتی تھی کہ باشندگان اریٹیریا و افریقہ [illegible] اسکے تابع ہیں مگر حبش والوں کے ایک ہی حملے میں اسکے شکنجے ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ اور اندرونی مقبوضات [illegible] کو موجیہ بند کرنے پر بہت آ پہنچی ہے۔ اٹلی اس جنگ کے واسطے زور تیاریاں کر رہا ہے۔ اسکی [illegible] پارلیمنٹ نے منظور کرا لی ہے۔ اور فوج بھیجنے کا انتظام کر رہا ہے۔ لیکن خرچ کا منظور کرانا اور [illegible] امر ہے۔ اٹلی کی مالی حالت اس قدر خراب ہے کہ پچھلے سال بجٹ میں دس کروڑ چالیس لاکھ روپیہ [illegible] ٹیکسوں کی اسقدر [illegible] ہے کہ خود یورپین رعایا غارت پڑی ہوئی ہے۔ اور سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اسقدر کمی کر دی گئی ہے کہ وہ غربت لوٹ کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ [illegible] دوسری طرف حبش کی حملہ آور فوج موجودہ لڑائی [illegible] اور خدا معلوم ابھی [illegible] قدر ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن نہیں کہ سلطنت [illegible] حال میں سلطنت حبش کو اپنی زیر حفاظت لیا ہے [illegible] وقت تحکم کیا ہے۔ اسے [illegible] اور افسر دل [illegible] بخوبی مدد [illegible] فرانس تو پہلے ہی سے اٹلی کا پورا رقیب ہے پس یہ حالات موجودہ [illegible] لگانا کہ اٹلی [illegible] سے مدت تک فارغ ہو سکے گا کوئی نامناسب و پیش از وقت امر نہیں۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ وزراء [illegible] سلطنت عثمانیہ [illegible] سمجھ لیتے تھے کہ اگر سلطان نے یہ نہ کیا تو وہ یوں انتظام کرینگے۔ فلاں تدارک کرینگے [illegible] جائینگے۔ اور مشرقی مسئلہ کو خیر باد کہنے کے علاوہ انکو اپنی ہی مقبوضات کے سنبھالنے کی پڑ جائیگی۔ اس [illegible] کے ذریعے معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارا یہ قیاس بالکل درست ثابت ہوا ہے)۔

[illegible]

منقول از وکیل مورخہ ۲۰ دسمبر ۹۵ء

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

۲۔ اکتوبر کے لیڈر میں معاملات ٹرکی اور انگریزی پولیسی پر بحث کرتے ہوئے ہم نے صاف صاف جتلا دیا تھا۔ [illegible] انگلستان کو ہرگز واجب نہیں ہے اور اسکے لئے سخت مضر ہے۔ کہ وہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں جھگڑے سہیڑتا پھرے اگر [illegible] کا حادث ہونا لابدی ہو تو کم از کم اسقدر عقلمندی تو ضرور برتے کہ سلطنت عثمانیہ سے [illegible] کے ساتھ [illegible] نہیں اور جو آئندہ فتوحات کی امنگ رکھنے کی بجائے صرف اپنی جان بچائے بیٹھی ہے ہرگز بگاڑ نہ کرے

بلکہ اُسکے ساتھہ ایسا برتاو رکھتے کہ اڑے وقت پر وہ اُسکی امداد کرے مگر افسوس کہ سے وہی پیش آیا جو مدت سے تھا لکھا ہکو انگلستان کے دشمن روس اور فرانس اپنی چالوں میں کامیاب ہوگئے - اور اُسکو ہر طرف سے نیچا دیکھنا پڑا اور ابھی آئندہ بہت کچھہ ذلت اُٹھانیکا اندیشہ ہے - جاپان کے معاملہ میں اسنے سخت منہ کی کھائی - اور فرانس اور جرمن اور روس بازی لیگئے انگلستان نے اگر عالی ہمتی دکھائی تو صرف یہ کہ بدعہدی کرکے چین کا ملک بر ہما کی حدود پر دبا لیا - روم کے معاملہ میں بھی اسکے دشمنوں کو پوری کامیابی نصیب ہوئی - انگریز سلطان المعظم سے نہ تو پہلے جنگ کر سکتے تھے - اور نہ اب ہی ان میں سلطان کے مقابلہ پر بلا امداد دیگر دول یورپ کے کھڑے ہونیکا حوصلہ ہے - اس سارے شور و غل ہائے پکار سے منشا صرف یہی تھا کہ خالی دہمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کے ذریعہ قبضہ مصر کے متعلق اپنا الو سیدھا کر لیا جائے ۔

ارمنی قضیہ اک بہانہ تھا مدعا مصر کا دبانا تھا

مگر یہ پالیسی کچھہ ایسی اُلٹی پڑی - کہ انگلستان نے سلطان المعظم کو ہمیشہ کے لئے بدظن کر دیا بلکہ اپنا دشمن بنا لیا - اب انگلستان لاکھہ دوستی کے نقشے جمائے اور سلطان گو کیسے ہی کمزور ہوں مگر وہ اسکے ہتے پر کبھی نہیں چڑھینگے - اور ہمیشہ اس سے متنفر رہینگے - کوماسی کے معاملہ میں بھی انگریزی پولیسی نہ کامیاب رہی - اور شاہ اشانٹی پر فوجکشی کرنی پڑی - مان لیا کہ شاہ اشانٹی کی انگریزوں کے مقابلہ میں کچھہ حقیقت نہیں لیکن اس زمانہ میں جنگی کارروائی کی ضرورت آپڑنا ہی سخت سفارتانہ شکست تصور کی جاتی ہے - تین براعظموں میں تو انگلستان کی یہ گت ہوئی رہا امریکہ وہاں بھی وینی زولا کا معاملہ الجھن میں پڑا ہوا ہے - اور اگرچہ امریکہ کے چند نامور اور سربرآوردہ مدبر (جیسا کہ ہم ۲۵ - نومبر کے ایڈیٹوریل نوٹس میں لکھہ چکے ہیں) انگلستان کے بارہ میں اچھی رائے نہیں رکھتے مگر یہ خیال کہ دونو فریق عیسائی بھائی ہیں - امید کیجاتی ہے کہ معاملہ صلح و صفائی سے نپٹ جائیگا - اور سفیر انگلستان متعینہ واشنگٹن نے جو گورنمنٹ صوبجات متحدہ سے معاملہ آرمینیا میں انگلستان کے ساتھ شامل ہو جانیکی درخواست کی تھی - اس سے گمان ہوتا تھا - کہ صوبجات متحدہ کے تعلقات انگلستان سے دوستانہ ہونگے - مگر سہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - اب سوال یہ ہے کہ انگلستان کی خارجی حکمت عملی معاملہ وینی زولا کے متعلق براعظم امریکہ میں کچھہ کامیاب ہوئی یا کہ نہیں ؟ اور اسوقت اس مغربی کرہ میں انگلستان کے موافق یا مخالف پولیٹکل آثار کیسے ہیں قبل اسکے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے - یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بنائے تنازعہ اور اُسکے متعلقہ حالات ناظرین کی آگاہی کے لئے ظاہر کر دیئے جائیں ۔

وینی زولا جنوبی امریکہ میں ایک جمہوری ریاست ہے - جسکے اندرونی انتظام کے مگر آجکل کچھہ ایسے شاکی ہیں کہ آرمینیا میں حکومت عثمانیہ کو اُسکے مقابلہ میں نہایت معقول اور ایک رحمت بیان کیا جاتا ہے - اس ریاست کے حدود ملک برٹش گائنا سے ملتے ہوئے ہیں - جسے انگریزوں نے تقریباً سو سال ہوئے ہالینڈ والوں سے فتح کیا تھا وہ حصہ ملک جسپر اب تنازعہ ہے دریائے ایسی کیبو کی وادی ہے - فتح برٹش گائنا سے چالیس سال بعد تک وینی زولا نے اسپر کوئی

دونوں منظور نہ ہوا ۔ اور انگلستان نے کوئی کاڑ اسطرح سے تصور کرتے اہل ہالینڈ کی طرح وہاں کے سب سے قدیم باشندے
بن کر ... ملک کو ... کہ جس میں تھوڑے سے باشندے آباد تھے غیر آباد پڑا ہا تشمل
میں ... کی ... بڑھ ہو جانے سے نقشہ بالکل بدل گیا ۔ اور ملک مذکور تھوڑے دنوں میں آباد ہو گیا ۔ جس پر
وینی زویلا اور انگلستان میں اسکی ملکیت کے متعلق جھگڑا کھڑا ہوا چنانچہ کچھ حصہ وینی زویلا اور کچھ انگلستان نے دبا لیا لیکن
سرحد کی ... ابتک نہیں ... قرار پایا ۔ اور پچھلے برس وینی زویلا نے ایک خاص قطعہ ... سے انگریزی پولیس اور
... کو نکال ... و متصرف ہو گیا جس سے یہ معاملہ نازک حالت میں ہو گیا اور دونوں سلطنتوں کے
سفارتی تعلقات بالکل منقطع ہو گئے ۔ ۱۸۹۵ء سے پہلے صوبجات متحدہ کے پریسیڈنٹ مسٹر ... نے یہ اصول مقرر کر دیا
تھا کہ امریکہ ... کسی یورپین سلطنت کو اپنی قلمرو یا مقبوضات بڑھانے دینا صوبجات متحدہ کی پالیسی کے خلاف ہوگا
اس اصول کو تمام امریکہ نے نہایت خوشی سے تسلیم کر لیا اور یہی اصول اس تنازعہ وینی زویلا ... میں ...
امریکن لوگوں کے دلوں میں اسکا اثر بہت ہو گیا ہے ۔ کہ کسی انگریزی رعایا اور باشندہ امریکہ میں کوئی ذاتی جھگڑا
ہو جاتا ہے ۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم انگلستان سے اس انگریز کی زیادتیوں اور بدخواہیوں کا عوض طلب نہیں کرینگے
انکا عام ... ہے ۔ کہ انگلستان امریکہ کے خوف سے اپنی رعایا کی امداد کرنے سے ... ہے ۔ اسلئے اگر
... اگر ... ذاتی ... تو امریکہ بھی براہ عالی حوصلگی اس سے بدلہ نہیں لے گا ۔ مذکورہ بالا اصول پر کاربند
... میں پریسیڈنٹ امریکہ نے انگلستان کو لکھا تھا کہ تنازعہ وینی زویلا کا تصفیہ بروے پنچایت کر لو ...
... (یعنی زور و تلبیس کی کارروائی کریگا) تو ہم اسکو کبھی روا نہیں رکھینگے ۔ اسپر انگلستان نے حال ہی میں یہ جواب
دیا ہے کہ اگر فی الحقیقت کوئی اراضی متنازعہ ہو ۔ تو ہم خوشی سے پنچایت قبول کرنے پر تیار ہیں ۔ لیکن یہ تو ہماری ... زمین
ہے ۔ اور ہم ہی اسپر قابض اور متصرف رہے ہیں ۔ وینی زویلا کبھی اسپر حکمران نہیں ہوا ۔ اس صورت میں ہم کیونکر اسکا
تصفیہ پنچایت پر چھوڑ دیں ۔ اس جواب سے پریسیڈنٹ امریکہ سخت برافروختہ ہو گئے ہیں ۔ اور انگلستان اور امریکہ کے
تعلقات میں اس قسم کی کشیدگی پیدا ہو گئی ہے ۔ کہ جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہے ۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ انگلستان امریکہ کو
ترکی کے خلاف اپنے ساتھ گانٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ آج اسی امریکہ کا پریسیڈنٹ کلیولینڈ انگلستان کی ناکارہ
حکمت عملی کی بدولت مندرجہ ذیل پیغام جو تار ۱۷ دسمبر سے معلوم ہوا ہے ۔ اپنے ملک کی کانگرس کو بھیجتا ہے
چونکہ سرحد وینی زویلا کے ... کے متعلق انگلستان نے تقرر پنچایت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اسلئے میں کانگرس کے
پاس سفارش کرتا ہوں ۔ کہ وہ درست حد قایم کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کرے ۔ اور وینی زویلا کی جو حد کمیشن مقرر
کرے ۔ اس سے تجاوز کر کے اگر انگلستان کسی ملک کے لینے کی کوشش کرے تو امریکہ کا فرض ہوگا کہ تمام وسائل مزاحمت
جو اسکی طاقت میں ہوں عمل میں لائے ۔ ممکن ہے کہ اس تجویز سے نہایت اہم نتائج پیدا ہوں مگر اس سے ڈر کر امریکہ اپنے

فرایض

وعمل کے پورا کرنے میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ لارڈ سالسبری نے اپنے جواب میں تحریر کیا ہے۔ کہ امریکہ اصول مینرو کو ایسی جدید اور عجیب توسیع دیتا ہے۔ جو قانون تعلقات باہمی میں اس سے پہلے بالکل نامعلوم تھی۔ اور کم از کم وہ اصول اس موجودہ مسئلہ وینی زویلا سے بالکل متعلق نہیں ہے۔ مگر لارڈ موصوف کی یہ رائے درست نہیں اور اصول مذکور اس مسئلہ سے بالکل متعلق ہے۔

پیغام کے وصول ہونے پر تمام ممبران کانگرس نے بڑے زور سے نعرے بلند کئے اور اسکو نہایت خوشی سے سنا۔ انگلستان کے اخبارات اور دوسرے انگریزی اخبارات بڑی لن ترانیاں دکھا رہے ہیں اور جوش میں آکر لکھ رہے ہیں کہ صدر یونائیٹڈ سٹیٹس کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انگلستان کے خارجی معاملات میں کوئی دست اندازی کرے یا اسکو اپنے اصولوں کا پابند کروانے۔ لیکن امریکہ کے تمام اخبارات باستثنائے نیویارک ہرلڈ کے جو پیغام مذکور کو سخت غلطی مبنی قرار دیتا ہے۔ پریزیڈنٹ کے پیغام کی تعریف کر رہے ہیں۔ ادھر صوبجات متحدہ کی کانگرس نے پیغام مذکور کے بھیجنے سے دوسرے دن یعنی ۱۸ دسمبر کو باتفاق رائے قانون پاس کر کے پریزیڈنٹ مذکور کو مسئلہ وینی زولا کی قرارداد کے لئے کمیشن مقرر کرنیکا اختیار دیدیا اور اسکے خرچ کیلئے ایک لاکھ ڈالر کا دیا جانا منظور کر لیا ہے۔ اور حفظ ما تقدم اور انگلستان کی شیخی کرکری کرنیکی غرض سے ... ناکہ بندی توپیں ایک لاکھ ہزار سپاہی توپیں۔ اور پانچ ہزار قلعہ جاتی توپیں اور بڑھائے جانے کے لئے دس کروڑ ڈالر کا خرچ منظور کئے جانے کی غرض سے بل بھی پیش کر دیا ہے۔ جو استصواب کے لئے جنگی کمیٹی کے پاس بھیجا گیا ہے۔

ان حالات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ انگلستان کی حکمت عملی معاملہ وینی زولا کے متعلق بھی کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اسوقت امریکہ میں انگلستان کے برخلاف پولٹیکل مطلع میں ایک گھنگھور سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ انگلستان کی جامزدی سے یہ تو کبھی توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ لڑائی پر آمادہ ہو۔ دوسرے کا پلڑا بھاری دیکھ کر دب جانیکو اسنے ایک دانشمندانہ پالیسی سمجھ رکھا ہے۔ اور گو دوسرے اسکی بزدلانہ پالیسی کو کیسا ہی ذلیل سمجھیں مگر وہ اس قسم کی ذلتیں اور خفتیں اٹھانے کا عادی ہے۔ خیر کچھ ہی کیوں نہ ہو اسمیں کلام نہیں کہ وزیروں کی ناعاقبت اندیشی سے چاروں طرف سے انگلستان کی سخت بے آبروئی ہو رہی ہے۔ انگلستان کو اب مناسب ہے کہ ان متواتر زکوں سے تجربہ حاصل کر کے اپنے کمزور اور امن پسند ہمسایوں اور دوستوں کے برخلاف جابرانہ اور غاصبانہ کارروائیاں کرنا چھوڑ دے۔ یا کم از کم ایسا کرنے سے پہلے اپنے نفع و نقصان کو اچھی طرح سمجھ لیا کرے۔ انگلستان کو سلطان المعظم کا تہ دل سے مشکور ہونا چاہئے کہ وہ کوہ وقار تحمل سے اُس کی مخالفانہ حرکتوں سے ذرا بھی برافروختہ نہیں ہوئے۔ اور قدیمی رفاقت کا پاس کر کے اُس کی متواتر چھیڑ چھاڑ سے درگذر کرتے رہے۔

اس میں کلام نہیں کہ اردو اخبارات کی وقعت جسقدر گورنمنٹ اور مدبران سلطنت انگلشیہ کی نظر میں ہے اُس سے ہم بھی واقف ہیں مگر جوش خیرخواہی ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ معاملہ فہمی کے متعلق جو خیالات باشندگان ہندوستان کے ہوں۔ انہیں بے کم و کاست ظاہر کر دیا جاوے۔ انگلستان کی طاقت برقرار رہنے سے ہندوستان کی بعض لغزدل

ترقی کسی نہ کسی دن اس درجہ پر ضرور پہنچ جائیگی کہ ہماری رائے کو فرماں روایان ملک اس قدر حقارت کی نظر سے نہیں دیکھینگے جیسا کہ اب دیکھ رہے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۳ دسمبر ۱۸۹۵ء تک کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۸ نومبر ترکی افواج نے [illegible] کے دروسوں کو شکست دی [illegible] میں عیسائی [illegible] کئے گئے ہیں۔

لنڈن ۲۸ نومبر آرمینوں کی حمایت میں دست اندازی کرنے کے لئے انگلستان [illegible] اُسپر اسے ترقی کرتے ہوئے ٹائمز رقمطراز ہے کہ بالکل ناممکن ہے کہ [illegible] اپنے عہد کیوں پورا نہ کرے وہ وعدہ [illegible] ہم سلطان کو اگر انہوں نے [illegible] شریعت کو [illegible] لا دینگے اور جیسے [illegible] وغیرہ کے تمام ترکی [illegible] کو آپس میں غارت کر دینگے۔ اللہ اکبر [illegible] ہو [illegible] یہ عاجزانہ انکسار۔ الحمد للہ ہم تو اسکی توقع میں تھے۔ کہ [illegible] کی صادر ہوئی تھی اسکے مطابق چند دنوں تک انگلستانی پھریرا وادی فرات اور حجاز پر لہرا رہا ہوگا۔ کہ ادہر آرمینیوں کی [illegible] کسی اسکا نام تک لینے کی جرأت نہیں رہی کیوں سلطان کی زبردست پالیسی پر ابھی بوسپ کو کچھ شبہ باقی رہ گیا ہے۔ کیسے سب کے سب دُم دبا کے بھاگے ہیں۔

لنڈن ۲۶ دسمبر تیمسو ہمدنے نوبار پاشا مستعفی وزیر اعظم مصر کو انگلستان اور مصر کے درمیان دوستانہ تعلقات برقرار رکھنے کے متعلق حسن خدمات کے صلہ میں طمغہ ستارہ ہند کے نائٹ کمانڈر کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ [illegible] انگریزی اور دیسی عہدہ داروں میں ایسا پورا اتفاق اور اتحاد پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ اب ہے۔ اور مصطفےٰ فہمی پاشا برابر نوبار پاشا کی پالیسی پر قدم بقدم چل رہے ہیں۔

ایضاً۔ انگلستان میں ڈیوک آف آرگائل کی اس تجویز کی تائید میں کہ آرمینیا میں امن قایم کرنے کا ذمہ اُٹھانے کی روس سے درخواست کی جاوے۔ تحریک پیدا ہونی شروع ہوگئی ہے۔ کیا انگلستان کی ترکی تمام شد؟

ایضاً۔ ترکی افواج نے زیتون فتح کر لیا ہے مگر مفصل حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے۔

قسطنطنیہ ۲۷ دسمبر۔ ترکی فتوحات بمقام زیتون کے تفصیلی حالات سے واضح ہوتا ہے کہ قصبہ کو [illegible] کرنے سے پہلے بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ آرمینیوں کے اڑھائی ہزار آدمی مقتول ہوئے اور ترکوں کے [illegible] ہے۔

قسطنطنیہ ۲۸ دسمبر تمام طاقتیں بابعالی پر زور دے رہی ہیں۔ کہ باغیان زیتون کے ساتھ جو پہاڑوں میں پناہ گزین ہو رہے ہیں۔ نرمی کا برتاؤ کرے۔

ٹرکی کی انتہائی حالت پر ایک سرسری نظر

گزشتہ ہفتہ میں ہم نے ٹرکی معاملات پر کچھ رائے ظاہر نہیں کی یہ امر عمداً ہم نے کیا تھا کیونکہ ہمارے خیال میں جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ انگلش اخبارات کی ہرزہ درائی ہمیشہ تعجب سے تھی۔ اور یقینا ڈیلی ٹیلی گراف نے بھی اسی میں گرہ لگائی۔ واقعات ... رکھا۔ اس نے تمام برہمی کا جو کچھ تاول میں ظاہر کیا جاتی تھی۔ اور ٹرکی اور سلطان المعظم کی کمزوریاں جس طرح بیان کی جاتی تھیں ان کا انداز بیان انکو بے اصل بتاتا تھا۔ یوروپین میران اور انگلش اخبارات لنڈن کا ذکر یا ہے نے بھی نہایت کشادہ دلی سے ٹرکی کی فاشیں نام بنام تراشکر ایک ... رکھدی تھیں تمام ... اشتہارات ... ان کو انہیں کے ساتھ نکلتے تھے۔ کہ تمام مسلمانوں کے دلپر یہ امر نقش ہو جاوے۔ کہ سلطان المعظم کسقدر ناقابل فرمانروا ہیں۔ انکے وزرا ناکابل نسے زیادہ سبک دماغ سلسی کیساتھ ان تمام مظالم کا بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ جو آرمینیا کے علاوہ خاص ٹرکی میں بھی مسلمانوں کیطرف سے ہوئے تھے۔ ان کی حالت کو اسقدر ترقی دیگئی تھی کہ گویا تمام نوجوان ترک سلطان کے خلاف اپنے ملک و مذہب کے جانثارانہ آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ غایت اسلی یہ تھی۔ کہ جب بڑی پرجوش مسلمان ترک سلطان المعظم سے اسقدر منحرف ہیں۔ تو سلطان المعظم کے لئے روئے زمین پر کسی مسلمان کے دل میں ہمدردی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ایک واقعی کیفیت ہے۔ کہ اگر ایک سنٹ کو بھی سلطان المعظم کی نسبت ان خیالات کا ذکر کیا جائے جو مخالف اخبار بیان کر رہے تھے۔ تو سلطان المعظم سے زیادہ قابل نفرت شخص کوئی موجودہ دنیا میں نظر نہ آئے گا۔ غرضیکہ جہانتک جن جن حکمت عملیوں سے ممکن تھا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ اور اسکے اثر نے یہاں تک ترقی کی کہ بعض تعلیم یافتہ مضمون نویس مسلمان یا ہمدرد مسلمانان بہت کچھ بہک گئے۔ اور اس ہفتہ میں کئی مضمون ایسے نکلے جو خیالات کے افسردہ کر دینے والے تھے۔ بہت بڑا اثر چند اہم خبروں کی اشاعت کی وجہ سے پیدا ہوا (۱) سلطان المعظم کا پیام بنام لارڈ سالسبری زیادہ ... (۲) یمن کے ... ہزار عربوں کی سرکشی اور جنگ آزمائی متواتر ٹرکی فوج کی شکستیں ٹرکی فوج کا محصور ہو جانا۔ ... بندوقوں سے اہل یمن کا مسلح ہونا۔ اور اس خیال کا اظہار کہ کسی غیر سلطنت نے انکو یہ اسلحہ پہنچائے ہیں (۳) وزرا کا جلد جلد تغیر (۴) سعید پاشا کا انگلش سفارت میں پناہ گزین ہونا۔ (۵) مختلف صوبوں میں عام غدر ... (۶) ... سلطان المعظم کی بدعہدی آخر منظوری (۷) خزانہ اور فوج کی کمی (۸) سلطان المعظم پر ... سلطان المعظم کی دماغی کمزوری ضطراب و پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ بیشک ترتیبی واقعات اور ان کی تائیدی خبروں کا یہ تقاضا تھا۔ کہ جنکو کسیقدر بھی سلطان کیساتھ ہمدردی تھی۔ وہ بالکل از کار رفتہ ہو جاتے تھے۔ اور انکے ہاتھ پاؤں اسطرح پھول جاتے تھے کہ رائے قایم کرنے کی بھی قابلیت باقی رہتی تھی۔ اسی اثر کیساتھ یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ تمام یوروپ ٹرکی کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ تو

سلطان المعظم کے دل و دماغ کی کیا کیفیت ہوگی جبکہ [illegible] کی حالت سلطان سے پوشیدہ بھی جاتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ تین جانب سے دشمن غالب تھی۔ سفرائے یورپ کا [illegible] سلطان المعظم کے رعب جلالت کا [illegible] تمام پر جوش [illegible] کا [illegible] عزم [illegible] ٹرکی کی [illegible] ہیں۔ [illegible] غفلت کرے [illegible] ساعت دو ساعت کی مہمان ہے۔ فوج کے پاس نہیں [illegible] نہیں۔ [illegible] غیر مذہب کی [illegible] دشمن اہل مذہب کے دشمن [illegible] یورپ [illegible] کے حصے کرنے [illegible] مگر باایں ہمہ دشمن سلطنت [illegible] جانے کا [illegible] آتا کہ [illegible] کے سنبھالنے کی کوشش [illegible] کرتی تھیں۔ [illegible] جس کا [illegible] سلطنت کے لئے اتنی بڑی [illegible] آرمینیا [illegible] پر [illegible] یقین ہونے پر سامان [illegible] کی تاب نہیں [illegible] بعض قومی اور مذہبی ہمدردی کے [illegible] دشمن بھی [illegible] متعصب [illegible] نہیں [illegible] کی خاطر [illegible] کا کام نہیں [illegible]

[illegible] تمام [illegible] تھے۔ اور ایک ہی مصنوعی [illegible] کہاں تک کارروائی کو ترقی دی [illegible] گر عرصہ ہوا کہ [illegible] ہیں۔ لارڈ سالسبری کی تقریریں [illegible] نہیں۔ مگر نامعلوم نتائج کے واسطے احتیاط کے لئے [illegible] طور پر ان ہم اخبارات پر [illegible] ہیں تو کچھ بھی اثر نہیں پیدا ہو سکتا۔

سلطان المعظم کا پیام لارڈ سالسبری کے نام

[illegible] یہ ہے کہ سلطان المعظم کا پیام براہ راست لارڈ سالسبری کے نام آیا ہو جیسا خود انہیں اخبارات نے [illegible] کسی وزیر نے سلطان کے خیال کا اظہار اپنے الفاظ میں کیا ہو۔ اس طرح [illegible] ٹرکی [illegible] کہ لارڈ سالسبری یا رڈ [illegible] ان خرابیوں کو روکا چاہئے۔ جو انگلستان کے لاطائل عداوت [illegible] ہیں کیونکہ سلطان المعظم نے باوصف عظیم کارروائی و آمادگی جنگ ہر موقعہ پر اسکا ثبوت دیا ہے کہ وہ تمام معاملات کو آشتی سے طے کرنا چاہتے ہیں۔ اور سلطان المعظم کی یہ زبردست پالیسی ہمیشہ بہت ہی قابل قدر سمجھی گئی ہے نیز اعزاز کی [illegible] جنگ کو ٹرکی کی ترقیات میں خلل انداز نہ ہونے دیں گو یا اس پیام سے ایک آخری عدیہ انگلستان کو [illegible] نہیں تھی کہ انگلستان کو کچھ بھی سلطان المعظم کے وعدوں میں تامل ہو سکے۔ لارڈ سالسبری [illegible] خیال اپنی اظہار حقیقت کے لئے تھی۔ کہ انہوں نے موزوں الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اور اپنی شک کی وہی حالت [illegible] یہ پیدا تھی۔ جو نتائج اتفاقی [illegible] یورپ کے ان کے ذہن میں تھے انہیں کے اعتبار پر بغیر دور اندیشی ہر نازک حالت کو [illegible] اپنی زبان سے نکالنے میں انہوں نے تامل نہیں کیا۔ جو لوگ اس پیام کو بشرطیکہ اسکا وجود بیان کردہ [illegible] سلطان کی کمزوری کا سبب سمجھتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں ایسے خلفشار کی حالت میں اس خیال کا اعلان [illegible]

ہی پسندیدہ تھا - اور بعض دوران الفاظ کا اکثر اخبارات بغیر سلطنت نے جو یورپ میں سلطنت کی زبان قبول کیا ہے دھوکے اخبار نے سختی کے ساتھ لکھا کہ ایسے تباہی آوروں کا اخذ بالکل خلاف ہے بے اعتباری کا باعث ہے

(۲) یمن کی بغاوت

اس کی واقعیت صرف اسی سے ظاہر ہو گئی ہے کہ ۴۴ ہزار ما تحتی ایلچی اپنے پاس کہاں سے پہنچے - اول تو عالی یمن بہت معمولی حالت میں ہے اپنی آمدنی نہیں کہ خریداری کر سکے - دوسرے اگر ایسا کیا گیا تھا - تو کون سلطنت ملک امن و دوستی میں اسکو روا رکھ سکتی تھی بفرض محال اسی شریف سلطنت نے روا رکھا تھا تو اس سلطنت کیا اعتبار مسلمان رعایا پر ہو سکتا تھا جبکہ ... ترکی و اسلام کو فرق کو عمدہ طور پر یمنی کی قابلیت کتنا ہی تیسر ہو تا ... تھا اسباب عظیم کر دو سارہ محفوظ ترکی حکام یمن سے چھپا رہتا اب یہ سب مان بھی لیا جائے تو کیا حرف کی بات ہے ۴۴ ہزار عرب کی سرکشی درجنگ ... متواتر ترکی فوج کی تین شکستیں - بقیہ فوج کا محصور ہو جانا - اور ایسے ہی دیگر ... اخبار ... اخبارات میں یہ علم پیدا ... خیالات کی خبر آئی - پھر ایک شکست کی پھر دوسری تیسری شکست کی پھر محصوری کی اگر اتفاق سے کوئی وزنی وجہ ترکوں آگاہی کا پیدا ہو جاتا تو اسکے بعد ۴۴ ہزار عرب کی کارروائی سرکشی کیا ہوئی محصورین کا کیا حشر ہوا یمن ترکی کی مخالفت سے نکلکر کسکی حکومت میں آ گیا آجتک اسکا ذکر کچھ بھی نہیں ہے - ہم یہانتک لکھ چکے تھے کہ سی ذات ڈاک میں ہم نے دیکھا کہ باب عالی نے اس خبر کی سخت تردید کی ہے - اس سے زیادہ مدہی ثبوت اس امر کا کیا ہو سکتا ہے کہ کس طرح غلط بیانیاں سے ترکی کے خلاف اثر ڈالا جاتا ہے +

(۳) وزرا کا جلد جلد تغیر

وزرا کی جلد جلد تغیر سے سلطان کی پوری قوت دماغی قابلیت - اعلیٰ حکمت عملی کا اظہار ہوتا ہے - یہاں کے سمجھنے والے قیاس کرتے ہیں کہ یہ کمزوری کا ثبوت ہے - اگر سلطان المعظم میں کمزوری ہوتی تو وزرا اسقدر بے اختیاری کیساتھ تعمیل احکام پر مجبور نہ ہوتے - اور اگر دو ایک مرتبہ ایسا ہوا تھا - تو وزرا میں نہایت بددلی پیدا ہو جاتی اور انتخاب وزیر و خلع کیا محال ہو جاتا - خیال انتخاب کیجئے ہی عظیم واقعات کشت و خون ظہور پذیر ہو جاتے اور سلطانی ایوان جیسا کہ اب قتل گاہ بیان کیا جاتا ہے - واقعی مقتل ہونے پر اندراز حال سلطان المعظم کے لئے زندان ہوتا - درپردہ وزارتوں کے تغیر و تبدل سے سلطان المعظم نے یورپین پالیسیوں کو بالیقین متواتر شکستیں دی ہیں - جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ تمام معاملات میں باوصعت اسقدر پرشور زمانہ گذر جانے کے ہنوز روز اول ہے - اور تمام یورپین قوتیں کیا کچھ اتفاق کی داستانیں سنا رہی ہیں - علاوہ وزرا کی طاعت شعاریاں علاوہ تعمیل احکام کے اس کیفیت سے ظاہر ہو رہی ہیں کہ وزارتوں کا تغیر ایک صیغہ سے دوسرے صیغہ پر یا وزارت عظمیٰ سے وزارت خارجیہ وغیرہ پر نہ باہم رشک و حسد کا باعث ہوتا ہے - نہ کوئی خرابی اس سے ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام وزرا ایک ہی سلسلہ سے وابستہ اپنے فرائض

انجام دیتے ہیں۔ کامل پاشا کا تقرر وزارت عظمیٰ پر بالیقین کسی ایسی مصلحت سے تھا کہ بالفعل انتہا درجہ کی سفارتوں پر کسی قدر تازگی ان میں ڈالنا مقصود تھا جس کا یہی ثبوت ہے کہ فوراً تقرر کے کامل پاشا کی تعریف اور ان پر اطمینان کے اظہار ہونے لگے۔ اور وہ وقت تک اپنے عہدے پر رہے جب تک اس کی ضرورت تھی۔ اس عہدے سے علیحدہ ہونے پر ناحق بعض لوگ نے ان کو مطلق العنان کہنا شروع کیا۔ اگرچہ [illegible] پیدا کرنا ہے [illegible] کہ ان کو باب عالی کا دشمن سمجھ جا سکتے ہیں۔

(۴) سعید پاشا کا انگلش سفارت میں پناہ گزین ہونا

اس خبر سے ضرور حیرت ہوئی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا [illegible] معاملات آرمینیا میں [illegible] سے بھی ان کے اتفاق [illegible] وزارت عظمیٰ کا باج بھی انکے ہاتھ میں تھا سلطان المعظم نے اکثر انکی رائے سے کام لیا تھا جو بڑے اصلاحات [illegible] جو کچھ بھی [illegible] انکی ہی پالیسی کا ضرور نتیجہ تھیں۔ ایسے شخص کا بلا کسی خاص وجہ کے جس کا اظہار آج تک نہیں کیا گیا محض کسی قیاس و شک پر اتنی بڑی حرکت کا کر گزرنا جو لوگ [illegible] کر سکتے تھے محض فرضی خیال حفاظت جان کے واسطے جس کی بنیاد نہ کبھی پڑی نہیں اور نہ انکے لئے سبب ہو سکتی تھی ضرور حیرت افزا امر تھا مگر حیرت افزائی خود دانشمندانہ خیالات پر لازم ڈالنے والی تھی۔

[illegible] قبول کریں کہ یہ فعل کسی بہت بڑی اہم مصلحت پر مبنی ہے ایک ادنیٰ ترک بھی سمجھ سکتا تھا کہ اگر سعید پاشا اپنے اعزاز کو پامال کرکے جان بچا بھی لیں تو اسکا فائدہ چند روز کے بعد وہ کیا اٹھا سکتا ہے۔ کیا کوئی سلطان جو سلطان عبد الحمید خان کے معزول ہونے پر تخت نشین ہوتا۔ وہ انکو کامل اعتبار کے ساتھ وزارت عظمیٰ کا چارج دیدیتا یا ان کی ذلیل حرکت بدنام کنندۂ قوم و سلطنت سے متاثر ہو کر ان کو حوالۂ زندان کرتا۔ کوئی نادان ترک اپنی جان بہت بہتر و بیش قیمت بھی محض ایک فرضی شک پر نہ تمام خاندان و مال و متاع و ناموس کو عتاب سلطانی کیلئے سلطان کے قبضہ میں چھوڑ سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بس ضرور یہ کارروائی کسی مصلحت خاص پر مبنی تھی۔ اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ کارروائی محض اس ضرورت سے تھی کہ وہ سفیر انگلش کی حفاظت میں جا کر انگلش جہاز پر پوشیدہ نکلنے کی کوشش کریں۔ اس یقینی کارروائی کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ جو قرارداد ہو کر احکام خفیہ جاری ہو چکے تھے۔ ان کے مطابق انگلش جہاز کو ترکی بحری جنگی بوٹوں نے گھیر لیا۔ اور جب تک انکو اطمینان نہیں ہوا کہ سعید پاشا جہاز پر نہیں ہیں ان کا محاصرہ روز روشن تک برابر قائم رکھا یقیناً اسی مصلحت سے سعید پاشا کی یہ کارروائی تھی کہ اگر یہ طور پر اسکا ظہور ہو جاتا اور سعید پاشا کی گرفتاری انگلش جہاز پر عمل میں آجاتی۔ تو ترکی انگلستان سے وہ باز پرس کرتی کہ معاملات آرمینیا کا پورا معاوضہ ہو جاتا اور اعلان جنگ میں کچھ شک باقی نہیں رہتا اور یہ فعل سفیر انگلش کا ایسا تھا کہ کسی سلطنت کو سوا الزام دہی انگلستان کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اور نہ اس معاملہ میں کوئی سلطنت شرکت انگلستان کے لئے معقول وجہ رکھتی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ انگلستان

ایک ایسی عظیم صورت سے کہ وہ منارہ کی کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتی ۔ ترکی کے لئے کچھ نتیجہ پیدا ہوتا مگر وہ ہر حکمت عملی میں ضرور بازی جیت لیتی کہ انگلستان کو تنہا اپنا مد مقابل پاتی ۔

(۵) مختلف صوبوں میں تمام فساد

اسکی بنیاد ابتک صرف اسی قدر پائی گئی کہ جن جن مقامات میں [illegible] اور آرمینیوں نے سرکشی کی انکو سزائیں دی گئیں ۔ جہاں کردوں سے [illegible] چھیڑیں وہاں انگوسٹری مختلف مقامات میں ان [illegible] سیکھے اسلئے [illegible] ۔ صرف یہ حالت بھی عادت [illegible] نہیں ہے اسکی [illegible] کے ساتھ [illegible] نہیں ۔

(۶) حفاظتی زائد تجاویزات

ان کی منظوری اگر صحیح ہو تو اور روس کے پیام پر ہے [illegible] اور چونکہ سلطان معظم کو بر ایسے موقعے حاصل ہو کر وہ یقین [illegible] اور [illegible] عجیب [illegible] معاملات [illegible] اسد نہایت ہی عالی خیال سلطان کی تھی کہ ایک بیت ہی چھوٹے سے امر [illegible] کا کچھ بھی اثر [illegible] جنگ [illegible] اور ترکی پر نہیں ہو سکتا قبول کرایں اور جبکہ تمام سلاطین یورپ کا [illegible] منظوری کے لئے اتفاق ہو تب تو بھی سلطان المعظم کی تدبیں اس منظوری سے منصور نہیں ہو سکیں سلطان المعظم کو [illegible] اس قضیہ کی طوالت سے یہ بھی کہ ایسے موقعے پیش آئیں جن سے یوروپین سلطنتوں میں نفاق [illegible] کوئی صورت پیدا ہو [illegible] نے بھی ولایت کے اخبار کے حوالہ سے اسکا اظہار کیا ہے کہ سلطان [illegible] کو ان تمام معاملات میں [illegible] واقفیت حاصل ہوتی ہے جو دربارہ ٹرکی یوروپین اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ انگلستان کی [illegible] حکمت عملی کو جرمن اور روس کے لوگ نگاہ شک سے دیکھتے ہیں ۔ [illegible] دوستانہ اتفاق سے گریز کر رہی ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ اخبارات جرمن نے اظہار ہمدردی علاوہ اس اطلاع کے کیا ہے ۔ جو سفیر جرمن نے دی ہے تو سلطان کے نزدیک یہ خیال کرنا ذاتی ہے ۔ کہ اتفاق سلاطین صرف ظاہری ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں ۔ بس ترک چاہتے ہیں ۔ کہ اپنا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے شاہوں میں تنقیص پیدا کریں ۔ مثلاً ایک ایسا ہی فقرہ ڈیلی ٹیلیگراف میں شائع ہوا ہے کہ انگلش کی طرف سے بوجہ ترکی حکمت عملی کے جرمن میں کسی قدر بے اعتباری ہے ۔ ڈیلی کرانیکل میں بھی ایسا ہی بیان شائع ہوا ہے کہ بوجہ مداخلت آسٹریا کے اتفاق یورپ میں بہت کچھ کمزوری پیدا ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ اسوجہ سے سلطان اپنی ضد پر قائم ہیں ۔"

(۷) خزانہ اور فوج کی کمی

روس کے لئے بھی اکثر خزانے کی کمی کا ذکر ہوا ہے مگر جو کچھ عملی کارروائی سے اس نے ظاہر کیا وہ تمام دنیا پر روشن ہے

پہلے کہا گیا کہ سلطان نے حکم دیا فوج پوری قوت کیساتھ غدر رفع کرے تو حاشیہ چڑھایا گیا ہے کہ نہ خزانہ ہے نہ فوج جسکی تعمیل کیونکر ہو۔ جب سلطان نے حکم دیا دو لاکھ فوج لیا ہو تو بصرف خزانہ کی شکایت باقی رہی اور اسکی تاویل یوں کی گئی کہ شائد قرض کا اعلان دیا ہے۔ اور پھر اسکے بعد کوئی خبر اسکے متعلق نہ آئی اگر قرض کیا جائے تو کس سے قرض لیا جاتا۔ اس حالت کا ضرورت قرض چل نہیں آتی۔ ایک دیسی مضمون نگار صاحب [illegible] خزانے سے [illegible] [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ [illegible] حادث کا ذکر بعض اخبارات نے ۱۲۹۶ میں [illegible] [illegible] انکے ذاتی صرف کو روپیہ نہ تھا تو نامہ نگار صاحب وہی تحقیق ہوگی [illegible] [illegible] روپیہ [illegible] سلطان کے ذاتی مصرف کے خزانہ علیحدہ ہے [illegible] [illegible] اخبار [illegible] نہیں کرو [illegible] [illegible] [illegible] مقدار [illegible] [illegible] صرف [illegible] [illegible] اعظم اپنے [illegible] کے خلاف کرتے [illegible] شاید ہی کوئی [illegible] [illegible] جنگ روس کے بعد [illegible] [illegible] مصارف جنگ [illegible] [illegible] [illegible] خزانے کی طرف ان خبروں سے [illegible] جو اتفاقات [illegible] [illegible] تو [illegible] انگلستان [illegible] سلطنت [illegible] یورپ [illegible] معمولی سی بات کو [illegible] شائع [illegible] طول [illegible] [illegible] سلطنت [illegible] اور پریشان کیا جسکو [illegible] انگلستان روس اور فرانس [illegible] اور [illegible] فتح حاصل کی ہے [illegible] سلاطین یورپ [illegible] [illegible] شیطانی حرکات [illegible] [illegible] پردہ [illegible] خیالات پیدا کئے [illegible] تھے مگر سلطان اعظم کا استقلال اور تھوڑے ہی عرصہ میں ظاہر ہے کہ ایک بیمار سلطنت ایک [illegible] یورپ [illegible] فوجی حالت کی [illegible] کے [illegible] تھی ✤

(۸) سلطان اعظم پر عزت [illegible] کا حاوی ہونا

[illegible] انہیں لوگوں میں سے ایک شگوفہ تھا جو اوپر بیان ہوئے وزیر اعظم اور دیگر وزرا و سفیران سلطنت کے بس میں سلطان آسکتے ہیں ایک [illegible] داروغہ اصطبل کے بس میں سلطان کا آجانا کس کے خیال میں آسکتا ہے [illegible] [illegible] سلطان کی نسبت جب یہ [illegible] اتہام تراشے گئے تو یہ اتہام ایک بہت موٹی بات ہے [illegible] باعتبار تجربہ کار غازی عثمان پاشا غازی مختار پاشا وغیرہ کا کبھی نام ہی نہیں سنا گیا کہ سلطان المعظم انکے مشورہ کے محتاج ہیں

یوں تو دیکھنے کو ارکین سلطنت کی کیا کمی ہے مگر سلطان المعظم کسی کی رائے کے پابند نہیں ہیں وہ بہت ہی گہری نگاہ سے تمام حالات کو دیکھکر اور عمدہ مشورہ دیکر اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ شاذ ہی غلطی کیطرف لغزش نہیں کرتے ہیں۔ ان کی دوراندیشی کا یہ حال ہے کہ پولٹکس میں بھی یورپ کو ٹرکی کا لوہا ماننا پڑا ہے +

(۹) سلطان المعظم کی دماغی کمزوری وغیرہ

یہ بھی بیانات بالا سے ظاہر ہے کہ تخت نشینی سے تمام یورپ کے اخبار نویس مزاحمی اسلام حامی کے خلاف مختلف تجویزیں تالیف کیں اور انکے دماغ کو ساہنا پڑا۔ پیشین گوئی کا دنیا پر کیا اثر ہوا۔ تمام تجویزیں ناکام رہیں۔ اگر لکھیں تو دنیا یقین نہیں کر سکتی ایک کمزور دماغ کا سلطان ہو سکتا ہے۔ تعزیرات کا سبب ان کا خوف سے گوشہ گزیں ہو اضطراب اور اضطراری جسکے دماغ کو بیکار کر دیا ہو سکتے ہیں۔ جو کچھ حال سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کا نتیجہ کیا ہے ۲۰ دسمبر کا تار کہ

> آگلی مشترکہ بیڑہ جہازات موجودہ لوات کو واپس طلب کر رہا ہے۔ سلاطین نے کمال نہیں چاہتے کہ کارروائی کیساتھ ٹرکی سے مداخلت کریں۔ لہذا طرفداران آرمینیا کو اس بات سے سخت خفت ہوئی +

یہ نمایاں فتح ایک بیمار سلطنت اور کمزور دماغ سلطان کی ہے جسکے گرد نہ دانا مشیر ہیں نہ جنگ آزمان عمدہ گورنروں کا کام دیتے ہیں نہ جسکے پاس فوج ہے نہ خزانہ ہے۔

آپ تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان اور دیگر سلطنتہائے یورپ نے سلطان المعظم پر رحم فرمایا ٹرکی کی حالت پر رحم فرمایا۔ یا ان اندیشوں سے جو ٹرکی کی تقسیم میں ہنگامہ قیامت برپا کرنیوالے تھے بچایا۔ یہی دیگر مصلحت سنجیوں سے موجودہ حالت ٹرکی کو قائم رکھا۔ یہ دینائے اسلام کیلئے ایک ایسا عظیم الشان احسان ہے جسکے لئے وہ ہمیشہ دست بدعا رہیگی۔ مسلمان بہت کچھ لارڈ سالسبری کے شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے اپنے خاص تعلق کا اظہار مسلمانوں کیلئے کیا ہے۔ وفی الواقع وہ بہت صحیح اور ثابت وزن رائے ہے۔ مسلمان اگر دل و جان سے ٹرکی کے والہ و شیدا ہیں تو جان و مال سے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر بھی فدا ہیں اور دونوں شہنشاہوں کی ترقی دولت و اقبال کے ہمیشہ خواستگار ہیں۔ خداوند عالم دونوں شہنشاہوں میں صلح و آشتی کو قائم رکھے اور دونوں ایکدوسرے کی ہمیشہ شریک حال ہیں۔ آمین ثم آمین +

"تازہ ڈاک ولایت کی خبروں کا اقتباس جو شائع ہوا ہے۔ وہ عجیب کیفیت کے ساتھ ہے ایک اخبار کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ۔ ہر ایک کو دعویٰ ہے کہ راستی و صداقت جو کچھ ہے وہ اُسکے بیان میں ہے ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ سلطان ایوان یلدیز میں بند رہتے ہیں فرمیسون کی سی کارروائی تنہا خفیہ ہے گویا ان میں ہے کچھ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے باینہمہ ڈیلی ٹیلیگراف وغیرہ کو سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ غالباً مسمریزم کے قاعدہ سے وہ لکھتا ہے سلطان نہیں جانتے

[illegible] گویا شطرنج سلطنت کوئی دوسرا شخص ہے۔ وہ لکھتا ہے سلطان رعایا و ملک کے حالات سے قطعی بے خبر ہے [illegible] لوگوں سے ناقص [illegible] بھی کہ معاملات سے قطعی بے خبر ہیں۔ [illegible] ظاہر کیا [illegible] سلطان [illegible] نہیں [illegible] چلاتے ہیں۔ ماشاء اللہ [illegible] جب وہ لوگ بھی [illegible] سلطان [illegible] کاروبار حکومت بھی چلاتے [illegible] راستے [illegible] کا نتیجہ [illegible] پر طول کھنچ [illegible] کاموں میں یہ طولی [illegible] وزیر بیٹھا رہیں نا راض ہیں تو کوئی مسئلہ پیا نہیں ہیچ ہیں سلطان کا [illegible] ایک [illegible] پایا جاتا [illegible] یہ خدمتگار سلطان کا ماکم [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] سوا ایک [illegible] شامل [illegible] کا نائب [illegible] سلطان [illegible] کچھ بھی نہیں [illegible] احکام سے سلطنت کا [illegible] سلطانی [illegible] کچھ [illegible] خلاف کچھ [illegible] سلطان کچھ نہیں کر سکتے [illegible] تصویر کھینچ کر [illegible] اور اس کی پیاد [illegible] سے قبل آ [illegible] لکھا ہے [illegible] سے قبل عام [illegible] کا [illegible]

[illegible] پہلو اختیار کیا ہے۔ [illegible] کے حالات [illegible] اس طرح لکھے ہیں۔ سلطان [illegible] آرام کرتے ہیں۔ [illegible] میں [illegible] نہیں [illegible] سلطان کو [illegible] ہوگا۔ بغیر [illegible] جو جوتیں دی جاتی ہیں [illegible] موجود ہوتی ہیں۔ اگر کھانا نہیں کھاتے [illegible] ہم پہنچنے کا زیادہ خیال رکھتے ہیں [illegible] سلطان ہر طرف [illegible] دیکھ لیتے ہیں۔ جب دستخط کرتے ہیں مگر [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] بھی نہیں دیکھے جاتے سلطان [illegible] کا کام [illegible] شیریں سے گفتگو کرتے ہیں [illegible] خوب سمجھتے ہیں۔ بہر غیر ممالک کے اخبار کا ترجمہ کمال دلچسپی سے سنتے ہیں۔ صبح سے شام کا [illegible] سکریٹری مختلف کمروں میں سلطان کی نشستگاہ کے گرد ہوتے ہیں کہ جس وقت کسی امر کے دریافت کے لئے آہستہ

[illegible] فوراً [illegible] ہو جاتے ہیں - دوپہر کو ایک گھنٹہ کے لئے کام چھوڑ دیتے ہیں بہ وقت پُر فضا باغ میں با خوشنما
[illegible] ہیں اور دماغی تفریح حاصل کرتے ہیں اس آرام کو ترکی اصطلاح میں کیف کہتے ہیں کوئی ساتھ نہیں
ہوتا [illegible] جو بالکل خاموش تنہائی سلطان سکوت میں قدرت کے تماشے دیکھتے ہیں - سگرٹ کثرت سے پیتے ہیں -
سگرٹ تمام دن لبوں سے جدا نہیں ہوتا - دماغی تفریح کے بعد تمام کسل و غنودگی کے آثار دفعتاً دور
ہو جاتے ہیں اور [illegible] شروع ہوتا ہے - وزراء ارباب [illegible] ہوتے ہیں مختلف امور سلطنت کی بابت [illegible] - پیرا گل
[illegible] کے [illegible] کئے جاتے ہیں انکی فرائض نہایت تحمل کے ساتھ سنی جاتی ہیں اور [illegible] کی جاتی ہے سلطان المعظم
[illegible] ایک [illegible] کوئی شخص میرے پاس نہیں آتا تا وقتیکہ یہ خواہش نہ ہو کہ مجھے اسکے [illegible] - بہت شمار ہی
ارکان پیش ہوتے ہیں - پھر غیر سلطنتوں کے سفیر سلطان نہایت لیاقت کے ساتھ ان سے گفتگو کرتے ہیں اور ہر ایک کا
[illegible] دریافت فرماتے ہیں اسوقت سلطان کی قابلیت کا جوہر بدیہی طور پر نمایاں ہوتا ہے [illegible] سفیروں کی
[illegible] تقریر پر سلطان نے افسوس کیساتھ فرمایا کہ اب سفیروں کے قید کرنے کا پرانا طریق اب [illegible] میں جب
سفیر [illegible] رخصت ہوتے ہیں تو خفیہ پولیس کے لوگ پیش ہوتے ہیں - وہ اپنی رپورٹیں سناتے ہیں - مثلاً فلاں [illegible]
[illegible] طور پر روسی سفیر کے پاس گیا تھا - فلاں نصرانی ایک نصرانی کے ہاتھ سے زخم خنجر پڑا [illegible]
پڑ گیا ہے - فلاں شہزادہ ایک حسین یہودن کیساتھ محبت کے آثار ظاہر کر رہا ہے اسکے بعد سلطان [illegible]
سے باغیں ٹہلنے جاتے ہیں - اور ایک گھنٹہ کیلئے میدان کھلے آسمان کے تلے ہوا کھاتے ہیں تنبلغ کے کرنے میں [illegible]
یورپین حسین لیڈیاں بھی شریک ہوتی ہیں - سلطان قابل قدر مردانہ تکلفات سے اسطرح پیش آتے ہیں کہ لیڈیاں
گرویدہ ہوجاتی ہیں اور بے اختیار تعریف کرتی ہیں کبھی سلطان اپنے ہاتھ سے جواہرات و تحائف عطا فرماتے ہیں
کبھی انکے جسم پر خود مزین فرماتے ہیں ۸ بجے حرم سرا میں جاکر اپنے بال بچوں سے دلچسپی کہتے ہیں اپنی والدہ کے
ساتھ بہ ادب گفتگو فرماتے ہیں ❖

یہی اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ لکھتا ہے کہ قسطنطنیہ کے قریب گولڈن ہارن کے سمندر میں ایک حدید گھاٹ
کے لئے سیخیں گاڑنے کی ضرورت پیش آئی ایک غوطہ زن جب تہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ اُسکے چاروں طرف کئی آدمی
کھڑے ہیں بغور دیکھنے پر معلوم ہوا یہ طلبار کی لاشیں ہیں جن میں کئی طلبا کو وہ ذاتی طور پر پہچانتا تھا - یہ وہ بدنصیب
طلبا تھے جو پچھلے دنوں کشتی پر سوار کر کے باسفورس میں غرق کئے گئے تھے - ان سب کے پاؤں میں وزنی مقدار
سیسے کی بندھی تھی - کہ پاؤں کے بل ایستادہ رہیں صاف پہچانے جاتے تھے غوطہ زن نے ان کو شمار کیا قریب پچاس
کے تھے ❖

جس اخبار نے صداقت کے پیرایہ میں سلطان کی تعریف لکھی ہو - جب وہی اخبار یہ کیفیت شائع کرے

کوئی اندازہ ہو گا نہ ہو جو اوپر حالات بیان کئے ہیں انکی نسبت کا اظہار اسلئے ضروری ہے کہ عجیب بھی کبھی اس کیفیت کے ساتھ سلطان کے حالات شائع ہوتے ہیں جو عموماً لوگوں کی نظر سے گذر چکے ہیں اسکے بعد قلم کی نسبت واقف اور آئیندہ میں دکھائی گئی لت گرفتہ حالت ان اخباروں کی نقل ہو گیا ہو گی ہے کہ ہر افسانوں کے بعد بھی نہ پہنچنے والے لوجلد کاذب بیان امر کے پہلے ساتھ کہ ان کی لاشیں کمرے میں معلوم نہیں کس ضرورت سے پہلے خفیہ اختیار کیا گیا۔ دلیوں ایک عظیم وقت لیے پوشیدہ اور جلدی کے کام کے لئے [illegible] اور لیے انکی ضرورت پڑی [illegible] ضرورت اور ان کی تحقیق کا رستہ کی ترتیب بھی اہتمام پر [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible] کہ ایک وہ خود ازن دماں اور نہیں نہ [illegible] خراب ہوئی نہیں نہ [illegible] اس کی صرف [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] پہلے لوئی [illegible] پر [illegible] کے [illegible] بھی تھا [illegible] انکو بھی نہایت خوف پیدا ہوا کچھ اور شرط [illegible] کی ایک ایک [illegible] جو نہیں خوف [illegible] نہیں تھا [illegible] وہ ہر ایک [illegible] جو خبر [illegible] ہیں [illegible] ان اخباروں کو [illegible] نہ لکھے یقین کرنے والوں۔

ہندوستان میں ترکی دیگر خبریں

[illegible] بعض سے کہ [illegible] آرمینیا کے معاملہ پر سلطنتوں کی [illegible] سے ملنی [illegible] میں [illegible] ملک پیدا ہوا ہے پانیر جسکے پاس شاید وہاں کے حالات [illegible] کیلئے بھی [illegible] ہوتا ہے [illegible] یہ خبر [illegible] سے چھپی کہ پیرس کی [illegible] صیغہ خارجیہ کی وزارت مارڈ [illegible] کے حوالہ [illegible] دار ہونیوالے ہیں۔ مگر کیا یہ خبر سے ناممکن ہوتا ہے ہمارے خیال میں تو اسقدر رنگین خارجیہ ایسی [illegible] وزیر اعظم وغیرہ وزیر خارجیہ ہیں اٹھانی پڑتی ہیں کہ انہوں سے لارڈ موصوف پر بخوبی واضح ہو گیا ہو گا کہ اب وہ معاملات خارجیہ انکے قابل نہیں رہ گئے اور انکے سنبھالنے کیلئے لارڈ [illegible] ایسے دور اندیش اور [illegible] مدبر کی سخت ضرورت ہے۔

[illegible] ترکی پر ایک نامہ نگار کی تحریر۔ آجکل یورپی ممالک نے فنون حرب و ضرب میں بہت ترقی کی ہے اور ان چمکدار ہتھیاروں اور زرق برق کی وردیوں نے مشرقی ممالک پر اپنا رعب جما رکھا ہے ادھر عیسائی اخباروں نے اور وہاں کے زباندان سپیکروں نے اور بھی رعب قائم کر اس طرح ڈرا رکھا ہے کہ جس طرح بچوں کو ہوّے سے ڈرایا کرتے ہیں۔ اور انہیں باتوں پر انکی حکومت کی بنیاد ہے۔

ادھر سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے معاملات آرمینیا، مقدونیا، بلغاریا، مصر کے متعلق ہر روز نئے نئے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جنکو سنکر ناواقف لوگ ایسا ہی تصور کر لیتے ہیں کہ جس طرح گورنمنٹ انگریزی کسی چھوٹے سے جاگیردار کو دھمکا کر کیلیں

کر دوگے تو تمہارا ملک چھین لیا جائیگا اسیطرح مسٹر گلیڈسٹون بار بار [illegible] سلطان کا ملک چھین لینگے اور روم بھر نیست و نابود کر ڈالیں گے ۔ پرچہ سلطان کا اب تک ڈراتے جا رہا ہیگا جیسا کہ [illegible] سے یہ جواب بھی دیا تھا کہ تم [illegible] [illegible] سیر [illegible] بیان فرمایا کہ اگر گورنمنٹ کی صلاح آرمینیا کو قبول نہ کرے گی تو اب دولت اسکو چھوڑ کر دینگے [illegible] کی تمام [illegible] اور [illegible] سکتے کہ کیسی عاجزی کریں [illegible] پر آنکھیں [illegible] کسی بات کو [illegible] چڑھ کر آنکھیں دکھاکر بڑے طیش میں آکر یہ کہا کہ خبردار [illegible] کو خالی کرو [illegible] بیچارہ خدیو [illegible] ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعت نزدیک انگریزی اخبار [illegible] [illegible] لطف سے [illegible] بہت فقرے ہوتے ہیں اسلامی [illegible] اسلئے [illegible] ادھر ہندوستان [illegible] انگلینڈ میں [illegible] ہمدردی اسلامی [illegible] کبھی مسٹر گلیڈسٹون [illegible] [illegible] ہندوستان کا [illegible] بعض بعض [illegible] [illegible] اسلام [illegible] [illegible] سلطان سے [illegible] [illegible] [illegible] نہیں [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] +

اب ذرا کان لگا کر [illegible] اور [illegible] دیر کے لئے [illegible] حضرت گلیڈسٹون [illegible] کسی سے [illegible] کسی [illegible] [illegible] اور اندرونی طور پر اسکے عیاں کو [illegible] تو [illegible] ہم نہیں چاہتے کہ آرمینیا میں عیسائی حاکم ہو کس لئے کہ اس سے ہماری [illegible] کے دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا کہ ہمیں ہمارے ملک کا حاکم ہو [illegible] ہم اپنے قدیم محسن سلطان کو [illegible] کرنا نہیں چاہتے ۔ اسیطرح [illegible] سلطان [illegible] چلے آویں گے کہ ہم تو مصر کی بہبودی کے لئے اپنا روپیہ صرف [illegible] قابل ہوگیا سلطان نے ذمہ داری کرلی اسلئے چپکے [illegible] +

اور اگر خدا کو دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنا ہی منظور ہے اور جلوم بھی یہی ہوتا ہے [illegible] ہو تو پھر اسلام اور صلیب کے [illegible] [illegible] کی تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ دنیا میں [illegible] کروڑ مسلمان اور تیس پینتیس یا اڑتیس کروڑ عیسائی ہیں پھر دیکھئے دنیا [illegible] خون کی ندیاں بہینگی ۔ اور کئی صدیوں سے جو مسلمان دب گئے ہیں پھر ابھرینگے ضرور ابھرینگے ۔ رب الافواج [illegible] اب [illegible] زیادہ مہلت نہیں دیتا یورپ کے [illegible]

[illegible] یاں صورت ہے

[illegible] سمجھتے تھے کہ ہم [illegible] کرا دیا جسکا [illegible] بند مشکل [illegible] جیسے ختم ہو گیا [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہزار سپاہیوں [illegible] جنت [illegible] ہو رہا ہے کا سامنا [illegible] آج تک دنیا [illegible] روس [illegible] کا کام تمام کر دیا [illegible] تھا میگزین [illegible] کے دن بھی تو بیس ہزار [illegible] کا کام تمام کر دیا۔ باوجود جرمن کے بڑے بڑے تجربہ کار افسر روس کے جھنڈے تلے تھے [illegible] الاختیار نہیں برقرار نہیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کے گھر میں کئی [illegible] بڑے صوبہ باغی تھے۔ عیسائی رعایا منحرف تھی ۔

پچھلے جنگ صلیب میں جو کہ سات سو برس ہوئے تمام یورپ کی فوجیں تھیں اور پادریوں کے جہادی [illegible] تھے۔ اور مسلمانوں میں باہم اتفاق تھا۔ اسپر بھی جو کچھ شکست کی کہانی ہے اسکی تاریخی صدیوں تک انکے دلوں سے [illegible] نہ گئی۔ پھر وہی بیت المقدس لڑائی کا گھر اب تک مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہے۔ ترکی سلطنت بقول اہل یورپ بیمار ہے۔ ایران میں کچھ دم نہیں۔ کابل کا کچھ وجود ہی نہیں۔ بخارا روس کا ماتحت ہے۔ مصر انگریزی قید میں گرفتار ہے۔ پھر عیسائی اسکو لے کیوں نہیں لیتے۔ اگر ان کو اب مذہب عیسوی کی پروا نہیں ہے تو پھر ان عیسائیوں کی ہمدردی میں کیوں اسقدر غل مچا رکھا ہے۔ روس نے یہودیوں پر ظلم کیا۔ امریکہ میں لاکھوں کو گولیوں سے مار ڈالا اور ہر ملک میں عیسائیوں نے بندگان خدا کے خون سے ہاتھ رنگے۔ وہاں انسانی ہمدردی کہاں چلی گئی تھی ۔

زمانہ کے حالات تغیرات بتا رہے ہیں۔ کہ افریقہ اور عرب کے ننگے بھوکے مسلمان جو صدیوں سے شکار کرنا بھول گئے ہیں۔ یورپ میں آکر سینگڑوں ایک سے بیٹے دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ شہر کے انتظار میں بیٹھی ہے دیکھو قضاء وقدر کیا پانی میں علوم مدیدہ پھیلا کر دکھاوینگے اختراع اسنے کچھ یورپ ہی کا حصہ نہیں ❊

اب میں اپنی مہربان گورنمنٹ انگریزی کی خدمت میں خود یا عرض کرتا ہوں از راہ صحیح مشفق ہوں اور بیا خیرخواہ ہوں۔ آپ اگر دنیا میں ہمیشہ کے لئے تاج و تخت برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو اسلام قبول کیجئے کہ اتفاق ہے کہ یہی۔ ابتدا اسکا اعظم اسلام ہی ہو جیسا کہ فرانس کے محققین کا قول ہے اور اگر یہ سعادت حاصل نہ کرسکے تو ادنے درجہ یہ تو کیجئے کہ اسلام کی تیز دہار کے سامنے کبھی نہ آئیے۔ اسلئے کہ انہیں واقف ہیں کہ ہر ان یورپ مغرور خود غلط تخت یورپ کے منہ پر لگائے۔ جو شراب کے نشے میں ہرا گلتے ہیں اور اپنے گھر میں بیٹھے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں مسئلہ مشرقی کی جاری کج ایکو اسلام کا مقابل ہوا تمارت ہوا۔ ترکوں پر جو یہ تہمت ہے وہ انکے بعض بیدین دغاباز رشوت خوار افسروں کی وجہ سے ہے۔ جنہوں نے طریقہ اسلامی چھوڑ کر نئی روش اختیار کرلی ہے۔ اگر انہیں ترکوں جیسا جنپر انکے باپ دادا چلا کرتے تھے۔ تو پھر انسے کون آنکھ ملا سکتا ہے۔ یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے یورپ کی گردن سے آمالی تمی حضرت سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ کی ذات سے امید ہے۔ کہ وہ پھر اسلامی محور پر حرکت کرینگے ❊

دارالحکم ینگ ماسر

ہفتہ مختتمہ ۶ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۹ دسمبر سلطان نے عارف پاشا کو بیش قیمت تحائف دیکر بمقام سینٹ پیٹرز برگ شہنشاہ روس کے پاس بھیجا ہے افواہ ہے کہ وہ ایک خاص امر کے لئے گئے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ٹرکی اور روس کے درمیان رابطہ دوستی مستحکم کیا گیا ہے۔ یہاں سے ترک گرفتار کئے گئے ہیں جن میں تین سرکاری ملازم بھی ہیں۔ الزام یہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کے انتظام کے خلاف کارروائی کرتے ہیں ❊

ایضاً۔ ۳۰ دسمبر۔ زیتون کے باغیوں کو امداد پہنچ گئی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے مقام پر قابض ہوگئے ہیں

ایضاً ۲ جنوری۔ سلطان المعظم نے منظور کیا ہے کہ کانسلان مقیم حلب باغیان سے ہتھیار رکھوانے اور اپنے تئیں حوالہ کردینے کا انتظام کریں ❊ اس ہفتہ میں خبروں کی اسلئے کمی ہے کہ تنازعات وینی زولا وٹرنسوال نے گورنمنٹ انگلستان اور ریوٹر کی توجہ کو غریب ٹرکی کیطرف سے ہٹا دیا ہے۔ جو کہ آئندہ چند ہفتوں میں بھی یہی کیفیت رہیگی اسلئے بطور یاد دہانی ذیل میں اشارہ کردیا ہے

ٹرکی کے سلطان المعظم اور غریب وطنیں

ٹرکی کی نازک حالت ہونیکی وجہ یہ نہیں تھی کہ اُسکی قدیمی حکومت پر نقص آ رہا ہے یا اُسکے پاس کوئی تنخواہ نہیں تھی یا اُسکی حالت مالی ردی تھی بلکہ اسکی بنا باستثنائے انکی معتمدان کو [illegible] حالت [illegible] سلطان المعظم [illegible] ترقی کا سبب ہوا تھا تو سبب وہ نازک حالت کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اُسکی ابتدائی پالیسی میں مادہ انتظام [illegible] موجود نہ تھا [illegible] مسلمانوں کو لیکن اُسکے خلیفۃ المسلمین ہونیکی اُسکی [illegible] بلکہ [illegible] جو مخصوص [illegible] تھا وہ گلیڈ اسٹونی تقریروں کی وجہ سے پیدا ہو رہا تھا

اس زمانہ کے صحائف میں ٹرکی کی سلطنت پر لوگوں [illegible] ہیں [illegible] ہوتی ہیں جو اسکے [illegible] جاتی ہے [illegible] پردازیاں در حقیقت انہیں سے اگر یورپ کی تہذیب کا [illegible] ثبوت ملتا ہے ان سب چالبازیوں کی غرض سمجھ کے ورنہ ہمیں کہیں جا کر [illegible] اس سے زیادہ ظاہر یہ ہوا عام مسلمانوں کو جو سلطان المعظم سے خلیفۃ المومنین ہونیکی وجہ سے تعلق [illegible] مذہبی تعلق ایمانی اور قومی ضبط سے اس حال میں اگر اتفاق [illegible] سلطان المعظم [illegible] پالیٹیکل مطالب حاصل کئے جاویں۔ مگر [illegible] سلطان المعظم اور [illegible] خوف نہیں کھائینگے اور اسلامی بیسا نہ مخالفین سے نیچا نہیں دیکھینگے تاریخ عثمانیہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہادر ترک ہمیشہ سے مخالفین کی گھات میں ہے مگر وہ نہ کبھی کسی سے دبا اور نہ کسیکی تابع ہوا اپنی جرأت اور عمدگی اسلام کی وجہ سے آجتک محفوظ رہا اور قیامت تک رہیگا ؎ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ہم تو حیران ہیں کہ گریٹ برٹن بالخصوص اتنا کیوں اژدہا رہا ہے۔ شاید مسلمانوں پر اپنی قوت کا [illegible] اگر نہیں تو اُن مسلمانوں کی دل شکنی اور کوفت جگری کی پرواہ ہونی چاہئے جو اُسکے تابع اور زیر حکومت ہیں جنکی تعداد ہند میں پانچ کروڑ سے زیادہ ہی مگر یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں کی آبادیوں سے جو ملکہ معظمہ [illegible] ہیں بجز اسکے کہ ایک گرجا تک جو سلطان المعظم کی ہمدردی سے پیدا ہوگی اور وہ گریٹ برٹن کی بہبودی کے منصوبوں میں کسی قدر خلل انداز ہوگی۔ کوئی زیادہ خوفناک شورش پھیلا نہیں سکتیں بنظر اُس ارادت اور عقیدت کے جو اُنکو ملکہ ممدوحہ سے ہے مگر ایسی توقع اُن آبادیوں سے نہیں رکھی جا سکتی جو خارج ہیں۔ بلکہ اُنسے جو توقع ہے وہ خوفناک ہے۔ لہذا گریٹ برٹن کی یہ پالیسی جو اس وقت خصوصیت سے ٹرکی اور عام مسلمانوں کے حق میں برتی جاتی ہے۔ اور چونکہ غالباً گلیڈ اسٹونی مذاق پارٹی اور انگریزی اخبارات کے شعبدے خود گلیڈ اسٹون کی تقریروں سے جو کہ اسلام کا ایک سخت دشمن ہے۔ پیدا ہو رہی ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ پسندیدہ نہیں ہے اور قابل ترک ہے +

یہ خیال کرنا کہ انگلینڈ سب سے بڑھکر کیوں اپنا اثر دکھلا رہا ہے۔ ایک ایسا خیال ہے جسکی وجہ یقیناً معقول ہوگی جسقدر اسکا بیان ثبت ہے وجہ اگر ارمنی لوگوں کی حمایت ہے تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ عیسائی طاقتوں کو کیوں زیادہ [illegible] اُس سے شمولیت نہیں ہے ورنہ [illegible] وجہ ترجیح کی معلوم ہوتی ہے جو بلحاظ [illegible] انگلینڈ میں موجود ہونی چاہیئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وجہ بھی معقول نہیں ہوسکتی جب [illegible] منحصر رکھا جاوے سو وجہ اور ہونی چاہیئے ہاں اگر مسئلہ تخلیہ مصر کو اس دباؤ کی وجہ قرار دیجئے تو البتہ ہمکو شک نہیں کہ یقین سے کہنا پڑیگا کہ اور سلاطین کیوں انگلینڈ کیساتھ معاونت کا دم بھرتے ہیں گو اسکی وقعت [illegible] دینی ہے زیادہ نہ بخصوص روس [illegible] جمہوریت [illegible] کی اپنے ہاتھ سے یادداشت تحریر کی تھی کہ انگلینڈ مصر کو خالی کر [illegible] اب [illegible] پوری [illegible] نہیں ہوئی ہے مگر جب ہم واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جو قریباً [illegible] برس سے زیادہ کے ہماری نظروں سے گذرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے [illegible] ترکی [illegible] انگلینڈ کے ساتھ [illegible] مسئلہ تخلیہ مصر [illegible] مصر کے ساتھ ترکی کو [illegible] ہے۔

انگلینڈ [illegible] ترکی کے انگلینڈ [illegible] جس سے وہ تخلیہ مصر [illegible] انگلینڈ [illegible] ہوسکتی ہے بلکہ یہ ثابت ہوجاوے کہ [illegible] انگلینڈ [illegible] اتفاق نہیں [illegible] دلائل سے ثابت نہیں ہوتی کہ روس فرانس بھی انگلینڈ کے ساتھ ہیں اگرچہ [illegible] یورپ کی [illegible] میں اتفاق ہے۔ یہ زور محض اس خیال کے باطل کرنے پر دیا [illegible] ہے کہ دول یورپ کی [illegible] میں نفاق ہے جو کہ دباؤ کے آثار کو معطل [illegible] رہا ہے۔

ہم خیال کرتے [illegible] دونوں طاقتوں [illegible] حل نہیں ہوسکتا [illegible] سلطنت کی [illegible] اُلجھاؤ واقع ہوگیا ہے۔ اور [illegible] ہونگے بلکہ ترکی کے [illegible] واضح اور یقینی طور سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ [illegible] انگلینڈ نے دباؤ [illegible] سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

اگر ہم ترکی کی تقسیم کو خیالی بلاؤ کی وقعت نہ دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اسکا تسلیم کرنا اگر ہزار درجہ مشکل ہے تو اسکی تقسیم [illegible] کیونکہ ہر ایک سلطنت اپنی اپنی مراعات کو فوق دینے پر دوسرے کی مزاحم ہوگی جس سے امن و امان کی حالت خوف کے قریب ہوجائیگی اور اگر قرعہ اندازی کرینگے۔ تو اس سے بھی یہی خرابی واقعہ ہوگی۔ جو پہلی حالت میں نمودار ہوئی تھی۔ یعنی [illegible] انگلینڈ روس کی مجاورت

ہتھیں جاپہنچیگا۔ اور فرانس انگلینڈ کی مخالفت سے نفرت ظاہر کریگا۔ اور اگر بفرض محال کسی طرح یہ تقسیم ٹھیک بیٹھ جائیگی تو بھی آیندہ خطرات کو وہ رہیں کر سکینگی۔ کیونکہ تقسیم کرنیوالی سلطنتیں پہلے جسقدر ایکدوسرے سے دور تھیں اب اسی قدر نزدیک ہو جائینگی اسوقت میں زبردست جاپان کی پالیسی بھی صاف سے صاف ان سے لبریز نہیں ہوگی اور کمزور سلطنتوں کی تو نوبت [illegible] آگ کہیں بھی پھیلاؤ تو اسی جگہ سے اندر رہیگا۔ جیسے وہ قابض ہونگے اور اس پھیلاؤ کے دفعیہ کی فکر خود انہوں ہی پر پڑ جائیگی ہر ایک حرص شغل کی منتظر رہیگی۔ [illegible] ترکی پر انکے درمیان ہونیکا بہت سا مادہ ہولی تھی۔ [illegible] انکے درمیان [illegible] [illegible] کہتے ہیں۔ وہ ان قریب آگئی ہے یہ ترکی کی تقسیم کیجاویگی" انکو [illegible] قول کے یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ [illegible] دائمی امن [illegible] کے حامی [illegible]

اگرچہ [illegible] امریکا کو [illegible] اور امریکن کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واقعات بھی [illegible] ان خیالات [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] ترکی کی [illegible] سے محض ناواقف ہیں جنہیں خیال [illegible] ہو گیا ہے [illegible] کہا گیا ہے۔ سو وہ در پردہ ترکی کو [illegible] نہایت مدبرانہ ہے [illegible] کافی ہوا [illegible] حملوں کا احتمال تھا اور اسکے ساتھ ہی [illegible] سے ہو چکا ہو سب باقی [illegible]

[illegible] یورپ کی تہذیب کو کہا ہوا کہ وہ [illegible] تعصب [illegible] کو [illegible] اگر وہ واقعی جلتے ہیں کہ ارمنی لوگ مفسد شریر نہیں ہیں بلکہ ناحق ستائے جاتے ہیں۔ کہ انکو انکے ساتھ قومی اور مذہبی حمایت ہے تو پھر کونسا امر مانع [illegible] ملکی پر گولہ باری نہیں کیجاتی یہ منطق یورپ والوں قبول نہیں ہو سکتی کہ ترکی کی ضرورت ہے اگر یہ ضرورت ملکوں کو عزیز ہوتی تو ممکن تھا کہ ارمنی لوگوں کو حمایت کے دم بھرنے سے اُبھارا جاتا۔ یا اگروہ از خود اُبھرے تھے۔ اور دور دراز کی سازش نے انہیں

اپنا افسون نہیں ڈالا تہا۔ تو اُنکے دبانے پر ٹرکی کی معاونت کی جاتی۔ حالانکہ انسے اس امر کی ضرورت بہی ظاہر کی تہی۔ لہذا نتیجہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ یا تو سلطنتیں ارمنی لوگوں کی بریت پر یقین نہیں رکہتیں۔ بلکہ اُنکو اُس گناہ کبیرہ کا مرتکب تصور کرتی ہیں جو کہ بغرکردار رعایا بادشاہ عادل کے حق میں ظاہر ہوتا ہے۔ یا اُنکی حمایت پر وہ عملی طور پر آنا پسند نہیں کرتیں یا وہ خود اتفاق نہیں رکہتیں۔ یا وہ محض دہمکی ہی کافی سمجہتی ہیں مگر ہم کہینگے کہ ارمنی لوگوں کی حمایت صرف ایک آڑ ہی ہے۔ بلکہ سلطنتیں بلحاظ اختلاف مذہب و مذاق عالمگیری اس امر کی خواہاں ہیں۔ کہ اس اکیلے ترک بہادر کو ہضم کر لیا جاوے۔ مگر کچہہ اسوجہ سے اُنکا دانت ہے۔ کہ وہ ترک جو بہر خدا کا ہاتہہ ہے کوئی نرم لقمہ نہیں ہے۔ جو آسانی کیساتہہ سلطنتوں کے گلے سے نیچے اُتر جاویگا اور کچہہ اپنی اندرونی نفاق کی وجہ سے اور کچہہ اُن خرابیوں کے متمثل ہونیسے جو بطور نتیجہ ٹرکی کی عملداری میں آینگی۔ الا اہم ضرور کہدیتے ہیں کہ یورپ کی گورنمنٹوں میں ضرور نفاق ہے۔ اور اگر بزعم باطل وہ اتفاق سے ہلہ بول دیں۔ تو بہی وہ ٹرکی پر حملہ آور ہونیکی وجہ سے جو مفاد حاصل کرینگی اُسکا ہضم کرنا اُنکو زہر کے برابر ہوگا ●

یہ امر بہی قابل ذکر ہے کہ ٹرکی کی پالیسی اُس درجہ تک رعایت ہے۔ کہ اُسنے باہر کے عیسائیوں کو اور اُن فتنہ پرداز آرمینیوں کو وہ عہدے دے رکہے ہیں۔ کہ بعض وزارت تک پہنچتے ہیں۔ مگر ان احسان فراموشوں نے اس اپنے ولی نعمت آقا سے یہ سلوک کیا کہ رموز سلطنت کو یورپ میں دیا۔ غدر اور فساد برپا کئے۔ اور یہ کہدیا کہ ٹرکی حکومت ترکوں کی خالص حکومت نہیں کہی جاسکتی۔ کہ اکثر نظم و نسق ہمارے ہاتہوں میں ہے۔ اور کہ وہ اپنی آزادی اور خودمختاری کا دعوی نہیں کرسکتی جبکہ کئی دفعہ انگلینڈ نے خاص اپنی حفاظت و معاونت سے اُسکو معرض زوال سے نکالا ہے۔ نظر برین ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اسوجہ سے سلب حقوق اور انتقال سلطنت لازم آتا ہے تو وہ زمانہ دور نہیں۔ کہ جب ٹرکی گورنمنٹ اپنی اس پالیسی کی ترمیم کریگی ان لوگونکی بے بنیاد تحریروں کی شکایت کہانتک کیجئے گا۔ چنانچہ ایک اخبار لکہتا ہے کہ ٹرکی میں ایک تضحیک کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ جس نے اس موجودہ تشویش کو بہولا دیا ہوا ہے۔ سعید پاشا سلطان کے غضب سے برٹش سفیر کی پناہ میں چلا گیا ہے سلطان اُنکو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ آجاؤ تمہارا توقیر کیساتہہ استقبال کیا جائیگا۔ مگر اُسکو سلطان کی اطمینان پر تامل ہے وہ آتا نہیں۔ اور یہ مشرقی حکومت کی کمزوری کا ایک نمونہ ہے۔ انتہی۔ ہم کہتے ہیں یہ کوئی تضحیک نہیں ہے بلکہ ایسا کہنا ایک تضحیک ہے بلکہ اس سے سلطان المعظم کا اخلاق اور تدبیر نمایاں ہوتی ہے۔ کیا سلطان المعظم کو یہ ضرور نہیں تہا کہ وہ سعید پاشا کو جسکی مواجہ میں تمام ارمنی واقعات ۱۴ ماہ سے گذر رہے تہے۔ اور جو کہ اکثر رموز سلطنت پر مطلع تہا۔ ایک ایسی جگہ سے نکالکر اپنے پاس لے آئے۔ جہاں پر سلطان کی ہمدردی کا نام و نشان نہ تہا۔ گو یہ واقعہ سلطان المعظم کے اخلاق اور تدبیر کی نفی کرکے تضحیک پیدا کرتا ہی تو کیا وہ صورت تضحیک نہیں کہی جاسکتی ہے کہ جب گلیڈسٹون نے وزارت سے استعفا دیا تہا تو انگلینڈ کی جانب سے ازروئے اخلاق یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ "اے گلیڈسٹون تم استعفا نہ دو بلکہ سلطنت معظمہ تمکو اعلے درجہ کی اعزاز دینا چاہتی ہے" مگر گلیڈسٹون نے انکار کیا تہا اور آخرکار الگ ہوگئے۔ حالانکہ انگلینڈ میں وہ وقت امن و امان کا تہا الا ٹرکی میں یہ وقت غدر اور فساد کا ہے ●

ہم مسلمانانِ ہند بالخصوص اگرچہ جانتے ہیں کہ حضور ملکہ معظمہ کی سلطنت آئے دن وسیع ہوتی رہے مگر اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسکی آئینی پالیٹکس توسیع سلطنت کیلئے ایسے اصولوں پر پابند ہوں جو بلحاظ اعمال ملکداری کے قابل افسوس و لائق نفرت ہوں یا انپر کرتہ جیسی کیوقت جابرانہ اور ظالمانہ الفاظ کا اطلاق وارد ہو سکے انگلینڈ کے ساتھ جو اور سلطنتیں اسوقت ٹرکی کے معاملات میں سلطنت عثمانیہ پر شمولیت کا دم بھرتی ہیں اُنکی ہمکو ہیچگونہ پرواہ نہیں ہے اور نہ ہم اُنپر اپنی تشویشوں اور اضطرابی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بلا سے مگر ہم نہیں چاہتے کہ انگلینڈ ہماری تشویشوں کا قدر اور موازنہ نکرے اور سلطان المعظم پر یہی دباؤ رکھے جو اُسکے آئینی فرقوں میں پوپ کی تحریکوں اور ترغیبوں کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ ہم جرأت کیساتھ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انگلینڈ کی یہ پالیسی ہے تو موجودہ حالتیں وہ قابل بیم ہے +

لارڈ سالسبری نے برشیمین کی سپیچ میں بہت ہی معقول کہا تھا۔ کہ حضور ملکہ معظمہ کی زیر اطاعت جتنی مسلمان آبادئیں ہیں اُتنی سلطان عبدالحمید کے تابع نہیں ہیں۔ تو گویا ملکہ معظمہ مسلمانوں کی نگاہ میں ایک خلیفہ سے کمتر نہیں ہوئے گو اس خیال کو بعض سلطنتوں میں پسند نہیں کیا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ ملکہ معظمہ کو خلیفہ کا مقابل دکھلانا مناسب نہیں ہے تاہم کہتے ہیں کہ اگر یہ خیال صحیح ہے تو اسکے معنی یہ ہونے چاہئیں کہ مسلمانوں کی تشویش کو ٹرکی کے برباد کرنے سے نہ بڑھایا جاوے جنکو سلطان المعظم کے ساتھ مذہبی اور اخلاقی تعلق ہے۔ بلکہ اُنکے حکومتی اور آئینی مقصدوں کو جو کہ اُنکو ملکہ معظمہ کے ساتھ ہیں اُن تعلقات مذہبیہ اور اخلاقیہ کی بیخ کنی سے جو کہ وہ سلطان المعظم کے ساتھ رکھتے ہیں تقویت دیجاوے۔ اس بنا پر ہم لارڈ سالسبری کی وزارت پر اگر افسوس کیساتھ ظاہر کریں کہ اُنسے کیوں ایسی پالیسی کو پسند کر رکھا ہے جبکہ انگلینڈ کے اخبارات کی دہن دریدگی اور سینہ زوری کو آئے دن ترقی ہو رہی ہے جسکو سلطان المعظم اور اُسکے ترک اور تمام دنیا کے مسلمان نہایت تحمل و تامل کے ساتھ سن رہے ہیں تو بیجا نہوگا۔ وزارت موصوفہ کو مدبرانہ طور پر ٹرکی کی شائستہ اور صلح پسند پالیسی کی قدر کرنی چاہئے اور سلطنتوں کی ہاں میں ہاں ملا دینے کی حکمت عملی پر اترانا نہ چاہئے اور متعصب اخباروں کو روکنا چاہئے کہ وہ معاملات کی حالت کو نازک نہ کریں اور ترکوں کو اشتعال نہ دلائیں اور اُنکو اس خاموشی پر بزدل قرار دینا نہ چاہئے اور سلطنتوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ترک اپنی چالوں میں ویسے غافل اور خفتہ نہیں ہیں۔ وہ برابر ہوشیار اور بیدار ہیں۔ اگر بالفرض وہ کاہل اور خفتہ بھی ہیں تو بھی اُنکو چھیڑنا نہ چاہئے + ؎

ز خرگوش خفتہ غافل مشو زنہار — کہ چندانکہ خسپد دود وقت کار

ذیل کے بیانات ہم کو ایک سیاح کی زبانی معلوم ہوئے جبکہ اتفاقیہ طور پر ہم سے وہ ملاقی ہوا یہ سیاح بلحاظ اپنی علم و وجاہت اور تجربہ اور علمی لیاقت کے قابل الاعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اور ہم اسکے ان بیانات کو اسوجہ سے اس جگہ درج کرتے ہیں۔ کہ اُنسے کسی قدر ہمارے معلومات اور خیالات کی تصدیق اور تائید ہوتی ہے۔ ہمنے اُس سے ذیل کے طریق پر سوال کیا +

"کیا مولانا آپکا گذر کبھی ٹرکی میں بھی ہوا ہے؟ اُسنے جواب دیا ہاں پچھلے دنوں میں ٹرکی میں تھا جبکہ ارمنی لوگوں اور ترکوں کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی میں نے کہا کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ ابتدا سے فسادوں کی بنیاد کس نے ڈالی۔ اُسنے کہا کہ ارمنی لوگوں نے پہلے پہل فساد کیا اور ترکوں نے انکو بغرض بچانے امن و امان کے روکا مگر وے جرأت سے پیش آئے اسلئے انکو سیاست کے طور پر منتشر کر دیا گیا۔ میں نے کہا اُنکی اسقدر ناجائز جرأت کی وجہ کیا ہے؟ اُسنے جواب دیا کہ مجھے غیر معمولی طور پر اُسوقت یہ معلوم ہوا تھا کہ یورپ سے اُنکی سازشوں کا سلسلہ ملا ہوا ہے میں نے کہا کمیٹی انقلاب سلطنت و لبرل پارٹی کے مسلمانوں کی کیا کیفیت ہے؟ اُسنے کہا کہ میں اپنی سات ماہ کی تحقیقاتوں کے رو سے جو کہ ان واقعات کے طور کے متعلق ٹرکی میں کیگئی ہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پارٹیاں بالکل معدوم ہیں اگر ہیں تو وہ وہ مسلمان ہیں جنکو زیادہ تر ارمنی لوگوں کی صحبت اور مشورت رہتی ہے اُنکی غرض محض سے بیان کرتے ہیں غرض ہے کہ دنیا پر دکھایا جاوے کہ سلطان المعظم کی بدنظمی سے صرف ارمنی اور یورپ ہی شکایت نہیں کرتا بلکہ اندرونی حصہ ٹرکی کے مسلمان بھی ناراض ہیں۔ اور ایسا کرنے سے مخالفین اسلام سمجھتے ہیں کہ سلطان المعظم کی وقر اور ہیبت کم ہو جاویگی۔ میں نے کہا کہ سلطان المعظم کی علما اور دیگر مسلمان جو اُدہر آباد ہیں اُسکے ساتھ کیسے خیالات رکھتے ہیں۔ اُسنے کہا نہایت مخلصانہ اور وفادارانہ۔ میں نے کہا کہ وہاں سے پھر آپ ادہر کب آئے جواب دیا کہ میں کوئی پانچ چھ ماہ سے چلا آیا ہوں اور براہ عدن کراچی سیر کرتا ہوا کابل ہرات وغیرہ امصار میں ہوتا ہوا یہاں ہند میں پہنچا۔ مگر اس دورہ سیاحت میں میں نے معمول سے بڑھکر کسی جگہ قیام نہیں کیا میں نے کہا آپ معلوم ہے کہ ٹرکی کی کیا حالت ہے۔ اُسنے کہا جب میں عدن میں پہونچا تھا تو میں نے انگلینڈ کے اخبارات کی تحریریں پڑھیں اور مجھے معلوم ہوا کہ ٹرکی میں قیامت ہو گئی کچھ عرصہ بعد میں معاملات آرمینیا میں اور زیادتی دیکھی اور مجھے حیرانی ہوئی اور مجھے کھلگیا کہ یہ سب باتیں بناوٹی ہیں اور مجھے ایسا یقین کرنے پر کچھ تو ذاتی تجربہ تھا اور کچھ اُن معزز اور محقق لوگوں کی صحبت سے حاصل ہوا جنکو پختہ ذرائع سے اصلی کوائف پر علم تھا میں نے کہا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو ٹرکی سے کہاں تک ہمدردی ہے؟ اُسنے بیان کیا کہ میں اپنے مختلف تجارب سے کہہ سکتا ہوں کہ سلطان المعظم سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو بوجہ خلیفۃ المسلمین ہونیکے اظہار ہمدردی ہے اور ہر جگہ پر اس ہمدردی کے چرچے موجود ہیں اور مختلف طور پر اسکی نمائشیں ہو رہی ہیں اور عموماً یہ ہمدردی اکثر خواندہ پارٹیوں اور شہروں میں کثرت کیساتھ ہے جو کہ عام مسلمانوں میں اُنکے ذریعہ سے نمایاں ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ اس ہمدردی کا گہراؤ کہاں تک ہے اُسنے بیان کیا کہ دورہ سیاحت میں معتبر اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ جو مسلمان آبادیاں یورپ کی تابع ہیں اُنکی ہمدردی صرف اخلاقی ہے الّا جو آبادیاں ایسی حالت میں نہیں ہیں۔ اُنکی حالت میں کسی قدر سرگرمی اور تیزی پائی جاتی ہے۔ میں نے کہا اُن ماتحت آبادیوں کی ہمدردی سے ٹرکی کو کیا فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے جبکہ سب یورپ کی طرف سے بربادی اور حملوں کا برتاؤ ہوگا اُسنے کہا لاریب یہ آبادیاں بدنی طور پر امداد دیکر ٹرکی کو بچا نہیں سکینگی۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وے نہایت مصیبت کیوقت اپنے خلیفۃ اسلام کو اپنے اندوختہ سے امداد دینگی۔ الّا جو آبادیاں یورپ کے تابع نہیں ہیں وہ بدنی

امداد سے ترکی کی حالت پر تباہ معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے کہا کہ تابع آبادیوں میں مالی امداد سلطان المعظم کیونکر پہنچا سکتے ہیں جبتک کے خود انکی گورنمنٹ اس امداد کو پہنچانے [illegible] اپنی رضامندی [illegible] ہوں۔ اسنے جواب دیا کہ اگر برٹش اپنی رعایا کی اخلاقی [illegible] کی توجہ انکو سلطان المعظم سے روحانیت نسبت کرے [illegible] روک نہیں سکتی ہیں کیونکہ [illegible] کرنے میں انکو احتمال ہے رعایا کے [illegible] نہ ہمارا دوست [illegible] جو کہ ملکی حکمت عملی [illegible] خطرات [illegible] کہا کہ [illegible] صحیفے کے جو چوٹ ترکی پر ہو رہی ہیں۔ اور تخویف اور توہین کی گرانیں پہنچائی جارہی ہیں اسکی انتہا کیا ہے جواب دیا کہ انکو ترکی سے تخفیف کو محسوس نہیں پہنچ سکتی۔ میں نے کہا کہ کیوں ایسا ہوتا ہے اسنے بیان کیا کہ یورپ کی آہنی پالیسیوں کی حکمت عملی کی کمزوری [illegible] مگر ہم یہ پالیسیاں [illegible] باتوں کا نوٹس نہیں لیتیں [illegible] پولیٹیکل [illegible] دو فون کو چھوتی [illegible] ہوجاتی ہیں [illegible] کی تحریروں میں [illegible] صرف ان [illegible] سے ترکی کو بدنام اور [illegible] بدگمانی [illegible] پھیلائی میں۔ مگر ترکی کا حوصلہ [illegible] کی ہمدردی ان سے بچا نہیں [illegible] سکتی [illegible] ان [illegible] اور بنا وٹوں سے ترکی اور مسلمانوں پر اثر [illegible] یورپ [illegible] تہذیب [illegible] نہیں آسکتا اسنے جواب دیا کہ یورپ کی تہذیب کا زیادہ حصہ [illegible] پولیٹیکل فرقوں سے [illegible] جنکا ذکر ہی میں نے کیا ہے۔ [illegible] خیال نہیں کرسکتا کہ ان [illegible] سے کوئی [illegible] تہذیب پہنچ سکے گا میں نے [illegible] یا کوئی سیاسی [illegible] کران .... [illegible] اسنے جواب دیا کیا صاف وقت ہے آواز بجائے اگر [illegible] ترکی کے لئے مفید ہیں کہ وہ اپنی آئے دن ہوشیاری کر رہی ہے۔ جس آیندہ خطرات کے [illegible] کئے جاوینگی میں نے کہا کہ ترکی نے کیوں اپنی [illegible] کے موہنہ بند کر دیئے ہیں۔ اسنے جواب دیا کہ سلطان المعظم ایک بہادر۔ مرد میدان ترک ہے اسکی پالیسی یہ ہے کہ اگر مردی احسن الی من اساء

پھر میں نے سوال کیا کہ آپ بیان کرسکتے ہیں سلطان المعظم پہلے سلطنتوں کی یادداشتوں کے پذیرا کرنے میں کیوں انکار کرتا ہے اور بعد میں تسلیم کر لیتا ہے۔ اسنے بیان کیا کہ سلطان المعظم کے لئے تسلیم کرنا کوئی دباؤ کی وجہ سے نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ عرصہ انکار میں اپنی کئی مطلب حل کرنا چاہتا ہے اسنے آجتک کوئی ایسا مسئلہ تسلیم نہیں کیا جسمیں اسکا نقصان متصور ہوا ہو جن لوگوں نے سلطان المعظم کی منظور کردہ تجاویز آرمینیا کو پڑھا ہے جنکو سلطنتوں نے ارمنی لوگوں کی امداد پر پیش کیا تھا وہ جانتے ہیں کہ وہ تسلیم کیا ہے۔ بوڑھے گلیڈسٹون نے اسی وجہ سے اپنی چٹھی میں لکھا تھا کہ یہ ماننے آخر کار سلطان فتحیاب ہوگیا۔ اور روس۔ فرانس۔ انگلینڈ اسکے پاؤں پر گر پڑے جسکے بعد لارڈ سالسبری نے خود بطاہر حیرانی کی تھی کہ یہ نہیں فتحیاب ہو تو ہم ہوئے یہ کیونکر مشہور ہوگیا کہ سلطان فتحیاب ہوا لارڈ موصوف کی یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اس فتحیابی پر علم نہیں رکھتا تھا بلکہ اسکی حیرانی اور تعجب کی وجہ یہ تھی کہ گلیڈسٹون نے

سلطان کی اس فتحیابی اور کامیابی کے نکتہ کو کیوں عوام پر ظاہر کردیا چنانچہ گلیڈسٹون کو بھی اپنی خود رائی پر ندامت
آئی اور اسنے اسکے رفع پر یہ معذرت پیش کی کہ وہ چٹھی پرائیویٹ تھی مگر بوجہ لفظ پرائیویٹ نہ لکھے جانے کے مشہور اور
شائع ہوگئی۔ یہ معذرت اس مخالف اسلام کی کوئی سوجھ سو نہ تھی۔ کہ خود یورپ نے اسکے ان ردی الفاظ پر جو اسنے اپنی
چٹھی میں اپنی قلم سے سلطان المعظم کے شان میں لکھے تھے۔ بنظر افسوس دیکھا تھا اور اسنے اس کو شرم
یا ندامت آئی تھی ؎ من کجا و ہاں کجا ایں شرم من

شائع کرنیوالوں نے گو گلیڈسٹون کی منشا بھی مرعی رکھی مگر شائع کرنے کی بھاری وجہ اس پیشینگوئی کا اثبات
تھا جو گلیڈسٹون کے حق میں ایک مدبر و نے پیشتر عرصہ سے کر رکھی تھی کہ "گلیڈسٹون ملک کو برباد کریگا اور
خود دیوانہ ہو کر جیل میں مریگا" شائع کرنیوالا مدبر مذکور کے مذاق کا تھا۔ گویا اسنے دنیا پر ظاہر کیا کہ کیا گلیڈسٹون کے
خیالات سے جو وہ کیا پدی کیا پدی کا شوربا ہو اسے ایک خود مختار سلطان کے حق میں ظاہر کئے ہیں ان سے دیوانگی
و بربادی کے آثار نمایاں نہیں ہوتے اور مدبر مذکور کی پیشینگوئی کا اثبات نہیں ہے پھر یہ سوال کیا گیا
سلطان المعظم نے آرمنی لوگوں کی نگرانی کے لئے حسب خواہش سلاطین ایک مسلمان گورنر منظور کیا ہے۔ لیکن
ٹرکی پر کوئی بُرا پولیٹکل اثر تو نہیں پڑا اسنے بیان کیا کہ یہی ایک مسئلہ تھا کہ جس پر نہایت غور کیا تھا سلطان کو سوچنا پڑا
تھا مگر اسکی ڈگری بھی سلطان کو ہی ملی یہ گورنر خاص سلطان المعظم کی حفاظت اور نگرانی میں کام کریگا۔ اور اپنی
تمام کارروائیوں میں سلطان کا تابع ہوگا اور اپنی تمام کارروائیوں کا جوابدہ سلطنتوں کے آگے ہوگا
؎ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

پھر ہمنے دریافت کیا کہ سلطان المعظم سے بعد انکار کیوں بہرہ کے زائد جہازات کی منظوری عمل میں آئی کیا انکی بحری
فوج کے قسطنطنیہ میں جمع ہوجانے سے کسی پولیٹکل خطرے کی امید تو نہیں ہے اسنے بیان کیا کہ قسطنطنیہ کی پولیٹکل جمعیت
کے مقابلہ میں جو کافی سے بڑھکر حافظ تخت ٹرکی ہے۔ یہ معمولی تعداد کی فوج کیا نسبت رکھتی ہے خصوصاً خوف کیونکر
جبکہ یقین کیا جاتا ہے کہ آبنائے ڈارڈنیلز کے قلعہ جات اس فوج کی کمکی جہازوں کو آسانی کے ساتھ روک سکتے
ہیں۔ سلطان المعظم نے انکی منظوری پر جو آجتک انتظار کیا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ سلطان نے سمجھ لیا تھا کہ اگر
وہ سلطنتوں کی اس خواہش کو اسیوقت جب کہ غدر زور پر تھا۔ منظور کرلیا تو ارمنی لوگوں کے فسادات کو اور
بھی استحکام کیساتھ ترقی ہوگی۔ اور سازش بڑھجاویگی۔ کیونکہ وہ سمجھ لینگے کہ سلطان دب گیا اور جہازی فوج
آرمینیوں کی امداد کو پہنچ گئی۔ اور علاوہ اسکے عام رعایا کے دل ہلجا وینگے اور ٹرکی میں ایک وسیع گھبراہٹ پھیل جاتی
سلطان المعظم کی اس حکمت عملی نے یہ فائدہ دیا کہ جہازات کے روکنے پر مفسدین کے حوصلے پست ہوگئے اور نسبتاً
سابق کے غدر کالعدم ہوگیا۔ اور ترکوں نے نہایت خرم اور بیفکری کے ساتھ اپنے ملک کے کام کرنے شروع

اب جو سلطان المعظم نے اُن جہازات خاطر کے آنیکی اجازت دیدی ہے تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ سلطان نے سوچا کہ جس غرض کو کہ منظوری نہیں دیجاتی تھی اُسمیں تو کامیابی ہوگئی اب انکا پر اصرار کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ اسمیں [illegible] فسادوں کے برپا ہوجانیکا احتمال ہے۔ اسطرح کہ جب جہازات بعض امیدیں لیکر اپنے ملکوں کو واپس جائینگے تو سلطنتیں اپنی تجویز اور ہویں نصور کے [illegible] ہونگی جنکو علم ہوا ہے [illegible] فسادات پر آمادہ ہو جائینگے۔ [illegible] امداد پر [illegible] اور ٹرکی کی واپسی ناکامی [illegible] انتقام لینگی [illegible] منظوری کی [illegible] سلطان المعظم نے دیکھا کہ اب جہازات کی منظوری دیجاوے تو سلطنتیں مشتعل ہوکر اعلان جنگ دینگی [illegible] سلطان المعظم نے [illegible] کہ وہ [illegible] اعلان جنگ کی پہل نہ کرے تاکہ باعث کشت و خون خلق خدا نہ ہو اور سلطان کا یہ تدبرانہ فعل ایک [illegible] اسلام کی بنیاد پر تھا جسسے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کہانتک پاکیزہ اصول ہلال کی قدر کرتا ہے [illegible] وجہ [illegible] کی اُس کامیابی کا قائم رکھنا تھا جو سلطان المعظم کو تجاویز آرمینیا میں حاصل ہوئی تھی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے [illegible] سلطان المعظم نے سوچا کہ اگر وہ اپنے اصرار پر مصر رہا تو سلطنتیں بھڑک کر [illegible] تجاویز کی تنسیخ اور تفسیخ کی کوشش کرینگی جنمیں انکو نسبتاً ناکامی ہوئی ہے اور یہی وجہ تھی [illegible] روس نے اپنی چٹھی میں جو سلطان المعظم کو دی تھی اشارہ کیا تھا کہ سلطان انکا [illegible] قائم رہنے سے سلطنتوں کی [illegible] تجاویز [illegible] کہ روس کی یہ صلاح کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ روس اگرچہ ٹرکی کا بھی [illegible] ہے مگر انگلستان [illegible] زیادہ مخالف سمجھتا ہے اور اُسکی ترقی کو وہ ترچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ اُسنے سوچا کہ مبادا سلطان کو انکا اصرار [illegible] انگلستان [illegible] سلطنتوں کی شمولیت دکھا کر کوئی اور جبر دباؤ نہ سوچے اور سلطان کو گھبرا کر کوئی ملکی مفاد حاصل نہ کر لے جیسا کہ اُسنے جنگ روم و روس میں بعوض صلح کے بندر عدن[1] اور جزیرہ قبرص ٹرکی سے لے لینے کی خواہش ظاہر کی تھی اور اُسنے مصنف [illegible] کی سماعت [illegible] اور جرمن کے دیدینے سوا انگلستان کو ہند اور یورپ سے ٹرکی پر گولہ باری کرنا آسان ہو رہا ہے اور وہ دور دراز کا سفر جو افریقہ کے اوپر سے ہوکر [illegible] برس کے بعد ہند میں آنا ہوتا تھا صرف [illegible] یوم کا رہگیا ہے اور جسکی وجہ ہند کی حفاظت معمولی جہاز کے ساتھ انگلستان بذات خاص کر سکتا ہے پھر اُسنے کہا کہ بالفرض اگر سلطنتیں ایکا کرکے ٹرکی پر حملہ آور ہوں تو پھر کس حالت کی توقع رکھی جا سکتی ہے اُسنے بیان کیا کہ سے

ایں خیال است و محال است و جنوں +

بحالات موجودہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ جنگ ہوگی البتہ یہ ممکن ہے کہ سفارتی کارروائیوں پر طیش کیساتھ زور ڈالا جائیگا مگر اُن زوروں سے کوئی وجہ ٹرکی کے ہیچا دبنے کی نہیں ہے اور سلطان المعظم سلطنتوں کی پولیٹیکل چالوں کو اچھا اور قابلیت کے ساتھ سمجھتا ہے اور اگر جنگ بھی ہوگئی تو ٹرکی کی اردگرد کی مسلمان آبادیں ٹرکی کو برباد ہونے نہیں دینگی اور فوج در فوج ایک جگہ ہوکر مخالفین ٹرکی پر حملہ کرینگی۔ ترکوں کی بہادری اگرچہ صفحات تاریخ پر ستارہ ہوکر چمکی ہے مگر عربوں کی فرنگی صفحات آسمان پر خورشید ہوکر اپنی شعاعیں دکھلا رہی ہے [illegible] ایسے نازک وقت میں مسلمانان ہند کی کیا حالت ہوگی۔ اُسنے بیان کیا

[1] یہ شہر [illegible] انگریزوں کے قبضہ میں ہے مضمون نگار نے شاید سہواً درج کر دیا ہے مولف
[illegible]

کہ گو انکو تشویش ہے مگر اسمیں آثار غضب او بغاوت بالکل معدوم ہیں اور نہ وہ اپنے امن و امان میں جو ملکہ وکٹوریہ علیا کی عہد حکومت میں انکو حاصل ہے زیادہ از اظہار تشویش اور کارروائی جائز رکھتے ہیں بلحاظ ملک اور مذہب وطن کے اور بھی معلوم ہوا کہ ملکہ معظمہ کے آئینی فرقوں میں ہند کے مسلمانوں کی تشویش کا قدر ہے اور اسیوجہ سے اُسکے حکمران ٹرکی کے معاملات میں زیادہ تر دست اندازی کرنا پسند نہیں کرتے پھر میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ سلطان المعظم انگلینڈ جانیکا ارادہ کرتے ہیں اسنے کہا یہ وہ جھوٹ ہے جسکو سننے سے سلطان بھی شرماتا ہے یہ صرف منجملہ انہیں رنگ آمیزیوں کے ہے جنکو انگریزی اخبارات نے مشہور کیا ہے بھلا یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ ایسے نازک وقت میں اپنے تخت معلی کو خالی چھوڑ انگلینڈ میں جانیکا عازم ہو اور وہ کونسی اہم ضرورت اُسکو لاحق ہوئی ہے جسکے انفصال کے لئے وہ بذات خاص انگلینڈ میں حاضر ہو اصل میں اُسکا وہ موہومی ماخذ ہے جو سلطان المعظم کی چٹھی میں موجود ہے یہ چٹھی سلطان نے لارڈ سالسبری کے نام لکھی تھی لارڈ ممدوح نے برٹش کے اجلاس میں اُسکا ایک حصہ پڑھکر سنادیا اور باقی ایک حصہ مخفی رکھا اخبارات اور گلیڈسٹونی پارٹی نے اسپر یہ رنگ چڑھایا کہ جو حصہ فرمان سلطان کا پوشیدہ رکھا گیا ہے اُسمیں سلطان کیجانب سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ "میں موجودہ معاملات ٹرکی کے تصفیہ کے لئے خود انگلینڈ میں حاضر ہوتا ہوں" چنانچہ ان شعبدہ بازوں نے اس خبر کے شائع کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا کہ سلطان نے [illegible] کروڑ روپیہ کے نوٹ بہم پہنچائے ہیں اور اب وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ جسکے سے تخت ٹرکی کو خالی کردوں تاکہ وہ نازک وقت مجھے نہ دیکھنا پڑے [illegible] ہمیں مجبوراً تخت خالی کرایا جائیگا اور اولاد عثمانیہ سے کوئی اور شخص اسپر بٹھایا جاویگا" ان افترا پردازیوں کے وہی تباہی خیالات کی رو میں اور مکروہ ہونگے اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہے کہ وہ خود دیگر سلطنتوں نے اُن کی شمولیت سے الگ رہنے کی پالیسی رکھی اور اُن کو معلوم ہو گیا کہ جہاں پر ایسے اخبارات سے بدنام کنندہ نکونامے چند ہونگے وہاں پر بجائے اسکے کہ کسی معاملہ میں سلجھاؤ واقع ہو الجھاؤ پڑ جائیگا۔ انہوں نے یہ سمجھکر اپنے تئیں الجھاؤں میں نہ ڈالا اور الگ رہے ہیں۔ اب انکو ندامت آتی کہ ہائے غضب ہم آرٹیکلوں کے آرٹیکل لکھ لکھ کر مرگئے مگر ہماری واویلا اور بیہودہ شور پر عملدرآمد نہ ہوا۔ اور ٹرکی پر گولہ باری نہ کی گئی اور سلطان سر ہو ہم [illegible] دیا اور ہمارا کوئی پولٹیکل مسئلہ حل نہ ہوا اور نہ ہماری مرادیں پوری ہوئیں اب اُسکو رفع کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اگر سلطان کو کسی دوسری سلطنت کا اشارہ نہ ہوتا تو وہ سلطنتوں کو ایسے سخت جواب دیتا اور ہر معاملہ پر انکار نہ کرتا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ سلطنت جسنے سلطان کو سہارا دیا تھا وہ نامزد نہیں کیجائیگی وہاں حضرت کیوں نہیں یہ منطق معقول ہے مگر سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اسکو کیا معنی ہیں اور آپ ایسا کیوں لکھ رہے ہیں پھر میں نے کہا کہ سفارتی کارروائیوں کی کیا حالت ہوگی اور وہ کس بنیاد پر اٹھائی جاوینگی جو آیندہ امن و امان ٹرکی کے قایم رکھنے اور گذشتہ واقعات کی پوری تحقیقات عمل میں لائینگے اسنے بالکل راست راست ہونگی یہ جواب اسنے جوابدیا۔ سردست میں قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ انکی بنیاد کن کن اصول پر قایم کیجاویگی مگر میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹرکی اگر سفارتی کارروائیوں پر پوری غور سے نگہ ڈالتی رہیگی۔ تو ضرور اُسکے نتایج اطمینان

بحث ہونگی اور ثابت ہو جائیگا کہ وہ تمام قسم کی الپ شلپ جو ٹرکی اور ترکوں پر انگریزی صحافیوں نے تعصب کے پلیپڑ لکر کہی تھی۔ اسے بالکل افسوس کے ساتھ واپس لینے کے قابل ہے اور ظاہر ہو جائیگا کہ جو بغاوت اور غدر ارمنی لوگوں کی طرف سے بغرض آزادی یا انقلاب سلطنت پیدا ہوئی تھی وہ افسوسناک نوٹس میں لانے کے قابل ہے جسکا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ٹرکی کو ان تملہ کا ... بھی سمجھنا چاہئے جو اسنے بلوریا ... امن وامان قائم رکھنے کیلئے کئے ہیں اور آئندہ کو وہ کافی انتظام ہونا چاہئے ... باقی حالات میں بشرط فرصت اور ملاقات کے پھر آپکو سناؤں گا

... میں ... ہوں اور ... آمین ثم آمین الراقم ...

[illegible]

ہفتہ ختمہ ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء کی تاروں کی تشریح وغیرہ

(اس ہفتہ امریکہ اور افریقہ کے اسقدر جھگڑے ہرکہ ٹرکی کے متعلق ہوئے ہیں بہت کم تار آئی۔ لہذا ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس ہفتہ میں تاروں کی جگہ خیر الدین پاشا کی لائف عمری درج کر دیجاتی ہے۔ مولف)

خیر الدین پاشا

موجودہ صدی کی اسلامی تاریخ میں خیر الدین پاشا نہایت قابل وقعت جگہ رکھتا ہے۔ ... اعلیٰ دماغی ملکی اور فوجی اعلیٰ درجہ کی لیاقت کے اس زمانے کے اسلامی ہیروز میں شمار کئے جانیکے قابل ہے۔ جو نمایاں کام ٹیونس میں اسکی ذات سے ظاہر ہوئے جو اصلاح سلطنت ٹیونس کے ہاتھ اور جزوی وکلی میں اسکے ہاتھوں سے ہوئے۔ جس خوبی اور لیاقت اور روشن ضمیری سے عہدہ وزارت ٹیونس کا کام اسنے انجام دیا اور جس حسن انتظام اور لیاقت کی وجہ سے سلطان المعظم عبدالعزیز نے اسکو سلطنت ٹرکی کا وزیر اعظم بنایا یہ سب فخر کیساتھ بیان کئے جا سکتے ہیں۔ اور جو مقصد کہ ایک سوانح عمری سے ہوتا ہے یعنی آئندہ نسلوں کو اہم اور اعلیٰ امور پر تحریص اور تنبیہ سو وہ ان واقعات سے پوری طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ چند سال گذرے ایک نہایت مفید کتاب "اقوم المسالک" جو اسی لائق مصنف کے قلم سے نکلی ہے عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کر کے "ممتظم الممالک" کے نام سے علیگڈھ سائنٹفک سوسائٹی نے شائع کی ہے۔ اس نامور شخص کا مختصر حال اور چند مختصر اصلاحوں کا جو اسکے ہاتھ سے ظہور میں آئیں مختصر ذکر ہدیہ ناظرین ہے۔

وزیر خیر الدین کا اصلی وطن جبال قوقاز میں تھا۔ قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور ٹیونس میں احمد پاشا کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ شروع زمانہ طالبعلمی میں ہی اسکی ذہانت اور اولوالعزمی کے آثار ظاہر تھے۔ چنانچہ تحصیل قرأت اور کتابت کے ساتھ ہی فوجی تعلیم پالٹیکس تاریخ فقہ کو نہایت توجہ سے پڑھا اور زبان فرنچ میں ملکہ پیدا کیا۔ اور اگرچہ یورپین علوم اور زبانوں سے بخوبی ماہر تھا۔ باایں ہمہ شریعت اور علماء شریعت کی نہایت وقعت کرتا تھا۔ مگر

رسوم کا محافظ تھا۔ بلند ہمت تھا۔ اسکے مزاج میں اسقدر وقار تھا کہ جو شخص اس سے واقف نہ تھے اُسکو متکبر سمجھتے تھے مگر ملاقات ہو جانے پر اُنکو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ خوش خلق تکبر سے پاک۔ راسخ الطبع۔ ثابت قدم۔ اولو العزم تھا۔ زمانہ احمد پاشا میں فوجی صیغہ میں ایک اعلےٰ عہدہ تک پہنچا۔ اور وزیر مصطفےٰ افسر خزانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اسکے بعد سنہ ۱۲۶۴ھ میں احمد پاشا نے اُسکو امیر الامراء مقرر کیا۔ کریمیا کی لڑائی میں بھی اسنے بڑا حصہ لیا یعنی ٹرکی سلطنت کی مدد کے لئے فوجی اور مالی قوت فراہم کرنے میں مشغول رہا +

محمد پاشا نے سنہ ۱۲۷۳ھ میں اُسکو عہدہ وزارت بحریہ پر مامور کیا۔ وہ اس عہدہ کا کام انجام دیتا رہا۔ چونکہ والی ملک کو اُسپر پورا اعتماد تھا۔ اسلئے انتظامات ملکی میں بھی ہمیشہ اس سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ اسوقت حلق الوادی کی جو ٹیونس کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے حتی الامکان حالت درست کی۔ اسوقت تک محکمہ وزارت کا کام کسی قواعد کی پابندی سے نہیں ہوتا تھا مگر وزیر موصوف نے ہی اول اول تمام کارروائی وزارت کے لئے ضوابط مقرر کئے۔ ٹیونس کی اکثر اراضی پر غیر ملک والوں نے بلا وجہ قبضہ کر رکھا تھا۔ اسنے اس قبضہ کی بابت مختلف معاہدہ تحریر کرائے۔ ان معاہدات سے دول خارجیہ کے سفیروں نے اتفاق کیا۔ اور اس تجویز سے بڑا نفع پہنچا۔ اور جو کرایہ اراضی کا ان معاہدات کے روسے مقرر ہوا وہ جامع مسجد حلق الوادی پر وقف کیا اور اس طریق سے جامع مسجد کو بہت رونق ہوئی حسن نامی پل کا از سر نو بنوانا اور سڑکوں کو وسعت اور پوری طرح اُنکا انتظام کرنا محکمہ وزارت کے لئے ایک عالیشان عمارت بنوانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ترقیاں وزیر موصوف کے زمانہ وزارت بحریہ میں اور خاص اسکی کوشش سے ہوئیں +

چونکہ وزیر خیر الدین کا میلان آزادی اور عدالت کی طرف تھا اور نہایت خوش تدبیر اور فصیح تھا۔ اسلئے قوانین کی وضع کرنے میں اُسکو بہت کامیابی ہوئی اور مجلس وضع قانون کا عرصہ تک ممبر رہا +

جس زمانہ میں کہ وزیر موصوف مجلس الخاص کا ایک ممبر تھا۔ اُسوقت ایک مسئلہ پیش ہوا کہ اوقاف سے جو بعد اخراجات کے رقوم فاضل ہوتی ہیں۔ اُنکو اخراجات فوج میں صرف کرنا جایز ہے یا نہیں۔ ایک عالم ملکی نے جو اُسوقت مفتی تھے اس بنا پر جواز کا فتویٰ دیا کہ اوقاف کی بچی ہوئی رقم کا نیک کاموں میں صرف کیا جانا امام مالک بن انس سے مروی ہے اور چونکہ فوج کا قیام نیک کاموں میں ہے۔ اسوجہ سے اس آمدنی کا فوج میں صرف کرنا جایز ہے۔ وزیر خیر الدین نے اسکی مخالفت کی اور یہ دلیل بیان کی کہ فوج کے مصارف کیلئے بیت المال سے ایک حصہ شرعاً مقرر ہے پس جب حصہ مقررہ اخراجات فوج میں تمام وکمال صرف ہو چکے اور بھی ضرورت رہجاوے اُسوقت یہ فتویٰ جاری ہے مگر جب بیت المال کی آمدنی مصارف بیجا اور غیر مشروع میں صرف کردیجاوے جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اوقاف کی رقم کو قیام فوج میں صرف کرنا بالکل ناجایز ہے۔ حقیقت میں امر حق یہی ہے +

نہایت قابل قدر صفت جو وزیر خیر الدین میں تھی اور جو امرائے اسلام میں فی زمانا بہت کم ہوگئی ہے یہ تھی کہ جب

امور ملکی میں سرگرمی کم ہوجاتی تھی۔ اور مشاغل علمی کے لئے فرصت ملتی تھی۔ اُسوقت مطالعہ کتب تصنیف اور تالیف میں سرگرمی سے مصروف ہوجاتا تھا چنانچہ کتاب اقوم المسالک ایسے ہی فرصت کے زمانہ کی تصنیف ہے۔

جب کبھی معاملات ملکی میں پیچیدگی ہوجاتی تھی تو وزیر خیرالدین پر ہی سب ملک والی ملک۔ اور غیر قوموں کی نظر پڑتی تھی۔ ایسے موقعہ پر جو نقرریں وزیر موصوف کی ہوتی تھی وہ ہمدردی اور حب الوطنی اور وفاداری سے بھری ہوئی ہوتی تھی چنانچہ جب دول ثلاثہ۔ فرانس اٹلی۔ اور انگلینڈ نے ۱۸۶۹ء میں نسبت شکایت ممبران کمیشن مالی زور دیا۔ اور والی نے مجلس شوریٰ میں اُسپر رائے چاہی اور سب نے باتفاق رائے وزیر خیرالدین کا اسکی تحقیقات اور عملدرآمد کے لئے مقرر کیا جانا تجویز کیا۔ اُسوقت وزیر موصوف بھی موجود تھا اور اُس نے نہایت دلچسپ الفاظ میں گفتگو کی "آپ صاحبوں نے جو یہ خدمت میرے سپرد کی ہے مجھے کچھ عذر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہمارے آقا والی ملک اور ہمارے ملک کی خدمت ہر حالت میں مجھپر فرض ہے۔ البتہ اس امر اہم میں آپ صاحبوں کی امداد کی ضرورت ہے۔ اگر آپ سب صاحب مدد کرینگے تو آپکی مہربانی ہے اور اگر مجھپر ہی بار رہیگا تب بھی کسی طرح مجھسے پہلوتہی نہ ہوگی میری کمتری کی یہ غرض ہے کہ میں کچھ عرصہ تک خدمت کروں اسکے بعد کوئی دوسرے صاحب اسخدمت کو انجام دیں۔"

اُس موقعہ پر وزیر موصوف نے نہایت قابلیت کے ساتھ حقوق حکومت کا پورا خیال رکھکر کمیشن کے حقوق کا خاطر خواہ تصفیہ کیا۔ یہ ایسی نازک حالت تھی کہ اگر دوراندیشی سے کام نہ لیا جاتا تو ممبران کمیشن کو اندرونی انتظام ملکی میں دخل ہوجاتا۔ مگر اس نے والی ٹیونس کو برائے دی کہ کمیشن کے پریسیڈنٹ کو اپنا ایک وزیر بنائے اور وزیر الاکبر کا خطاب دیدے تاکہ وہ بنگرانی حاکمیت اپنی خدمت انجام دے۔

اب ہم چند خاص الخاص اصلاحوں کا ذکر کرتے ہیں جو وزیر خیرالدین کے ہاتھ سے ظہور میں آئیں:-

(۱) سابق میں زیتون پر اسقدر سختی سے خراج مقرر کیا گیا تھا اور ایسی سختی سے وصول کیا جاتا تھا کہ جو لوگ زیتون کی زراعت کرتے تھے انہوں نے اس خیال سے کہ بیجا مطالبات حکومت سے محفوظ رہیں زراعت چھوڑ دی تھی۔ اور اُن جنگلوں کو جن میں زیتون کے درخت تھے بیکار صاف کردیا تھا۔ وزیر موصوف نے اس خراج میں تخفیف کی اور بجائے ڈیڑھ ریال[1] فی درخت کے ایک ریال سے نصف ریال تک فی درخت مقرر کیا۔ اور کتنی ہزار درخت کا خراج جو جلا دیئے گئے تھے معاف کردیا۔ اسکے بعد خراج شرعی یعنے جسقدر زیتون پیدا ہو اُسکا عشر مقرر ہوگیا۔ اس سے زمینداروں اور عام رعایا کو بیحد نفع پہنچا۔

(۲) زیتون اور خرما کی زراعت بڑھانے کے لئے یہ ترغیب دلائی کہ جو شخص نئی زراعت زیتون درختان کرے —

[1] ریال تخمیناً ۲ روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

پندرہ سال تک محصول نہ لیا جائے ۔

(۳) اہل ساحل کو قرضخواہوں کے پنجوں سے رہائی دلائی ۔ یہ قرضخواہ اسقدر ظلم کرتے تھے کہ جائداد پر قابض ہو کر قرضدار کو قید کر دیتے تھے اور جو جائداد منقولہ و غیر منقولہ قرضداروں کی غیر اشخاص کی شرکت میں ہوتی تھی اُسے بھی بیچ دیتے تھے اور سب پر قبضہ کر لیتے تھے اور مدیون کو دیوالیہ ثابت کرانے سے پہلے ضامن طلب کرتے تھے ۔ اور جو قرضدار مرجاتا تھا اُسکی جائداد ضبط کر کے پڑوسیوں کو بے اجازت وارث کے بیچ ڈالتے تھے ۔ اور اگر قرضدار دیوالیہ ثابت ہو جاتا تھا تو اُسکے بیوی بچوں کو بھی قید میں ڈال دیتے تھے ۔ قرضداروں کو بلا قید مدت قید میں رکھتے تھے وزیر خیر الدین نے ان تمام تعدیوں کو یکقلم دور کر دیا ۔ بجائے انکے عمدہ قوانین قائم کئے ۔

(۴) جو لوگ ٹیکسوں کی سختی یا حکام کی بدانتظامی کی وجہ سے ملک سے نکل گئے تھے ۔ انکے لئے امن اور عفو منظور کرا کر اور اُن کو مطالبات حکومت سے بری کرا کر بلوا لیا اور اسی طرح فوج کے جو لوگ بھاگ گئے تھے ۔ انکو بھی ملک میں آنے کی اجازت دی ۔

(۵) جو ٹیکس زمین والوں پر عشر ملک والوں کے تھے انکو معاف کر دیا اور عشر کی تجویز انکے متعلق کی کہ جو انکے لئے مناسب تھی ۔ جیسے سود کا غیر معمول حصہ بند کر دیا اور قرضہ کے ادا ہونے کیلئے چند طریقے مقرر کئے گئے تھے مثل بہین اقساط وغیرہ ۔

(۶) سرکاری مطالبات جو لوگوں پر مدت سے چلے آتے تھے ۔ ان سب کو معاف کر دیا جس کی وجہ سے جو زمینیں غیر آباد پڑی تھیں ۔ کیونکہ مالکان اراضی کو یہ خیال ہوتا تھا کہ اُن کی ساری آمدنی قرضوں اور بقایا سابقہ کے ادا کرنے میں چلا جاتا ہے وہ سب آباد ہو گئیں ۔

(۷) بعد معزولی وزیر مصطفیٰ کے وزیر خیر الدین کو وزیر اکبر کا خطاب ملا ۔ اور شہر رمضان المبارک ۱۲۹۰ھ میں باشندگان شہر و اعیان مملکت اس موقعہ کی خوشی میں تمام شہر میں روشنی کرائی اور اور شہروں میں بھی ایسی ہی خوشی منائی گئی کیونکہ وزیر خیر الدین بسبب اپنی نیک نیتی محب الوطنی اور فیض رسانی ۔ اور محنت اور جانفشانی کے ہر دلعزیز تھا ۔ اسی سنہ میں اُسنے اوقاف کے انتظام کیلئے ایک کمیٹی قائم کی ۔ اور تمام علاقہ میں نگرانی اوقاف کیلئے مختلف جاتیں (وکمیٹیاں) سربر آوردہ لوگوں کی مقرر کیں ۔ ہر کمیٹی میں ایک رئیس (پریذیڈنٹ) اور ایک نائب (وائس پریذیڈنٹ) اور دو عضو (ممبر) مقرر کئے اس زمانہ میں اوقاف کی حالت بہت اچھی ہو گئی اور ہر جگہ جامع مسجد اور دیگر مساجد اور مدارس قائم ہو گئے اور قرآن مجید کی تعلیم اور دیگر مختلف مدات خیرات کیلئے اوقاف مقرر ہو گئے ۔

(۸) جامع زیتونہ جو تمام ملک مغرب کی یونیورسٹی ہے اسکے مدرسین کی تنخواہیں بڑھائیں اور تمام اضلاع میں قاضی اور مفتی مقرر کئے اور انکی تنخواہیں مقرر کیں ۔

(۹) جو لوگ مفلسی کی وجہ سے عدالتوں میں مقدمات رجوع نہیں کر سکتے تھے اُنکے لئے وکلا مقرر کئے اور اُنکی تنخواہیں سرکاری خزانہ سے مقرر کیں ۔

هفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

سعید پاشا سابق وزیر اعظم ٹرکی کی سالانہ پنشن چار ہزار پونڈ مقرر ہوئی ہے ۔

۲۶ - نومبر کو سفیر انگلستان کی بیٹی کی شادی قسطنطنیہ میں ہوئی ۔ سلطان نے ایک بیش بہا ہیروں کی پہنچی دولہن کو دی ۔

اخبار انگلشمین میں مولوی عبدالجبار خاں صاحب بہادر سی ایس آئی ای نے عرب میں ٹرکی حکومت کی حمایت میں ایک دلچسپ چٹھی چھپوائی ہے ۔ مولوی صاحب موصوف عرب میں ٹرکی انتظام کی بہت تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم نے اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی قائم رکھنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ۔

انگلستان کے اخبارات نے قسطنطنیہ کے نامہ نگاروں کے اعتبار پر جو خبر شائع کر دی تھی کہ سلطان المعظم کے دشمنوں کی طبیعت علیل ہے بالکل بے بنیاد اور غلط ہے ۔ نومبر کی اخیر میں ایک مشہور انگریز باشندہ لیڈی نے سلطان المعظم سے ملاقات کی وہ لکھتی ہیں کہ سلطان المعظم کو انہوں نے اس سے پہلے کبھی ایسا تندرست نہ دیکھا تھا ۔ وہ غازی عثمان پاشا سے بہت گرمجوشی سے گفتگو کرتے رہے اسیوقت کے قریب سفیر انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کیا وہ لکھتی ہیں کہ سلطان المعظم بہت مدبرانہ اور باحوصلہ طریق سے معاملات ٹرکی پر دلائل و براہین کیساتھ گفتگو فرماتے رہے ۔

قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ عارفی پاشا سابق وزیر اعظم ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے ۔

سلطان المعظم نے رستم پاشا متوفی کی بجائے انتروپوس کو سفیر لنڈن مقرر کیا ہے یہ بھی عیسائی ہے ۔

ضیا بیگ وزیر تجارت بجائے ضیا پاشا کے سفیر دربار پیرس مقرر ہوئے ۔

سلطان المعظم نے گورنر قیصریہ کو بوجہ نالائقی اور انتظام میں حسن انتظام نہ ہونے کے موقوف کر دیا ہے ۔

قسطنطنیہ میں تمام مفلس آوارہ اپنے جہازوں پر بٹھا کر وطن کو روانہ کئے جا رہے ہیں ۔

اطلس ۔ ارغنوط ۔ سواس ۔ گردن ۔ کوپری ۔ مناستر ۔ کلس ۔ سوشہر ۔ بچور ۔ مرزدش ۔ ردم ۔ معمورۃ العزیز ۔ دیار بکر ۔ طرابزون ۔ کشمول ۔ شاگہ ۔ گردلہ وغیرہ مقامات کے بشپ ڈیکن و پادری صاحبان نے متعدد ٹیلیگرام بذریعہ صدارت عظمیٰ سلطان المعظم کے حضور میں بھیجے ۔ اور اُنکے جوابات نہایت تشفی اور طمانیت بخش ۔ بھیجے گئے ۔ خلاصہ مضامین ٹیلیگرام کا یہ ہے :-

ہم جملہ بشپ ڈیکن و دیگر پادریان اپنے مقدم اور ہم مذہب کی طرف سے حضور والا میں عرض پرداز ہیں کہ آجکل بدقسمتی سے ہماری اور حضور کی وفادار رعایا اہل اسلام میں جو نزاع ہو گئی تھی ۔ اب یہ کہ سایہ خداوندی

دفع ہوگئی اور جو انتظام باب عالی سے ہوا ہے۔ اُس سے ہمکو اطمینان تشفی اور طمانیت حاصل ہوگئی ہے ہم اپنے حقوق اور مذہبی امورات کو آزادی کیساتھ عمل میں لارہے ہیں فتنہ و فساد بالکل رفع ہوگیا ہے۔ ہماری مکانات محفوظ ہیں اور ہم اپنے معبدوں اور کلیساؤں میں حضور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے بقاء ذات والا و بار اقبال کے لئے دست بدعا رہتے ہیں۔ بارا ستہ دل سے اُس بادشاہوں کے شہنشاہ سے حضور والا اور باب عالی کی قوت و شوکت و عظمت و ہیبت کی روز افزوں ترقی کے خواہشمند ہیں اور سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسی سلطنت ابد پیوند میں ہماری ہر طرح کی بہبودی اور سلامتی متصور ہے"۔

ہفتہ مختتمہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

آستانہ ۱۵۔ جنوری۔ بحیرہ روم کے انگریزی بیڑہ جہازات کا دوسرا دستہ سالونیکا سے اسکندریہ کو گیا ہے۔

لندن ۱۵۔ جنوری۔ قونسلیں دول اجنبیہ متعینہ حلب زیتون کو روانہ ہوگئے ہیں کہ باغیوں کو مطیع ہوجانے کی فہمایش کریں۔

ایضاً۔ ملکہ معظمہ نے اعلیحضرت سلطان المعظم کو دست خاص سے تحریر کرکے ایک خط بھیجا ہے۔

۱۷ جنوری۔ فرانس کے اخبارات لکھتے ہیں کہ گو مسئلہ سیام کا تصفیہ ہوگیا ہے۔ لیکن جب تک مصری مسئلہ کا تصفیہ نہ ہوگا تب تک انگلستان اور فرانس کے باہمی کشیدہ تعلقات میں کوئی معتبر تغیر نہیں ہوسکے گا۔ تصفیہ مندرجہ بالا کے رو سے فرانس کو مونگسن وشان ریاست کنگ ہنگ کا دار الخلافہ اور سینگ ملے ہیں آسام کی بفر سٹیٹ بادی النظر میں بحالہ خود اکردیگئی ہے۔

ضلع خرپوت کے تمام سر برآوردہ آرمینیوں نے باب عالی میں عرضداشت بھیجی ہے کہ ہمارے بچوں کی تعلیم کے لئے ہماری اپنی قومی مدارس موجود ہیں یہ پادریوں کے مدرسے صرف ہماری اولاد کے خیالات بگاڑنے اور انکو باغی بنانے کے لئے قایم ہیں پادری لوگ ہی ہماری تمام مصائب کا باعث ہیں۔ ہم چھ سو برس سے اپنے پیارے سلاطین کے پدرانہ ظل عاطفت میں امن و آرام سے بسر کرتے چلے آرہے ہیں۔ جب سے اُن لوگوں کا قدم بیچ میں آگیا ہے انکی اغوا سے خود اپنی کرتوتوں کی طفیل ہم پر آئیں وارد ہوئی شوم ہوگئی ہیں۔ اسلئے

سو دیانتداری سے ہے کہ ان ماروں کو ہمارے درمیان سے اٹھا دیا جاوے ۔

دیکھئے پادری صاحبان کو اس عرضداشت کے مطالعے سے بھی کچھ شرم دامنگیر ہوتی ہے کہ نہیں۔ خدا کی بناوٹ میں ہر طرف دیکھو ہر ایک فساد کا موجب اور بانی بانیِ تقدس مآب حضرت پادری صاحبان ہیں خداوند کریم اپنے بندوں کو انکے شرور سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ماسوا اس عرضی کے ممالک غیر کے تمام قونصلوں اور مقامی حکام کی رپورٹوں سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ تمام ناپاک فساد محض انہی ذات اقدس بزرگواروں کی مہربانی سے مشتعل ہوتا

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مراد بے سابق میئر ... قسطنطنیہ نے پیرس میں ایک رسالہ ... سلطان المعظم کے برخلاف ایک پمفلٹ شائع کیا ہے یہ لبرل پارٹی کا ایک سرگروہ ہے – انگلینڈ ... نے اس پمفلٹ کو ناپسند کیا ہے اور مراد بے کو ایک ... کہی ہے ۔

زیتون کی وادی میں ایک ہزار سات سو اٹھ آرمینین قتل ہوئے ۔

حسب فرمان ... ارمنی باغیوں کی خفیہ تحقیقات ہو رہی ہے ۔

مسٹر گلیڈسٹون دشمن اسلام ۲۹ دسمبر کو پورے ۸۶ برس کا ہو گیا ہے ۔

ڈیلی ... اخبار کے صرف قسطنطنیہ ہی میں ۲ ہزار خریدار ہیں ۔

ارضروم ... لوٹ وغیرہ مقامات کے مقتول ارمنیوں کے پسماندگان اور انکی بیویاں اور بال بچے برضا و رغبت خود مسلمان ہو گئی ہیں ۔

انگلستان کے نامور مدبرین اب اسبات کے قائل ہو گئے ہیں کہ انگلستان نے چند برسوں سے جو بالکل الگ تھلگ رہنے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس سے اسکو سخت نقصان پہنچے ہیں۔ دوسری طاقتوں نے تو باہم سمجھوتہ کرکے سب کو ... لیا ہے ۔ اور انگلستان کو تنہا سمجھ کر نظر حقارت سے دیکھنے لگی ہیں چنانچہ فرانس نے نیو ہیبرڈیز۔ سیام اور مڈغاسکر سے نکال باہر کیا اور جرمنی کی بیرون مشرقی افریقہ اور نیو گانا میں اسکے ساتھ ایسے ہی سلوک پیش آیا۔ اگر ہم زیادہ عرصہ تک اسی طرح سے تنہا رہے تو نہایت خوفناک خطرات کے پیدا ہو جانیکا اندیشہ ہے۔ فرانس جرمنی اور روس نے اپنے دلوں سے پہلی کدورتیں دور کرکے ایکا کر لیا ہے کہ انگریزوں کو حتی الوسع نیچا دکھایا جاوے۔ اسلئے اب ضرورت ہو گیا ہے کہ یا تو ہم اپنی بحری طاقت کو اسقدر زبردست بنائیں کہ باقی دنیا کی بحری طاقت کو مغلوب کر سکیں اور اگر نہیں تو یورپ کی ان سلطنتوں سے گانٹھ سانٹھ کر لیں جنکے اغراض و مقاصد کے ہمارے اغراض و مقاصد مخالف نہیں جرمنی اور روس تو کھلم کھلا ہمارے دشمن ہیں انسے اتحاد پیدا کرنیکی کوشش ہی فضول ہے البتہ فرانس کو ہتھے پر چڑھا لینا ممکن ہے اسی پالیسی پر کاربند ہو کر لارڈ سالسبری نے انگلستان کی ۵۰ سالہ خودسرانہ پالیسی اور اپنی اکڑفوں کو چھوڑ کر اور فرانس کو کچھ ملک دلا کر اپنے ساتھ ملا لینے کی سعی کی اور ادھر ملکہ معظمہ

نے حال ہی میں ایک خط اپنے دست مبارک سے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا ہے جسکا مضمون گرچہ ابھی معلوم نہیں ہوا مگر یہ پالیسی تیار ہی ہو کہ یقیناً سلطان المعظم کی خفگی دور کرلے اور انکو اپنا موافق بنالے کیونکہ ایسا کیا گیا ہے لیکن آجکی تار خبروں سے پایا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف کو باوجود مکلسار و خفیف بننے کے اس نئی حکمت عملی میں بھی کامیابی نہیں ہوگی۔ اور جب تک وہ اپنی زیادتیوں کا صاف صاف اعتراف کرکے اور ملک مصر اوسکے اصلی حقدار کو سپرد کرکے خود اس منبع فساد سے الگ ہو جاوینگی۔ اور اس جلیل القدر حقدار سے اپنی سابقہ تقصیرات کی معافی نہ چاہینگے تب تک یہ مہلک اور مہیب طوفان جو انگلستان کے سر پر آنا چاہتا ہے زیادہ تیزی سے بڑھتا چلا آرہا ہے ہرگز دور نہ ہوگا۔

ہفتہ مختتمہ ۲ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۲۳۔ جنوری۔ اپنے اسٹنبول کے کارسپانڈنٹ کے اعتبار پر پال مال گزٹ نے ایک تار خبر شائع کی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ روس اور روم نے باہم ایک عہدنامہ تحریر کرلیا ہے۔ کہ ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن سمجھا جائیگا۔ اور ایک فریق کو ملک کی حفاظت میں دوسرے کا مدد دینا لازمی ہوگا فارن آفس اور سفارت انگریزی دربار اسٹنبول میں اس عہدنامہ کی ابتک مطلق اطلاع نہیں ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں۔

ترکوں نے ڈروسوں کو پوری پوری شکست دیکر منتشر کردیا ہے۔ آخر الذکر کے ۱۲ ہزار آدمی مقتول ہوئے +

سلطنت عثمانیہ کی وزارت صیغہ تعلیم عامہ اسلامی زنانہ مدارس کیلئے نیا تعلیمی کورس تیار کررہی ہے +

سلطنت عثمانیہ نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ غیر مسلم عہدہ داروں سے بھی مسلمان اہلکاران کیطرح نمک حلالی اور وفاداری کی حلف لیجایا کرے +

سرّی پاشا جو بغداد۔ انگورا حلب۔ وغیرہ کے گورنر رہچکے ہیں۔ بماہ دسمبر گذشتہ قسطنطنیہ میں بگرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ اور حسب الحکم سلطانی مقبرہ سلطان محمود میں دفن کئے گئے۔ تجہیز و تکفین کا خرچ بھی خلیفۃ المسلمین نے جیب خاص سے عطا فرمایا۔ پاشا مرحوم بڑے فاضل اور اہل تصنیف تھے۔ کئی کتابیں اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں +

قہوہ کی کاشت ابتک صرف صوبہ یمن میں ہوتی تھی مگر ٹرکی گورنمنٹ کی کوشش سے اب مغربی طرابلس کے تمام

شہروں میں اسکی پیداوار ہونی شروع ہوگئی ہے۔ اسیطرح عطر گلاب سابق میں صرف آزاد شدہ صوبہ بلگیریا میں گلاب کے پہولوں کی پیداوار کی وجہ سے تیار ہوتا تہا۔ لیکن اب گورنمنٹ موصوف کی سرگرم سعی سے صوباجات حمید آباد طیبو دایدن میں بہی پہولوں کی کاشت شروع ہوگئی ہے۔ گورنمنٹ نے کاشتکاروں کو ترغیب و تحریص دلانے کے لئے پانچ برس تک محصول اراضی جسپر گلاب کاشت کیا جائے معاف کردیا ہے اور عطر کشی کے جدید آلات ممالک غیر سے منگوا کر انکو دیدیئے ہیں۔

آرمینئے اخبارات دربدر آجکل عام چرچا ہورہا ہے کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے جو تحائف زار کو بھیجے ہیں انہیں علاوہ دیگر چیزوں کے چاقو بھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں جسکا کنایہ یہ مطلب ہے کہ منظور شدہ اصلاحات آرمینیا تباکو کے دہوئیں کیطرح بے نشان ہو جائینگی اور انکا نام و نشان باقی نہیں رہیگا مگر ہم ان حبت پسند پرچوں کو بتادیتے ہیں کہ یہ انکا محض خیال ہے۔ اور اعلیحضرت کا گذشتہ طریق عمل انکے اس شیطانی وسوسہ کی پوری تکذیب کرتا ہے۔ عہدے پر قائم نہ رہنا عیسائیوں ہی کا خاصہ ہے۔ حضور ممدوح نے کبہی دیگر ان اصلاحات کو منظور یا رائج نہیں فرمایا بلکہ جو کچہ انکو اپنی رعایا کے جمیع فرقوں سے محبت ہے اسکی نظیر فی زمانہ دنیا میں ملنی محال ہے اتنا عرصہ جو ہوگیا ہے وہ انتظام نہیں تہا کہ اعلیحضرت اپنی رعایا کی بہتری نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اس تعینات مرضیہ کے طول کھینچنے کی وجہ صرف یہ تہی کہ ان اصلاحات سرفلپ کری صاحب نے باغوا چند متعصبین پیش کی تہیں وہ صریحاً نامناسب اور نامعقول تہیں۔ قصہ مختصر ان لوگوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ جس امر کو حضرت ظل سبحانی ایکدفعہ منظور فرما چکے ہیں انکو اپنے مقدور بہر زیر عمل بہی لائینگے۔ یہ صرف اُن ولایتی صاحبان کا اختلاق ہے۔ ورنہ خود ارمینیوں کی تہائی ان لغو اور پوچ اندیشوں کا کافی بطلان کررہی ہے۔

جرمنی انگلستان کا ایسا سخت دشمن ہوگیا ہے کہ پچہلے دنوں اسکا وزیر اعظم صرف اس غرض سے وائنا گیا تہا کہ گورنمنٹ آسٹریا کو اسبات پر آمادہ کرے کہ انگلستان جو اصلاحات آرمینیوں کے لئے سلطان المعظم سے منظور کرانا چاہتا ہے۔ انکو ہرگز منظور اور انگلستان کو اسمعاملہ میں کامیاب نہ ہونے دیں اب یہ امر بہی پایہ ثبوت کو پہنچگیا ہے کہ فرانس اور روس کو ارمینوں سے مطلقاً کوئی ہمدردی نہ تہی اور نہ ہے۔ ترک فی الواقعہ اگر کل قوم ارمن کو صفحہ ہستی سے نابود کردیں۔ تو وہ دونوں سلطنتیں ہرگز اُن سے بازپرس نہ کریں اس معاملہ میں بظاہر وہ اسلئے شامل تہیں کہ شریک رہنا چاہتے تھے کہ ذاتی اغراض اور چند متعصب مدبرین اور جنونی اخبارات نے انگلینڈ کو بالکل ہی بے ہاتہی کیطرح بنادیا ہوا تہا اسلئے فرانس و روس ان دو اصیل ہاتہیوں کی طرح جو مست ہاتہی کو بیچ میں لیکر چلتے ہیں انگلستان کی پشت پر ہو بیٹہے رہنے کے لئے اسکے چپ و راست موجود ہوگئے تھے۔ مگر افسوس کہ انگلستان نے اس بات کو سمجہا حال بعد از وقت معلوم ہوا۔

ہفتہ ترکوں کی مضامین خاص

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۲ جنوری ۱۸۹۹ء

{ٹرکی - انگلستان - اور ہم}

جہانتک ہمیں خیال ہے معاملات آرمینیا اور انگریزی مداخلت پر دیسی اخبارات میں سب سے پہلے نہ سہی۔ مگر اسمیں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ اپنے پرچہ کی آغاز اشاعت ہی سے ہم نے خاص التزام کیا مفصل اور مدلل بحث کی ہے یہ دوسری بات ہے کہ مہینوں گذرے جو کچھ ہم نے خارجیہ پالیسی انگریزی پر لکھا تھا گورنمنٹ نے اُسپر کچھ نوٹس لیا یا نہیں ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اول تو دیسی اخبارات کی گورنمنٹ انگلستان تک رسائی ہی نہیں اگر ہو بھی تو وہ ملحوظ لینے لگی کیونکہ گورنمنٹ اور اینگلو انڈین پارٹی انکو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور انکی آرائے کی ایک پرکاہ کی حقیقت بھی نہیں سمجھتی۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کردیا جسکی طرف ہمارا روئے سخن تھا وہ اپنی ہٹ نہ مانیں تو انکا اختیار ہے اب اس کوتاہی اور بیکسری کا خمیازہ بھی تو وہی بھگت رہی ہیں جسکا ہمیں نہایت افسوس ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ بالعموم اپنی تمام مضامین متعلقہ شاہ آرمینیا میں ہم نے بالصراحت لوکر دیا تھا گورنمنٹ عالیہ کو بھی جوش دیا تھا کہ آرمینیا کی حمایت میں جو شور و شغب اور سنتعدی اور سرگرمی وہ دکھلا رہی ہے وہ بعینہ اس شل کے مصداق ہوگی کہ ہم کو کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا اور بیرخاصکر ۲۰ اکتوبر اور ۲۳ دسمبر کے پرچوں میں تو ہمنے ڈنکے کی چوٹ لارڈ سالسبری وزیر اعظم و وزیر صیغہ خارجیہ دولت علیا انگلستان کو مخاطب کرکے التماس کی تھی کہ دشمنوں کی چالوں سے غافل اور اپنے تدبر و حکمت عملی یا لیاقت و سرشتی پر نازاں ہو کر وہ جسقدر چالیں چل رہے ہیں وہ سب انگلستان کو صاحب شاہ قبیں گرداننا اور اسکو ذلیل و خوار کرنیکا موجب ہونگی لیکن ہیہات لارڈ سالسبری کا بھی کیا قصور بلکہ تمام انگریز اور اہالی یورپ کے دماغوں میں یہی خبط سمایا ہوا ہے کہ جاہل ہندوستانی امور پالیٹکس و حکمت عملی کے گہرے داؤ پیچ کو کیا جانیں۔ وہ ہمارے سامنے ابھی طفل مکتب ہیں کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ وہ کیا اور انکی بساط کیا۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ فرض کرو جو کچھ لارڈ صاحب کے دماغ میں سمایا ہوا تھا صحیح بھی ہو تو انکو ایک لورانے دانشمند کو اس قول پر عمل کرنے میں تو کوئی بھی رکاوٹ پیش آگئی تھی۔

گاہ باشد کہ کودکے ناداں — بغلط بر ہدف زند تیرے

خیر اب گاڑے ہوئے مردے اکھاڑنے سے کیا حاصل۔ لارڈ موصوف کی ہٹ دھرمی تکبر ہچو من دیگرے نیست کی مغرورانہ خودستائی کا آج یہ نتیجہ نکلا ہے کہ انگلستان کے مخلص خیر خواہ پکار اُٹھے ہیں کہ اول تو سر فلپ کری سفیر انگریزی متعینہ دربار قسطنطنیہ کو جو ان تمام مشکلات کا بانی مبانی اور بندی ہولے استنبول سے واپس بلالیا جاوے اور یہ (جیسا کہ ہم پہلے پرچہ میں لکھ چکے ہیں) انگلستان اپنی اکڑفوں چھوڑ کر کسی کا ہو کر رہے وحدانیت اور انفراد

صرف کسی نہایت ہی بزدل اور بد ترہستی کی شان کے شایاں ہے۔ انگلستان ایسا کہاں کا ایسا آگیا کہ روس اور جرمنی جیسی عظیم الشان سلطنتیں تو دوسری ایک دو طاقتوں کو اپنی مدد معاون بنانے کی سرتوڑ کوششیں کریں اور انگلینڈ وہی ڈھینگ مارتا ہے کہ ہمکو کسی دوسری دولت کے اتحاد و اتفاق کی کوئی پروا نہیں۔ لیکن خدا کی شان ہر کرنا تھوک کی سی ہوئی گرہ دانتوں سے کھولنی پڑی۔ وہی لارڈ سالسبری جو ایک وقت فلک الافلاک کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے [illegible] دو برس میں بڑی ہولی دو گمنام ریاستوں (ٹرانسوال و اورنج جنوبی امریکہ، ٹرانسوال و اورنج جنوبی افریقہ) کے [illegible] سامنے ساری چوکڑیاں بھول گئے اور ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے ؎

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ۔

فرانس والوں نے تو انہیں دو صوبوں کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ ہاتھ ملانے کی کوشش کی مگر وہ یار اپنا مطلب نکال بیٹھا اور [illegible] اور ایک آنکھ اور بتاتا ہے کہ صفائی کر دو تو میں بات ہوں ورنہ ہم ہیں اور وہی تم ہو جو [illegible] ہی کہتے کا یہ نتیجہ۔ اللہ اکبر کس سے بڑھکر اور کیا ذلیل ہو سکتی ہے پرتگال ایسے بے حیثیت ملک نے [illegible] ایک تو پورے سو برس دگوا کی ملکی بغاوت فرو کرنے میں کامیاب نہیں ہوا صاف صاف [illegible] خلیج ڈیلاگوا میں جسکو انگریزوں نے ہی ۱۸۹۸ء میں اسے عنایت کیا تھا انگریزی بیڑے کو نہیں آنے دینگے شاہ جرمنی ملکہ معظمہ کی دختر نیک اختر کا بیٹا اور انگریزوں کی ہم نسل قوم جرمن کا بادشاہ انگلستان کی عظمت و جبروت کو [illegible] ایک حقیر اور بے بنیاد جمہوری ریاست کے پریسیڈنٹ کو مبارکباد کی تار دیتا اور روس طوطے کی طرح [illegible] معاملے میں انگریزوں کی طرف سے آنکھیں پھیر لے یہ سب کچھ ہمارے فارن ڈیپارٹمنٹ اور ناکارہ ڈپلومیسی کے کرشمے ہیں ◆

انگریزی میں ایک مثل ہے کہ آغاز اچھا ہو تو انجام بھی اچھا ہوتا ہے۔ لیکن ۱۸۹۶ء انگلستان کیلئے کچھ ایسا منحوس سال چڑھا ہے کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے ادھر نئے سال نے تشریف لاتے ہی ادھر ایک انگریزی فوج جس کے اٹھانے کا خیال تو ہمیشہ خود رہا [illegible] میں ملک فتح کرنے جا رہی تھی ایک حقیر دشمن کی قید میں آ گئی۔ ادھر صوبجات متحدہ نے وینزویلا کی چھیڑکر وہ طوفان بد تمیزی برپا کر رکھا ہے کہ انگلستان کے ہوش و حواس خیر باد کہتے نظر آتے ہیں ٹرانسوال کے معاملے نے ان دونوں کے اسمعاملہ کو پھیکا کر دیا تھا کہ اسنے چپکے سے ایک اور بغلی گھونسہ چھوڑ دیا مسٹر گلیڈسٹون نے نامردی بزدلی اور تنگدلی کو بہتیرے طعنے دیئے آخر جوں توں کر کے سنبھال آرمینیا کے مخمصہ سے خلاصی کرتے ہی ہی ابھی اس قضیہ سے پوری طور پر فراغت نہ ہوئی تھی کہ امریکہ نے آ دبایا۔ ایک طرف ٹرانسوال نے شیخی اکڑی کر دی۔ یہ قصہ کسیقدر سمٹا تھا اور فرانس کو بھی کچھ دیر دلا کر راضی کیا تھا کہ ۱۰ جنوری کی تار خبر آئی کہ صوبجات متحدہ نے حد بندی وینزویلا کیلئے جو کمیشن مقرر کی ہے اسنے انگلستان اور سیاست مذکور کو طلب کیا ہے کہ اپنی اپنی دعاوی پیش کریں۔ ظالموں نے یہ وار تو ایسے وقت میں کیا ہے

کہ برسوں تک زخم مندمل نہ ہوسکے گا۔ انگریز اپنے دل میں یہ کھچڑیاں پکا رہے تھے کہ یورپ کی طاقتیں ہم سے بیطرح بگڑی ہوتی ہیں۔ اگر وہ سب نرغہ کرکے ہم پر کود پڑیں۔ روس ہند پر چڑھائی کردے۔ فرانس مصر پر حملہ آور ہوجاوے۔ جرمنی افریقہ میں الجھ پڑے اور دیگر ریاستہائے جنوبی امریکہ برٹش مقبوضات پر فوجکشی کردیں۔ اور سلطان المعظم بھی اپنا غصہ نکالنے کو ہماری مخالفت پر کمربستہ ہوجاویں۔ تو سب سے اول ہمارا دارومدار اپنی طاقت بحری پر ہے۔ پھر اپنی نو آبادیہائے آسٹریلیا، کینیڈا، کیپ کولونی وغیرہ کی امداد دہی پر۔ اگر سخت ہی ضرورت آپڑے تو اپنی بے نظیر ہندوستانی افواج پر (جب انکے افسروں کو موقوف کرکے یورپین رجمینٹ رکھنے کی صلاح کیجاتی ہے اُسوقت نالائق تھے اب بینظیر اور قابل اعتبار بنگئے۔ سچ ہے پنجابی مثل ہے گوں (غرض۔ ضرورت) نہلائے جو بہا نویں سگلے ہوں) اور سب سے آخر اگر دشمنوں کا خنجر انگلستان کے حلق پر پھیرنے کو تیار ہوجاوے۔ تو بحر ظلمات کے پار کی عظیم الشان جمہوری ریاست تمام کدورتوں اور ذاتی عناد کو بھول جاویگی۔ اُسکا خون جوش میں آجائیگا اور وہ اپنے ابتدائی مولد و وطن کو دشمن سے بچانے کے لئے دشمن گداز اور خاراشگاف طاقت سے ہماری مدد کو آپہونچے گی مگر ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

انگلستان والے تو یہ امیدیں رکھے بیٹھے تھے۔ کہ مذکور الصدر نازبنے رہے سب حواس غائب کردیئے۔ الغرض انگلستان کی خارجیہ حکمت عملی کے کارن یہ سال بقول ؎

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ایسا نامبارک شگون ہوا ہے کہ غریب انگلستان چوطرفہ گرفتار بلا ہوگیا ہے اور اُسی سلطان کو جسے کبھی لارڈ سالسبری اس طرح سے مخاطب کرتے تھے۔ کہ گویا وہ علاقہ انگریزی کے کسی ضلع کے معمولی ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اب حضور ملکہ معظمہ دست خاص سے خط تحریر فرماتی ہیں جو اغلباً گذشتہ زیادتیوں کی معافی مانگنے و تلافی مافات کیلئے ہوگا۔ ہماری رائے میں انگلستان موجودہ مشکلات سے بچ ہی اسطرح سکتا ہے۔ کہ وہ اعلیحضرت سلطان المعظم سے اپنے سابقہ گناہوں کی عفو تقصیر چاہکر انکو اپنا دلی رفیق بنانیکی کوشش کرے۔ ورنہ فرانس اور روس کو جو انگلستان کے برخلاف دانت تیز کرنیکے لئے مصر کا بہانہ ہاتھ آیا ہوا ہے۔ اسکا یہ تدارک کریں۔ کہ انکے حوالہ کرکے اس استروں کی مالا کو گلے سے اتار دے۔ اس سے سلطان المعظم انگلستان کی تذلیل سے بہ اغلب خوش ہونگے۔ اور جب ایک دفعہ انہوں نے انگلستان کی رفاقت کا دم بھر لیا۔ تو پھر انگلستان کو یورپ کی دوسری طاقتوں کی طرف سے بالکل مامون ہوجانا چاہئے۔ وہ اسکا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ اور اسطرف سے بے فکر ہوجانے پر وہ افریقہ اور امریکہ کے تنازعات کو باحسن وجوہ نپٹا سکیگا۔ ورنہ یورپ و افریقہ و امریکہ کے پولیٹکل مطلع پر جو گھنگور کالی گھٹا چھا رہی ہے اس سے اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اول تو یہی سال ١٨٩٦ء ورنہ انیسویں صدی کا یہ آخری حصہ ضرور دنیا کے موجودہ نقشہ میں عجائب تغیرات پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ والغیب عند اللہ

ہماری ہندوستان کے مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب ہماری گورنمنٹ انگلشیہ پر چاروں طرف سے روس فرانس وغیرہ دشمن زور کر رہے ہیں تو جو کچھ بیہودہ نادانستہ باتیں ہماری مادر مہربان کے چند وزراء سے ہماری خلیفۃ المومنین کی شان میں ہوتی ہیں انکو بھولکر جان و دل سے اسکی امداد میں کمربستہ ہو جائیں کیونکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو انگلستان کا مخصوص دوست سلطنت روم ہوگا اور گو چند جنونی انگریز روم کے برخلاف ویسی تباہی کیوں نہ کریں لیکن روس سے تباہی ہو جانے کے بعد انگلستان سے بڑھکر اسکا کوئی ہمدرد و معاون نہیں ہو سکتا وماعلینا الا البلاغ المبین ۔

ہفتہ مختتمہ ۳ فروری ۱۸۹۶ع تار کی خبریں نمبر

تار کی خبریں

لنڈن ۔ ۔ جنوری اگرچہ یہ غیب المکان ہے کہ انگلستان اور روس کے درمیان کوئی اتحاد تحریر نہیں ہوا مگر یہ عام خیال ہے کہ دونوں میں ۔۔۔ یہ سمجھوتہ کر لیا ہے کہ امن قائم رکھنے کی غرض سے ۔۔۔ اور وہ ترکی کے معاملات میں مثلاً اگر برٹش بیڑہ جہازات ڈارڈانیلز میں داخل ہونیکی کوشش کرے تو روس دخل دیگا ۔

ایضاً ۲۹ ۔ جنوری ۔ انجمن اسلامیہ لنڈن نے کل شام کو ایک جلسہ منعقد کیا جس میں ہندوستان ٹرانسوال اور دیگر ممالک کے مسلمان شامل تھے ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ ملکہ معظمہ کے حضور اُنکی مسلمان رعایا کی جذبات ۔۔۔ غرض کی حفاظت ۔۔۔ پیش کیا گیا مسٹر مولانا ابراہیم ۔۔۔ نے کہا کہ اگر مالی حالت درست ہو تو اکیلا ہندوستان کوئی ایک سلطنت ہو اُسکا مقابلہ کرنے کو تیار ہے ۔

ایضاً ۳۰ ۔ جنوری ۔ پال مال گزٹ تار آمدہ قاہرہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ خرطوم میں بغاوت ہوگئی ہے اور مہدی معزول کر دیا گیا ہے بغاوت کا موجب قبیلوں کی ۔۔۔ بیان کی جاتی ہے ۔

قاہرہ ۔ ۳۰ ۔ جنوری بغاوت خرطوم کی متعلق یہاں کوئی ۔۔۔ معلوم نہیں ہے ۔ ۔۔۔ خرطوم کے جنوب میں قبائل نے خلیفہ کے برخلاف بغاوت کی ہے ۔

لنڈن یکم فروری ۔ فرقہ ۔۔۔ ہوٹل میٹروپول میں شب گذشتہ دعوت دی تھی اُس میں لارڈ ۔۔۔ نے دوران تقریر کہا کہ ٹرانسوال نے جنبی طاقتوں کی امداد کیواسطے جو درخواست کی تھی اُس سے یہ نتیجہ ثابت ہوگیا ہے کہ اگر آئرلینڈ والوں کو بھی ہوم رول (حکومت خود اختیاری) عطا کر دی جاتی تو وہاں کیا

کچھ نہ واقع ہوجاتا۔ لارڈ موصوف نے پولینڈ رز دا نگریز آباد کاران ٹرنسوال کے دعاوی کی تائید کرکے کہا کہ گرچہ انکی آبادی ٹرنسوال میں نسبتاً زیادہ ہے۔ پھر بھی انکے مطالبات کو بڑی بے پروائی سے دیکھا گیا ہے۔ وینی زولا کی نسبت انہوں نے کہا کہ ہمینے اصول منرو کی کبھی مخالفت نہیں کی بلکہ جیسا کہ پریسیڈنٹ منرو کا اس اصول کے قایم کرنیسے مدعا تھا۔ ہیں اسکا مدد رہا ہوں۔ آرمینیا کی نسبت انہوں نے فرمایا کہ انگلستان آرمینیوں سے بڑھکر سلطان سے لڑائی کرنیکو قابل نہیں ہے اور اسپر لازم ہے کہ اصلاحات کی ترویج کیواسطے موقعہ دے۔ میں یہ نہیں مانتا کہ سلطان المعظم نے اگرچہ انکی حکومت کمزور ناقابل اور بے اثر ہے آرمینیا میں ظلم کئے جانے کا حکم دیا ہو کل طاقتیں اصلاحات کی ترویج کی نگہداشت کرتی رہینگی مگر اس سے بڑھکر کوئی کارروائی نہیں کرینگی۔ ان باتوں کے بعد نوآبادی ہائے انگلستان کی وفاداری کا ذکر کرکے لارڈ موصوف نے فرمایا کہ جب تک ہم سب متحد ہیں۔ تب تک خواہ ہم دوسری طاقتوں سے کیسی ہی علٰیحدہ کیوں نہ ہوں ہمکو کوئی پروا نہیں ہے +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

سکاردی۔ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آرمینیوں کی حالت سخت مایوسی بخش ہوگئی ہے اور وہ ننگ آکر ترکی دیہات کو جلا رہے ہیں +

معزز ہمعصر جریدہ روزگار مدراس لکھتا ہے کہ یوں تو ہندوستان سے طلبا تعلیم کیلئے اکثر انگلینڈ روانہ کئے جاتے ہیں اور بعض جرمنی کو بھی جاتے ہیں مگر اب تک یہ نہیں سنا گیا کہ کوئی طالب علم ہندوستان سے خصوصاً حیدرآباد سے ٹرکی روانہ کیا گیا۔ اور وہ بھی معمولی بیرسٹری یا ڈاکٹری تعلیم کے لئے نہیں جسکی آجکل ہندوستان میں خواہش کلی ہے بلکہ ایسے فن شریف کے اکتساب کے لئے جسکا حاصل کرنا مسلمانوں کا کام ہے یعنی تعلیم فوجی کیلئے ۴ - جنوری کو کپتان احمد عبداللہ صاحب برادر نواب عماد نواز جنگ بہادر کے صاحبزادہ خالد بن احمد قسطنطنیہ روانہ ہوئے وہاں مدرسہ حربیہ سلطانیہ میں داخل ہونگے اور فن سپاہ گری میں تعلیم پاوینگے۔ اس عرب نژاد کا سن تیرہ چودہ سال کا ہے دو ڈھائی سال بمبئی کے بورڈنگ سکول میں تعلیم دیگئی۔ اور اب ایک اسلامی سلطنت میں اسلامی تعلیم حربی کے لئے روانہ کیا گیا ہے حیرت یہ ہے کہ تعلیم ولایت کیلئے سرکار سے ہر ایک طالب علم کے لئے اسکالرشپ مقرر ہے۔ مگر باوجود اس لڑکے کے بزرگوں کا سرکار میں مسوخ ہونیکے کسی قسم کا اسکالرشپ مقرر نہیں ہوا۔ بہرحال یہ ایک نظیر تعلیم کی ہے اور یقین ہے کہ دیگر بزرگان دکن بھی اسکی تقلید کرینگے اور اپنی اولاد کو اسی طرح استنبول روانہ کیا کرینگے "

ہم ہمعصر موصوف کی اس رائے سے بالکل متفق ہیں اور بزرگان ہند اور دکن کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو بجائے لنڈن و پیرس بھیجکر بیرسٹری وغیرہ کی تعلیم دلانے کہ جہاں سے وہ طرح طرح کی مہذبانہ علتیں اپنے ساتھ لاتے ہیں انکو اسلامی سلطنت میں تعلیم دلانے کی طرف راغب ہوں جس سے نہ صرف انکے

مذہبی فوائد بجائے تنزل ہونیکے زیادہ مضبوط ہونگے بلکہ وہ ویسے فنون بھی حاصل کرینگے جنکا مسلمانوں کو آجکل فخر رہا ہے اور مزید برآں اس طریق سے دونوں قوموں میں دن بدن رابطۂ مودت و یگانگت قوی ہوتا جائیگا گورنمنٹ کیطرف سے ہندوستان میں جنگی یا صنعتی مدارس و کالج قائم نہیں ہیں۔ لیکن مسلمان گر ہمت اور عقل سے کام لینا چاہیں۔ تو انکے لئے مصر اور ٹرکی میں کافی ذریعہ اس قسم کی تعلیم حاصل کرنے کے موجود ہیں۔ صرف انکے ادھر متوجہ ہونیکی دیر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کپتان احمد عبداللہ صاحب نے اس معاملہ میں بسم اللہ کر دی ہے۔ خدا کرے دوسرے مسلمان بھی انکی تقلید کریں ◆

چند انگریزی مدبرین نے گورنمنٹ کو صلاح دینی شروع کر دی ہے کہ مصر کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور نہر سویز پر زیادہ مدار نہ رکھنا چاہئے۔ جرمنی کو انکی مخالفت کا اسطرحسے سبق دیا جائے کہ فرانس اور روس سے آشتی کر لی جاوے اور اٹلی کو جرمنی و آسٹریا کے اتحاد ثلاثہ سے جدا کر لیا جائے۔ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ خلوص مصر کی صلاح تو ہم بھی گورنمنٹ کو عرصہ سے کر رہے ہیں ◆

لندن کا ترکی سفیر روس اور ترکی میں کسی اتحاد حربیہ کے ہونیکی تردید کرتا ہے ◆

بوڑھے گلیڈسٹون اور انگلستان کے متعصب پادریوں نے اپنی جنون آمیز تقاریر و تحریرات سے گورنمنٹ انگلستان اور اپنے آپکو کچھہ کم ذلیل نہیں کیا تھا کہ آخر میں لاہور کے بشپ صاحب بھی جنون تعصب کی سٹیج پر آ کھڑے ہوے اور لگو واہی تباہی بکنے۔ ۲۶ جنوری کو روز آپنے پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی کے پادریوں اور مس صاحبان کے روبرو اسبات پر بہت کچھہ زہر اُگلا کہ اوہ ہزار سلطان المعظم آرمینیا میں عیسائیوں کو بیدریغ قتل کر رہے ہیں پادری صاحب نے شاید ایلیٹ کی رپورٹ نہیں پڑھی۔ اور ہزارہا کابل کے کافرستان میں کافروں کو تہ تیغ کر رہے ہیں اور ہندوستان اور انگلستان کی عیسائی گورنمنٹ ہے کہ کانوں میں روئی ڈالے بیٹھی ہے۔ المختصر پادری صاحب نے گورنمنٹ کو بزدل اور ناکارہ بنایا ہے۔ بلکہ ایک طرح سے کل عیسائیوں کو مسلمانوں کے برخلاف جہاد کرنیکا فتویٰ دیدیا ہے بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ گورنمنٹ کو کیا غرض پڑی ہے کہ ان متعصب پتلوں کی باتوں میں آکر اپنے آپکو خواہ مخواہ مشکلات میں ڈالے اگر جوش مذہبی نے انہیں ایسا اندھا کر دیا ہے تو کیوں نہیں کافرستان میں پہنچکر اپنے دل کا غبار نکال لیتے۔ آرمینیا کے معاملہ میں گورنمنٹ نے کچھہ کم خفت نہیں اٹھائی کہ اب یہ بزرگوار دوسری پیچیدگیوں میں پڑنے کی صلاح دے رہے ہیں۔ ہم بشپ صاحب کی اس ہرزہ درائی کا دندان شکن جواب دیتے مگر چونکہ انکی اس تقریر پر سب سے متعصب اخبار بھی شہنشاہی مصلحتوں کا لحاظ رکھ کر بہت کچھہ نفریں کر رہے ہیں اور جنہوں نے جو کچھہ دھجیاں اس پرشرارت ہزیان کی اڑائی ہیں۔ وہ بشپ صاحب کو ہوش میں لانے کیلئے کافی ہیں اسلئے ہم اسپر کچھہ زیادہ تحریر کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتے ◆

ڈیلی ٹیلیگراف نے ۲۸ جنوری کو قسطنطنیہ سے تار بھیجا ہے کہ باب عالی ضروری اخراجات کے لئے عہدہ داران کی پنشن کی مد سے روپیہ نکال رہا ہے کیونکہ سلطان المعظم کو احتمال ہے کہ مقدونیہ میں بھی عنقریب مادہ فساد و بغاوت مشتعل ہونے والا ہے۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ مظالم آرمینیا کے متعلق جو کمیشن و دل یورپ نے مقرر کی تھی۔ اسکی رپورٹ کو حالات پارلیمنٹ کی طرف سے شائع ہوئے ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ آرمینیوں کے قتل کی نسبت اخبارات میں نہایت مبالغہ آمیز خبریں شائع ہوئی تھیں۔ قتل سا سون میں فقط ۲۰ آرمنی قتل ہوئے اور جملہ نو سو آدمی مفصلات میں ہلاک ہوئے جہاں ۲۰ گاؤں برباد کئے گئے تھے۔ اب عیسائی اخبارات کے اس مبالغہ اور جھوٹ کو دیکھئے کہاں چالیس ہزار کہاں یہ ہم آمیز ارقام۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

ہفتہ وار کی دیگر مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۳۔ فروری ۱۸۹۶ء

(عیسائی قوموں کی باہمی اتفاق کے لئے کوشش اور مسلمانوں کے لئے عبرت)

لنڈن میں ایک ماہوار رسالہ یورپ کی متعدد زبانوں میں چھپنا شروع ہوا ہے۔ جرمن فرانسیسی اور انگریزی زبان میں بالالتزام تینوں زبانوں کے نامور اہل قلم کے مضامین درج ہونگے۔ اور گاہ گاہ اندلسی لاطینی وغیرہ زبانوں میں بھی مضامین لکھے جاوینگے۔ بانیان رسالہ کا اسکے اجرا سے یہ مدعا ہے کہ چند برسوں سے انگلستان فرانس اور جرمن میں مغایرت اور اجنبیت پیدا ہوگئی ہے اسکو دور کرنیکی اس سبیل سے کوشش کیجاوے کہ جب تینوں ملکوں کے مشہور و معروف مدبرین اور اہل الرائے کے مضامین ایک ہی رسالہ میں مندرج ہوکر ہر سہ سلطنتوں میں مشتہر ہونگے تو خواہ مخواہ تینوں قوموں میں یگانگت پیدا ہو جاویگی۔ اس تجویز پر ہمارے اینگلو انڈین ہمعصر سول کا لنڈنی نامہ نگار ہنسی اڑاتا ہے مگر ہمارے خیال میں مالکان پرچہ مذکور اس علو ہمتی کیلئے اپنی قوم کیطرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے لاکھوں روپے خرچ کرکے ایک ایسی نظیر حب قومی کی قائم کی ہے جسکی پیروی کرنے میں دنیا کے مسلمانوں کو سعی کرنی چاہئے اور انکو لازم ہے کہ یورپ ایشیا امریکہ اور افریقہ کے مسلمانوں میں سلسلہ اخوت مضبوط کرنیکے واسطے ایک ایسا پرچہ نکالیں جو کم از کم عربی انگریزی فارسی اور اردو میں شائع ہو۔ اور جسمیں سلطنت عثمانیہ مصر ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامی کے نامی گرامی مسلمان ہمدردان قوم کے مضامین مسلمانوں کو آپسمیں یکدل بنانے کیلئے شائع ہوا کریں کسقدر افسوس کی بات ہے کہ جب سفر بحری اور بری میں ہزاروں طرح کی سخت مشکلات و مصائب کا سامنا ہوتا تھا۔ اسوقت تو اندلس اور چین کے مسلمان ایک دوسرے کے نیک و بد سے واقف اور باہم رنج و راحت میں شریک ہوتے تھے۔ اور اب اس زمانہ میں جب کہ مہینوں کا راستہ نہایت امن اور آسائش کے ساتھ دو

میں سے ملتے ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کوس کی خبریں منٹوں میں ملتی ہیں۔ مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ دور دراز ممالک کے اہل اسلام تو بجائے خود رہے ایک شہر کے مسلمانوں کو دوسرے شہر کے مسلمانوں سے ہمدردی نہیں رہی۔ عیسائیوں کو دیکھو تو انکی حالت ہی چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے پھر یہ بھی جہاں کہیں انکا ابھی حاکمانہ تسلط قائم نہیں ہوا وہاں بھی لاکھوں روپیہ کے خرچ سے اپنے سفارتی وکیل یا ایجنٹ مقرر کر دئے ہیں۔ اور جو قصبہ یا شہر ان پالیٹیکل گماشتوں کی دسترس سے بچا ہوا ہے وہاں عیسائی اخبار برابر پہونچتے ہیں۔ اور اگر کوئی گمنام مقام انسے بھی چھپا رہا تو وہاں کسی نہ کسی عیسائی ملک کے مشنریوں کا خیمہ جما ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ کوئی مقام نہیں جہاں عیسائی نہ پہنچے ہوئے ہوں۔ برعکس اسکے مسلمانوں کو دیکھئے کہ غیر قوموں سے تو اپنا تعلق منقطع کر لینے ایک طرف خود آپس ہی میں ایک دوسرے کی خبر تک نہیں۔ مگر یہ اہم کام نہ صرف مسلمان بادشاہوں ہی سے سر انجام ہو سکتا ہے اور نہ خالی مسلمان رعایا یا اقوام کی کوشش ہی کارگر ہو سکتی ہے بلکہ دونوں کی مجتمع کوشش اور جد و جہد کی ضرورت ہے کل مسلمان فرمانروایان کو بالعموم اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کو بالخصوص ضروری ہے کہ وہ ایک سلسلہ پر دیگر سلطنتوں سے سفارتی تعلقات قایم کریں اور جسطرح عیسائی سلطنتوں نے دیگر مذاہب کی سلطنتوں کے ان مقامات میں جہاں عیسائی آبادی موجود ہے یا عیسائی مشنری اور تجار رہتے ہیں۔ اپنے کونسل مقرر کئے ہوئے ہیں اسیطرح وہ بھی عیسائی اور یہود ممالک کے ان اضلاع میں جہاں مسلمانوں کو کوئی تعلق ہے اپنے قونسل یا نائب قونسل مقرر کریں۔ ہندوستان جیسے عظیم الوسعت ملک میں صرف بمبئی اور کراچی میں ایک ایک برائے نام ٹرکش قونسل جنرل یا قونسل مقرر کر دینے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے ملک کی طرف دیکھیں کہ اکیلے انگلستان نے علاوہ سفیر قسطنطنیہ اور اسکے متعلقین کے اسکے ممالک محروسہ میں ۴۲ مقامات پر قونسل یا نائب قونسل مقرر کئے ہوئے ہیں جن سب کی صرف تنخواہ ۴۸۰۰۳۳ روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔ روس اور انگلستان نے ایران میں علاوہ طہران کے سفیر اور اسکے متعلقین کے ۱۲ دیگر مقامات پر اپنے وکیل بٹھا رکھے ہیں۔ آرمینیا میں عیسائیوں کا ذرا سا فساد ہوا اور انگلستان نے اس سے فائدہ اٹھا کر سلطنت ٹرکی میں علاوہ ۴۲ مقامات متذکرہ بالا کے ۱۱ اور جگہوں پر اپنے قونسل مامور کر دئیے اب مناسب ہے اگر دیکھا جائے تو اعلیحضرت کو صرف ہندوستان ہی میں کم از کم ایک ہزار ایجنٹ رکھنے چاہئیں۔

سلاطین تو صرف اسی قدر کر سکتے ہیں۔ مگر مسلمان قومیں۔ انکو چاہئے کہ تبادل خیالات۔ اشاعت و ترویج اخبارات۔ قیام تعلقات تجارتی۔ اور ممالک اسلامی میں سفر و سیاحت کے ذریعہ باہمی تعلقات کو پیدا کریں اور عام مسلمانوں میں سلسلہ مودت و یگانگت کو مستحکم کرنے کی کوشش کریں۔ قاعدہ ہے کہ جس قوم پر نحوست اور تباہی پھیل گئی ہو وہ اپنی موجودہ وسایل سے بھی کام لینے کے قابل نہیں رہتی۔ یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ انہوں نے دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی کانفرنسیں اور سوسائٹیاں بنانی شروع کر دی ہیں۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی عالمگیر کانفرنس انکو میسر ہے وہ کسی دوسرے

مذہب والوں کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوسکتی ہے جو کانفرس انکے لئے قادر مطلق اور انکے ہادی برحق نے قائم کر دی ہے انکے ذریعہ سے وہ اپنی ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی حاصل کرنے کی کوشش کرسکتے ہیں۔ ہر سال ماہ ذالحج میں میدان عرفات کل دنیا کے مسلمانوں کا کانفرس گاہ بن جاتا ہے چینی۔ ملائی۔ مغربی۔ زنجباری۔ ہندی۔ افغانی۔ ترکستانی عربی عجمی۔ سب ملکوں کے مسلمان وہاں موجود ہوتے ہیں۔ ۱۰۔۱۱ لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں تمام دنیا کے مختلف ممالک کے مسلمانوں میں محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے جو کچھ وہ اسموقعہ پر کرسکتے ہیں کسی اور طرح سے ممکن نہیں۔ اور فی الواقع حج کا مدعا بھی یہی سربستہ اور راز پنہاں تھا۔ کہ تاقیامت کل دنیا کے مسلمانوں کو ایکدوسرے سے ملاقات کرنے اور اپنی موجودالوقت مذہبی۔ سوشل اور پولیٹیکل حالت پر بحث اور غور کرنیکا نہ صرف موقعہ ہی دیا جائے بلکہ انکو اس سے متمتع ہونے پر بلحاظ استطاعت مجبور کیا جائے۔ مگر افسوس خلف الرشید ہونہار سپوتوں نے نہ صرف اپنے سرور عالیمقام کی توقعوں کو پس پشت پھینکدیا۔ بلکہ اگر یہ کہنا کفر نہ ہو تو خود باریتعالی کو اسکی اکسپکٹیشن[1] میں ڈس اپائنٹ کردیا۔ حج فرض تو ہوا تھا۔ زیادہ تر اغراض مندرجہ بالا کے لئے اور ضمنی طور سے محض سابقہ گناہوں کے بخشوانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے ادھر ہماری معزز ترین قوم ہے کہ نہ صرف اسکی فرضیت ہی سے منکر ہے۔ بلکہ میدان عرفات میں جانے سے لنڈن اور پیرس کی سیر کو ترجیح دے رہی ہے۔ اب مسلمان مسلمان نہیں تو کیونکر اور وہ اپنے بزرگوں کا جاہ و جلال حاصل کریں تو کسطرح۔ خود غرضی نے ہمکو ایسا کچھ اپنا مفتون بنا لیا ہے کہ باوجود اس منظر اولوالعزم پیغمبر[2] کے امتی ہونے کے جو تادم واپسین امتی امتی پکارتے رہے اس دس بارہ لاکھ کے مجمع میں جو ہر سال مکہ معظمہ میں جمع ہوتا ہے مشکل کسی مسلمان کو یہ خیال گذرتا ہوگا۔ کہ اس مبارک مقام پر جہاں کی دعا کو دیگر مقامات کی ادعیہ سے لاکھ گنا فضیلت ہے۔ اور جو منزل استجابت سے بہت نزدیک ہو جاتی ہے۔ میں اپنی درماندہ قوم کیلئے اگر ظاہری کوشش نہیں کرسکتا۔ تو بارگاہ رب العالمین میں ہی عجز و نیاز سے کچھ عرض کروں۔ قصہ مختصر مسلمانوں کو اپنی دینی عظمت و جلال کو پھر دوبارہ حاصل کرنیکے لئے اسی حبل متین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے جس سے انکے بزرگ ترقی کے معراج پر پہنچے۔ ورنہ زمانہ کی موجودہ گھوڑ دوڑ میں جسمیں دیگر قومیں اپنے سمند باد رفتار سرپٹ دوڑائے چلی جا رہی ہیں۔ اور جس میں انہوں نے ابھی رینگنا شروع کیا ہے اگر وہ اسی حالت میں رہے تو ترقی کجا خود ان کے وجود کا قیام محال ہے وَماعلینا اِلا البلاغ المبین۔

ہفتہ مختتمہ ۱ فروری ۱۸۹۶ء کی تارکی خبریں وغیرہ

تارکی خبریں

[1] یعنے باریتعالی کو جو امیدیں تہیں انکو بھی باطل کردیا۔

لنڈن - ۲۳ فروری - ایک مصری ساکن پیرس کے خط کے جواب میں مسٹر گلیڈسٹون نے لکھا ہے کہ پندرہ برس ہوئے میری رائے میں تخلیہ مصر کا مناسب وقت آگیا تھا - اور اسوقت مجھے امید تھی کہ دوسری طاقتیں اس بارہ میں میری مدد کرینگی مگر خدا معلوم کیونکہ میری توقع پوری نہ ہوئی ۔

قسطنطنیہ ۲۰ فروری - باب عالی لائٹ ہوسوں (روشنی کے مینار) جو سمندر میں جہازوں کی رہنمائی کے لئے بنائے جاتے ہیں کی آمدنی کی ضمانت پر تین لاکھ فرانک قرضہ لینے کا انتظام کر رہا ہے ۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

آرمینوں نے باب عالی سے درخواست کی ہے کہ انکا اسقف اعظم جو فساد کا محرک ہوا تھا نجات کر دیا جاوے ۔

اثنائے بغاوت میں عیسائی بلوائیوں نے بغاوت سے آکر مقدونیہ کے مسلمانوں پر شبخون مارا تھا اور جن میں دو پادری بھی تھے - عدالت عثمانیہ کے حکم سے جزیرہ روڈس کو جلا وطن کر دیئے گئے ۔

بلغاریہ میں عیسائیوں کی زیادتیاں مسلمانوں پر اسقدر بڑھ گئی ہیں کہ ٹائمز سا متعصب پرچہ بھی گورنمنٹ بلگیریا کو متنبہ کرتا ہے کہ حال ہی میں جو ۲۰ مسلمان عیسائیوں کے ہاتھ قتل کئے گئے ہیں - اور گورنمنٹ نے قاتلوں کے سراغ نکالنے میں کوئی کوشش نہیں کی اگر یہی حالت رہی تو انجام اچھا نہیں ہوگا ۔

صوبہ اناطولیہ کی قصبات [illegible] اور جولک کے درمیان دس لاکھ پیاسٹر کے خرچ سے پختہ سڑک بنائی جا رہی ہے ۔

گورنمنٹ عثمانیہ ضلع جینینا (واقع صوبہ البانیا) میں ایک بہت بڑا زراعتی فارم قایم کرنیکا انتظام کر رہی ہے

شاکر پاشا - انسپکٹر جنرل اناطولیہ کی کوشش سے قبیلہ ہمدان لی جو فارس سے ہجرت کر آیا تھا ضلع قرابازار میں سرکاری زمینوں پر مستقل طور سے آباد کر دیا گیا ہے ۔

قسطنطنیہ کی تجارتی کمپنی شرکت خیریہ کے دو اور نئے جہاز نمبری ۵۴ و ۶۴ انگلستان سے بن کر دار الخلافہ پہنچ گئے ہیں ۔

سارڈینیہ کے جنگی ضلع میں معلوم ہوا ہے کہ سول حکام کی غفلت سے پچھلے دو برسوں میں تین ہزار نوجوان فوج میں بھرتی کئے جانے سے بچ رہے جسپر گورنمنٹ عثمانیہ نے ان لوگوں کو فوراً داخل فوج اور آیندہ کیلئے سخت احتیاط برتنے [illegible] کیلئے نہایت تاکیدی احکام جاری کئے ہیں ۔

شاکر پاشا انسپکٹر جنرل صوبجات ایشیائی روم کے تمام ضلعوں کی عدالتوں فوجوں اور تمام سرکاری محکموں اور صیغوں کا ضلعوار معائنہ کر رہے ہیں - اور ابتک سرکاری محاصل کے کئے تغلبات اور جوڈیشل افسروں کی بے قانونی کارروائیوں کو منکشف کر چکے ہیں - اور ساتھ ہی ساتھ بااختیار خود انکا قرار واقعی تدارک کر رہے ہیں اور ملزمان کو سزائیں دے رہے ہیں عساکر حمیدیہ کی قواعد دانی چستی و چالاکی اور اسکی جانثاری پر پاشائے موصوف نے بڑی خوشنودی ظاہر فرمائی ہے

اسمعیل بے سابق گورنر جنرل طرابلس واقعہ افریقہ کی دس ہزار پیاسٹر ماہوار پنشن مقرر کی گئی ہے +

حلب اور اسکندریہ کی سڑک پر ایک لاکھ چورانوے ہزار پیاسٹر کے خرچ سے دس پل بنائے گئے ہیں +

کستمونی اور تاش کیوپرو کے درمیان سات لاکھ پیاسٹر کے صرف سے پختہ سڑک تعمیر ہو رہی ہے +

اسمد - ترا موصل اور یالوواکے درمیان سلسلہ تاربرقی قائم کیا گیا ہے اور صوبہ وان میں ایک اور تارگھر بمقام بارکین کھولا گیا ہے +

جزیرہ روڈس میں حسب الحکم سلطانی ایک خیراتی شفاخانہ کھولا گیا ہے جس کو خزانہ سلطانی سے پچاس ہزار پیاسٹر سالانہ کی امداد دیجاویگی +

سلطنت عثمانیہ کو محاصل تمباکو سے دو لاکھ پندرہ بیس لاکھ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے +

لندن کے اخبار ٹائمز کا ایک کارسپانڈنٹ ارمنی مقتولین کی فہرست مندرجہ ذیل اسکو بھیجتا ہے :-

نام قصبہ	تاریخ قتل	تعداد مقتولین	قاتلین	نام قصبہ	تاریخ قتل	تعداد مقتولین	قاتلین
قسطنطنیہ	۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱۷۲	پولیس اور صوفیا	بلیشیا	۶ نومبر	۲۵۰	سرکیشین اور ترک
آق حصار	۹ اکتوبر	۴۵	مسلمان و بقالی	مراکش	۱۸ "	۱۰۰	سپاہی اور ترک
طرابزون	۸ "	۸۰۰	جنگی سپاہی اور اہالی	عینتاب	۱۵ "		تفصیل معلوم نہیں
بے بوت	۱۳ "	۱۰۰۰	لازی اور ترک	گرون	۱۰ "	۳۰۰۰	کرد و ترک
گمش آنی	۱۱ "	۰	تفصیل معلوم نہیں	عرب قیر	۶	۲۰۰۰	"
ارزنگیان	۲۱ "	۱۰۰۰	ترک اور سپاہی	ارزمانہ	تفصیل معلوم نہیں		
بطلس	۲۵ "	۹۰۰	سپاہی کرد اور ترک	سیورق	"		
خرپوت	۱۱ نومبر	۱۰۰۰	"	موش	۱۵ نومبر	۶	کرد
سیواس	۱۲ "	۱۲۰۰	سپاہی اور ترک	ٹوکٹ	تفصیل معلوم نہیں		
پالو	۲۵ اکتوبر	۳۵۰	سپاہی ترک اور کرد	حمص	"		
دیاربکر	"	۲۵۰۰	"	مارسوان	۱۵ نومبر	۱۲۵	ترک
البتان	اکتوبر	۳۰۰	۰	قیصریہ	۳۰ "	۱۰۰۰	سرکیشین و ترک
ارض روم	۳۰ اکتوبر	۸۰۰	سپاہی اور ترک	گمبرک - ایچین - زیلہ - اور سعرت کی تفصیل معلوم نہیں			
اورغہ	۳ نومبر	۳۰۰	"	ارطہ }			
قراحصار	۲۵ اکتوبر	۵۰۰	سرکیشین اور ترک	روم قلعہ }	۲۸ دسمبر	۳۶۰۰	
					میزان	۵۰۰۰۰	

ساتوں ولایتوں میں ارمنی آبادی مع تعداد مقتولین

ارمنی آبادی بڑے بڑے قصبات میں	۱۷۷۰۰	شہروں کے مقتولین کی تعداد	۲۰۰۰۰
" دیہات میں	۵۳۸۵۰۰	ارمنی دیہات کی تعداد	۳۳۰۰
تعداد دیہات جو برباد کر دیئے گئے	۲۵۰۰	تعداد فاقہ کشوں کی شہروں میں	۷۵۰۰۰
دیہات کے مقتولین کی تعداد	معلوم نہیں ہوئی	" دیہات میں	۳۵۰۰۰

بہت خوش ہے کہ یہ تعداد درست ہوتی۔ اور ارمینیوں کا نام و نشان ہی صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جاتا۔ تاکہ آیندہ ہمیشہ موجب فساد نہ ہوتی۔ مگر افسوس ایک تو خود کارسپانڈنٹ صاحب ہی بڑی بھولا پن سے تحریر کرتے ہیں کہ اعداد مندرجہ بالا کم و بیش درست ہیں اور دوسرے پارلیمنٹ بلوک نے سون کمیشن کی رپورٹ شائع کرکے واقعی مقتولین کی تعداد دنیا پر ظاہر کردی ہے جسے ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار میں درج کر چکے ہیں۔ ان رلست گوؤں کے حق میں سوائے لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہنا چاہیے کیا کارسپانڈنٹ مذکور کو ان مسلمان مرد و زن اور بچوں کی حالت پر رحم نہ آیا جو انہی کافران نعمت ارمینیوں کے ہاتھ سے ایشیائے کوچک میں اور انکے بلغاری اور مقدونی بھائیوں کی ہزار ہا ... سے یورپین ٹرکی میں ہزاروں کی تعداد سے ہلاک ہوئے۔

امریکہ کی پارلیمنٹ میں ایک ممبر تجویز پیش کرنیوالا ہے کہ فوراً یورپ کو تحریک کی جائے کہ سلطنت عثمانیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے (دعویٰ تو خوب مگر دیر چہ!!)

ہفتہ مختتمہ ۱ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں۔

سینٹ پیٹرزبرگ ۸ فروری۔ زار نے ایم کونوٹ کو شہزادہ فرڈیننڈ کے بیٹے کی رسم اصطباغ میں شامل ہونے کے لئے نامزد کرتے وقت کہا کہ روس پچھلی باتوں کو بھلا دینے اور بلگیریا کے ساتھ دوستانہ تعلقات از سر نو قایم کرنے کیواسطے تیار ہے۔

صوفیا ۹ فروری۔ بلگیرین پارلیمنٹ کی طرف سے آج ایک ڈیپوٹیشن نوزائیدہ شہزادہ کے کیسائے یونانی مذہب کے مطابق بپتسما پانے کا شکریہ ادا کرنے کے لئے پرنس فرڈیننڈ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پرنس موصوف نے نہایت پرجوش الفاظ میں جواب دیا کہ میں نے اپنے خاندانی تعلقات کو خیرباد کہکر بلگیریا کی خاطر اپنے لڑکے کو قربان کر دیا ہے اب بلگیریا والوں کو لازم ہے کہ اسکے عوض میں خالی زبانی باتیں ہی نہ بنائیں۔ بلکہ عملی طور پر خدمت کریں۔

بلگیریا والے روسیوں کی طرح کلیسائے یونانی کے پابند ہیں۔ اور پرنس فرڈیننڈ رومن کیتھولک ہیں۔ زار روس اور اور بلگیرین چاہتے تھے کہ پرنس موصوف کا بیٹا اُنکے مذہب کا پابند بنایا جائے۔ اور پوپ روم اور پرنس کی بیوی اسکے مخالف تھے۔ خانگی تعلقات کو خیرباد کہنے سے پرنس فرڈیننڈ کا اشارہ اسی طرف ہے کہ بخلاف مرضی اُنکی بیوی اور پوپ روم کے انکے نوزائیدہ شہزادہ کو کلیسائی یونانی کے عقیدہ کے مطابق بپتسمہ دیا گیا۔ زار روس اب اسبات سے خوش ہوگیا ہے کہ برسوں سے جو مخالفت شہزادہ کی کیجا رہی تھی اب اُسے بالکل فراموش کردیا اور روس کیطرح سلطان المعظم نے بھی پرنس فرڈیننڈ کو جو ۱۸۸۶ء سے بلگیریا پر حکمران ہے۔ باضابطہ طور پر اپنے باجگذار صوبہ کا حاکم تسلیم کرلیا ہے جس سے یہ امر بخوبی تصدیق ہوگیا ہے کہ گو سلطنت علیہ روم اور روس میں کوئی باضابطہ عہدنامہ نہ ہوا ہو تاہم اس میں کلام نہیں کہ دونوں سلطنتوں میں ایک مستحکم رابطہ اتحاد قایم ہوگیا ہے جسے انگریزوں کی ناکام پالیسی کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ ایڈیٹر)

لنڈن ۱۱ فروری۔ روسی گورنمنٹ نے صوفیا دارالسلطنت بلگیریا میں اپنا رزیڈنٹ اور سفارتی ایجنٹ مقرر کرنا منظور کرلیا ہے ٭

لنڈن ۱۳ فروری۔ مطابق فرمان شاہی آج پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا۔ لارڈ چانسلر نے ملکہ معظمہ کی تقریر پڑھی جسکا خلاصہ یہ ہے۔ دول اجنبیہ سے بدستور دوستانہ خیالات ہونیکا یقین دلایا جاتا ہے۔ بانگلو فرنچ معاہدہ سیام کا سب سے بڑا مدعا یہ ہے کہ سلطنت سیام کی خودمختاری کا قیام اور پختہ کیا جاوے۔ کمشنران حدبندی نے ہندو افغانستان اور مقبوضات روس میں جو حصہ مقرر کی ہے اُسے ہز مجسٹی زار روس کے منظور کرلیا ہے۔ انگلستان اور وینیزویلا میں جو تنازعات برپا ہیں اُنکو بیچ میں پڑکر نپٹانیکی صوبجات متحدہ نے خواہش ظاہر کی ہے اور ہمنے اس درخواست کو منظور کیا ہے اور امید ہے کہ مزید خط وکتابت سے اطمینان بخش تصفیہ ہو جائیگا۔ سلطان نے اُن بڑی بڑی اصلاحات کو جنکی بابت انگلستان۔ فرانس اور روس نے زور دیا تھا آرمینیا میں جاری کرنا منظور کرلیا ہے مجھے ٹرکی آبادی کے ایک حصہ کے متعصبانہ جوش وخروش کا دلی افسوس ہے جسکی وجہ سے آرمینیا میں سلسلہ وار قتل وخون ظہور میں آئے اور جن سے انگلستان میں نہایت سخت غصہ اور ناراضگی پیدا ہوئی۔ اسکے بعد معاملہ ٹرنسوال کے متعلق ملکہ معظمہ نے ڈاکٹر جیمسن کی ناجائز یورش پر پریسیڈنٹ کروگر کے قیدیوں کو حوالہ کردینے اور ڈاکٹر جیمسن پر مقدمہ چلائے جانیکا ذکر کیا۔ اور مہم اشانٹی کے کامیابی سے ختم ہونے پر خوشی کا اظہار کرکے شہزادہ بٹن برگ کی وفات پر افسوس کرکے اس صدمہ پر رعایا انگلینڈ نے خاندان شاہی سے جو اظہار ہمدردی کیا اُسکا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر مہم چترال کا ذکر کرکے ارشاد فرمایا کہ سڑک چترال و پشاور کی نگرانی وحفاظت کے متعلق جو اقرار اُس نواح کے قبائل سے کئے گئے ہیں انکی پوری پوری تعمیل کی جاویگی سلطنت کی بحری طاقت کو

بطلب اور وسیع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ برطانیہ کے کاشتکاروں کی مشکلات کی تحقیق کے لئے مناسب تدابیر کیجاویں گی۔ اور غیر سرکاری مدارس کو مزید امداد دی جاوے گی اسکے بعد تقریر میں ان مسودات قانون کا ذکر کیا گیا جو پارلیمنٹ کے اس اجلاس میں پیش ہونگے ٭

لنڈن ۱۱۔ فروری ہوس آف لارڈز نے بجواب تقریر ایڈریس پیش کرنا منظور کر لیا ہے۔ دوران مباحثہ لارڈ روزبری نے تقریر کے مختلف مقامات پر نکتہ چینی کی اور خاصکر معاہدہ سیام اور آرمینیا میں کوئی کارروائی نہ کئے جانے پر سخت اعتراض کیا۔ لارڈ سالسبری نے جواب میں کہا کہ سیام کو فرانس کے تصرف سے بچانے کیلئے یہ معاہدہ ضروری تھا۔ باقی رہا مسئلہ آرمینیا۔ سو جب جانتے ہیں ہم اپنی دھمکیوں کو عمل میں نہیں لاسکتے۔ تو پھر جنگی کارروائیوں کی گیدڑ بھبکیاں دینے سے کیا حاصل۔ ریاست ونیزویلا کی نسبت امید ہے کہ باہمی مصالحت سے فیصلہ ہو جائے ٭

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

آرمینیا کے متعلق بلیو بک شایع کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی سفیر متعینہ دربار سینٹ پیٹرسبرگ نے ۹ اگست ۱۸۹۵ء کو لارڈ سالسبری کو تار دیا تھا کہ روسی وزیر صیغہ خارجیہ پرنس لوبانوف نے سفیر مذکور کو یہ اطلاع دی ہے کہ زار روس ٹرکی کے برخلاف نہ خود ہی جابرانہ کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کسی دوسری سلطنت کی طرف سے ایسا ہونا پسند کرتے ہیں ٭

۱ فروری کو روئٹر نے جیسے بتلائے ایک شوشہ چھوڑ دیا کہ ٹرکی میں لبرل پارٹی پھر ہاتھ ہلانے لگ گئی ہے۔ اور اسکے بہت سے ممبر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ جن میں غازی احمد مختار پاشا کا فرزند محمود بے بھی شامل ہے۔ مگر ۳ کی تار میں خود ہی محمود بے کی گرفتاری کی تردید کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس کی تار کا پہلا حصہ بھی لغو اور خیالی ہے ٭

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جدید محتاج خانہ کے تین سو غربا کی سرمائی پوشاک کے لئے تین سو انیس بستر اور ۳۱۹ جوڑے موزے۔ اور اسی قدر بندے۔ گرم کوٹ۔ اور قمیصیں وزیر صرف خاص کی معرفت ارسال فرمائے ہیں ٭

ہفتہ مختتمہ ۱۴۔ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

صوفیا ۱۴۔ جنوری۔ شیر خوار شہزادہ بورِس کو کلیسائی یونانی کے طریق کا اصطباغ دیا گیا۔ ولیعہد کے گرک

چرچ میں شامل کر دیئے جانے پر یہاں تمام لوگوں میں بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ روسی اور ترکی سفیر رسم اصطباغ میں شامل تھے۔

لنڈن۔ ۱۹ فروری۔ سلطان المعظم نے عثمانیہ بنک سے تیس لاکھ پونڈ کا (ڈیڑھ کروڑ روپیہ) قرضہ لینا منظور فرمالیا ہے۔

ایضاً۔ ۲۰ فروری۔ ایم کیمبون فرانسیسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ عنقریب مصر جانیوالا ہے۔

ایضاً۔ ۲۰ فروری۔ تمام دول یورپ نے پرنس فرڈینڈ کو بلگیریا کا حکمران تسلیم کر لیا ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ایم ہلو تو کو جنے حال میں سلطان المعظم کی نسبت مضمون فرانسیسی میں لکھا تھا۔ اعلیحضرت سلطان نے ترکی سفیر متعینہ پیرس کی وساطت سے طبقہ امتیاز کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔

لیل معراج کو حسب معمول قسطنطنیہ میں سو مات تو ہوا کی گئیں مسجدوں میں روشنی کی گئی اور ساری رات کھلی رہیں۔ دار الخلافہ کے غربا کو نقد امداد دی گئی۔ اور وزرا اور اعلے عہدہ داران باریاب حضوری ہوئے۔

وائنا سے خبر آئی ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے محل یلدیز سے تھیٹریکل جماعت کو موقوف کر دیا ہے۔ اور آیندہ کیواسطے ممانعت کر دی ہے کہ کوئی تفریحی کھیل یا تماشہ محل میں نہ کیا جاوے۔

ضیا پاشا برلن میں سفیر مقرر کئے گئے۔ مگر شاہ جرمن نے انکا تقرر پسند نہ کیا۔ اسلئے وہاں غالب پاشا مقرر کئے گئے۔ ضیا پاشا پھر وائنا میں مقرر کئے گئے۔ مگر شاہ آسٹریا نے بھی اعتراض کیا۔ جس پر محمود ندیم بے سابق سفیر متعینہ رومانیا وہاں بھیجے گئے۔

سلطان المعظم نے نوروز کے موقعہ پر ارمنی بطریک اعظم کو چار سو پونڈ نقد مرحمت فرمائے۔

یورپین ٹرکی کے صوبجات میں ترویج اصلاحات کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بصدارت محمود جلال الدین پاشا ایک کمیشن مقرر کی گئی ہے۔

ارمنی کمیٹی قسطنطنیہ کے مالدار آرمینیوں سے ہلاک کر دینے کا خوف دلا کر روپیہ وصول کر رہی ہے کئی ارمنی اسی خوف سے ملک چھوڑ گئے ہیں۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ تحریر کرتا ہے کہ ایک ارمنی سوداگر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور یہ عام یقین ہے کہ حملہ کنندہ خفیہ ارمنی کمیٹی کا ایجنٹ تھا جو قومی مقاصد کیلئے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کرتی ہے۔ اور بصورت انکار ازراہ حب قومی انکار کنندگان کو ہلاک کر دیتی ہے (یہ ہیں مسٹر گلیڈسٹون صاحب کے مظلوم بیکس اور بے زبان ارمنی!!!)

سفراء دول اجنبیہ باب عالی کی خدمت میں قتل و خون اور لوٹ مار کا نقشہ جو قونصلوں کی رپورٹ سے تیار کیا گیا ہے بھیجنے والے ہیں۔

فرانسیسی کونسل متعینہ دیاربکر نے اپنے سفیر کو تار روانہ کی ہے کہ یہاں حالت ایسی نازک ہے کہ عبداللہ پاشا کی کمیشن کے بمرا صفا واپسی کا حکم ہوا ہے یہاں سے قدم اٹھانے میں بہتر تا کشت و خون شروع ہو جائیگے بنابریں ہیم یہاں کی تکلیف عرض معروض پر اعلیحضرت سلطان المعظم نے کمیشن کو تا حکم ثانی دیاربکر ٹھیرنیکا حکم دیا ہے نیز اثنا موجودہ والی کی جگہ والی دوسرا مستعد گو۔ نہ بھیجا جائیگا +

وابعالی سے مارد بیے سابق کمشنر کونسل فرضہ قومی کی گرفتاری کی جو کچھ عرصہ ہوا مصر کو بھاگ گیا ہے کوشش کرتا ہے مگر بقول ٹائمز مصری گورنمنٹ نے سپردگی سے انکار کر دیا ہے۔

اعلیحضرت نے ان مانسر قسم کی میگزین رائفلوں کے فوج میں تقسیم کئے جانے کا جو برسوں سے ذخیرہ میں پڑی ہوئی ہیں حکم صادر فرمادیا ہے +

صابونچی بے کی جگہ ناظف پاشا سابق وزیر صیغہ مال پھر اپنے پہلے عہدہ پر مامور کئے گئے ہیں پاشائے موصوف اب سے دو مہینے پہلے پانچ برس تک اس عہدہ پر رہ چکے ہیں اور اس اثنا میں انہوں نے اس محکمہ کی درستی اور خزانہ عثمانیہ کی ترقی میں اسقدر کوشش کی تھی کہ انکی واپسی پر بیحد خوشی کا اظہار کیا گیا ہے +

اس موسم اور نیز جدید عہد حکومت کا پہلا عالی شان جلسہ بال ۲۲ جنوری کی شام کو زار اور شہنشاہ بیگم کیطرف سے سرمائی محل میں ہوا گیا تقریباً ڈھائی ہزار مہمان موجود تھے شہزادہ بیٹن برگ کی وفات کی وجہ سے انگریزی سفارت کے متعلقین شامل نہیں ہوئے تھے۔ کھانے کیوقت شہنشاہ بیگم کی داہنی طرف ترکی سفیر اور بائیں طرف فرانسیسی سفیر تھا +

ہفتہ مختتمہ ۲ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۲۱ فروری۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ بیان کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے ترکی سفیر متعینہ لنڈن کو ہدایت کی ہے کہ گریٹ برٹن کو اس بنیاد پر کہ سوزرین پاور (یعنے شہنشاہی طاقت ٹرکی) ہندوستان اور انگلستان کے رستوں کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتی ہے تصفیہ مصر کیلئے مدعو کرے

ایضاً ۲۲ فروری۔ ترکی سفیر متعینہ لنڈن ٹائمز کے اس بیان کی تردید کرتا ہے کہ اسے مصر کے متعلق گریٹ برٹن سے سلسلہ جنبانی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے +

وائنا ۲۴ فروری۔ یہاں کے اخبارات نے اس خبر پر رائے زنی کرتے ہوئے کہ سلطان المعظم پھر مصری مسئلہ کو چھیڑنا چاہتے ہیں انکی اس کوشش کو بالاتفاق رائے نامناسب ظاہر کیا ہے اور لارڈ سالسبری کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ اس

مسئلہ پر گفتگو کرنے سے صاف انکار کردیں +

لنڈن ۲۲-فروری۔ٹائمز کا کارسپانڈنٹ قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ سلطان المعظم کی دعوت دربارۂ تصفیہ مسئلہ مصر کے جواب میں لارڈ سالسبری نے بیان کیا کہ ترکی سفیر نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ مہمل ہیں۔ اسپر سلطان المعظم نے مفصل اور منظم تجاویز کے منضبط کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کی ہے۔ فرانسیسی اخبارات اس مسئلہ پر بڑی خوشی سے بحث کر رہے ہیں اور انگلستان اور فرانس کے درمیان انگلستان کے قبضہ مصر کے ترک کر دینے کی بنیاد پر تصفیہ ہو جانے پر زور دیتے ہیں

ایضاً۔۲۷-فروری۔گو انگریزی وزیر صیغہ خارجہ اور ترکی سفیر متعینہ لنڈن دونوں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کے بیانات کی تردید کرتے ہیں مگر یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ مصر کے بارہ میں فرانس اور انگلستان کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے

لنڈن ۲۶-فروری۔بیان کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم کی نسبت پر حملہ کرنے کی سازش کے متعلق قسطنطنیہ میں بہت سے لوگ گرفتار کیے گئے ہیں +

هفتہ مذکور کی دیگر خبریں

لورپول۔ڈیلی پوسٹ ایک عیسائی اخبار ترکوں کی بے تعصبی کی نسبت تحریر کرتا ہے۔کہ وہ یہ گورنمنٹ عثمانیہ کا ہی کام ہے کہ اسنے متعصب اور بے اصول عیسائی مشنریوں کو اپنی ممالک محروسہ کے جمیع اطراف میں پھیل جانے دیا ہے باوجودیکہ وہ رعایا کو بغاوت اور فتنہ اور فساد پر برانگیختہ کرتے پھرتے ہیں۔اور نہ صرف انکی حفاظت ہی کرتی ہے بلکہ ان کو ان بدمعاشوں کو وہ وہ مراعات بخشی ہوئی ہیں۔جسکا عشر عشیر بھی وہ خود اپنی گورنمنٹ سے طلب کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے ہماری رائے میں یہ حد سے زیادہ نرم پالیسی بھی اچھی نہیں +

ٹائمز آف لنڈن کہتا ہے۔کہ روس اور ترکی کے اتحاد کے متعلق جب معاہدہ کا مسودہ سلطان المعظم کے روبرو پیش کیا گیا۔تو انہوں نے ناراضگی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسے دوستوں کے درمیان جیسے کہ وہ اور زار ہیں تحریری اقرار اور عہد پیمان ہونے بالکل فضول ہیں +

بابعالی روشنی کے میناروں کی آمدنی کے سرکاری حصے کی کفالت پر تین کروڑ فرینک قرض لینے کا انتظام کر رہا ہے ان میناروں کا اجارہ ایک فرانسیسی کمپنی کو ملا ہے جو پہلے کل آمدنی ۲۰ فیصدی عثمانیہ گورنمنٹ کو دیتی تھی۔لیکن تجدید اجارہ کیوقت سرکاری حصہ پچاس فیصدی مقرر کیا گیا تھا۔انگریزی سفیر اس امر کے قرضہ میں مخل ہونے کی مخالفت کریگا۔اسکا بیان ہے کہ سب سے زیادہ انگریزی جہازوں کی آمد و رفت ہے۔اور اسلئے وہی سب سے زیادہ ان میناروں کا محصول ادا کرتے ہیں لیکن آمدنی کی نسبت خرچ بہت کم ہے۔اسلئے موجودہ شرح محصول بجائے کمپنی کے کارندوں کو ادا کرنیکے انگریزی قونصلوں کو دیا کریں۔دونوں طاقتوں کے تعلقات کی عمدگی کی شہادتیں تو بہت معقول مل رہی ہیں +

گورنمنٹ فرانس نے ایک فرانسیسی پادری کے قتل کئے جانے اور تمام مینی جاکلن کے اسباب نہ کے لوٹ لیے جانے کی بابت بابعالی سے تاوان کا مطالبہ کیا ہے ✦

مسٹر ٹیل سفیر صوبجات متحدہ نے مراش اور خزیبٹ مشن خاتون کے سمارکرد یئے جانے کی بابت بابعالی سے ایک لاکھ ڈالر کا بجد ید مطالبہ کیا ہے۔ اور نیز انکے پھر تعمیر کرنیکی اجازت ملنے کی تاکیدی درخواست کی ہے ✦

بابعالی کے حکم سے ۲۶۔۲۰ اور ۲۹ جنوری کے تمام انگریزی اخبارات ریاستنار ڈاہیمز ومارننگ پوسٹ مورخہ ۲۹ جنوری اور ۲۹ جنوری کے تمام اخبارات پیرس۔ اور ۲۰ جنوری کے جملہ اخبارات برلن کے قلمرو عثمانیہ میں داخل ہونیکی ممانعت کر دیگئی تھی ✦

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان المعظم لارڈ سالسبری کی جنوری والی تقریر سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے قسطنطنیہ پاشا ٹرکی سفیر متعینہ انگلستان کو ہدایت کی ہے کہ وہ لارڈ موصوف سے اس خوشنودی کا اظہار کردیں ✦

سلطان المعظم نے بوساطت اپنے سفیر کے ملکہ معظمہ کے پیچیدہ تخطی خط کا جواب ارسال فرمایا ہے ✦

۳ فروری کو محل ہمایوں کی فوج کا کرنیل اور دو میجر لبرل پارٹی سے سازش رکھنے کے شبہ میں گرفتار کئے گئے ✦

مقام برمیک کے پروٹسٹنٹ۔ رومن کیتھولک اور گریگورین ارمنی پادریوں نے اعلیحضرت کو تار بھیجی ہے کہ یہاں کے تمام ارمنی مذہب اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں سلطان المعظم نے اس امر کی تصدیق کے لئے وہاں ایک کمیشن روانہ فرمایا ہے۔ مسٹر فلیپ کری سفیر انگلستان نے کمیشن مذکور کے ہمراہ اپنا ایک قونسل بھیجنے کی اجازت طلب کی جو عطا کیگئی

ولایت بطلس میں کہا جاتا ہے ۴۴۰۰ ارمنی جبراً مسلمان کئے گئے ہیں ✦

باغیان زیتون نے مسلمان قیدیوں سے بڑے سخت ظلم کئے ہیں۔ اور دو سو پچاس مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا کر ہلاک کیا ہے۔ انگریزی قونسل مسٹر برن ہم انگریزی سفیر کو مراسلہ بھیجکر اس خبر کی تصدیق کرتا ہے۔ چار دول سلطنتوں کی قونسل ۳۱ جنوری کو زیتون پہنچ گئے۔ اور یکم فروری کو انہوں نے باغیوں سے ہتیار رکھہ دینے کے متعلق گفتگو شروع کی ہے چیچک اور خارش سے بے تعداد باغی مر رہے ہیں۔ اور ترکی فوج کے بھی بہت سپاہی مرض اسہال سے فوت ہو رہے ہیں ✦

جرمنی اخبار پارلیمنٹ کی بلیو بک دربارہ آرمینیا پر لئے زنی کرتے ہوئے قسطنطنیہ میں انگریزی پالیسی کی ناکامیابی پر بڑی خوشی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ٹرکی کے برخلاف جو الزامات لگائے گئے تھے اُنکے جھوٹے ہونے کی بلیو بک مذکور کافی شہادت ہے ✦

فرانس کے اخبارات لارڈ سالسبری کی تقریر میں انگلستان کی کمزوری کا اعتراف پڑھکر خوشی سے جامہ میں پھولے نہیں سماتے ✦

اعلیحضرت سلطان المعظم نے سر فلپ کری کی سوتیلی بیٹی کو اُس کی شادی کے دن ایک بیش قیمت ۳۲ ہیروں کا ہار تحفۃً ارسال فرمایا +

حسن حسین بے اڈیٹر و مالک اخبار النیل کو جو قاہرہ میں شائع ہوتا ہے بارگاہ ہمایوں سے میر میراں کا خطاب عطا ہوا ہے +

مسٹر ہوریل ملازم شاہی کا نجا خانہ کی اعلاء بانی کو میڈل آف آرٹس عطا کیا گیا +

بو ریپت ترکی کے عدالتی و انتظامی محکمہ جات کی پڑتال کے لئے سلطان المعظم نے سول جوڈیشل اور فنانشل انسپکٹر مقرر فرمائے ہیں ہز اکسلنسی حتمی بے مشیر قانون بابعالی سول انسپکٹر نامزد کئے گئے ہیں ہز اکسلنسی خالد بے پریسیڈنٹ عدالت فوجداری جوڈیشل انسپکٹر اور انوری بے فنانشل انسپکٹر مقرر ہوئے ہیں +

احمد حلمی آفندی ۔ غربیق آفندی ۔ ادیسی ویبیان آفندی پروانت آفندی اور طمولین آفندی کو جو فرانس اور جرمنی میں زراعتی تعلیم پا کر آئے ہیں ۔ بابعالی نے حسب ذیل عہدے عطا کئے ہیں ۔ اول الذکر بیبواس کے ماڈل فارم کا منیجر ۔ دوسرے تین ہلی کے زراعتی کالج کے پروفیسر اور طمولین آفندی انگورا کی ماڈل فارم کا منیجر مقرر کیا گیا ہے +

ایک عیسائی عورت کے لئے جو مسلمان ہوگئی ہے ۔ اور جس کا اسلامی نام نور رکھا گیا ہے ۔ بابعالی نے پانچ سو پیاسٹر ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا ہے +

مخصوصیہ کمپنی کا جہاز ... دبلیلیے ... اجرین وادی آناج لایا ہے ۔ جہاں سے وہ عنقریب اناطولیہ روانہ کردیئے جاوینگے +

وزارت صیغہ تجارتی جہاز رانی ان تمام تجارتی جہازوں کی جو سلطنت عثمانیہ میں موجود ہیں فہرست تیار کر رہی ہے جس میں ہر ایک جہاز کا وزن ۔ مالک اور کپتان کا نام ۔ تاریخ ساخت ۔ نام بندر جہاں رجسٹر ہوا اور تمام دیگر جزئیات درج ہونگے +

بیبس فرلوت مسٹر گلیڈسٹون پر کل انگریزی لے دے کر رہی ہیں ۔ کہ اسنے مصر کے معاملہ میں پیرس کے ایک مصری باشندہ کو یہ لکھکر کہ میری رائے میں تخلیہ مصر کا وقت کئی برس ہوئے پہنچگیا تھا انگلستان کے مخالفوں کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتیار دیدیا ہے جسے وہ اس نازک وقت میں جبکہ خلائے مصر کا معاملہ غیر معمولی اہتمام سے چھڑنے والا ہے خوب باموقعہ استعمال کرسکینگے ۔ انگریزوں کا بیان ہے کہ مسٹر موصوف نے اس سرکاری راز کے افشاء سے کل قوم کو اپنی طرف سے بدظن کرلیا ہے ۔ افسوس بوڑھے سے نہ ترک خوش رہے اور نہ ہی انگریز ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے

اس کی سزا یہی تھی +

پہلے یہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ حضرت سلطان المعظم نے سر فلپ کری کو جان بوجھ کر سخت ذلیل کیا ہے وہ سلام کو ... محل سلطانی میں تشریف لیگئے ۔ تو سلطان المعظم نے ملاقات سے پہلے انہیں گھنٹہ بھر تک ایک ہوا دار کمرے میں منتظر رکھا

جس سے انکو زکام ہو گیا۔ اور جب وہ حضوری میں باریاب ہوئے تو نہایت بے تکلفی سے پیش آئے اور فوراً واپس کر دیا لیکن اسکے بعد فوراً ہی اس خبر کی تردید کر دی گئی۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ سفیر مذکور پہلے ہی سے زکام میں مبتلا تھے۔ اور انکو صرف پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا تھا اور جب شرف اندوز ملازمت ہوئے تو حضرت سلطان المعظم بڑی مہربانی سے پیش آئے اور انکو ازراہ تلطف زکام کیواسطے یہ نسخہ بتایا کہ گھر جاکر اور گرم دودھ پی کر سو رہو۔

ایک اور حضرت مسٹر سٹیڈ صاحب ہیں جو لندن کے اخبار نیشنل ریویو میں انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ روس اور فرانس سے ملکر سلطنت عثمانیہ کی اسطرح تقسیم کرلے کہ قسطنطنیہ روس کو دیدے خود مصر پر باضابطہ قبضہ کرے۔ آسٹریا کو البانیا اور سالونیکا بخشدے سالی کو طرابلس۔ فرانس اگر چاہے تو شام اور ایشیائے کوچک اسکو دیدیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب بہادر نے لارڈ سالسبری کی تقریر پڑھنے سے پہلے یہ پارہ ہوا منصوبے باندھے ہونگے۔ ورنہ اسکے مطالعہ کے بعد تو ہرگز امید نہیں ہوسکتی کہ کوئی انگریز ٹرکی کی قسمت کا مالک و مختار بننے کا کبھی ادعا کرے۔

لارڈ سالسبری نے ۳۱۔ جنوری کی شام کو لنڈن کے ہوٹل میٹروپول میں فرقہ نن کنفرسٹ کی دعوت کے موقعہ پر معاملات صیغہ خارجیہ پر تقریر کرتے وقت ناسا عدت روزگار سے مجبور ہو کر ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے متعلق جن الفاظ میں انگلستان کی بے بسی اور کمزوری کو تسلیم کیا ہے انکا خلاصہ مطالعہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی جتلا دیا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف وزیر اعظم ہی نہیں بلکہ وزیر صیغہ خارجیہ بھی ہیں:-

"اگرچہ معاملات خارجیہ پر گفتگو کرنا صیغہ خارجیہ کے اصول و قواعد کے خلاف ہے لیکن اسپر بھی ایک معاملہ کے متعلق میں کچھ بیان کئے دیتا ہوں کیونکہ اس کی نسبت جو اسقدر مراسلتیں میرے پاس موصول ہوتی ہیں وہ سب کی سب مذہبی جماعتوں اور خاصکر فرقہ نن کنفرسٹ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اخلاقی طور پر میں اس امر کو اپنے ملک کے مذہبی لوگوں کے لئے نہایت فخر کا موجب تصور کرتا ہوں کہ انہوں نے آرمینیوں کی قسمت کے متعلق ایسا بڑا اور گہرا اثر پیدا کیا۔ یہ بدیہی بات ہے۔ کہ انہیں اس معاملہ میں پولیٹکل لحاظ سے یا کسی اور طرح پر کوئی ذاتی فائدہ نہ تھا اور نہ ہے بلکہ یہ سب کچھ صرف مظلوموں کی عام ہمدردی اور اُن مظالم سے نفرت کی وجہ سے کیا جا رہا ہے جو وہ برداشت کر رہے ہیں۔ اور اسلئے میں دل سے چاہتا ہوں کہ اُن لوگوں کی وہ غلطیاں رفع کر دیجائیں جن میں میری رائے میں وہ اسوقت مبتلا ہو رہے ہیں۔ میری اس اصلاح سے انکی اُس ہمدردی میں جو انکو آرمینیوں کے ساتھ ہے کوئی فرق نہیں آئیگا۔ البتہ انکی اس رائے میں جو انہوں نے ان لوگوں کے حق میں قایم کی ہوئی ہیں جنہیں مسئلہ آرمینیا سے تعلق ہے بہت کچھ تغیر آجائیگا۔ سب سے پہلا امر یہ ہے۔ کہ معتدل شکایتی طرز سے لیکر سخت سے سخت انداز میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اپنی عزت کی حلف اٹھا کر آرمینیوں کی مدد کا ذمہ لیا ہوا ہے جس کا گویا یہ مطلب ہے کہ وہ سلطان کو آرمینیوں پر بطریق حسنہ حکومت کرنے پر مجبور کرنے کیلئے اس سے جنگ کرے۔ لیکن اگر وہ اُن ذمہ داریوں پر جو

اُنکے خیال میں جمنے لی ہوئی ہیں۔ غور کیجئے تو انہیں معلوم ہوجائیگا کہ وہ بہت گدو نکل گئے ہیں۔ اسبارہ میں کل عہدنامہ برلن میں صرف ایک ہی دفعہ ہے۔ اور اس میں بھی ہر شش دول عظام آپس میں نہ کہ کسی غیر شخص سے یہ اقرار کرتی ہیں کہ اگر سلطان بعض اصلاحات کو جاری کرنا منظور فرمالیں تو وہ سب ان اصلاحات کی نگرانی کرینگے بس یہی کل بات ہے جو عہدنامہ مذکور میں مندرج ہے۔" (ناظرین کو یاد ہوگا کہ جس پالیمنٹ کو اب بحالت مجبوری لارڈ موصوف نے ظاہر کیا ہے اُسے ہم کئی مہینے ہوئے مفروضہ مظالم آرمینیا کے مضمون میں موشگاف بیان کرچکے ہیں اڈیٹر)

"دوسری دستاویز جسکا حوالہ دیا جاتا ہے عہدنامہ قبرس ہے مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگ اس معاہدہ کا کس منشہ سے حوالہ دیتے ہیں۔ اس میں تو انگلستان کے اس امر کا ذمہ لینے کا ذرہ بھی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ وہ سلطان کی مظلوم رعایا کی حمایت میں کوئی عملی یا جنگی مداخلت کریگا" (قبرس کے معاہدہ پر بھی وکیل کے اسی مضمون میں مفصل بحث ہوکر یہی نتیجہ قایم کیا جاچکا ہے) +

"میں یہ سب باتیں پورے تیقن کے ساتھ کہہ رہا ہوں کیونکہ عہدنامہ قبرس کا مسودہ خود میں نے ہی تیار کیا تھا اور عہدنامہ برلن کی ۶۱ ویں دفعہ کے بنانے میں بھی میں شریک تھا" (لارڈ موصوف جنگ روس و روم کیوقت بھی وزیر صیغہ خارجیہ تھے۔ اڈیٹر) +

"دوسرا امر یہ ہے کہ لوگوں نے اُس مہیب آفت اور بعدت کی اصل ماہیت کے سمجھنے میں غلطی کی ہے جو گذشتہ اکتوبر و نومبر و دسمبر میں غریب آرمینیوں پر وارد تھی جو اصلاحیں تجویز کی گئی ہیں وہ بہت عمدہ ہیں اور آخر کار سلطان نے انکو منظور کرلیا ہے۔ مگر کوئی بھی اصلاحیں اس ملک میں جہاں عمدہ حکومت موجود نہ ہو دو ہی مہینے میں عمدہ حکومت پیدا نہیں کرسکتیں۔ انکے موثر ہونے کیلئے وقت درکار ہوتا ہے۔ بیشک مہذب ممالک میں بھی انکے واسطے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ ایسے ملک میں جسمیں نہایت سخت متعصب اور وحشی جماعت موجود ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اصلاحات مذکور رفتہ رفتہ بہت مفید اثر پیدا کرینگی۔ لیکن یہ توقع رکھنا کہ قانون دو مہینوں میں ہی لوگوں کی اخلاقی حالت کو بدلدے یہ امر محال کی خواہش کرنا ہے۔ البتہ ان دو مہینوں میں جو کچھ انکا اثر ہوا ہے وہ یہ ہے مسلمانوں نے خدا معلوم کیوں اور کسطرح یہ سمجھ لیا کہ انکی سلطنت خطرہ میں ہے۔ اور جو قوم انکی محکوم تھی وہ حاکم بنائی جارہی ہے اُنکے دلوں میں اس خیال کا بیٹھنا تھا کہ وہ مظالم توڑے گئے جنکا چنگیز خاں اور تیمور کے بعد کبھی نام تک بھی نہ سنا گیا تھا مگر تمہیں اسپر تعجب نہ ہونا چاہئے۔ آخر یہ لوگ بھی تو چنگیز خاں اور تیمور کی نسل سے ہیں۔ اور اس مذہب کے معتقد ہیں جسنے دنیا میں اگرچہ اعلیٰ درجہ کی تہذیب اور شایستگی پھیلائی ہے مگر جو دنیا کے سب مذاہب سے بڑھکر ظالم اور خونخوار بنایا جا سکتا ہے۔ ایک ترک۔ اور پھر مسلمان اور اپنے جوش مذہبی سے مشتعل ہونے کے باعث انہوں نے وہ وہ ظلم و ستم کئے کہ سیحی دنیا سکتہ کے عالم میں ہوگئی" (لارڈ صاحب نے اپنی اور ہسپانیہ۔ روس اور امریکہ وغیرہ کی مسیحا نہ

کر تو تمہیں بھول گئی ہونگے۔ اڈیٹر ◆

یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ سب کچھ سلطان اور اُسکی گورنمنٹ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اکثر واقفکاروں کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن میری رائے میں اگرچہ سلطان کی حکومت واقعی کمزور، کم بخت، بودی اور بے طاقت ہے، مگر یہ خیال کرنا محض وہم ہے کہ اُس نے سچ مچ کران ظلموں کے ارتکاب کا حکم دیا ہے میری رائے میں ایسا گمان کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محض جوش مذہبی اور تنافر قومی نے نہایت مکروہ اور ظالمانہ شکل اختیار کرکے کم بخت ارمنیوں پر یہ بلا ڈالدی اور سخت ہولناک تباہیاں اور ظلم وستم برپا کئے تھے۔ تم شاید مجھ سے اب یہ سوال کرو کہ یورپ نے کیوں دست اندازی نہ کی؟ اسکے میں صرف انگلستان کی طرف سے جواب دے سکتا ہوں۔ یاد رکھو اصلاحوں پر زور دیتے یا ہمدردی کی مراسلتیں بھیجتے وقت ہم سلطان کو خفیف خفیف سے نقصانات پہنچانے کی دھمکی دیکھتے ہو یعنی یہی کہ ادہر ادہر چند رپٹ خانوں پر قبضہ کرلیا۔ یہی ہم کر بھی چکے ہیں۔ لیکن اگر تمہیں ایک ساری کی ساری متعصب بہری قوم کے ایک دوسری ایسی قوم کی مخالفت میں کھڑے ہوجانے سے سابقہ پڑے جسکے ساتھ اُسکی صدیوں سے سخت عداوت چلی آتی ہو۔ یا ایسی قوم کیساتھ کارروائی کرنی چاہو جو کنارہ سمندر سے سینکڑوں کوس اور پہاڑوں پر آباد ہو۔ تو اسوقت اگر تم یہ خیال کرو کہ انگلستان کا ہاتھ وہاں پہنچکر اس بستی کو دور ایسی قدر خفیف کردیگا تو تم سخت دھوکے میں ہوگے۔ یہ امر کسی عیسائی طاقت کے جنگی قبضے میں آنے سے ظہور میں آسکتا ہے۔ لیکن انگلستان میں وہاں پر قبضہ کرلینے کی طاقت نہیں ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک خط میں بیان کیا ہے۔ کہ انگلستان پانچ چھ فوجیں جنمیں پانچ چھ سلطانوں کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ مگر یہ لغو اور فضول بات ہے۔ اگر سلطان کسی سمندر میں اگر ہماری مقابلہ پر آجاوے۔ تو بیشک ہم اُس جیسے پانچ چھ کا مقابلہ کرسکتے ہیں لیکن سلطان اگر جبل دان کے قریب قصبہ تولا بیس میں ہو یا آرمینیا کے ناقابل گذر پہاڑوں پر ہو جہاں کے باشندے نہایت ہی سخت مزاج اور غازی ہیں تو پھر مقابلہ کا نام لینا ہی فضول ہے۔ انگلستان اکیلا ان صوبوں پر کبھی قبضہ نہیں کرسکتا۔ اسپر تم غالباً یہ کہو گے کہ پھر یورپ نے کیوں ایسا نہیں کیا؟ ۔ کا جواب تمہیں یورپ سے پوچھنا چاہیے۔ مگر خیر میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ دول عظام کہتی ہیں کہ سلطان کی نیت نیک ہے وہ خود رفتہ رفتہ انتظام کریں گے۔ ہم میں سے کوئی بھی آرمینیا پر قبضہ نہیں چاہتا۔ اس کام کو سلطان المعظم ہی پورا کرسکتے ہیں۔ بہرکیف میں اُنکی اس رائے پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرسکتا ممکن ہے کہ وہ درست ہو ممکن ہے کہ غلط ہو۔ البتہ اس امر سے بہت کچھ حوصلہ مندی ہوتی ہے کہ پچھلے دو تین ہفتوں سے کشت وخون بند ہوگیا ہے۔ ایشیائی سلطنت کے مختلف مقامات میں فوجیں جمع ہوگئی ہیں جو کردوں اور ترکوں کے جوش کو روکنے میں ابتک کامیاب رہی ہیں ہر جگہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوگئے ہیں۔ اور پھر پہلے دنوں جیسا امن قائم ہوتا جاتا ہے۔ گو مجھے ان آثار پر چنداں بھروسہ نہیں تاہم میں خوش ہوں کہ دول عظام کو جو توقع تھی وہ پوری ہو رہی ہے۔ المختصر جو لوگ ان صوبوں میں امن کی بحالی چاہتے ہیں۔ انہیں دول عظام کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کرنی چاہیئے اگر تم اُنکے ساتھ ملکر کارروائی کرنا نہیں چاہتے تو بالضرور تم کو انکی مخالفت

میں عمل کرنا پڑیگا۔ جس سے وہ ہولناک تباہیں اور مصیبتیں حادث ہو جائینگی۔ جن کے سامنے مظالم آرمینیا بھی ہیچ ہونگے "

یہ وہی لارڈ سالسبری ہیں جنکو جب یہ یقین تھا کہ ٹرکی کا کوئی معاون نہیں تو بڑے جوش وخروش سے اُسے جنگی کارروائیوں کی دہمکی دیتے تھے۔ اور اب جو یورپ کا رخ بدلا ہوا دیکھا تو انہیں معاہدوں کو جو کبھی دہمکانے اور کبھی دق کرنیکا بہانہ بنے ہوئے تھے۔ انگلستان کی ذمہ واریوں سے بری الذمہ ہونے کی ثبوت میں پیش کرتے اور اُس کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں۔ لارڈ صاحب کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ نہایت مجبوری اور لاچاری کیوجہ سے ٹرکی کا پیچھا چھوڑتے ہیں ورنہ جو کچھ اُنکے دل میں برچھیاں چُبھ رہی ہیں انکا دل ہی جانتا ہے۔ تنازعہ دینی زولیا کے سلجھتے ہوئے نظر آتے ہی فرقہ لبرل اور پادریوں نے تو اب پھر اس مسئلہ کو بڑے زور و شور سے چھیڑنا شروع کر دیا ہے مگر فرقہ کنسرویٹیر دگو دل سے انکی رائے کی مخالف نہیں ہے جیسے ہاتھ میں اسوقت عنان حکومت ہے کیسی ایسی ملکی مصلحتوں کو ملحوظ رکھکر اس سے کنارہ کش ہو رہا ہے۔ اور واقعی یہ اسکی دور اندیشی اور تدبر کی ایک کامل دلیل ہے۔ خدا کرے اُسے یہ بھی سوجھ بھی آجائے کہ قبضہ مصر ہی کل فسادوں کی جڑ ہے اور اس کمبل کو چھوڑ کر وہ اس دریائے مواج سے الگ ہو جائے ورنہ قرائن بتا رہے ہیں کہ یہ پورا مواد اب جلد پھوٹنے والا ہے۔ جس کے تعفن سے خدا معلوم کتنی سلطنتوں کے دماغ پراگندہ ہونگے ؎

هفته مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲ مارچ ۱۸۹۶ء

{مسئلہ آرمینیا پھر چھڑتا نظر آتا ہے}

ناظرین اس عنوان کو دیکھکر غالباً چونک اُٹھینگے۔ کہ ابھی خبر ہم تو شروع دسمبر سے جبکہ تنازعہ دینی زولا اول اول شروع ہوا تھا برابر یہی سنتے تھے کہ آرمینیا کا فساد رفع دفع ہو گیا ہے۔ دوسری طاقتیں ابتدا ہی سے انگلستان کیساتھ صرف نمائشی طور پر شریک تھیں۔ خود انگلستان کو سر پر بھی جب ٹرنسوال اور دینی زولا کا طوفان اُمڈ آیا تو لارڈ سالسبری نے صاف صاف الفاظ میں کہدیا کہ ہم اکیلے اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتے اور سب سے بڑھکر اس معاملہ کے نپٹ جانیکا ثبوت یہ تھا کہ انگریزی پادریوں اور چند متعصب برآوردہ مدبروں نے آرمینی عیسائیوں کی حمایت میں شور مچانا اور گورنمنٹ کو اکسانا چھوڑ دیا۔ پھر نئے سرے سے مسئلہ آرمینیا کا چھڑ جانا چہ معنی دارد ؎

لیکن ناظرین اگر اُن تمام مضامین کو جو ٹرکی کے متعلق "وکیل" میں شایع ہوتے رہے ہیں بغور ملاحظہ فرماتے رہے ہونگے تو انہیں اس امر کا بالضرور یقین ہو گیا ہوگا کہ انگلستان بنی نوع انسان کی ہمدردی یا عیسائی رعایائے سلطانی کی خیر خواہی کی وجہ سے اس معاملہ کا محرک نہیں ہوا تھا۔ عیسائی سلطنتیں انگلستان ہو یا روس۔ فرانس ہو یا یورپ سب کی سب بنی نوع انسان

کی ہمدردی کو صرف کمزور رعایا کے دبا لینے اور ہم مخالفین کو بس چلنے پر زک دینے کے لئے اپنا ایک آلہ سمجھ ہوتے ہیں *

اور یہ آلہ چند مفسد طبع اشخاص جب تقاضائے وقت کبھی ہمدردی بنی نوع انسان اور کبھی مذہبی پیشوا اور مجتہد ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں۔ عام پبلک میں اپنی زہر آلود تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ جوش پھیلانے سے گورنمنٹ کا تختہ الٹ دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی چند ایسے جنونی اشخاص بھی ہوتے ہیں جو کسی پولیٹیکل مد نظر کے بغیر محض تعصب مذہبی سے ہی اپنی اپنی گورنمنٹ کو مخالف مذہب کی قوم سے گتھم گتھا ہونے پر اکساتے اور ابھارتے ہیں جیسے کہ حال ہی میں امیر صاحب کو ختم کافرستان سے باز رکھنے کیلئے انگلستان اور ہند میں شور و غوغا برپا کیا گیا۔ لیکن اس قسم کی تحریکوں اور بے سوچی سمجھی ایجی ٹیشنوں کی طرف جنکی در اصل گورنمنٹ کی پالیسی محرک نہ ہوئی ہو مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور اس بے توجہی کی وجہ سے وہ خود بخود تھوڑے عرصہ میں مدہم پڑ جاتی ہیں۔ برخلاف اسکے جو ایجی ٹیشن گورنمنٹ کی بالواسطہ یا بلا واسطہ ایما سے شروع ہوتی ہو وہ جب اس کی پالیسی کے زیر و بم کی موافق بڑھتی گھٹتی یا معدوم ہو جاتی ہے۔ اور یہی کیفیت بعینہ اس آرمنی شورش کی ہے *

سات آٹھ مہینے گذرے ہیں کہ یہ معاملہ سخت نازک ہو رہا تھا اور کل اسلامی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کو پرانے تعلقات یگانگت دیکھتے یاد دلا کر باغی آرمینوں کیلئے سلطنت روم کیساتھ بگاڑ نہ کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ مگر انہی دنوں میں مسٹر گلیڈسٹن نے ان سب کی اس غلط فہمی کو کہ انگلستان ترکوں سے آرمینیوں کے باعث بگڑ رہا ہے۔ صاف صاف الفاظ میں دور کر دیا تھا اور ظاہر کیا تھا کہ انگلستان در اصل کسی پولیٹیکل رنجش کے باعث سلطان کو دق کر رہا ہے۔ اسوقت تو ہم ملک مصر کو ہی وجہ رنجش خیال کرتے تھے مگر اب ہز ہائینس خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم اور مسٹر کرام مراد بے سابق کمشنر کونسل قرضہ عثمانیہ کے بیانات سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ مسئلہ خلا مصر کے علاوہ اور بھی بہت سے موجبات عناد موجود ہیں *

بات در اصل یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ جنگ کریمیا کے بعد سے ٹرکی کی متعلق انگلستان کے خیالات ہندوستان کی غدر یا طمع ملک گیری کی بدولت بتدریج بدلنی شروع ہو گئے اور جیسا کہ ایک وقت میں وہ اسکا دلی رفیق تھا ویسا ہی رفتہ رفتہ باطن میں اسکی تخریب کے درپے ہو گیا۔ مگر گذشتہ جنگ روم و روس تک اسکا یہ عندیہ ترکوں پر ظاہر نہ ہونے پایا وہ آخر وقت تک یہی سمجھتے رہے کہ انگریز ضرور ان کی امداد کرینگے مگر جب وقت روسی افواج دار الخلافہ تک پہنچ گئیں۔ اور انگریزوں کی زبان سے کوئی حوصلہ بخش کلمہ نہ سنا گیا تو سلطان نے سخت سے سخت اور ذلیل سے ذلیل شرائط پر مجبوراً اپنے جانی دشمن سے صلح کر لی۔ مگر اسکے ساتھ ہی تقریباً تمام ترکوں کے دلوں میں انگریزوں کی جانب سے گرہ بیٹھ گئی اور تھوڑے ہی عرصہ بعد انگلستان کے جزیرہ قبرص پر تقریباً قابض ہو جانے اور برلن کانفرس میں صوبجات بوسینیا اور ہرزی گوینا

پا کو دللو دینے سے اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئی۔ مگر سلطان اپنی کمزوری اور چو طرفہ دشمنوں کے نرغہ میں گرفتار رہونے
یہ سے انگریزوں کیساتھہ کھلم کھلا بگاڑ نہیں کر سکتے تھے۔ ان کو دل ہی دل میں کدورت کا مادہ روز بروز زیادہ
یا۔ ادہر انگریز اپنی مخالفانہ کارروائیوں میں قدیمی رفاقت کے تمام پاس و ادب کو آخری الوداع کہکر یہاں تک بڑھ گئے
ہ سنہ ۱۸۸۲ء میں ایک عثمانی شہر اسکندریہ کو گولہ باری سے برباد کر دیا۔ پہر کل ملک مصر پر بلا اجازت سلطان قابض
رت ہو گئے ✦

انگلستان کی یہ سینہ زوری اور غداری دیکھکر سلطان المعظم نے روس اور فرانس کیساتھہ دوستانہ تعلقات قایم
شروع کر دیئے۔ اور بالآخر جرمنی کیساتھہ اسکو ایک ایسی سلطنت پاکر جس سے سلطنت روم کے زوال سے بنات خاص کوئی
پہنچ سکتا ہو نہایت ہی گہرے تعلقات قایم کرلئے اپنے فوجی افسروں کو اُس کی فوج میں بھیجنا شروع کر دیا۔ اور سلطنت
یہ میں تمام بڑے بڑے کاموں یعنی ریلوی لائینوں وغیرہ کے اجارے جو خاص ملکی سرمایہ سے تیار نہیں ہو سکتے تھے۔ بالعموم
سوداگروں اور خال خال فرانسیسی کمپنیوں کو دینے شروع کر دیئے اور ساتھہ ہی اپنی سلطنت کی فوجی مالی۔ ملکی اور زراعتی
ں کی درستی اور اصلاح میں ایسی ستعدی سے مشغول و مصروف ہوئے کہ چند برسوں میں اُسے بیمار سے تندرست اور تندرست
مضبوط کر دیا۔ اب یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ اپنی جدید پالیسی کی وجہ سے انگلستان انکو کبھی ظہور میں آیا ہوا نہیں
یکھ سکتا تہا۔ اول تو وہ یہی نہیں چاہتا تہا کہ ٹرکی میں ریلوں کی اجرا۔ کانوں کے کھودے جانے اور نہروں اور
ں کی توسیع ہو لیکن یہ امر مجبوری اگر یہ ترقیاں رک ہی نہ سکیں تو اسکے خیال کے مطابق یہ سب کام انگریزوں کے ہاتھ میں
نے چاہئیں تھے۔ اور ٹرکی میں سوائے انگریزی سرمایہ اور انگریزی قوم کے اور کسی کو دخل ہی نہیں ملنا چاہئے تہا مگر
لطان المعظم انگریزوں سے کچھہ ایسے بیزار ہو گئے ہیں کہ جدید اجاروں کا عطا کرنا تو درکنار وہ حتی الامکان ان کے پرانے ٹھیکو
پٹوں کو بھی منسوخ کرتے چلے جاتے ہیں یہ بھی رنجش کی بہت بڑی وجہ ہے جس کا بدلہ مسئلہ آرمینیا کی شکل میں
یا جا رہا ہے ✦

اسیطرح سے انگلستان یہ امر ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ ٹرکی کو اپنی طاقت سنبھالنے اور مضبوط کرنے کیلئے کافی موقع
ہلت دیجا وے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جب تک ٹرکی کمزور ہے اُسوقت تک فرانس اور روس اُسے ہرگز مصر سے باہر
ہیں نکال سکتے لیکن اگر سلطان المعظم کو بیرونی اور اندرونی خرخشوں اور بکھیڑوں سے چند ایک برس کا وقفہ ملجاوے تو وہ اس
میں اپنی طاقت ایسی زبردست بنالینگے کہ انگریزوں کو مصر اور قبرس کا نام لینا بھی مشکل ہو جاوے گا۔ اسی قسم کی اور بھی بہت
باتیں ہیں جن کی وجہ سے دونوں سلطنتوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے سخت کدورتیں بیٹھی ہوئی ہیں
پچھلے دنوں جو مسئلہ آرمینیا کا جوش و خروش سرد ہو گیا تہا اُسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ انگلستان کو کئی ایک ناگہانی مصائب کا
سامنا آ پڑا تہا جنسے بمشکل خدا خدا کر کے اُسنے اپنا بہت کچھہ پیچھا چھوڑا لیا ہے۔ اور اب ان مصائب سے مخلصی پانے

ہی وہ مسئلہ آرمینیا کو پھر چھیڑنا چاہتا ہے۔ ملکہ معظمہ کی ١١ فروری والی تقریر کے ایک دو فقرات سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے۔ کہ یہ قضیہ ابھی انجام کو نہیں پہنچا۔ بلکہ انگلستان ایسا جلا بھنا بیٹھا ہے کہ موقعہ ملتے ہی وہ پھر سلطان کو تنگ کرنے پر آمادہ ہو جاویگا۔ خوبی قسمت سے امریکہ کے چند جنگی ممبران پارلیمنٹ کی تجویزیں اور بھی سونے پر سہاگہ کا کام دے رہی ہیں ٢٢۔ جنوری کو مسٹر کال صاحب نے صوبجات متحدہ امریکہ کی پارلیمنٹ (سینٹ) میں یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ امریکہ کی ... ہے خواہ جنگ کرکے خواہ اسی صلح صفائی سے سمجھا کر اس بات پر مجبور کرے کہ وہ ارمینیوں کے کشت و خون کو بند کردے" ایک اور ممبر نے اس کی تائید کرکے کہا: "خرپوت میں امریکن مشن کا کالج چالیس لاکھ روپیہ کی مالیت کا برباد کیا گیا ہے پادری وغیرہ جان بچانے کیلئے بھاگنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ اگر یہ سلوک کسی اور سلطنت کی رعایا کے ساتھ ہوتا تو وہ فوراً ٹرکی سے اعلان جنگ کردیتی۔ امریکہ کو اس معاملہ میں انکی تقلید کرنی لازمی ہے" ان متعصب ممبروں کی تجویز و تائید پر کوئی غور نہ کیا گیا۔ اور وہ باتفاق رائے مسترد کیگئی۔ لیکن صیغہ خارجیہ کی کمیٹی کا یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ "گورنمنٹ امریکہ امید کرتی ہے کہ دول یورپ عہدنامہ برلن کی شرائط متعلقہ آرمینیا کو پورا کرانے کی کوشش کرینگی" ہوس آف ریپرزنٹیٹوز نے بھی ٢٦ ووٹوں کی مخالفت اور ١٤٦ ووٹوں کی تائید سے ٢٠ جنوری کو سینٹ کے اس ریزولیوشن کو منظور کرلیا +

اسی موخر الذکر تاریخ کو ایک پادری صاحب نے سینٹ سے آرمینیوں کی امداد کی استدعا کرکے کہا کہ تمام عیسائی طاقتوں کو بیدار و متفق ہونا اور سلطان کو اپنی خون آلود تلوار کے نیام میں کرنے پر مجبور کرنا نہایت ضروری ہے اسی طرح سے ایک اور جنون مجسم نے پارلیمنٹ میں یہ تجویز پیش کی کہ ٹرکی سفیر متعینہ واشنگٹن کو ٹرکی واپس بھیجدیا جاوے مگر مسٹر ہٹ صاحب میر مجلس خارجہ کمیٹی نے صاحب بہادر کو متنبہ کیا کہ ہوش کرو اگر ٹرکی سفیر واپس گیا۔ تو امریکن سفیر اور تمام امریکن قونسلوں کو بھی اسی دم ٹرکی سے نکلنا پڑیگا۔ اور اس صورت میں ان نو سو امریکن رعایا کا جو سلطنت عثمانیہ میں سکونت پذیر ہیں بتاؤ کیا حال ہوگا +

ٹائمز آف لنڈن کا امریکن نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہ صرف چند خبطیوں کی شورش ہے۔ تقریباً کل امریکن مثلاً آرمینیا میں مداخلت کرنے کے سخت مخالف ہیں اور ان کو ان تجاویز سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور اس بات کی بہت کم توقع ہے کہ پریسیڈنٹ کلیولینڈ سینٹ کی پاس کردہ تجاویز کو دول یورپ کے پاس بھیجنا منظور کرینگے +

مگر اس میں شک نہیں کہ تنازعات ٹرنسوال اور وینزویلا سے فراغت ملنے اور ان چند امریکن جنونیوں کی شورش نے انگریزی گورنمنٹ اور انگریز حامیان آرمینیا کو اس قضیہ نامرضیہ پر پھر شور و شر کرنے کا موقعہ اور جرأت دلا دی ہے چنانچہ ڈیوک آف ویسٹ منسٹر نے جو اتنے مہینے خواب خرگوش میں ہی پڑے سو رہے تھے ٢٥ جنوری کو بمقام چیسٹر ایک عام جلسہ کی صدارت کرکے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ ہماری گورنمنٹ کو اس کشت و خون کے بند کرانے کیلئے جو بیچارے آرمینیا

کر رہا ہے کوئی کوشش فروگذاشت نہیں کرنی چاہیئے معاہدوں کی رو سے انگلستان بایعالی سے اصلاحات جاری کرانے کا پورا پورا ذمہ وار ہے ہم ہر روز دیکھ رہے ہیں دنقل کفر کفر نباشد) وہ شیطان بشکل انسان سلطان آٹھ دن تباہی پر تباہی کر رہا ہے مجھ سے سر فلپ کری نے کہا ہے کہ ترکی دربار سلطان کے ہاتھ میں محض کٹ پتلیاں ہیں اور انکے حکم کے بغیر کچھ نہیں کیا جاتا"

اسی تاریخ کو مسٹر چمبرلین صاحب وزیر نو آبادیہائے انگلستان اپنی تقریر میں وینی زولا پر بحث کرتے وقت مسئلہ آرمینا کے متعلق امریکہ کو اسطرح مخاطب کرتے ہیں "یہ مظالم آرمینیا پر اس ملک اور صوبجات متحدہ میں سخت ناراضگی اور مظلوموں کیساتھ نہایت ہمدردی ظاہر کی گئی ہے کیا شک ہے کہ ہم دونوں ملک جنوبی امریکہ کے ایک چھوٹے سے ملک کے خفیف متنازعہ سرحد کو چھوڑدیں اور ایک دوسرے کے ساتھ متفق اور یکدل ہو کر ترکی ظلم و ستم جبر و تعدی و تعصب کے مظلوموں کیواسطے وہ مراعات حاصل کرنے کی کوشش کریں جنکے واسطے ہم اب تک لاحاصل کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری تمام کوششیں رائگان گئی ہیں اور آرمینا کی حالت ویسی ہی پُر خطر اور یورپ کے لئے باعث ننگ ہے"

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر مسٹر موصوف کو ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا خط اس تقریر سے پہلے ملجاتا تو وہ امریکہ یا پریسیڈنٹ امریکہ کی نسبت یہ توقع بھری تقریر نہ کرتے کہ وہ ٹرکی کے برخلاف انگلستان کا ساتھ دینا منظور کرینگے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ روم و روس کے جدید معاہدہ سے انگلستان اور بھی جل گیا ہے اور وہ ضرور کسی نہ کسی سلطنت کو ساتھ ملاکر روم کو تنگ کرنے کی کوشش کریگا جسکا انجام بہر کیف دونوں سلطنتوں کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ اور قیاس گواہی دیتا ہے کہ اگر اب انگلستان نے روم سے چھیڑ خانی شروع کی تو ضرور نوبت بجنگ پہنچ جاویگی۔ جسکے واسطے انگلستان ابھی تک تیار نہیں کیونکہ اس جنگ میں روس اور فرانس ضرور ٹرکی کے معاون ہونگے اور ان دونوں سلطنتوں کی مجتمع بحری طاقتوں کا انگلستان کی بحری طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی اُسکے پاس اسوقت ۲۹ درجہ اول کے اور ۲۱ درجہ دویم کے جنگی جہاز ہیں اور ان دونوں کے پاس ۵۴ درجہ اول کے اور ۲۳ درجہ دویم کے ہیں یعنی ۳ جہازوں کی کمی ہے اور علاوہ اس کمی کے انگلستان کے اکثر جہاز پرانے ہیں اور ان دونوں کے نو گئے نئے بلکہ فرانس کے چند درجہ دوم کے جہاز انگلستان کے کئی اول درجہ والوں سے بہتر ہیں۔ علاوہ ازیں صرف اس کی جہازی توپیں ہی پرانی قسم کی نہیں ہیں بلکہ بری توپخانوں میں بھی انگریزی توپیں ہلکے گولوں کی ہیں صرف یہی نہیں بلکہ تعداد میں بھی اسقدر تھوڑی ہیں کہ ایکہزار فوج پیدل نظام کے حصہ میں صرف چار چار آتی ہیں اور دو لاکھ والنٹیئر اور ملیشیا فوج کے لئے ایک بھی موجود نہیں

ہفتہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۲۸ فروری ۔ ہوس آف کامنز میں مسٹر کرزن نے بجواب سوال کہا کہ کسی اجنبی طاقت نے کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی کہ انگلستان مصر کو خالی کر دے ۔

قسطنطنیہ ۲ فروری ۔ کالا نیو ڈوری پاشا گورنر کریٹ نے [illegible] وجہ سے استعفا دیدیا ہے کہ اسکی تفویض میں کاروبار چلانے کیلئے کافی روپیہ نہیں ہے جزیرہ میں حالت سخت مشوش ہے ۔

لنڈن ۳ مارچ ۔ ٹائمز کا رسپانڈنٹ قاہرہ سے لکھتا ہے کہ انگلستان کے مصر کو خالی کر دینے کے مسئلہ پر یہاں [illegible] مباحثہ ہو رہا ہے [illegible] تجارت پر [illegible] اثر پڑ رہا ہے تقریباً سب گروہ دیسیوں کی رائے تغیر حالت کے مخالف ہے خدیو بھی انگریزوں کیساتھ بہت ہی گھلے ملے ہوئے ہیں ۔

لنڈن ۴ مارچ ۔ روئٹر کا رسپانڈنٹ قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ وہاں یہ عام یقین ہے کہ سردست مصری مسئلہ پر بحث مباحثہ نہیں کیا جائیگا ۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان المعظم نے ایک نہایت خوبصورت عربی گھوڑا پریسیڈنٹ [illegible] کو ایک گھوڑا [illegible] نہایت [illegible] سرکاری سکرٹری کو تحفتاً ارسال کیا ہے ۔

اعلیحضرت نے ملکہ معظمہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ مظالم آرمینیا کے متعلق جو افواہیں مشہور ہو رہی ہیں وہ سب بے اصلیت لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں ابتدا خود آرمینیوں نے کی کہ مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے قتل کرنا شروع کر دیا ۔ گورنمنٹ عثمانیہ نے اب ہر جگہ امن قایم کر لیا ہے ۔ صرف زیتون میں کچھ شورش باقی ہے ۔ ٹائمز آف لنڈن رقمطراز ہے کہ زیتون میں امن قایم ہو جانے کی کامل امید ہو گئی ہے کیونکہ ترک اب لڑائی سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں ۔ بیماری اور معرکوں میں ابتک انکے چھ ہزار سپاہی ضائع ہو چکے ہیں اہالیان زیتون نے ممالک اجنبیہ کے قونصلوں کو اطلاع دی ہے کہ ہم ہتھیار رکھ دینے پر بالکل تیار ہیں بشرطیکہ ہم پر عیسائی گورنر مقرر کیا جاوے ۔

ایم سٹولاف وزیر اعظم بلگیریا نے بارگاہ سلطان میں حاضر ہو کر بلگیرین قوم کی وفاداری اور فرمانبرداری

کا یقین دلایا اور التماس کی کہ صوبجات کی درستیٔ انتظام کیلئے جو کارکن کمیٹی اصلاحات مقرر کی گئی ہے اُس میں ایک انگریز کو بھی شامل کیا جاوے۔ اعلیٰحضرت نے اس درخواست پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا ہے +

سفرائے ممالک غیر نے ایک جلسہ کرکے باتفاق رائے یہ منظور کر لیا ہے کہ چونکہ اعلیٰ حضرت روسی سفیر ایم نیلیڈوف کے سوائے اور کسی کی بات پر توجہ نہیں فرماتے اسلئے اصلاحات آرمینیا کے متعلق تمام خط وکتابت بوساطت سفیر موصوف بابعالی او بارگاہ ہمایوں سے کی جایا کرے +

ارمنی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے بطریق اعظم کو جو گذشتہ شورشوں کا ایک حد تک محرک ہوا تھا استعفیٰ دینے پر مجبور کریں مگر وہ ہٹتا نہیں ہے +

گورنمنٹ امریکہ کا جہاز ڈاک درِ دانیال میں پڑا ہوا ہے داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی گورنمنٹ عثمانیہ تو شاید اجازت دیدیتی مگر روس نے روک دیا ہے +

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ عراق عرب سے لکھتا ہے کہ یہاں عیسائی اور مسلمانوں میں بڑا اتفاق ہے لیکن کردوں نے اس علاقہ پر بھی یورش کرنی شروع کردی ہے +

لنڈن کی کمیٹی امداد آرمینیان کو لارڈ سالسبری نے اطلاع دی ہے کہ سر فلپ کری نے مجھکو ضروری تار بھیجا ہے کہ موش میں بہت سے خاندان بھوک سے مر رہے ہیں انکے لئے روپیہ بہم پہنچانا ضروری کام ہے +

گورنمنٹ مصر نے فلاحین (کاشتکاروں) کو سود خوروں کی دست برد سے بچانے کیلئے صرف بطور آزمائش دس ہزار پونڈ منظور فرمائے ہیں کہ حاجتمند کاشتکاروں کو دو پونڈ سے لیکر دس پونڈ تک ۶ فیصدی سود سالانہ کی شرح سے قرض دیا جاوے۔ سود خوروں کی شرح ۳۶ سے لیکر ۷۲ فیصدی تک ہے +

ڈیوک آف آرگائل نے ملکہ معظمہ کی تقریر پر مباحثہ کرتے ہوئے لارڈ سالسبری کی تقریر کے جواب میں فرمایا کہ ہم عنقریب اُن ذمہ واریوں کو بیان کرینگے جو انگلستان نے ٹرکی کی عیسائی رعایا کی نسبت اُٹھائی ہوئی ہیں اس ڈھٹائی کو بھی کیا کہئے آپ شاید کسی پہاڑ کی کھوہ میں سے اب کوئی نیا عہدنامہ نکالینگے +

سلطان المعظم نے روم کے پیٹر یارک کو ۵۰ ہزار اور آرمینیا کے پیٹریارک کو ۴۰ ہزار قرش عطا کئے

نصرت پاشا گورنر بغداد کی ترقی دینے کے متعلق وزیر اعظم نے ایک مفصل یادداشت لکھ کر سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کی ہے +

جرمن کے ایک مشہور مصنف مسٹر ربیر نے جنہوں نے کئی سال مصر میں رہکر تمام حالات سے پوری واقفیت حاصل کی اب ایک کتاب لکھی ہے جس میں اُس نے نہایت تفصیل کے ساتھہ دکھلایا ہے کہ مصر کی حالت انگریزوں کے قبضہ سے پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے۔ اُسنے ہر صیغہ کے متعلق انگریزوں کی نا منصفانہ کارروائیوں کو نہایت

وضاحت سے لکھا ہے اور سرکاری کاغذات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ مصر میں عربی پاشا نے جو بغاوت کی تھی وہ بھی انگریزوں کی تحریک سے ہوئی تھی اس کتاب کا عربی اور فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے اور اس کتاب کے شائع ہونے سے تمام جرمن پبلک مسئلہ مصر کی طرف متوجہ ہوگئی ہے جرمن اخبارات آجکل نہایت زور و شور سے اس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں اور سب اس امر پر متفق ہیں کہ تمام یورپ کو ملکر مصر کو انگریزوں کے قبضہ سے نکالنا چاہئے ۔

دروز ولمنسٹ بونا دکیا تھا اسکا استیصال ہوتا جاتا ہے ۴ شعبان کے مہینہ میں لطفی پاشا اور نعیم پاشا بارہ پلٹنوں کے ساتھ ان مقامات میں گئے تمام دروزوں نے خود حاضر ہوکر اسلحہ جنگ حوالے کر دئیے تیرہ دن تک سلطانی فوجیں ان مقامات پر برابر دورہ کرتی رہیں ۔ جب ہر طرح سے امن ہوگیا تو واپس آئیں ✦

محکمہ تجارت کے ایک افسر حسین آفندی نے ایک نئی سکیم وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کی ہے جس میں ۴۶ دفعات ہیں اس سکیم پر اگر عمل کیا جاوے تو کروڑ روپیہ کی رقم خزانہ میں اضافہ ہوگا ۔ یہ سکیم اقتصادیات کے محکمہ میں غور اور تحقیق کیلئے سپرد کی گئی ہے ✦

ترکی پبلک قرضہ کی آمدنی پچھلے مہینہ میں ۲۲۲۶۰۰ پونڈ ہوئی ✦

سلطان نے حکم دیا ہے کہ آرمینیا کے ہنگاموں میں جو تباہی وہاں ہوگئی ہے اور جن لوگوں کو مالی اور جسمانی نقصان پہنچا ہے انکی اعانت کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جاوے ۔ اس کمیٹی کے پریسیڈنٹ اسمعیل حقی پاشا مقرر ہوئے ہیں جو لوگ اس کام میں مدد دیں گے انکو سلطان کیطرف سے تمغے عطا ہونگے ✦

سلطان کی ولادت کے دن دار العجزہ (پورہوس) جو ایک مدت سے زیر تعمیر تھا بڑی شوکت شان سے کھولا گیا یہ عمارت پورے ۶ برس میں بنکر تیار ہوئی ہے ۔ پانسو مزدور روزانہ اس میں کام کرتے تھے اس میں دو ہزار غریبوں کے رہنے کا بندوبست کیا گیا ہے اس عمارت کے احاطہ میں ایک جامع مسجد اور ایک بڑا گرجا بھی ہے سلطان المعظم کو اس سے خاص دلچسپی ہے اور انکی خاص توجہ اور اہتمام میں یہ تیار ہوئی ہے ✦

خلیل رفعت پاشا کو جو حال ہی میں وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے سلطان نے ایک تمغہ امتیاز عطا کیا ✦

دمشق اور بیروت وغیرہ میں جو فوجیں بھیجی گئی تھیں اب اپنے اپنے مقامات کو واپس جا رہی ہیں ✦

۳۱ جنوری کو جو اعلیحضرت امیر المومنین کی سالگرہ کا دن تھا تمام شہر بڑی خوبصورتی سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا ۔ اور رات کے وقت بندرگاہ میں جتنے جہاز موجود تھے ان پر روشنی کی گئی ۔ سلام لی کی رسم بڑی شان و شوکت سے ادا کی گئی ۔ ہزاروں شخص جن میں سے اکثر دور دراز فاصلہ سے آئے ہوئے تھے ۔ جامع حمیدیہ کے صحن میں بھرے ہوئے تھے ۔ جنہوں نے مسجد کے مسقف حصے کے بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے وہیں نماز ادا کی ۔ اس موقعہ پر حب الوطنی اور وفاداری کا بے نظیر اظہار کیا گیا ۔ تمام ممالک غیر کے جہازوں کے افسر موجود تھے ۔ اعلیحضرت کی اردل میں کوئی

رہا۔ کسی گارڈ حفاظتی پہرہ نہیں تھا صرف انگاشات ہمرکاب تھا اور امیر المومنین غازی عثمان پاشا کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھلائے ہوئے محل ہمایوں سے مسجد یلدز کو تشریف لے گئے اور اسیطرح واپس تشریف لائے آرمنی بے تعداد موجود تھے

منیرپے سفیر عثمانیہ متعینہ پیرس نے عثمانیہ رعایا کی ملاقات کیلئے عام دربار لیوی کیا ۔

عثمانیہ گورنمنٹ نے معاملات متعلقہ بغاوت کی تفتیش و تحقیق کے لئے ایک سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) مقرر کی ہے جو دوسری کل عدالتوں سے فائق و اعلے ہوگی ۔

اس میں پانچ ممبر اور اعلے اپیل کے دو کونسلر مامور کئے گئے ہیں اسکے پریسیڈنٹ کونسل آف سٹیٹ کے ممبر سعید پاشا جو ایک نامور اور مشہور متعین اور ڈپلومیٹک میں مقرر کئے گئے یہ سعید پاشا سعید کوچک یا وہ سعید نہیں ہیں جو معاملات خارجیہ کا سابق وزیر تھا ۔

اعلیحضرت سلطان المکرم نے ان تمام مسلمان اور غیر مسلم لوگوں کی امداد کیلئے جنہیں اناطولیا کے پچھلے ہنگاموں میں نقصان پہنچا ہے بزیر صدارت خود ایک کمیشن قائم کی ہے جسکے وائس پریسیڈنٹ مارشل اسمعیل پاشا ہائی ملٹری کمیشن (اعلے جنگی کمیشن) جو محل ہمایوں میں رہائش پذیر ہیں مقرر کئے گئے ۔ یہ کمیشن صوبجات کے ان مسلمان اور غیر مسلمان لوگوں کی سبیل معاش کرنے کے لئے جنکی غربت محقق ہوگئی ہو روپیہ خرچ کرے گی اور نیز ان لوگوں کو اپنے برباد شدہ مکانات کے نئے سرے سے تعمیر کرنے میں امداد دیگی ۔

قسطنطنیہ میں شب برات حسب معمول بڑی شان و شوکت سے منائی گئی مسجدوں کے تمام مینار روشنی سے بقعہ نور معلوم ہوتے تھے ۔ اور وہ ساری رات مومنین کر ان میں جاکر نمازیں پڑھنے اور عبادت کرنے کے لئے کھلی رہیں غریب مسلمانوں میں روپیہ تقسیم کیا گیا ۔

صرہ ہمایوں مقدس تبرکات اور اعلیحضرت کے تحفہ تحائف محل یلدز سے ہزایکسلینسی شریف آغا ئے دار السعادت کے مکان کے سامنے خیموں میں لیجاکر رکھے گئے اور دوپہر کے وقت مقدس کارواں کی رخصت کی رسم ادا ہوئی جو سفوطرا سے سپیشل جہاز میں بندر بیروت کو روانہ ہوا جہاں سے وہ براہ ریل دمشق پہنچکر دوسرے قافلوں کو ساتھ لیکر حرمین شریفین کی طرف جائیگا ۔ اس جہاز پر بہت سے غریب مسلمان بھی جو استطاعت حج نہیں رکھتے تھے مگر حج کے آرزومند تھے اعلیحضرت نے اپنے خرچ سے حرمین شریفین کو روانہ کئے اس رسم کے دیکھنے کے لئے بے تعداد اجنبی بھی لشکر تاش میں جمع ہوگئے تھے ۔

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ امریکن متعصب پادریوں کے واویلا اور سینیٹ کے ریزولیوشنوں کی جو ٹرکی کی مخالفت میں پاس کئے گئے تھے ایک خس برابر پرواہ نہیں کرتی ۔ بلکہ برخلاف اسکے ٹرکی وزیر صیغہ خارجیہ کو ایک باضابطہ مراسلت بھیجکر اس امر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے ۔ کہ صرف امپیریل افواج ہی نے امریکن رعایا اور انکے مکانات کو بچالیے

ہنگاموں میں محفوظ رکھنے کے لئے نہایت قابل قدر کوشش اور جانفشانی کی۔ بلکہ پرائیویٹ مسلمان لوگوں نے بھی اسبارے میں بمقتضائے انسانیت کمال داد مردانگی دی جن میں سے قصبہ برجیک کے محلہ شیخ بابا کے حاجی حسین آغا اور محمد آغا خاص تعریف کے مستحق ہیں ہم انکے کمال مشکور ہیں اور عنقریب انکی حسن خدمات کا نمایاں طور پر اعتراف کیجیگے ◆

ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۳ مارچ کو ٹائمیز کا نامہ نگار قاہرہ سے تار دیتا ہے کہ مصری فوج ڈنگولہ پر قبضہ کرنیکے لئے بہت جلد آگے بڑھنے والی ہے۔ برٹش گورنمنٹ کو پہلے ہی سے اطلاع ملگئی تھی کہ درویشوں کی جنبش زیادہ ہو رہی ہے اسواسطے فوجی نمایش کی ضرورت ہے مگر اٹلی والوں کے شکست پانیسے اس امر کی ضرورت جلد ہوگئی ہے۔

رویٹر کا نامہ نگار سواکن سے تار دیتا ہے کہ درویشوں کی فوج سواکن کے ایسی قریب پہنچگئی ہے کہ وہاں سے نظر آنے لگ گئی ہے ◆

لنڈن ۱۳ مارچ۔ خیال کیا گیا ہے کہ وزیر صیغہ خارجیہ نے ٹائمیز کے نامہ نگار کی اس خبر کی کہ مصری فوج ڈنگولہ پر پیشقدمی کرنیوالی ہے تصدیق کر دی ہے مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے ہوس آف کامنز میں آیندہ سوموار (۱۶ مارچ) کو اسمعاملہ پر کچھ بیان کرنیکا وعدہ کیا ہے (درویش مہدی سوڈانی کے پیروں کو کہتے ہیں جنہوں نے متواتر فتوحات کے بعد نوبیا اور مشرقی سوڈان کو مصر یعنے انگریزی فوج کے قبضہ سے آزاد کرالیا تھا۔ ڈنگولہ۔ نوبیا میں مصر کی سرحد کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ اڈیٹر)

لنڈن ۱۴ مارچ۔ شہنشاہ فرانس جوزف والی آسٹریا نے آج بمقام سائینر (واقعہ اٹلی) ملکہ معظمہ سے ملاقات کی واننا کے اخبارات اس ملاقات کو بڑی نتیجہ خیز بتلاتے ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ اسنے قدیمی باہمی رفاقت اور ہر دو ممالک کے مشرقی تعلقات کی یکرنگی کو یاد دلایا ہے۔ (مشرقی تعلقات کی یکرنگی اور رفاقت قدیمہ پہلے تو یہ تھی کہ بوسینا و ہرزگوینا اس نے سوی (آسٹرین) بادشاہ کو ملا اور قبرس اور بعد ازاں مصر پر انگلستان نے قابو کر لیا اور اب یکرنگی یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مصر انگلستان کے ہاتھ سے نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ جسکے بعد قبرس بھی انگلستان کو چھوڑنا پڑیگا۔ اور حضرت نسوی میجسٹی کو بھی بتقاضائے یکرنگی وہ دونوں صوبے اُگلنے پڑینگے اڈیٹر)

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ عثمانیہ نے کارا تھیوڈوری پاشا مستعفی کی بجائے ترخان پاشا کو گورنر کریٹ مقرر کیا ہے ✦

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ قاہرہ خبر دیتا ہے کہ درویشوں کی دو بڑی بڑی فوجیں کسالا کی طرف بڑھ رہی ہیں اور ڈنگولہ میں بھی چند جماعتیں مصر پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں وہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ درویش کسالا پر قابض ہو گئے تو مہدیوں کا دم سب طرف خصوصاً سواکم اور ٹوکر کی جانب بہت زیادہ ہو جائیگا ✦

اعلیحضرت سلطان المعظم نے بیرن نیلیڈوف سفیر روس کو طبقہ اعلیٰ امتیاز کا تمغہ عطا فرمایا ہے۔ عام خیال ہے کہ یہ امر ترکی روسی خفیہ معاہدہ کا اور زیادہ مضبوط کرنے کیلئے کیا گیا ہے ✦

مسئلہ آرمینیا کے متعلق گورنمنٹ انگلشیہ نے دوسری بلیو بک شائع کی ہے جسمیں فروری تک کے حالات مندرج ہیں اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زار روس نے صاف صاف کہدیا تھا کہ ہم زائد حفاظتی جہازوں کے متعلق سلطان المعظم پر دباؤ ڈالنے اور ٹرکی کی اندرونی معاملات میں دست اندازی کرنے کے سخت مخالف ہیں جسکے جواب میں لارڈ سالسبری نے لکھا کہ اس طریق عمل سے تجویز اصلاحات پر بہت برا اثر پڑیگا کیونکہ یورپ کے صرف متفقہ دباؤ سے سلطان المعظم دب سکتے ہیں مگر زار نے اسے تسلیم نہ کیا اسی بلیو بک میں مندرج ہے کہ مقتولین کی مصدقہ تعداد پچیس ہزار ہے اور اصلی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے جس قطعہ ملک کیواسطے اصلاحات تجویز کی گئی ہیں۔ وہ بالکل ویران پڑا ہے ✦

نمک حرام مراد بے سابق امپیریل کمشنر قرضہ قومی عثمانیہ کو اسکی عدم حاضری میں قسطنطنیہ کی عدالت اپیل سے سزائے موت ضبطی جائداد اور اسکے کل ملکی حقوق کے چھینے جانے کا حکم دیا گیا۔ الزام یہ تھا کہ اسکے طریق عمل سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اس حکم کو چند متعصب انگریز شاید سخت سمجھیں لیکن ایک منصف مزاج شخص تو اسکی نمک حرامیوں اور سیاہ کاریوں کے مقابلہ میں اسے اس سے بھی زیادہ سخت سزا کا دگر کوئی ہوسکتی ہو مستوجب سمجھیگا۔ یہ شخص تاتاری النسل ہے رفتہ رفتہ ترقی پاکر محکمہ قرضہ عثمانیہ کا امپیریل کمشنر ہو گیا لیکن مغربی تعلیم اور یورپین آزادی کے خبط نے اسے دائرہ انسانیت سے خارج کرکے نیم وحشی اور پاگل بنا دیا۔ کئی دفعہ نوکری سے مستعفی ہو کر ایک آزاد پرچہ نکالا اور اس میں ایسے مضامین لکھنے شروع کئے جنکی مشتہر اور شائع ہونیکی سلطنت عثمانیہ کی اندرونی اور بیرونی حالت اجازت نہیں دیتی تھی۔ چنانچہ پرچہ مذکور کو آخر قطعی طور پر چھپنا بند کرنا پڑا۔ گذشتہ جون میں وہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی خدمت ہمایوں میں حاضر ہو کر باریاب ملازمت ہوا اور کوئی دو گھنٹہ کامل اندرونی حالت کی اصلاح اور جدید آئین کے نفاذ کے متعلق حضور ممدوح کی خدمت میں عرض معروض کرتا رہا۔ اعلیحضرت نے تحمل شاہانہ سے اسکی تمام معروضات کو بغور استماع فرماکر حکم دیا کہ تجاویز مذکور کو قلمبند کرکے بارگاہ سلطانی میں پیش کرے کہ انپر مناسب غور کیا جائے۔ چند روز بعد وہ تجویزیں لکھکر پھر در دولت پر حاضر ہوا۔ مگر اتفاق سے اعلیحضرت نے کسی ایک اہم معاملات مرجوعہ کے باعث اپنے ایڈیکانگ کی معرفت نہایت لطف و کرم کیساتھ اپنی عدم فرصتی کا عذر کہلا بھیجا۔ اس سے یہ نمک حرام بگڑ گیا اور اپنے پانچ دوسرے صلاح کاروں کے مشورہ سے مصر بھاگ گیا۔ اور گورنمنٹ عثمانیہ اور خود

جناب خلافت پناہی کی شان میں نامناسب کلمات کہنے شروع کر دیئے جس پر دار الخلافت سے گورنمنٹ مصر کے نام حکم بھیجا گیا کہ اُسکو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیجدیا جاوے۔ انگریزی اخبار نویس شیخی بگھار رہے ہیں کہ لارڈ کرومر سفیر انگریزی متعینہ مصر نے اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا۔ مگر خود مراد نامراد کا اس حکم کی خبر پاتے ہی پیرس بھاگ جانا اُنکی اس بے سروپا گپ کی تکذیب کر رہا ہے اور اس امر کی صاف شہادت ہے کہ اگر وہ مصر میں ٹھیرنے کی جرأت کرتا تو ضرور تھا کہ خدیو المکرم تعمیل حکم اپنے شہنشاہ کی اُسی [illegible] حضوری میں بھجوانے۔ پیرس پہنچکر اس نمک حرام نے عجب طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ جس سے اعلیحضرت سلطان المعظم کے مخالفوں کو ایک عمدہ بہانہ ہاتھ آگیا۔ دسمبر ۱۸۹۵ء میں اُس نے بزعم خود ترکوں کی ہمدردی کے جوش میں ایک رسالہ فرانسیسی زبان میں شائع کیا جس میں اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین اور اُنکے محل ہمایوں کے عہدہ داروں کو بُرے سے بُرے ناموں سے یاد کر کے سات جہان کے عیوب اور بُرائیاں اُنکے سر تھوپی ہیں۔ اور پھر اس نمک حرام دشمن ملک و قوم نے ملکی انتظام کی اصلاح کے متعلق یہ لغو و بیہودہ تجاویز قرار دیں کہ (۱) خاص قسطنطنیہ میں ایک صدر کمیٹی قائم کی جاوے جس میں چھبیس ممبر کمیٹی اصلاحات کے۔ بارہ دار الخلافہ کی بڑی بڑی جماعتوں کے منتخب کئے ہوئے۔ دو عیسائی مذہبی کونسل کی طرف سے۔ دو گریگورین آرمینوں کے۔ ایک کیتھولک ارمنی بطریق کی جانب سے۔ ایک بلغاری مذہبی بطریق اور ایک یہودی مذہبی کونسل کیطرف سے شامل کئے جاویں یعنی جملہ چھبیس ممبروں کی اسمبلی (کمیٹی انتظامیہ) بنائی جائے۔ (۲) محل ہمایوں کا اختیار صرف یہ ہو کہ وزیر اعظم مقرر کرے اور باقی وزرا کا مقرر کرنا وزیر اعظم کے اختیار میں ہو وزرا صرف اسمبلی کو جوابدہ ہوں اور وزیر اعظم شہنشاہ کو اور تمام سرکاری عہدہ دار وزیر اعظم ہی کی وساطت سے بارگاہ ہمایوں میں شرف اندوز ملازمت ہو سکیں (۳) نئی سکیم کے مطابق جو پہلا وزیر اعظم مقرر ہو وہ دول عظام کی منظوری سے مقرر کیا جائے۔" کیا ان تجاویز کو پڑھکر کوئی شخص ایک ثانیہ کیلئے بھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ کسی مسلمان یا خیر خواہ سلطنت عثمانیہ کی قلم سے نکلی ہوئی ہیں۔ پہلی تجویز کے مطابق چھبیس ممبروں میں سے بارہ تو پہلے ہی عیسائیوں کیطرف سے ہوئے اور ایک یہودیوں کی جانب سے۔ باقی رہے خاص قسطنطنیہ کے بارہ ممبر جو رعایا کی طرف سے منتخب کئے جاویں۔ ان میں بھی بکثرت عیسائی آبادی کے لحاظ سے عیسائی ہی زیادہ ہونگے لیکن اگر بفرض محال مساوی بھی سمجھ لئے جاویں تو بھی ۶ مسلمان ایک یہودی اور باقی ۱۵ عیسائی ہونگے۔ اس حساب سے سلطنت عثمانیہ اسلامی سلطنت نہ ٹھیری اچھی خاصی عیسوی سلطنت ہوگئی۔ دوسری تجویز اپنی لغویت خود ظاہر کر رہی ہے۔ تیسری تجویز کے مطابق سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ کو الگ کر کے سلطنت عثمانیہ کے اصل حکمران دول عظام کے سفرا قرار پاتے ہیں۔ اب فرمایئے جو نمک حرام مفسد۔ بد اندیش اپنی قوم کا اس درجہ دشمن ہو۔ اور اپنے ملک کو اسطرح بیچنا چاہتا ہو اُس کی بے ایمانیوں اور بد ذاتیوں کے مقابلہ میں جو سزا اُسکے حق میں تجویز کیگئی ہے کیا وہ نہایت خفیف نہیں ہے؟ ✦

مسلمانوں اور فرانسیسیوں کا اتحاد مصر کے اخبار "المؤید" مورخہ ۲۵ فروری ۱۸۹۶ء میں لکھا ہے کہ ہم اس سے چند روز پہلے اخبار "لیٹال افریکین" (ستارہ افریقہ) مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء سے یہ خبر شائع کر چکے ہیں کہ شہر الجزائر میں انڈنگ آفیسر

مسٹر فیسر اور ڈاکٹر ابن العلی کی سرپرستی میں ایک انجمن "فرنکو مسلم یونین" (فرانسیسیوں اور مسلمانوں کا اتحاد) کے نام سے قائم ہوئی ہے ہم اُن مصیبتوں اور تکلیفوں کا حال بھی لکھ چکے ہیں - جو اس انجمن کو اپنی بنیاد جمانے میں جھیلنی پڑیں اور جو الجزائر کے والیسرائے مسٹر کامبون کی مدد سے آخرکار رفع ہوگئیں +

ہم اس مضمون کو اپنے وعدے کے موافق تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ فرانس کی اصلی غرض اس انجمن کے قائم کرنے اور اپنی افریقہ کی نوآبادیوں میں مسلمانوں کے ساتھ جدید الفت و اتحاد کی بنیاد ڈالنے سے کیا ہے؟ +

ہمارے معزز ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان سب سے پہلی سلطنت ہے، جس نے زمانہ سابق میں دولت عثمانیہ کے ساتھ دوستی اور باہمی امداد کا معاہدہ کرنے اور اسلامی حکومتوں کی دلجوئی کرنے سے اسلام سے فائدہ حاصل کیا ہے اور تمام قوموں سے زیادہ فرانسیسیوں کی قوم اس بات کو خوب سمجھتی ہے انکو معلوم ہے کہ مصر میں انگریزوں کا نازل ہونا اور آرمینیا کے معاملات میں جو تمام دنیا میں ام نشرح ہو چکا ہے - انگریزوں کا سلطان کے ساتھ سخت برتاؤ کرنا یہ دونوں ایسے واقعات ہیں - جنہوں نے انگلستان کی طرف سے تمام اسلامی دنیا میں شور و غل پیدا کر دیا ہے اسلئے فرانس نے موقعہ کو غنیمت جانکر مسلمانوں کی دلجوئی اور انکو اپنا دوست بنانے کا ارادہ ایسے وقت میں ظاہر کیا ہے جبکہ مسلمان اُن سے تکلیف پا رہے تھے +

اور فرانس کو یہ بھی معلوم ہے - کہ قوموں کے حالات بدل گئے ہیں - اور مسلمانوں کے دماغوں میں جو خیالات اس کے پیشتر موجزن تھے اب وہ اس قابل نہیں ہیں - کہ انکو خطرہ کی نگاہ سے دیکھا جائے اسلئے واجب ہے کہ ان سے دوستی کے ایسے طریقے برتنے چاہئیں جو اُن کے مرتبہ کے مناسب اور اُن تعلقات کے موافق ہوں جو اُنکے اور دوسری قوموں کے درمیان ہیں اور اہل فرانس چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جیسا کہ اس سے پیشتر انگریزوں نے اُنکے ساتھ کیا ہے اور مسلمانوں کو اُنکی مدارات اور دلجوئی سے مبادلہ اور معاوضہ کے طور پر کوئی نفع حاصل نہیں ہوا ہے +

یہی سبب ہے کہ فرانس نے بعض ایسے کام کرنے شروع کئے ہیں - جن سے مسلمان خوش ہوں منجملہ اُن کاموں کے ایک یہ ہے کہ پیرس دارالخلافہ فرانس میں ایک عالیشان مسجد کی بنیاد ڈالی ہے - اور اُس کی تعمیر جاری ہے اس سے بھی زیادہ کوشش مشہور سیاح اور فرانس کی نوآبادی گنی کے گورنر جنرل مسٹر دو برزہ نے کی ہے جس نے ممالک سودان میں مسلمانوں کے لئے اسلامی اور علمی مدارس کی بنیاد ڈالی ہے - اور وہ ان ایام میں شہر تولس میں پہنچا ہے اور جامع زیتونہ کی سیر کی ہے +

فرانس نے اسوقت سے پہلے الجزائر کے باشندوں کو فرنسیسیوں کی قومیت میں داخل کرنا چاہا تھا تاکہ وہ فرانس کے قانونی حقوق سے اسیطرح متمتع ہوں - جس طرح فرانس کا ہر باشندہ متمتع ہوتا ہے اور قومیت میں داخل کرنے سے یہ مراد تھی کہ الجزائر کے مسلمان نکاح "طلاق" میراث وغیرہ شخصی حالات میں شریعت اسلامیہ کے احکام کو بالکل ترک کر دیں

مگر سوائے چند اشخاص کے جو اپنی ہی رٹ پر چلتے ہیں۔ اور جو نہ اہل عرب کی نظر میں کچھ وقعت رکھتے ہیں نہ اہل یورپ کی۔ اور کسی نے اسکو قبول نہیں کیا ✦

لیکن انہی دنوں میں فرانس کے بہت سے حکام، مجلس سینیٹ کے نائبوں اور مجلس قومی کے ممبروں اور بہت سے نامی مصنفوں، عالموں اور حکیموں نے جن میں سب سے مقدم اور مشہور فلسفی اور نامور خطیب لشپ سینیٹ لوازون ہیں وجہ تکلم میں آیا ہوا ہے بلند آواز سے اس طریقہ کی خرابی کو ظاہر کیا۔ جو فرانس نے الجزائر میں جاری کر رکھا تھا اور کہا کہ الجزائر سوڈان غربی سنیگال، دہکو نگو کے تمام مسلمان فرانس کی فوجی خدمت میں داخل ہونے کیلئے اس شرط پر بالکل تیار اور آمادہ ہیں کہ انکو انتخاب کا حق اور فرانس کے تمام ملکی اور تمدنی حقوق عطا ہوں اور انکو ان شخصی حالات میں کہ کسی حالت کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے جو فرانس کے جدید تمدن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور جن کو عربی نسل اور شریعت مذہب اسلام کے احکام سے خارج ہونے کا باعث تصور کرتے ہیں ✦

اسی بنیاد پر الجزائر میں فرانسیسیوں اور مسلمانوں کے اتحاد کیلئے وہ انجمن قائم ہوئی ہے جس کا ذکر ہم اخبار "لیشول فرنکیز" سے نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس انجمن نے یہ ٹھان لی ہے کہ اپنے مقاصد اور اغراض کی حقیقت کو اور فرانس کیساتھ مسلمانوں کی دوستی کے فائدوں کو عربوں پر ظاہر کرے اور خالص اسلامی مدارس کی بنیاد ڈالے تاکہ مسلمان اُن علوم کے سیکھنے سے نفرت نہ کریں جن سے اُن کی عقلیں ترقی پا سکتی ہیں کیونکہ الجزائر کے باشندے ابتک اسلئے تعلیم سے گریز کرتے ہیں کہ وہ یورپ کے موجودہ مدارس کو جو اُنکے سامنے موجود ہیں اور اُنکے طریقوں کو شک اور شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ✦

اس میں شبہ نہیں کہ فرانس اس جدید طریقہ سے اُن تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے جو مغربی افریقہ میں اسکے زیر حکومت ہیں اور خود فرانس اس طریقہ سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ اُن اطراف میں اسلام بہت پھیلا ہوا ہے اور اسلام ہی نے سب سے پہلے اُس ملک میں قدم رکھا اور اپنا اثر دوڑایا ہے اور سوائے مسلمانوں کے جو کہ بت پرست ہیں اور جو شخص اُنسے محبت اور دوستی سے پیش آتا ہے اُسکے وفادار دوست بنجاتے ہیں اُس ملک میں کوئی قوم نہیں ہے جو فرانس کے رعب و اثر ڈالنے اور اپنی حکومت کو وسیع کرنے کی راہ میں حائل ہو ✦

سیاحوں کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی افریقہ کا تمام حصہ کہ آشندی جو از روئے انگلستان و جرمن کے معاہدوں کے فرانس کے لئے واگذاشت کر دیا گیا ہے اور جو فرانس کے عملی اثر سے ابتک الگ تھلگ رہا ہے تعداد میں پچاس ملین یعنی پانچ کروڑ کے قریب ہیں اُنمیں اکثر مسلمان ہیں

پس کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر فرانس کے بڑے بڑے آدمیوں نے مسلمانوں کیساتھ دوستی اور اتحاد کو واجب قرار دیا ہے کیونکہ اس میں فرانس کو خود بڑے فائدہ کی امید ہے ✦

علاوہ ازیں ہم کو اُن خطوں سے جو الجزائر کے حالات پر ہمارے پاس آئے اور اپنے بہت سے دوستوں کی تحریروں سے تحقیق کیا تہہ معلوم ہوا ہے کہ الجزائر کے باشندے اس جدید طریقہ سے بہت خوش ہیں اور فرانسیسیوں کی دوستی کو پسند کرتے ہیں اور ان جلیل القدر لوگوں کے مشکور ہیں جنہوں نے فریقین میں دوستی اور اتحاد پیدا کرنے اور اسکو محکم طریقہ پر قائم رکھنے میں کوشش کی ہے اسیطرح ہمکو یہ بات بھی معلوم ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ اس اتحاد کی دل سے قدر کرتی ہے۔ اور جانتی ہے کہ مسلمان باشندے جو اُسکے زیر حکومت ہیں اور جو اب سے پیشتر نہایت تلخی اور تکلیف کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جدید طریقہ سے اُسکی وفادار مخلص اور مفید رعیت بن جائینگے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کا طبعی خاصہ ہے کہ جو لوگ ان سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہیں وہ ہمیشہ اُنکے احسان مند اور مشکور رہتے ہیں

ہمارے ناظرین جانتے ہیں کہ فرانس کی گورنمنٹ نے تین سال سے الجزائر کے باشندوں سے حسن سلوک کی کوشش شروع کی ہے اور اس قلیل عرصہ میں اسکا عمدہ نتیجہ ظاہر ہو چکا ہے اور الجزائر کی فرانسیسی حکومت کو اپنی رعیت کی نیک نیتی اور دوستی کا حال تحقیق کیا تہہ معلوم ہو گیا ہے یہانتک کہ جنرل کاؤنائک نے فرانس کی چیمبر آف ڈپیوٹیز نائبوں کی مجلس کی خدمت میں ایک درخواست اس غرض سے روانہ کی ہے کہ الجزائر میں فرانسیسی فوج کی تعداد کم کردی جائے کیونکہ اب ملک کی حالت بالکل خطرناک نہیں ہے اور نہ اس قدر مصارف کثیر کی ضرورت ہے

بیشک چند فرومایہ فرانسیسی اور یہودی ہیں جو زمانہ سابق میں فرانسیسی حکومت سے بے انتہا متمتع ہوئے ہیں اور الجزائر کے باشندوں کا خون چوس کر بڑے دولتمند اور جاگیردار ہو گئے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ الجزائر کے باشندوں کیلئے روزی کمانے اور حصول معاش کے رستے کھل جائیں اور وہ اپنے فایدہ اور نقصان کو سمجھنے اور سوچنے لگیں کیونکہ اگر وہ کسی قابل ہو گئے تو اُن رہزنوں اور غارتگروں کی راہ میں حایل ہونگے اور اُنکو ہاتھ رنگنے اور خون چوسنے کا موقعہ نہ ملیگا +

ان فرومایہ غارتگروں کو ہرگز گوارا نہیں ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ مسلمانوں اور فرانسیسیوں کے درمیان دوستی اور اتحاد کی کوئی راہ نکالے۔ اسی لئے وہ اکثر اخباروں میں زہر اگلتے رہتے ہیں اور ایسی مشکلات اور صعوبتیں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ جن سے وہ انجمن جو فرانسیسیوں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور دوستی کی بنیاد ڈالنے کیلئے قایم ہوئی قایم نہ ہونے پائے جیسا کہ اخبار "لیکوال افریکن" (ستارہ افریقہ) نے بیان کیا ہے +

لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ فرانس کی گورنمنٹ اپنی اصلی غرض اور اصلی مصلحت کو اُن غارتگروں کی عزت و امتیاز قایم رکھنے کی راہ میں برباد نہیں کرے گی جو الجزائر میں تنہا فرانسیسیوں کی حکومت اور آبادی سے متمتع ہیں۔ کیونکہ یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ ہر سال اپنی خزانہ عامرہ سے کروڑوں فرینک الجزائر میں خرچ کرے اور چند حریص اور طامع لوگ اُس روپیہ کو اپنے منافع کیلئے راس المال بنائیں

اسلئے کہ یہ ایک پہلو سے اصول کفایت شعاری کے برخلاف ہے اور دوسرے پہلو سے فرانسیسی قوم کی شرافت اور شان کے مخالف ہے ۔

ٹرکی کی عورتیں حال میں ایک کتاب بعنوان بالا ٹرکی کی عورتوں کے حالات پر انگریزی میں شائع ہوئی ہے اس ضخیم ایک ہزار صفحہ کی کتاب کی مصنفہ ایک انگلش لیڈی لوسی ایم جی گارنٹ نامی ہے جسنے سالہا سال تک ٹرکی میں رہکر باوجود غیر زبان اور غیر مذہب اور اجنبی قوم ہونیکے مسلمان عورتوں کے جسقدر حالات قلمبند کرکے مہذب دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ آجتک کسی دوسرے نے نہیں لکھے۔ مغربی یورپ ایک زمانہ دراز سے مسلمانوں کی اصلی سوشیل حالت کی نسبت بالکل تاریکی میں پڑا ہوا تھا اور ابتدائی محققین کی تحقیقات پر یاتو تعصب یا سخت لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا تھا ۔ انگلستان کے سب سے پہلا سیاح جسنے ترکوں اور مسلمانوں کے حالات میں قلم فرسائی کی تو اُسکے خیال میں ترک آدم کی اولاد ہی نہیں۔ وہ شخص بیت المقدس کی حج کو آیا تھا اور جب وہ حج سے واپس گیا تو اُسنے عجیب و غریب باجرے واقعے بیان کئے جسمیں اُسکے ایک یہ بھی تھا کہ ترکوں کی شکل عام بنی نوع سے مختلف ہوتی ہیں۔ اُنکے سر پر ایک سینگ ہوتا ہے اور اُنکی گردن سارس کی سی ہوتی ہے۔ وہ جنات اور انسانوں کے باہمی ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب حضرت آدم بہشت سے نکالکر زمین پر پھینکے گئے اُسوقت اُنکے ہمراہ دوزخ سے کچھ بھوت پریت شیاطین وغیرہ بھی زمین پر اتر آئے تھے۔ اور وہ آکر انسانوں میں آباد ہوگئے تھے آخر کو باہمی ناطہ رشتہ ہونے لگا اور نتیجہ یہ ہوا کہ سرسینس یعنی مسلمانوں کی عجیب و غریب سینگدار دوغلی قوم پیدا ہوگئی۔ پھر دوسرا دور تحقیقات کا شروع ہوا اور وہ پہلے سے زیادہ معتبر خیال کیا گیا۔ کیونکہ اب بھی نصف سے زیادہ یورپ اُسی خیال کو اپنے دل میں جمائے بیٹھا ہے جو دوسرے دور کی تحقیق سے پیدا ہوا تھا۔ اس دور کی تحقیق نے اسبات کا قطعی فیصلہ کردیا۔ کہ مسلمان اپنی مستورات کو حیوانات کی طرح بے روح مانتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اُنکے لئے نہ کوئی عذاب دوزخ اور نہ آرام جنت۔ وہ جانوروں کی طرح مٹی ہوکر یہاں کی یہاں رہجائینگی۔ شعرا کے کلام اور بڑے بڑے مصنفوں کی تصنیفات میں اس خیال کو اکثر مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ہم دور کیوں جائیں [illegible] میں امریکہ میں مسٹر کلارک نے جو فارن مشن کی کمیٹی کے ایک رکن اعظم تھے بورڈ آف کمشنر کے سامنے اپنی نئی تحقیقات کو بیان کرتے وقت یہ بھی بیان کیا کہ اسلام نے اپنے پیروں کو سکھایا ہے کہ عورتوں کے روح نہیں ہوتی۔ اور اس روشنی کے زمانہ میں امریکہ جیسے ملک کے اسقدر عالم کی تحقیق یہ ہے تو اس سے ایک یا دو صدی پیشتر کے محققین بالکل معذور ہیں۔ اب گو رفتہ رفتہ علما اور حکمائے یورپ کی تحقیق کے مطلع کو اسقدر بے سروپا باتوں کے غبار سے صاف کرنے کی بہت کچھ کوشش کی ہے تاہم ماسوا چند مصنفین کے اور سب کی یہی رائے ہے کہ مسلمانوں کی مستورات کی اسیرانہ حالت قابل رحم ہے چنانچہ ایک مشنری لیڈی لکھتی ہے ۔ ہر چند مشرق میں ہمارے سفر کی غایت یہ قرار پائی تھی کہ ہم حرم سراؤں کی سیر کرینگی لیکن وہاں پہنچکر ہمنے ان ذلت گاہوں میں داخل ہونے سے انکار کیا اگر یہ ممکن ہوتا کہ ہم اسطرح حرم سراؤں میں جاکر اپنی بہنوں کو اس غلامی سے آزاد کرنے میں مدد کرسکیں گی تو میں بڑی خوشی سے انہیں داخل ہوتی لیکن حرم سراؤں

میں جانا اور وہاں جا کر اپنی بہنوں کو اس قابل نفرت جیلخانوں میں محبوس پانا ایسے کام ہیں جنکو ایک کرسچین عورت اپنے اوپر کبھی گوارا نہیں کر سکتی "۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ اسلام کے پردہ سسٹم کو کسقدر نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ لیکن یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ مسلمان عورتوں کو محض اس بنا پر کہ وہ گھروں میں بند رہتی ہیں قیدی اور لونڈیاں اور کیا کیا کہا جاتا ہے۔ اور ان باتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے کہ کسی آدمی کو اصلی آزادی حاصل ہوتی ہے محض بازاروں میں اور میلے سیرگاہوں میں غیروں کیساتھ پھرنے کا نام کسی عاقل کے نزدیک آزادی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام غلام جن کو بازاروں میں جانے کی ممانعت نہیں آزاد ہی کہلاتے لیکن انسان کی سوشیل لائف میں آزادی اور غلامی کے شرائط ہی دیگر ہیں سب سے پہلی اور بڑی شرط آزادی کی حقوق ہیں۔ کتاب زیر ریویو کی مصنفہ نے جا بجا عیسائی اور مسلمان عورتوں کا بلحاظ حقوق کے مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ اسلامی مستورات کی حالت بہ نسبت عیسائیوں کے بدرجہا بہتر ہے گو وہ اسلام کی موجودہ سوسائیٹی کے پردہ در پردہ کے خلاف ہے۔ جیسے ہر ایک سمجھدار آدمی کو ہونا چاہئے۔ لیکن اُس پردہ کو جو مذہبی قواعد پر مبنی ہے بالکل جائز سمجھتی ہے ✦

لوسی ایم جے گارنٹ کے نزدیک اسلام نے لونڈیوں کو بھی اسقدر بڑے حقوق دیئے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنی آزاد بیویوں کو نہیں دیئے۔ لونڈیوں کے حقوق پر مفصل بحث کے بعد وہ لکھتی ہے "ہم اس سے پیشتر لکھ چکی ہیں کہ لونڈیوں سے اسلام اسقدر مہربانی اور فیاضی سے سلوک کرتا ہے کہ عیسائیت کسطرح اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ گذشتہ تیرہ سو برس سے آجتک ایک آزاد مسلمان عورت کے قانونی حقوق کیا کیا ہیں۔ بہ حیثیت بیٹی ہونے کے وہ اپنے باپ کی جائداد کی وارثہ قرار دیگئی ہے۔ باپ کی وفات کے بعد اُسکو اُسکی جائداد کا ایک مقرر حصہ ملجائیگا جسکو قانون خود تجویز کرتا ہے اور مقرر حصے کے حاصل کرنے میں بی بی ہونے کی حیثیت سے وہ مالک مطلق العنان سمجھی جاتی ہے اُس تمام مال کی جو اُسکو اپنے والدین سے ملتا ہے یا شادی کے بعد اپنے شوہر سے ملتا ہے وہ اپنی زندگی میں جسطرح چاہے اپنے مال کو صرف میں لا سکتی ہے اور اپنی وفات پر جسکو چاہے وصیت کر سکتی ہے۔ کو درجہ کا قانون اُسکے لئے بالکل نہیں وہ قانوناً اپنے لئے اور نیز اپنے لونڈی غلام کے لئے اپنے خاوند سے نان و نفقہ لے سکتی ہے۔ اسلام نے جسقدر ماں کو عزت اور وقار اور حقوق کا درجہ دیا ہے ویسا کسی مذہب نے نہیں دیا۔ جب بچہ پیغمبر کے اس قول کو دیکھتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے تو وہ اپنی والدہ کا جاں نثار غلام ہو جاتا ہے "

وہ اسلام کے شادی کے طرز کو بہت پسند کرتی ہے۔ نکاح کیوقت مہر کا قرار دینا اُسکے نزدیک تمام قوانین سے بڑھکر مفید ہے کیونکہ اس سے ایک تو بی بی کی سوشیل پوزیشن بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہی مفید قاعدہ ہے جو عام طور طلاق کی سد راہ ہے عیسائی جورو اور خاوند کے درمیان بھی ناچاقی اور دشمنی کا ویسا ہی احتمال ہے جیسے مسلمان بی بی اور شوہر میں لیکن عیسائیوں میں نہ تو مرد اور نہ عورت اپنا پیچھا چھوڑا سکتے ہیں۔ تاوقتیکہ پبلک پر اُن تمام ناپاک اور گندے افعال کو ایک دوسرے کی نسبت

ثابت نہ کریں۔ جنکا سرزد ہونا آدم زاد سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جن لوگوں نے انگلش طلاق کے مقدمات کو دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جب جورو اپنے شوہر یا شوہر اپنی جورو کی بیوفائی ثابت کرنے پر آتے ہیں تو بیحیائی اور پردہ دری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ حالانکہ مسلمانوں میں طلاق کی خبر بجز چند آدمیوں کے جو طرفین کے خویش واقربا ہوتے ہیں باہر نکلنے ہی نہیں پاتی۔ اسلام نے بی بی شوہر کے تعلق میں زیادہ تر باہمی لگاؤ اور محبت کا جز رکھا ہے اور قانونی رکاوٹیں اور مہر کا قرار دینا مصلحتاً تجویز کئے ہیں۔ علاوہ اسکے اپنی بی بی سے ناانصافی کرنیوالا مرد سوسائٹی میں سخت مطعون اور ملعون ہوتا ہے جسکی وجہ سے ہر ایک مسلمان کی جرأت نہیں پڑسکتی کہ اپنی بی بی کو طلاق دے عملاً ایک عیسائی کو طلاق دینی زیادہ آسان ہے بہ نسبت ایک مسلمان کے اگر ایک مسلمان اپنی بی بی کو طلاق دیگا۔ تو بی بی کو گلے میں جھولی ڈالکر بھیک مانگنی نہ پڑیگی کیونکہ وہ تمام جائداد جو طلاق کے وقت تک اُسکے قبضہ میں ہو اُسکی ہر ہے زیورات وبرتنوں وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیجا ویگی۔ اور علاوہ بریں مہر کا روپیہ الگ۔ حالانکہ اگر عیسائی لیڈی کو اُسکا شوہر قانونی طلاق دے۔ تو اُسکی وجہ معاش کی حالت ناگفتہ بہ۔ لوسی ایم جے گارنیٹ نے عام طور پر مسلمان عورتوں کی حالت کو عیسائی عورتوں پر فائق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اُسنے جو حالات ٹرکی کی عورتوں کے بیان کئے ہیں اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنکی حالت بہ نسبت ہمارے ملک کی پردہ نشینوں کی بدرجہا اچھی ہے ترکوں میں سب سے عمدہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ مستورات برقع پہنکر جہاں چاہیں جا سکتی ہیں صرف غیروں سے اپنا مُنہ پوشیدہ رکھنا مطلب ہے نہ کہ چاند سورج ہر ایک نیچر کی چیز سے پردہ کیا جائے اور مدام یا تو گھر کی چار دیواری میں بند اور کبھی کہیں جانے کا اتفاق بھی ہوا تو پالکی وغیرہ پردوں میں دم بخت۔ گرما میں بڑے بڑے پاشاؤں کی بیگمیں اپنی لونڈیوں اور نوکروں کو ساتھ لیکر پہاڑوں کے پُر فضا سبزہ زاروں اور میدانوں اور چشموں کے پُر لطف تفرج گاہوں میں سیر کرتی پھرتی ہیں عموماً متوسط درجہ کے ترکوں کی بیبیاں بھی گرما میں ملکر کسی پہاڑ یا میدان کی سیر کو چلی جاتی ہیں اور صبح سے شام تک کسی مخملی سبزہ زار یا گلگشت کی سیر کے بعد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتی ہیں۔ غیر مردوں کی سوا اور جسقدر نیچر نے ہمارے لئے فایدہ کی چیزیں بنائی ہیں ان سب سے ایک ترک لیڈی فایدہ اٹھا سکتی ہے۔ وہ برقع پہنکر بازاروں میں جا سکتی ہے ہوا خوری کر سکتی ہے۔ نیچر کی نیرنگیوں اور قدرت کے نظارات دیکھ سکتی ہے۔ جب ہم مقابلتاً ہند کی پردہ نشینوں کی حالت پر غور کرتے ہیں تو سوائے رنج کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہوتا۔ تمام محققین علم حفظان صحت کا اجماع ہے کہ سوائے کسی قسم کی ورزش کے کبھی کسی آدمی کی صحت ٹھیک نہیں رہ سکتی تمام حکما اور نیز عوام الناس کا تجربہ ہے۔ کہ سوائے اپنے تمام حواس اور قوی جسمانی اور روحانی کو کام میں لانے کے کبھی انسان کو سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی لیکن ہماری سوسائٹی کے تو ہمات کے بادل در بادل نے اسلامی پردہ پر ایسا پردہ در پردہ ڈالا ہے کہ مصیبت زدہ پردہ نشینوں کو اکثر ہوا اور روشنی سے بھی محروم رہنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی عورتیں بیس اور حد پچیس برس کے اندر ہی اندر اپنی طاقت صحت اور خوبصورتی کو کھو بیٹھتی ہیں اور اپنی باقی عمر کو مصیبت میں کاٹتی ہیں۔ حالانکہ ٹرکی میں عورتیں تیس برس تک جوان اور تندرست رہتی ہیں۔

اور اسکے بعد بھی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتیں ؎

ٹرکی میں عموماً عورتوں کو ملکی معاملات میں بھی بہت کچھ دخل ہو اور تمام سلطنت کے پالٹیکس پر انکا اثر پڑتا ہے سلطان کا حرم تو سلطنت ٹرکی میں ایک خفیف پارلیمنٹ کا کام دیتا ہے۔ بعض وقت حرم کی مخالفت کے سامنے خود سلطان کی بھی کچھ پیش نہیں چلتی۔ وزرا وغیرہ پر حرم کا بہت بڑا رعب ہے اور سلطنت کی بڑی بڑی باتوں پر اکثر وہاں بحث ہوتی ہی۔ وزیر اعظم کی بی بی کو پالیٹکس میں اسقدر دخل ہو کہ جسقدر اندرونی یا بیرونی معاملات ہوتے ہیں اُن تمام کے بارے میں وزیر اعظم اپنی بی بی سے صلاح و مشورہ کرتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی افسروں کی بی بیاں ملکی معاملات سے واقف ہوتی ہیں۔ اور اپنے خاوندوں کو انھیں مشورہ دینے کے قابل ؎

ترک اپنی ماؤں کی جسقدر قدر و منزلت کرتے ہیں۔ ویسی اور کوئی قوم نہ کرتی ہوگی۔ ترکوں کی ماؤں کو بھی اپنے بیٹوں سے اسقدر محبت مادرانہ ہوتی ہے کہ اور کسی ملک کی عورتوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ بچپن ہی سے اپنے بیٹوں کی سخت تربیت میں مشغول رہتی ہیں تاکہ اُنکے بیٹے اعلےٰ فوجی اور ملکی افسر بننے کے قابل ہوجائیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد زچہ سے تقریباً وہی سلوک ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں تنگ مکان میں زچہ کو ایک آدھ ماہ تک بند رکھا جاتا ہے اور کثرت سے عورتیں ہر وقت اُسکو گھیرے رہتی ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر باپ کو ایک کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور نہ سوسائٹی کے قواعد کے رو سے اس رقم کے خرچ کرنے میں مجبور ہوتا ہے۔ شادی عموماً بچپن میں ہوتی ہے۔ چودہ پندرہ برس سے اُدھر کوئی لڑکی کواری نہیں رہتی۔ اگر رہی تو سخت معیوب خیال کیجاتی ہے۔ جب کسی لڑکے کی شادی کا وقت قریب آتا ہے تو لڑکے کی ماں لڑکی کی تلاش میں ہمہ تن مشغول ہوجاتی ہے۔ جہاں جہاں اُسکو اپنی برادری میں لڑکیوں کا پتہ چلتا ہے۔ وہ خود اپنی لونڈیوں کو اپنے ہمراہ لیکر وہاں جاکر لڑکی کو دیکھتی ہے۔ جب وہ لڑکی والے کے گھر جاتی ہے تو دروازے سے اندر گھستے ہی اپنے آنیکا مُدعا ظاہر کرتی ہے۔ جس لڑکی کو دیکھنے آتی ہے وہ فوراً کسی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے اور بناؤ سنگار جسقدر اُس سے ممکن ہوتا ہے کرتی ہے اس اثنا میں حرم کی تمام عورات مہمان لیڈی سے ملاقات کرتی ہیں۔ اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں مشغول رہتی ہیں اتنے میں لڑکی بھی آموجود ہوتی ہے۔ لڑکی کے دروازے سے قدم اندر دھرتے ہی تمام محفل اُسکی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اُسکی تعریف میں مہمانوں کی طرف سے سخت مبالغے ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ چاند کونسے ابر میں پنہاں تھا۔ یہ ایسا چاند ہے کہ سورج بھی اس کی روشنی کو ماند نہیں کرسکتا وغیرہ وغیرہ جسقدر ایک عورت کے اعلےٰ درجہ کے حسن کو ایک عورت اپنے الفاظ میں بیان کرسکتی ہے وہ سب بیان ہوتا ہے گو لڑکی بدصورت ہی کیوں نہ ہو۔ اسطرح جب لڑکے کی ماں کم از کم پندرہ یا بیس لڑکیوں کا ملاحظہ کرچکتی ہے۔ اور ہر جگہ لڑکی کی ماں سے چلتے وقت یہ کہتی جاتی ہے کہ اگر قسمت ہوئی تو ہم اس سے بہتر ملاقات کرینگے۔ پھر گھر آکر اپنے خاوند اور بیٹے کے روبرو سب لڑکیوں کی الگ الگ ولدیت بیان کرتی ہے ہر ایک کے حسن و قبح سے اپنے بیٹے کو خصوصاً مطلع کرتی ہے۔ تینوں اپنی اپنی پسند کی لڑکی کا نام لیتے ہیں اور جس پر اتفاق رائے ہوتی ہے

اُسکے والدین کو پیغام شادی دیا جاتا ہے۔ اور فوراً شادی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اب خاص قسطنطنیہ میں ٹرکش لیڈیوں پر یورپ کا بہت کچھ اثر ہو چلا ہے۔ اور وہ گھر کے معمولی کاروبار میں کم مشغول ہوتی ہیں۔ اور عموماً یورپین زبانوں کو حاصل کرنا یا گانا بجانا سیکھنے میں اپنا وقت صرف کرتی ہیں۔ لیکن اطراف کی لیڈیاں ابتک گھر کا کام خود کرتی ہیں۔ اور اسکو اپنے لئے باعث عار نہیں خیال کرتیں۔

ٹرکش لیڈیوں کی تعلیم بھی بمقابلہ ہندوستان کے عمدہ ہے۔ لیکن مقابلہ یورپ کے انکا نمبر دوجہ پر ہے۔ پہلے اعلٰے خاندانوں کی لڑکیوں کو دینیات اور موسیقی وغیرہ اپنے پرانے طریقے سکھلائے جاتے تھے۔ لیکن اب عموماً فرنچ اور جرمن استانیوں سے لڑکیوں کو یورپین زبانیں، سینا اور کاڑھنا سکھلائے جاتے ہیں۔ بعض عورتوں کی تعلیم پر بہت کچھ نہیں لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے خیال میں ٹرکش لیڈیوں کی تعلیم ابھی اسقدر کم ہے کہ قابل بیان نہیں۔ چند عالی خاندان کی لڑکیوں نے حال میں فرنچ اور جرمن سے ناولوں وغیرہ کے ترجمے بھی کئے ہیں اور نیز ان زبانوں میں کچھ نظمیں وغیرہ بھی لکھی ہیں

ھفتہ مذکورہ کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۸ء

{انگلستان اور ٹرکی}

اکثر اخبارات بالخصوص ہمارا اسلامی مصری ہمعصر ایجپشن ہیرالڈ (ابشیر المصری) اسبات اس امر پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ یہ دونوں ملک قدیمی دوست اور قدرتی رفیق ہیں۔ مگر پچھلے وکیل میں ہم نے اس قیاس کو غلط ثابت کرکے صاف طور پر ظاہر کردیا ہے۔ کہ جنگ کریمیا کے وقت ان دونوں سلطنتوں کے ایکدوسرے کی نسبت دوستانہ خیال ہوں تو ہوں۔ اگرچہ ہمیں اسوقت کی رفاقت بھی اول الذکر سلطنت کیطرف سے خود غرضی پر مبنی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اسکے بعد قطعی یہ کیفیت نہیں رہی۔ بلکہ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ صورت تعلقات اسکے برعکس ہو گئی۔ ہاں قدرتی رفاقت سے اگر یہ مراد رکھی جاوے کہ دونوں سلطنتوں کی ضروری اور اہم اغراض اور انکا دوامی قیام اس امر کا مقتضی ہے کہ دونوں باہم یکجان دو قالب بنی رہیں تو اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسصورت میں ہر دو سلطنتوں کے بہی خواہوں کو لازم ہے کہ وہ نہ صرف دونوں سلطنتوں کے دلوں میں متذکرہ بالا امر کے ذہن نشین کئے جانے کی کوشش کریں۔ بلکہ موجودہ رنجش اور کشیدگی کو رفع کرکے وہی مخلصانہ اور سچا باہمی تعلق جو ہر دو کے قیام اور استحکام کے لئے لازمی اور نہایت لازمی ہے قایم کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ موجودہ باہمی تزاحم کے پیدا کرنے میں سلطان المعظم نے ابتدا نہیں کی۔ بلکہ خود گورنمنٹ انگلشیہ نے بعض کوتہ اندیشوں کے کہنے میں آکر وہ پالیسی اختیار کرلی جس سے بتدریج معاملہ اسقدر طول پکڑ گیا۔ اور رشتہ مودت میں اسطرح کا الجھاؤ پیدا ہو گیا کہ اب تھوڑے کئے اسکا سمٹنا اور سلجھنا مشکل کیا قریباً محال ہو گیا۔ انگریزوں نے سلطانی مقبوضات کو یکے بعد دیگرے اپنے قبضہ میں کر لینے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ مصداق مال مفت دل بیرحم۔ عثمانی ممالک کو اوروں پر بانٹنا شروع کردیا۔ جو ایک سچے دوست سے ہرگز ممکن نہیں

جنپر قابو چڑھا وہ تو بخشا یہی اور جنپر سردست بس نہیں چل سکتا تھا۔ اُنکے دلوا دینے کا خفیہ طور سے وعدہ کر لیا۔ جنگ روم و روس کے بعد جسقدر کمی سلطنت عثمانیہ میں ہوئی اُسکا باعث بہت کچھ انگلستان کی عنایت سمجھنی چاہیے ١٨٧٨ء میں خود جزیرہ قبرس دبالیا تو ساتھ ہی صوبجات بوسینیا و ہرزیگوینا آسٹریا کو دلا دیئے۔ سو غیر مفتوح باطوم روس کی نذر کر دیا ١٨٨١ء میں صوبہ تھسلی یونان کو دیدیا۔ ١٨٨٢ء میں خود مصر پر قبضہ کر لیا جسکی وجہ سے نوبیا اور سوڈان بھی آزاد ہو گئے۔ اور جب دیکھا کہ فرانس بھی اُسی طمع کا منہ کھولے ہوئی ہے۔ تو دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ پر کاربند ہو کر ٹیونس اُسکے حوالے کر دیا اور اسپر بھی جب وہ ہل من مزید کا شور مچانے لگا تو اُسکے مقابلے کیلئے اسکے قدیمی مخالف اور پرانے دشمن (جرمن) کے رفیق اٹلی کو اپنے ساتھ ملایا۔ پھر مشرقی سوڈان کا بندرگاہ مسووا معہ علاقہ ملحقہ کے جو سوڈان کے آزاد ہو جانے کے بعد تک مصری گورنمنٹ یعنی سلطان المعظم کے تابع تھا اُسے دیدیا اور مغربی طرابلس (صوبہ سلطنت عثمانیہ) کے آیندہ کسی وقت دلادینے کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ جو معاہدہ ہر دو کے مابین قرار پایا اُسکی عبارت حسب ذیل ہے "انگلستان مصر میں جو کارروائی کرے ہمیں اٹلی اُسکی امداد کرے گا۔ اور دول یورپ کے روبرو جب کبھی تصفیہ مصر کی بحث چھڑے وہ انگلستان کے حق میں رائے دیگا۔ اور بعوض اسکے بحیرۂ قلزم کے سواحل کے اُن علاقجات پر جو فرانسیسی نوآبادی ادبوک اور بندرگاہ مسووا کے درمیان ہیں قابض ہوگا اور انگلستان نے ذمہ اُٹھایا ہے کہ اگر طرابلس کے متعلق کبھی کوئی پولیٹکل سوال پیدا ہوا تو وہ اٹلی کی اس ملک پر قابض کرانے میں امداد کریگا۔ نیز انگلستان افریقہ کے مغربی ساحل پر بھی نوآبادیاں قایم کرنے اور متصرف ہونے میں اٹلی کا معاون ہوگا"

اب اس معاہدہ کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی عقلمند اس امر کے کہنے کی جرأت نہیں کریگا۔ کہ انگلستان ٹرکی کا دوست تھا۔ جسنے نہ خود ہی ٹرکی کے مختلف مقبوضات کو دبالیا۔ بلکہ اسکا بہت حصہ اوروں کو بھی دیدیا۔ یہ کیفیت دیکھکر اور اسقدر بڑے نقصانات اُٹھا کر اگر گورنمنٹ عثمانیہ انگلستان سے بگڑ گئی۔ تو اس سے وہ کسی سمجھدار شخص کے نزدیک قابل ملامت نہیں ہو سکتی اگر انگلستان آج بھی اپنی نیت درست کرے اور ٹرکی کے مقبوضات جو اُسنے غصب کر رکھے ہیں اُسے واپس دیدے تو اعلیحضرت سلطان المعظم کے دل سے تمام کدورتیں دفع ہو سکتی ہیں۔ اور اسطرح دونوں سلطنتوں کے خیر خواہوں کی خواہشات جو اُنکے تکمیل بنانے کے متعلق ہیں پوری ہو جائینگی مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ طمع ملک گیری اور بے اعتباری کی پالیسی نے انگلستان کی آنکھیں ایسی بند کر رکھی ہیں کہ وہ اپنا نیک و بد نفع و نقصان نہیں سمجھ سکتا۔ مثل ہے کہ ایک زمیندار کی طرف سرکاری معاملہ بقایا میں پڑا ہوا تھا۔ محصل نے جو اُسکے گاؤں میں آیا ہوا تھا تحصیل کا چپراسی اُسے بلانے کو بھیجا۔ زمیندار کی بیوی نے زر بقایا اُسکے دوپٹہ (پگڑی) میں باندھ دیا اور تاکید کر دی کہ رقم بقایا جاتے ہی ادا کر دینا ایسا نہ ہو کہ محصل بے عزتی کرے اور مارے جوتوں کے سر گنجا کر دے۔ جب زمیندار محصل کے روبرو پیش ہوا تو لگا طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے۔ عہدہ دار مذکور نے جب دیکھا کہ کسیطرح نہیں مانتا تو جوتے لگانے کا حکم دیا۔ یہ سنکر زمیندار کی عورت بھی وہاں آ پہنچی۔ اور دو ہتھڑ لگا کر کہنے لگی کہ کمبخت جب روپے تیرے پاس موجود ہیں تو کیوں خواہ مخواہ بے عزت ہو رہا ہے۔ زمیندار نے کہا کچھ ہی کیوں

نہ ہو۔ کیمیا تو اپنے ہاتھ سے دینے کا نہیں۔ تو پگڑی میں سے چاہے کھولکر دیدے۔ یہی کیفیت انگلستان کی ہے کہ آرمینیا کے معاملہ میں نیچا دیکھا۔ ٹرانسوال اور وینی زوئیلا کے جھگڑوں میں زک اٹھائی۔ ہر جگہ مشکلات میں گھرا ہوا ہے مگر دیگ کی طمع و رغبت خود دادن کا صیغہ پڑھا ہی نہیں۔ ٹرکی روس فرانس جرمن سب کہہ رہے ہیں کہ مصر خالی کردو۔ مگر یہ ہیں کہ کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ خبر ہی نہیں کہ کوئی کیا بک رہا ہے۔ لیکن تاریخ سے آخر یہ پرایا ملک دبا بیٹھنے کی پالیسی ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائیگی۔ اور نہایت خفت کیساتھ مصر خالی کرنا پڑیگا۔ ورنہ ان تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا جنکا اسوقت خاکہ کھینچا جارہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تخلیہ مصر کا راز جلد منکشف ہوجائیگا۔ اگر اسکو مصر پر قبضہ رکھنا ہوا تو ظن غالب ہے کہ بروئے اس عام عہد کے جسکا ہم اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ افریقہ میں اٹلی کو حبشیوں کے برخلاف ضرور امداد دیگا۔ اور اگر وہ مصر کے خالی کردینے کی سمان چکا ہے تو پھر اس کی بلا سے اٹلی والوں کا افریقہ سے کل قبضہ اٹھ جائے۔ وہ سب عہدناموں و ملاقاتوں پر دھیان نہ دیگا۔ لیکن بات درست یہ ہے کہ اگر اس نے مصر سے بھی ہاتھ سے دیا نہ چاہا اور اٹلی کی امداد نہ کی۔ تو ٹرکی۔ روس۔ فرانس اور جرمن تو پہلے ہی بگڑے ہوئے ہیں۔ اٹلی بھی اس کی اس بدعہدی سے رنجیدہ ہو کر انہی کیساتھ جا شامل ہوگا۔ اور اس اتحاد خمسہ بلکہ سادسہ (کیونکہ آسٹریا جرمنی اور اٹلی سے الگ نہیں رہ سکتا چنانچہ اسکا وزیر صیغہ خارجیہ اٹلی کی امداد کے متعلق مشورہ کرنے کو برلن پہنچا ہوا ہے) کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انگلستان کو آخر بہت بڑی خفت اور زک اٹھا کر مصر چھوڑنا پڑیگا۔ اور اس قسم کا تخلیہ مصر ٹرکی کے حق میں بھی کچھ مفید نہیں ہوگا اب تو صرف انگلستان کا قبضہ ہے پھر ایک کی جگہ پانچ کی مداخلت ہوجائیگی۔ جو انگلستان اور ٹرکی دونوں کے حق میں بڑا اثر پیدا کریگی۔ اس سے تو یہی بہتر ہے۔ کہ انگلستان ان سب بکھیڑوں سے پہلے سلطنت عثمانیہ ہی سے مسئلہ مصر کا فیصلہ کرکے حقدار کو اسکا حق دیدے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

ٹرکی پر احسان کا احسان رہے اور اس خفت اور نقصان سے بچنے کے علاوہ جس کا اندیشہ کیا جاتا ہے اسکے ساتھ پھر سے دوستانہ تعلقات بھی قائم ہوجاویں جو دونوں سلطنتوں کے لئے نہایت مفید خیال کئے جاتے ہیں۔ لارڈ سالسبری صاحب کو معاملات خارجیہ کی درستی اور سلجھاؤ کی طرف کچھ خیال تو ہوگیا ہے۔ خدا کرے اس پالیسی کے فوائد بھی انکے ذہن میں آجاویں۔ اور ہماری یہ مراد کہ انگلستان اور ٹرکی میں ایک مستحکم سلسلہ دوستی و یگانگت قایم ہوجائے بر آئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲ مارچ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۱۴ مارچ ڈنگولہ پر مصری افواج کی پیشقدمی و مسئلہ مصر۔ ڈنگولہ پر مصری افواج عنقریب بڑھنے والی ہیں ہم

پیشقدمی میں غالباً ۹ پلٹنیں حبشیوں کی اور سات مصری پلٹنیں سواران اور توپخانہ کی ہونگی۔ بریگیڈیر جنرل کچنر پاشا سپہ سالار ہونگے +

قاہرہ ۱۴ مارچ۔ انگریزی فوج مقیمہ قاہرہ کی نارتھ سٹیفورڈشایر رجمنٹ کو وادی حلفہ جانے کا حکم ملا ہے مہم ڈنگولہ میں تمام قسموں کے آٹھ ہزار سپاہی ہونگے +

ایضاً۔ ۱۵۔ مارچ۔ نارتھ سٹیفورڈشایر رجمنٹ اور چند مصری پلٹنیں بروز جمعہ (۲۰۔ مارچ) کو وادی حلفہ کی طرف کوچ کرینگی۔ لارڈ کرومر انگریزی کونسل متعینہ مصر ہے نے مصری مجلس وزرا کو اطلاع دی ہے کہ ۱۸۔ ماہحال کو انگلستان سے ایکہزار کمکی فوج مصر کے لئے روانہ ہوگی +

اخبار ٹائمز بیان کرتا ہے کہ ڈنگولہ پر پیشقدمی بالآخر یا کم از کم خرطوم تک کا ملک وحشیوں سے پھر فتح کرلینے کے لئے پہلا قدم ہے +

فرانسیسی اخبارات غوغا مچارہے ہیں کہ یہ مہم محض انگریزی قبضہ مصر کو معرض التوا میں ڈالنے کا بہانہ ہے +

پیرس۔ ۱۵۔ مارچ۔ یہاں بیان کیا گیا ہے کہ مصری مجلس وزرا نے مصری قرضہ کی کمیشن سے مہم ڈنگولہ کے اخراجات کیلئے پچیس لاکھ فرینک کی منظوری مانگی ہے۔ مگر یہ عام یقین ہے کہ فرانس نے بحیثیت ضامن قرضخواہان اس رقم کے دیئے جانے سے انکار کردیا ہے +

برلن۔ ۱۵۔ مارچ۔ سوشلسٹ ممبروں نے دو دن کے مباحثہ کے دوران میں یہ بیان کرکے کہ ڈاکٹر پیٹرز نے جبکہ وہ جرمن مشرقی افریقہ کا کمشنر تھا۔ اپنی حبشن معشوقہ کو مع اُسکے عاشق کے پھانسی دیدیا تھا اور اسیطرح کی بہت سی سختیاں کی تہیں ڈاکٹر مذکور کے برخلاف پرانے الزامات کو پھر تازہ کیا ہے۔ گورنمنٹ نے اُسکے طریق عمل کے متعلق جدید تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ داخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ برلن تحریر کرتا ہے کہ ڈاکٹر مذکور کو گورنمنٹ نے افریقہ میں پھر ایک اعلیٰ عہدہ عطا کرنا چاہا تھا مگر اُسنے انکار کردیا۔ مگر تعجب یہ ہے۔ کہ اگرچہ وہ بالکل بیکار ہے۔ لیکن گورنمنٹ سے چھ ہزار روپیہ سالانہ کی تنخواہ برابر پا رہا ہے۔ اور اسکے عوض میں یہ کام کررہا ہے کہ ملک میں بحری طاقت بڑہائے جانے کی تحریک پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ خیر اس سے تو ہمیں مطلب نہیں۔ کہ وہ آجکل جرمنی میں کیا کررہا ہے۔ البتہ اُسکی کمشنری کے زمانہ کی حرکات وافعال کی نسبت جو الزام لگائے گئے ہیں۔ اگر وہ سچ ہیں تو اُنسے یوروپین لوگوں کی شرافت۔ نیک بختی۔ اور تہذیب کا پورا پورا پتہ چلتا ہے۔ مگر ان الزامات میں شک کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ انگریزوں نے جو خود کو ان صفات سے نہایت اعلےٰ درجہ تک موصوف سمجھتے ہیں افغانستان میں جو کچھ حرکات ناشائستہ کی تہیں۔ یا اب برہما ٹرانسوال وغیرہ میں کررہے ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں بلکہ اسقدر اظہر من الشمس ہیں کہ برہما کے چیف کمشنر صاحب کو اپنے ماتحتوں کی سخت

گوشمالی اُن پر ہی تھی اور سیر سٹول میں انگریزوں کی حمایت پر انگلستان کے مدبرین بڑی طول طویل پُر تاسف تقریریں کر رہے ہیں پس جب انگریزوں کی یہ کیفیت ہے۔ تو اس سے انکے دوسرے عیسائی بھائیوں کے حالات کا قیاس کر لیا جا سکتا ہے۔

لنڈن ۱۶۔ مارچ۔ دھمن گولہ۔ سوڈانیوں کا سر گروہ ناٹا ہیز کہتا ہے کہ ڈنگولہ کے بعد مقام ابو حامد پر بھی قبضہ کیا جاوے گا۔

ایتھینز ۱۶۔ مارچ۔ یہاں نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ ریاست کانگو سٹیٹ نے بیلجیم پر ایک چھاؤنی قائم کی اور فرانس کے پاس تجویز پیش کی ہے کہ درویشوں کے حملہ کو روکنے کیلئے باہم شریک کار روائی کریں۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ ہوس آف کامنز (دار العوام) میں آج رات مسٹر لیم ہارکورٹ کے جواب میں مسٹر کرزن (نایب وزیر خارجہ) نے بیان کیا کہ چند مہینے گذرے ہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ درویشوں کی جمعیت زیادہ کسالا اور دیگر مقامات کی طرف بڑھ رہی ہیں اور نیز یہ کہ درویشوں کے لشکر کی افواج ڈنگولہ کی جانب بھی پیشقدمی کر رہی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اسوقت دس ہزار درویش کسالا پر حملہ آور ہونے کی دھمکی دے رہی ہیں۔ اور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر درویش فتحیاب ہو گئے۔ تو نہ صرف مصر اور اٹلی ہی کو نہایت سخت خطرہ پیدا ہو جائیگا۔ بلکہ یورپ کی تہذیب کی ترقی کو بھی بہت نقصان پہنچیگا۔ اسلئے لنڈن میں جو مصر کی مشیران جنگی ہیں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مقام عکاشہ پر پیشقدمی نہایت ضروری ہے۔ اور پھر وہاں سے ڈنگولہ تک۔ لیکن سر دست ان تجاویز کا ظاہر کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو یقین کامل ہے کہ اسکی اس کارروائی سے دو فائدے مترتب ہو جائینگے ایک تو اٹلی والے کسالا اور اڈووا کے مقامات پر درویشوں کے حملہ اور محاصرہ سے خلاصی پاجائینگے اور دوسرے مصر ان خطرات سے بچ جائیگا۔ جنکے نہایت خوفناک صورت پکڑ لینے کا احتمال ہے۔

اس تقریر کے بعد مسٹر لیوشاٹر (مالک اخبار ڈیلی کرانیکل و ممبر پارلیمنٹ) نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ مہم مذکور محض مصر پر قبضہ رہنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ تجویز پیش کی کہ پارلیمنٹ اس مہم پر بحث کرنے کیلئے آج برخاست کر دیا جاوے مسٹر چارلس ڈلک نے اس تجویز کی تائید کے بڑے زور سے بیان کیا کہ مصری افواج کی پیشقدمی نہایت ہی بے موقعہ ہے۔

اسکے برعکس مسٹر بالفور نے کہا کہ سوڈان کے لئے یہ نہایت ہی مفید ہوگا۔ اگر انکے صوبجات ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر حکومت کر دیئے جاویں۔ جو انگریزی گورنمنٹ کی صلاح و مشورہ پر چل رہی ہے۔ آخر کار تجویز مذکور پر ووٹ لئے گئے۔ اور وہ ۲۰۲ کے مقابلہ پر ایکسو دو ووٹوں کی تائید سے نامنظور کی گئی۔

لنڈن ۔ ۱۸ مارچ ۔ (انگریزی اخبارات کی رائے) مصری مسئلہ پر ہوس آف کامنز (دار العوام) میں جمعہ آئندہ (۲۰ مارچ) کو پھر مباحثہ ہوگا۔ اخبار ٹائمز مسئلہ مصر پر بحث کرتے ہوئے امید کرتا ہے کہ پیشقدمی بر مقام عکاشہ مصر کی حکمت عملی جدید کا پہلا زینہ ہوگا کیونکہ سوڈان مصر کی کنجی ہے۔ انگلستان یہ کبھی روا نہیں رکھ سکتا۔ کہ سوڈان کسی مہذب یا نیم مہذب طاقت کے قبضہ میں چلا جاوے۔ مہذب یا نیم مہذب طاقت سے ٹائمز والا فرانس یا روس سے مراد لے رہا ہے ہم

توخیر اشارتاً کام لیا ہے ۔ اور صرف یہی کہا ہے کہ ہم سوڈان کو کسی دوسری طاقت کے قبضہ میں جانے نہیں دیسکتے لیکن ایک دوسرے انگریزی اخبار کو بہت دور کی سوجھی ہے ۔ وہ لکھتا ہے کہ سوڈان اور وہ ملک جس میں دریائے نیل کا منبع ہے اگر کسی دوسری یورپین طاقت کے ہاتھ میں چلا گیا ۔ تو آجکل دیگر علوم فنون کی طرح فن انجینرنگ (ہندسیہ) کو بھی اسقدر ترقی ہو گئی ہے کہ وہ بڑی آسانی سے دریائے نیل کا رخ مصر کیطرف سے کسی دوسری جانب کو پھیر سکے گی ۔ جس سے ملک مصر اسوقت بالکل ریگستان اور بیابان بن جائیگا ۔ اور زراعت و آبادی کا نام و نشان باقی نہیں رہجائیگا ۔ گویا انگریزی اخبارات ان بعید الفہم والقیاس خطرات سے مصریوں کو خوف دلاکر انگریزی حفاظت و پناہ میں رہنے پر مجبور کر رہی ہیں مگر یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ انکا مصریوں پر کیا کچھ اثر پڑتا ہے ۔ جس سے ان لوگوں کی تدبر و دوراندیشی یا جہالت و کوتاہ اندیشی کا پتہ ملجاویگا۔ (اڈیٹر)

لنڈن ۔ ۷ مارچ فرقہ کنسرویٹو کی اخبارات مکاشیہ کی پیشقدمی کو بہت پسند کر رہی ہیں ۔ مگر لبرل اخبارات سوڈان کے پھر فتح کئے جانیکی بڑی زور سے مخالفت کر رہی ہیں ۔ اور گورنمنٹ سے مطالبہ کر رہی ہیں ۔ کہ اسمعاملہ پر پبلک کو پوری پوری واقفیت اور اطلاع دیجے ۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ لبرل اخبارات نے سوڈان کے مفتوح ہو جانیکا ابھی سے کیسے تصور کر لیا ہے ۔ پیشقدمی یا یورش اور فتح میں ہزاروں کوس کا فرق ہے ۔ اٹلی والے بھی تو حبش کو فتح کرنے گئے تھے ۔ اور کسکو یہ وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا کہ وہ آخرکار ایسی ذلیل و سُبک ہونگے ۔ نیز ۱۸۸۴ء میں بھی انگریزی مصری اور ہندوستانی افواج سوڈان کو بہرحال فتح ہی کرنے گئی تھیں مگر آج انگریزی فوجیں کوئی اور نہیں ہو گئیں اور سوڈانی کوئی اور نہیں ہو گئے ۔ یورپ والوں نے اس عرصہ میں اگرچہ جدید مہلک اسلحہ ایجاد کر لئے ہیں ۔ تو سوڈانیوں نے بھی برچھیوں اور نیزوں کی جگہ کارتوس بندوقیں اور پیچھے سے بھرنے والی توپیں بہم پہنچالی ہونگی ۔ کیونکہ جب باوجود اسقدر بُعد اور عدم قربت کے روس حبش کو یورپین اسلحہ سے مسلح کر دینے میں کامیاب ہو گیا ہے ۔ تو کیا انگریزوں اور اٹلی کا قدیمی رقیب فرانس باوصف ایسے نزدیک کی قرابت اور ہمسائگی کے درویشوں کو ہتھیار پہنچا دینے سے غافل رہا ہوگا ۔ ہرگز نہیں ۔ (اڈیٹر)

لنڈن ۔ ۷ مارچ ۔ جنرل کے زیر کمان رائل لنکاسٹر رجمنٹ کرنیل ہنٹر صاحب اور رائل آرٹیلری کے کرنل رنڈل صاحب دونوں کو سردار مقرر کئے گئے ہیں ۔ (شاہی پنجاب)

لنڈن ۔ ۱۰ مارچ (فرانس میں ناراضگی) مہم ڈنگولہ کے متعلق غیر مترقبہ طور پر جو فیصلہ کیا گیا ہے اس سے پیرس میں بہت سخت ناراضگی اور حیرت پیدا ہو گئی ہے ۔ فرانس کے اخبارات لکھ رہے ہیں کہ ایم ہاتھیلوٹ وزیر صیغہ خارجیہ فرانس نے لارڈ ڈفرن (سفیر انگلستان متعینہ پیرس) کو جتایا ہے کہ اس کارروائی سے نہایت خطرناک نتائج پیدا ہونگے پیرس اور سینٹ پیٹرزبرگ (یعنی روس اور فرانس) کے درمیان تبادل آرا اور اسمعاملہ پر خط و کتابت ہو رہی ہے +

ایضاً ۔ لارڈ سالسبری نے شب گذشتہ ہوس آف لارڈز (بیت الامرا) میں بیان کیا کہ مصر اور اٹلی کی گورنمنٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد ڈنگولہ پر پیشقدمی اختیار کیگئی ہے بلکہ مصری گورنمنٹ نے تو بڑے زور سے

تحریک یاد تاکہ وہ ملایشوں کے آگے بڑھ آنے سے بہت سخت خطرات حادث ہوجائینگے ۔

روما ۔ ۱۰ مارچ ۔ گورنمنٹ اٹلی نے ڈنگولہ پر مصری مہم کے بھیجے جانے پر کمال خوشی کا اظہار کیا ۔ لور طالین بیت الامراء نے انگریزی دارالعوام کے اٹلی کی نسبتاً ہمدردی ظاہر کرنیکا شکریہ ادا کیا ہے ۔

لنڈن ۔ ۱۹ مارچ ۔ جرمنی نے یہ دیکھکر کہ آسٹریا اور اٹلی ڈنگولہ پر فوجکشی کئے جانیکو پسند کرتے ہیں مصری ریزرو فنڈ میں سے اسکے خرچ کیلئے روپیہ لئے جانے پر رضامندی ظاہر کردی ناظرین حیران ہوتے ہونگے کہ ریزرو فنڈ تو مصر کا ۔ پھر اسکے کیا معنے کہ کوئی سلطنت اُس میں سے روپیہ خرچ کئے جانیکی مخالفت اور کوئی اسپر رضامندی ظاہر کرتی ہے ۔ اور مصر کو کیا مجبوری یا بندش درپیش ہے ۔ کہ وہ اپنے ہی روپیہ کو خرچ کرنے کے لئے دوسری طاقتوں سے منظوری مانگتا ہے ۔ اسلئے ہم انکے رفع تردد کیلئے مجملاً بیان کردیتے ہیں ۔ کہ خدیو اسمعیل پاشا کی فضول خرچیوں کی بدولت مصری گورنمنٹ پر ممالک غیر کے ساہوکاران کا اسقدر قرض ہوگیا تھا ۔ کہ اصل قرض درکنار سود کی ادائیگی کیلئے ملک کی آمدنی مکتفی نہیں ہوتی تھی ۔ چنانچہ یورپ کی ہر شش دول عظام نے جہاں کے ساہوکاروں نے کروڑہا روپیہ گورنمنٹ مصر کو قرض دیا ہوا تھا ۱۸۷۶ء میں ایک معاہدہ کرکے محاصل مصر کی اسطرح سے تقسیم کردی کہ انکا نصف حصہ سرکاری اخراجات وغیرہ کیلئے گورنمنٹ مصر کو ملے اور نصف مصر کے قرضہ کی انتظام کرنیوالی کمیشن کو جو سنہ مذکور سے چند برس پہلے مقرر کی گئی تھی ۔ اس کمیشن میں چھ ممبر ہیں ۔ انگلستان فرانس جرمنی آسٹریا اٹلی اور روس کیطرف سے ایک ایک ممبر ہے مگر اس تقسیم کے ساتھ ہی دول عظام نے مصری اخراجات کیلئے ایک خاص رقم مقرر کردی کہ اگر نصف حصہ آمدنی کا کبھی اُس سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم پھر دوبارہ مصری گورنمنٹ اور کمیشن انتظام قرضہ میں برابر تقسیم ہوجاوے ۔ اور اگر خرچ مقدار رقم مذکور سے زیادہ ہوجاویں یا کسی خاص خرچ کی ضرورت آپڑے ۔ تو کمیشن کی منظوری سے ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیا جاوے بطور مثال ہم اسی پچیس لاکھ فرینک کے معاملہ کو جو مصری گورنمنٹ نے کمیشن سے مانگے ہیں پیش کرتے ہیں اگر کمیشن مذکور نے باتفاق رائے اس رقم کا دیا جانا منظور کرلیا تو فبہا ورنہ اگر اُسنے منظور نہ کیا اور گورنمنٹ مصر نے اس رقم کو حاصل کرنا ضروری تصور کیا تو وہ اُسکو بطور قرضہ حاصل کرسکتی ہے ۔ جس صورت میں اسکو اس رقم کے سود سے دوگنی رقم سالانہ ملک کے محاصل میں بڑہانی پڑے گی ۔ تاکہ نصف کمیشن کو دیجاوے اور باقی نصف سود میں ادا کی جاوے ۔ لیکن کمیشن نے اگر بذریعہ قرضہ بھی اس پچیس لاکھ کی رقم کا لیا جانا منظور نہ کیا تو مصری گورنمنٹ کو اپنی ہی ملک میں ٹیکس وغیرہ بڑھا کر پچاس لاکھ فرینک حاصل کرنے پڑینگے ۔ تاکہ حسب قاعدہ نصف رقم یعنی پچیس لاکھ کمیشن کو دیئے جاویں اور پچیس لاکھ کو وہ اپنے مصرف میں لاوے اب چونکہ یہ خرچ صرف انگریزی گورنمنٹ کے ایماء سے مصری گورنمنٹ کو کرنا پڑا ہے ۔ اسلئے کبھی ممکن نہیں کہ فرانس و روس اسکے مصری ریزرو میں سے خرچ کئے جانے کی منظوری دیں جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پچیس لاکھ کے لئے پچاس لاکھ فرینک کا بوجہ مصر کی غریب رعایا پر جسکی ہی بظاہر بہبودی اور خوشحالی کے لئے انگلستان مصر میں دندنا رہا ہے پڑ جائیگا ۔ اور وہ بیچارے ٹیکسوں کی بھرمار سے اور زیادہ پس جائینگے ۔ مگر یہ کبھی ممکن نہیں

کہ ہمدردی بنوع انسان اور تخیر ضبح گورنمنٹ انگلشیہ مصری رعایا کے حال زار پر رحم کر کے ملک گیری اور حرص و طمع کی نا عاقبت اندیش پالیسی کو خیر باد کہدے۔ تہذیب پھیلانا یا رعایا کی خوشحالی میں ساعی ہونا محض ایک بانی ڈھکوسلا اور ایک مزیدار اور لچکدار آلہ والی یورپ کے ہاتھ میں ہے کہ موم کی ناک کیطرح جدہر چاہا پھیر لیا +

ایضاً ۱۰ مارچ - یہاں یہ بیان کیا گیا ہے - کہ درویش لوگ کسالا سے دو گھنٹے کی مسافت کے فاصلہ پر ہیں اور اٹلی والوں پر حملہ کرنے کیلئے صرف عثمان دغنہ کے پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں مقام اور یگاٹ سے آمد رفت و سلسلہ خبر رسانی منقطع ہو گیا ہے +

لنڈن - ۱۹ مارچ - ٹائمز لکہتا ہے کہ اٹلی والوں نے کسالا کو خالی کر دیا ہے - مگر پہر دوسری تار مخبر ہے کہ اس خبر کی ابہی تصدیق نہیں ہوئی +

ایضاً - معلوم ہوتا ہے کہ سر دست انگلستان سے کوئی کمکی فوج روانہ نہیں کیجائیگی - بلکہ ابہی مہم مذکور کا رنگ ڈہنگ دیکہا جاویگا کہ کیا امور ظہور پذیر ہوتے ہیں -

ایضاً فرانس کے سرکاری حلقوں میں مہم ڈنگولہ کی نسبت نسبتاً کم ناخوشی پہیلی ہوئی ہے +

ایضاً - اخبار سٹینڈرڈ رقمطراز ہے - کہ صیغہ جنگ نہ سوائکم کو ہندوستانی افواج کے بہیجنے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے -

ایضاً - مسٹر کرزن نے دار العوام میں بجواب سوال بیان کیا کہ اٹلی اور انگلستان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے - تاہم فریقین بر مشترکہ اغراض کی حفاظت کرنیکے لئے متفقہ کاروائی از دونوں ملکوں کیلئے نہایت مناسب ہے +

پیرس - ۱۹ مارچ - ایم برتھیلوٹ وزیر صیغہ خارجیہ نے دار الوکلا میں آج شام بیان کیا کہ مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کرنیکے برخلاف بہت سے نہایت زبردست مالی اور پولیٹیکل اعتراضات ہیں علاوہ میرے خیال میں اس بارہ میں تمام طاقتوں کی متفقہ منظوری حاصل کرنی لازمی ہے - ڈنگولہ مہم سے لوگوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہو جائینگے - اور اس مہم کا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا - کہ کل مصری ریزرو فنڈ اسکی نذر ہو جاویگا - علاوہ ازیں اس مہم کی بدولت فرانس اور دیگر ممالک کے افریقی مقبوضات معرض خطرہ میں پڑجائینگے - اور مصر پر انگریزی قبضہ غیر محدود وقت تک ملتوی ہو جانیکا احتمال پیدا ہو جاویگا - آخر میں وزیر موصوف نے بیان کیا کہ اس معاملہ پر انگلستان سے خط و کتابت جاری ہے +

لنڈن - ۲۰ مارچ - اٹلی نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ جبتک یہ امر بالکل ناممکن نہ ہو جائیگا - وہ کسالہ پر برابر قابض رہے گی +

فرانس اور روس کے سوا باقی تمام سلطنتوں نے مہم ڈنگولہ کیواسطے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کرنے کی منظوری دیدی ہے - فرانس کہتا ہے کہ اس امر کیواسطے کل سلطنتوں کی منظوری لازمی ہے - اور انگلستان کا دعوے ہے کہ کثرت رائے کافی ہے - ٹائمز لکہتا ہے کہ اس امر کا فیصلہ کچھ ہی کیوں نہ ہو روپیہ کی قلت کی وجہ سے مہم ڈنگولہ کا

نہیں ہوگی۔ اس مہم کا کل خرچ مصری خزانہ میں سے کیا جائیگا۔

لنڈن - ۲۱ مارچ - شب گذشتہ ہوس آف کامنز دارالعوام میں مصری مسئلہ پر بحث شروع ہونے پر مسٹر جان مارلے نے مہم ڈنگلہ کی نسبت گورنمنٹ کی پالیسی پر اعتراض کیا - اور بیان کیا کہ گورنمنٹ کی پیش کردہ دلائل نہایت لغو اور پوچ ہیں جس سے قبضہ مصر کا مسئلہ پھر چھڑ گیا ہے - مسٹر چیمبرلین نے جواب دیا - کہ انگریزی قوم کا بہت بڑا حصہ اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ جس کام کا بیڑا انگلستان نے مصر میں اٹھایا تھا سو وہ ابھی مکمل نہیں ہوا - وہ نہایت بیجرتی اور بزدلی کا کام ہے کہ اسکو بغیر مکمل چھوڑ دیا جاوے - ہوس آف کامنز کے کثیر التعداد ممبروں کا بھی یہی مصمم ارادہ ہے کہ جبتک یہ اطمینان نہ ہو جاوے کہ ہمارے واپس چلے آنے پر ملک مصر میں کوئی فساد برپا نہ ہو جاویگا - اسکو ہرگز خالی نہ کیا جاوے - مجھے کامل یقین ہے کہ ہاؤس اور فرانس بھی اخراجات مہم ڈنگلہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کیا جانا منظور کر لینگے - اس مہم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحرائے اعظم میں ہوتی ہوئی ملک [illegible] کیجاویں - بلکہ اس کا مدعا صرف یہی ہے کہ عکاشہ تک ریلوے بنانے میں مدد دی جاوے جس مقام پر گورنمنٹ مصر کا دائمی قبضہ کرنے کا ارادہ ہے - آخر میں اس تجویز پر ووٹ لئے گئے تو [illegible] کے مقابلہ پر [illegible] رائوں کی تائید سے یہ تجویز رد کی گئی - مسٹر [illegible] نے خاتمہ پر بیان کیا کہ برٹش گورنمنٹ کی کارروائی میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کسی فرانسیسی کے دل میں ذرہ بھر بھی شک پیدا کرنیکا موجب ہو سکے بلکہ مہدی کی طاقت کو توڑ دینا ہی مصر سے انگریزی حکومت کے اٹھنے کا باعث ہو سکتا ہے۔

روما - ۲۰ مارچ - درویشوں نے کسالا کے قریب سب دی رات کے درّوں میں اٹلی والوں پر پے در پے چار حملے کئے مگر پسپا کر دیئے گئے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

شاہزادہ فرڈیننڈ کو دول یورپ نے سلطان المعظم کی سفارش پر باضابطہ حکمران بلگیریا تسلیم کیا ہے کیونکہ حسب عہد نامہ برلن بلامنظوری سلطان المعظم دیگر سلطنتیں منظور نہیں کر سکتی تھیں - سلطان المعظم نے اب دس برس بعد محض روس کی سفارش پر اسکو یہ منظوری عطا فرمائی ہے۔

خلیج فارس سے خبر آئی ہے کہ بغداد کے قرب وجوار میں دریائے دجلہ کی طغیانی سے بہت سے املاک اور جانیں تباہ ہوئی ہیں مگر اب طغیانی کا زور بہت کم ہو رہا ہے۔

روسی گورنمنٹ نہر سویز کے حصے بڑی سرگرمی سے خرید رہی ہے چنانچہ ابتک بیس لاکھ پونڈ کے حصے خرید چکی ہے - نہر کی کمپنی کو ۱۸۹۵ء میں تیس لاکھ پونڈ کی آمدنی ہوئی۔

ایم نیلیڈوف سفیر روس نے اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر زار روس کا ایک دستخطی خط اور دو [illegible] کے بنے ہوئے گلدان پیشکش کئے۔

روس کا نیم سرکاری اخبار نووو ریمیا - روس فرانس اور جرمنی کو برانگیختہ کر رہا ہے کہ مسئلہ مصر کے چھیڑنے

کے لئے یہ نہایت مناسب موقع ہے۔ کہ تینوں سلطنتیں انگلستان کے برخلاف یکدل ہو رہی ہیں اسے ہاتھ سے ہرگز نہیں دینا چاہئے +

سال گذشتہ ۹۷ء مصر کی آمدنی ایک کروڑ آٹھ لاکھ پونڈ اور خرچ ستانوے لاکھ پونڈ ہوا گیارہ لاکھ پونڈ کی بچت میں سے چار لاکھ بارہ ہزار پونڈ قرضہ کے تبادلہ پر خرچ کئے گئے۔ ۳ لاکھ ۲۳ ہزار ریزرو فنڈ میں جمع کئے گئے اور تین لاکھ چھبیس ہزار پونڈ گورمنٹ کے تصرف میں ہیں +

سلطان المعظم نے شہزادہ فرڈیننڈ کو بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کا گورنر جنرل مقرر کئے جانے کے لئے دو فرمانوں کے تیار کئے جانے کا حکم دیا ہے +

ماہ جنوری کے آخری ہفتہ میں سب سے پہلی مرتبہ قاہرہ میں پھل ترکاریوں اور پھولوں کی نمایش ہوئی سب سے اول خدیو المعظم کی والدہ محترمہ اور محل کی تمام بیگمات نے اُسکی سیر کی۔ پھر بعد ازاں وہ عام پبلک کے لئے کھولی گئی۔ تقریباً نو ہزار آدمیوں نے اسکی سیر کی۔ خدیو المعظم نے دست خاص سے دو سو ستر پونڈ کے انعامات اور ایک سو ۴۴ اول درجہ کے سارٹیفکیٹ عطا فرمائے تقسیم انعامات کیوقت تمام وزرائے ریاست عالیجناب غازی مختار پاشا۔ لیڈی کرومر اور ممالک غیر کے قونسل دربار میں موجود تھے +

زیتون کے باغیوں کی تعداد آٹھ ہزار سے کسیقدر زیادہ ہے مگر چیچک اور خارش سے یومیہ پچاس پچاس سے زیادہ مر رہے ہیں اُنکی حالت نہایت قابل رحم بیان کی جاتی ہے۔ اُنہوں نے ہتھیار ترکی حکام کے حوالہ کر دیئے ہیں۔ مگر جاڑے کی شدت کیوجہ سے اپنے اپنے مساکن کو جانے سے معذور ہیں۔ ترکی مارشل اُنکی ہر طرح سے خبرگیری کر رہا ہے اور قرب و جوار کے کردوں اور ترکوں کو طلب کر کے فہمائش کر دی ہے۔ کہ ان پناہ گزینوں کو ہرگز کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاوے +

محکمہ امن نے بحری فوج کے لفٹننٹ کی گرفتاری کے لئے جو مراد نامراد کی طرح بدامنی کا مرتکب ہو کر مفرور ہو گیا ہے پانسو پونڈ کا انعام مشتہر کیا گیا ہے +

انگلستان نے بابعالی کے روبرو تجویز پیش کی ہے کہ سلطنت عظمٰی کو انگلستان سے قبرس کی بابت جو خراج ملتا ہے اسکو راس المال بنا کر اس راس المال کی بنا پر قرضہ حاصل کرے۔ چنانچہ بابعالی نے تجویز مذکور کو بغرض منظوری اعلیحضرت امیر المومنین کی بارگاہ میں پیش کیا ہے +

قسطنطنیہ کے انگریز باشندے ممالک عثمانیہ میں انگریزی اخبارات کی ممانعت ہو جانے سے بہت پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ اُن سب نے متفق ہو کر سر فلپ کری سفیر انگریزی کے پاس درخواست دی کہ وہ سعی و کوشش کر کے اس بندش کے ہٹا دینے کی استدعا کریں مگر سر فلپ نے صاف جواب دیدیا۔ کہ اس بارہ میں سلطنت عظمٰی سے انگلستان کے جو معاہدے ہو چکے ہیں اور وہ اُسے کچھ نہیں کرنے دیتے۔ انگریزوں کو زیادہ غصہ اسواسطے آ رہا ہے کہ باقی تمام سلطنتوں کے اخبارات برابر داخل ہوتے ہیں مگر انگریزوں کا ایک پرچہ بھی داخل ہونے نہیں دیا جاتا +

حصنہ یعنی کریٹ میں چند مفسدہ پرداز عیسائیوں نے دو ترکوں کو ہلاک کر دیا جس سے برافروختہ ہو کر ترکوں نے دو عیسائی کنبوں کو قتل کر ڈالا اسکے جواب میں عیسائیوں نے مسلح ہو کر کئی ترکی گاؤں جلا دیئے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا ملکہ اب اُسے ملتوی اور ابتدا کرکے وہاں کے مسلمانوں کو ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ اور یونان اب عالی کی ہمہ خواشی کر رہا ہے کہ یونانی مذہب کے عیسائیوں پر کریٹ میں ظلم ہو رہا ہے۔ اور کار اتھیوڈوری پاشا مسلمانوں کی ناجائز رعایت کرتے ہیں ۔

پرنس لوبانوف روسی وزیر صیغہ خارجیہ نے برملا کہہ دیا ہے کہ آرمینیا کا کل فساد انگلستان کی مفسدہ پرداز انگریزی اسی کمیٹیوں نے کرایا ہے ۔

باب عالی نے عثمانیہ بنک سے جو قرضہ لیا ہے اُسکی نام نہاد تعداد ۳ لاکھ ستر ہزار پونڈ تک ہا اور سالانہ سود پانچ فیصدی ہے اور ۱/۲ فیصدی سالانہ بیباقی کے فنڈ کیواسطے ادا کیا جاویگا۔ یہ کل قرضہ عثمانیہ بنک نے ۸۵ فیصدی کے نرخ پر خود ہی اپنے پاس سے دیا ہے اور اسکی ضمانت میں مندرجہ ذیل آمدنیاں مکفول کیگئی ہیں (۱) صوبہ ایدن سنجق یغدرہ واقعہ برلب ڈارڈنیلز کے محصول اور عشر جو تیل اور افیون سے وصول ہوتے ہیں (۲) ضلع سالونیکا یدن اور ضلع اونگا کا محصول جو بھیڑوں پر لگایا گیا ہے۔ ۸۵ فیصدی قیمت کے حساب سے باب عالی کو فی الحقیقت ۲۷ لاکھ ہزار پونڈ ترکی حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ۵۰۰۰۰ پونڈ قرضہ انصال ریلوے کے ادا کرنے میں صرف ہونگے۔ اور ساڑھے سات لاکھ پونڈ عثمانیہ بنک کو ان قرضوں کی بابت ادا کئے جاوینگے۔ جو خزانہ عامرہ اُس سے وقتاً فوقتاً دست گردان طور پر برداشت کرتا رہا ہے پس گورنمنٹ کو پاس اس قرضہ میں سے خالصاً صرف بارہ لاکھ پونڈ باقی رہجائینگے ۔

لنڈن کا مشہور اخبار ڈیلی گرافک متعلق میں ڈیپی ہینس گئی کے عنوان سے لکھتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کو جرمن جہاز موسومہ کنزلین کے نہر سویز میں بیٹھ جانے اور اسکی وجہ سے ساتھ جہازوں کے کئی روز تک رُکے رہنے کے واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ یہ مصری خندق (نہر سویز) جنگ کے وقت ہندوستان کی شاہراہ بننے کے متعلق بہت ہی کم کارآمد ہو سکتی ہے ایسے وقت میں اگر دشمن اپنے کسی جہاز کو جان بوجھکر نہ کے کسی تنگ ترین موقعہ پر غرق کر دے۔ اور پھر اسے ڈائنامیٹ سے اڑا دے تو راستہ کم از کم تین ہفتوں تک رکا رہ سکتا ہے اور اس اثنا میں خشکی کے راستہ ہندوستان پر حملہ کرنیوالا کامیاب ہو سکتا ہے اسلئے ہمیں لازم ہے کہ نہر سویز اور مصر کا خبط چھوڑ کر ہم اپنے پرانے راستہ کیپ آف گڈ ہوپ کو ہندوستان کی اصلی اور حقیقی شاہراہ سمجھیں۔ ورنہ اس تغافل اور لاپروائی کا خمیازہ بُری طرح بھگتنا پڑیگا "

نہر سویز کا اس طرح غیر آمد ہونا کچھ اسی اخبار نے پہلی دفعہ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ نو دس برس پہلے شاہزادی لوگنان صاحبہ مصنفہ کتاب عہد حکومت سلطان عبد الحمید خاں نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس معاملہ کو اپنی کتاب میں درج کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ سالسبری اور گورنمنٹ انگلشیہ کچھ عرصہ سے پولیٹیکل خفتیں اور ہزیمتیں اُٹھانے کے سخت مشتاق ہو رہی ہیں۔ خیال تو یہ تھا کہ آرمینیا اور وینیزویلا وغیرہ کے معاملات نے انپر مسئلہ مصر کے باحسن وجوہ نپٹا دینے کو واضح

اچھی طرح سے واضح کردی ہونگے۔ مگر جو عملی کارروائیاں کی جارہی ہیں اُنسے پایا جاتا ہے کہ وہ مصر کے معاملہ میں بھی اپنی بیہودہ پالیسی کی بدولت سخت ذلت اُٹھائے بغیر نہیں رہینگے۔ فرانس اور روس ہیں انگلستان کی جدید چالوں سے جو اجکل وہ رہی ہے وہ اس ہفتہ کی تارخبروں سے ظاہر ہے۔ یہ مانا کہ اس معاملہ میں اٹلی انگلستان کا ساتھ دیگا اور اس کی وجہ سے آسٹریا بھی مخالفت نہیں کریگا۔ مگر خود اٹلی کی جنگی وقعت حبش کی غیر مہذب فوجوں سے زوال یورپ کی نظروں میں ایسی کم کردی ہے کہ وہ پرکاہ برابر بھی اُسکی قدر و منزلت نہیں سمجھتیں۔ آسٹریا روس اور ٹرکی سے ایسا گھرا ہوا ہے کہ عملی طور پر اپنے رفیق اٹلی یا اُسکے دوست انگلستان کی امداد مشکل سے کر سکیگا۔ باقی رہا جرمنی جسکی نسبت یہ مشہور کیا جارہا ہے کہ اُسکے تعلقات انگلستان سے بہتر دوستانہ ہوگئے ہیں اس سے بھی کسی طرح امداد کی امید نہیں کیجا سکتی کیونکہ یہی ہے سلطان المعظم کے مسئلہ مصر کے چھیڑنے کی تحریک کی ہے اور وہاں کے نیم سرکاری اخبارات اعلیٰحضرت کی شہنشاہی حقوق کی تائید اور انگلستان کے غاصبانہ قبضہ کی برابر تردید کررہے ہیں۔ فرانس کو سیام میں کچھہ ملک دیکر کسی قدر راضی کر لیا گیا تھا جس سے امید پڑتی تھی کہ وہ انگلستان کا رفیق بن جائیگا۔ مگر اس مصر کے جھگڑے میں وہ پہلے سے زیادہ نفرت دکھائی دیتا ہے۔ پس ٹرکی۔ فرانس۔ اور روس کے مقابلہ میں اکیلا انگلستان اپنے دوست اٹلی کو جو افریقہ کے وحشیوں سے شکست فاش پا چکا ہے ساتھہ لے کر مشکل سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے ؛

مختتمہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ ۲۰ مارچ۔ مصری قرضہ قومی کے کمشنر مہم ڈنگولہ کے لئے پانچ لاکھہ پونڈ منظور کرنے کے مسئلہ پر غور کرنیکے واسطے کل جمع ہوئے۔ مگر کوئی فیصلہ کئے بغیر اجلاس برخاست ہوگیا (پہلے تو سنتے تھے کہ صرف ۲ ملین فرنیک طلب کئے گئے ہیں اب پانچ لاکھہ پونڈ یعنے سوا کروڑ فرنیک بن گئی کیا روس اور فرانس کی مخالفت کا اثر ہے ؟ اور کیا انگریزی گورنمنٹ ملک مصر کی اس خوشحالی کے لئے وہاں ڈیرا جمائے بیٹھی ہے ؟ کہ اُسے خواہ مخواہ ایک ایسی مصیبت میں پہنچنے پر مجبور کردیا ہے جسکی ابتدائی اخراجات کے لئے ابھی سے سوا کروڑ فرنیک (۱۲۰۰۰۰۰۰ روپیہ) کی ضرورت آ پڑی ہے ؟ انگلشیہ گورنمنٹ ہمدردی اور تہذیب کا کتنا ہی دعوے کیوں نہ کرے تمام دنیا اُسکی کارروائی کو خود غرضی پر محمول کرے گی۔ اُسے اگر ایسا ہی دعوے ہے تو چاہئے۔ کہ بجائے مصری افواج کے کٹوانے اور مصری خزانہ کو برباد کرنے کے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرے۔ گو اُس صورت میں بھی اُسکی یہ کارروائی قوانین ممالک متمدنہ کے مخالف ہوگی۔ اڈیٹر)

قاہرہ ۲۲ مارچ۔ جنرل کچنر ہمراہی سلاطین پاشا وادی حلفہ کیطرف روانہ ہوگئے ہیں او نکا ارادہ ہے تو ملشاہد

کوہ عجب جرجہ کی طرف جہاں سے وہ سوار ہوکر وادی حلفا پہنچیگی روانہ ہوگئی ہے ۔

روما ۲۲ - مارچ - مارکوئیس روڈونی وزیر اعظم اطالیہ نے دارالوکلا میں تقریر کرتے وقت کہا کہ انگریزی سلطنت کی مانند ہماری دوستی ہمیشہ پکے اثر رہیگی - اور اس تعلق نے ہمارے دوستوں کی فہرست کو مکمل کر دیا ہے اس دوستی کی محرک یہ دو سلطنتوں کی مشترکہ اغراض ہوئی ہیں - جرمن وفرنس کی نگہ سے اس دوستی کو بھلی دیکھتا ہے اس کی تصدیق اس سے ہوسکتی ہے کہ گورنمنٹ اٹلی نے مہم ڈنگولہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیا جانا منظور کرلیا ہے ۔

روما ۲۲ - مارچ - اطالین بیت العوام نے حبشہ میں لڑائی جاری رکھنے کے لئے ایک کروڑ ڈیبو لیرہ = ۹۱۲ پس تقریبا ۱۲ لاکھ کا خرچ بکثرت رائے منظور کیا ہے ۔

صوفیا - دارالریاست بلگیریا ۲۲ مارچ - شہزادہ فرڈیننڈ والی بلغاریا اعلیحضرت سلطان المعظم کی قدمبوسی کیلئے قسطنطنیہ جانیوالا ہے جہاں سے شرف ملازمت حاصل کرنے کے بعد سینٹ پیٹرز برگ جائیگا ۔

قاہرہ ۲۳ - مارچ - کرنل کا ئن کردستہ فوج نے عکاشہ پچھلے گذشتہ کو بغیر کسی مزاحمت ہونیکے قبضہ کیا ہے اور اب اس مقام کو بڑی مضبوطی سے قلعہ بند کر رہا ہے ۔

لنڈن ۲۴ - مارچ - یہ پر اپی مشہور ہے کہ انگلستان اور فرانس کے درمیان مسئلہ مصر پر جو تبادلہ آرائی اسوقت ہو رہا ہے اس سے امید پڑتی ہے کہ صلح وصفائی کیساتھ یہ معاملہ نپٹ جائیگا ۔

قاہرہ ۲۴ - مارچ - اڑہائی ہزار فوج بمقام اسوان پہنچگئی ہے ۔

قاہرہ ۲۵ - مارچ - مصری گورنمنٹ نے ایک پلٹن فوج بندرگاہ سواکم کو روانہ کی ہے ۔

قسطنطنیہ ۲۵ مارچ (اعلی حضرۃ سلطان المعظم کی ناراضی) امیرالمومنین خدیو اور انگلستان سے سخت برافروختہ ہو رہے ہیں - کہ حضور ممدوح سے مہم ڈنگولہ کی نسبت کیوں مشورہ نہیں لیا گیا اور اعلیحضرت نے غازی مختار پاشا (عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر) کو ملامت کی ہے کہ پاشائے موصوف نے مہم کو کیوں نہیں روکدیا - اعلیحضرت نے فرانس اور روس کے پاس اس معاملہ میں مداخلت کرنے کی درخواست کی ہے اور جرمنی کو بھی لکھا ہے کہ وہ بھی سلطان المکرم کی امداد کرے - حضور ممدوح نے اس بارہ میں لارڈ سالسبری کو بھی تحریر کیا ہے عام خیال ہے کہ سلطان المعظم نے یہ کارروائی روس اور فرانس کے مشوروں سے کی ہے ۔

ایضاً - ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ واشنا بیان کرتا ہے کہ یورپ کی گورنمنٹیں اس سوال پر غور کرنیوالی ہیں کہ کیا مصری قرضہ کی کمیشن کے فیصلوں کے لئے دول عظام کے متفقہ ووٹ (رائے) کی ضرورت ہے ۔

پیرس - ۲۵ - مارچ - یہاں نیم سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا ہے - کہ جب تک انگلستان مصر کے

خالی کر دینے کے لئے پختہ وعدہ نہ کرے اور مناسب ضمانتیں نہ دیوے تب تک فرانس مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کیا جانا قطعاً منظور نہیں کریگا +

روما ۲۵ - مارچ - اطالین پارلیمنٹ نے جنگ حبش کے لئے پندرہ کروڑ لائر (لائر = ۱۲ ار) کا خرچ منظور کر لیا ہے +

لنڈن ۲۷ مارچ (ٹرکی و انگلستان) مہم ڈنگولہ کے متعلق ترکی سفیر اور لارڈ سالسبری کے درمیان نہایت دوستانہ طریق سے بات چیت ہوئی +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - کمیشن قرضہ قومی نے مہم ڈنگولہ کے لئے پانچ لاکھ پونڈ منظور کر لئے ہیں - روس اور فرانس کے وکلا نے اس تجویز کی مخالفت کی اور اعتراضی تحریر داخل کر کے اجلاس سے چلے گئے کمیٹی تمسکداران فرانس نے کمیشن کے برخلاف فوراً مقدمہ دائر کر دیا ہے +

لنڈن ۲۷ مارچ ٹائمز لکھتا ہے - کہ مہم ڈنگولہ کیلئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی فرانس اور روس جو بہت اصرار سے مخالفت کر رہی ہیں انسے اس معاملہ کا رخ نہیں بدل سکتا اگر اس فنڈ میں سے روپیہ نہ ملا تو انگلستان اپنی گرہ سے خرچ کریگا جسکا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ مصر سے اس کا اخلاقی اور مادی تعلق اور زیادہ بڑہ جائیگا +

لنڈن ۲۷ - مارچ مسٹر کرزن نے ہاوس آف کامنز میں بیان کیا کہ موسم سرما میں سوڈان کو فوج بھیجنے کا گورنمنٹ کا منشا نہیں ہے - اور نہ ہی موجودہ مہم کے لئے کوئی خرچ مانگنے کا ارادہ ہی +

قسطنطنیہ ۲۷ مارچ - شہزادہ فرڈینڈ یہاں پہنچ گیا ہے - اور اس کا استقبال نہایت دہوم دہام سے کیا گیا

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

لنڈن کا ٹائمز راوی ہے - کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے مراد بے کو اطلاع دی ہے کہ اگر وہ مخالفانہ مضامین شائع کرنے بند کر دے اور قسطنطنیہ میں واپس چلا آوے تو اُسکو بخشدیا جاویگا - مگر اُسنے اس عطائے سلطانی سے مستفید ہونے پر انکار کر دیا ہے - اور قاہرہ میں بیٹھا ہوا ترکی اصلاحات کی تائید میں اخبار نکال رہا ہے +

وہی اخبار راوی ہے کہ امیر المومنین نے ترکی لبرل پارٹی کے دیگر چند سرغناؤں کو بھی جو پیرس میں مقیم ہیں - اسی طرح کے پیغام بھیجے اور ساتھ ہی انکو معقول عہدے عطا کرنے کا وعدہ کیا - مگر اُنہوں نے بھی مراد کی طرح قسطنطنیہ جانے سے انکار کر دیا +

بروز ہفتہ (۲۹ - فروری) اعلیٰحضرت بڑی شان و شوکت و تجمل شاہانہ سے محل ہمایوں سے محل توپ کاپو تشریف لیگئے اور خرقہ شریف کی زیارت کمال خلوص دل سے ادا فرمائیں +

امسال رمضان المبارک میں سب سے پہلا سفیر جو افطاری کے لئے محل ہمایوں میں مدعو کیا گیا سر فلپ کری تہا وہ اور گذشتہ

تک ملازمت شاہی میں حاضر رہا۔ اور سلطان المعظم اُنسے بڑی خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ترویج اصلاحات کے متعلق سفیر مذکور کو از سر نو یقین دلایا +

انگلستان کے نیم سرکاری اخبار ٹائمز نے انگریزی پالیسی کا رخ بدلتا دیکھکر پھر آرمینیوں کے مارے جانے کی وارداتیں لکھنی شروع کر دی ہیں۔ چنانچہ پانچ کے پرچہ میں جو اس ہفتہ موصول ہوا ہے لکھا ہوا ہے کہ صوبہ بطلس میں کردوں نے پندرہ ارمنی خاندانوں کو اسلئے قتل کر دیا۔ کہ وہ مسلمان ہو کر پھر عیسائی ہو گئے تھے کیونکہ گورنمنٹ انکا مسلمان ہونا تسلیم نہیں کرتی تھی۔ بلکہ انکو عیسائی رہنے پر مجبور کرتی تھی۔ اس سے کرد نہایت برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے ان آرمینیوں کا سرے سے کام ہی تمام کر دیا۔ اسیطرح سے وہ ضلع قرہ شہر میں ۱۳ آرمینیوں کے مارے جانے اور تین کے مجروح ہونے کی خبر درج کرتا ہے کریٹ میں عیسائی مفسدین کی سرکوبی کے لئے ٹرکی فوج کو چڑھائی کی سخت ضرورت پیش آ رہی ہے +

دریائے دجلہ کی پچھلی طغیانی میں چھ سو عرب اور تین ہزار مویشی غرق ہوئے فصلوں اور اثاثہ کا نقصان علیحدہ ہے +

گورنر بغداد نے باب عالی میں سفارش کی ہے کہ شہر بغداد کے درمیان دریائے دجلہ پر آہنی پل تعمیر کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی جاوے +

اعلیحضرت امیرالمومنین نے فساد جدہ کے روسی فرانسیسی اور انگریزی مقتول یا مجروح قونسلوں کیلئے حسب تفصیل ذیل معاوضہ عطا فرمائے جانیکا حکم صادر کیا ہے۔ انگریزی قونسل کیلئے جو مرگیا تھا اڑہائی لاکھ فرینک۔ روسی قونسل کیلئے جو مجروح ہوا تھا ڈیڑھ لاکھ فرینک۔ اور فرانسیسی قونسل کیلئے ایک لاکھ فرینک +

خدیو المعظم کا عید سے کچھ دن بعد قسطنطنیہ جانیکا ارادہ تھا۔ مگر شاید اب مہم ڈنگولہ کی وجہ سے ملتوی کر دیا جاوے۔ کہا جاتا ہے کہ الشیر المنیر نے انکو اسلئے طلب کیا تھا کہ شکسر ام مراد بے کو ترکی حکام کے حوالہ نہ کرنے کا جواب دیں +

انگلستان کی پارلیمنٹ نے مظالم آرمینیا کا قصہ بڑے زور شور سے پھر شروع کر دیا ہے۔ کئی جوشیلے ممبروں نے صاف صاف کہدیا کہ ٹرکی کو صفحۂ ہستی سے معدوم کر دینا چاہئے۔ ترک ہمارے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی ہم ایسے ظالموں کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں۔ مسٹر شانلی۔ اور مسٹر شیلڈ بارلٹ نے البتہ ان متعصبین کو خوب دندان شکن جواب دیئے۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟ منصف مزاج ممبروں کی کسی نے نہ مانی۔ آخرکار پارلیمنٹ نے ریزولیوشن پاس کیا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو مظلوم آرمینیوں کی حفاظت کیلئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے۔ گورنمنٹ نے اُسکے جواب میں بیان کیا۔ کہ سوای جنگی کارروائیوں کے اور سب طرح سے ہم ارمنی عیسائیوں کو ترکوں کے جور و تعدی سے بچانے کی کوشش کرینگے۔ اس جواب سے ناظرین گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسی کا رخ بآسانی سمجھ سکتے ہیں +

تخلیہ مصر کے مسئلہ پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھکر لنڈن کا نیم سرکاری اخبار ٹائمز اعلیحضرت سلطان المعظم کی ذات بابرکات پر بہت کچھ بزدلانہ حملے کرتا ہے۔ اور آخر میں اس بات پر جھگڑا اٹھاتا ہے۔ کہ کیا سلطان کو آرمینیا کے انتظام سے الگ

فراغت ہوگئی ہے مگر اب وہ مصر کے انتظام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مگر وہ یقین کریں کہ انگلستان ایسی آسانی سے انکو وہاں مداخلت نہیں کرنے دیگا الخ قلت گنجائش کے باعث ہم اسکے بیان کو بالتفصیل درج کرنے اور اسپر رائے لکھنی سے معذور رہیں بشرط خیریت وبصورت گنجائش اگلے ہفتہ میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرینگے۔

لارڈ ہملٹن وزیر ہند نے ۱۲ فروری کو سر چارلس ڈلک کے سوال کے جواب میں پارلیمنٹ میں بیان کیا۔ کہ بحرین کا فساد قبیلہ علی بن علی کے شیخ نے ترکوں کے اغوا سے کیا تھا۔ اُسنے مقام زوبارا پر قبضہ کرلیا۔ اور بحرین کو وہاں کے شیخ سے چھیننے کیلئے دو سو کشتیوں سے اسکا محاصرہ کرلیا تھا۔ مگر چونکہ شیخ مذکور معہ قرب وجوار کے دیگر شیوخ کے گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہے۔ اسلئے انگریزی جہاز سفنکس نامی خبر سنتے ہی فوراً موقعہ پر پہنچ گیا۔ اور اُسکے کپتان نے حملہ آوروں کو منتشر ہوجانے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے کچھ پروا نہ کی جسپر ۶ ستمبر ۱۸۹۵ء کو اُنپر گولہ باری کی گئی۔ اور اُن کی چھ کشتیاں غرق ہوگئیں یہ کیفیت دیکھکر انہوں نے دوسرے دن صلح کرلی اور کل فساد رفع ہوگیا۔

مختتمہ ہفتہ ۶ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ ۳۰ مارچ۔ جنرل کچنر بمقام کراسکو اور دوم مصری دستہ بمقام عکاشہ پہنچگیا ہے۔

پیرس ۳۰ مارچ۔ ایم بارتھیلوٹ کے مستعفی ہونے کی اصل وجہ وہ حملے ہیں۔ جو مشدہ مہم ڈنگولہ کے متعلق اُن کی کارروائیوں پر اور نیز اُس دھمکی آمیز خط پر کئے گئے جو اُنہوں نے ۱۷ ماہ حال کو لارڈ ڈفرین سفیر انگلستان متعینہ پیرس کو بھیجا تھا۔ مگر خط مذکور کو وزیر موصوف نے خود نہیں لکھا تھا۔

سینٹ پیٹرز برگ ۔ ۳۱ ۔ مارچ ۔ تمام روسی اخبارات مصری مسئلہ کے متعلق فرانس کی پوری پوری تائید کررہے ہیں۔

لنڈن ۔ ۳۱ ۔ مارچ مسٹر کرزن نے ہوس آف کامنز میں بیان کیا۔ کہ خدیو نے سلطان المعظم کو اطلاع دی ہے کہ ڈنگولہ کے فتح کرنے کیلئے ایک مہم روانہ کی گئی ہے۔

پیرس ۳۱ ۔ مارچ ۔ ایم بورجیوس وزیر صیغہ خارجیہ فرانس نے سینٹ میں آج شام کو تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ روس اور فرانس کے درمیان اب سے بڑھکر کبھی مضبوط اتحاد نہیں ہوا ۔ مصر کے معاملہ میں روس فرانس کا خاص سچا حامی ہے ۔ مہم ڈنگولہ کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ سے ابھی خط وکتابت جاری ہے۔

لنڈن ۱۳۔ مارچ۔ خبر آئی ہے۔ کہ عثمان غمہ بڑی بھاری جمعیت سے مقام سنکت پر بڑھ رہا ہے اور ملحقیل ہے کہ وہ ٹوکر کا محاصرہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے ۔

سواکن ۱۳۔ مارچ۔ ایک ڈانی بٹالین کو ٹوکر جانیکا حکم ملا ہے۔ درویش مصری پیشقدمی کو روکنے کی سرتوڑ تیاریاں کر رہے ہیں اور مقامات سوارده والدیبہ کو مضبوط کر رہے ہیں ۔

ایضاً ۱۳۔ مارچ۔ انگلستان اور ٹرکی کے تعلقات۔ عہدنامہ قبرص کا لعدم کر دیا گیا۔ شب گذشتہ ہوس آف کامنز میں ٹرکی انگریزی تعلقات پر مباحثہ ہونے کے دوران میں مسٹر کرزن نے بیان کیا۔ کہ سلطان المعظم نے ان ذمہ داریوں کو جو بموجب عہدنامہ ان پر عاید ہوتی تھیں پورا نہیں کیا۔ بموجب عہدنامہ مذکور جو کچھ ذمہ داریاں گریٹ برٹن پر عاید ہوتی تھیں وہ بھی کالعدم ہوگئی ہیں۔ مگر گورنمنٹ انگلشیہ ان ذمہ داریوں کو جو عہدنامجات ۱۸۵۶ء اور ۱۸۷۱ء اور ۱۸۷۸ء میں منعقد ہوئیں تسلیم کرتی ہے۔ عہدنامہ قبرص کیلئے ناظرین اخبار وکیل نمبر ۲۳ مورخہ ۔ ۔ ۔ گذشتہ ملاحظہ فرماویں مضمون مفروضہ ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ان تمام عہدناموں اور انکی ذمہ داریوں کی مفصل قلعی کھولی گئی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ قبرص کی بابت گورنمنٹ انگلشیہ سلطان المعظم کو ۹۲۸۰۰ پونڈ سالانہ خراج دیتی ہے۔ مگر یہ رقم سلطانی خزانہ میں داخل نہیں ہوتی بلکہ ان فرانسیسی اور انگریزی ساہو کاروں کو جنہوں نے ۱۸۵۵ء میں سلطان کو ان دونوں ملکوں کی ضمانت سے قرض دیا تھا ادا کیجاتی ہے ۱۸۸۸ء میں انگلستان کو ۵۴ ہزار پونڈ اس خراج میں اپنے خزانہ سے ڈالنے پڑے ۱۸۹۰ء میں ۵۳ ہزار ۱۸۹۱ء میں دس ہزار پونڈ۔ مگر ۱۸۹۲ء میں انگلستان کو جزیرہ کا کل خرچ ادا کرنے کے بعد بھی بارہ ہزار پونڈ اسکے محاصل سے بچ رہے۔ دیکھیں انگلستان کی یہ نئی پالیسی کیا رنگ لاتی ہے۔ انصاف اور قانون متقاضی ہیں کہ جب انگلستان ایشیائی مقبوضات سلطانی کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہے۔ تو وہ جزیرہ بھی جو ضمانت مذکور کے بوقت ضرورت زیر عمل لانے میں سہولت پیدا کرنے کے واسطے لیا گیا تھا سلطان کو واپس کر دیا جاوے۔ مگر ہمارے ایماندار عیسائی مدبرین یہ بیچ نکالیں گے کہ تخلیہ قبرص دلانے یہ شرط ہے کہ اگر روس باطوم اردہان اور قارص کو چھوڑ دے۔ تو انگلستان بھی اس جزیرہ کو خالی کر دیگا۔ پس جبتک روس مقامات مذکورہ کو خالی نہ کرے۔ ہم بھی خالی نہ کرینگے۔ مگر تار کا مضمون نہایت ہی مہمل ہے اور اس سے کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ قبرص کے متعلق گورنمنٹ انگلشیہ کا کیا ارادہ ہے۔ البتہ آثار سے اسقدر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اس کا قبضہ نہیں چھوڑیگی۔ بلکہ شاید ساتھ ہی خراج کو بھی بند کر کے گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگ پر برافروختہ کریگی۔ اور چونکہ قبرص کو حاصل کرنے کیلئے بحری لڑائی ضروری ہوگی۔ اسلئے انگریز سلطان کو کسیطرح سمندر میں مقابل ہونے پر انگیختہ کرنیکی کوشش کرینگے۔ تاکہ بقول لارڈ سالسبری مسئلہ آرمینیا میں جو ذلتیں انگلستان کو سلطان المعظم کی زبردست پالیسی سے اٹھانی پڑی ہیں انکا عوض جسطرح بن پڑے سمندر میں لیا جاوے۔ جہاں لارڈ سالسبری صاحب فرماتے ہیں کہ انگلستان چھ سلطانوں کو نیچا دکھلا سکتا ہے۔ مگر سلطان المکرم کی کمال دور اندیشی سے ہمیں یقین کامل ہے۔ کہ وہ انگلستان کی ان اوچھی کرتوتوں سے

برافروختہ ہوکر جلد باتیں نہیں کرینگے ۔ بلکہ اگر صورت معاملہ فی الواقع ہی بالکل بگڑ گئی ۔ تو وہ غالباً قبرس روس یا فرانس کو انہیں شرطوں پر دینگے جن شرطوں پر انگلستان کو ملا تھا ۔ اور پھر آپ الگ بیٹھکر ان دونوں فریقوں کا تماشہ دیکھیں گے

یہاں ہم انگلستان کے مدبروں پر یہ افسوس کرنے سے باز نہیں رہسکتے کہ وہ اپنے جانی دشمنوں روس اور فرانس کی زبردست چالوں کو قدم بقدم کامیاب ہوتا دیکھ رہے ہیں ۔ پھر بھی اُنکو کوئی ہوش نہیں آتا ۔ شاید اب اٹلی کے اتحاد کو بھروسہ پر وہ ٹرکی فرانس اور روس کے اتحاد ثلاثہ بلکہ بوجہ جرمنی اتحاد اربعہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے ۔ مگر دونوں فریقوں کی نسبتی طاقتیں بتا رہی ہیں کہ انگلستان اپنے اسقدر زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا ۔ اچھا دیکھئے انگلستان کے وزرا کی بدولت اُس ملک کو ابھی کیا کیا زکیں اُٹھانی پڑتی ہیں ۔ (اڈیٹر)

لنڈن ۔ یکم اپریل ۔ ہفتہ کے دن درویشوں کے جم غفیر نے بمقام کسالا اطالین فوج پر حملہ کیا ۔ اطالین افواج کا خفیف نقصان ہوا ✤

لنڈن ۔ ۲ اپریل (مہم سوڈان) ڈنگولہ میں درویشوں کی ۶ ہزار فوج مقیم ہے ۔ اور ضلع سوالکم کی چار مصری پلٹنیں محافظت کر رہی ہیں ✤

لارڈ سالسبری نے اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں مہم ڈنگولہ کے ضروری ہونیکے متعلق جو صورت حال کی رپورٹ ارسال کی تھی ۔ اُس سے حضور ممدوح کو کامل اطمینان ہوگیا ہے ✤

پیرس ۔ ۲ اپریل ۔ ایم بورجیس وزیر صیغہ خارجیہ نے دارالوکلا میں آج شام ان مراسلات کو پڑھا جو گورنمنٹ برطانیہ سے وقتاً فوقتاً مسلسل طور پر موصول ہوئے تھے ۔ اور جن میں مصر کو خالی کردینے کے وعدے مندرج تھے ۔ وزیر موصوف نے آخر میں اس بات پر زور دیا کہ مصری مسئلہ ایک ایسا سوال ہے جس سے کل دول کو تعلق ہے ۔ وزیر موصوف کی تقریر کے خاتمہ پر ایک پرجوش مباحثہ کے بعد ۹۶ رائیوں کی کثرت سے گورنمنٹ کی کارروائیوں پر اعتماد رکھنے کا ووٹ پاس کیا گیا ✤

لنڈن ۔ ۴ اپریل ٹائمز لکھتا ہے ۔ کہ ایم برتھیلوٹ اسواسطے مستعفی ہوئے تھے ۔ کہ بیرن موہرن ہیم روسی سفیر متعینہ پیرس نے انکو منع کیا تھا کہ روس سے پہلے مشورہ کئیے بغیر دارالوکلا میں مصری مسئلہ کے متعلق کچھہ بیان نہ کیا جاوے ✤

ھفتہ گذشتہ کی دیگر خبریں

مسٹر گلیڈسٹون صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ ایک ڈیپوٹیشن لیکر لارڈ سالسبری کے پاس جائیں کہ گورنمنٹ فاقہ کش آرمینیوں کے لئے ایک فنڈ کھولے ۔ مگر مسٹر مذکور نے بظاہر خلل صحت اور کمزوری کا عذر کرکے ٹالدیا ۔ لیکن دراصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ باوجود سبھی انکسار و آرمینیوں کی ہمدردی کے دعوے کے صاحب موصوف کی نفسانیت نے اپنے رقیب کے پاس التجا لیجانے کی خفت برداشت کرنیکو منظور نہیں کیا ۔ ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ فرانس اور اٹلی تک کی نوخلک چھانتے پھریں ۔ اور خاص لنڈن میں ایک آدھ میل کا سفر نہ کرسکیں ✤

ایک ایماندار عیسائی صاحب یہودیوں کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ بیت المقدس کے قریب جو اراضی ہیں سلطان المعظم سے خریدنے کی کوشش کریں۔ اور اسکو خرید کر وہاں قبضہ کرلیں مگر قیمت یکبارگی نہ حوالہ کردیں۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا روپیہ جو کچھ دینا ہو دیکر قبضہ کرلیں اور پھر لیت و لعل کرتے رہیں۔ نتیجہ میں کسی نہ کسی حادثہ سے سلطنت تباہ ہوجاویگی۔ اور یہودی بینک کے روپیہ کی مفت میں فلسطین کے مالک بنجاوینگے +

لارڈ روزبری صاحب سابق وزیر اعظم نے پچھلے دنوں ایک عالی شان جلسہ میں تقریر کرکے لارڈ سالسبری کی پالیسی درباره مسلمانان یونان کو خوب پرخچے اڑائے اور آخر میں سلطان المعظم کی گورنمنٹ بھی اُن کی مذمت بیانی سے نہ بچ سکی +

شہنشاہ جرمن نے توفیق پاشا ترکی وزیر صیغہ خارجیہ کو سرخ عقاب کے تمغہ کا مرصع تمغہ عطا فرمایا ہے +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ابراہیم آفندی قاضی قسطنطنیہ حال قاضی عسکر ناطولیہ کو اعلیٰ درجہ کا نشان مجیدیہ عطا فرمایا ہے +

دمشق کے باشندوں نے فوج کے لئے دس ہزار گرم واسکٹ۔ پانسو کوٹ۔ اور چالیس گھوڑے گورنمنٹ عثمانیہ کی نذر کئے دولتہ وزیر اعظم نے گورنر جنرل کی معرفت انکو شکریہ کا پیغام بھیجا ہے +

افواج متعینہ۔ ارض روم۔ طرابلس العرب اور حجاز میں ایک ایک ڈویژن فوج اور بڑھا دی گئی ہے +

صوبہ موصل کو دجلہ و فرات کی طغیانی سے بہت نقصان پہنچا۔ شہر موصل کے اردگرد پانی ہی پانی نظر آرہا ہے

امیر البحر حسیب پاشا مرحوم بڑی شان و شوکت سے دفنائے گئے۔ تجہیز و تکفین کا کل خرچ اعلیٰ حضرت امیر المومنین نے صرف خاص سے مرحمت فرمایا +

اناطولیہ میں اب سب طرح سے امن ہوگیا ہے۔ تقریباً کل فوج ردیف گھروں کو واپس آگئی ہے۔ اُس کی صرف دو پلٹنیں بیروت اور لٹاکیہ میں رکھی گئی ہیں +

کارخانہ ظروف چینی جسے اعلیحضرت نے ۱۲ برس ہوا قایم کیا تھا بڑی کامیابی سے چل رہا ہے اور وہاں کی بنی ہوئی برتن یورپ کے برتنوں کو وساور سے خارج کررہی ہیں +

بغداد کی نواح میں طغیانی کی وجہ سے بہت سی جانوں کا نقصان ہوا ہے اور اسباب بھی بیشمار تلف ہوا۔ بہت سے حصہ زمین پر خاص کر ضلع ارفا میں تمام پانی پھیل گیا ہے۔ ۲۰ ہزار سے زیادہ مویشی اور عرب کی ایک خانہ بدوش قوم کے قریباً ۲ سو آدمی ہلاک ہوئے بغداد میں ہمیشہ مارچ اور اپریل کے مہینہ میں جب کہ برف پگھلتی ہے طوفان آیا کرتا ہے۔ اس سال گذشتہ سالوں سے زیادہ زور شور کیساتھ طوفان آیا کیونکہ جنوری کے مہینہ میں دجلا اسقدر چڑھ گیا تھا کہ شہر بغداد بمشکل تباہ ہونے سے بچا +

ہفتہ مختتمہ ۱۳ - اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۴-اپریل (مہم سوڈان) مقام جنگ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ جو کمک سباہرنٹ کی امداد میں قلعہ کسالا کی کل فوج نے درویشوں پر جو تعداد میں ۵ ہزار تھے حملہ کر کے انکو شکست دی ہے۔ درویشوں کا بہت نقصان ہوا۔ مگر اٹلی والوں کا صرف ایک سو مقتول و مجروح ہوئے (قضیہ برعکس سمجھنا چاہئے اڈیٹر) لڑائی چار گھنٹے تک ہوتی رہی

لنڈن۔ ۶-اپریل۔ درویش مقام موگراکہ تک جو اکاشہ سے ۲۰ میل پرے ہے بڑھ آئے ہیں۔ دوست فرقے اکاشہ کے مقابل ایک مقام پر قابض ہیں۔ اور سواکم کے قریب بھی دوست فرقوں نے درویشوں کو شکست بھی دی ہے۔

پیرس۔ ۶-اپریل (مہم ڈنگولہ) ٹائمز بیان کرتا ہے کہ ابتداً شاہ ہمبرٹ (والی اٹلی) نے جرمنی اور انگلستان دونوں کے سامنے ایک ساتھ مہم ڈنگولہ کی تجویز کو پیش کیا تھا۔

قاہرہ ۶-اپریل۔ ایک زبردست درویش فوج قلعہ طوکر (واقعہ بحیرہ قلزم) کو دھمکی دے رہی ہے اور انکی ایک دوسری فوج مقام گوریب پہنچ گئی ہے۔ ان دونوں باتوں کی وجہ سے ایک اور مصری پلٹن سواکم بھیجنا ضروری ہوگیا ہے۔

لنڈن۔ ۸-اپریل۔ اطالین افواج مقیمہ کسالا نے ۳ ماہ حال کو درویشوں پر حملہ کیا اور جزوی طور پر انکے قلعوں کو جو تصرف میں تھے فتح کر لیا۔ اس تاریخ کے بعد جنرل بالڈسرا اطالین سپہ سالار نے فوج کو کسالا خالی کر دینے اور اگردات کو واپس ہٹ آنیکا حکم دیا۔

لنڈن ۸-اپریل۔ سواکم میں ہندوستانی افواج کے بھیجے جانے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ٹائمز لکھتا ہے کہ ہندوستان اور افریقہ کے درمیان تعلق مدتوں سے چلا آتا ہے۔ ترسیل افواج اسکا قدرتی نتیجہ ہے۔ مگر گورنمنٹ کو ان ہندوستانیوں کی حالت پر جو افریقہ میں آباد ہیں غور کرنا چاہئے اور انکو واجبی حیثیت بخشدینی چاہئے۔ امید ہے کہ انگلستان جب افریقہ کی کارزار میں ہندی سپاہیوں کی خدمات کی طرف خیال کریگا تو وہ ہرگز روا نہ رکھیگا کہ تارک الوطن ہندیوں کو برٹش رعایا کی حیثیت سے محروم رکھا جاوے۔

لنڈن ۸-اپریل۔ (مہم سوڈان) یقین کیا گیا ہے۔ کہ بوقت ضرورت فی الفور سواکم کو روانہ ہو جانے کے لئے ہندوستانی افواج تیار رکھی جا رہی ہیں۔

روما۔ ۸-اپریل۔ ۳ تاریخ کی لڑائی میں اطالین افواج کے دس افسر اور تین سو سپاہی مارے گئے۔ اطالین کمانڈر کو تقم

تھی کہ وہ دوسرے دن درویشوں کے دوسرے قلعے بھی فتح کر لیگا۔ مگر اسے خالی کر دینے کا حکم دیا گیا۔

لنڈن ۸۔ اپریل جنرل کچنر نے محکمہ جنگی سے جو افسروں کے لئے درخواست کی تھی وہ منظور کر لی گئی ہے درویش علم کے قریب بمقام تامانیت پہنچ گئے ہیں (مقام تامانیت ساکت سے ۲۵-۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے) دشمنان محمدی ہمارے ہیں۔ جنکے ساتھ ۱۸۹۱ء میں کرنل ورڈ ہے کے ضلع میں متواتر کئی مہینے لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار بڑی مشکلوں سے نصیب ٹوکر انکے قبضہ سے چھینا گیا۔ مگر اسوقت ان صحرائی جوانمردوں کے پاس سوائے بوتش نیزوں اور بندوقوں کے اور کوئی زبردست ہتھیار موجود نہ تھا۔ نیزے تک سب کے پاس موجود نہ تھے۔ برخلاف اسکے اب سنا جاتا ہے کہ اب وہ خوب اچھے ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔ اور کسالا میں صرف ایک ہی [illegible] سو اطالین فوج کا مارا جانا اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ ایک انگریز سیاح لکھتا ہے۔ کہ خلیفہ عبد اللہ کے پاس [illegible] تخمینا ۵۰ ہزار فوج ہر قسم کی رہ گئی ہے۔ مگر انکا یہ اندازہ بہت غلط معلوم ہوتا ہے۔ [illegible] خلیفہ کے پاس ۱۲ ہزار رمینگٹن قسم کی بندوقیں ۹ ہزار مختلف قسم کی بندوقیں [illegible] ۲۴ کروپ توپیں چار پانچ مکلارا توپیں اور چند ماکسم توپیں نہیں۔ مگر ان پانچ [illegible] سلاطین صاحب کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ ترقی پذیر ہو گئی ہوگی۔ (اڈیٹر)

لنڈن ۱۰۔ اپریل مسٹر کرزن نے مسٹر شیلڈ ہارٹلٹ کے سوال کے جواب میں بیان کیا کہ گورنمنٹ نے دول سے کوئی ایسا معاہدہ نہیں کیا کہ ڈنگولہ سے آگے پیشقدمی نہ کی جاوے۔

۱۰۔ اپریل۔ تقرت کی درویش فوج اپنے مجروحین اور چند خیموں کو جنہیں جلا رہا تھا پیچھے چھوڑ کر [illegible] کے راستے اور پہاڑی کو ہٹ گئی ہے۔

ایضاً ۱۰۔ اپریل۔ رسوڈان جنرل کچنر کی درخواست کے مطابق ۱۶ برٹش افسر مہم ڈنگولہ میں شامل ہونے کیلئے بہت جلد مصر جانے والے ہیں۔

مسوا سے تاریں موصول ہوئی ہیں کہ شاہ منیلک درویشوں سے خط وکتابت کر رہا اور انہیں تحفے تحائف بھیج رہا ہے

پیرس ۱۱ اپریل۔ ایک سرکاری مراسلت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لارڈ ڈفرن پیرس واپس پہنچ گئے ہیں اور مصر کے متعلق پھر گفتگو شروع ہو گئی ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

فرانس کے مشہور اخبار [illegible] پیرس میں ایک گمنام مضمون شائع ہوا ہے کہ وہ دن عنقریب آنیوالا ہے کہ فرانس جرمن اور روس تینوں ملکر انگلستان پر حملہ آور ہونگے۔ اور ان کی فوجیں لنڈن کے گلی کوچوں اور محلوں کی مالک ہونگی۔ راقم مضمون کی رائے ہے کہ انگریزوں کی بحری طاقت اتنی وسیع ہے کہ جب تک جبرا نہ پکڑے جاویں اسکے واسطے کافی آدمی پہنچنے دشوار ہیں

اور اُسکی اس شکست نے اُسکو درحقیقت بالکل کمزور کر رکھا ہے۔ دول یورپ کو اُس سے ہرگز خائف نہیں ہونا چاہئے۔ عام خیال ہے کہ مضمون مذکور کا راقم فرانسیسی مجلس وزراء کا کوئی ممبر ہے۔ جس سے اُس کی بہت وقعت ہو رہی ہے اور انگلستان کے مدبرین اُسپر کمال غور کر رہے ہیں ۔

حمہ ڈنگولہ کی فوج پانچ ہزار اونٹ خریدے جائینگے مصری فوج حلفا آدمی جس کی تعداد ساٹھ ہے آٹھ ہزار کے قریب قاہرہ سے بردفہ تک جو بالائے مصری ریلوے کا اسوقت آخری سٹیشن ہے۔ ریلوے پر اور بردفہ سے جہاز پر سوار ہو کر اسوان کی آبشار تک پہنچیں جہاں خشکی پر اُتر کر براہ خشکی آبشار شلال کو گئیں۔ اور وہاں سے پھر جہازوں پر سوار ہو کر وادی حلفہ پہنچیں۔ جہاں صدر کیمپ قائم کیا گیا ہے۔ وادی حلفہ میں دس جہاز سامان ریلوے سے لدے پڑے ہیں۔ سامان مذکور وادی حلفہ سے اس ریلوے پر سرائس پہنچایا جاویگا ۱۸۸۴ء میں سرائس سے بجانب کاشیہ ساٹھ میل ریلوے لائن تیار تھی مگر واپس جانے پر سوڈانیوں نے اُکھاڑ دی۔ البتہ مٹی کا بند ابھی تک موجود ہے۔ اور امید ہے کہ اپریل کے اختتام پر یہ ساٹھ میل بالکل تیار ہو جاوینگے ۔

انگلستان کے نامور مدبر اور جرنیل سرجان ریڈ صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ اگر سوڈان کو پھر دوبارہ فتح کرنے کے لئے مناسب موقعہ آگیا ہے۔ تو گورنمنٹ انگلشیہ کو اُس سے مستفید ہونے سے پہلے سواکم سے لیکر بربر تک ریلوے بنا لینا چاہئے اور پھر سوڈان کی طرف پیشقدمی کرنی چاہئے۔ سواکم اور بربر کا راستہ ڈنگولہ اور نیل کے راستہ سے زیادہ کار آمد اور مفید ہے اور پیشقدمی موسم سرما سے پہلے ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہم کو سوڈانیوں کی مسلم الثبوت جنگی قابلیتوں کو فراموش نہ کر دینا چاہئے۔ جو اب بہ نسبت سابق عمدہ ہتھیاروں سے مسلح اور علاوہ ازیں اطالین افواج کی شکست سے بہت کچھ دلیر ہو گئے ہیں۔ پس اُنکی سرکوبی کے لئے بہت بڑی فوج کی ضرورت ہے۔ جس میں زیادہ تر انگریزی فوجیں ہوں۔ اور اس فوج کے علاوہ سرحد مصر سے ڈنگولہ تک راستہ کی حفاظت کیلئے ایک دائمی فوج ہونی چاہئے۔ ورنہ اس بارہ میں تغافل کرنے کا وہی خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ جو اطالین افواج نے حبشیوں کے ہاتھ سے اُٹھایا ہے ۔

مصر کے عربی اور فرانسیسی اخبارات مہم سوڈان کی بڑے زور سے مخالفت کر رہے ہیں۔ اور انگلستان کو مطعون کر رہے ہیں کہ وہ اپنے فائدہ کے لئے مصری فوج اور مصری خزانہ کو برباد کرنے لگا ہے۔ اُسے اگر یوگنڈا کی حفاظت اور اٹلی والوں کی امداد مطلوب ہے تو اپنی فوج اور اپنا روپیہ صرف کرے نہ کہ غریب مصری گورنمنٹ کا ستیاناس کرنے پر کمر باندھ لے ۔

لنڈن ٹائمز راوی ہے کہ ادرنہ وا فغار آرمینیا کے چند پادری ہنگامہ میں قتل ہونے سے چند روز پیشتر مندرجہ ذیل پیغام اپنے ہم وطن مسلمان بھائیوں کے نام لکھ گئے " اے ہمارے مسلمان بھائیو! تم میں سے اکثر نے مذہبی جوش اور قومی تعصب کو نزدیک نہیں پھٹکنے دیا۔ اور انسانیت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا تم نے بڑی فیاضی اور فراخ حوصلگی سے اس طوفان بے تمیزی کے زمانہ میں ہماری مدد و اعانت کی۔ ہم تمہاری ان ہمدردیوں اور مہربانیوں کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں تم کو صرف تمہارا

ضمیر ہی تسبیں نہیں آیا ہوگا۔ بلکہ کل بھلے آدمی تمہاری تعریف میں رطب اللسان ہو گئے اور ہم تو اس [illegible] کرتے جس کی ہم اور تم یکساں عبادت کرتے ہیں دعا کرتے ہیں کہ وہ تم کو خوش رکھے... [illegible] انسان کے مشترکہ حقوق اور تقاضائے انسانیت پر مبنی تھیں اور وہ بے جا نہیں۔ مگر یہ انگلستان ہی تھا جس نے [illegible] پیش کر کے [illegible] جانے کیلئے ہمارے سلطان المعظم پر ایسا جابرانہ دباؤ ڈالا کہ وہ [illegible] ہو گئی سو جب [illegible] ہم نے [illegible] کا ارادہ کیا کہ جب یہ مادہ فسادی [illegible] کی درامد [illegible] خود بخود ختم ہو جائیگی۔ افسوس انگلستان نے [illegible] ہمارا [illegible] پڑا ہے کہ اب ہم [illegible] ہیں اور وہ ہے [illegible]

کیا ہی عیسوی ہمدردی اور اخوت ہے اور کیا [illegible] کی ہے؟

[illegible] کے پیٹ [illegible]

دجال کا چھوٹا بھائی [illegible] مسٹر [illegible] کو [illegible] ہیں تو [illegible] ہے۔

تو وہ اس پر کل [illegible] کیا کر سکتے ہیں؟

ضلع [illegible] بیک [illegible] خاطر [illegible]

مسلمانوں کے بے پیر خواہ [illegible] ممبران پارلیمنٹ کی والدہ [illegible] برس کی عمر

[illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون

ضمنہ مذکورہ کی مضامین خاص

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۶ء

{ مہم ڈنگولہ پر برٹش پارلیمنٹ میں مباحثہ }

۱۲ مارچ کے اجلاس پارلیمنٹ میں گورنمنٹ اور مخالف فریق کے چند سربرآوردہ اراکین میں مہم ڈنگولہ کی تائید و مخالفت میں جو سوال جواب ہوا [illegible] ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فریقین کے بیانات بالکل صاف صاف اور کھلم کھلا ہیں [illegible] تشریح یا [illegible] کی ضرورت نہیں۔ ناظرین انکو پڑھکر خود ہی نتیجہ نکال سکیں گے۔

[illegible] ہارکورٹ صاحب نے گورنمنٹ سے دریافت کیا۔ کہ وادی نیل میں پیشقدمی کرنے کا مقصد و مدعا کیا ہے [illegible] مسٹر [illegible] وزیر صیغہ خارجہ نے جواب دیا۔ کہ اس مہم کے بواعث و اسباب یہ ہیں کہ چند ہفتوں سے گورنمنٹ کو [illegible] بڑی بڑی جماعتیں [illegible] اور مقام کوریب کیطرف جو سواکن اور بربر [illegible] ہیں [illegible] کی جانب بڑھا چلا آرہا ہے۔ یہ خبریں

گورنمنٹ کو فروری کے اخیر پر موصول ہوئیں۔ اور انگریزی و مصری گورنمنٹوں نے ان سے یہ رائے قایم کی کہ اگرچہ درویشوں کا سردست مدعا صرف کسالا پر پیش قدمی کرنے کا ہے۔ مگر آخر کار مصر بھی اُسکے بُرے اثروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اِس خبر کے ایسے نازک وقت پر جبکہ بحیرۂ قلزم کے مغربی سواحل پر اٹلی والے سخت نرغہ میں پھنسے ہوئے تھے پہنچنے سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بمقام اڈووا اٹلی افواج کی اُس ناگفتہ بہ فاش ہزیمت کی اطلاع آگئی جسکو ہمارے ملک میں کوئی ایسا بشر نہ ہوگا جسنے بڑے افسوس اور رنج کیساتھ نہ سنا ہو اٹلی بہادر سپاہیوں کا ملک ہے۔ وہ ہمارے بڑے پکے دوست اور ممد و معاون ہیں۔ اور سوائے معدودے چند لوگوں کے سب نے اُن کی اس مصیبت پر کمال ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور تمنا ظاہر کی ہے کہ اٹلی اپنی عزت و وقار کو قایم رکھنے میں کامیاب ہو۔ مگر اس مصیبت سے تنہا اٹلی کو نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ مصر کے لئے بھی خطرہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ اٹلی ہی صرف حبشیوں ہی سے جنگ نہیں کر رہی۔ بلکہ کسالا میں بھی انہوں نے فوجی چوکی قایم کی ہوئی ہے۔ اور دس ہزار درویش اُسپر دانت تیز کئے بیٹھے ہیں۔ پس یہ ظاہر ہے کہ افریقہ میں اسوقت چند ایسی طاقتیں شتر بے مہار ہو رہی ہیں۔ کہ اگر متواتر فتحیابیوں سے وہ سرمست ہوتی گئیں۔ تو نہ فقط اٹلی یا مصر یا انگریزی رعب داب ہی معرض خطر میں پڑ جائیگا۔ بلکہ تمام یورپ کے لئے جو اُس حصہ میں تہذیب پھیلانے کا باعث ہو رہا ہے اندیشہ کا مقام پیدا ہو جائیگا۔ گورنمنٹ انگلشیہ گورنمنٹ مصر سے سلسلہ خط و کتابت کرتی رہی ہے اور ہر دو ملک کے جنگی مشیروں نے یہی رائے دی ہے کہ صورت واقعہ ایسی نازک ہو رہی ہے۔ کہ فی الفور کارروائی کرنا نہایت ضروری ہے چنانچہ اُنکی رائے کے مطابق یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مصر کی موجودہ اور مستقبل اغراض و مفاد کے لئے وادی نیل میں پیشقدمی کرنا لازمی ہے مہم کو اکاشیہ جانیکا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مقام برلب دریائے وادی حلفہ اور ڈنگولہ کے راستہ میں اول الذکر مقام سے ہر دو مقامات کی درمیانی فاصلہ کے تیسرے حصہ مسافت پر واقع ہے انگریزی مہم رفتہ رفتہ ڈنگولہ تک بڑھے گی۔ مگر جنگی ملکی اور مالی وجوہات کا عام طور پر بیان کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ سلئے مہم مذکور کی نقل و حرکت کے متعلق میں اور زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس پیش قدمی سے دو فایدے صریح بلا تاخیر مترتب ہونگے۔ ایک تو کسالا میں جو اطالین فوج محصور ہو رہی ہے۔ اُسکو امداد پہنچ جائیگی۔ اور درویش اپنے ملک کو مہم سے بچانے کے لئے وہاں کا محاصرہ اُٹھالیں گے۔ دوم مصر اُس خطرہ سے بچ جائیگا جو درویشوں کو بالکل کھلا چھوڑ دینے اور اُنکی اپنی جمیعت کو مضبوط کر لینے دینے سے بہت کچھ جلد نہایت خوفناک اور مہیب صورت اختیار کر لیتا۔"

سر ولیم ہارکورٹ نے اس تقریر کو سنکر بیان کیا۔ کہ پچھلے چند مہینوں میں جسقدر واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں اُن سب سے اس پیشقدمی کا واقعہ بہت بڑھکر خوفناک اور مضر اثر پیدا کرنے والا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ اس مہم کو سوڈان پر آیندہ پیش قدمی کرنے کے لئے نقط ایک پہلا زینہ بنانا چاہتی ہے۔ تو فریق مخالف دلبرل اور ریڈیکل پارٹی) اس کی نہایت سخت مخالفت کریگا۔

اس کے بعد مسٹر لبوشیر نے کھڑے ہو کر ایک نہایت مدلل تقریر میں پہلے انگلستان اور سوڈان کے تعلقات واضح طور پر بیان کئے۔ اور پھر ارشاد کیا کہ "میں بیشک اٹلی والوں کا دوست ہوں۔ مگر جب تک کہ وہ خاص اٹلی میں رہیں ورنہ اسوقت جبکہ وہ اپنے ملک سے نکلکر افریقہ کے آزاد ملکوں اور قوموں کا قلع قمع کرنا چاہیں۔ برخلاف ان کے مجبور لوگوں سے پوری پوری ہمدردی ہے جو افریقہ کے اصلی مالک اور اپنے ملک کو اجنبیوں کی دستبرد سے بچانے کیلئے جانیں قربان کر رہے ہیں۔ اور میں اٹلی والوں کے شکست کھانے پر نہایت خوش ہوا ہوں۔ جنگ حبش اٹلی کے وزیر اعظم نے رعایا کی توجہ کو ملک کے اندرونی معاملات سے ہٹانے کیلئے شروع کی تھی اور کل نیک نیت اشخاص اور محبان وطن اس لڑائی کے برخلاف تھے اور ہیں۔ اسلئے ایسی گورنمنٹ کی امداد کیلئے جو دشمن ملک ہو خود جنگ کی مصیبت میں پھنسنا نہایت حماقت ہے۔ علاوہ ازیں اس مجوزہ مہم کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ اور سو برس کیلئے ہمارے جھنڈے سرزمین مصر میں پوری طرح گڑ جائینگے۔ اور میرے خیال میں یہ بڑی ناانصافی کی بھی بات سمجھی جاتی ہے کہ مصر خالی کر دینے کے جو وعدے وعید ہم یورپ خاص کر فرانس سے کر چکے ہیں انکے پورا کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔"

اسکے بعد مسٹر جان مارلے نے نائب وزیر سے دریافت کیا کہ وہ کونسی خبریں ہیں کہ جن کا ذکر انہوں نے اپنی تقریر میں کیا ہے۔ اسپر وزیر موصوف نے چند تاریں پڑھکر سنائیں جو ۲۴ - ۲۶ - ۲۸ و ۲۹ فروری کو لارڈ کرومر نے مصر سے روانہ کی تھیں۔ اُن میں تحریر تھا کہ درویش جماعت مراد پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں عثمان دغنہ اور اُسکا بھائی موسیٰ دغنہ سواکم کسالا اور کوکریب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور خرطوم سے خلیفہ نے ایک تیسری فوج ڈنگولہ کو بھیجی ہے اور خلیفہ عبداللہ نے اطالین لوگوں کے برخلاف جہاد کا اعلان دیدیا ہے اور گورنر بربر نے حسب الحکم خلیفہ سواکم کیساتھ تجارت کے بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے۔ ان تاروں کے سننے کے بعد مسٹر جان مارلے نے پھر سوال کیا کہ کیا اس مہم کا سارا خرچ مصر پر ڈالا جائیگا یا کہ انگلستان بھی کچھ حصہ دیگا۔ مگر اسکا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ باقی رہا حصہ یا پرچہ کو ہوا جس کی مفصل کیفیت اس ہفتہ کی ڈاک ولایت سے معلوم ہوجائیگی۔

ہفتہ مختتمہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ ۱۳ اپریل - مصری سرمایہ داروں کا ایک گروہ جنکے پاس دس لاکھ پونڈ مالیت کے دین تمسکات ہیں فرانسیسی تمسکداران کے دعوے کی قانونی مخالفت کر رہا ہے اُسکا بیان ہے کہ کمیشن قرضہ قومی نے جو روپیہ عطا کیا ہے مہم ڈنگولہ کے

منظوری ہونے کی جہت سے وہ بجا طور پر دیا گیا ہے فرانسیسی تمسکداروں کا دعوے بنام کمیشن قاہرہ کی ابتدائی عدالت میں دائر ہے اور پندرہ دن کے لئے ملتوی کیا گیا ہے مصر کے قرضہ قومی کی چار شاخیں ہیں یعنی قرضہ مجتمعہ قرضہ پر یفیرڈ قرضہ جینی و ...شیہ اور ...مین دالما کی قرضہ اور ان کی بازاری قیمت علی الترتیب حسب ذیل ہے ١٠٤ ½ - ٩٠ ½ - ١٠٠ - ١٠٢ ... شق کے تمام قرضہ میں ⅔ کے قریب فرانسیسی تمسکداران نے قرض دیا ہوا ہے اور انکے تمسکوں کی قیمت آجکل بازاری نرخ پر ایک ارب ٨٠ کروڑ فرینک ہے کمیشن کے مقرر ہونے سے پہلے شق اول یعنی مجتمعہ قرضہ کی بازاری قیمت صرف ٢٠ فی صدی تھی - یہ جب فرانس والے مصری قومی قرضہ کے اسقدر حصہ کے مالک ہیں کہ ان کی منشا کے خلاف عمل کرنا مصری ترقی اور سینہ زوری ہے - ادیٹر

لنڈن - ١٥ اپریل - مہم سوڈان کے متعلق ہندی افواج کا مسئلہ شب گذشتہ دار العوام میں مسٹر کرزن نے مسٹر لبوشیر کے سوال کے جواب میں بیان کیا کہ انگریزی افواج سے وادی حلفہ سے پرے اگر کام لینا ضروری ہوا تو اس کا خرچ مصر اور انگلستان کو مساوی ایک نسبت حسب معاہدہ ہوگا ✦

وزیر ہند اس سوال کے جواب میں کہ آیا گورنمنٹ ہندوستان کی فوجوں سے سوڈان میں کام لینا چاہتی ہے بیان کیا کہ گورنمنٹ یہ خیال کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتی کہ مصری فوج امر مرجوعہ کو سر انجام کرنیکو ناکافی ہو ✦

قسطنطنیہ - ١٥ اپریل - اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے شہزادہ فرڈیننڈ حکمران بلگیریا کو فوج کا فیلڈ مارشل بنایا ہے ✦

لنڈن - ١٦ اپریل - اخبارات ڈیلی نیوز و ڈیلی ٹیلیگراف آج صبح کے پرچوں میں لکھتے ہیں کہ سوڈان فتح کرنے کیلئے موسم سرما میں دس ہزار انگریزی فوج ولایت سے روانہ کی جاویگی ✦

لنڈن - ١٦ - اپریل - خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک روسی مہم جس میں اسّی شخص شامل ہیں بظاہر حبشی مجروحین جنگ کی امداد کے لئے حبش جانیکے واسطے جہاز پر سوار ہوگئی ہے - ان اسی شخصوں میں کئی افسر بھی موجود ہیں ✦

ٹائمز نے اپنے کارسپانڈنٹ متعینہ روما کی تار خبر چھاپی ہے - کہ اس امر کی شہادت موجود ہو رہی ہے - کہ روسی اور فرانسیسی حبشیوں اور سوڈانیوں کو اطالیہ اور انگلستان کے برخلاف کمان افسر بننے میں کامیاب ہو رہی ہیں ✦

قاہرہ ١٧ - اپریل - جنگ سوڈان ٹوکر کے قریب مصری افواج اور درویشوں میں دو سخت لڑائیاں ہو چکی ہیں درویشوں کا نقصان بہت ہوا ہے مصری صرف ١٠ قتل ہوئے ✦

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

هز ایکسیلینسی توسطانی پاشا حبیبہ سفیر ترکی متعینہ دربار لنڈن جب مراسلات تقرری کے پیش کرنے کیلئے ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ممدوحہ انسے کمال حسن اخلاق سے پیش آئیں اور انکی خاطر و مدارت میں کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہ کیا گیا۔ کرنیل کالول صاحب خاص شہنشاہی گاڑی سلطان موصوف کو ترکی سفارت سے ونڈسر کیسل لانے کے لئے لے گئے۔ راستہ میں لارڈ سالسبری بھی انکے ساتھ گاڑی میں سوار ہوئے۔ اور دونوں اکٹھے محل شاہی میں تشریف لے گئے جہاں ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے مہمان موصوف کی چاء وغیرہ سے تواضع کی گئی حضوری کے وقت شہزادی وکٹوریہ بھی ملکہ معظمہ کے پاس موجود تھیں۔ پاشا موصوف کو کل محل [illegible] اور مراجعت کے وقت بھی کرنیل کالول صاحب شہنشاہی گاڑی پر انکو سوار کرکے ترکی سفارت میں واپس پہنچا گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلی دفعہ شہنشاہی گاڑی کسی اجنبی کے لئے بھیجی گئی ہے۔

جزیرہ کریٹ کے مفسدوں کو اعلیحضرت سلطان المعظم نے عام معافی عطا کی ہے۔

مسٹر گلیڈسٹون صاحب نے ان لوگوں کے امدادی فنڈ میں ایک معقول رقم چندہ دیکر اپنے [illegible] کو [illegible] باغیوں کی گرمجوشی کیساتھ شریک ہونے کی تحریک کی ہے

قسطنطنیہ میں ۱۸ مارچ کو امنی سازشی کمیٹی، باغیان کے پانچ ممبر مع اپنی مفسدانہ تحریروں کے گرفتار ہوئے۔

پارلیمنٹ میں ۲۰ ماہ گذشتہ کو مسٹر ڈگلس کے مباحثہ کے دوران میں مسٹر جان مارلے اور سر ولیم ہارکورٹ نے گورنمنٹ کی پالیسی کی نسبت نفرین ظاہر کرکے بیان کیا کہ کسی گورنمنٹ سے آج تک ایسی بیہودہ اور لغو کارروائی ظہور میں نہیں آئی۔ لارڈ سالسبری صاحب نے ۹۶ء میں سلطان المعظم کو لکھا تھا کہ پانچ برس کے عرصہ میں مصر خالی کر دیا جائیگا مگر اب باوجود گیارہ برس گذر جانے کے تخلیہ مصر تو بجائے خود رہا ایسی خطرناک کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ کہ ان سے انگلستان کے وقار اور فوج اور خزانہ کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہورہا ہے۔

سلطنت عثمانیہ کے ایک شہر میں سونے کی کانیں دستیاب ہوتی ہیں اللھم زد فزد مابعد میں [illegible] اور کوئی خبر ہی

ٹرکی فوج — جنرل وان ڈی گولز نے جو ٹرکی افواج کی درستی و ترتیب میں چند برس صرف کرنے کے بعد اب سلطانی ملازمت سے مستعفی ہوکر جرمن فوج کے پانچویں ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ٹرکی افواج کی موجودہ حالت کے متعلق ایک شخص کے سوال پر مندرجہ ذیل جواب دیا:---

"مجھے پولیٹکس و امور مملکت سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ سلطانی وزراء نے مجھے بارہا ملکی معاملات کی طرف کھینچنا چاہا مگر میں یہی جواب دیکر ٹال دیتا رہا۔ کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ اور سپاہی بھی ایسا کہ اپنے جنگی فرائض کے علاوہ اور کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ گذشتہ جنگ کے بعد ترکی فوج نے کوئی ترقی نہیں کی وہ سخت غلطی میں ہے۔ بیشک اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ جو کچھ ترقی ہوئی ہے اُس سے زیادہ ہوسکتی تھی لیکن جرمن کے اخبارات میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنی افسروں نے اصلاح کے متعلق جو کارروائی کی ہے۔ وہ کاغذوں ہی پر ہے اور دراصل اسکا کوئی وجود نہیں محض غلط ہے اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ کام کیا گیا ہے۔ اسکے بہت سے حصہ کی

کے نتیجے کے متعلق دنیا کے سامنے شیخی نہیں بگھاری گئی نہ ہی کوئی شور و غوغا برپا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اسے ڈھول بجا بجا کر مشتہر کیا جاتا تو ضرور تھا کہ ممالک اجنبیہ جو ترکوں کو ترقی کرتے دیکھ نہیں سکتیں۔ رشک و حسد کے مارے مداخلت کر دیتیں۔ اب سلطنت عثمانیہ کی ضروریات کیلئے بقدر مناسب عثمانیہ فوج کافی موجود ہے۔ جو شخص ترکی فوج میں بحیثیت افسر داخل ہونا چاہے اسکو پہلے جنگی مدرسے کے تمام امتحانات پاس کرنے ضروری ہیں اور انجینئرنگ کے اصول سے واقف ہونا نہایت لازمی ہے۔ مگر عثمانیہ فوج کو انجینئروں کی ایسی ضرورت نہیں جیسی کہ افسروں کی۔ جو افسر ٹرکی سے برلن بھیجے گئے تھے۔ اور وہاں سے سنہ ۱۸۹۶ء میں واپس آئے وہی وہ پہلے افسر تھے۔ جنہوں نے خالص علمی تعلیم و تربیت پوری طور پر حاصل کی۔ اور عملی خدمت کے تمام مراحل طے کئے۔ در فی الواقع نہایت قابل افسر ثابت ہوئے ہم ترکی افسروں کی تعلیمی کتاب کو سب سے عمدہ اور بہترین خیال کرتے ہیں۔ وہ ”مخبرات قلاع“ ہے جسکا مصدر مؤلف صبیح بے ترکی سفیر متعینہ برلن کا جنگی اتاچی ہے۔ میں خود ہفتہ میں کئی مرتبہ ترکی افسروں کو لیکچر دیا کرتا تھا۔ انکے مباحثہ اور جرح اور قدح سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اسکو نہایت عمدگی سے ذہن نشین کر لیتے ہیں“۔

”یورپ جو کچھ چاہے اپنے دل میں خیال کیا کرے۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ ترکوں کا قدیمی جنگی شوق ان میں ابھی ضائع نہیں ہوا چنانچہ دو تین اعداد اس امر کے ثبوت کیلئے کافی ہیں جنگی مدرسہ حربیہ میں ۱۸۶۳ء میں چار سو ترپن طالب علم تھے اور اب انکی تعداد سترہ سو پچاس ہے۔ البتہ اس بات کا افسوس ہے کہ صرف مسلمان ہی ۲۱ برس سے ۲۶ برس کی عمر تک بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بہت سے بری الخدمت ہو جانے کے باعث فوج میں داخل نہیں کئے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ فوج ریزرو صرف کاغذوں پر موجود تھی۔ مگر اب فوج ریزرو (ردیف) برابر موسم سرما میں فوج کیلئے طلب کی جاتی ہے۔ اور فوج نظام کی میعاد ملازمت پانچ سال کی بجائے تین سال کر دینے سے عثمانیہ فوج ردیف کیلئے عمدہ میٹریل (مصالح) بہم پہنچ جاتا ہے (یعنی فوج نظام کے سپاہی تین برس عملی خدمت کرنے کے بعد ردیف میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے موخر الذکر فوج میں کار آزمودہ سپاہیوں کے شامل کر دئے جانے سے اس کی مضبوطی اور کار آمدگی میں بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے) عثمانیہ فوج اسٹینڈنگ آرمی (فوج نظام جو ہر وقت تیار رہتی ہے) ریزرو اول (ردیف فوج نظام) ملیشیا (مستحفظ) لینڈ سٹرم (محافظ ملک) سیکنڈ ریزرو (ردیف ثانی) اور سوپرنیومیریری بٹالینز (زائد از ضرورت پلٹنوں) پر مشتمل ہے“۔

”ترکی افواج کے از سر نو مرتب کرنے میں بیٹے بھی بہت کام کیا ہے۔ اور اگر ٹرکی اب ایک ہفتہ میں اپنی فوج کو مجتمع کر سکتی ہے تو یہ اسی ترتیب کی وجہ سے ہے مگر میرے خیال میں ٹرکی اپنی عیسائی رعایا کو فوج میں بھرتی نہ کرنے میں سخت غلطی کر رہی ہے عیسائی رعایا کے بھرتی کرنے سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ فوجی ڈسپلن (ترتیب و قواعد) سے مختلف مذاہب کی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوگا۔ بلکہ حفاظت سلطنت کا بوجھ جو اسوقت صرف اکیلے مسلمانوں پر ہے بٹ جائیگا۔

جائے گا۔ مونیز ٹرکی کی ہر ایک لڑائی کو جو مخالفین مذہبی لڑائی قرار دیتے ہیں ان کو اس اتہام کے لگانے کا موقعہ بھی نہ باقی رہنے دیگا"۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کے اوصاف ظاہری و باطنی محنت و مستعدی اور ملکہ و لیاقت خداداد کی جسقدر تعریف کی جائے تھوڑی ہے اور جرمنی افسروں پر جسقدر الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتے رہتے ہیں اس کا شکریہ سے جرمنی لوگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے"۔

هفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۶ء

{سوڈان پر چڑھائی}

یورپ کے مہذب جب کبھی کسی وحشی ملک کو اپنے انار عاطفت میں لینا چاہتے ہیں تو تہذیب اور انسانیت کا بہانہ آگے رکھ لیتے ہیں اس ملک کی وحشیانہ حرکات و افعال اور باشندوں کی بدتہذیبی و جہالت کی فرضی کہانیاں مشہور ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور بالآخر آلات تہذیب توپ و بندوق یا حکمت عملی و تدبیر سے والی ملک کو جلا وطن کر کے رعایا کو اپنا محکوم بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ حال میں اسی تہذیب کی آڑ میں سوڈان پر فوجکشی کی جارہی ہے۔ خلیفہ عبد اللہ اور اُسکے قبل نشین مہدی کے جور و تعدی کی نسبت وہ وہ حیا سوز آمیز حکایتیں مشہور کی جاتی ہیں کہ پڑھنے والا خواہ مخواہ متنفر ہو جاتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ روایات مذکورہ کہاں تک درست ہیں۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ اطالین کی شکست اور تخلیہ مصر کے شروع ہونے سے پہلے اس بدتہذیبی کی بیخکنی کیطرف کیوں مطلق توجہ نہیں کیگئی۔

محمد المہدی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ بظاہر اپنے پیروؤں میں تو وہ معمولی جبہ اور سر اپیل پہنے اور تنکوں کی ٹوپی جسکے گرد ململ کا عمامہ لپٹا رہتا تھا اوڑھے ہوئے عاجزوں اور مسکینوں کی سی شکل بنائے خاکساری صحبت الٰہی اور زہد اور اتقا کا وعظ کیا کرتا تھا۔ مگر جوں ہی محل میں پہنچتا تھا۔ تو یہ سارے کا سارا نقشہ بدل جاتا اور وہاں سوائے لذیذ اور خوشگوار کھانوں اور خوبصورت عورت کی صحبت کے اور کوئی شغل ہی نہ ہوتا سوڈان کی کوئی خوبصورت عورت نہ تھی جو اسنے اپنے حرم سرا میں نہ ڈال رکھی ہو۔ اور کوئی باسلیقہ باندی اور کنیز نہ تھی۔ جو اسکے ایوان میں مامور نہ ہو۔ یہانتک کہ فتح خرطوم کے بعد تو اُسنے کھلم کھلا معصوم مستورات کی عصمت بگاڑنی شروع کردی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خرطومی لڑکی نے اپنے ننگ و ناموس کی بربادی کے عوض میں ۱۴ جون کو اُسے زہر ملا دیا۔ جسکے اثر سے وہ تڑپ تڑپ کر ۲۲ جون کو فوت ہو گیا۔ اسی طرح موجودہ خلیفہ سوڈان کی نسبت مشہور کیا جاتا ہے کہ اس کی ۴۰۳ بیویاں ہیں اور اُسنے سارے ملک میں گوئندے مامور کر رکھے ہیں کہ جہاں کہیں کسی خوبصورت عورت کا پتہ ملے اُسے خاوند سے طلاق دلوا کر میرے پاس بھیجا دو۔ خاوند اگر انکار کرے تو

فوراً مروا دیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ واقعات درست بھی مان لئے جاویں۔ تو کیا بڑے مہذب سے مہذب یورپین ان جرائم کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں ابھی ہفتوں ہی کا ذکر ہے۔ کہ جرمن مشرقی افریقہ کے سابق ہائی کمشنر ڈاکٹر پیٹرز پر اسی قسم بلکہ اس سے بھی بدرجہا بدتر قسم کے الزامات علی رؤس الاشہاد لگائے گئے اور وہ اُن کی تردید نہ کرسکا۔ ٹرنسوال اور برہما میں خود انگریز مہذبین اس بارہ میں جو کچھ حرکات ناشائستہ کرتے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کس منہ سے خلیفہ عبداللہ کو ان افعال کی وجہ سے بُرا کہا جاتا ہے اٹلی اور فرانس کے بحیرہ روم کے ساحل پر ایک چھوٹی سی ریاست مناکو ہے جس کا رقبہ ۹ میل مربع اور منقل آبادی ۱۲۰۵۴ ہے موسم سرما میں یورپ کے اُمرا و شاہی خاندانوں کی اراکین اور معزز و متمول متمولین کا ایک جم غفیر وہاں جمع ہوجاتا ہے۔ یوں تو یہ ریاست برائے نام فرانس کے ماتحت ہے مگر دراصل پوری آزاد ہے۔ اسکے دارالخلافہ قصبہ مناکو کے قریب شہر مانٹی کارلو میں گورنمنٹ نے ایک کمپنی کو قمار بازی کی دوکان کھولنے کا اجارہ دیا ہوا ہے۔ اور قمار بازی کے متعلق چند قواعد بھی منضبط کر رکھے ہیں۔ یہ کمپنی [illegible] ہزار پونڈ سالانہ ٹیکس گورنمنٹ کو ادا کرتی ہے۔ اسکا پہلا پٹہ ۱۹۱۳ء میں ختم ہونے کو تھا کہ شہزادہ البرٹ والی مناکو نے اختتام میعاد سے سترہ سال پہلے ہی دوسرا پٹہ اور پچاس برس کے لئے ہزار سالانہ ٹیکس پر اُسی کمپنی کو دیدیا ہے۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے جب ایک انگریزی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے شہزادہ سے ملاقات کرنے کی اثناء میں اس اجارہ پر ...لی زبان سے کچھ اعتراض کیا تو آپ نے کمال برافروختہ ہوکر یہ جواب دیا کہ میں اپنے ملک کا مالک ہوں جو کچھ ریاست کی بہتری کیلئے مناسب سمجھوں گا اس پر عمل کرونگا۔ اوروں کو میری کارروائی پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ علاوہ ازیں یورپ والوں کی نیک معاشی پر مجھے اسقدر اعتماد نہیں ہے کہ اگر میں اس علانیہ قمار خانہ کو بند کردوں تو وہ قمار بازی چھوڑ دینگے بلکہ ضرور ہے کہ ناجائز طور پر درپردہ جوا کھیلنا شروع کردینگے۔ اور بالخصوص انگریز لوگ تو جنہیں قمار بازی کی سخت دھت ہے بہت ہی سٹ پٹائیں گے۔ یہ ہی تہذیب اور شائستگی کا ڈپلوما۔ جو ایک مہذب ریاست کا حکمران تمام یورپین اقوام اور بالخصوص انگلش قوم کو عطا کر رہا ہے۔ اور یہ ہے یورپین تہذیب کہ قمار بازی کے علانیہ اجارے عطا کئے جاتے ہیں دور کیوں جاؤ خود ہندوستان ہی میں گورہ افواج کیلئے معین اور نوجوان دیسی مستورات کا پھسلاوٹ اور جبر سے حاصل کیا جانا کوئی برسوں کی بات نہیں ہے اور مہذب گورنمنٹ کا شراب و افیون کے اجاروں کے ذریعہ عام کروڑوں روپیہ اینٹھنا اور ساتھ ہی انکی صحت و سلامتی کو برباد کرنا کوئی چھپا ہوا بھید نہیں ہے۔

خیر اس تہذیب اور بدتہذیبی کی بحث کو چھوڑ کر ہم پھر پر مطلب آتے ہیں خلیفہ عبداللہ کی ذاتی وجاہت کا حلیہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک دراز قد اور مضبوط آدمی ہے۔ اُس کی عمر پچاس کے قریب ہے۔ اور خال خال بال سفید ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ اسکے چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں طور پر موجود ہیں۔ ڈاڑھی لمبی اور مونچھیں چھوٹی ہیں۔ سالعید کے محاصرہ میں اُس کی ران میں گولی لگی تھی۔ جس سے وہ کسی قدر لنگڑا کر چلتا ہے۔ اور وہ اس زخم

بہ بڑا فخر کرتا ہے اور اپنے اس زخمی ہونے کے واقعہ اور دیگر کارناموں کو اکثر بیان کیا کرتا ہے۔ وہ محض جاہل ہے۔ اور کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ مگر موجودہ حکمت عملیوں کے داؤ گھاتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ ارادہ کا بڑا پکا ہے۔ اس کی نسبت یہ عام مشہور ہے کہ وہ لسٹری سے نہ شکار ہے۔ وہ خود پسند بہت ہے۔ اسکے سامنے اگر اسکے دشمنوں کے زیادہ طاقتور ہونے کا ذکر کیا جاوے۔ تو فوراً بگڑ جاتا ہے۔ اور اپنی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے۔ اُس کی فوج کی سوج رواں باز نگر یا سوڈانی اصطلاح کے مطابق جہادیہ (نظام فوج) ہے۔ جو سب کی سب اسلحوں سے مسلح ہے۔ اسمیں اکثر یا حبشی (سوڈانی) بھرتی ہیں۔ نیزہ اور شمشیر باز فعل کی فوج میں زیادہ تر مختلف قبیلوں کے عرب شامل ہیں جنمیں سے قبیلۂ تعاشیہ اور مبانیہ خلیفہ کے بڑے معتمد اور اعتباری ہیں کیونکہ خود خلیفہ بھی قبیلۂ تعاشیہ میں سے ہے۔ ابتداءً مصری سپاہی بھی فوج میں شامل تھے۔ مگر وہ بتدریج نکال دیئے گئے۔ اور انکی جگہ جنوبی اضلاع کے سپاہی بھرتی کئے گئے ہیں۔ جو آجکل تعداد میں پرانے سپاہیوں سے کئی گنی ہو گئے ہیں۔ پرانے مصری (انصار مین) سپاہی علاقہ بھرتی نہیں کئے جاتے۔ ان سے باورچیوں باغبانوں اور سقوں وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ خلیفہ سوڈانی سپاہیوں کی جنگی قابلیتوں سے بخوبی واقف ہو گیا ہے۔ اور اسنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی صحیح النسب سوڈانی (یعنی سیاہ فام) بطور غلام فروخت نہ کیا جائے۔ بلکہ خلیفہ کی فوج میں بھرتی کئے جانیکے لئے حاضر کیا جاوے۔ جسکے عوض میں مالک کو بیس ڈالر قیمت ادا کی جاویگی۔ خلیفہ کی حکومت سوڈان میں اب بھی بڑی زبردست ہے۔ اور تمام ملک اسکے تابع فرمان ہے۔ لیکن انگریز مفرورین جو قید سے بھاگ آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ اب پہلی سی بات نہیں رہی۔ محمد المہدی کیوقت لوگ بطوع و رغبت اسے مذہبی پیشوا سمجھکر اطاعت قبول کرتے تھے۔ اور اب ڈنڈے کے خوف سے مطیع ہوتے ہیں کئی قبیلوں نے آزاد ہونے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلائے مگر بڑی سفاکی اور بیرحمی سے انکا قلع قمع کر دیا گیا۔ جس سے دوسروں کے حوصلے پست ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کے پاس چالیس ہزار رائفل ہیں۔ مگر بقول سلاطین پاشا توپخانہ کا سامان بہت تھوڑا ہے اور جسقدر ہے وہ بھی بالکل نکما ہے اگر کسی دوسری طاقت نے خلیفہ پر فوج کشی کی تو بہت سے قبیلے حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہو جاویں گے۔ لیکن ہمارے قیاس میں سلاطین پاشا کی یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ اضلاع سواکن اور طوکر میں انگریزی فوجیں سنہ ۱۸۸۴ء سے سنہ ۱۸۹۱ء تک عثمان دقنہ سے معرکہ آرا رہیں کوئی قبیلہ انگریزوں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ اٹلی والوں نے سنہ ۱۸۹۱ء میں کسالا پر چڑھائی کی۔ لیکن اس موقعہ پر بھی کوئی سوڈانی اُنکے ساتھ شریک نہ ہوا اور سنہ ۱۸۹۳ء میں کانگو فری سٹیٹ کی بلجیمین فوجوں نے وادی بالائے نیل پر منبع دریائے مذکور کے قریب خلیفہ کے ملک پر چڑھائی کی۔ مگر سخت زک اٹھا کر پسپا ہوئی۔ اور کسی سوڈانی قبیلہ نے اُسکی حمایت نہ کی۔ اسیطرح سے سلاطین پاشا کا یہ بیان کہ سامان جنگ ناکافی اور ادنے قسم کا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ بلجیمین افواج کے مقابلہ کیلئے خلیفہ نے دخانی جہازوں پر اپنی فوج روانہ کی تھی اور اب بھی دخانی جہاز دریائے نیل میں اُسکے علاقہ حکومت کے اندر برابر گشت کرتے رہتے ہیں۔ بیان کیا کہ وہ بسبب مصری ہیں جو

ہیں فتح خرطوم کے موقعہ پر مہدیوں کے قبضہ میں آ گئے تھے۔ مگر انجنوں کے چلانے اور اُنکی مرمت اور درستی کے لئے بھی تو آخر کسی قابلیت کی ضرورت ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ وہی انجن بلا مرمت برابر دس برس سے کام دے رہے ہوں۔ پس جس قوم میں ہتھیاروں کی مرمت و درستی کی قابلیت موجود ہو۔ کبھی یقین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سامان حرب وضرب کی درستی اور تیاری سے عاری ہو۔ علاوہ بریں پاشائے موصوف کی رائے کا انگریزی مدبرین تائید کنندگان ڈنگولہ کے اس قول سے کنایۃً نافی بطلان ہوتا ہے کہ روس و فرانس کو اب اور زیادہ موقعہ نہ دیا جاوے کہ جس طرح سے اُنہوں نے حبشیوں کو سامان جنگ و اسلحہ بہم پہنچا کر ان ہی افواج کو شکست دینے کے قابل بنا دیا ہے۔ اُسیطرح سے وہ سوڈانیوں کو بھی اس قابل بنا دیں۔ مگر اب اس تاویل انتہی سے چنداں فائدہ مترتب ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ حبشیوں کو ان دونوں سلطنتوں نے جب دو تین برسوں میں اس قابل بنا دیا ہے تو کیا دس بارہ برسوں میں وہ خلیفہ کی افواج کو بھی اس قابل نہ بنا سکی ہونگی۔ اور ان دونوں سلطنتوں کے علاوہ روم کی نسبت بھی عام خیال ہے۔ کہ وہ سوڈانیوں کی در پردہ حمایت کرتا ہے۔ اور پچھلے جنگ سوڈان میں کئی ہزار ترکی فوج کا سوڈانیوں کیساتھ جا ملنا سب پر روشن ہے۔ پس ایسی صورت میں جبکہ تین سلطنتیں خفیہ طور پر خلیفہ کی معاون ہوں تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ہتھیار اور سامان جنگ بھی کافی نہ رکھتا ہوگا

عثمان دغنہ سوڈانی الاصل یا عرب نہیں ہے بلکہ ترکی نژاد ہے۔ اُسکا باپ تجارت غلامان کا کاروبار کیا کرتا تھا۔ اُسکے بعد اُسنے بھی یہی پیشہ اختیار کیا۔ مگر ۱۸۶۳ء میں اُسکا کل راس المال (یعنی غلام) انگریزی جہازوں نے چھین لیا۔ اور وہ نادار ہو گیا۔ اس رنج سے وہ مہدی کیساتھ جو بمقام شیکان تھوڑا ہی عرصہ پہلے ہکس پاشا اور دس ہزار مصری فوج کو تہ تیغ کر کے اپنی بہادری کا شہرہ تمام عالم میں پھیلا چکا تھا شامل ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا منظور نظر ہوا کہ خلیفہ نے اسے مشرقی سوڈان کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس عہدہ پر مقرر ہوتے ہی اُسنے سواکن کی طرف چڑھائی کی۔ مصر سے سواکن کی امداد کیلئے بیکر پاشا کے زیر کمان تین ہزار سات سو فوج روانہ کی گئی۔ لیکن عثمان نے الطیب کے میدان پر ہکس پاشا کی فوج کی طرح اُسکا قلع قمع کر دیا۔ اور گو اسکے بعد جنرل گراہم کے مقابلہ پر اُسے زک پہنچی۔ مگر ٹوکر پر قابض ہو کر وہ برابر سات برس انگریزی فوج سے جنگ غالبانہ کرتا رہا۔ لیکن آخر کار ۱۸۹۱ء میں اُسے یہ جنگ گاہ ٹوکر خالی کر دینا پڑا۔ جس سے خلیفہ نے ناراض ہو کر اُسے ادارامہ بھیجدیا۔ اور انگریزی فوج کی گلو خلاصی ہوئی ان سات برسوں میں کوئی مہینہ ایسا خالی نہیں جاتا تھا کہ عثمان کے مرنے کی خبر مشہور نہ ہو۔ مگر وہ جری آجتک صحیح سلامت موجود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ترکوں کو اس سے کمال ہمدردی ہے۔ اور سلطان المعظم کی اُس پر خاص نظر عنایت ہے۔ ایک نامہ نگار نے تو یہانتک بھی اُڑا دی ہے کہ سوڈانیوں کی موجودہ تحریک سلطان المعظم کے اشارے سے ہوئی ہے مگر یہ خبر قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ سلطان المعظم مالک ملک ہیں۔ انکو ان ٹیڑھی چالوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر چاہیں تو باضابطہ انگریزوں کو مصر چھوڑنے کا نوٹس دے سکتے ہیں۔ اور انگریزی مدبرین یا اخبارات خواہ اپنی قوت پر کسقدر ناز ہی کیوں نہ کر رہے ہوں تمام واقفکاروں کی بھی

یہی رائے ہے کہ وہ اگر چاہیں تو ایک دن میں انگریزی فوج کو کان سے پکڑ کر مصر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ عثمان دقمہ نے سلطان المعظم کے کہنے پر پیشقدمی نہیں کی۔ بلکہ انگریزی وزرا کی ناکارہ پالیسی اور بیجا حرص وطمع کی بدولت یہ طوفان بے تمیزی اب پھر برپا ہونا شروع ہوا ہے۔ مگر اس طوفان برپا کرنے میں بھی وہ ایک فاش غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کہ سوڈان کو اس مصری فوج سے فتح کرنا چاہتے ہیں جس کی دس سنہ تعداد کو ابتدا وقائع میں باوجود تنہا ہونے کے مہدیوں نے ایک ایک دانہ کی ہیبت کر ما بدل کی تہ پہنچا دیا تو ابھی باقی چھوڑا۔ شاید اب انگریزی افسروں پر ناز ہو۔ مگر اس وقت جن جرنیلوں نے شکست کھائی تھی وہ کون تھے؟ مرحوم ہکس پاشا، بیکر پاشا جو تو نہایت انگریز اور نامور تجربہ کار افسر تھے۔ گورڈن پاشا اور میجر جنرل ولزلے نے کونسی بڑی بہادری دکھائی۔ وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ اگر مصر کے دل کی اغراض ملکی ہی سے متعلق ہیں کہ سوڈانیوں کی طاقت اور توڑ دی جائے یا سوڈان کو فتح کیا جاوے تو قواعد دان و مرد آزمودہ برگزیدہ انگریزی افواج سے دشمنوں کے مقابلہ کا کام لیا جاوے۔ اور مصری فوج وصرف راستوں کی نگہبانی پر چھوڑا جاوے۔ مگر اس میں بھی شاید انگریزی وزارت پالیسی حکمت عملی سوچ رکھی ہو کہ مصر تو بہت اب ہر کیف خالی کرنا پڑے گا تو خالی دفعہ بھوت کی طرح کوئی نشان باقی چھوڑ جاویں۔ اور مصری افواج اور خزانہ کو ستیاناس کرنے کو تہ تن سوڈانی بھیڑوں کو لے کے پاس سلطنت کے جسے ہمارے بدقابض ہوتا ہے گلے بٹھا جاویں کہ اسے بھی تو کچھ قدر عافیت معلوم ہو لیکن دوسری طرف جب وزرا انگلستان کے پرزور دعاوی سنے جاتے ہیں کہ تخلیہ مصر پر گفتگو کرنے کا اب کوئی وقت نہیں ہے۔ ہم اسے ہرگز خالی نہیں کرینگے۔ تو سخت تعجب پیدا ہوتا ہے کہ پھر مصر کی بربادی کے یہ سامان کس لئے کئے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ شاید یہ ان کے زبانی جھگڑے ہوں۔ اور فی الحقیقت فرانس روس اور ترکی کی موجودگی میں مصر پر تصرف بہت مشکل سمجھتے ہوں۔ بہرکیف اس میں کچھ شک نہیں کہ معاملہ بہت نازک ہو رہا ہے یورپ کی سلطنتوں کو ایک دوسرے پر اعتبار نہیں اور اس بے اعتباری سے انگلستان فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے مصر کی

بابت خزانہ میں سے روپیہ خرچ کئے جانے کی بحث میں جرمنی کی رضامندی سے انگلستان خوش ہو گیا تھا۔ کہ اتحاد ثلاثہ میری طرفدار ہے اور وہ ترکی اور روس اور فرانس کا طرفدار نہ ہوگا۔ مگر اس نے جلدی ہی اس موہوم خوشی کو زائل کر دیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ میں نے یہ رضامندی فرانس کی مخالفت یا انگلستان کی دوستی کی وجہ سے نہیں دی۔ بلکہ محض اپنے دوست اٹلی کی خوشی کو ملحوظ رکھا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی عام خیال ہے کہ روس اس بارہ میں اگر اپنی رائے کا اظہار پہلے کر دیتا تو جرمنی اٹلی کی خوشی کی بھی کوئی پروا نہ کرتا۔ اور روپیہ لئے جانے کی کھلم کھلا مخالفت کر دیتا۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ معتبر خبر کوئی موصول نہیں ہوتی۔ معاہدہ قبرص کو کالعدم ہونے اور سلطان کی ناراضگی کی خبریں مبہم طور پر شائع ہوئیں۔ اور پھر یہ خبر آگئی کہ سلطان المعظم خوش کر لئے گئے ہیں۔ اور بعد ازاں ریوٹر پر بالکل سناٹا چھا گیا۔ لیکن یہ خموشی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یورپ کی پولیٹکل ہنڈیا میں حکمت عملیوں اور سفارتانہ چالبازیوں کی کھچڑی خوب زور سے پک رہی ہے اور عنقریب راز

طشت از بام ہوجاویگا ۔

مگر یہ راز زار روس کی جشن تاج پوشی یا کم از کم اُسوقت سے پہلے نہیں ہوگا تب تک کہ شہنشاہ جرمن اعلیحضرت سلطان المعظم سے ملاقات نہ کرلیں شہنشاہ موصوف شاہ اٹلی وشہنشاہ آسٹریا سے مل چکے ہیں اب صرف اعلیحضرت سلطان المعظم سے ملنا باقی ہے اور اس ملاقات میں مسئلہ مصر اور تمام یورپین مسائل کا جو کچھ فیصلہ کرنا ہوگا ۔ دونوں سلاطین باہمی صلاح ومشورہ سے قطعی طور پر کرلیں گے ۔ اور اسکے بعد جو پالیسی قرار پائیگی اُسپر عملدرآمد کیا جاویگا ۔ اب یہ خداوند کریم کو معلوم ہے کہ شہنشاہ جرمن انگلستان کے ہواخواہ ہیں یا اُنکے مخالفین سے مگر انگلستان کے اخبارات اور مدبرین کے اقوال وتحریرات سے صاف مترشح ہورہا ہے کہ گو دونوں سلطنتوں میں بظاہر باہمی پیمانہ رسم وطرز پرانے قائم بلکہ بظاہر دوستانہ ہیں مگر انگلستان اور ٹرکی دونوں ایکدوسرے سے بیطرح بگڑے بیٹھے ہیں ۔ جو امر ہر دو سلطنتوں کے خیرخواہاں کے نزدیک یکساں افسوسناک ہے ۔ انہوں نے انگریزی وزراؤں کی طرف سے مایوس ہوکر خداوند کریم کی درگاہ میں بھی لاکھوں مرتبہ بعجز ونیاز التجاء کی کہ اس بگڑی کے بنانے والے تو ہی ان دونوں سلطنتوں کے درمیان رشتۂ مودت کو پھر از سرنو استحکام وتازگی عطا فرما !!! لیکن ابتک ان دعاؤں کا بھی اُلٹا ہی اثر پڑتا نظر آرہا ہے اور دن بدن صورت بگڑتی ہی جاتی ہے ادہر انگریزی وزارت وہ چالیں چل رہی ہے جو سلطان المعظم کو سخت برافروختہ کرنیکا موجب ہورہی ہیں اور ساتھ ہی اخبارات سونے پر سہاگہ کا کام کررہے ہیں ۔ ٹائمز جیسے نیم سرکاری اخبارات نہایت متکبرانہ بلکہ دھمکانے والے انداز میں لکھ رہے ہیں کہ سلطان المعظم ذرا صبر کریں مہم ڈنگولہ کے متعلق مشورہ نہ لئے جانے پر ہی کیوں جامہ سے باہر ہورہے ہیں ۔ ابھی آگے آگے دیکھیں کہ اُنکے خلاف منشاء ومرضی کیا کچھ کارروائی ہوتی ہے ۔ ادہر دوسری طرف اعلیحضرت نے بھی نہایت بردباری اور تحمل کی پالیسی کو چھوڑ کر اصلی طور پر شہنشاہی ناراضگی کے آثار ظاہر کرنے شروع کردیئے ہیں ۔ جس کی ادنے مثال یہ ہے کہ امریکہ والوں نے بھی انگریزوں کی طرح آرمینیوں کی حمایت میں ٹرکی کو سخت سست کہنے کا وطیرہ اختیار کرلیا تھا ۔ اعلیحضرت نے امریکہ کی اُس عظمت وجرأت کے سامنے بھی اور انگلستان کو بڑی ذلت کیساتھ نیچا دیکھنا پڑا تھا کچھ پروا نکرکے وہاں سے اپنے سفیر اور سفارت کے اول سیکرٹری کو واپس بلالیا ہے ۔ یعنی ایک طرح سے انگلستان کو متنبہ کردیا گیا ہے کہ وہ اپنی ضد سے باز نہ آیا تو اس سے قطع تعلق کرلیا جاویگا ۔ اس انقطاع تعلق کی علامات چھوٹے سکیل پر کسیقدر ظاہر بھی ہونے لگ گئیں ہیں ۔ جدہ کے ہنگامہ کے بعد عید پر جیسا کہ عموماً ایسے موقعوں پر قاعدہ ہے گورنر حجاز مقتول نائب کونسل انگریزی کی ماتم پرسی اور مجروح انگریزی کونسل کی بیمار پرسی کیلئے انگریزی کونسل خانہ میں تشریف نہ لے گئے ۔ اور نہ ہی زبانی کوئی پیغام ہمدردی کا کہلا بھیجا ۔ اسکے جواب میں اب عید کے موقعہ پر کونسل انگریزی دربار گورنری میں مبارکباد وتہنیت کیلئے نہیں گیا اور باہمی سخت رنجش پیدا ہورہی ہے ۔ ہم تو پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے دونوں سلطنتوں کے مدبرین اپنے نفع و نقصان کو سوچ سمجھکر اس باہمی نزاع سے دست بردار ہوجاویں آمین !!!

بیان کیا جاتا ہے کہ رائٹر کی اس خبر سے کہ سوڈان میں غالباً ہندوستان کی فوجیں بھیجی جائینگی - یہاں کی فوجی حلقوں میں کمال بیدلی پیدا ہو رہی ہے - انہیں مہم میں شریک ہونے اور مفت میں تمغا و انعامات حاصل کرنیکا کچھ ایسا شوق چرایا ہے کہ پچھلے دنوں بیشمار درخواستیں محکمہ جنگ میں اس مضمون کی موصول ہوئیں کہ درخواست کنندگان مہم میں جانے کو تیار ہیں مگر ہماری رائے میں انہیں ابھی بیدل نہیں ہو جانا چاہئے - ٹائمز مخبر ہے کہ نہر سوئز کے کنارے کے قریب بنگالی افواج کے لئے جھونپڑیاں بن رہی ہیں اور وہ بھی غالباً کا لفظ لکھتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان فوجوں کی ضرورت آپڑیگی - بیشک اگر انگلستان میں یہی موجودہ وزارت رہی تو فاتحانہ کیا ضرور ہے بہت ہی جلد ان بہادروں کو بھی اپنے جوہر دکھلانے کا موقعہ ملجاویگا - مگر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مقابل میں دیسی عورتیں یا کاشتکار یا اوچھے نہیں ہیں - درویش ہیں درویش جو کہ ہکس پاشا اور جنرل گارڈن کو شہید کر چکے ہیں - اور جنکے چھوٹے بھائی حبشی ابھی ابھی ہیں ۳ ہزار اطالین فوج کی اچھی طرح گت بنا چکے ہیں - آجکل انگلش افسر بھی مصری اور فرانسیسی و حبشی کا رجزیل و ذلیل ہیں - اور اب انکے پاس نیزہ اور لکڑی کی کلہاڑیوں کی بجائے بیشمار رائفلیں نہ سہی مگر ہتھیار تو ضرور ہیں - پھر ہماری خس کی ٹٹیوں میں بیٹھنے والے ہندوستانی فوج کے عہدہ داران کہاں تک شیخی کر رہے ہیں ذرا صبر کریں - اُن کی بھی باری آجاتی ہے موسم گرما تو آرام سے ہندوستان کے جنت نظیر تعلقات و شملہ مسوری دہرہ وغیرہ میں بسر کریں شروع سرما میں ہماری منتظر گورنمنٹ انگلشیہ کا ارادہ انگریزی فوج کو بھی روانہ کرنے کا ہے - اُسوقت یہ بھی تشریف لیجا کر دل کی بھڑاس نکال لیں ◆

ہفتہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن - ۱۸ اپریل - قاہرہ میں افواہ ہے کہ مہم ڈنگولہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی وجہ سے فرانسیسی سنڈیکیٹ نے جو دعویٰ کمیشن قرضہ کے خلاف دائر کیا ہوا تھا اُسے وہ واپس لینے والی ہے ◆

سینٹ پیٹرزبرگ - ۱۸ اپریل - شاہزادہ فرڈیننڈ والی بلگیریا آج یہاں پہنچا اُسکا استقبال دھوم دھام سے کیا گیا - بعد ازاں وہ محل شاہی کو روانہ ہو گیا اور زار سے ملاقات کی ◆

قاہرہ - ۲۰ اپریل - سوڈان کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ خلیفہ کی باڈی گارڈ فوج میں باہمی فساد ہو جانے کی وجہ سے جس میں پچاس آدمی قتل ہوئے ہیں ام درمان میں حالت نہایت شورش

ہو رہی ہے۔

عثمان دغنہ کے پاس کمکی فوج پہنچ گئی ہے +

لنڈن۔ ۲۳ اپریل۔ درویشوں کی بابت خبر آئی ہے کہ عثمان دغنہ کی افواج قلت خوراک اور سامان نقصانات کی بابت جو انہوں نے حال میں برداشت کئے ہیں۔ بری حالت میں ہیں +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

ولایت کا اخبار ٹروتھ ایک ظریفانہ نظم میں لکھتا ہے کہ جب کبھی انگلستان پر مصر خالی کر دینے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ تب ہی عثمان دغنہ زندہ ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ اس شخص کے مرجانے کی کم از کم ہزار مرتبہ خبریں مشہور ہو چکی ہیں +

فرانسیسی وزیر خارجہ نے بیت العوام میں مسٹر ڈنگلیہ پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ مصر سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا ایک صوبہ ہے۔ اور سلطنت مذکورہ کی مقبوضات کی سلامتی کی کل دول عظام ذمہ دار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کا سلطان المعظم کے خلاف مرضی مصر پر متصرف رہنا یا اُسکے ماتحت صوبہ کی افواج سے کام لینا قوانین متمدنہ کی صریح خلاف ورزی ہے اور یورپ اس امر کو کسی زیادہ مدت کے لئے جائز نہیں رکھیگا۔ انگلستان نہر سویز کی حفاظت کا جو عذر کرتا ہے وہ بھی محض فضول ہے کل دولتوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نہر سویز جنگ و امن ہر دو صورتوں میں کل دنیا کے جہازوں کے لئے برابر کھلی رہیگی۔ اور کسی سلطنت کو دوسری سلطنت کے جہازوں کو اس میں سے گذرنے سے منع کرنیکا استحقاق حاصل نہیں ہوگا اس فیصلہ کو سلطان المعظم نے بھی منظور فرمایا ہوا ہے پس جب انگلستان کے جہازات کی آمد و رفت کو نہر سویز میں سے کبھی روکا نہیں جا سکتا۔ تو امر مذکور کی حفاظت کی حجت پیش کرنا سراسر نخوادر بہانہ ہے +

یورپ میں عام خیال ہے۔ کہ فرانس انگریزی قبضہ مصر کی اسقدر مخالفت کرنے کے بعد اب ہرگز اگر اپنی عزت و وقار کو قایم رکھنا چاہتا ہے تو عملی کارروائی کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ فرانسیسی اخباروں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی معاملہ بہت پیچیدہ اور نازک ہو جائے تو وہ یک لخت تمام ہلے گلے چھوڑ کر نہایت متین بن جاتے ہیں۔ مسئلہ ڈنگولہ کی نسبت بھی بہت شور و غل کرنے کے بعد وہ یکبارگی بہت متانت سے رائے زنی کرنے لگ گئے ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ یقینی ہو گیا ہے۔ کہ مصری مسئلہ کے متعلق کوئی گل کھلنے والا ہے +

اکثر مدبرین کی رائے ہے کہ انگلستان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ فرانس اور روس سوائے زبانی مخالفت کے کوئی عملی کارروائی نہیں کرینگے۔ حتی کہ انگلستان بلا روک سوڈانیوں کو صحرا میں منتشر کر سکے گا اور خلاصے مصر کا مسئلہ اور ایک دو برس کے لئے دب جائیگا۔ بعض تو انگلستان کی اس زود اعتباری پر بھی متعجب ہو رہے ہیں۔ کہ چند ہفتوں کی بات ہے کہ جس ملک (جرمنی) نے انگریزوں کی مخالفت میں کوئی دقیقہ نہیں

چھوڑا تھا۔ اب انگلستان بے انتہا بھروسہ کر رہا ہے مگر وہ یاد رکھے کہ جرمنی کی پالیسی جو کہ پہلے انگلستان کو روس اور فرانس کے ساتھ گتھم گتھا کرا دے اور پھر جب انگلستان کی فوجیں ٹنگو لڈ کے جانشان کی دست میدان میں چیت ہی جوں اور وہ اس خطرناک معاملہ میں خوب پھنس گیا ہو اس وقت چپکے سے نکل جاوے پھر دوست اور روس اور فرانس کے ساتھ ملکر انگریز کو ہمیشہ کو مصر خالی کرنے کی تدبیر کر لے۔ اب انگریزی اخبار کا نامہ نگار ... کرتا ہے ... کے ... اور موجود ہیں کہ انکی ... کچھ ... ہی ہے اور ۹۶ سے ... پولٹیکل ... علاوہ ... کا ... ہو گا کہ ... بے خبر نہیں رہتے گا ✦

ہفتہ مختتمہ ۹ مئی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۲۲ اپریل ٹائمز کا نامہ نگار پریٹوریا سے روانہ الحکومت ٹرنسوال ہے تار دیتا ہے کہ پریسیڈنٹ کروگر نے بجواب مسٹر چیمبرلین مصالحانہ بحث کرنے سے انکار کیا ہے کیونکہ برطانیہ کو ان ٹرنسوال کے اندرونی معاملات میں ہرگز مداخلت نہیں کرسکتا مگر پریسیڈنٹ موصوف نے یہ اشارہ کیا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی اگر پرانے طور پر کچھ ایسا کر دیگی تو پھر اس پر غور کیا جاویگا اسکے بعد پریسیڈنٹ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ انگریزی اسوقت تک گذشتہ کے معاہدہ کی ترمیم اور اس کی جگہ نیا عہدنامہ رفاقت و تجارت کے متعلق نہیں کرسکتی جب تک کہ یولینڈر (انگریزی آبادکاران) کی بینہ شکایات پر غور نہ کیا جاوے تو ٹرنسوال کی گورنمنٹ بھی اور زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔ بلکہ ڈاکٹر جیمسن کی چڑھائی کے تاوان جنگ کے مطالبہ پر ... کے اور کوئی مطالبہ نہیں کرتی۔ پریسیڈنٹ موصوف لکھتے ہیں کہ ٹرنسوال کی پارلیمنٹ میں ان کی موجودگی ضروری ہے۔ اسلئے انکو انگلستان بلا بے زیادہ وقت دیا جاوے۔ ہاں اگر گورنمنٹ انگریزی بحث کی اس بنا کو جو پریسیڈنٹ نے پیش کی ہے منظور کرے تو انکے آنے میں سہولیت پیدا ہو سکتی ہے۔ شاباش! اچھا اوم پال! مسٹر چیمبرلین کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ مگر تیز اندر اور دانائی پہلے ہی سے مشہور آفاق ہے۔ اور تمہیں سے ہی توقع تھی کہ تم انگریزی پالیسی کی دھمکی یاد اور فریب میں کبھی نہیں آنیگا ایڈیٹر)

لنڈن ۲۸ اپریل۔ چیمبرلین نے ہاؤس آف کامنس میں پریسیڈنٹ کروگر کے جواب کا خلاصہ پڑھکر سنانے کے بعد بیان کیا کہ مجھے امید ہے کہ ہر دو گورنمنٹوں کے درمیان جو مشکلات حادث ہو رہی ہیں انکا تصفیہ صلح و صفائی سے ہو جاویگا۔ میں نے پریسیڈنٹ مذکور کو جو انگلستان آنے کی دعوت کی تھی وہ مجبوراً واپس لے لی ہے مگر میں نے سر ہرکولیس رابنسن کو تار دیدی ہے کہ اگر معاملات ہر دو سیاہ اجازت دیں تو سر گریہم لورسکے کیپ پہنچنے پر وہ مزید نامہ و پیام کرنے کے لئے ہدایات حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان

سمجھا نہیں رہی۔ اوم پال وریسیڈنٹ گروگا عرفی نام ہے انگریزی وزیر صیغہ خارجہ کو بیان ان شخص نے جواب دیا ہے کہ وہ ساری
شیخی پر بھول گئے ہیں اور اپنی شیخی اور نعلی کو چھوڑ ... انگلستان نے ... کہیں ... یہ ہے ... سرتابہ خیر ایک
عظیم الشان سلطنت تھی۔ ورنوں خال کرنیکے ... انگریزی گورنمنٹ ... سے ... سیتھ ...
... سمجھا ہو سکتا ہے ... بیان ... شاہی عزو وقار کی صریح ... ہے۔ ...
... انگریزوں ... کا جنگی علم ... گرنیز ... اور ... جلالت ... انگریزی سلطنت میں
... موجود ہیں کہ وہ آسپر جنگی چڑھائی کر سکے ... انگریز یوروپوں سے پانچ چھ مرتبہ ہاتھ دیکھ چکے
ہیں ... منہ کی کھا چکے ہیں۔ اور نیز چڑھائی ... فوج چلے ... مشکل ملک ... سے
ہندوستان کی ... اگر خود ... ہوتی تو ... گورہ ... فوج ہے۔ وہ ملک ... امن قائم رکھنے ہی کو مشکل سے کفایت
کرتی لیکن خوش قسمتی سے یہاں کی رعایا جیسی ... بیشتر آفاق ہے ویسی ہی امن پسند ہی۔ ... دی
میں بھی بینظیر ہے۔ گر پھر بھی روس کے حملہ کا یہاں اتنا خوف غالب ہو رہا ہے کہ ہندوستان سے ایک سپاہی کا بھی ...
بھیجنا قرین مصلحت نہیں سمجھا جاتا۔ یہی کیفیت قریب قریب انگریزی مقبوضات کی ہے ان میں بھی مقامی فوجیں ضرورت سے
بھی کم ہیں۔ باقی رہی برطانیہ کی فوج اس میں سے پچاس ساٹھ ہزار کا صرف آئرلینڈ میں رکھنا لازمی ہے۔ فوج ... ملکہ ...
نہیں ... آئرش لوگوں نے سر اٹھایا نہیں۔ باقی صرف ڈیڑھ ... دو لاکھ فوج ... اگر وہ ... سوال پر
بھیجدی جاوے تو انگلستان کی حفاظت کون کرے؟ انگلستان کی بحری طاقت پر جو شیر کا خول چڑھا ہوا ہے وہ اترتا معلوم
ہوتا ہے اور یہ عام خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ آہنپوش جہازات ابھی ڈرانے کے نہیں جیسا کہ انکو سمجھا جاتا ہے بلکہ ... ہے
ہے کہ وہ جنگ کیوقت بہت کم کارآمد ہونگے۔ علاوہ ازیں انگریزی بحری طاقت میں گو جہاز بکثرت ہیں مگر ان جہازوں
کے واسطے آدمی بکفایت دستیاب نہیں ہوتے اور بری فوج کی تو کل کا نات وہ ہی جو لیپ ... جا چکی ہے اسلئے انگلستان کے
مخالفین کو اب خاص انگلستان پر ہی حملہ آور ہونے کی جرأت پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس قسم کے مضمون شایع ہونے شروع
ہو گئی ہیں کہ عنقریب روسی فرانسیسی اور جرمن فوجیں لنڈن میں خیمہ زن ہونگی انگریز اکثر فخر کیا کرتے ہیں کہ ہمارے ملک
پر چاروں طرف سمندر گھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے کوئی غنیم چڑھائی نہیں کر سکتا۔ مگر اٹھارہویں صدی میں نپولین ہالینڈ
اور خیبر فرانس انگریزی جہازوں کو تباہ کر کے انگلستان کے کئی شہر برباد کر چکے ہیں۔ انہی باتوں سے اب انگریزوں کے بھی
کان کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور وہ اپنی بری طاقت کو بڑھانے کیطرف مشغول ہو رہے ہیں۔ مگر یہ صدیوں کی کمی اب دنوں اور
برسوں میں کب پوری ہو سکتی ہے۔ غرض مختصر یہ ہیں وہ موانعات جو انگریزوں کو ٹرنسوال ایسے جھوٹے ملک سے سخت سخت
باتیں سننے پر بھی مشتعل نہیں ہونے دیتے اور سچی بات تو یہ ہے کہ انکا اپنا تکبر انکو ذلیل کر رہا ہے۔ چار مہینے کی بات ہے
کہ وہ چھچھوروں کی طرح اعلیحضرت کو جنگی کارروائیوں کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ مگر وہ فرزانہ نانہ ان کی طفلانہ حرکات پر

[illegible] وقار [illegible] ہوں فاں سے [illegible]

[illegible] آگے [illegible]

[illegible]

[illegible] بہت [illegible]

[illegible] حرم میں [illegible] کا حملہ [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] سے [illegible]

[illegible]

[illegible] زمانہ میں اعلیحضرت کا [illegible]

[illegible] سوڈان کے معاملہ پر مفصل بحث [illegible]

[illegible] ۲۹- اپریل [illegible] نے فرانس کی وزارت قائم کرلی ہے۔

[illegible] اور جنرل [illegible] وزیر جنگ [illegible]

[illegible] انہوں نے کچھ عرصہ ہوا سلطان المعظم کے متعلق ایک مضمون شائع کیا تھا [illegible]

عطا فرمایا تھا۔ ہم ذیل میں اس مضمون کا ترجمہ [illegible] کرتے ہیں:—

[illegible] وزیر جنگ [illegible] مشہور و معروف فرانسیسی مدبر نے کچھ عرصہ ہوا اعلیحضرت سلطان المعظم کی [illegible] اخبار ریویو [illegible] ایک مختصر مگر جامع مضمون شائع کرایا تھا جس کا ترجمہ بہت بڑی تلاش سے [illegible] کے بعد [illegible] ناظرین [illegible] ذیل میں درج کیا جاتا ہے:—

موجودہ [illegible] زمانہ میں سلطان ٹرکی ہونا کوئی خوشگوار امر اور مزے کی بات نہیں اعلیحضرت سلطان المعظم [illegible] سے حکومت کر رہے ہیں جو انکی ذاتی لیاقت و طبعی قابلیت پر جس سے انہوں نے رعایا کی پیچیدہ [illegible] دلالت کرتی ہے۔ ان کا قد میانہ۔ رنگ گندمی اور ہاتھ ایسے نازک اور صاف ہیں کہ کسی نازک سے نازک لیڈی [illegible] ہو سکتے۔ مگر یہی نازک ہاتھ اُن تمام ڈوریوں کو پکڑے ہوئے ہیں جو ایشیا اور افریقہ کے وسط سے لیکر کوہ بلقان تک کے کل مسلمانوں کو آپس میں ملا رہی ہیں۔ یہی ہاتھ بیت المقدس اور درہ دانیال کی کنجیاں تھامے ہوئے ہیں۔ یہی قرآن اور بائبل کو پکڑے ہوتے ہیں۔ انہیں ہاتھوں نے نیزہ و تلوار اور سب سے بڑھکر یورپ کی مشوش طاقتوں کی ڈوریاں قابو کی ہوئی ہیں۔ قصہ مختصر یہ ہاتھ جیسے کچھ نازک ہیں ویسے ہی بہت رُکے ہوئے اور مصروف بھی ہیں +

جو اوصاف ایک دانا اور سچے سلطان میں ہونے چاہئیں۔ وہ سب اس کی ذات میں موجود ہیں وہ کسی طرح

بھی یورپین نہیں - اور یورپ کو سمجھہ رکھنا چاہئے کہ وہ کسی محمد علی (یورپین نژاد اور یورپین مذہب) سے معاملہ نہیں کر رہا۔ سلطان خالص ترک اور ایک متقی اور پکا مسلمان ہے۔ جسکا بدیہی ثبوت محل یلدیز کے دیوانخانہ میں داخل ہوتے ہی ملجاتا ہے - دیواروں کے گرداگرد ترکی صوفے بچھے ہوئے ہیں جنپر سفید ریش بزرگ جنکے دیکھنے سے الف لیلہ کے زمانہ کا نقشہ فوراً آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے - پگڑیاں اور عمامے باندھے اور ہاتھوں میں عنبر کی تسبیحیں لئے منتظر دیدار اور مشتاق جمال بیٹھے ہوئے ہیں - اور ہمیشہ اپنی مدعا میں کامیاب ہوتے ہیں - ان لوگوں کی طرف ایک نگاہ دیکھہ لینا کافی ہے وہ اسلامی دنیا کی تمام اطراف و جوانب سے یہ ثابت کرنے کے لئے وہاں آئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے امام و خلیفہ وقت کی جاں نثار بندے ہیں ✦

میلان طبعی کہنے - یا مذ و ریات وقت کا مقتضی سمجھئے سلطان المعظم نے جب سے تخت خلافت پر قدم رکھا ہی ارسطو کے اس مقولہ پر عمل کیا ہے کہ " گورمنٹوں کو طاقت پکڑنے اور استحکام حاصل کرنے کیلئے اپنے قیام و بنیاد کو انہی اصولوں کو اختیار کرنا چاہئے " کیا بحیثیت خلیفہ - کیا بحیثیت امیر المومنین - کیا بحیثیت سلطان اور کیا بحیثیت بادشاہ اعلیحضرت نے اپنی منصبی فرائض کی ہم اجزا کی پوری پوری تعمیل کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا - اس اصول کو ایکدفعہ قایم کر چکنے کے بعد انہوں نے اپنی رعایا کے ساتھہ ہمیشہ کمال رحمدلی - فیاضی - عدل و انصاف اور نرمی سے برتاؤ کیا ہے - وہ اجنبیوں کی بہت بڑی خاطر تواضع کرتے ہیں - اور ان پر الطاف خسروانہ مبذول فرماتے ہیں - حکومت کے معاملہ میں جسے وہ بذات خود چلا رہے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کا مدبر اور قابلیت کا مالک اور حیرت افزا ہنر مندی ثابت کیا ہے جس سے بڑھکر عجیب و غریب اور واقعی کمال جو ان میں موجود ہے - اور جو الہام کی حد تک پہنچا ہوا ہے یہ ہے کہ وہ خطرات کو فوراً محسوس کر لیتے ہیں اور انسے بچ جاتے ہیں - یہی وہ ملکہ ہے جس کی بدولت وہ آجتک اُن خطروں سے بچے ہیں جو قسمت اُنکے راستہ میں کھتی چلی آتی ہے - اٹھارہ برس سے وہ اپنی قسمت کو بڑی کامیابی سے سنبھالے چلے آ رہے ہیں - اُنکی تخت نشینی کی وقت ملک کی جو کچھہ حالت تھی - وہ کسی سے پوشیدہ نہیں حالت مذکور کا درست کر دینا ہی اُنکی قابلیت کا پورا ثبوت ہی اور اُنکی اس خدمت کا پتہ دیتا ہے - جو انہوں نے اپنے ملک کی کی ہے اور جس کے لئے قیامت تک ملک اُن کا گرویدہ احسان رہیگا - گو اُن وزرا نے بھی جو وقتاً فوقتاً وزارت عثمانیہ کے کفیل ہوتے رہے ہیں - قابل قدر خدمات کی ہیں مگر اس نیک نتیجہ کا تمام ظہور بلا شک و شبہ اسی فرمانروا کی ذات بابرکات سے ہوا ہے اور ان ارمنی مفسدوں کے مسئلہ کا سلجھاؤ بھی تنہا اسی کی ذات پر چھوڑ دینا چاہئے (جو) اس کام کے پوری طرح قابل ہے ✦

طہران - یکم مئی - شاہ ایران کو جبکہ وہ ایک مسجد میں جو طہران سے قریب ہے داخل ہو رہے تھے آج ایک جبلی درویش نے دل میں گولی ماری - شاہ موصوف فوراً محل پہنچائے گئے جہاں وہ آج ۳ بجے سہ پہر فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (شاہ ایران نہیں فوت ہوئے بلکہ سلطنت ایران کا خاتمہ ہو گیا - آج ہی کے لیڈر میں لکھا جا چکا ہے

روس خلیج فارس تک پہنچنا چاہتا ہے۔ مگر یہ شاہ ناصر الدین صاحب کی عین حیات اس مدعا کے حصول کے لئے کوئی کارروائی نہیں کریگا۔ سو خدا کی مرضی سے یہ مزاحمت اُسکے راستہ سے خلاف توقع قبل از وقت اور بہت جلد دور ہوگئی ہے۔ ایران تک روسی ریلوے بنائی جانے کا عزم بالجزم ہندوستان اور انگلستان کے لئے ایسا خطرناک نہیں ہے جیسا کہ شاہ مرحوم کی ناگہانی وفات شروع سال ہے کسی پرچہ میں ہم لکھ آئے ہیں کہ یہ سال ۱۸۹۶ء سلطنت انگلشیہ کے لئے بہت منحوس پڑتا ہے اور خدا کی شان جو دن گذرتا ہے۔ وہ اس پیشینگوئی یا قیاس کو زیادہ تقویت دیتا جاتا ہے۔ پولیٹیکل اور زمانہ کے رنگ رنگ تیار ہو رہے ہیں۔ کہ دنیا کے پولیٹیکل نقشہ میں جو تغیرات آیندہ ہونیوالے ہیں وہ موجودہ صدی کے اختتام کا بھی انتظار نہیں کرینگے بلکہ اسی سال یا غایت درجہ اگلے برس بہت کچھ کا کچھ پلٹ ہو جاویگی۔ اس سانحہ جانکاہ سے جو مشکلات حادث ہونے والی ہیں۔ اُنپر ہم پرچہ آئندہ میں مفصل بحث کرینگے۔ اس وقت شہنشاہ مرحوم کی مختصر سوانح عمری بتا دینے پر کفایت کرتے ہیں شاہ ناصر الدین خاندان قاچار کے چوتھے بادشاہ تھے۔ انکے والد کا نام محمد شاہ تھا۔ انکی پیدائش اپریل ۱۸۳۱ء اور بقول بعض ۴ جولائی ۱۸۳۱ء کو ہوئی۔ ۱۴ برس کی عمر میں وہ آذربائیجان کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور ۲۰ اکتوبر ۱۸۴۸ء کو تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ابتدائے حکومت میں مرزا تقی وزیر اعظم نے سلطنت کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور شاہ موصوف نے خوش ہوکر اپنی ہمشیرہ کا اس سے عقد کر دیا۔ مگر بعد ازاں حاسدوں کی شکایت پر وزیر مذکور جلا وطن یا قتل کر دیئے گئے۔ شاہ موصوف نے ۱۸۷۳ء اور ۱۸۸۹ء میں یعنی دو دفعہ سفر یورپ کیا۔ اور اب زار کی تاج پوشی پر تیسری دفعہ جانے والے تھے۔ ۷ مئی کو روز جمعہ آپ کو تخت نشین ہوئے پچاس برس ہونے تھے۔ اور جشن جوبلی کی دھوم دھام سے تیاریاں ہو رہی تھیں زار روس نے ایک فیلڈ مارشل کے ہاتھ کرپ توپوں کی ایک بیٹری نذر گذارنے کیلئے روانہ کی تھی جو آجکل پہنچ گئی ہوگی مرحوم کی نسبت اکثر شکایت کی جاتی تھی کہ وہ بڑے عیش پسند اور آرام طلب ہیں۔ امور سلطنت یا ریاست کے انتظام میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ انگلستان ۱۸۸۹ء میں ٹائمز کے نامہ نگار ہوکر ایران گئے تھے اور چھ مہینہ وہاں رہے تھے۔ اُنہوں نے خاص شاہ کی لائف اور بسر اوقات کی نسبت بھی مفصل حالات قلمبند کئے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ ہفتہ آینہ میں درج کئے جاوینگے۔ لیکن باوجود ان تمام شکایتوں کے اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ سلطنت کا قیام اُنہی کی ذات بابرکات سے تھا۔

شاہ کے قتل کی نسبت ایرانی قنصل جنرل متعینہ بمبئی کو بالتفصیل جو حالات تار کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں اُنسے واضح ہوتا ہے کہ شاہ مرحوم جمعہ کے دن دوپہر کے وقت مسجد شاہزادہ عبد العظیم کو جو طہران سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے نماز جمعہ کیلئے تشریف لیگئے۔ اور جبکہ وہ صحن مسجد میں داخل ہوئے تو فرقہ بابی کے ایک درویش نے اُنپر پستول سے وار کیا۔ اور گولی گردن میں لگی۔ قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ یہ فرقہ اب انیسویں صدی میں پیدا ہوا ہے اسکا بانی مبانی مرزا علی محمد بوشہر کا باطلی تھا۔ اس کی وعظ و تلقین سے سلطنت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا۔ جسپر حسب الحکم شاہی وہ ۱۸۵۰ء

میں گرفتار ہو کر ... سے مارا گیا ... اسکے پیرو بھی گرفتار و قتل ہو گیا۔ مگر ... بانی سے فرقہ مذکور کی طاقت کمزور ہو گئی ... [illegible] ... ۱۸۵۰ء میں ... [illegible] ... کیا گیا ... [illegible] ... کی [illegible] ... گذشتہ ان ... [illegible] ... ۱۸۵۲ء ... [illegible] ... سلطنت ... [illegible] ... [illegible] ... گئی ... [illegible] ... [illegible] ... سلطنت ۱۴ فروری ۱۸۹۶ء کو اور ... [illegible] ... ہوا ◆

... [illegible] ... دیگر خبریں

لندن ... خبر ہے کہ ... میں آٹھ ہزار سے زیادہ ... قتل ہو ... [illegible] ... کر دی گئی ہیں ... معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے ... [illegible] ... کے برخلاف جھوٹی خبریں شائع کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ اور ... سلطنتوں کو جب تک ایک دوسرے کا پورا برگشتہ خاطر نہ کرے تب تک چپ نہیں رہیگا ◆

انگلستان میں آرمینیوں کی امداد ... چندہ جمع ہو چکا ہے۔ اور ایک لاکھ کی درخواست کی گئی ہے ... کہ ہندوستان کے مختلف مقامات ... ابھی پادری لوگ ... چندہ میں کوشش کر رہے ہیں ... کو باشندگان لورپول سے ایک ہزار پونڈ ... فاکس ... نواسکوشیا سے ... پونڈ اور ... سے ... پونڈ وصول ہوئے ... پیرس میں ... ۸۰۰۰ فرینک جمع کر چکی ہے۔ عیسائیوں کی ان لگاتار کوششوں کے مقابلہ میں روئے زمین کے تمام مسلمانوں کا ... اور آرمینیا کے مسلمان مقتولین کے ورثا اور مجروحین کی امداد سے بالکل غافل رہنا شاید ... تعجب خیز نہ معلوم ہوگا۔ مگر خیر وہ تو دور کی بات ہے بخاص ہندوستان کے مقامات ... اور ... کے مسلمان مقتولین کے ورثاء اور پسماندگان کی امداد یا زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے شاید ایک حبہ بھی کسی مسلمان بھائی کی گرہ سے نہ کھلا ہوگا۔ جب قومی ہمدردی کی یہ کیفیت ہے، تو عیسائیوں کے روز افزوں اقبال و طاقت پر رشک کرنا محض بیہودہ ہے۔ اُن کی اچھی باتوں پر

جو [illegible] تمہارے ہی اسلاف نے انہوں نے حاصل کی ہیں عمل [illegible] صاحبان [illegible] پڑھاتے ہیں ◆

ستعمال [illegible] کے عرب کا [illegible] حسب الحکم سلطان معظم تقسیم کیا جاتا ہے ◆

سلطان المعظم [illegible] تمام [illegible] پادریوں [illegible]

[illegible] جو انطالیہ کے [illegible] میں واقع ہے [illegible]

[illegible] پوری کی [illegible]

[illegible] ◆

اخوذ از [illegible] کی [illegible] سرگرم کوششوں سے جزیرہ کریٹ میں امن قائم ہو رہا ہے [illegible]

جاری [illegible] کا [illegible] ◆

هفته وار کی دیگر مضامین

منقول از [illegible] مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۶ء

(سلطان المعظم اور انکے دوست)

مضمون مندرجہ عنوان کچھ عرصہ ہوا انگلستان کے مشہور اخبار [illegible] میں [illegible] اور [illegible] سوفت کا ما گیا تھا جب کہ انگریزی سلطنت اور سلطان المعظم کے درمیان [illegible] اور انگریزی [illegible] گورنمنٹ [illegible] کارروائی کرنے پر جھکے تا آنکہ لارڈ سالسبری نے جس [illegible] برانگیختہ کر رکھے تھے تاہم اس [illegible] مزاج عیسائی نے اکثر باتوں کو بیچ کچھ دیر کے علاوہ چند [illegible] [illegible] جیسے اسوفت تھے اور چونکہ ایشیا کا [illegible] صرف دیگر مشکلات حالات کی [illegible] [illegible] بھی گورنمنٹ انگریزی بمشکل خود با مجبوری [illegible] مضمون مذکور کا ترجمہ مطالعہ کے [illegible] درج اخبار کر دینا مناسب وقت معلوم ہوتا ہے [illegible] مفصل ہے کہ اسپر [illegible] کرنے کی کوئی ضرورت نہیں :—

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ یہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ انگلستان [illegible] [illegible] پر قابض ہے - وہ شمالی امریکہ کی نصف کا مالک ہے - افریقہ کو ہو کے [illegible] کی طرح [illegible] جاتا ہے - ایشیا میں [illegible] بڑی طاقت ہے - سنٹرل ایشیا تقریباً [illegible] کا ہے - مگر یورپ میں سوائے جبرالٹر کے چھوٹے [illegible] قطعہ [illegible] حصہ اسکے قبضہ میں نہیں ہے - اور یہ استثنا بھی اسکے حاکم ہندوستان ہونے کی وجہ سے موجود ہے [illegible] ڈیڑھ سو برس سے زیادہ عرصہ سے اس کی تواریخ کا بہت حصہ لے رہا ہے - ہم [illegible] ہیں - اور ہندوستان پر اس کی گرفت اور زیادہ مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے [illegible] قبضہ [illegible]

اور با غلب وجوہ ایک اُس سے بھی بڑی جنگ میں مبتلا کرے گا۔ اسکے طفیل وہ مشرقی دنیا میں سب کا سرپنچ بنا ہوا ہے اور وہ خود اُس کی اپنی رعایا کی قوت متخیلہ اور نیز اجنبیوں کی نکتہ چینی کو جو اُسپر کی جاتی ہے بہت متاثر کرتا ہے پچھلی صدی پر اس قبضہ نے اُن پنچوں کو مالا مال کر دیا۔ جو چند برس ہندوستان میں رہکر اسقدر دولت بٹور لائے کہ مدت العمر بڑی عیش و عشرت سے انگلستان کے نوجگاہوں میں لطف زندگی اُٹھاتے رہے۔ اور خود ہمارے وقت میں بھی وہ کئی ہزار انگریزوں کے گذارہ کا موجب بنا ہوا ہے۔ قبضہ مذکور کے فوائد تو یہ ہیں۔ مگر اس معاملہ کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ جس کو عموماً نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ہم اپنے تھیئیٹر (واقع ایشیا) کے قائم رکھنے کا کچھ تھوڑا خمیازہ نہیں بھگت رہے۔ قبضہ ہندوستان انگریزی مدبرین کی تجاویز و تدابیر میں بیحد ابتری پیدا کرنے کا باعث ہو رہا ہے۔ ہماری بری فوج پہلے ہی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ پھر اُس میں سے بھی ستر ہزار فوج وہاں رکھنی پڑتی ہے۔ اور مزید برآں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ خطرہ کے ابتدائی آثار نمودار ہوتے ہی تیس ہزار اور فوج وہاں بھیجنی پڑیگی۔ جبرالٹر اور مالٹا پر اُسی کی بدولت ہمیں قبضہ رکھنا لازمی ہو رہا ہے قبرص پر ہند کے لئے ہم ڈیرا ڈنڈا جمائے بیٹھے ہیں اور ہند کی خاطر ہی ہم مصر سے ہلنے کا نام نہیں لیتے۔ اور باوجود متواتر وعدوں کے خالی کر دینے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کرتے۔ ہندوستان نے محض نمائشی طور پر نہ کہ فی الواقع انگلستان کو عظیم الشان بنا رکھا ہے۔ اُسنے ایک بہت بڑی حد تک ہماری متفقہ بحری پوزیشن اور طاقت زائل اور ہماری فوجوں کو دنیا کے نصف حصہ پر چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور کمزور ٹکڑیوں میں منتشر کر دیا ہے اور ہر سال انگلستان میں جنگ جوئی کے خیالات کو ترقی دئیے چلا جاتا ہے۔ انگلستان کا محکمۂ خارجیہ اور ہندوستان کا انڈیا آفس دونوں ایک ہی مکان وائٹ ہال میں جو اپنے نام ہم اعلینظا اور تنگ کوچہ میں ایک عظیم الشان مگر سنسان عمارت ہے براجے رہے ہیں اور موخرالذکر کے تعلقات اول الذکر سے کچھ ایسے وابستہ ہو گئے ہیں کہ انگلستان کے وزرا جو کارروائی کریں۔ ہندوستان کو اُس میں کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہوگا۔ اس قبضۂ ہند کی بدولت انگلستان کی خارجیہ پالیسی ایسی مضطربانہ غیر مستقل۔ متلون اور بزدلانہ ہو گئی ہے کہ یورپ کی کسی دوسری سلطنت میں کیفیت نہیں پائی جائیگی۔ اس مضمون میں ہم اس پالیسی پر جو ہندوستان سے اسقدر موثر ہو رہی ہے۔ بحث کرنا چاہتے ہیں۔

یہ مسلم ہو چکا ہے کہ انگلستان ہندوستان کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ ملکۂ معظمہ کا قیصرۂ ہند کا خطاب اختیار کرنا ہی اسبات کا پورا پورا ثبوت ہے کہ ہم ہندوستان میں ڈٹے رہینگے۔ خطاب مذکور کے اختیار کرنے کیوقت اُس کی سخت مخالفت کی گئی تھی۔ اور اُسکو نہایت نامناسب بتایا گیا تھا۔ پس اسوقت ہمارے پاس ہو لنے کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ حالت موجودہ میں بیشمار نقصان اور وعدہ خلافیاں مشکلات اور تناقص موجود ہونیکی باوجود ہم اُسے تسلیم لیں مگر یہ ایک امر دوسرا گراں بار ہے البتہ اسکا دارو ہماری خارجیہ پالیسی کے تناقض و تخالف میں سے چند ایک کے دور کرنے سے کسیقدر ہلکا ہو سکتا ہے جن میں سب سے بڑا پہلا وہ سلوک ہے جو سلطنت عثمانیہ کیساتھ کیا جا رہا ہے۔

انگلستان کی خارجہ پالیسی نے اکثر وقت سے حفاظت ہند کی اور ... بار دہیں مراوف ... روس کی کمی [illegible] سلطنت ہندوستان کی حفاظت ... مگر سوال یہ ہے کہ ہند کی حفاظت کس طرح کی جائے جس میں دشمن سے ہندوستان کو خطرہ [illegible] پاس ... بیں تیار ہیں مگر ان کی ترتیب ابھی نا مکمل ہے۔ [illegible] مضبوطی ... [illegible] کی صورت میں ... نہیں ہے ... [illegible] ... اور اس [illegible] کی طرف رہا ہے۔ اور اس میں ... [illegible] لوگوں [illegible]

[illegible] دونوں سلطنتوں [illegible] ... سوالات پیدا ہوگئے ہیں ... [illegible] دوسرے کو ... [illegible] دونوں سلطنتوں میں ... صلح قائم ہوسکتی ہے ... اتفاق ... ممکن ہے [illegible]

[illegible] سوال پیدا ہوتا ہے [illegible] ... [illegible] شرق و مغرب ... [illegible]

پذیر ہوگا۔ موجودہ زار کی تخت نشینی کے وقت یہ مسئلہ لحظہ بھر کے لئے چھڑا تھا مگر اب تو پبلک کو دونوں سلطنتوں کی مصالحت کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اور اسپر زیادہ غور کرنا صرف ہوائی قلعے تیار کرنا سمجھا گیا ہے چنانچہ ہمیں بھی قیاسات سے درگذر کر واقعات پر نکتہ چینی کرنا پڑی ہے اور باہمی سمجھوتہ کی نسبت کہنا پڑتا ہے کہ ع

این خیال است و محال است و جنوں

سپر ترجیہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کو روس کی پیشقدمی سے محفوظ رکھنا ہے۔ لیکن اس پیشقدمی کا کہاں اور کس طرح مقابلہ کیا جاوے؟ اس سوال کے جواب میں ہمیں بہ لحاظ ذوالنہ والالفاظ افغانستان بتایا جاتا ہے مگر ہندوستان کی حفاظت کیلئے اس لئے اب ہوگیا ہے اور غیر آباد ملک پر جو قدر [illegible] رکھا گیا ہے حالات موجودہ اسے درست نہیں قرار دیتے۔ یہ عام خیال ہے کہ روس اور انگلستان کے درمیان جب کبھی لڑائی افغانستان یا اسکے ارد گرد ہوگی۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ وہ ایسا ملک ہے بقول ہنری چہارم شاہ [illegible]: "اگر تم وہاں تھوڑی فوج لیکر جاؤگے تو شکست کھاؤگے اور اگر زیادہ فوج لیکر جاؤ تو بھوکے مرو گے" میدان کارزار غالباً ایران ہی قائم ہوگا اور یہ بالکل انگلستان کے اختیار میں ہے کہ لڑائی کی رو کو ہندوستان سے پھیر کر اپنی حسب منشا میدان میں بخوبی آزمائی کرے مگر اسکے واسطے ایک یہ شرط لازمی ہے کہ اپنی قدیمی اور مخلص رفیق سلطنت عثمانیہ کی ساتھ اسے اپنی موجودہ طرز برتاؤ اور سلوک کو بدلنا پڑیگا۔

ہم انگلستان اور روس میں لڑائی چھڑ جانے کے خواہشمند نہیں ہیں۔ وہ دونوں ملکوں کیلئے نہایت تباہی بخش ہوگی اور سوائے اخبار والوں کے اور کسی کو اس سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ قبضہ ہندوستان ایک نہ ایک دن روس سے لڑائی کرائیگا۔ اور انگلستان کو اس لڑائی کیلئے تیار رہنا چاہئے لیکن جنگ مذکور کے امکان پر غور کرتے وقت ٹرکی کو فراموش کر دینا ناممکن ہے جبکہ ٹرکی کے خلاف انگلستان میں اسقدر طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا ہے۔ اسکے فرمانروا پر [illegible] اور [illegible] مسلمانوں [illegible] متعلق [illegible] رہی ہیں اور بندرگاہ گیلی پولی کے قریب انگریزی بیڑہ دھمکی دینے کو بیٹھا انگریز ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ سلطان روم کون ہے اور مسئلہ آرمینیا کیا بلا ہے؟ سلطان المعظم ایک رفیق سلطنت کے فرمانروا ہیں۔ جسکے سپاہی اگر [illegible] ہیں [illegible] مشہور معرکہ آرا رہ چکے ہیں۔ اور پھر بھی ایسا کرنے کو تیار ہیں۔ فرمانروا موصوف پر سنہ ۱۸۷۷ء کی روسی حملہ اور عہدنامہ برلن کے جملہ شرائط خاصکر دفعہ ۶۱ سے بہت کچھ مشکلات وارد ہوگئیں اور انہیں میں سے مسئلہ آرمینیا پیدا ہوا ہے۔ مسئلہ مذکور کے دو پہلو ہیں۔ واقعی اور غیر واقعی۔ واقعی یہ ہے کہ کیا آرمینیا اس قابل ہے کہ اسے خودمختاری عطا کی جاوے اور کیا وہ مشرقی امن اور خود اس صوبہ کے اغراض کے نقیض تو نہیں؟ مگر سوال دوسرا پہلو یعنے ارمنی ایجیٹیشن میں جسے لنڈن کے چند متعصبین اور مفسدہ پردازوں نے برپا کیا ہے چھپ گیا ہے اس تحریک کا محرک خواہ کوئی ہو۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ۱۸۷۶ء والے بلغاری ایجیٹیشن کے بعینہ مشابہ ہے۔

مظالم و مظالم پہنچے ہوں یا جھوٹے ۔ مگر اخبارات میں اُسی طرح غوغا برپا ہے ۔ مسٹر گلیڈ سٹون اُسی طرح خطوط لکھ رہے اور تقریریں کر رہے ہیں ۔ اور سیفر ح کمیٹیاں اجلاس کر رہی ہیں خفیہ انجمنیں اور بے اصول گماشتے بار بار فساد مشتعل کرتے پھرتے ہیں مقدونیہ اور آرمینیا میں ایک ہی وقت بغاوت کا ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے ۔ اور خود قسطنطنیہ میں آرمینیوں کا فساد برپا کر دینا ثابت کر رہا ہے کہ یہ کل ہنگامہ بڑی سوچ بچار اور کامل تیاری کے بعد کیا گیا تھا ۔

ہم یہ اوپر بیان کر چکے ہیں کہ عہدنامہ برلن سے سلطان المعظم کو بڑی مشکلوں سے سابقہ پڑ گیا ہے اور شکست شروع ہونے تک بلکہ ان مشکلات میں اور زیادتی ہو گئی ہے جب کبھی ٹرکی کسی مصیبت میں آ گھرا ہوتا ہے اسی وقت روس بطرف دیگر شروع ہو جاتا ہے یا بیسویں صدی کی تہذیب واقعی ایک عجیب شے ہے ۔ خلوبے دشمن وقت جبکہ سکو ملک کچھ نہ ہو بہت بڑی رقم کا مطالبہ کرنا اُس پر عہدناموں کے ذریعے سے بہ پابندی سالانہ روپیہ صرف ہوتا ہے جو مالی بوجھ تھا اور جبکہ اُسکی آمدنی جنگ میں برباد ہو جانے کے بعد پھر سنبھلنی شروع ہو چکی تو اسے قسطوں میں خود قابو کر لینا ۔ پھر یورپ میں موجود تھا جبکے اور لاکر تھے یہ امنی کردوں کی مظالم شریر نہیں ہیں ۔ مگر یہ بھی اگر سلطنت ٹرکی انکی آزادی کے ذریعے کما حقہ حفاظت نہیں کر سکتی ۔ تو یہ اس متذکرہ بالا رقم کے اور تاوان جنگ کی ادائیگی سے روپیہ خزانہ عثمانیہ میں چھوڑا انہیں جاتا ۔ اور یہ خطرہ بے کہ ٹرکی کو ایسے کاموں کی تکمیل پر مجبور کیا جاتا ہے جن میں روپیہ لئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ۔ ٹرکی کی بعینہ یہی مثال ہے ۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
بازمے گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مگر ٹرکی کی مشکلات یہیں ختم نہیں ہو جاتیں ۔ اسکا دارالخلافہ ہر ایک قسم کی پولیٹیکل اور نیشنل سازشوں کا ذریعہ بنا ہوا ہے ۔ سلطان المعظم ان سازشوں کے دور کرنے میں کوشش کر رہے ہیں ۔ اور انہیں پر انکا الزام لگایا جاتا ہے لنڈن کی اخبار پال مال اور مسٹر جرم بخلاف مغلظات بکتی اور بیہودہ الزامات لگانے سے خود اپنی بد طینتی اور سفلہ مزاجی کا ثبوت دے رہی ہیں ۔ اصل بات یہ ہے کہ قسطنطنیہ اپنی بے نظیر اور دلکش سینری کی وجہ سے مرجع خاص و عام بنا ہوا ہے ممالک اجنبیہ کی سیاحوں وغیرہ کا وہاں ہر وقت تانتا لگا رہتا ہے اور یہی لوگ بعض اپنے اپنے ممالک کے سفراء کے تمام سازشوں کے بانی مبانی ہیں ۔

اس سوال کا کہ سلطان المعظم کون ہیں ؟ ابھی مکمل جواب نہیں دیا گیا ۔ وہ صرف ایک ایسی رفیق سلطنت کا جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کی مددگار و معاون ہو گی ۔ فرمانروا ہی نہیں ہے ۔ بلکہ اُس سے بڑھکر بھی ہے ۔ وہ پانچ کروڑ رعایا تاج برطانیہ کا جو ہماری ہندوستانی سلطنت کے مسلمان ہیں مذہبی پیشوا بھی ہیں ۔ مگر اس امر واقعہ کو انگریزی مفسدین فراموش کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے چند مدبرین بھی جو سلطان المعظم کو انگریزی بیڑہ کی دھمکی دیتے ہیں اُسے نظر انداز کر رہے ہیں ۔ بلکہ ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا ایک دوست شہنشاہ اور رفیق قوم کو ایسا مجبور کرنا کہ تنگ آ کر جنگ تک نوبت پہنچ جائے ۔ یا محض ایک مٹھی بھر آدمیوں کیلئے

سین کی اکیڈیشن فقط پولیٹیکل اور فنانشل وجوہات پر [illegible] ہدایتی رعایا کو ایک جم غفیر کہ جو سلطنت متحدہ کی کل آبادی کی شمار میں زیادہ [illegible] اور [illegible] انگلستان [illegible] سے خالی نہیں ہو سکتی ہیں - کہ ترکوں کو برباد کرتے [illegible] ایک کامل تصرف اسی صورت میں [illegible] ہو سکتی [illegible] ترکی کے [illegible] گر اس [illegible] کر وارد [illegible] کروڑ [illegible] جہازات [illegible] قابلیتوں کو تحریک [illegible] کیا اب ان کی [illegible] لوگ [illegible] جہاز [illegible] ہوئے [illegible] اطمینان بخش نتائج ظاہر نہیں ہوئے [illegible] پوش فرائینگ [illegible] قسم جہاز تھا اور وہ ایک [illegible] جہاز [illegible] سی ٹھوکر سے فی الفور غرق ہوگیا - جہاز کیپٹن ایک ٹرٹ شپ (قسم جہاز) تھا اور [illegible] اور دونوں [illegible] ان دونوں طاقتوں سے چلائے جانے کی کوشش میں [illegible] ناخدایان کے غرق ہوگیا - جہاز وکٹوریہ میں بادبان اور مستول بالکل نہیں رکھے گئے تھے اور اس پر ایکسو دس ٹن کی توپیں چڑھی ہوئی تھیں وہ بھی ایک ذراسی ٹھوکر سے گیارہ منٹوں کے اندر سمندر کی تہ میں جا پہنچا - چنانچہ اگر ہم اسیطرح سے ان تمام حادثات [illegible] انگریزی بحری طاقت کے جہازوں کی ہر ایک قسم میں ظہور پذیر ہوئے درج کریں تو ایک طویل فہرست بنجاتی ہے - پس اگر ڈاردانلز میں جبراً داخل ہونے کی کوشش کی جائے - تو پھر انگلستان کی تمام قسمت انہیں مشکوک اور غیر مستحکم ساختوں پر جو ایک طرح سے بیترتے ہوتے نا آزمودہ تجربوں کا مجموعہ ہیں چھوڑنی پڑیگی - یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ گذشتہ [illegible] جب امیر البحر [illegible] ڈاردانلز میں داخل ہوا تھا تو وہ سلطان المعظم کے دوست کی حیثیت میں اس کو روسیوں سے بچانے کیلئے [illegible] اسوقت قسطنطنیہ پر [illegible] سے پہلے [illegible] گیا تھا - سلطان المعظم نے خود اس کو داخل ہونے کی اجازت دی تھی اور [illegible] انگریزی بیڑہ [illegible] ہوا تھا - یہ تمام یقینی ہے کہ اگر اجازت نہ ملتی - اور انگریزی جہازات جبراً داخل ہونے کی کوشش کرتے - تو نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلتا کیونکہ بعض مقامات پر آبنائے کا عرض نصف میل چوڑی ہے اور دونوں کنارے [illegible] آب کی [illegible] چالیس چالیس ٹن کی توپیں چڑھی ہوئی تھیں پس اگر اب ڈاردانلز میں جبراً داخل ہونیکی کوشش کیگئی تو گو ہم کامیاب بھی ہو جائیں - لیکن یہ کامیابی بے شمار جانوں - جہازوں - اور خزانوں کی بربادی کے بعد نصیب ہوگی - اور اگر ناکامیاب ہے تو انگلستان کی بحری طاقت کی عزت جو ہر انگلستان اور انگریزی سلطنت کا دارومدار ہمیشہ کیلئے خاک میں ملجائیگی - مگر باوجود [illegible] خطرناک نتیجے کے جو دن گذرتا ہے وہ سلطنت عثمانیہ کے معاملات میں جنگی مداخلت کے امکان کو زیادہ مضبوط کرتا جاتا ہے [illegible] ہوتے جاتے ہیں نئے نئے ہنگاموں کی خبریں مشتہر کی جا رہی ہیں اور ان کو [illegible]

گورنمنٹ زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتی۔ اور نہ ہی دشمنوں کا یہ منشا ہو کہ سلطان اعظم زیادہ برداشت کریں وہ تو انکو جنگ [illegible] ہیں سلطنت روم کے مختلف حصص اور مختلف اقوام کو باغیوں کی طرح خفیہ و تدبیر سے بغاوت کا سبق سکھلایا جاتا ہے [illegible] سلطان [illegible] آئرلینڈ [illegible] باشندوں [illegible] (۲) ہیں [illegible] خیر خواہان دولت [illegible] انگلستان کا [illegible] ایسی مسلکوں [illegible] بالتصریح [illegible] انگلستان [illegible] سلطان المعظم کو تنگ کیا جاتا ہے اور آرمینیوں کو [illegible] چونکہ سلطان المعظم [illegible] کوشش [illegible] شروع ہو جاتے ہیں [illegible] پیش ہو جائینگے اور [illegible] پیدا ہو جائیگی۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ مئی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں معہ مختصر حواشی

قاہرہ - ۲ مئی (مہم سوڈان) تین سو درویش شتر سواران اور مصری فوج سواران کے تین رسالوں میں کاشیہ کے قریب سخت معرکہ آرائی ہوئی جس میں درویش نقصان عظیم کے ساتھ پسپا ہوئے۔ مصری نقصان خفیف ہوا ہے کپتان فٹن کسیقدر مجروح ہوا +

مسوا - ۲ مئی (جنگ حبش) مقام ادیگرات کی اطالین فوج کو دشمنوں کے محاصرے سے نکالنے یا محاصرہ کو اٹھانے کیلئے کل اطالین فوج تین دستوں میں ہو کر مقام مذکور کیطرف بڑھ رہی ہے +

مسوا - ۶ مئی (سوڈان) یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ درویشوں کی فوج میں [illegible] کا ہمت بڑھ رہا ہے جو العبید (دار الریاست کردفان) پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہے ہے +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

ولایت کی تازہ موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالین افواج نے درویشوں کو بمقام کسالا پے در پے شکستیں دیکر مقام مذکور کے قرب و جوار سے ہٹا دیا ہے اور اب ان کو درویشوں کے حملہ کا کوئی خوف نہیں رہ گیا بیان کیا جاتا ہے کہ درویش اپنی جمعیت بمقام [illegible] پر اکٹھی کر رہے ہیں اور انگریزی یا مصری افواج کے روکنے کو وہاں مورچہ بندیاں تیار کر رہے ہیں مصری فوج [illegible] کا شبہ [illegible] نہیں ہے البتہ رفیق عرب [illegible] پر [illegible] گشت کرتے

ہوتے ہیں ہر ایک سوب کو گورنمنٹ مصر نے ایک ایک رائفل دی ہے اور انکی تنخواہ بھی مقرر کر دی ہے۔ مگر سواری کا اونٹ اور خوراک انکے اپنے ذمہ ہے۔ درویش اکثر بہت سے چھپے سل رہے تک کبھی کبھی چار ٹکٹ میں مگر مقابلہ نہیں کرتے۔ بلکہ اگر بزدلی پیشقدمی کا اعتبار کرتے ہیں کہ صحرا سے ویسے آتے ہیں تو پر دو ماہ تک ان غنیمان بخنک کے ساتھ یوں کم کرکے او گورنمنٹ اکثر عرب قبیلے مل گئے ہیں۔ اور نتیجہ ہے کہ اگر ایک فتح بھی حاصل ہوگئی تو باقی کے قبیلے بھی اس طرف ہو جائینگے۔ انگلستان اور دینا تا کہ صوبہ سوڈان کا گورنر عیسائی ہو۔ مگر سلطان معظم نے انگلستان کی درخواست کی کوئی پروا نہ کر کے وہاں مسلمان گورنر مقرر کیا ہے۔ جس سے انگریزی اخبارات بہت سٹ پٹا رہی ہیں ۔

واضح ہو کہ سلطان نے فرانسیسی کمشنر اور روسی کونسلوں کے پاس اس حملہ کرنے جو ماہ مئی میں ہندوؤں نے کیا تھا۔ جسمیں سرکاری طور پر معافی مانگی ہے۔ لیکن ہرجانہ اور نہیں کیا گیا ۔

انگریزی پولیٹیکل ایجنٹوں اور ریزیڈنٹوں نے ہندوستانی ریاستوں اور رئیسوں ہی کا ناک میں دم نہیں کر رکھا۔ اور وہ ہندوستان ہی میں فرعون بے سامان نہیں بنے ہوئے بلکہ کل دنیا میں جہاں کوئی ریاست یا ملک انگلستان سے سفارتی تعلقات رکھنے کی بلا میں پھنس گیا وہ آخرکار ان سفیروں اور کونسلوں کی دست بیداد سے چلا اٹھتا ہے۔ خدا کی شان جس غریب ملک کے سر پر شامت سوار ہوتی ہوتی ہے۔ وہاں سب سے پہلے پادری صاحبان کا پیش خیمہ پہنچتا ہے پھر ان کی اور تجارتی تعلقات کی حفاظت کے بہانہ سے کونسل اور کونسل جنرل متعین کر دیئے جاتے ہیں جو رفتہ رفتہ اپنا قدم جما کر اصل گورنمنٹ کو معطل اور خود مالک بن بیٹھتے ہیں۔ زنجبار، کیپ، اودولی، شمالی مصر، مسقط اور بلوچستان وغیرہ اس کونسلی ہتھکنڈے کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ بالفعل چونکہ مصر کا معاملہ پھر ذرا گرمجوشی سے چھڑا ہوا ہے اسلئے لارڈ کرومر (سابق سر اویلین بیرنگ) انگریزی کونسل جنرل یا ایجنٹ متعینہ قاہرہ کی کارروائیوں کا اجمالی بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ پیرس کا اخبار پولیٹیکل کولونیل لارڈ موصوف کی نسبت اپنے نامہ نگار متعینہ قاہرہ کی تحریر کی بنیاد پر حسب ذیل عبارت شائع کرتا ہے ۔

لارڈ موصوف شکل و شباہت میں نہایت ذلیل رذیل سار جنٹ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اکثر مستعد، تند خو، مغرور اور وحشی انسانی دل کا تو انکے وجود میں نام تک نہیں۔ مکاری میں یکتائے زمانہ ہیں۔ ان کی مکاریاں، حیلہ سازیاں اور روباہ بازیاں احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ ان سے تمام لوگ نفرت کرتے اور انکے اپنے آدمی بہت خوف کھاتے ہیں وہ اپنی جبلی خصلت کو مصنوعی خوش اخلاقی کے رقیق پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔ ان کا مدعا یہ ہے کہ وہ مالک بنیں اور اس مدعا کے حصول کے لئے انہوں نے گھر کی کو اپنا ذریعہ بنا رکھا ہے پچھلے تیرہ برسوں میں انگلستان کی مختلف وزارتیں بدلیں مگر سب نے اسی ظالم کو مصر پر مسلط رکھ دیا۔ مصر میں مامور ہوتے وقت اُسنے ٹھان لی تھی کہ ملک مجھ سے نفرت تو ضرور کریگا۔ آخر میں بھی دل کی بھڑاس نکالوں۔ وہ سمجھتا تھا کہ مصری انگلستان کو کبھی نظر محبت سے نہیں دیکھینگے۔ ہاں یہ

ممکن ہے کہ ان کے دلوں میں انگلستان کی ہیبت کا سکہ بٹھا دیا جائے اور اسی امید نے تو اس [illegible] کرنی چاہئے۔ چنانچہ حالت [illegible] انگلستان و مصریوں کی نگاہ میں پورا اکسپرٹ ثابت ہوا ہے جو ایک جزو ہوا ہے [illegible] لاتا کرومر صاحب [illegible] پولیس کو [illegible] پولیس [illegible] اپنی جیبوں میں جو [illegible] اور [illegible] سے [illegible] ہوتی ہیں وہ اپنے مخالفین کو ہلاک نہیں کرتا [illegible] عزت کرنے میں خوش ہوتا ہے۔ جس شخص نے انگلستان کی [illegible] مخالفت [illegible] کسی [illegible] کے نام میں پولیس کے [illegible] سے کچھ پایا تھا [illegible] تمام [illegible] پولیس [illegible] کا [illegible] سے عزت [illegible] بلند مرتبت [illegible] اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا [illegible] گفتہ [illegible] الزامات سے بدنام کر دیا جاتا ہے اور صرف انہیں لوگوں کی بہ عزت بھی ہوتی ہے جو انگلستان کی [illegible] تمام [illegible] مصر [illegible] دیہ و چھیلا ہوا ہے (نپولین شاہی) [illegible] پولیس کے [illegible] ایک [illegible] کر رہی ہے۔ ہر صبح لارڈ کرومر [illegible] کی رپورٹیں سنتے ہیں۔ کوئی خاندانی [illegible] جو اس [illegible] اور مصر کے جنوب سے شمال تک کوئی پوشیدہ [illegible] نہیں جو اس کی یادداشت میں درج نہ ہو۔ اگر لارڈ کرومر مصر میں نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ مصری اپنی قسمت پر شاکر ہو کر انگریزی [illegible] کو قبول کر لیتے مگر [illegible] دلوں میں اس کی طرف سے [illegible] تک نفرت قائم رہیگی۔ کرومر نہ صرف مصر کے صیغہ [illegible] کا مختار ہے [illegible] خدیو کے محل کا بھی مالک ہے [illegible] دولت جمع کر لی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ صرافوں کا بڑا خیرخواہ ہے۔ وہ مصر کو اپنی مٹھی میں [illegible] ہم [illegible] وہ [illegible] مصیبت میں جا ہو مصر کو مبتلا کر سکتا ہے انگریزی وزارت نے اسے خود مختار اور مطلق العنان بنا رکھا ہے۔ ایک دفعہ اس نے اپنے ہی حکم سے انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ روم کو اسکندریہ بلوالیا تھا اور وہاں سے فوج [illegible] کر لی تھی۔ اور سیبنا امیر [illegible] کو اس امر کی اس وقت خبر پہنچی جب کہ [illegible] مانند [illegible] ہو گیا''

[illegible] انتخاب [illegible] کی نسبت اور یہ امر معلوم ہو گیا ہوگا کہ انگلش گورنمنٹ کیسے کیسے کامل [illegible] کو پولیٹکل ایجنٹی ریزیڈنٹی [illegible] کونسل جنرلی۔ وغیرہ کے لئے منتخب کرتی ہے۔ اور ہمدردی بنی نوع انسان یعنی [illegible] انگلستان کیسے نیک کام کی تکمیل کے لئے مصر [illegible] بستر جمائے بیٹھے ہیں سچ ہے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور

ہفتہ مختتمہ ۸ مئی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قسطنطنیہ ۔ مئی ۔ جزیرہ کریٹ کی ریفارم سوسائٹی نے (یعنی مفسد عیسائیوں کی انجمن نے) شاہی معافی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔ [illegible] پاشا گورنر جزیرہ مستعفی ۔ برٹش پارلیمنٹ کے اجلاس کو اگست تک ملتوی کیا گیا ہے

لندن [illegible] مئی ۔ اسکندریہ میں ہیضہ بڑھ رہا ہے ۔ قاہرہ میں بھی ایک موت واقع ہو چکی ہے ۔

لندن [illegible] مئی ۔ دار العوام میں مسٹر جارج ہملٹن نے بیان کیا کہ مصری فوج بغرض سواکم باستثنا ایک پلٹن کے براہ صحرا نیل کی طرف بھیجی جائیگی ۔ ہندوستانی فوج کے خرچ کے [illegible] پر غور ہو رہا ہے ۔

لندن ۔ [illegible] مئی ۔ ہندوستانی افواج سے واکمن [illegible] کام [illegible] مسئلہ پر مباحثہ ہونے کیلئے دن مقرر کرنے کا مسٹر بلفر [illegible] وعدہ کیا ہے ۔ مسٹر کرزن نائب وزیر ہند نے جواب دیا کہ یہ ارادہ نہیں ہے کہ ہندوستانی افواج سے [illegible] کام لیا جائے بلکہ وہ سب [illegible] سردار فوج یعنی کچنر پاشا کے صرف سواکم اور اس کے قرب و جوار کی حفاظت کا کام دینگے ۔

لندن [illegible] مئی ۔ مسٹر [illegible] نے دار العوام میں بیان کیا کہ سواکم کو جو ہندوستانی فوج بھیجی گئی ہے اس کا [illegible] ہندوستان کے ذمہ ہوگا ۔ مزید اخراجات کا ابھی تصفیہ نہیں ہو سکتا [illegible]

[illegible]

[illegible] مئی ۔ [illegible] کی ۲۳ واردات [illegible] ۱۲ مہلک ثابت ہوئیں ۔

[illegible] مئی ۔ سواکم کیلئے ہندوستانی [illegible] پہلے ہی [illegible] ۔ [illegible] کے [illegible] ۔ ۲۶ ویں پنجاب [illegible] تینوں تیار ہیں [illegible] سواکم کو روانہ [illegible] فوج سواکن [illegible] اور دوسرا [illegible] (۲۰-۲۳) کو دیگر [illegible]

پر جو ابھی کراچی میں [illegible] ہونگے ۔

[illegible] کہ [illegible] جہازوں پر سوار ہو جاویں ۔ ۱۱ جہاز [illegible] کے لئے کرایہ پر لئے گئے ہیں

الٰہ آباد [illegible] کہ [illegible] فوج سواکم بھیجی جانے والی ہے اسکو کارڈایٹ [illegible] بارود کے کارتوس دیئے جائینگے [illegible] بارود [illegible] ہوگا یہ فوج [illegible] کارتوس اپنے ہمراہ [illegible] ۔

[illegible] کی دیگر خبریں

گورنمنٹ [illegible] کو ایک سربرآوردہ عرب سوداگر کو جس کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ روپیہ کی ہے ۔

درویشوں کو شورہ اور سیسہ بہم پہنچانے کے جرم میں بذریعہ کورٹ مارشل دس برس قید سخت اور بہت بڑے جرمانہ کی سزا دی ہے۔

[illegible] مراد بے کے اخبار اور [illegible] احمد رضا بے نے اعلیٰحضرت سلطان اعظم کی گورنمنٹ کے خلاف جو اخبار ترکی زبان میں بمقام پیرس جاری کیا ہوا تھا وہ گورنمنٹ فرانس کے حکم سے بند کردیا گیا ہے۔ اور رضا بے کو جو جینوا کی [illegible] سررشتہ تعلیم کا ناظر تھا فرانس سے چلے جانے کا حکم ملگیا ہے۔

اعلیٰحضرت سلطان اعظم نے تمام ترک طلبا کو جو ممالک غیر میں سرکاری یا ذاتی خرچ سے تعلیم پاتے ہیں واپس آنے کا حکم دیا ہے۔ انکی تعداد دو سو سے متجاوز ہے۔

بابعالی نے ملازموں کی تنخواہوں کے لئے گورنر [illegible] کو پچاس ہزار پونڈ [illegible] دئے ہیں۔

انگلستان کے فوجی کارخانہ [illegible] میں مہم سوڈان کے لئے [illegible] تیار ہو رہی ہیں [illegible] لڑائی ہوگی جس میں [illegible] جنگ کا [illegible]

خلیفہ عبداللہ تعاشی کی فوج نے ایک عرب شیخ [illegible] کہ ہمارے پاس [illegible] حملے کے روکنے کیلئے کافی سامان اور فوج ہی موجود نہیں ہے [illegible] ہماری فوج میں موجود ہیں [illegible] انکو یورپین آداب جنگ میں بخوبی ماہر [illegible] ہے۔

سواکن کا ہ سواکم اور ٹوکر کی حفاظت کے لئے تقریباً ۴ ہزار مصری فوج [illegible] سواکن کی قلعہ بندی [illegible] بیان کی جاتی ہیں۔ ٹوکر [illegible] کے گرد ساٹھ [illegible] جس کی چوڑائی ڈیڑھ سو گز ہے [illegible] ایک [illegible] بٹالین ایک توپ رسالہ اور ایک [illegible] توپخانہ جس میں پانچ کرپ توپیں اور ایک گارڈنر توپ ہے [illegible] اس فوج کا کچھ حصہ بڑے قلعہ میں رہتا ہے اور کچھ حصہ پانچ چھوٹے گرد کے قلعوں میں۔ ۱۲ ماہ گذشتہ کو ہالسٹڈ پاشا ایکہزار فوج لیکر [illegible] کی جمعیت کا اندازہ کرنے کے لئے سواکم سے جنوب مغرب کی طرف [illegible] کو روانہ ہوئے اور [illegible] پاشا چار سو سپاہی لے کر ٹوکر سے شمال مغرب کی طرف انہی پہاڑیوں کو روانہ ہوئے۔ ہالسٹڈ پاشا کو امید تھی کہ عمر [illegible] عرب سردار کی فوج ان کو راستہ پر آملیگی مگر عثمان دنجما نے مصری فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی اس [illegible] اس کی فوج کو منتشر کردیا ہوا تھا چنانچہ [illegible] پاشا کو اپنی تدبیر [illegible] بلکہ درویشوں نے دونوں فوجوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے سے فائدہ اٹھاکر ایک طرف [illegible] صاحب [illegible] اور دوسری طرف [illegible] صاحب کے ہراول پر جو [illegible] صاحب کی زیر کمان تھا حملہ کیا اور چند گھنٹوں تک گھمسان کی لڑائی رہی [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] صاحب کے دستہ میں صرف تین مجروح ہوئے مگر تیرہ سو حبشی اور درویشوں کا بہت نقصان ہوا اور اسیطرح دوسرے موقعہ پر مصری فوج کے

فقط ۸۰ سوار جو گھوڑوں سے اُترکر لڑتے رہے ضایع ہوئے اور درویشوں کے ۴۰۰ مقتول میدان جنگ میں پائے گئے
اور جنکو وہ اُٹھا لے گئے سو علیحدہ رہے۔ آخریں درویش دونوں جگہ شکست یاب ہوئے سڈنی اور لائڈ پاشا کی فوجیں
ونشری چوٹیوں پر ایک دوسری سے ملاقی ہوئیں۔ اور ہاکو اپنے اپنے صدر مقام یعنے سواکن اور ٹوکر کو واپس ہوگئیں
اسکے بعد تار کے ذریعہ سے خبر موصول ہوئی کہ عثمان دقنا کی فوج خود بخود شکستہ دل ہو کر پراگندہ ہو گئی ہے عثمان پس
ہٹ رہا ہے۔ اور عمر طیبلو نے اُس علاقہ پر جہاں درویش قابض تھے تصرف کر لیا ہے۔ بعد ازاں خبر آئی کہ عمر طیبلو
سواکن میں پناہ گزین ہوا ہے۔ دقنا کی فوج پہاڑوں میں منتشر ہوگئی ہے جس سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے
کہ درویشوں کی شکستہ دلی پست ہمتی اور ہزیمت کی خبریں معمولی بناوٹی بیانات سے خالی نہیں ہیں۔ بلکہ غالباً واقعی کیفیت
شاید موجودہ صورت حال کے عین برعکس ہو۔ ہندوستان سے سواکن کو فوجیں روانہ کئے جانے کا حکم ہونے کا جو ایک معمول
ہونے سے کسی بھی آخری قیاس کو بہت کچھ تقویت ہوتی ہے۔ پچھلے ہفتہ تک برابر یہی سننا جاتا تھا کہ ہندوستان کی
فوج نہیں بھیجی جائیگی۔ مگر اب یکلخت یہ حکم آگیا ہے کہ حسب تفصیل ذیل فوج سواکن کو روانہ کی جائے۔ ۲۰ ویں
بنگال انفنٹری۔ ۲۶ ویں سکھ۔ اول بمبئی کیولری۔ مدراس فوج سفر مینا کا ایک دستہ اور پانچویں بمبئی کوہی باتری تقسیم
ڈیرہ دون کرنیل ایجرٹن صاحب بعہدہ بریگیڈیر جنرل اس فوج کے کمانڈر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور دیگر یورپین افسران
کا بھی انتخاب ہو گیا ہے۔ ۱۰ ویں اور ۲۲ ویں بنگال انفنٹری میں کُل سکھ سپاہی ہیں ۲۶ ویں رجمنٹ میں چار کمپنیاں
سکھوں کی ایک ڈوگروں کی اور تین پٹھانوں کی ہیں۔ اول بمبئی کیولری میں ایک دستہ مرہٹہ سواروں کا ایک جاٹوں کا
ایک سکھوں کا اور ایک پٹھانوں کا ہے۔ یہ فوج سواکم میں رہیگی۔ اس سے سردست میدان جنگ میں کام نہیں لیا
جاویگا۔ اور جو مصری فوج اسوقت سواکم میں مقیم ہے وہ بربر یا ڈنگولہ کی طرف درویشوں کے مقابلہ پر روانہ کی جائے گی
انگلستان سے بھی عنقریب گورہ فوج کی روانگی کی خبریں موصول ہو رہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے
درویشوں سے باقاعدہ طور پر جنگ کرنے کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔ اچھا خدا اُسکی آبرو رکھے۔ فرانسیسی اخبارات تو بڑے
دعوے سے لکھ رہے ہیں کہ سوڈان کے سیاہ شیران بیسر یعنی درویش انگریزی سُرخ ٹڈیوں کو یعنی سُرخ وردی کی گورہ فوج
کو آن کی آن میں چٹ کر جائینگے۔ درویشوں کے کیمپ میں فرانسیسی نامہ نگار موجود ہیں اور اُنکے مرسلہ مضامین اور خبریں
درویشوں کی طاقت کو انگریزی مصری حملے کے روکنے کے لئے کافی سے بڑھکر بتلاتی ہیں بلکہ بعض کا خیال ہے کہ شاید اس
فوجکشی کا یہ انجام ہو کہ مصر بھی خلیفہ عبداللہ کے تصرف میں آجائے۔ دوران جنگ میں درست یا مفصل خبروں کا
پہنچنا تقریباً ناممکن ہے مگر نتیجہ کا زیادہ عرصہ تک پوشیدہ رہنا بھی ایسا ہی محال ہے البتہ اُس نتیجہ کے ظہور تک ہندوستان
کو اُن واقعات سے جو سوڈان میں ظاہر ہوتے رہینگے ایک طرح سے تقریباً بالکل بیخبر رہنا ہوگا۔ اور اُنہیں خبروں پر جو
سرکاری محتسب کی قطع و برید اور اصلاح و ترمیم کے بعد شائع ہوا کرینگی قناعت کرنا پڑیگا۔

خلیفہ عبداللہ تعالیشی نے سوڈان کے ایک عرب شیخ کو خط لکھا تا کہ حضور المعظم اگر اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے نائب السلطنت ہونے کی حیثیت میں مہدی یا سوڈان پر فرمانروائی کر رہا ہے تو مجھ کو ان کی اطاعت سے کوئی انحراف نہیں لیکن جب تک انگریزوں کا تسلط مصر میں قدم مرجوت ہے تب تک میں ان کو ہرگز مصالحت نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ انگریزوں کی مدد سے سوڈان کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو انہیں آگاہ رہنا چاہئے کہ جب تک ایک سوڈانی کے جسم میں جان رہے گی۔ وہ اس قدر میں کبھی کامیاب نہیں ہونگے۔

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے مہم ڈنگولہ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ گورنمنٹ مصر کو اپنی سلطنت کی حدود کے اندر غیر ممالک پر چڑھائی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس کے جواب میں غالباً بصلاح و مشورت لارڈ کرومر صاحب لکھا گیا کہ سوڈان غیر ملک نہیں ہے بلکہ مصر کا ایک صوبہ ہے۔ اور اس کو دوبارہ فتح کرنے کا فرامین شاہی کے رو سے مصر کو اختیار حاصل ہے۔ اس جواب کے موصول ہونے پر سلطان المعظم نے گورنمنٹ کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ سوڈانی مسلمان ہیں اور مسلمان تو ہر حال میں خلیفۃ المومنین کا حکم ہے جس پر تو کوشش کرتا۔ والیٹ گورنمنٹ مصر نے جواب دیا کہ سوڈان چونکہ مصر کا حصہ ہے جو خدیو کے تابع ہے زمرہ رعیت میں شامل ہیں اس لئے حصول اجازت کی ضرورت نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان المعظم نے اس کے بعد کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور خاموش ہو رہے ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ اعتراض انہوں نے فرانس اور روس کے اصرار پر کئے تھے۔ ورنہ اس معاملہ میں اتنا دخل بھی نہ دیتے۔ اور بالکل ساکت رہتے۔ انگریز دوست نادان یہ نہیں سمجھتے کہ حضور ممدوح کا سکوت بھی بہر حال خالی از حکمت نہیں بلکہ معنی ها دارد کہ در گفتن نمی آید

آرمینیا کے معاملہ کے ٹھنڈا پڑ جانے پر انگریزی اخبار نویس اور متعصبین دانت پیس رہے ہیں۔ مگر افریقہ کی مشکلات ان کو کوئی پیش نہیں جانے دیتیں۔ صوبہ زیتون میں عیسائی گورنر مقرر کرانے پر عیسائی سفراء اور خاصکر فرانس سے لپٹ آئے بعض اخبارات نے بھی حسب عادت خوب شور مچایا۔ مگر جواب ملا۔ اب اپنے کیا شور کرتے ہیں النجاکی کہ قاقہ کش دیگر منکر اور باغی آرمینیوں کی امداد کے لئے جو چندہ انگلستان میں ہوا ہے۔ اسکے تقسیم کئے جانے کی اجازت عطا کی جاوے۔ مگر ہر کوششوں کے بعد بصرف۔ اسی قدر کامیابی ہوئی کہ گورنمنٹ سلطانی نے وعدہ کیا ہے کہ مقامی حکام کو ہدایت کیجاوے گی کہ سابقہ فرامین کے خلاف نہ کر کے آرمینیوں پر امدادی روپیہ کی تقسیم کی اجازت دیدیں

سلطان المعظم کی زبردست پالیسی اور انگلستان کی موجودہ مشکلات نے انگلستان کے جنونی متعصبین کو ایسا بیدست و پا کر دیا ہے کہ جنگی کارروائیوں کی دھمکیاں دینے کی جگہ اب بڑھیا عورتوں کی مانند گرجوں میں سلطان المعظم کے برخلاف دعا ہی مانگنے پر صبر اختیار کیا ہے۔ مگر ان رحم مجسم عیسائی نیکبختوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بُری دعا کا اثر ہمیشہ دعا مانگنے والے پر ہی پڑا کرتا ہے۔ اور جب بے گناہ کے حق میں اس قسم کی دعا مانگی جاتی ہے۔ وہ اس کی تاثیر سے بالکل محفوظ رہتا ہے ۔

ڈاکٹر کونان ڈائل صاحب مصر سے انگلستان کے ایک مشہور اخبار میں مہم ڈنگولہ کی نسبت مضامین شائع کرا رہے ہیں ایک مضمون میں درویشوں کی جرأت و ہمت پر بحث کرتے ہوئے وہ اسلام کی نسبت مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرماتے ہیں:- وہ اس کا سبب تو اتنے کچھ ہی ہو مگر دنیا میں کوئی مذہب نہیں ہے۔ جو اپنے پیرؤوں میں اپنی صداقت کا اعتقاد ایسا کامل پیدا کر دیتا ہو جیسا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب وہ لوگ اپنے مذہب کے لئے جنگ میں جانیں قربان کر دینے پر بڑے شوق سے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور جو سب سے مشکل امر ہے اسے بھی بڑی خوشی سے نباہتے ہیں یعنی بحالتِ امن اپنے مذہب کے سخت اور اٹل احکام کی صدق دل سے تعمیل کرتے ہیں۔ وہ مذہب جو اپنے معتقدین کو ہر سال برابر مہینہ بھر کے لئے طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے سے قطعی محترز رکھ سکتا ہے۔ واقعی ان لوگوں کے نزدیک جو کہ جانتے ہیں ضرور نہایت ہی سچا مذہب ہے۔ مسلمانوں کے عیوب کی نسبت یہ غور کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ آیا وہ برائیاں آب و ہوا کی وجہ سے ہیں یا کہ مذہب کی وجہ سے۔ وہ مذہب جو ایسے شہر کا ہو جس میں شرابخانہ اور بازاری عورتوں کا نام و نشان نہ ہو اہم غور کے قابل ہے۔ اور اس لائق ہے کہ جو کچھ اس پر غور کیا جاتا ہے۔ اُس سے بڑھ کر جہاں تک ہو کیا جاوے۔

ایک سوڈانی کا خط پیرس کے اخبار نگاروں نے ایک سوڈانی کے خط کو جو فرانسیسی مقبوضہ اوبک کے رہنے والے شیخ ابو الفضل کے پاس بھیجا گیا تھا۔ اس ماہ گذشتہ کے پرچہ میں شائع کیا ہے۔ خط مذکور اس طرح سے شروع ہوتا ہے:-

اے شیخ تو آگاہ ہو اور نیز ہمارے دوست سلطنت فرانس کے باشندگان کو آگاہ کر دے کہ ہم دشمنوں کے وہم و گمان سے زیادہ مضبوط اور مستعد ہیں۔ ان کو بتا دے کہ صحرا کے بادیہ نشین بے تعداد ہیں اپنے ریگستان کی ریت کے ذروں کے برابر ہیں۔ حامیانِ دین و ملت اور محافظانِ ملک و ریاست یعنی درویشوں کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ مردانِ جنگ آزمودہ موجود ہیں۔ جن میں سے تیس ہزار پیدل سپاہی ہیں جو غزال رعنا اور ہوا کی سمت بادپا سے زیادہ تیز چلنے والے ہیں۔ دس ہزار سوار ہیں جو دشمنوں کے سواروں کو ہلاک کرنے میں ہمیشہ بجلی کی سرعت رکھتے ہیں۔ ساٹھ ہزار سے زیادہ شمشیر باز اور نیزہ بردار ہیں اور سرخ ٹڈیوں (گورہ فوج) کے قریب پہنچتے ہی بےشمار مجاہدین نیابہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔ اے بزرگ شیخ یقین جان کہ دشمن کے مقابلہ میں درویش اُسی خوشی سے باہر نکلتے ہیں جس خوشی سے شہیدوں کی روح بہشت بریں کو پرواز کرتی ہے۔ ہم جنگ کے خواہاں نہیں ہیں لیکن دشمن اگر جنگ پر آمادہ ہو تو ہم اس سے پہلو تہی بھی نہیں کرنے کے

اگر صلح خواہی خواہیم جنگ — وگر جنگ جوئی ندارم درنگ

خدا کرے کہ آئندہ کنندگان کے حق میں وہ صلح ثابت ہو اور ملک و ملت اتحاد غلامانہ جو چودہ برسوں سے

ہمارے [illegible] بھائیوں کی گردن میں پڑے ہوئے ٹوٹ جاتے۔ ہمارے پاس تلواریں و [illegible] اور توپیں بافراط موجود ہیں۔ ہمارا پانی [illegible] ہوا [illegible] وہ توپوں اور کارتوس استعمال کرتے ہیں اور ہمارے کارتوس [illegible] کا [illegible] سے استعمال کم نہیں ہو [illegible] دشمن کی آمد کا بڑے استقلال سے انتظار کر رہے ہیں [illegible] فتحیابی کی [illegible] ہم انہیں سے [illegible] [illegible] [illegible] و موقع [illegible] سے۔ وصف [illegible] چالی کے راستے [illegible] سید محمد عثمان و عثمان [illegible] [illegible] [illegible] ہیں اور ہمارے پاس کشتی و بہت افسری ہیں۔ انگریزوں [illegible] برباد [illegible] چھپنے سے بعد [illegible] [illegible] [illegible] کے بجائے [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ وہ [illegible] وہاں کی بہادری اور تہور سے آشنا [illegible] ہیں۔ وہ [illegible] [illegible] خیال کرتے ہیں کہ وہ طرابلس [illegible] [illegible] سے ہم پر حملہ کرنے پر تیار کر سکتے ہیں۔ وہ [illegible] اور [illegible] [illegible] ہرگز [illegible] حالات [illegible] نہیں اٹھائیں گے بلکہ ہمیں پکا کام دینگے۔ [illegible] ہمیں [illegible] [illegible] پر افسوس [illegible] [illegible] نے وہیں [illegible] اپنے سلطان [illegible] سے جنگ [illegible] ہو [illegible] [illegible] ان [illegible] مسلمانوں کی [illegible] سے [illegible] جنگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے کہ وہ ہم [illegible] کی طرف سے [illegible] [illegible] [illegible] اگر ہم چاہیں۔ تو وہ ہماری مدد کرینگے۔

انگریزی اخبارات اس خط پر طرح طرح کی [illegible] آزمائیاں کر رہے ہیں اور [illegible] مضمون کو [illegible] مبالغہ آمیز [illegible] خیال کرتے ہیں۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہم اس خط پر کوئی [illegible] نہیں کرنا چاہتے کیونکہ عنقریب [illegible] معلوم ہو جائیگا کہ سوڈانی [illegible] [illegible] مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لندن۔ [illegible] صاحب [illegible] نے سوال و جواب دار العوام میں بیان کیا کہ چونکہ ہندوستان پر اس ہندی فوج کا خرچ جو [illegible] [illegible] [illegible] نہیں ہوگا اسلئے [illegible] [illegible] کی [illegible] پارلیمنٹ سے حاصل کرنی ضرور نہیں [illegible] چونکہ اس فوج کا معمولی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ذمہ ہوگا۔ اسلئے بطور سابق ایسی پارلیمنٹ سے منظوری حاصل کیجائیگی۔

لنڈن ۱۸ مئی (مہم سوڈان) روٹر کا خاص نامہ نگار متعینہ کاشیہ تار دیتا ہے کہ درویشوں کے سکوت اور عدم حرکت سے تعجب پیدا ہو رہا ہے اور یہ عام خیال ہے کہ ایک ہی شکست فاش ملنے پر خلیفہ کی طاقت تباہ ہو جاویگی۔ امید کیجاتی ہے کہ یہ مقام ہو کر لڑائی ہوگی ✦

قسطنطنیہ ۱۹ مئی (بغاوت کریٹ) جزیرہ کریٹ میں حالت بہت نازک ہے اور بغاوت جزیرہ کے مشرقی اضلاع میں پھیل رہی ہے باغیوں نے چند دفعہ اسورس کی ترکی فوج کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اس ترکی فوج کو جو محصورین کی امداد کے لئے گئی تھی بہت بڑے نقصان کے ساتھ شکست دی ہے ✦

قسطنطنیہ (بغاوت کریٹ) باب عالی نے کریٹ کی پارلیمنٹ کو ہفتہ آیندہ کو اجلاس کرنے کی اجازت دیدی ہے عام خیال ہے کہ اس اجازت سے رعایا خوش ہو جاویگی ✦

لنڈن ۲۰ مئی (مصر میں ہیضہ) مصر میں ہیضہ بڑھ رہا ہے ختم ہفتہ کے درمیان قاہرہ میں ۷۰ اور اسکندریہ میں ۴۴ موتیں واقع ہوئیں۔ سیر و سیاحت کی غرض سے جو لوگ وہاں گئے ہوئے تھے۔ وہ اب بھاگ رہے ہیں ✦

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ مصر نے اس ارمنی کو جس نے ایک مہینہ ہوئے ایک ترک سارجنٹ کو جو ہوٹل میں بیٹھا قتل سازش کے متعلق اپنی شرکت کا قصہ بیان کر رہا تھا قتل کر دیا تھا پھانسی کا حکم دیا۔ ہزار لوگ نے خدیو کو معافی کے لئے درخواست دی۔ مگر نامنظور ہوئی۔ مجرم پھانسی دیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ قاتل کے سفارشیوں میں خدیو کی والدہ اور خالہ بھی شامل تھیں ✦

ان تین ترکی طالب علمان میڈیکل کالج میں سے جنہوں نے ترکی سفیر متعینہ پیرس پر حملہ کیا تھا دو گرفتار کر لئے گئے ہیں تیسرا بھاگ گیا ہے۔ دونوں ملزم ترکی گورنمنٹ کے حوالے کئے جاوینگے۔ وہ لبرل ترکی پارلیمنٹ ممبر جنکے نام مراد بے کے ساتھی ہیں ✦

مہم سوڈان کی فوج کے لئے صرف جہازات بار برداری کو دو لاکھ روپیہ ادا کر دیا جاویگا۔ اور پانچ لاکھ روپیہ کا سامان رسد وغیرہ فوج کے ہمراہ جائیگا ✦

مصری عدالت میں فرانسیسی و روسی تمسکداران کا مقدمہ ابھی تک برابر جاری ہے۔ جوابدہی انگریزی گورنمنٹ کر رہا ہے ✦

لفٹننٹ کرنل ہیگرڈ صاحب تعجب کرتے ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ بڑی بھولی ہے کہ وہ صرف مصری فوج سے سوڈان کو فتح کرنے جاتی ہے مصری سوڈانی پلٹنوں سے بہت کم امید ہے کہ وہ درویشوں کا مقابلہ کرینگی بلکہ اندیشہ ہے کہ وہ درویشوں

سے جا ملینگی۔ گورنمنٹ یاد رکھے کہ اگر اُسے ایک بھی شکست ملی۔ تو نہ صرف۔ وہاں بلکہ تمام سر زمین مصر سے بدبخت عیسائیوں کی بیخکنی کر دینگے۔ اور افریقہ کے تمام مسلمان درویشوں کے ساتھ متفق ہو جائینگے۔ گورنمنٹ کو واجب ہے کہ ان امور پر غور کرے اور گورنمنٹ ... سوڈان پر بھیجے۔ اور کم از کم پانچ ہزار گورہ فوج ... ہونے چاہئیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ... اب سمجھ رہے ہیں کہ ہم ... شروع کی گئی۔

... بحر احمر میں ... ایک اسٹیشن قائم کرنا منظور کر لیا ہے تاکہ ممالک جنوبیہ کے جہازوں کی نقل و حرکت اور ... کی آمد و رفت کی خوبی نگرانی ہو سکے۔

باب عالی ... انگریزی کونسل میں متعینہ جانبہ تسلی ... مجروح ہونے کے عوض جملہ ۲ ہزار پونڈ تاوان ... کو تین ماہ کی ... کر لیا ہے۔

تعریف وہی معتبر ہوتی ہے جو ... غیر ... شخص کی زبان سے نکلے۔ ... سفیر انگریزی متعینہ قسطنطنیہ ... سے ... مخالفوں میں سے نہیں ہیں تو ... سے بھی شمار نہیں کئے جا سکتے انہوں نے حضرت ... کی نسبت ایک یورپین ... سے ... گفتگو کی ہے:۔

"یہ ... جھوٹ ہے کہ سلطان المعظم عیش پرست۔ اور کاہل الوجود ہیں وہ نہایت ہی محنت کرنے والے ہیں ... سلطنت کے ہر معاملہ میں نہ صرف ذاتی طور پر ہی حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات بہت رات گئے تک وزرا سے مشورہ و صلاح فرماتے رہتے ہیں۔ سلطان المعظم یورپین لوگوں کے سامنے فرانسیسی نہیں بولتے بالعموم وزیر اعظم ترجمان ہوتے ہیں۔ مگر موجودہ وزیر اعظم فرانسیسی نہیں جانتے۔ اسلئے جب کبھی بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوتا ہوں اپنی سفارت کے ... ترجمان ڈاکٹر بلاک کو ساتھ لیجاتا ہوں"

لیڈی کری صاحبہ نے بھی اسی قسم کے خیالات سلطان المعظم کی نسبت ظاہر کئے ہیں۔ انکا بیان ہے۔ کہ "میں اکثر سلطان المکرم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں وہ ہمیشہ نہایت ہی خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور مجھے اپنے قریب بٹھا کر ترجمان کی وساطت سے گفتگو فرماتے ہیں میں انکے شاہانہ رعب و قار اور دلفریب انداز کو دیکھکر دنگ رہ جاتی ہوں۔ انہیں اپنے بچوں سے کمال محبت ہے۔ خاصکر چھوٹا شہزادہ تو انکو بہت ہی پیارا ہے میں شاہی حرم سرا میں کبھی نہیں گئی۔ ہاں پہلے دونوں وزیر اعظموں کے حرم سرا میں جانیکا اتفاق ہوا ہے۔ ان کی بیگمات ذات ... بولتی تھیں۔ اور ہر طرح سے مہذب اور شائستہ تھیں انکا انداز بیشک دل کو لبھانے والا تھا۔ ایک پاشا کے حرم سرا میں تو بیگمات نے بالکل یورپین لباس اختیار کیا ہوا ہے میں اکثر دیگر پاشاؤں کے ہاں جاتی رہی ہوں ... اب نہیں جاتی۔ کیونکہ میرے انگریزی سفیر کی بیوی ہونے کی وجہ سے انکے ساتھ ... ربط و ضبط

رکھنے سے خواہ مخواہ شبہ پیدا ہوتا ہے بہت سی ترکی مخدرات اسقدر تعلیم یافتہ ہیں کہ وہ اخباروں میں مضامین دیتی ہیں مگر ایسی بیگمات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو حرم میں رہنے پر خوش ہیں اور ہم یورپین مستورات کی آزادی پر یاسف ظاہر کرتی ہیں ؛

قسطنطنیہ کی نسبت فلپ کری نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ لنڈن کے غل غپاڑہ اور شور شرابہ کی نسبت یہاں بہت آرام ہے یہاں کی آب وہوا دلکش اور یہاں کی آرام طرز رہائش عجب فرحت بخش ہے۔ اس میں نقص ضرور ہے کہ وہ انسان کو بیحد کاہل بنادیتی ہے اور تھوڑے عرصہ کی رہائش کے بعد سے محسوس ہونے لگ جاتا ہے کہ اس کی چستی میں فرق آرہا ہے ؛

ترکوں کے بارہ میں انہوں نے بیان کیا کہ "وہ یورپین سوسائیٹی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں۔ اور یورپین لوگوں کی ہمسائگت اس اجتناب کے دور کرنے میں ابھی کامیاب نہیں ہوئی۔ بلکہ بخلاف اسکے ترک اب ان سے پہلے جتنا بھی نہیں ملتے۔ سلطان المعظم انکو ایسا کرنے کی ترغیب نہیں دیتے۔ بلکہ یورپین سوسائٹی میں شامل ہونے سے اور متنفر کرتے ہیں"؛

مختصر تلیم جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۲۶ مئی (بغاوت کریٹ) کریٹ سے تازہ ترین خبریں موصول ہوئی ہیں کہ ترکی سپاہیوں نے کل خودسر ہوکر اکثر عیسائیوں کو قتل کردیا۔ اور انکا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ یونانی فرانسیسی اور روسی کونسلیں کے ملازمین بھی مقتولین کے زمرہ میں شامل ہیں۔ قصبات ریتمو اور سفاکیہ میں بھی لڑائی جاری ہے انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ روم کریٹ کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔ اور تمام ممالک اجنبیہ کی کونسلوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو جنگی جہاز روانہ کرنے کے لئے تار دیا ہے ؛

لنڈن ۔ ۲۷ مئی ۔ اب تک صرف ایک جنگی جہاز انگریزی موسومہ ہڈ کو کینیا (صدر مقام کریٹ) جانے کا حکم ملا ہے۔ سب سے آخری خبریں مخبر ہیں۔ کہ اب نسبتاً امن ہوگیا ہے۔ گو حکام نے سوائے سرکاری خطوط اور تاروں کے اور باقی سب کی ترسیل و وصولی کی بندش کردی ہے ؛

لنڈن ۲۶ مئی ہندوستان کی بحری فوج کا سٹیمر منٹو سواکم پہنچ گیا ہے ؛

پیرس ۲۷ مئی (متعلقہ مصر و زار روس) اخبار گولوس رقمطراز ہے کہ زار روس نے ایم نوبنیس کو دوران ملاقات کہلا بھیجا ہے کہ میں معاملہ مصر میں ہر طرح فرانس کا معاون رہونگا (انگلستان کو مژدہ باد!)

قسطنطنیہ ۲۰ مئی (بغاوت کریٹ) عبد اللہ بیگ کریٹ کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں اور وہ مع ۲۰۰۰ کی جماعت لینے کو لئے روانہ ہوگئے ہیں۔ ملیبنا سے نکلی افواج بھیجی ہیں +

لنڈن ۲۰ مئی (وبائے ہیضہ) ایک گورہ کا مرنا۔ قاہرہ میں ہیضہ خوفناک طور پر پھیلتا جاتا ہے اور گورہ پلٹن کا ایک سپاہی اس کی نذر ہو چکا ہے +

الہ آباد ۲۰ مئی (جنگ ڈاں ریلم) مئی کے جنگ کا سفیہ میں دو ہندوں کا سخت نقصان نہیں ہوا جیسا بیان کیا گیا ہے۔ انکے صرف ۱۰ آدمی مقتول ہوئے البتہ مجروح ۸۰ کے قریب ہوئے +

لنڈن ۲۱ مئی (کریٹ کی بغاوت) معلوم ہوا ہے کہ دول طاقتیں مسئلہ کریٹ کے متعلق متفق الرائے ہیں بیان کیا گیا ہے کہ فرانس کی تجویز ہے کہ باشندگان کریٹ سے نرم برتاؤ کریں اور ان کو رضامند کرلینے کے لئے سلطان المعظم کی خدمت میں متفقہ عرضداشت ارسال کی جائے +

قاہرہ ۲۰ مئی (مہم سوڈان کا خرچ) مصر کی عدالت مخلوط دو شنبہ کے دن فیصلہ سنا چکی مگر یہ معلوم ہوگیا ہے کہ اسنے فیصلہ کیا ہے کہ ریزرو فنڈ کا روپیہ ناجائز طور سے مہم نیل پر خرچ ہو رہا ہے۔ اور یہ واپس جمع کر دیا جانا چاہئے اس عدالت میں پانچ جج ہیں۔ دو مصری ایک اندلسی ایک ڈچ اور ایک فرانسیسی جو پریسیڈنٹ ہے۔ مدعیان فرانسیسی کمشنران کا دعوے تھا کہ فنڈ میں سے کل ممبروں کی رائے کے بغیر روپیہ خرچ نہیں ہو سکتا۔ انگریزی گورنمنٹ کا جواب تھا کہ صرف کثرت رائے کی شرط ہے یہ امر پہلے ہی سے معلوم تھا کہ فیصلہ باغلب وجوہ انگریزی یا مصری گورنمنٹ کی برخلاف صادر ہوگا۔ اب غالباً عدالت بالا میں اپیل دائر کیا جائیگا۔ انگریزی گورنمنٹ اندھا دھند روپیہ خرچ کر رہی ہے جو بچیئے آخر کار مصر کے سر پڑتا ہے یا انگلشیہ خزانہ کے۔ مگر اس فیصلے نے یہ اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ انگلستان نے مصر اور مصریوں کے اغراض و مفاد اور نیز قانون وقت کو بالائے طاق رکھکر محض کسی خفیہ غرض و مطلب کے حصول کے لئے مہم سوڈان کو اختیار کیا ہے۔ اور بغیر کسی نہایت ہی زبردست مخالفت کے اس سے باز نہیں آئیگا +

قاہرہ ۲۰ مئی کرنیل ایجرٹن مع اپنے سٹاف اور ہندوستانی فوج کے کچھ حصہ کے آج شام سواکم پہنچ گئے ہیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

قسطنطنیہ سے سالونیکا تک اور سالونیکا سے وادی آغاج تک ریلوے لائن جاری ہوگئی ہے +

ہندوستانی فوج میں جو سواکم کو روانہ ہوگئی ہے ۲۰۰۷ افسر سپاہی ۱۱۵۲ شاگرد پیشہ قلی وغیرہ۔ ایک گھوڑے و خچر اور کئی سو راس مویشی علاوہ گولہ و بارود کی بہت بڑی مقدار یہاں سے گئی ہے +

روئٹر کا نامہ نگار رومشی کو سواکن سے خبر دیتا ہے کہ بدر عثمان دغنہ آوارہ کو واپس چلا گیا ہے۔ اٹلی والوں کے رفیق عرب کسالا سے نکلکر آوارہ کے قرب وجوار پر چڑھائی کی اور درویشوں کے ہٹتے سو شی واپس آگئے۔ مگر اس یورش سے درویشوں میں سخت ہلچل پڑ گئی اور عثمان دغنہ بمعہ اپنے قبائل اور دوسرے درویشوں کے آوارہ کو خالی کر گئے۔ امیر جلا گیا ہے خلیفہ نے ان کو حکم بھیجا ہے کہ امیر احمد فضیل کو جسنے کسالا کا محاصرہ کیا تھا مدد دو۔ مگر امیر مذکور اس حکم سے پہلے ہی شکست کھا کر اترا ہے اور گوز جیب کے علاقہ کو ہٹ گیا ہے۔ اندرون ملک سے تجارت کا سلسلہ ابھی برابر منقطع ہے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ خلیفہ اسے پھر قائم کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن السعد جو ہمراہی ۷ سو سپاہیوں کے کراسکو اور جاہات مراد کے درمیانی تاربرقی کو کاٹنے کے لئے بھیجا گیا تھا ابر کو واپس آگیا ہے اور محمد زین ۱۵ سو فوج نظام اور دو سو سوار دین کے ہمراہ فوج ڈنگولہ کی امداد کے لئے روانہ کیا گیا ہے +

اس خبر کی تصدیق ہوگئی ہے۔ کہ خلیفہ کی فوج باڈی گارڈ کی آپس میں بمقام ام درمان لڑائی ہوئی تھی جس میں اڑھائی سو کے قریب سپاہی مقتول و مجروح ہوئے مگر آخر کار امیروں نے فساد رفع دفع کرا دیا ہے۔ فساد کی بنا یہ بتائی جاتی ہے کہ امیر داؤد محلی کے کسی ملازم نے کہا تھا کہ اچھا ہو اگر ترک یا بقول بعض مصری ام درمان پر قابض ہو جائیں خلیفہ کو یقین ہو گیا ہے کہ انگریز سواکن سے بربر پر بھی چڑھائی کرینگے۔ ہمدرد اس مضمون مرکب خبر کو عند دب کی بات سے شاید ہی زیادہ وقعت دیں +

ولایت کے اخبارات مصری فوج کی بڑی تعریف کر رہے ہیں کہ اسنے مقام کراسکو سے جو صحرائے نوبیا اور مصر کی ملحقہ سرحد پر واقع ہے۔ جاہات مراد تک جو صحرائے کورسکو کے عین وسط میں ہے دو منزلوں میں ۱۲۰ میل کا فاصلہ طے کیا ہے اور ہر روز چالیس میل طے کرتی رہی ہے۔ کپتان حسن فہمی کے استقلال اور مردانگی کی بڑی داد دی جا رہی ہے۔ نصف فوج شتر سوار تھی نصف پیدل۔ یہ تمام فاصلہ ریگستان کی جلتی ہوئی ریت پر جس میں کہیں کہیں گھٹنوں تک آدمی دھنس جاتے تھے طے ہوا۔ گرمی کی یہ حالت تھی کہ کراسکو کے مقام ہی پر سایہ میں ۱۱۰ درجہ پر پارہ تھا۔ مگر باایں ہمہ صرف دس آدمی راستہ میں گرمی سے بیہوش ہوکر گرے +

اس خبر سے جہانتک ہمارا خیال ہے انگریزی اخبارات کو بجائے خوش ہونے کے مصری سپاہیوں سے بیدرد مشقت لئے جانے پر سخت افسوس ظاہر کرنا چاہئے۔ اور انکو متانت کیساتھ غور کرنا چاہئے کہ جس فوج سے ایسا سخت کام لیا جائے وہ کبھی خوش یا دشمن سے جنگی مقابلہ کرنے کے قابل رہ سکتی ہے۔ کیا یہی انسانی ہمدردی ہے کہ گورہ فوج کو اس موسم میں چھاؤنیوں میں بھی خس کی ٹٹیوں اور پنکھوں سے سرد کئے ہوئے کمروں میں رکھا جائے اور مصری سپاہیوں سے افریقہ کے جلتے ہوئے ریگستانوں میں ایسی محنت شاقہ لی جائے۔ اسی تشدد کا یہ نتیجہ ہے کہ گو ابھی درویشوں سے پورا پورا مقابلہ نہیں ہوا۔ مگر پانچ چھ سو سپاہی بیمار ہوکر واپس آچکے ہیں +

پیرس کا اخبار نگار رقم طراز ہے کہ شہنشاہ جرمن اور خدیو مصر کے درمیان پچھلے دنوں جو تار ورد کے ذریعہ سے گفتگو

ہوئی ہے اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی اب افسوس کر رہا ہے کہ اُس نے توبی قرضہ کے محفوظ فنڈ میں سے کیوں روپیہ خرچ کرنے کی اجازت دی وہ بہت خوش ہوگا کہ عدالت مخلوطہ میں ترکی کے ارکان کی جن میں اور انگریزوں کے مخالف فیصلہ کیا جاوے آیندہ وہ مصری مسئلہ کے متعلق انگلستان کے مقابلہ میں روس اور فرانس کی طرفداری کو زیادہ پسند کریگا ❖

مصر کے معزز و نامی گرامی عہدہ داروں و اخبارات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری رعایا خدیو مصر ذرا بھی ہرگز خوش نہیں ہیں۔ مگر وہ انگریزوں کے ایسے قابو میں آئے ہوئے ہیں۔ کہ اُن کی کوئی پیش نہیں جاتی مصر میں نام کے خدیو ہیں ورنہ لارڈ کرومر صاحب جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور مصر کو بالکل انگریزی علاقہ سمجھا جاتا ہے۔ قابل لیڈ کے لئے انگریزوں نے تین سو سوڈانی لوگوں کو جو مصری رعایا تھے جبراً پکڑ کر مسٹر شیل روڈس کے ہمراہ کر دیا اُن لوگوں نے قربانی کام کئے کئی برس تک ساٹھ ساٹھ برس کے بوڑھے پکڑے گئے اور نئے نئے چھوٹے چھوٹے بال بچوں کا کوئی محافظ یا پرسان حال پیچھے نہیں رہ گیا۔ مصریوں نے بہت واویلا کیا۔ مگر انگریزی حکومت نے ایک نہ سنی مصر کی پارلیمنٹ نے ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی مخالفت کی۔ لیکن اُس کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی اور فنڈ مذکور میں سے ہزار ہا روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ لیکن انہی نیک اغراض کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ مصریوں پر ڈال دیتی ہے۔ انگریزوں نے اسقدر جابرانہ کارروائیاں شروع کر دی ہیں کہ سوڈانی سرحد کے تمام ناکوں اور رستوں پر انگریزی فوج کے پہرے بٹھلا دیئے گئے ہیں۔ اور کسی شخص کو ادھر سے اُدھر یا مصر سے سوڈان جانے نہیں دیا جاتا اور خبروں کا ایسا انتظام کر دیا ہے کہ خود مصر والوں کو معلوم نہیں کہ سوڈان میں کیا ہو رہا ہے اور انگریزی مصری فوجیں کیا کر رہی ہیں۔ اسی سے ہم ان خبروں کے کذب و صدق کی نسبت رائے لگا سکتے ہیں جو وقتاً فوقتاً رو ٹر صاحب یا ولایتی اخباروں کے ذریعہ سے ہندوستان کو موصول ہو رہی ہیں۔ ابتک جسقدر ٹوٹی پھوٹی خبریں میدان جنگ سے آئی ہیں اُن میں یہی درج ہوتا ہے کہ عثمان دغنہ کو متواتر شکستیں ملیں۔ کسالا پر اٹلی والوں نے درویشوں کو وہ شکست دی کہ چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اکاشہ کی طرف تین سو مصری سواروں نے بارہ تیرہ سو سوڈانیوں کو مار کر بھگا دیا۔ اور خود خلیفہ کی فوج میں ناچاقی اور نااتفاقی پھیل گئی ہے۔ مگر باوجود ان متواتر فتحیابیوں کے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کیوں مصر کی ساری فوج میدان جنگ میں بھیجدی گئی۔ چھ ہزار نئے رنگروٹ کیوں ابتک بھرتی کئے گئے اور لگاتار کئے جاتے ہیں۔ اور اب سب سے آخر ہندوستان سے کیوں فوجیں بھیجی گئیں اور اور بھیجنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہم یہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے تھے کہ لارڈ سالسبری پچھتا رہے ہیں کہ اُنہوں نے کیوں یہ مصیبت مول لی۔ جس سے امید ہوگئی تھی کہ وہ شاید جنگی کارروائیوں کے ملتوی کر دینے جانیکا حکم دینگے۔ مگر افسوس وہ امید موہوم ثابت ہوئی اور اُس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا ❖

مصر کا اخبار المؤید راوی ہے۔ کہ خلیفہ عبد اللہ نے ایک خاص ایلچی کے ہاتھ جناب خدیو السکرم اور جناب غازی مختار پاشا کو خطوط روانہ کئے۔ مگر قاصد کو انگریزی حکام نے راستہ ہی میں روک لیا اور خطوط چھینکر اُسے حوالہ زندان کر دیا۔ اور خطوط مذکورہ ہنوز مکتوب الیہم کے پاس ابھی تک نہیں پہنچے اور نہ ہی اب اُنکے پہنچنے کی امید ہے ❖

بھی اخبار راوی ہے کہ قبرص میں بیس ہزار انگریزی فوج کی علاقہ میں جاکر فساد کرنے کے لئے مسلح ہو رہے ہیں اور انہوں نے اب تیاریاں تقریباً مکمل کر لی ہیں۔ اسلئے باب عالی نے چند جہاز بحیرہ روم میں بھیجے ہیں۔ کہ سواحل شام پر دن رات گشت کرتے رہیں اور تمام ممالک اجنبیہ کے جہازات خاصکر انگریزی جہازوں کی پوری پوری نگرانی کرتے رہیں۔ اور احتیاط رکھیں کہ کوئی اجنبی سمندر رستے بارستہ قلمرو عثمانیہ میں داخل نہ ہونے پائے۔ باب عالی نے علاوہ بیڑہ جہازات کے بھیجنے کے ساحل شام پر جابجا حفاظتی چوکیاں اور جابجا انکے لئے برج تعمیر کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ جس کی تعمیل میں بڑی مستعدی سے کام ہو رہا ہے۔ ناظرین کو شاید یہ بتانا فضول ہوگا کہ قبرص عثمانیہ جزیرہ تھا اور اب بھی ہے مگر گذشتہ بوجوہات چند در چند جنکا مفصل ذکر کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ انگریزی قبضہ میں آگیا ہے اور اب وہاں انگریزوں کی حکومت ہے۔

ڈنگولہ کی خبر ہے کہ مصری فوج کا درویشوں کیساتھ [illegible] کو بمقام عکاشہ سے چند میل پرے مقابلہ ہوا۔ سوڈانی فوج میں دو [illegible] سوار اسی [illegible] سوار اور تقریباً [illegible] سو [illegible] پیدل بیان کئے جاتے ہیں مصری فوج میں تین ترپ رسالہ اور [illegible] سوڈانی پلٹن تھی۔ مگر لڑائی صرف [illegible] سواروں میں ہوئی۔

ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ درویشوں کی جمعیت کو دیکھکر مصری سوار جو اپنی پیدل فوج سے بہت آگے نکل گئے تھے [illegible] پیچھے ہٹنے شروع ہوگئے۔ مگر وہ ابھی فوج مذکور سے بہت فاصلہ پر تھے کہ سوڈانی سوار انکے سر پر پہنچ گئے اور دست بدست لڑائی شروع ہوگئی جس میں دس درویش سوار قتل ہوئے اور وہ میدان سے پیچھے ہٹ گئے اور ترتیب درست کرکے پھر حملہ [illegible] مصری سوار بڑی تیزی سے [illegible] پڑے اور انکو تتر بتر کردیا۔ اور وہ اپنی فوج پیدل میں جاملے۔ اسکے بعد انگریزی افسر فوج نے [illegible] کا بگل بجادیا۔ اور مصری سوار ایک چٹان کی آڑ میں جا پہنچے۔ جہاں وہ برابر ایک گھنٹہ تک درویشوں پر بندوق کی باڑ ہیں مارتے رہے۔ درویش پہاڑی مذکور پر قابض ہونے سے ناامید ہوکر آخرکار واپس ہٹ گئے۔ لڑائی میں بیان کیا جاتا ہے کہ صرف ایک مصری [illegible] اور ایک [illegible] قتل ہوا اور دس زخمی ہوئے۔ جن میں ایک [illegible] کپتان [illegible] صاحب بھی تھا مگر [illegible] زخم پہنچا کہ وہ مجروحین میں شمار نہیں کیا گیا۔ اور نہ [illegible] کی فہرست میں درج کیا گیا۔ درویشوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ستر ہلاک ہوئے۔ مگر تعجب ہے کہ جب [illegible] مصری رسالے جن میں [illegible] سوار تھے [illegible] عربوں کو شکست فاش دے سکتے۔ اور ایک [illegible] سوار [illegible] تو ہندوستان [illegible] ہندوستانی اور گورہ [illegible] اور ہر روز کسی نہ کسی نئی رجمنٹ کو میدان جنگ پر بھیجنے کے لئے کیوں بالکل تیار رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ سے ابتداء میں جب پارلیمنٹ میں سوال ہوا تھا کہ کیا ہندوستان سے مدد کو فوج روانہ کی جائیگی تا تو جواب ملا کہ ہمارے خیال میں مصری فوج مہم ڈنگولہ کے لئے ناکافی نہیں پس اگر ٹائمز کے نامہ نگار کی مندرجہ بالا روائت درست ہے۔ تو مصری فوج نے گورنمنٹ کے قیاس کو درست ثابت کر دیا ہے۔ اور جتادیا ہے کہ مہم ڈنگولہ کے لئے ناکافی نہیں

پھر ہندوستانی افواج کے بھیجنے سے اس قیاس اور اس روایت کی صداقت میں کس لئے شبہ ہوا لا جاتا ہے۔ کیونکہ فوجوں کی تابڑ توڑ روانگی سے تو یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ پہلے مصری فوج کافی سمجھی گئی تھی مگر درویشوں کے ساتھ معرکہ آرائی ہونے پر وہ خیال غلط نکلا۔ مصری فوج ناکافی ثابت ہوئی اور اب سوائے مزید فوج کے درویشوں کے ساتھ مقابلہ کرنا مشکل کیا ناممکن ہے

اطلاعات کریٹ۔ کریٹ سے خبریں موصول ہوتی ہیں کہ قصبہ کولاکی گلیوں میں تنازعہ ہو رہا ہے۔ عیسائیوں نے دست درازی ہو رہی ہے اجنبی لوگوں کی امداد کے لئے ایک فرانسیسی جہاز مقام ملو کو روانہ کیا گیا ہے ۔

جزیرہ کریٹ با قلمرو سلطنت ایشیائے کوچک سے بفاصلہ یکصد میل بجانب غرب اور وولنیا سے بجانب جنوب قریباً دو سو میل کے فاصلہ پر بحیرہ روم میں واقع ہے اس کا طول ۱۶۰ میل اور عرض ۶ میل سے لیکر ۳۰ میل تک ہے کل رقبہ تخمیناً تین ہزار مربع میل اور آبادی تین لاکھ کے قریب ہے۔ جن میں سے ایک ثلث مسلمان اور باقی کل عیسائی ہیں عیسائیوں میں زیادہ تعداد کلیسائی یونانی کے پیروؤں کی ہے جو انیسویں صدی کے آغاز سے یورپین طاقتوں خاصکر روس اور فرانس اور انگلستان کی در پردہ اور علانیہ مدد سے ترکی گورنمنٹ سے برابر سرکشی کرتے چلے آتے ہیں۔ اور جب سے ان تینوں سلطنتوں نے یونان کو آزادی دلا دی ہے تب سے ان لوگوں کا بہت حوصلہ بڑھ گیا ہے۔ اور آزاد شدہ یونان کے عیسائی اپنے بھائی بندوں کو بغاوت و فساد پر ہمیشہ ابھارتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۶۶ء میں یونان کے مشتعل عیسائیوں نے کریٹ میں پہنچکر وہاں کے باشندوں سے بغاوت کرا دی اور خود انکے ساتھ ملکر ترکی افواج سے لڑائی شروع کر دی۔ ترکی گورنمنٹ نے پہلے تو نرمی اور ملایمت سے اُن کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ مگر عیسائیوں کے سر پر شرارت کا بھوت سوار تھا۔ ایک زمانہ کے بعد ترکی گورنمنٹ نے سختی سے بغاوت کو فرو کرنا شروع کیا اور جزیرہ میں یونانی بدمعاشوں کی آمد و رفت کے روکنے کا قرار واقعی انتظام کر دیا گیا جس سے یہ بغاوت ۱۸۶۹ء میں یکلخت فرو ہو گئی۔ مگر گورنمنٹ عثمانی نے اپنی معمولی عفو و ترحم سے کام لیکر باغیوں کو نہ صرف عام معافی ہی عطا کر دی۔ بلکہ اُنکے ساتھ بہت سی رعائتیں بھی کر دیں جن میں سب سے اہم یہ تھی کہ اہالیان جزیرہ کو اپنا پارلیمنٹ بنانے اور اُسکے ممبر خود انتخاب کرنے کا اختیار عطا کر دیا۔ ممبروں کی تعداد اسی مقرر کیگئی۔ مگر بعد میں گھٹا کر ۶۵ کر دی گئی۔ جن میں سے ۳۵ عیسائی ہوتے ہیں۔ اور ۲۲ مسلمان۔ اسی نسبتی تعداد سے اسلامی سلطنتوں اور خاصکر عثمانیہ سلطنت کی بے تعصبی اور رعایا پروری کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ مگر کور چشم عیسائی متعصبین اور کورنمک و بدطینت عیسائی رعایا ان باتوں کی طرف خیال تک کرنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ باوجود اسکے ۱۸۷۶ء تک نسبتاً کسیقدر امن رہا۔ مگر مفسدہ بلغاریا اور تھوڑا عرصہ بعد جنگ روم و روس کے چھڑ جانے پر یونانی بھائیوں کے اغواء سے عیسائیان کریٹ نے پھر شورش برپا کر دی۔ اور یونان کے ساتھ ملحق کر دیئے جانے پر زور دینا شروع کر دیا۔ یہ فساد برابر ۱۸۸۹ء تک جاری رہا اور انگریزی کونسلیں متعینہ کریٹ بھی باغیوں کی طرفداری کرتے رہے۔ مگر پھر بھی گورنمنٹ عثمانیہ نے چشم پوشی کی اور باغیوں کا قلع قمع کر دینے کی جگہ اُسنے نہایت نرمی کیساتھ

کے شروع یعنے خلیفہ ابو جعفر عباسی کے عہد میں مسلمانوں کو چین میں قدم جمانے کا ایک غیر مترقبہ موقعہ ملگیا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے پچھلے نصف میں ان لوشن چینی نے فغفور وقت کے برخلاف بغاوت شروع کردی۔ رفتہ رفتہ بغاوت نے اسقدر زور پکڑا کہ فغفور کو اپنی ہمسایہ اور رفیق سلطنتوں سے مدد طلب کرنی پڑی۔ چنانچہ ایک طرف تو اسنے ترکستان کی ترکمانوں سے مدد چاہی اور دوسری طرف خلیفہ ابو جعفر کو امداد دینے کیواسطے لکھا خلیفہ نے فوراً چار ہزار جری عرب سپاہی ششصد و میں چین کو روانہ کردیئے جنہوں نے جنوبی چین سے بغاوت کا نام مٹا دیا۔ اور پھر آخرکار وہیں سکونت اختیار کرلی - اور چینیوں سے ازدواجی تعلقات قایم کرلئے۔ اور انہی کی اولاد اور نومرید چین کے جنوب مغربی صوبوں میں بےتعداد موجود ہیں۔ اور انکے اپنے بڑے بڑے شہر دوسرے مذہب والوں سے بالکل الگ بنے ہوئے ہیں - دوسری طرف ترکمان ترکستان نے حسب خواہش فغفور سید واحد کی زیر کمان ایک بڑا لشکر شہنشاہ مذکور کی امداد کیلئے روانہ کردیا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں شمال مشرقی صوبوں میں بغاوت کو فرو کردیا۔ اور باغی دونوں جانبوں سے جری مسلمانوں کے قابو میں آجانے کے باعث پے در پے شکستیں کھاکر تتر بتر ہوگئے۔ اور بغاوت کا نام و نشان باقی نہ رہا مگر انطفائے بغاوت کے بعد جب سید واحد نے اپنے لشکریوں کو وطن مالوفہ کو واپس جانے کیلئے کہا۔ تو انہوں نے چین کی زرخیز زمین کو چھوڑ کر ترکستان کی غیر آباد علاقہ میں جانا پسند نہ کیا۔ اور انکار میں اپنی زبان میں جواب دیا کہ ترگن یعنے ہم یہیں پیچھے رہتے ہیں۔ اسی دن سے اُن کا نام ترگن ہوگیا۔ اور جو بگڑتے بگڑتے ڈنگن بنگیا۔ پس اس طرح سے قلمرو چین کے دو حصوں میں مسلمانوں کے قدم اچھی طرح سے جم گئے ۔

اسکے بعد وقتاً فوقتاً مسلمان ترکمانوں کی بھی بڑی بڑی جماعتوں کے چین میں آتے رہنے سے شمال مغربی علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد دن بدن ترقی پذیر ہوتی رہی۔ اور خاصکر تیمور کے زمانہ میں ان کی جمعیت خاصی مضبوط ہوگئی۔ مگر ان علاقوں سے وسطی یا جنوبی چین کی طرف آگے نہ بڑھے اور ان کی آبادی وہیں تک محدود رہی اور ادھر دوسری طرف خلافت عباسیہ کے نیست و نابود ہونے پر نہ صرف عربوں کی پولیٹیکل طاقت بلکہ انکی تجارت بھی معدوم ہوگئی۔ اور چین میں عربوں کا آنا جانا بند ہوگیا جس سے جنوبی چین کے قدیم عرب باشندگان کو اپنی جماعت کو مضبوط کرنے اور اپنا جتھا قوی کرنے کے لئے صرف موجودہ وسایل سے کام لینا پڑا۔ اور گو عرب مہاجرین کی آمد رک گئی مگر انہوں نے چینی لوگوں کو نومسلم بناتے چلے جانے سے اس کمی کو پورا کردیا۔ اور یہ نومسلمی کا سلسلہ اب بھی اس زور شور سے جاری ہے کہ اگرچہ انیسویں صدی کے آخر وسط میں مسلمانان چین کی تعداد تین اور چار کروڑ کے درمیان تھی۔ مگر آج چینی ترکستان اور منگولیا کے علاوہ خاص چین میں ۷ کروڑ سے اوپر یعنے ہندوستان کے مسلمانوں سے جہاں کئی صدیوں تک اسلامی حکومت رہی سوا کروڑ زیادہ مسلمان موجود ہیں ۔

چین میں وعظ و منادی اور پیار و احسان سے اسلام کی روز افزوں اشاعت ان کو بعض عیسائی متعصب

کافی دندان شکن جواب ہے جو اشاعت الاسلام کا باعث صرف تلوار کو قرار دیتے ہیں چین کے مسلمان کل اہل سنت جماعت ہیں - وہ اپنی متانت اور راستبازی تجارت و مردانگی اور سلیقہ و کفایت شعاری کے سبب تمام دیگر چینیوں سے ممتاز ہیں - ڈاکٹر ڈین اپنی کتاب جغرافیہ چین میں لکھتا ہے کہ چین کے مسلمان تقریباً سب کے سب تجارت پیشہ ہیں - اور اُن کی دوکانوں کے تختوں پر ہلال کا نشان بنا ہوا ہوتا ہے - وہ بہت متواضع مخیر اور مہمان نواز ہیں - اور ہفتہ میں ایک دفعہ تمام مسلمان اکٹھے ہو کر اپنی جماعت کے مساکین اور غرباء کے لئے آپس میں چندہ جمع کرتے ہیں - ڈاکٹر موصوف کی طرح تمام یورپین سیاح بھی جنکو مسلمانوں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے اُنکی تعریف میں رطب اللسان ہیں - ڈاکٹر اینڈرسن لکھتے ہیں کہ چینی مسلمان تنومند - قوی ہیکل - میانہ قد - اور چست و چالاک ہوتے ہیں منڈے سر کی پوشاک پگڑی یا دستار ہے وہ اکثر غیر متعصب اور صلح کل ہوتے ہیں اور اُن کی راستبازی اور دیانتداری میں تو مطلقاً کوئی کلام نہیں - شجاعوں میں جو اوصاف ہونے چاہئیں وہ اُن میں موجود ہیں - صوبہ یونان کے مسلمان ایک دفعہ شاہی افواج کے ساتھ ایک تنگ میدان میں جنگ کر رہے تھے - مغربی تبت کا راستہ اسی میدان میں سے گذرتا تھا - عین لڑائی کے موقعہ پر ایک قافلہ تبت کو جاتا ہوا میدان کے قریب آپہنچا مسلمان جرنیل نے قافلہ کو گذر جانے کیلئے فوراً اپنے حملہ کو ملتوی کر دیا - چینی رعایا چینی ماذرین دحکام کی نسبت مسلمان ماذرین کو زیادہ پسند کرتی ہے - اسکا بیان ہے کہ مسلمان حکام زیادہ خدا ترس اور زیادہ منصف مزاج ہوتے ہیں مگر بدقسمتی سے مسلمان حکام گورنمنٹ کے صیغہ ملازمت میں بہت تھوڑے ہیں چینی حکام مسلمانوں پر بہت سختی کرتے ہیں اور محاصل و جرمانوں کی آڑ میں اُن کو ہر وقت لوٹتے رہتے ہیں - مگر پھر بھی اُن کی متقیانہ روش زندگی اور صبر و تحمل سے اُن کی دولت و تعداد میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے تمام یورپین سیاح بڑے تعجب سے لکھتے ہیں کہ چین میں موجودہ صدی کے درمیان میں اسلام نے حیرت انگیز ترقی کی ہے چینی مسلمان شراب و افیون کے نزدیک نہیں پھٹکتے - اور سوائے حلال جانوروں کے اور کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے شریعت محمدیہ کے پکے پابند ہیں - اپنی اولاد اور مستورات کو عربی کی بھی تھوڑی بہت تعلیم دیتے ہیں - اکثر قرآن شریف کو چینی زبان میں تلاوت کرتے ہیں تلاوت کلام مجید کے وہ اسقدر شائق ہیں کہ علی الصباح اسلامی بستیوں میں گذرنے سے کوئی مکان ایسا نہیں پایا جاتا - جہاں سب زن و مرد قرآن شریف نہ پڑھ رہے ہوں - دلیری جرأت - آزادی - روشنی اور خوش سلیقگی میں دوسرے چینیوں سے وہ بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں چینی فوج میں اگر کوئی رجمنٹ یا جرنیل کلکا ہے تو صرف مسلمان جرنیل اور رجمنٹ ہی ہیں اور ہمیشہ انہی جرنیلوں اور فوجوں نے آخری وقت پر چین کو دشمن کے پنجہ سے چھوڑایا ہے - چینی مسلمانوں کی شجاعت و مردانگی کے دو وجوہات بیان کئے جاتے ہیں - ایک تو وہ سپاہیانہ اور شجاعانہ مذہب اسلام کے پیرو ہیں - دوسرے یہ کہ وہ بدرجہ اتم محنت کش ہیں - اور دوسرے عرب اور ترک بہادروں کی براہ راست نسل میں ہونے یا اُن بہادروں کے خون کی آمیزش کی وجہ سے اُن میں بھی عربوں اور ترکوں کی شجاعت سرایت کر گئی ہے - تیسری بہت بھاری وجہ یہ بیان کی گئی ہے - کہ جس وقت سے چینیوں نے مسلمانوں کو دبانا اور اُن پر بیجا سختی کرنا شروع کیا ہے - اُسی وقت سے

مسلمانوں کو اپنی بچاؤ کے لئے مستعد ہوشیار رہنا لازمی ہوگیا اور اس ظالمانہ جبر و تعدی اور ابلیسانہ کوششوں سے بجائے دب جانے کے اُنکے عرق حمیت اور زیادہ مشتعل اور اُنکا خون ہاشمی اور ترکمانی بجوش موجزن ہوگیا ہے۔ انہیں مظالم سے تنگ آکر ۱۸۵۵ء میں ہمہ گیر خواجہ نے علم بغاوت بلند کیا۔ جسے اٹھارہ برسوں کی متواتر کوششوں اور سرگرمیوں کے بعد چینی گورنمنٹ بمشکل فرو کر سکی۔ پھر انیسویں صدی کے وسط میں جنوبی چین کے صوبہ یونان کے مسلمانوں نے چینی ظالموں کی زیادتیوں سے لاچار ہوکر بغاوت شروع کی جسے کئی برسوں کی مسلسل لڑائیوں کے بعد چینی گورنمنٹ نے ۱۸۷۳ء میں فرو کیا۔ اس بغاوت میں مسلمان اپنی جان توڑ کر لڑے کہ جب تک تقریباً کل قابل جنگ مسلمان قتل نہ ہوگئے اسکا خاتمہ نہ ہوا۔ اسکے بعد چینی ترکستان کے مغربی حصہ پر ترکی عاملوں نے ۱۸۶۳ء میں چینی فوج کو شکست دیکر کے زیر حکومت یعقوب بیگ مرحوم اپنی ایک علیحدہ خود مختار بادشاہی یارقند کاشغر میں قائم کرلی۔ اور یعقوب بیگ کی تدبیر اور دانائی اور شجاعت و مردانگی سے اس نئی سلطنت نے اس قدر ناموری حاصل کرلی کہ گورنمنٹ روس اور ترکی نے اُسے خود مختار سلطنت تسلیم کرلیا۔ گورنمنٹ ہند نے ۱۸۷۳ء میں مسٹر فورسایتھ کمشنر جالندھر کو خاص سفیر مقرر کرکے والی کاشغر سے معاہدہ دوستی کرنے کے لئے یارقند روانہ کیا۔ اور امیر یعقوب بیگ نے اعلیحضرت سلطان عبد العزیز مرحوم سلطان ترکی کی خدمت میں اپنا خاص ایلچی روانہ کرکے التجا کی کہ اس جدید مملکت کو خلافت کے زیر سایہ کرلیا جاوے۔ اور اس ایلچی کے روانہ کرنے سے پہلے ہی اُس نے مہر اور سکہ و خطبہ خلیفۃ المؤمنین کے نام سے اپنی مملکت میں جاری کردیا۔ مگر مسلمانوں کی بدقسمتی سے وہ دور بجائے مسلمانوں بالکل اسلامی سلطنتوں کو آپس میں متفق کرنے کے مدعا میں ابھی کامیاب نہیں ہوا تھا کہ ۱۸۷۷ء میں وہ جنگ روس و روم شروع ہوگئی جس کا نامراد خاتمہ ایک طرح سے ۱۸۷۸ء کے شروع میں ہوا۔ اور دوسری طرف ۱۸۷۷ء میں امیر موصوف چینی فوج سے نبرد آزمائی کرتے وقت بندوق کی گولی سے شہید ہوگئے۔ اور انکی شہادت کے بعد فوراً ہی تمام ملک پچیس برس کے متواتر کشت و خون اور لڑائی ہنگامہ کے بعد چینیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ان تمام متذکرہ صدر بغاوتوں میں مسلمانوں کی ناکامیابی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ کوشش نہ کی کبھی ایک طرف کے مسلمانوں نے ظالموں کا جُوا کندھے سے اتار پھینکنے کی کوشش کی۔ تو دوسری طرف کے مسلمان بوجہ لاعلمی (کیونکہ اس زمانہ میں خبر رسانی کے وسائل بہت محدود بلکہ ناپید تھے) یا بعدم توجہی غافل بیٹھے رہے۔ اور چینیوں کو اپنا سارا زور باغیوں کی سرکوبی میں صرف کرنے کا موقعہ ملگیا۔ لیکن اب معاملہ دگرگوں نظر آتا ہے اور چین کے کل مسلمان عنقریب اس کوشش میں متفق بدل ہوکر کاروائی کرینگے کیونکہ اس سے چند برس پہلے مسلمانان چین کو پولیٹیکل لحاظ سے اپنا وجود تک قایم رکھنا مشکل ہورہا تھا۔ لیکن پچھلے چند برسوں کے واقعات نے مدبران عالم کو بتا دیا ہے کہ چینی مسلمان بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ ڈاکٹر مارٹن کی رائے ہے کہ وہ آخرکار ایک نہ ایک دن چین کے حکمران بنجائینگے۔ فرانسیسی سیاح تھیرسینٹ لکھتے ہیں کہ بدھ مذہب اور حکیم کنفیوشس کا مت بمقابلہ اسلام کمزور ثابت ہوا ہے۔ اور چینیوں کے دلوں میں ان دونوں مذہبوں کی بنیاد چنداں مضبوط نہیں ہے صرف مذہبی لوگ

سکتے پا بند ہیں۔ باقی رہا یہ کہ لوگ صرف رواجاً اپنے اعتقاد کو کہتے ہیں۔ سو اس وجہ اسلامی خوبیوں کو دیکھتے ہی فوراً اپیل بدعت اور طبیعت عادت سے قبول کر لیتے ہیں۔ بلو بی نہیں کہہ سکتے کہ مسلمانوں کی موجودہ بغاوت کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر تمام شہر چین میں یہ پیشین گوئی عام مشہور ہے کہ سوا رشاہی دربار کے اور کل چینی لوگ اسے صادق سمجھے جاتے ہیں۔ مگر نیز انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا اور ایشیاٹک جرنل کی ان ہی چینیوں کے بیان میں اس پیشین گوئی کا ذکر مندرج ہے۔ اور اگرچہ بار ثابت ہوا اور دو سر بیت زمانہ میں یہ بات واقع نہیں ہوا اور پیشینگوئیوں پر چنداں یقین نہیں کیا جاتا لیکن ہر ہی عوام پر جو کچھ انکا اثر پڑتا ہے وہ دونوں سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

ناظرین کو یہ معلوم کر کے شاید کسی قدر تعجب ہوگا کہ دنیا کا اس وقت کوئی بڑا حصہ نہیں جہاں مسلمان جب تک اپنی قوت مصلحت ملکی اپنی حالت درست کرنے یا غیر اقوام کی ماتحتی سے نکلنے کے لئے تعلیمی یا جنگی جہاد نہ کر رہے ہوں یا وہ غیر اقوام ان کی آزادی کو چھیننے اور پیشقدمی کو روکنے کے لئے سرتوڑ کوشش نہ کر رہی ہوں۔ آچین (واقعہ سوماٹرا) اور جاوا میں ولندیز والوں کی ماتحتی سے نکلنے جزائر فلیپائن کے مسلمان ہسپانیہ سے آزاد ہونے۔ مسلمانان چین چینیوں کی حکومت سے آزاد ہونے کیلئے۔ سوڈان مغربی و شرقی و وسطی تدمغرب کل افریقہ کے مسلمان عیسائیوں کی زنجیر سے چھٹنے اور انکے حملوں کو روکنے کے لئے ٹرکی اور افغانستان و ایران اپنی طاقت درست کرنے اور عیسائیوں کی یورش سے محفوظ رہنے کیلئے ہندوستان کے مسلمان دیگر مذہبی قوموں کے ہم پلہ بننے کیلئے اور اکثر نو مسلم یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے سرتوڑ کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ اور آپس میں مخالف فریق مخالفت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے اس امر کی پیشین گوئی صد ہا برس سے ہو چکی ہے۔ اور بہت پیشین گوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آخرکار کامیاب ہونگے واللہ اعلم بالغیب ۔

مسلمانوں کی حالت جزیرہ سوماٹرا میں [1] مصر کے نامور اخبار المؤید نے اپنے ایک نامہ نگار کی طویل اور مسلسل چٹھی شائع کی ہے جو ۹ شوال ۱۳۲۶ھ کو دہلی سے لکھا بھیجی گئی ہے۔ اس نامہ نگار کا نام سید یوسف الدین مینا ہے جو چٹھی کی تحریر کے وقت دہلی میں موجود تھا۔ اس نامہ نگار مذکور نے جزیرہ جاوا اور جزیرہ سوماٹرا کا حال ہی سفر کیا ہے اور ان ملکوں کی کیفیت کا اور وہاں کے مسلمانوں کی جو حالت ہے اسکا نہایت مفصل ذکر اپنی چٹھیوں میں لکھا ہے جزیرہ جاوا کے حالات میں جو چٹھی اس نے لکھی ہو وہ اس سے پہلے المؤید میں شائع ہو چکی ہے اور جزیرہ سوماٹرا کے حالات کی چٹھی المؤید کے نمبر [illegible] کے پرچوں میں چھپی ہے جو [illegible] ۱۹۰۸ء کو چھپکر شائع ہوئے ہیں۔ اس چٹھی کا خلاصہ ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ شہنشاہ ترکی کے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ انکے

[1] یہ مضمون بھی اسی خیال سے درج کیا جاتا ہے جس خیال سے چین کے مسلمانوں والا کیا گیا ہے (مولف)

ہم قوم اور ہم مذہب بھائیوں کا جو ہندوستان سے دور اور ایسی گورنمنٹ کے ماتحت ہیں جو ظالم اور جابر اور متعصب ہے کیا حال ہے ؟ اور انکو معلوم ہو کہ بہ نسبت دیگر یورپین حکومتوں کے جو کرہ زمین کی مختلف نوآبادیوں پر حکمران ہیں برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کے حق میں خدا کی رحمت ہے ۔ ہوا ہذا :-

سوماٹرا[1] بعت بڑا جزیرہ ہے جس کے جنوب مغرب میں سمندر (بحر ہند) موجزن ہے اور شمال مشرق میں سیام کی عملداری اور انگریزوں اور ہالینڈ والوں کی حکومت ہے ۔

اس جزیرہ میں بڑے بڑے دریا ہیں جن میں مد و جزر ہوتا رہتا ہے اور ان میں بہت دور تک جہاز چلتے ہیں ان میں سے بعض دریاؤں کا اوسط عرض ایک ہزار فٹ ہے ۔ جزیرہ کے بیچ میں بہت سے بلند پہاڑ ہیں ۔ اور ان میں سونا چاندی جست ۔ پیتل ۔ الماس ۔ اور پتھر کے کوئلے کی کانیں ہیں اور ان میں سے اکثر کانیں اچھین اور بمبکولا اور اسکے اضلاع میں ہیں جنہیں خود ان کانوں کو دیکھا ہے ۔ معدنیات کے علاوہ اس کی پیداوار میں عود کی خوشبودار اور قیمتی لکڑی بھی ہے ۔ روٹی کا درخت جسکو انگریزی میں بریڈ فروٹ روٹ کہتے ہیں اور جزیرہ کی زبان میں سکو میبلے کے نام سے مشہور ہے ۔ یہاں کثرت سے دیکھا جاتا ہے ۔ یہ درخت کھجور کے درخت سے بہت مشابہ ہے ۔ اسکے تنہ کو چیرتے ہیں اور برادہ کو پانی سے دھوکر صاف کرتے ہیں ۔ جو دس دن میں درست ہوتا ہے ۔ اس درخت کو بونے کے بعد تین برس تک اسبات کی ضرورت رہتی ہے کہ اسکے اس پاس سے گھاس چھیلتے رہتے ہیں ۔ اور اسقدر مدت گذرنے کے بعد اسکو صرف جانوروں سے بچانا چاہئے ۔ دس برس کے بعد ممکن ہے کہ ہر سال جتنا ہو وہیں تک کاٹیں ۔ کیونکہ اس کی نسل کثرت سے پھیل جاتی ہے ۔ یہ درخت ان اطراف میں دولت اور ثروت کا بڑا ذریعہ ہے ۔

خشکی کے تمام جانور اس جزیرہ میں ملتے ہیں جیسے ہاتھی ۔ گینڈا ۔ شیر وغیرہ اور گھوڑے کی بہت سی قسمیں اور بعض عجیب و غریب حیوانات اور پرندے بھی ہیں ۔ بہت سے بن ہیں جو اس جزیرہ کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ ان میں بڑے بڑے اونچے درخت ہیں اور سرخ لکڑی کثرت سے ملتی ہے ۔ ان سرسبز و شاداب جنگلوں میں برابر بارش ہوتی رہتی ہے اعلیٰ قسم کے تمباکو کی زراعت بھی ہوتی ہے اور مختلف قسم کا قہوہ اور چاول بھی اس ملک میں پیدا ہوتا ہے پیداوار کی کثرت سے یہ ملک اس قابل ہے کہ اس میں تجارت کی گرم بازاری ہو ۔

باشندوں کی مردم شماری کی تحقیق نہیں ہوئی ۔ ان کی عادتیں اور انکے رنگ مختلف ہیں ۔ ان میں اکثر مسلمان ہیں ۔ اور ان میں تھوڑے سے باشندے ایسے وحشی ہیں جو کسی مذہب کے قائل نہیں ہیں ۔ انکے قبیلے انکے رنگ

---

[1] اس جزیرہ کا رقبہ ایک لاکھ پچیس ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۳ لاکھ کے قریب ہے خط استوا اس جزیرہ کے درمیان سے گذرتا ہے ۔ اسکا عرض شمالی ۵ درجہ ۴ دقیقہ اور عرض جنوبی ۶ درجہ ہے ۔ طول بلد ۹۵ درجہ ۲ دقیقہ ہے ۔

اُنکے سوا جو منقلب ہیں لیکن سب کے سب مسلمانوں کے مطیع اور محکوم ہیں ✦

جب میں سوماٹرا میں تھا تو اُس وقت وہاں کا بڑا حاکم سید قاسم بن محمد بن شہاب الدین تھا جو سلطان عبد الجلیل سیف الدین کے لقب سے مشہور تھا اُسکے خاندان کی ابتدا حضور سے ہے جو بن کا مشہور شہر ہے سلطان قاسم دار الحکومت شہر سیاک Seak میں تھا دہ بے تکلف ایک بڑی دریا میں ہو کر دار الحکومت تک پہنچتے ہیں حالانکہ وہ سمندر سے سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس دریا کی بہت سی شاخیں پھٹ پھٹ کر جو رو کے ( ) پانی اطراف میں پھیل جاتی ہیں اور نہیں شاخوں کے ذریعہ سے بہت سی کشتیاں شہر سیاک سے بلندی جزیرہ پر چڑھ جاتی ہیں۔ سب سے پہلے جو شہر سیاک کی گورنمنٹ کے ماتحت ہیں مگر اندرونی معاملات میں ہر ایک بھی خود مختار ہے ✦

سوماٹرا ابتدا سے اسلام کو یہی حال رہا یہاں تک کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ مشرقی ہند نے یہاں بھی شروع کمپنی اور سوماٹرا میں اپنی تدبیروں اور فریبوں کا جال پھیلا دیا سب سے پہلے ہالینڈ والوں نے سید اسمعیل کو جو سلطان قاسم کا بھائی تھا اپنے قابو میں لانا چاہا اور اسبات میں کوشش کی کہ یہ بن کر حکومت اُسکے ہاتھ سے نکل جائے۔ لیکن باوجود اسکے کہ انہوں نے بہت کچھ ہالینڈ والوں اور سلطان اسمعیل کے درمیان نا اتفاقی اور تفرقہ پیدا کر دیا تھا اپنے مقصد میں ناکام رہے ✦

اسکے بعد قوم ڈچ نے سلطان قاسم کو اپنے قابو میں لانا چاہا۔ اور اُس کو شراب نوشی کا عادی کر دیا جس سے اُس کی عقل تباہ ہو گئی۔ اور اخلاقی دلیری جاتی رہی۔ جب انہوں نے دیکھ لیا کہ انکا وار خالی نہیں گیا اور انکی تدبیر پیش گئی تو اُس سے جسطرح چاہا اپنا کام نکال لیا ✦

میں نے اس عجیب اور خطرناک حالت میں اُسکو دیکھا ہے اُسی حالت میں یکہ سلطان مدہوش اور مغفل تھا ہالینڈ والوں نے اُس سے ایک معاہدہ پر دستخط کرالئے جسکا مضمون یہ تھا کہ اس دریا کے کنارے جہاں شہر سیاک واقع ہے جسقدر افیون کاشت ہوتی ہے اُس کا ٹھیکہ اہل ہالینڈ کو ۱۵ روپیہ ماہوار پر دیا گیا۔ حالانکہ اس دریا کے ساحل پر بعض قصبوں میں افیون کی کاشت ہوتی ہے جسمیں پندرہ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ✦

اسکے بعد ہالینڈ نے سلطان سے ایک معاہدہ کیا۔ جس سے اُس کی حکومت کا بہت بڑا حصہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور بہت تھوڑا سا حصہ جو اُسکے پاس باقی رہا اُسپر بھی اُسکی حکومت برائے نام تھی۔ اور شراب نوشی سے سلطان بالکل احمق یا جانور کی مانند ہو گیا۔ جس میں عقل حیوانی تو ضرور ہوتی ہے۔ مگر جو بات اُسکو کہاتی جیسے وہی اُسکی زبان سے نکلتی ہے۔ سلطان اسی افسوسناک حالت میں گونگا ہو گیا۔ اور ایک مدت تک گونگا رہکر مر گیا۔ جس وقت اُس کی وفات کی خبر مجھکو پہنچی۔ میں ملک سیام میں تھا۔ سلطان قاسم کے بعد اہل ہالینڈ نے اُسکے بیٹے سید حسن کو جو انکو سوا کے لقب سے پکارا جاتا تھا گرفتار کر لیا اور دونوں کو جزیرہ ریہو میں اُنکے خسر کے پاس بھیجدیا جو اس جزیرہ کا حاکم تھا۔ پہلے

سے نکلکر وہ بٹاوی میں پہنچے - اور اس ظلم کی شکایت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ سامال و زر بھی اُنکے پاس تھا اُنکے ہاتھ سے نکلگیا - اسکے بعد وہ جزیرہ بنکالیس Bmtalas کو واپس چلے گئے ⁂

سلطان حسین کے بعد اُسکے بھائی سید ہاشم کو جو سلطان قاسم مرحوم کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا - اہل ہالینڈ نے مسند حکومت پر بٹھایا اور سلطان سید الجلیل سیف الدین کے لقب سے اُس کو ملقب کیا - جو اُسکے باپ کا لقب تھا جزیرہ کی زبان میں اُسکا لقب تنکو تمہ ہوگیا اور تنکو کا لفظ اُن کی زبان میں ایسا ہی ہے جیسا اہل یورپ کے نزدیک لفظ پرنس ہو اور جو سلطان کے قریبی رشتہ دار ہیں ان پر بولا جاتا ہے ⁂

میں نے اس سلطان کو سنگاپور کے ہوٹل میں جو ڈی روف کے نام سے مشہور ہے بچپن کی حالت میں دیکھا تھا - اور میں نے سنا تھا کہ وہ نہایت ذکی اور ہوشمند و دلیر ہے - میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے ⁂

جزیرہ مذکور پہلے سیاک کی گورنمنٹ کے قبضہ میں تھا - اور اب ہالینڈ والوں کو جبریہ تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو اسکا رقبہ سنگاپور کے رقبہ سے بہت بڑا ہے - اور دریائے سیاک کے دہانہ پر واقعہ ہے اس سے پیشتر کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے سیاک کی حکومت کے بہت سے حصے دبا لئے - اُنکی طرف سے والیٔ سیاک اس جزیرہ میں رہتا تھا - جو والی کہ اس حصہ پر حکمران تھا جس پر کہ گورنمنٹ اپنا تسلط کر چکی تھی ⁂

اسکے بعد ہالینڈ کا دخل اس جزیرہ میں ہوگیا - اور اس وقت سے یورپ کے لوگ تمباکو کی کاشت کے لئے کثرت سے آنے لگے - یہانتک کہ فقط تمباکو کی کاشت کیلئے جو کمپنیاں قائم ہوئیں - اُن کی تعداد ۲۸ تک پہنچ گئی - یہ اطلاع مجھکو مسٹر فالکر سے حاصل ہوئی - جبکہ میں اُسکے پاس ٹھیرا ہوا تھا - مسٹر فالکر نے مجھکو اپنا تمباکو کا کھیت اور بہت سے تمباکو کے کارخانے دکھائے جن میں سے ہر ایک کارخانہ بلحاظ وسعت و کثرت کاروبار کے ایک صوبہ کی گورنمنٹ کے برابر تھا - منحوس معاہدہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے - اور جسکے سبب سے سوماترا کا بہت بڑا حصہ سیاک کی حکومت سے نکلگیا - اس کی شرائط کے بموجب ۵ مشہور اور زرخیز بندرگاہ معہ اپنے تمام ملحقات اور متعلقات کے ہالینڈ والوں کے قبضہ میں آگئے - ان میں سے بعض بندرگاہوں میں بہت سی عمارتیں ہیں ⁂

معاہدہ کی دفعات میں پانچ بندرگاہ اور داخل ہیں جو دانستہ شمار نہیں کئے گئے - انہیں میں سے ایک بندرگاہ باتوبرا Batoubahra ہے اور وہ سمندر کے کنارہ پر بہت بڑا شہر ہے اور اس میں جہازوں کا لنگر گاہ نہایت خوشنما اور شاندار ہے اور اس میں زراعت کی بہت سی کمپنیاں ہیں ⁂

بندرگاہوں کے نام لینے اور اُنکا ذکر کرنے سے اس بات کا دکھانا مقصود ہے کہ ان مشہور اور زرخیز بندرگاہوں میں سے ہر ایک کی حکومت کے معاوضہ میں اہل ہالینڈ نے بیچارے سلطان کو ایک ہزار روپیہ دیا ہے - اور یہ روپیہ سلطان کی جیب

گیا خزانہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ اُس قرضہ میں رعایا کو دیا گیا۔ جس کی نسبت مشہور ہے کہ سلطان نے کسی ضرورت کے وقت اپنے ملک سے لیا تھا۔ اور اگر سچ پوچھو تو اصلی معاوضہ نہ ہوگا بلکہ اُن کی ضرورت کا وہ مخارج ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اس سے پیشتر کہ اہل ہالینڈ نے سماٹرا پر قبضہ کیا اس جزیرہ کو تمام سردار عام حکومت کرتے تھے اور ہر ایک حاکم سلطان کے لقب سے مشہور تھا۔ اہل ہالینڈ نے موقعہ پاکر سلطان سیاک کی مخالفت پر کمر باندھی۔ وہ اُنکا نہ ہی سلطان تھا، جس طرح وہ سردار جو اُن کے ماتحت سمجھے جاتے تھے۔ سلطان سیاک نے چاہا کہ اُن سرکش اور باغی سرداروں سے جنگ کرے لیکن ہالینڈ کی گورنمنٹ نے سلطان کو لکھا کہ تمہارا اپنی جگہ سے حرکت کرنا (کیونکہ) تم عربی نسل سے ہو اور اسلئے اُس ملک میں اجنبی ہو اور وہ سردار اس ملک کے باشندے ہیں اسلئے وہ بہ نسبت تمہارے زیادہ حکومت کے حقدار ہیں۔ ڈچ گورنمنٹ جو انصاف پرست ہے اُن سرداروں کی مدد کریگی جو تمہارے برخلاف بغاوت کا علم بلند کرتے ہیں۔

اسکے بعد ڈچ گورنمنٹ نے سلطان کو اشارہ دیا کہ اپنے مخالف اور باغی سرداروں سے سختی کیساتھ انتقام لے اور اُنکو گرفتار کرکے اہل ہالینڈ کے حوالے کریں تاکہ وہ اُنکو نہایت سخت سزائیں دیں۔ سلطان کی عقل اور اُسکے ہوش و حواس جب تک درست تھے اُنکی نصیحت سے پرہیز کرتا رہا مگر جب اہل ہالینڈ کا وار چل گیا اور سلطان پر اچھی طرح قابو پاگئے اُسوقت اُنکی مراد پوری ہوئی اور وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوئے۔

اس سے پیشتر اہل ہالینڈ اپنے مراسلات اور تحریروں میں سلطان سیاک کو سماٹرا کا امیر لکھتے تھے لیکن آج وہ اپنے گھر بلکہ اپنی ذات پر بھی حکمران نہیں ہے۔

ہمارے ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جزیرہ سماٹرا حقیقت میں دولت عثمانیہ کا مطیع اور حکومت سے متعلق اس لحاظ سے نہیں کہ وہ تمام بلاد اسلامیہ کی طرح سلطان روم کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ سلطان سلیم نے جیسا کہ اُس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے جزیرہ سماٹرا کو فتح کیا تھا۔ میں نے خود آچین میں سلطان سلیم کی قلعہ شکن توپیں دیکھی ہیں۔ جن پر سلطان کا نام منقوش ہے۔ مگر اس بات کے سننے سے ہر شخص کو افسوس ہوگا کہ اہل ہالینڈ نے جبکہ میں نے اُس بدنصیب ملک کو چھوڑا اُن توپوں کو اُکھڑوا لیا۔ اور دولت عثمانیہ کے آثار اُس ملک سے بالکل محو کردیئے۔ اس واقعہ کی شہادت اُس جزیرہ کے باشندے دے سکتے ہیں کیونکہ یہ بہت مدت کا واقعہ نہیں ہے۔

میں آچین کے سرداروں سے اور اُنکے بڑے سلطان سے ملاقات کرچکا ہوں اور وہ سب اقرار کرتے ہیں کہ ہم دولت عثمانیہ کی رعایا ہیں اور سلطان روم کی اعلیٰ حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ سلطان روم کیوں دیر سے خاموش ہیں اور سماٹرا کے مسلمانوں کی طرف سے کیوں اسقدر بے پروا ہیں۔ سلطان سیاک نے بھی مجھ سے یہی شکایت کی۔ سماٹرا کے مسلمانوں نے سید عبدالرحمن بن محمد ظاہر کو اسی غرض سے قسطنطنیہ بھیجا تھا تاکہ دولت عثمانیہ اُنکے حال

پر متوجہ ہو اور ان مظلوم باشندوں کی فریادرسی کرے جو جزیرہ سماٹرا میں اہل ہالینڈ کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے ہیں۔

سنگاپور کے ایک معزز رئیس نے مجھ کو وہ خطوط اور تحریریں دکھائیں جو آچین کے تین سرداروں نے جبکہ وہ اہل ہالینڈ سے جنگ کر رہے تھے۔ اُس رئیس کے پاس بھیجی تھیں۔ اُن خطوط اور مراسلات میں اُن سختیوں اور تکلیفوں کا ذکر تھا۔ جو اہل ہالینڈ کے ہاتھ سے اُنکو جھیلنی پڑیں۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ دولت عثمانیہ اپنی طرف سے کوئی حاکم ہم پر مقرر کرے۔ روپیہ کی جسقدر ضرورت ہو (جنگ کیلئے یا انتظام کیلئے) ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ہم لوگ سلطان کی بیعت کرنے کیلئے طیار ہیں۔ اُن خطوں اور تحریروں پر جنہیں معزز سرداروں کے دستخط تھے۔ اُن میں سے بعض کو میں خود جانتا ہوں۔

سنگاپور کے ایک باشندے نے جو میرا دوست ہے مجھ سے بیان کیا کہ وہ تمام خطوط اور تاریں قسطنطنیہ میں صدارت عظمیٰ کے نام بھیجی گئی تھیں۔ اور بھیجنے والا میرا معزز دوست تھا۔ جو سنگاپور کا رہنے والا ہے۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ چند ماہ کے بعد وہ سنگاپور میں گورنر اسٹریٹ سیٹلمنٹ میں طلب کیا گیا۔ حاکم نے اُس سے دریافت کیا کہ صدر اعظم کے نام تم نے خط بھیجا ہے۔ اُسنے کہا ہاں۔ حاکم نے کہا کہ صدر اعظم نہیں چاہتے کہ اپنی بلند مرتبہ سے تنزل کریں اور تم جیسے اجنبی شخص کی تحریر کو قبول کریں اسلئے صدر اعظم نے تمہاری تحریر کو قسطنطنیہ کے ڈاکخانہ میں واپس بھیج دیا اور چونکہ لفافہ پر صدارت عظمیٰ کا نام تھا اس لئے ڈاکخانہ والوں نے وہ لفافہ ہمارے سفیر کے پاس بھیجدیا۔ اور اُس نے گورنمنٹ انگلش کے نام بھیجکر ہمارے پاس بھیجدیا۔

اسکے بعد حاکم نے کہا کہ رسید پر دستخط کرو۔ اور یہ اپنا لفافہ لے جاؤ۔ میرے دوست نے رسید اپنے دستخط کر دی اور لفافہ کو واپس لا کر غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ مہر توڑ کر خط نکالا گیا ہے۔ مگر خیر گذری کہ اُس میں سے کوئی کاغذ گم نہیں ہوا تھا۔ میرے دوست نے وہ لفافہ کچھ دنوں تک اپنے پاس رکھا۔ یہانتک کہ عثمان پاشا سنگاپور میں آیا۔ جو جہاز ارطغرل کا کپتان تھا۔ اُسوقت وہ تمام کاغذات پاشائے ممدوح کے سپرد کر دیئے اس امید پر کہ وہ ابیالی کو اپنی معرفت بھیجدیگا۔ مگر ہم کو معلوم نہیں کہ وہ کاغذات عثمان پاشا نے بابعالی میں بھیجدیئے یا اُسکے جہاز کیساتھ سمندر میں غرق ہوئے۔ حالانکہ یہ بات ہمارے دوست کیلئے نہایت آسان تھی کہ اگر دولت عثمانیہ اُنکے حال پر التفات کر سکتی ہے تو آچین کے مسلمانوں کی طرف سے باب عالی میں چند مندوب (وکیل) روانہ کئے جاتے۔

ہالینڈ کی حکومت نے جزیرہ سماٹرا کے مسلمانوں سے جو لڑائیاں کیں اور تمام جزیرہ پر مکر و فریب کے جال پھیلا دئے اس کا سبب یہ تھا کہ اہل ہالینڈ میں اور انگریزوں میں اس سے پیشتر ایک معاہدہ ہو چکا تھا جس کے رو سے اہل ہالینڈ

نے کیپ کالونی (راس امید) اور جزیرہ لنکا اور جزیرہ ملایا کو انگریزوں کے لئے چھوڑ دیا تھا اور انگریزوں نے اُسکے عوض میں جزیرہ سماٹرا پر حملہ کرنے اور اُسکے فتح کرنے کا اختیار اہل ہالینڈ کو دیدیا تھا - چنانچہ ہوتے ہوتے پچیس برس تک اہل ہالینڈ آچین کے مسلمانوں سے برابر لڑتے رہے اور اہل ہالینڈ کے مکروفریب سے مسلمانوں نے بہت صدمے اُٹھائے اور بہت تکلیفیں جھیلیں +

اہل ہالینڈ اور اہل آچین کے درمیان جو واقعات آئے اُنکی تفصیل کرنا مشکل ہے مگر ایک نہایت پوشیدہ اور نہایت نازک واقعہ ہے جسکو ہم بیان کرتے ہیں - اور جو نہایت صحیح اور یقینی ہے اور اس عجیب واقعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانان سماٹرا کے برباد کرنے میں اہل ہالینڈ نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا +

واقعہ یہ ہے کہ قوم ڈچ کی نوآبادیوں کے حاکم اعلےٰ نے دیکھا کہ آچین کے مسلمان دولت عثمانیہ کی دل سے تعظیم کرتے ہیں - اور ترکوں کی محبت اور اطاعت کو واجب سمجھتے ہیں - یہانتک کہ جو شخص دولت عثمانیہ کا مخالف ہو اُسکے کافر ہونے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں اور اُن کو دولت عثمانیہ کی حمایت اور امداد سے اُمید اہل ہالینڈ کے پنجہ سے نجات پانے سے مایوسی ہوگئی ہے - اور سید عبد الرحمن بن محمد ظاہر جو زبیر پاشا کے نام سے مشہور ہے اور اب جدہ میں ہے قسطنطنیہ سے ایسی حالت میں ناکام پھر آیا ہے - کہ اگر اہل ہالینڈ کی سفارتی تدبیریں کارگر نہ ہوتیں تو وہ ضرور کامیاب ہوتا - اور اُسنے یہ بھی دیکھ لیا کہ آچین کے مسلمانوں کو اپنا زور صرف کرنے کے بعد بھی ہلاک کر سکا - اور خونخوار جنگوں اور معرکوں میں وہ صبر کیساتھ ثابت قدم رہے - اور اُنکے استقلال میں ذرا فرق نہیں آیا - اور ہالینڈ کی فوجیں چند شکستیں پا چکی ہیں - تاہم وہ برابر اپنے ملک و مذہب کی حمایت میں سرگرم ہیں - اور اہل ہالینڈ کیساتھ معرکہ آرائیاں کرنے کو تیار ہیں - حالانکہ جو سامان جنگ اور جو طاقتور ہتھیار اہل ہالینڈ کے پاس ہیں - اُنکے پاس نہیں ہیں - اسوقت اسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر دولت عثمانیہ کی طرف سے ہالینڈ کی آبادیوں میں کوئی سفیر مقرر ہو جائے - تو اُس کی مدد سے آچین کے باشندوں کی سرکشی اور مخالفت کو توڑنا اور اُنکی جمعیت کو منتشر کرنا اور اُنکو ہالینڈ کی حکومت کے مطیع کرنا ممکن ہے +

چنانچہ ہالینڈ کی نوآبادیوں کے حاکم نے اپنی اس رائے کو ڈچ گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا - اور اُسنے اس رائے کیساتھ اتفاق کیا - اور فوراً کوشش کی کہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بٹاویہ میں جو جزیرہ جاوا کا دارالخلافہ ہے - ایک سفیر مقرر ہو - انگلش سفارت نے مدد کی - اور دولت عثمانیہ نے اُنکی درخواست کو منظور کر لیا +

یہ کون کہتا ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ دولت عثمانیہ سے اپنے ملک میں سفیر مقرر کرانا چاہے خاصکر اس صورت میں جب کہ اس سلطنت کی رعایا مسلمان ہوں - جو دولت عثمانیہ کی طرف بالطبع میلان رکھتے ہیں اور منبروں پر سلطان روم کے نام کا خطبہ پڑھتے ہیں - تو سلطان روم کو اُن کی درخواست منظور کرنا اپنا سفیر اُس ملک

میں بھیجنا مناسب نہیں ہے۔ مگر ہماری نظر سفارت کے نتیجہ پر اور اُس قوم کی ذاتی غرض پر ہے جو سفیر مقرر کرانا چاہتی ہے ٭

جب دولت عثمانیہ نے ہالینڈ کی نو آبادیوں میں اپنا پہلا سفیر بھیجا اور وہ سنگاپور میں آپہنچا تو میں اُسوقت اُسی شہر میں تھا۔ سنگاپور کے چند رئیسوں کو اُسنے بلایا مگر اُنسے ملاقات نہ ہوسکی۔ اور وہ سیدھا سنگاپور سے بٹاوی کو روانہ ہوا۔ سنگاپور میں اُسنے شاید تین دن قیام کیا تھا۔ اسکے بعد وہ بٹاوی سے ہالینڈ کے جنگی جہاز پر آچین میں آیا۔ اور ہالینڈ کی نو آبادیوں کا حاکم سایہ کیطرح اُسکے ساتھ تھا ٭

آچین پہنچکر اُسنے وہاں کے بچے کھچے مسلمان سرداروں کو اپنے سامنے بلایا تاکہ سلطان کے احکام اُن کو سنا دیجاویں۔ مسلمان اس امید پر کہ اب اُنکی تلخی اور تکلیف کا زمانہ ختم ہوا اور وہ سلطان کی حمایت اور مدد سے اہل ہالینڈ کے پنجہ سے جلد نجات پاینگے۔ چاروں طرف سے جوق جوق دوڑے اور عثمانی سفیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سفیر نے کھڑے ہوکر اُنسے خطاب کیا۔ اور کہا کہ مجھکو میرے آقا سلطان نے یہاں اسلئے بھیجا ہے کہ میں تم کو حکم کروں کہ تم سب ہالینڈ کی حکومت کی اطاعت کرو۔ جو دولت عثمانیہ کیساتھ دوستی رکھتی ہے۔ سلطان کے فرمان پر سفیر نے یہ الفاظ اور زیادہ کئے کہ اہل ہالینڈ دولت عثمانیہ کی طرف سے نائب اور تم پر حاکم ہیں۔ آچین کے مسلمانوں میں سے جو شخص ہالینڈ کی حکومت سے باغی ہوگا۔ اور اُسکے ساتھ مخالفت کریگا۔ وہ سلطان کا مخالف اور نافرمان سمجھا جائیگا۔ اور عتاب اور ملامت کا مستحق ہوگا ٭

شاید وہ لوگ جو پالٹیکس کا مذاق رکھتے ہیں یہ خیال کریں کہ جس ملک میں کوئی سفیر مقرر کیا جاتا ہے اُسکو اُس ملک کی اعلیٰ حکومت کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور اسکو ایسی مشکلات پیش آتی ہیں۔ جن کا حل کرنا اسیطرح ممکن ہے جس طرح عثمانی سفیر نے اُنکو حل کیا۔ مگر آچین کے مسلمان پالٹیکس کے اس رنگ سے ناآشنا تھے۔ اُنکے دل پر سفیر کے الفاظ نے اُلٹا اثر کیا۔ اور اُن کو سفیر کی یہ حرکت ناگوار ہوئی۔ اُن تمام مسلمانوں میں جو سفیر کی تقریر سننے کیلئے جمع ہوئے ملائیوں کا اختلاف ہوگیا اور قریب تھا کہ ہالینڈ کی نو آبادیوں کا حاکم اپنے منصوبے میں کامیاب ہو۔ مگر انہی میں سے ایک شخص روشن ضمیر اور ہوشیار تھا۔ اُسنے بتایا کہ یہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔ نہ تو یہ ممکن ہے کہ سلطان اس بات پر راضی ہوں نہ یہ خیال میں آسکتا ہے کہ وہ اپنے سفیر کو ایسا حکم دیکر بھیجیں۔ اسلئے میری رائے یہ ہے کہ تم سب اہل ہالینڈ کے مقابلہ میں اسیطرح ثابت قدم رہو جسطرح پہلے تھے۔ آچین کے مسلمانوں نے اس نیکدل اور ہمدرد قوم کی بات کو فوراً مان لیا۔ اور سب نے متفق ہوکر عثمانی سفیر کو جواب دیا۔ کہ ہم کو یقین ہے کہ سلطان کبھی ایسی بات زبان سے نہیں نکال سکتے نہ اسپر راضی ہوسکتے ہیں۔ اگر تم اپنے تئیں سلطان کی طرف سے منسوب نہ کرتے جنکا ہم دل سے ادب کرتے ہیں۔ اس سے پیشتر کہ تم اپنی جگہ سے حرکت کرتے ہم تم کو فوراً قتل کردیتے۔ عثمانی سفیر انکا جواب سنکر شرمندہ

اور ذلیل ہوا اور اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اور ہالینڈ کی نوآبادیوں کا حاکم اپنے منصوبے میں سخت ناکام رہا اور اسکے بعد وہ ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا۔ کیونکہ اس کی تدبیر اور مکرو فریب کا وار خطا گیا۔

اسی طرح ایک اور قصہ ذکر کئے قابل ہے کہ دولت عثمانیہ کے سفیر نے یمن اور حضرموت کے بعض باشندوں کو اس خیال سے پاسپورٹ دیا اور اس کا پتہ نہ دیا تاکہ وہ اس سلطانی فرمان کے بموجب سلطان کی رعایا ہیں جو حضرموت کے حاکم غالب بن محسن کثیری کے نام قسطنطنیہ سے صادر ہوا تھا اور جلوہ دیتا احمد مختار پاشا نمازی نے جو انہیں جائیداد یمن کا حاکم تھا حضرموت کے یہودیوں کیلئے تھا خط وکتابت کے متعلق کر دیا تھا ہالینڈ کے حکام کو یہ حرکت ناگوار گذری۔ اور انہوں نے عثمانی سفیر کو قابو میں لانے کیلئے ایسی تدبیر سوچی جو خونریزی کو جنگ و جمع کرنیسے زیادہ ان اپنے منصوب پورا کرنے کیلئے زیادہ موزوں تھی۔

شہر میں ایک شخص تھا جو سور کا گوشت بیچتا تھا۔ اور لوگوں کے گھروں پر گوشت بیچنے کیلئے پھرا کرتا تھا یہ کہ یہاں تک کہ سفیر کے مکان پر بھی سور کا گوشت لیکر جائے اور اگر اس کو دھکا دیا جائے تاہم وہ اپنی دلیری کو ترک نہ کرے۔ اس شخص نے حکام ہالینڈ کے حکم کے بموجب سور کا گوشت لیکر سفیر کے مکان پر جانا شروع کیا اور اگرچہ اسکو تنبیہ کی اور دھمکایا۔ مگر وہ انعام کے لالچ سے جسکا وعدہ حکام نے کیا تھا اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ یہانتک کہ ایک روز عثمانی سفیر اپنے چند دوستوں کیساتھ بیٹھا تھا کہ یکایک یہ شخص سامنے سے نمودار ہوا۔ اور جب سفیر کو سور کا گوشت پیش کیا سفیر نے لاٹھی کی نوک سے جو اسکے ہاتھ میں تھی مارا اور وہ شفاخانہ پہنچایا گیا۔ اور یہ مشہور کر دیا گیا۔ کہ سفیر کی مہلک ضرب سے وہ ہلاک ہوا۔ ہالینڈ کے حکام نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور سفیر سے کہا کہ ہم کبھی اس شخص کے بیگناہ مارے جانے کے دعوے سے خاموش نہ ہونگے۔ جبتک کہ تم ہماری مطالب و اغراض کیساتھ اتفاق نہ کرو۔ یہ ممکن نہ تھا کہ سفیر اس نازک اور خطرناک وقت میں کوئی بات زبان سے نکالے اس نے فوراً قبول کر لیا کہ تم آج کے بعد جو کچھ کہوگے میں اسپر ضرور عمل کرونگا اور اسکے بعد سفیر مذکور حکام ہالینڈ کے ہاتھ میں کھلونا ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد اہل ہالینڈ نے پاسپورٹ لینے والوں کے حق میں جو جو زیادتیاں کیں اور جس جس طور سے انکو ذلیل کیا قابل بیان نہیں ہے۔

پاسپورٹ کے کاغذ انہوں نے واپس لیکر علانیہ جلا دیئے۔ حالانکہ سفیر کو اس واقعہ کی خبر تھی دولت عثمانیہ کی رعایا کو اس سفیر کے وجود سے سوائے دس یہودیوں کے جو ملک عراق سے آئے تھے اور سید عبدالعزیز بغدادی کی اولاد کے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اور اگر ان کو بھی کچھ فائدہ ہوا تو اسلئے کہ اہل ہالینڈ نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا

اور اُن کو اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ یورپ کا سا لباس پہنیں اور اہل ہالینڈ کا نشان اپنے پاس رکھیں۔ اور کوئی ایسی علامت نہ رکھیں جس سے اُنکی تمیز ہو سکے عثمانی سفیر نے دانستہ اس واقعہ سے بھی چشم پوشی کی ◆

یہ حضرموت اور حرمین کے باشندے جو سلطان کی رعایا ہیں۔ جاوا۔ سوماٹرا۔ بیلی۔ بنز تیمور۔ بورنیو وغیرہ جزائر میں جو ہالینڈ کی نوآبادیاں ہیں۔ کثرت سے پہنچگئے ہیں اور اُنکی مردم شماری ۶ ہزار سے زیادہ ہے۔ سفیر کے مقرر ہونے سے اُنکو سوائے اس کے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا کہ سلطان نے قرآن مجید کے بہت سے نسخے جو سفیر کے ہاتھ بھیجے تھے بطور خیرات کے اُنکو ملگئے۔ اسپر طرہ یہ کہ اہل ہالینڈ نے راہداری کے پروانوں کی قیمت جو جلا دیئے گئے تھے۔ اُن سے بطور تاوان کے وصول کی۔ اور انہوں نے استقدر تکلیفیں اور ذلتیں اہل ہالینڈ کے ہاتھ سے برداشت کیں جن کا بیان کرنا مشکل ہے ◆

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جزیرہ نمائے ہند چینی میں جسکا دارالحکومت سنگاپور ہے اور جہاں انگریزوں کی نوآبادیاں ہیں کثرت سے مسلمان آباد ہیں جو سلطان کی رعایا ہیں مگر دولت عثمانیہ کی طرف سے کوئی سفیر اس ملک میں نہیں ہے۔ لیکن اگر اس ملک میں ایسا ہی سفیر دولت عثمانیہ کی طرف سے مقرر ہو جیسا کہ جاوا کا عثمانی سفیر ہے جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے۔ تو سفیر ہونے سے اُسکا نہ ہونا کہیں بہتر ہے ◆

ہالینڈ کی حکومت برابر کوشش کرتی رہی ہے کہ مسلمانان آچین کی جمعیت کو منتشر کرے اور اُن میں دینی و دنیوی فساد پھیلائے۔ چنانچہ اسی غرض سے ڈاکٹر سنوک آچین میں بھیجا گیا ہے جو مکہ میں طالب علمی کر چکا ہے۔ اور جسکا نام اُسوقت عبدالغفار تھا اور درحقیقت وہ قوم ڈچ میں سے ہے۔ اُسنے آچین پہنچکر مسلمانوں میں فتنہ و فساد۔ نفاق اور تفرقہ پیدا کرنے میں طرح طرح سے کوشش کی۔ اور اس اخیر زمانہ میں اہل ہالینڈ کی تدبیروں نے آچین میں بہت کچھ اثر پیدا کیا ہے ◆

اگر آچین کے باشندوں میں کچھ لوگ ایسے ہوشیار ہوتے۔ جو مشرق کی بیماریوں کی کامل تشخیص کر سکتے اور اُن بیماریوں کا پورا علاج کر سکتے اور اُنکے پاس یورپ کے جدید اسلحہ جنگ بھی ہوتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اہل ہالینڈ کو چند ہی روز میں اس دلفریب و خوش منظر بہشت (جزیرہ سوماٹرا) سے نکالدیتے ◆

اہل ہالینڈ کے مکر و فریب کا ایک اور قصہ قابل بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اہل ہالینڈ جزیرہ جاوا میں داخل ہوئے اور اُس کو نوآبادی بناکر رہنے لگے۔ تو اُنکے اور جزیرہ جاوا کے سلطان کے درمیان ایک معاہدہ لکھا گیا تھا جس کی میعاد معین تھی۔ اور جاوا کے باشندے اُسوقت تک اُنکے مکر و فریب سے محفوظ تھے۔ اور اُنکی عزت اور حشمت میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا تھا جب معاہدہ کی میعاد ختم ہونے کو تھی اہل ہالینڈ بہت اضطراب میں تھے کہ اُس معاہدہ کی تجدید کی جاوے ◆

اسی اضطراب کی حالت میں انکو ایک تدبیر سوجھی۔ اور وہ یہ تھی کہ انہوں نے ڈچ زبان میں معاہدہ تحریر کیا اور اپنی مرضی کے موافق اُس میں ایسی شرطیں لکھیں جنسے اہل ہالینڈ مستقل طور پر جزیرہ جاوا میں حاکم ہوجائیں اور مترجم کو سمجھایا کہ وہ پہلے معاہدہ کی عبارت کو بجنسہ یاد کر لیوے اسکے بعد انہوں نے سلطان جاوا سے درخواست کی کہ پہلے معاہدہ کی تجدید کیجائے۔ سلطان جاوا نے انکی درخواست کو فوراً منظور کر لیا۔ کیونکہ اہل ہالینڈ اس سے پیشتر سلطان اور اُسکے وزراء کے درمیان دشمنی پیدا کر چکے تھے۔ انہوں نے سلطان کو ایک پر تکلف ڈنر یعنی شاندار ڈنر دیا اور عین مجلس میں اس معاہدہ کو جو ان کی مرضی کے موافق دفعات اور شرائط پر مشتمل تھا اور ڈچ زبان میں لکھا گیا تھا پیش کیا سلطان نے عذر کیا کہ میں ہالینڈ والوں کی زبان سے ناواقف ہوں۔ اہل ہالینڈ نے جو اسوقت میزبان تھے سلطان کے دل میں یہ خیال جما دیا۔ کہ سلطان کا یہ کہنا عوام الناس کے نزدیک اُس کی لیاقت اور شان میں ایک قسم کا نقص خیال کیا جاویگا۔ اسکے بعد فوراً اُس مترجم کو بلایا جسنے پہلے معاہدہ کی عبارت کو بجنسہ یاد کر رکھا تھا اور اُسنے نئے معاہدہ کو ہاتھ میں لیکر پہلے معاہدہ کی عبارت پڑھنی شروع کی۔ جس سے سلطان کو یہ خیال ہوا کہ وہ اس اقرار نامہ کا ترجمہ سنا رہا ہے۔ اور اُسکو معلوم ہوا کہ پرانے اور نئے معاہدہ میں ایک حرف کا بھی تغیر و تبدل نہیں۔ اہل ہالینڈ کا داؤ چلگیا اور سلطان نے اس نئے معاہدہ پر دستخط کر دئے۔ سلطان کے جانشینوں پر اس معاہدہ کا معائنہ کرنا ضروری ہوگیا اور اسوقت سے اہل ہالینڈ نے آجتک کے مسلمانوں پر دل کھولکر ظلم و ستم کرنے شروع کئے اور اُن کو اس افسوسناک حالت پر پہنچا دیا جسکا ہم اس سے پیشتر ذکر کر آئے ہیں +

ہالینڈ کی نو آبادیوں میں یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ سلطنتوں کے سفیر اپنے اپنے مقام پر اپنی سلطنت کا نشان بلند کر سکیں۔ بلکہ وہ مجبور ہیں کہ اپنے دروازوں پر ایک چھوٹی سی لکڑی کی تختی لٹکائیں جس پر انکی سلطنت کے نشان کی تصویر ہو اور ظاہر اسلاطین کے سامنے یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ اگر کسیوقت بھی مختلف سلطنتوں کے نشان بلند کئے جائیں تو اندیشہ ہے کہ رعایا بدظن ہو کر آمادہ فساد ہو۔ اور اصلی سبب یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی رعایا میں یہ افواہ اُڑائی ہے کہ کسی سلطنت کی یہ مجال نہیں۔ کہ ہالینڈ کی نو آبادیوں اور اُسکے ممالک محروسہ میں اپنا نشان بلند کر سکے۔ اور تمام سلطنتوں سے ہالینڈ کی سلطنت زیادہ شاندار اور طاقتور ہے +

ہر قسم کا مال و اسباب جو باہر سے جاوا میں آتا ہے اور جسکو جاوا کے باشندے پسند کرتے ہیں اہل ہالینڈ انکی نسبت کہتے ہیں کہ یہ گھوڑے ہالینڈ کے ہیں اسیطرح تمام عمدہ جانور لطیف میوے۔ نفیس چیزیں۔ جو یورپ یا امریکہ سے جاوا میں آتی ہیں۔ اُن سب کی نسبت اہل ہالینڈ مشہور کرتے ہیں کہ یہ ہالینڈ کی ہیں

جاوا میں جو اخبار چھپتے ہیں یہ ممکن نہیں کہ اُنکے مالک یا ایڈیٹر ہالینڈ کی حکومت کے ارادہ اور پالیسی کے خلاف اُن میں ایک حرف بھی شائع کر سکیں۔ یہ تمام بناوٹ اور دھوکے کی باتیں جو اخبار ا[illegible]

چھپ کر ملک کے اندر شائع ہوتی ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ اُن میں سے ایک بات یا ایک خبر بھی نکلنے باہر جا سکے۔ کیونکہ اس صورت میں اُن کو یورپ کی نکتہ چینیوں سے اندیشہ رہتا ہے۔ اسی لئے جب یہ خبریں باہر بھیجی جاتی ہیں۔ تو اُن کی عبارت وہ نہیں رہتی جو ملک کے اندر چھاپ کر شائع کی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر فقرے بدل دیئے جاتے ہیں۔

۱۸۷۷ء میں جبکہ ہولناک جنگ روم و روس کے درمیان ہوئی۔ میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جو اخبار ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے جزیرہ جاوا میں چھپتا ہے اُس میں یہ خبر درج تھی کہ "روم اور روس کے درمیان اعلان جنگ ہو چکا ہے۔ مگر ہالینڈ کی سلطنت اس جنگ میں الگ تھلگ رہے گی۔ اس لئے ہماری رعایا کو مطمئن رہنا چاہئے"۔

اسکے بعد جب ابتدائے جنگ میں عثمانیہ فوجوں کو روس پر فتح حاصل ہوئی جاوا کے اخباروں میں یہ خبر چھاپی گئی کہ "ترکوں نے روسیوں پر اسلئے فتح پائی ہے کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے فریق ثانی کو مدد نہیں دی۔ اور اگر وہ روسیوں کی مدد کرتی یہ بات ضروری اور یقینی تھی کہ انکو ترکوں پر فتح حاصل ہوتی" جنگ کے خاتمہ پر جب روسیوں نے ترکوں کو مغلوب کیا۔ اور اُنہوں نے فتح پائی تو جاوا کے اخباروں نے یہ لکھا کہ "آخر کار روسی ترکوں پر غالب آئے کیونکہ فریق غالب کو اہل ہالینڈ نے مدد دی"۔ اسی قسم کے خرافات نے ان جزیروں کے باشندوں پر اثر کیا اور سوائے چند آدمیوں کے سب کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے بلکہ خود ہالینڈ کے اندر بھی ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہم دو واقعہ اور تحریر کرتے ہیں:-

پہلا واقعہ یہ ہے کہ میں جب شہر سولمف میں تھا جو جزیرہ مدورا میں ہے اور جو جاوا کی عملداری میں شامل ہے اور اُس وقت اہل ہالینڈ آچین پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ میں نے سنا کہ اُنہوں نے اپنی فوج کو آچین پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اُس فوج میں اُس ملک کے باشندے بھرتی کئے گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم فوجی خدمت پر راضی نہیں ہونگے۔ جب تک کہ ہالینڈ کی فوجوں کا سپہ سالار ہم کو یقین نہ دلائے کہ دنیا میں کوئی فرد بشر ہالینڈ کی حکومت کا کھلم کھلا مخالف نہیں ہو سکتا۔ اور افسوس ہے کہ ہالینڈ کی حکومت خود ہم کو ہمارے بھائیوں اور ہم جنسوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ ناچار اہل ہالینڈ نے انکو اس خدمت سے معاف کر دیا۔ لیکن اسکے بعد ہی ایک حکم ناطق جاری کر دیا کہ اگر کسی شخص کی نسبت یہ ثبوت بہم پہنچے کہ اُس نے "آچین" کا لفظ اپنی زبان سے نکالا ہے۔ اگرچہ کیسی ہی مجبوری ہو۔ اور کیسی ہی ضروری بات ہو تو پولیس کا افسر جو سزا اُسکے لئے مناسب خیال کریگا اُسکو دیگا۔ یہ ظالمانہ حکم بہت مدت تک جاری رہا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہالینڈ کے افسروں میں سے ایک شخص جو ڈیلی کو جاتا تھا سنگاپور میں وارد ہوا۔ اور

وہاں ایک عرب سے دوچار ہوا۔ مسٹر عرب سے پوچھا کہ اہل ہالینڈ کا ہوٹل کہاں ہے؟ عرب نے اُسکو درشت لہجہ سے جو کہ قدرتی طور پر فطرتی تھا یقین کر لیا کہ یہ قوم ڈچ کا باشندہ ہے اور اسکو جواب دیا کہ یہاں کوئی نہیں ہے جو قوم ڈچ کے شرفا کے لئے مخصوص ہو۔ لیکن اگر جناب اپنے مرتبہ سے تنزل کریں۔ اور ایسے ہوٹل میں اُترنا چاہیں جو کہ سب کے لئے عام اور مشترک ہو تو وہ ہوٹل آپ کے سامنے موجود ہے۔ ڈچ نے بے پروائی سے کہا کہ یہ ضرورتیں نامعقول باتوں کو جائز کر دیتی ہیں!۔

تجارت اور اہل تجارت پر قوم ڈچ جو ظلم ستم کرتی ہے ان سے ایک یہ ہے کہ وہ سیاحت پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ کہ ہالینڈ کی نو آبادیوں میں کسی قسم کا مال و اسباب ایسی کشتیوں اور جہازوں میں نہ لایا جائے جن پر ہالینڈ کی حکومت کا نشان نہ ہو۔ اسی لئے اکثر اہل جہاز مجبور ہیں کہ اپنے جہازوں پر قوم ڈچ کا نشان بلند کریں ورنہ ہالینڈ کی نو آبادیوں میں اور انکے ممالک محروسہ میں داخل نہ ہونے پائیں (انتہیٰ)

ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندو دوستوں کو اس مضمون کے پڑھنے کے بعد جو سیف الدین بیگ نے اخبار "المؤید" کو بھیجا اور جواب ختم ہوا۔ اس بات کا اندازہ ہو جائیگا۔ کہ انگریزوں کی سلطنت ہندوستان میں کس قدر عدل اور انصاف پر مبنی ہے۔ اور کسی قوم پر جو ہندوستان میں ہے وہ ظلم و ستم نہیں ہوتے جو ہالینڈ کی حکومت اپنی نو آبادیوں میں اپنی رعیت پر کرتی ہیں۔ خاصکر مسلمانوں کو دولت برطانیہ کا ہر طرح مشکور ہونا چاہئے کہ اُس کی شائستہ حکومت کے سایہ میں انکو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور انکے لئے چاروں طرف عملی و علمی ترقیوں کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ اور انگریزوں کی حکومت امن اور آزادی۔ انصاف اور تہذیب کی حکومت ہے اسکے ساتھ ہی انکو افسوس کرنا چاہئے۔ کہ اُس کی دور اُفتادہ ہم قوم اور ہم مذہب بھائی ہالینڈ کی جابرانہ حکومت سے کسقدر تکلیفیں جھیل رہے ہیں۔ اور مکر و فریب کا تو کوئی دقیقہ نہیں ہے جو قوم ڈچ نے مسلمانان جاوا و سماٹرا کی تباہی اور بربادی کے لئے باقی رکھا ہو۔ مسلمانوں کو ہندوستان میں اگر کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے تو وہ حکومت کی طرف سے نہیں ہے بلکہ خود اپنی ہی غفلت اور نادانی کا نتیجہ ہے۔ ایسے مبارک وقت میں جیسا کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کا وقت ہے۔ اگر مسلمان اپنی حالت کو سنبھالیں اور اپنی حریف قوموں سے جو گورنمنٹ کی تمام ملک میں پھیلی جاتی ہیں سخت محنت اور سخت جفاکشی سے دماغی اور ذہنی ترقیوں کی گھوڑ دوڑ میں سبقت نہ کریں تو سوائے اسکے کیا کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی قسمت پر صبر کرنا چاہئے اور وہ چند روز انتظار کریں جبکہ انکی تلخی اور مصیبت کی زندگی بھی ختم ہو جائیگی اور قومی موت ان سب کو فنا کر دیگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ "اذا جاء اجلھم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون"

(وحید الدین سلیم)

ہفتہ مختتمہ ۸ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

سواکم۔ ۳۰ مئی۔ ۶ سو ہندوستانی فوج آج یہاں سے ٹوکر کو روانہ ہوگئی ہے +

قسطنطنیہ۔ ۳۰ مئی۔ (بغاوت کریٹ) ترکی فوجیں بطور کمک کریٹ میں پہنچ گئی ہیں اور ترکی فوج متعینہ بامو‌س سے باغیوں کا محاصرہ اٹھا دیا گیا ہے +

روس نے باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ کریٹ میں عیسائیوں کا کشت و خون ہونے سے ٹرکی کے لئے خطرناک نتائج ہونگے +

قاہرہ یکم جون (مہم سوڈان وشلہ ریزرو فنڈ) مہم نیل پر ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کئے جانے کی نسبت مصر کی عدالت مختلطہ نے فیصلہ بنام رالحال پر ملتوی کر دیا ہے +

قاہرہ یکم جون۔ جنرل کچنر سردار فوج وادی حلفہ سے عکاشیہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں اب مہم کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا ہے +

لنڈن یکم جون۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے مسٹر جان مارلے کے جواب میں دار العوام میں بیان کیا کہ سوڈان کے موجودہ واقعات کے متعلق جرمنی سے کوئی خط و کتابت نہیں ہوئی۔ البتہ اٹلی سے نامہ و پیام ہوا ہے مگر وہ خالصاً جنگی معاملات کے متعلق تھا اسلئے پبلک پر انکا ظاہر کرنا ناممکن ہے +

قسطنطنیہ۔ ۲ جون (بغاوت کریٹ) معلوم ہوتا ہے کہ باب عالی نے بغاوت کریٹ کو بزور شمشیر فرو کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ ترکی فوج نظام کی ۵ بٹالینیں یعنے تقریباً ۳ ہزار فوج کریٹ کو روانہ کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ بہت سے باغی پہاڑوں کو واپس چلے گئے ہیں۔ اور انہوں نے کریٹ کو یونان کیساتھ ملحق کر دئے جانیکا اعلان دیدیا ہے +

قاہرہ ۲ جون۔ (قاہرہ میں فساد) جامع ازہر کے طلبا نے جہاں ہیضہ کی ایک واردات ہوئی فساد برپا کر دیا جو حکام قواعد متعلقہ صحت عامہ کی تعمیل کرانے کے لئے وہاں گئے تھے ان کی مزاحمت کی گئی۔ اور پولیس اُن کی امداد کو آئی تو اسپر پتھر پھینکے گئے جن سے گورنر زخمی ہو گیا۔ پھر پولیس نے بندوقیں سر کیں جنکی بارش سے تین طالب علم مر گئے اور ایک طالبعلم گرفتار کئے گئے اور آخرکار امن قائم ہو گیا +

لنڈن ۳ جون۔ (بغاوت کریٹ) کریٹ میں جنگی قانون نافذ کر دیا گیا ہے +

قاہرہ ۴ - جون - یہاں اور اسکندریہ دونوں جگہ میضہ ہورہا ہے +

قسطنطنیہ ۴ جون - بغاوت کریٹ - ٹرکی اور دول یورپ دونوں یورپ کی سفارت [illegible] پہلی خبر

کریٹ میں عیسائیوں کا کثرت دخول ہونے پہ تشدد روس نے اسارہ میں خاص کر [illegible] +

ایتھنز [illegible] ارالخلافہ یونان ۴ جون - کریٹ سے بیان تا موصول ہو کہ انہوں نے ۵۰۰ [illegible] کو جو [illegible]

اسباب و سامان لارہی تھی گرفتار کر لیا ہے +

لنڈن ۹ جون - مصر، حضرت العوام میں باحثہ مسٹر لبوشیر نے تحریک پیش کی کہ سرکار [illegible] پیش [illegible]

[illegible] کمیٹی سے مجلس ملتوی کیا جانے [illegible] رکونے نا بدکی اور بیان کیا کہ [illegible] کی سرکار [illegible]

[illegible] ہوئی ہیں [illegible] کی کے خواص کی [illegible] اختیار [illegible] مصر [illegible]

[illegible] کا خیال چاہئے بعد میں [illegible] جواب دیا کہ [illegible]

[illegible] رہا ہے گذشتہ [illegible] حفاظت [illegible] ہے جس سے سامنہ

[illegible] کو صدمہ پہنچانے کا فیدوہی نکل آیا [illegible] نے اسباب [illegible] ضرورت مخالفت کی [illegible] دوسری جگہ

[illegible] کو شائع کیا جائے اور [illegible] بیان کیا کہ [illegible] آیندہ زیادہ [illegible] اسی طرح

[illegible] پہلی سرکاری شاخوں میں [illegible]

[illegible] مشکل ہو جاویگا +

ہنگامہ قاہرہ - شامی طالب علم دو پچھلے [illegible] قاہرہ میں شراب [illegible] کر گئے +

ہفتہ گذشتہ کی دیگر خبریں

جنگ سوڈان کے متعلق انگریزی گورنمنٹ کو ایک اور مشکل درپیش آرہی ہے تمام انگریزی گورہ فوج لی مٹ فورڈ رائفلو

سے مسلح ہے - مگر اس کی گولی ایسی [illegible] اور بندوق کا زور اسقدر زیادہ ہے - کہ گولی انسان کی ہڈی توڑنے کی بجائے

اس میں سے صاف پار نکلجاتی ہے اور گوشت میں تو بدرجہ اولی ایسی صفائی سے گذر جاتی ہے کہ وحشیوں کو

[illegible] جوش میں [illegible] محسوس بھی نہیں ہوتا کہ گولی [illegible] پار ہو گئی ہے - سوڈانیوں کی یہ [illegible] اور جوش کی کیفیت ہے

باوجودیکہ پچھلے جنگ میں انگریزی فوج ہنری مارٹنی بندوق سے مسلح تھی جس کی گولی بسبب [illegible] ہڈی اور گوشت کو

چیلنا چور کر دیتی ہے - مگر اس کی گولیاں کھا کر بھی وہ انگریزی فوج میں گھس آتے اور دست بدست لڑائی شروع

کر دیتے تھے - اسلئے ہندوستانی اور مصری فوج کو اب بھی ہنری مارٹنی بندوقیں ہی دیگئی ہیں مگر گورہ فوج کے

پاس لی مٹ فورڈ بندوقیں ہیں - جن کے بدلانے کے واسطے کچھ نفع پیدا ہے - لیکن ادہر لڑائی کا بھی خیمہ

بھی طرف سے نصب ہو چکا ہے +

مسئلہ مصر کے متعلق پچھلے ہفتہ مانشیور ڈبلونکل ایک مشہور فرانسیسی مدبر نے لنڈن کے نامی گرامی ماہواری رسالہ نیشنل ریویو
میں ایک سوست آرٹیکل لکھکر ثابت کر دیا ہے کہ مصر کی مالی حالت کو درست کرنے پر انگریزی مدبرین جو اسقدر فخر و ناز کر رہے ہیں
وہ بالکل غلط ہے یہ نتیجہ ہے اُس قرار داد اور انتظام کا جو مصر کی مالی اصلاح کے لئے دول یورپ نے ملکر ۱۸۸۵ء میں کیا
تھا۔ اس کے برعکس انگریز مصر کے روپیہ کو برباد کرنے اور اُس کی آمدنی سے خرچ کو بڑھانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں
انگریزی اخبارات مانشیور موصوف کے ان اعتراضات کو تسلیم نہیں کرتے اور اُنکی تردید میں پے در پے آرٹیکل لکھ
رہی ہیں۔ ان اعتراضات کے بعد صاحب موصوف گورنمنٹ انگلشیہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ پولیٹیکل راستبازی
اور قوانین تمدن کی صریح خلاف ورزی کر کے اُس نے مصر پر قبضہ تو ضرور ہی لیا تھا۔ مگر اب تک باوجود متواتر وعدوں کے
اسے خالی کرنے کا بھی نام نہیں لیتی۔ اس اعتراض کے جواب میں چند منصف مزاج انگریزی اخبارات
پہلے تو اُن کو الزامی طور پر یہ سناتے ہیں کہ فرانس ہی تو اسیطرح ٹیونس۔ مڈغاسکر اور پیٹابون و واقعہ سیام پر قابض
ہوا ہے۔ مگر آخر میں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ:-

ایک چور شخص دوسرے کی بھی چوری ہونے سے خود بری نہیں ہو سکتا۔ فرانس نے اگر غصب کیا ہے تو اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ انگلستان کے غصب کو غصب نہ کہا جائے۔ انگلستان وادی نیل پر مسلسل قبضہ رکھتے چلے آنے
کی نسبت جو وجوہات آجتک پیش کرتا رہا ہے وہ کم و بیش حیلہ سازی اور ابلہ فریبی سے خالی نہیں اور انگلستان
کا ہر ایک حکمران فریق یکے بعد دیگرے محض اسی اندیشہ سے مصر پر قبضہ جمائے رہا ہے کہ اُسکے خالی کر دینے سے نہ صرف
اُسی کو بلکہ انگلستان کی اغراض کو نقصان پہنچے گا۔ پر کسی ایک آدھ خبطی اور سڑی کی رائے ہوگی کہ انگلستان محض
مصر کے فوائد کی نگہداشت کے لئے اُس پر قابض ہے۔ ایم ڈبلونکل بالکل سچ کہتے ہیں کہ انگلستان نے کئی دفعہ اسکو
خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔ اور پھر اُسکے ایفا سے گریز کر گیا۔ جو وضع انگلستان نے مصر کے متعلق اختیار کر رکھی ہے
وہ اس فرانسیسی مدبر ہی کو نہیں بلکہ سر الفریڈ مار جیسے منصف مزاج انگریزوں کو بھی سخت بُری اور ناگوار معلوم ہوتی
ہے۔ اگر انگلستان کا ارادہ مصر پر استقلال ہمیشہ کے لئے قابض رہنے کا ہے تو اُسے کھلم کھلا کہہ دینی چاہئے۔ اور پھر
جو مشکلات پیدا ہوں اُنکا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور اگر اسکا ایسا ارادہ نہیں ہے تو مہم ڈنگولہ ایک احمقانہ مہم
سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور صریح حماقت ہے۔ اپنا عندیہ صاف صاف ظاہر کر دینے سے انگریزی صیغہ خارجیہ کو
ہمیشہ کی رنجیدہ خرخشوں سے نجات مل جائیگی۔ اور انگریزی مدبرین اپنی توجہ کو ان ضروری مسائل کی طرف پوری طرح سے
مجتمع کر سکینگے جو سلطنت کے دیگر حصص میں اُنکی توجہ کے محتاج ہیں۔ ناظرین انگریزوں کے کسی مخالف یا غیر موافق اخبار
کی رائے نہیں ہے۔ بلکہ ایک ٹھیٹھ انگلو انڈین کی رائے ہے۔ مگر دیکھئے گورنمنٹ انگلشیہ کب اس قسم کی نیک
صلاح و مشورت پر غور کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے ✦

ہفتہ مختتمہ ۱۵ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۷ جون ۱۸۹۶ء ڈان درویشوں کو شکست) مصری فوج نے عکاشیہ سے کوچ کرکے ساری رات سفر کرنے کے بعد آج صبح درویشوں پر بمقام فرکہ حملہ کیا۔ اور ان کو بالکل منتشر کر دیا۔ غنیم کا بہت اور عربی کا خفیف سا نقصان ہوا۔

سردار کچنر نے آج کی رات کی جنگ میں مصری فوج کی بذات خود کمان کی تھی۔ دشمن کی خیمہ گاہوں اونٹ گھوڑوں اور تمام ذخائر پر قبضہ کر لیا گیا کوئی انگریز افسر یا سپاہی قتل نہیں ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ مینی لیک والی حبش نے خدیو مصر کو مصریوں کے برخلاف مدد دینے کے لئے لکھا ہے

قاہرہ ۸ جون۔ ۱۸۹۶ء ڈان۔ عدالت مختلفہ کا فیصلہ) مصر کی عدالت مختلفہ نے فیصلہ دیا ہے کہ مہم نیل کیلئے ریزرو فنڈ میں سے ناجائز طور پر روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ گورنمنٹ مصر کل خرچ شدہ روپیہ مع پانچ فیصدی سود کے واپس کرائے۔ مصری گورنمنٹ اور برٹش جرمن آسٹرین اور اطالین کمشنروں نے اس فیصلہ کے برخلاف اپیل دائر کر دیا ہے۔

سو اکن ۸ جون۔ جہاز لوا ڈابیبی ہو یہاں پہنچگیا ہے طوفانوں کی وجہ سے اُسے یہاں پہنچنے میں دیر لگی ان طوفانوں میں چند مویشی بھی ضائع ہوئے۔

عکاشیہ ۸ جون۔ درویشوں کو بمقام فرکہ جو کامل شکست ملی ہے وہ نہایت ہی مکمل تھی۔ انکے ایکہزار آدمی قتل ہوئے جن میں امیر حمودہ اور بہت سے بگارا سوار شامل تھے اور کئی سو آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ درویش بڑی مضبوط مقام پر مقیم تھے۔ مگر حملہ ایسا سوچ سمجھکر اور ایسی تندی سے کیا گیا کہ وہ بوکھلا گئے۔ مصری اور سوڈانی پلٹنوں نے کمال داد مردانگی دی اور انکے فقط ۔ ۔ مقتول اور ۔ ۔ مجروح ہوئے۔

لنڈن ۹ جون۔ (بغاوت کریٹ) یونانی ذرائع سے کریٹ سے جو خبریں موصول ہو رہی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک ابتک عیسائیوں کو لوٹ رہے ہیں اور انکے مکانات جلا رہے ہیں انکے ۔ ۔ سے کریٹ پر بڑی تشویش پھیلی ہوئی ہے۔

مسٹر کرزن نے شب گذشتہ ہوس آف کامنز میں متعدد سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ انگریزی گورنمنٹ یا بالی

پر نظر ڈال رہی ہے۔ کہ دسمبر گذشتہ سے جزیرہ کریٹ میں جو بدامنی پھیل رہی ہے اُسے دور کرے۔ اور بیان کیا کہ انگریزی قونسل متعینہ کینیا کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ دوسرے قونسلوں کے ساتھ ملکر جو وہاں مقیم ہیں کارروائی کرے اور ترکوں اور باغیوں کے درمیان جو خط وکتابت ہو رہی ہے۔ اُس میں مداخلت کرکے باہمی تصفیہ کراوے ✦

لنڈن ۔ ۹ جون ۔ جنگ نیل ۔ کامیاب پیشقدمی ۔ قبضہ وارداہ ۔ فوج سوار کے افسر پرم ڈولنے درویشوں کے کیمپ پر تصرف کرلینے اور بہت سے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے بعد سوار دا پر قبضہ کر لیا ہے۔ فوج پیدل سوار دا پر متصرف ہونے کیلئے آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کامیابی نے سوار دا سے بجانب شمال تمام نیل پر مصری اقتدار قائم کر دیا ہے ✦

لنڈن ۱۱ جون (مہم دنقلہ کا خرچہ) ہوس آف کامنز میں سر مائیکل ہکس بیچ صاحب وزیر خزانہ نے شب گذشتہ بیان کیا۔ کہ گورنمنٹ غور کر رہی ہے۔ کہ آیا پارلیمنٹ کے پاس مصری گورنمنٹ کی امداد کرنے کی درخواست کی جاوے (امداد سے مراد مالی امداد ہے۔ کیونکہ کل خرچ پارلیمنٹ کی منظوری سے ہوتے ہیں۔ پس مہم دنقلہ کے متعلق اگر گورنمنٹ کوئی خرچ خزانہ انگلستان سے کرکے مصر کو اس سے مدد دینا چاہے۔ تو جبتک اس خرچ کی منظوری پارلیمنٹ نہ دے۔ گورنمنٹ اسے نہیں کر سکتی۔ ایڈیٹر) ✦

وزیر صاحب نے یہ ارشاد کیا۔ کہ مجھ کو پوری امید ہے کہ مصری عدالت کا فیصلہ عدالت اپیل میں منسوخ ہو جائے گا ✦

لنڈن ۔ ۱۳ جون (مہم نیل۔ گورنمنٹ کی پالیسی) دارالامرا میں شب گذشتہ لارڈ سالسبری نے بجواب سوال بیان کیا۔ کہ سر دست مہم نیل کا مدعا دنقلہ پر قابض ہونا ہے گورنمنٹ یہ وعدہ نہیں کر سکتی کہ اس برس یا اگلے برس دنقلہ سے آگے پیشقدمی کی جاویگی۔ البتہ اس میں کلام نہیں کہ جب تک مصری جھنڈا خرطوم پر نہ لہرایگا تب تک مصر کو محفوظ نہیں سمجھا جائیگا۔ سر ہربرٹ کچنر ڈنگولہ تک بلا روک ٹوک جا سکتے ہیں۔ اس بارہ میں کوئی مزاحمت نہیں ہے مگر ان کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ابھی اس سے آگے پیش قدمی نہ کریں۔ آخر میں لارڈ موصوف نے مصری فوجوں کی بڑی تعریف کی کہ پچھلی لڑائیوں میں انہوں نے پوری پوری داد مردانگی دی ہے ✦

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

دریائے نیل میں طغیانی آنے پر پہلی و دوسری آبشار کے درمیان دس نئے بہت ہی مضبوط اگن بوٹ دریائے مذکور میں چھوڑ دیئے جاوینگے۔ ان پر ایک ایک توپ ۱۲ پونڈ کی اور دو ۶ پونڈ کی اور دو میکسم توپیں ہونگی [illegible] پندرہ سٹیمر رودخانی جہاز موجود ہیں۔ جو دریائے نیل کے اس حصہ میں جو تحت قبضہ علاقہ حکومت ہے گشت کرتے رہتے ہیں۔ اور انکے انجنوں پر مصری انجنیر مامور ہیں۔ یقین غالب ہے کہ موجودہ جنگ دنقلہ میں بحری لڑائی بھی ہوگی۔ جو دنیا کے اس حصہ میں پہلی بحری جنگ ہوگی ✦

اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے ہز ہائینس خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم کو طبقہ افتخار کا مرصع تمغہ عطا فرمایا ہے سرکاری گزٹ میں علیحدہ انکی طرف سے وزیر موصوف کی اعلیٰ صفات اور مخلصانہ جاں نثاری کا بہت اعتراف کیا گیا ہے۔

اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے عید قربان سے کچھ دن پہلے تمام پنشن خواروں اور ملازمین ملکی میں پیشگی تنخواہ تقسیم کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس خبر سے لا محالہ علاوہ ہونے تنخواہ کی تقسیم میں پینتیس دن یا ضائع سمجھ ایک ماہ کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی مخالفین کے اس الزام کی بھی پوری تردید ہو جاتی ہے کہ ملازمین کی کئی مہینوں کی تنخواہیں چڑھی ہوئی ہیں۔

ولایت کے اخبار اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے کہ مصری فوج حملہ آوروں کے زخمیوں اور بیماروں کے لئے بھی انتظام بہت معقول کیا گیا ہے۔ وادی حلفہ میں ایک بہت بڑا اسپتال بنایا گیا ہے۔ اور اسکے جنوب میں مندرجہ ذیل مقامات جمائی۔ سرس۔ سمنہ۔ چاہات موگانت۔ وادی اتراہ۔ میں ٹول۔ ہوانت ابی گول بشکو۔ اور عکاشہ میں اور وادی حلفہ کے شمال میں اسوان اور کراسکو میں بہت اسپتال کھولے گئے ہیں۔ طبی محکمہ میں کل ۵۰ آدمی ہیں جن میں آٹھ یورپین افسر ہیں اور ۵۵ مصری ڈاکٹر۔ ان مصری ڈاکٹروں کو صیغہ میں داخل ہوتے ہی ۱۳ پونڈ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور یہ تنخواہ رفتہ رفتہ ۳۵ پونڈ ماہوار تک بڑھ جاتی ہے محکمانہ انتظامات کی تشریح و توضیح کرنے کے بعد نامہ نگار مذکور انگریز افسروں کی بڑی تعریف کرتا ہے کہ یہ انہی کی لیاقت اور حسن انتظام کا نتیجہ ہے کہ آج پندرہ ہزار فوج بڑی آسانی سے بغیر کسی خونریزی کے وادی حلفہ اور عکاشہ کے درمیان جمع ہوگئی ہے۔ مگر ساتھ ہی باربرداری کے لئے مویشی بہم نہ پہنچنے کی سخت شکایت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مویشیوں کی سخت قلت ہوگئی ہے۔ اب یہاں اونٹ دستیاب ہی نہیں ہوسکتا۔ اور فوج کے آدمیوں اور گھوڑوں کی رسد و چارہ نہ ملنے سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ نامہ نگار کی اس آخری شکایت نے انگریزی افسروں کی تمام تعریفوں پر یکسر ایک سرے سے پانی پھیر دیا ہے بلکہ ایک طرح سے انکی نالیاقتی کا ثبوت دیدیا ہے۔ جو افسر فوج کے آدمیوں اور حیوانوں کے لئے رسد کا معقول انتظام کئے بغیر فوج کو کام کرنے کے لئے آگے بھیجیں۔ انکو کوئی نادان بھی لائق اور قابل اعتبار نہیں کہہ سکتا۔

ولایت کے اخبارات نے کریٹ کے عیسائیوں کی شورش شروع ہوتے دیکھ کر مظالم آرمینیا کا پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ ریوٹر صاحب کا خاص نامہ نگار قسطنطنیہ سے اپنے مالک کو ایک لمبی چوڑی چٹھی لکھ کر اب چند مہینوں کے بعد دوبارہ آرمینیوں کا سوگ نئے سرے سے منا رہا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ۲۸ و ۲۹ ستمبر کو جیسی بیدردی اور بیرحمی سے بمقام توقات عیسائیوں کا عام کشت و خون ہوا۔ اسکے مقابلہ میں مظالم ساسون کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی۔ ۱۸۰ سو نوجوان آرمینی بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور تین ہزار زن و مرد گرجا میں زندہ جلا

گئے اور ۲۰ ہزار ارمنی باشندگان اورفا میں سے دو دن کے عرصہ میں ۵ ہزار قتل و ہلاک کئے گئے۔

ہیجان انگیزی نہ صرف اخبارات ہی نے پھر شروع نہیں کی بلکہ پادریوں کے گروہ میں بھی پھر جنبش پیدا ہوگئی ہے۔ شہزادہ ہنری بیٹن برگ کی وفات پر ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے سلطنت کے گروہ پادریان کی طرف سے آرچ بشپ آف کنٹربری اور لنڈن کے بشپ صاحب نے ملکہ معظمہ کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا اور اس میں ... عیسائیان آرمینیا کی فرضی مظلومیت کا بہت سا رونا رو کر ملکہ معظمہ کو ان کی حالت زار پر متوجہ کیا گیا جس کے جواب میں حضور ممدوحہ نے ارشاد فرمایا کہ مسئلہ آرمینیا پر گورنمنٹ نہایت غور و فکر کر رہی ہے۔

انجمن کی تحریکات۔ پادریوں کی سرگرمی اور ملکہ معظمہ کے اس جواب سے مترشح ہوتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ اپنی وزیر اعظم لارڈ سالسبری کی پہلی تقریروں کو فراموش کر کے مسئلہ آرمینیا کے متعلق عنقریب پھر کوئی تازہ کارروائی کرنے والی ہے جیسے نیک بد کو متنبہ ہو جانا ضروری سمجھ لیا ہوگا۔

انگلو انڈین اخبارات بھی انیسویں صدی کے دیگر عجائبات سے کچھ کم نہیں۔ ایک نیک بخت بغاوت کریٹ پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دسمبر گذشتہ کے آخری حصہ میں قسطنطنیہ سے فوجیں بھیجی جا رہی ہیں مگر سر فلپ کری سفیر انگلستان متعینہ قسطنطنیہ کو اطمینان دلایا گیا تھا کہ یہ فوجیں جبتک کہ باغیوں نے ان پر حملہ نہ کیا بالکل کوئی کارروائی نہیں کریں گی لیکن ۲ جنوری کو جزیرہ مذکور میں ان تازہ فوجوں کے معہ بہت توپوں کے موصول ہونے اور ... کے عیسائی معززین کے ساتھ ... کئے جانے نے ظاہر کر دیا کہ یہ صرف ترکی گورنمنٹ کا ایک حیلہ اور بہانہ تھا۔

اخبار مذکور کا یہ بیان جس حیرت کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے وہ ظاہر ہے۔ اس طرح سے تو گویا سر فلپ کری سفیر برطانیہ ٹرکی کا حاکم اعلیٰ ٹھیرا۔ اور سلطان المعظم اصل فرمانروائے ملک نہ ہوئے انگریزوں کے تابعدار ٹھیرے۔ کہ اپنے ہی مقبوضہ میں فوجیں بھیجنے کے لئے انکو ایسے مذموم اور کریہہ حیلے بہانے کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن اگر یہ خبر واقعی درست ہے۔ تو اس بیرونی مداخلت اور خواہ مخواہ کی دست اندازی کا جسقدر جلد ممکن ہو دفعیہ کرنا چاہئے۔ ورنہ سلطنت عثمانیہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت شمار کئے جانے کے ہرگز لائق اور قابل متصور نہیں ہوگی اور دنیائے اسلام میں اس کی وقعت بھی وقعت نہیں رہ جائیگی۔ باقی تمام سلطنتیں اپنے اپنے مقبوضات کو ہمیشہ فوجیں روانہ کرتی رہتی ہیں کیا آجتک کسی دوسری سلطنت کے سفیر کو اعتراض کرنے کی جرأت ہوئی۔ یا فوج روانہ کرنے والی سلطنت کو ایسا حیلہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اگر نہیں تو کیا اکیلے ٹرکی ہی کی قسمت میں یہ ذلت برداشت کرنا مقدر ہو چکا ہے۔ ٹرکی جبتک دول اجنبیہ کی مداخلت کو نہ روکے گی تب تک اسکا پنپنا امر محال بلکہ ناممکن ہے اور اگر اس سینہ زوری کی مداخلت کا وہ کوئی تدارک نہیں کر سکتی تو ایسی بے عزتی سے جینے سے مرجانا ہزار درجہ اچھا ہے۔

مہم سوڈان کے متعلق ناظرین کو تاربرقیات کے کالم کے مطالعہ سے معلوم ہو جاویگا۔ کہ ریوٹر صاحب نے ۴ جون سے لیکر

۹ جون تک کی خبروں میں مصری فوج کے درویشوں کو بمقامات فرکہ و سوارد اشکست دینے اور ان مقامات پر قابض ہوجانے کی خبر تمام دنیا میں بڑی گرم جوشی سے مشتہر کی گئی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ درویشوں کے اکثر سپاہی بری طرح قتل و مجروح ہوئے اور انکا بہت مال و متاع اور مویشی نجان کے قبضہ میں آئے۔ اودھر یورپ کے صرف چند قتل اور مجروح ہوئے مگر اس خبر کی صداقت پر اعتبار کرنے سے ہم کو مندرجہ ذیل امر مانع ہوتے ہیں:

(۱) اسٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار ۵ مئی کو بمقام دیگر اقوات اپنے اخبار کو قاہرہ سے تار دیتا ہے کہ "یہاں یہ عام خیال ہے کہ سردار کچنر پاشا اس یورش کے جواب میں جو درویشوں نے عکاشیہ پر کی تھی بہت جلد مقام فرکہ پر ویسی ہی بالمقابل نمائشی یورش کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں مگر میرے نزدیک اس خیال کی کوئی چنداں قوی بنیاد موجود نہیں ہے اور جب تک دریا میں طغیانی نہ آجائے غالباً پیشقدمی نہیں کیجائیگی"

(۲) رپورٹر کا نامہ نگار ۷ مئی کو عکاشیہ سے انگلستان کو تار دیتا ہے کہ "دو سوڈانی سپاہی مرد اور ایک عورت درویشوں کے پاس سے بھاگ کر مصری کیمپ میں آج صبح پہنچے ہیں۔ کل بھی ایک عورت آئی تھی انکے بیانات اس اطلاع کے بالکل مطابق ہیں جو محکمہ خبر رسانی کو درویشوں کے متعلق ملی تھی کہ بمقام فرکہ ان کی حالت رسد کی قلت کی وجہ سے بہت نازک ہے اور وہ بڑی مصیبتیں جھیل رہے ہیں الخ"

(۳) اسٹینڈرڈ کے خاص نامہ نگار نے ۸ مئی کو قاہرہ سے تار دیا کہ "ابھی یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ آج صبح ایک فوج سواران قسم کی جمعیت غیرہ کا پتہ لینے کے لئے عکاشیہ سے روانہ ہوکر فرکہ تک گئی۔ یہ سرحدی چوکی جسپر درویش ابتک قابض تھے بالکل خالی پڑی ہوئی پائی گئی۔ درویش اسے قطعاً چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے ہیں۔ اس خبر کے ملنے کا غالباً یہ نتیجہ ہوگا کہ عنقریب اس چوکی پر قبضہ کرلیا جائیگا"

پہلی خبر سے فرکہ پر پیشقدمی کرنے کا ارادہ پایا جاتا ہے۔ مگر اس سے ساتھ ہی یہ بات ترشح ہوتی ہے کہ چونکہ دشمن کے مقابلہ کرنے کا پورا پورا احتمال ہے۔ اسلئے دریا میں طغیانی آنے سے پہلے دشمن کے مقابلہ میں پیش قدمی کرنا غیر اغلب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دریا میں ابھی تک طغیانی نہیں آئی۔ اسلئے اگر عکاشیہ سے آگے پیشقدمی ہوئی ہوگی۔ تو یہ تحقیق کرلیا ہوگا کہ دشمن راستہ میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ عکاشیہ کی مضبوط قلعہ بندی ثابت کررہی ہے کہ مصری فوج کو دشمن کے ملک میں بڑھ جانا تو درکنار خود رہا۔ سب سے پہلے خود اپنی چوکی کو انکے حملوں سے محفوظ کرلینے کا فکر لاحق ہورہا تھا۔

دوسری خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ فرکہ کی درویش فوج فاقہ کشی اور بھوک سے سخت لاچار تھی۔ مگر فتح کی خبریں بتاتی ہیں کہ نجان کو بمقام فرکہ بہت سے مویشی سامان رسد اور خزانہ دستیاب ہوا اگر خزانہ اور سامان رسد وغیرہ موجود تھا تو وہ بھوک کیسے مر رہے تھے۔ بہر حال دونوں میں سے ایک غلط ہے مگر تیسری خبر فتح کی نسبت کم از کم نہایت ہی مبالغہ ثابت کر رہی ہے۔ وہ صاف کہہ رہی ہے کہ مقام مذکور کے خالی پڑے ہوئے ہونے کی خبر ملنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب

کہ اب اس مقام پر عنقریب قبضہ کر لیا جاوے گا پس قیاس یہی چاہتا ہے کہ مصری فوج نے اس مقام پر قابض ہونے کے لئے پیش قدمی کی اور اس کو خالی پاکر بلا مقابلہ قبضہ کر لیا یعنی فتح کی خبر قابض ہو جانے کی حد تک تو ٹھیک ہے مگر جو آگے ہونے اور غنیم کی تعداد زیادہ ہونے کا جو رپوٹر صاحب نامہ نگار نے شوشہ چھوڑا ہے وہ انکی من گھڑت کہانی ہے ❖

اس وقت تک سوڈان کا ملک نہ باہر کی دنیا کو شبہ ہو پر ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ اسوقت سوڈان میں کیا ہو رہا ہے اس واسطے اس قسم کی خبر ہوتی ہیں نہیں کہہ سکتا کہ یہ خبر غلط ہے یا صحیح البتہ قیاس ہی قیاس ہے ہم ناظرین کو تصویر کے دونوں رخ دکھا دیتے ہیں وہ اسے خود تجویز کر لیں ہاں اس قدر ساوہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ لنڈن کے اخبار ٹائمز نے پیچھے ہوا ... کی سنٹرل نیوز ایجنسی دوسری بہم پہنچانے کی کمپنی پر جو اعتراض کیا تھا اس میں صاف خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ ... بہت کرکے ... کیا تھا کہ یہ عام ہوتے ہیں کہ میدان جنگ سے جو خبریں موصول ہوتی ہیں انہیں اپنی طرف سے نقشہ کرکے اور ان کو خوب بڑھا چڑھا کر اخباروں میں بغرض اشاعت روانہ کیا جاتا ہے۔ پس جہاں خبروں کو سواء ایسی عبارت سلیس کرنے کا عام رواج ہو وہاں کی خبریں جس وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ❖

ہفتہ مختتمہ ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۱۳- جون - بغاوت کریٹ - کریٹ سے خبریں موصول ہوئی ہیں کہ مختلف مقامات پر لڑائیاں ہو چکی ہیں مگر انکے نتائج معلوم نہیں ہوئے ❖

لنڈن ۱۵- جون مصر میں ہیضہ پھیل رہا ہے اور اب اسوان تک پہنچ گیا ہے ❖

لنڈن ۱۶- جون - مہم نیل کا خرچ - مسٹر کرزن نے بجواب سوال دارالعوام میں بیان کیا کہ مہم نیل کا خرچ ابھی کچھ اور عرصہ تک ۲۴ ہزار پونڈ تک نہیں پہنچیگا مگر سر ولفرڈ لاسن ... لنڈن کے مشہور ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سینچری (انیسویں صدی) میں ۱۵- اپریل کو مصر کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مصر کے ریزرو فنڈ میں سے جو ۲ لاکھ پونڈ لئے گئے تھے وہ تمام خرچ ہی ہو گئے ہیں ابھی کہا جاتا ہے کہ اصلی پیشقدمی ستمبر سے پہلے ظہور میں نہیں آئے گی - نائب وزیر صیغہ خارجیہ اب پورے

دو مہینوں کے بعد اس کی تردید کرتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں کہ وہ رقم ابھی ساری خرچ نہیں ہوئی۔ راوی دونوں معتبر ہیں سچا کسے کہا جائے اور جھوٹا کسے؟ (ایڈیٹر)

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

بغاوت کریٹ کی نسبت لنڈن کا مشہور روزانہ اخبار پال مال گزٹ لکھتا ہے کہ کریٹ میں ہمیشہ عیسائی ہی ابتدا کرتے ہیں اور جہاں کہیں مسلمانوں کی آبادی کم ہوتی ہے وہاں وہ مسلمانوں کو قتل کرنا اور لوٹنا شروع کر دیتے ہیں پس اگر گورنمنٹ اپنی ہم مذہب رعایا کو ان ظالموں کی دستبرد سے بچانے کے لئے ان نابکاروں کی قرار واقعی گوشمالی کرے تو اُسے بُرا نہیں کہا جا سکتا ✦

بمبئی [illegible] یا ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار سواکم سے لکھتا ہے کہ جہاز داران ہینگ جنرل ہجرٹن (?) انکے سٹاف اور ۲۶ ویں پنجاب انفنٹری کو لیکر ۳۰ ماہ گذشتہ کو یہاں پہنچا۔ اور جرنیل صاحب انکا سٹاف اور پنجاب انفنٹری کی ایک کمپنی بخیریت جہاز سے خشکی پر اتری اور دوپہر کے وقت باقی فوج کو لیکر جہاز مذکور بندر ٹرینکی تات کو جو سواکم سے جانب جنوب ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہو گیا۔ جہاں وہ پانچ بجے شام کو جا پہنچا۔ اور اسیوقت فوج اتارنی شروع کی۔ یہ کام رات بھر جاری رہا۔ اور دوسرے دن دوپہر کو ختم ہوا۔ آدمی۔ گھوڑے۔ خچر بڑے اہتمام سے اتارے گئے۔ اور کوئی حادثہ نہ ہونے پایا۔ رجمنٹ اُسی دن شام کو ٹوکر کو جو بندر سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر اندرون ملک میں واقع ہے۔ روانہ ہوئی تمام پٹھان خوش اور تندرست ہیں۔ وہ ٹوکر جانے پر نہایت خوش ہیں کیونکہ درویش اگر سواکم پر حملہ کرینگے تو وہ ٹوکر سے [illegible] وہاں سے ایک اونٹ مصری فوج کا اسباب لیکر بندر ٹرینکی تات کو آتے ہوئے تھے۔ [illegible] ۲۶ ویں رجمنٹ کا اسباب لیکر واپس جائینگے درویشوں کا کوئی نام و نشان معلوم نہیں ہوتا۔ [illegible] فاصلہ پر ڈیڑھ مہینہ ہوا جب کہ انکے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ اُسکے بعد انکو کہیں نہیں دیکھا گیا اس وقت [illegible] کے باعث اُن کی حالت بہت خراب تھی۔ اور انکے اونٹ اور گھوڑے سینکڑوں کی تعداد میں مر رہے تھے۔ سواکم سے [illegible] کی معرفت ریلوے بنائی جا رہی ہے۔ مگر سپری بچھانے سے پہلے سٹیشنوں کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے جہاز داران ہینگ [illegible] کو سواکم سے بمبئی لینسرز فوج سواران۔ گودام اور کئی سو ٹن پانی لیکر ٹرینکی تات کو جائے گا ٹوکر کا پانی بہت ناقص ہے۔ اسلئے سواکم سے بھیجا جایا کریگا۔ ٹرینکی تات سے اُسے اونٹوں پر ٹوکر بھیجا جاویگا

عام خیال ہے کہ عثمان دغنہ کی دس ہزار فوج لیکر بربر چلے آنے کی افواہ درست ہے۔ ٹوکر سے جو مصری فوج واپس آئی وہ [illegible] ضعیف (?) فوج ہے۔ سواکم میں نرخ اجناس بہت چڑھ گیا ہے

سواکم کے چند عرب شیوخ کی نسبت یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ وہ درویشوں سے خفیہ خط و کتابت کرتے ہیں ایک معزز [illegible] شیخ غنی لاب کو انگریزی حکام نے پانچ سال قید کی سزا دی ہے اس سے تمام عرب برافروختہ ہو رہے ہیں اور

انکے شیخ نے اپنے امیر غوبلور کو طلب کیا ہے کہ مقام اسونزا بہ مجلس شیخاں میں شامل ہو تاکہ اس زیادتی کا کوئی تدارک کیا جاسکے ◆

ملک سوڈان کی خبروں کی نسبت اب یہ پختہ طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ اگر وہ سراپا غلط نہیں تو کم از کم بعید مبالغہ سے ضرور مملو اور زیادہ تر جھوٹی روایات پر مبنی ہوتی ہیں۔ آجتک فتوحات مکہ کے متعلق جسقدر تاریں موصول ہوئی ہیں انکی نسبت آئندہ ساتھ نہچو برکت آمیں کہ سکی صداقت میں فلاں امر شتباہ پیدا کرتا یا فلاں معاملہ اس کی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ یکم جون کے پرچہ میں بمقام عکاشیہ درویشوں کی شکست یابی اور دبیشوں کی فتحمندی کی خبر کو درج کرنے کے بعد آخر میں لکھدیا تھا کہ گو ریوٹر صاحب اور انگریزی اخبارات اس فتح پر بڑی خوشیاں منا رہے ہیں لیکن اگر واقعات حوالیہ پر نظر تدقیق غور کیا جاوے تو یہ خبر پایہ صداقت سے بہت کچھ گری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے اس قیاس کی تصدیق ایک ولایت کے ایک اخبار ڈیلی میل کے خاص نامہ نگار کی تحریر سے پوری پوری طرح سے ہوگئی ہے جسے ہم ذیل میں درج ذیل کرتے ہیں:—

"میں پہلے بذریعہ تار بتا چکا ہوں اور اب بالتفصیل لکھتا ہوں کہ میجر برن مزوک کی زیر کمان مصری فوج والوں کے قابل تعریف فتح پانے کی جو ابتدائی خبر مشہور ہوئی تھی۔ وہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ برخلاف اسکے اصل بات یہ ہے کہ باوجود انگریز افسروں کی زبردست کوششوں اور بجد سرپٹخنے کے مصریوں نے قدم آگے نہیں بڑھائے تھے اور جب ان کو آخرکار سر تو ڑ کر گھوڑ ست دوڑا کر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو اس کی تعمیل یہ ہوئی کہ انہوں نے نہایت ہی سست رفتار دلگی سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ اگر درویشوں کی جمعیت مضبوط ہوتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ ہماری پانچ چھ ہمارے انگریز افسر گرفتار یا طعمہ اجل ہو جاتے مصریوں میں بہادری کا نام تک نہیں ہے اور میں پھر باصرار کہتا ہوں کہ مصری فوج کیساتھ جو انگریز افسر بھیجے گئے ہیں۔ ان کو جان بوجھ کر خطرہ میں ڈالا گیا ہے مصری خود کبھی سوڈان کو نہیں فتح کر سکتے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اسکا فتح کرنا پولٹیکل وجوہات سے ضروری ہوگیا ہے۔ مگر یہ کام مصری فوج سے نہیں ہوگا۔ اسکے لئے انگریزی فوجیں درکار ہیں اور جسقدر جلد انکو بھیجا جائے اسیقدر فایدہ مند ہے"

ہم نامہ نگار کی تحریر کے آخری حصہ پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے۔ سوڈان کے فتح کرنے پر انگلستان کو اگر ذاتی اغراض ملکی مجبور کرتے ہیں تو وہ بیشک اسکو کئی ہندوں فتح کرے۔ ہمارا مدعا اس تحریر کے پیش کرنے سے سرد ست صرف خبروں کی صدق کذب کے واضح کرنے کا تھا جو امید ہے کہ ناظرین کو اچھی طرح سے واضح ہوگیا ہوگا ◆

فرانس کے اخبارات کریٹ کے فساد کی نسبت تحریر کر رہے ہیں کہ آرمینیا کی طرح اس بغاوت کا بھی دراصل انگلستان ہی محرک ہے۔ اور اسکا دلی منشا یہ ہے کہ کسیطرح اس جزیرہ کو بھی اپنے تصرف میں کرلے مگر اسے ہوشیار رہنا چاہئے کہ فرانس اور روس اسکو اس مدعا میں ہرگز کامیاب نہیں ہونے دینگے۔ اس تحریر سے ریوٹر صاحب کی اس تار کی پوری تکذیب ہوتی ہے کہ روس نے باب عالی کو دھمکی دی ہے کہ اگر عیسائیوں کا کشت وخون ہوا

ترکی کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ سڈکس اسوقت ٹرکی سے کوئی اہم کام نکالنا چاہتا ہے اور اُس کی پالیسی ہرگز گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ وہ چند نہ عیسائیوں کی طرفداری کے اعلیحضرت سلطان المعظم سے بگاڑ کر لیوے۔ اس امر کا سب سے بڑھکر یہ ثبوت ہے کہ وہ یونان جو ہمیشہ سے باغیان کریٹ اور مقدونیہ کا حامی بلکہ برانگیخت کرنیوالا رہا ہے۔ اسوقت بالکل خاموش ہی نہیں بیٹھا ہوا بلکہ اپنی رعایا کے اُن جلسوں کو جو مفسدان کریٹ کی حمایت میں منعقد ہوتے ہیں بڑی سختی سے منتشر کر رہا ہے اور پولیس کو حکم دیا گیا ہے کہ ایسے جلسوں کو ہرگز منعقد نہ ہونے دے اور بشرط ضرورت انپر گولہ باری کرے خود بیخ نہ کرے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر روس اور فرانس سے یونان کو تنبیہ کا ہونا تو وہ ایسے موقعہ پر ہرگز چپکا نہ بیٹھتا۔ یہی خیالات دیکھکر لندن کے نیم سرکاری ٹائمز نے بھی اپنا رخ بدل دیا ہے۔ اور اس پرچہ میں زیادہ عیسایان کریٹ ہی کو ملزم ٹھیرایا ہے۔ اور صاف صاف لکھدیا ہے کہ کریٹ کے عیسائیوں کی سرشت ہی میں فتنہ و فساد پڑا ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں ہی کیساتھ ہر وقت فتنہ و فساد نہیں کرتے رہتے۔ بلکہ آپس میں بھی اُن کی بڑی سخت گروہ بندی ہے کہ کنسرویٹو فریق لبرل کا دشمن جان ہے۔ اور لبرل کنسرویٹو کا ♦

ٹائمز جیسے اخبار کے کالم میں ایسی عبارت کا درج ہونا ہی ثابت کر رہا ہے کہ انگلستان اپنی پالیسی سے بخوبی واقف ہے۔ وہ یوں تو بات چند در چند ٹرکی کے لئے مشکلات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مگر تنہا ہونے کی وجہ سے اُس کی کوئی پیش نہیں چلتی۔ اخبار مذکور انگلستان کی کمزوری کا معترف ہے۔ بالکنایت اعتراض کرنے کے بعد آخر میں اپنے دل کو اس بات سے خوش کر لیتا ہے۔ کہ بہرکیف اگر سلطان نے اس جزیرہ میں آرمینیا کی طرح عیسائیوں کو بیدریغ قتل کرنا شروع کیا تو آرمینیا کے برخلاف یہاں ہمارے جہاز فی الفور پہنچکر مظلوموں کی دستگیری کر سکیں گے ♦

مگر ایسے اخبار کو یاد رہنا چاہئے کہ اب ان طفل تسلیوں سے کام نہیں نکلیگا۔ اول تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ اعلیحضرت خواہ مخواہ اپنی عیسائی رعایا کو قتل کرائیں۔ اور اگر بامر مجبوری اُنکی شرارت انکی گوشمالی کرنا ضروری ہوا تو انگلستان کے سارے جہازات بھی تو ان کو قہر سلطانی سے محفوظ نہیں رکھ سکیں گے۔ انہی آرمینیوں کے جور و ظلم سے جنکو ہمارے نیم سرکاری انگریزی اخبارات اور پادری صاحبان اب تک معصوم و مظلوم قرار دے رہے ہیں تنگ آکر شام کے کل رومن کیتھولک عیسائیوں نے اپنے بشپ کی معرفت بابعالی میں درخواست دی ہے۔ کہ ہم کو ان بدذاتوں کی دست تطاول اور لوٹ مار سے محفوظ کیا جائے۔ انہوں نے پچھلے فساد میں جو اب فرو کر دیا گیا ہے۔ ہمارے گھروں کو لوٹ لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ اور اب بھی درپردہ ہماری تخریب میں مصروف ہیں اور حمایت سلطانی کے سوا اور کوئی چیز ہم کو اُنسے محفوظ نہیں کر سکتی" یہ میموریل قسطنطنیہ کے رومن کیتھولک کے بطریق اعظم نے پچھلے مہینہ میں وس اللاتحاد

بابعالی کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور کل یورپ کو اس کی اطلاع ہوگئی ہے مگر نیک نیت ٹائمز نے اسکا بھولے سے بھی ذکر نہیں کیا۔ مگر وہ کرتا کس منہ سے۔ اُسی ایک میموریل نے اُس کی برسوں کی محنت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور کل دنیا پر اُس کی اور انگریز پادریوں کی ہٹ دھرمی خلاف بیانی اور تعصب کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے ✦

انگلستان میں چند بدخواہوں نے مشہور کر دیا تھا کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی طبیعت بسبب اعدا کچھ ناساز ہے مگر ترکی سفیر متعینہ لنڈن نے باضابطہ طور پر اُس کی تردید کر دی ہے اور ٹائمز بھی لکھتا ہے۔ کہ یہ خبر بالکل غلط ہے عید قربان کے موقعہ پر جب اعلیحضرت دوگانہ عید ادا کرنے کے لئے محل ہمایوں سے باہر برآمد ہوئے تھے۔ تو اُنکا چہرہ حسب معمول بارونق اور تر و تازہ تھا ✦

مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار ۲۴ مئی کو قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ اعلیحضرت بروز شنبہ محل یلدیز سرائے سے مسجد صنعان پاشا کو شاہانہ جلوس سے تشریف لے گئے اور وہاں نماز دوگانہ عید الضحیٰ ادا کرنے کے بعد چو اسپہ گاڑی میں جو دولمہ باغچی رونق افروز ہوئے۔ گاڑی سے اُتر کر اعلیحضرت نے سنہری چھری سے ۲۶ دنبوں کو ذرا چھو دیا جو بعد میں ذبح کئے گئے۔ اور پھر کمرۂ ملاقات سے رجو دنیا میں سب سے بڑا ایوان ہے اور جسے سلطان عبد العزیز مرحوم نے تعمیر کرایا تھا) گذر کر تخت گاہ کے کمرہ کو تشریف لے گئے وہاں تمام وزرا حال و سابق۔ اعیان مملکت اور سول اور ملٹری عہدہ داران ایوان کے تینوں طرف تخت کے مقابل اور دونوں جانبوں پر دست بستہ کھڑے تھے اعلیحضرت تخت زریں پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور نقیبان شاہی نے دلفریب آواز میں خطاب اور القاب سلطانی پڑھنی شروع کئے۔ اسکے بعد تمام حاضرین نے نذریں گذرانیں۔ جس سے فراغت ہونے پر جناب المکرم شیخ الاسلام نے دعا خیر مانگی۔ دعا مانگنے کے وقت اعلیحضرت بھی کھڑے ہو گئے اور جب تک شیخ الاسلام دعا مانگتے رہے عہدہ داروں کے بعد علماء و فضلاء باریاب حضور ہوئے۔ اسکے بعد حضور ممدوح تھوڑی دیر استراحت کرنے کے لئے حرم سرا میں تشریف لے گئے اور بعد ازاں اپنے ذاتی ملازموں کا سلام قبول کیا۔ اس سے فارغ ہو کر امیر المومنین محل یلدیز سرائے کو واپس تشریف لے آئے اور وہاں دول اجنبیہ کے سفراء سے جو سلام کیلئے حاضر تھے ملاقات کی ✦

ہفتہ مختتمہ ۲۹ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۲۷ جون۔ ڈسواکم میں ہیضہ، ہندوستانی فوج مقیمہ سواکم کے شاگرد پیشوں میں ہیضہ کی

ایک واردات ہوئی ہے۔

لنڈن ۲۴ جون۔ آرمینیا میں تازہ فساد قصبہ وان میں پیر کے دن ترکوں نے بہت سے آرمینیوں کو قتل کر دیا۔ کئی آرمینیوں نے انگریزی سفارت خانہ میں پناہ لی۔

لنڈن ۲۰ جون۔ جنگ سوڈان۔ سوڈانی مفرورین جو مصری کیمپ میں آتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ملایا خلیفہ کی حکومت سے آزاد ہونے کی بڑی خواہشمند ہے۔

لنڈن ۲۵ جون۔ بغاوت کریٹ۔ دول عظمیٰ ٹیپ پر بالکل متفق ہیں [illegible] وقت بھی خوشنودی نہیں [illegible] انہوں نے عیسائی گورنر کے تقرر اور عام معافی عطا کئے جانیکا مطالبہ کرنیکے علاوہ [illegible] معاہدہ حلیپ کی تعمیل کئے جانے کی بھی سفارش کی ہے [illegible] تار کا مضمون ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ بلاتو یورپ صاحب کی عقل پر چ کیا ہی ہے اور یا دول یورپ پاگل ہو گئی ہیں کہ تحصیل حاصل کی کوشش کرتے ہیں۔ سید الہ حد یگ کریٹ و ترنشاتاں سے بیک قبل نشین سے پہلے کارا تیوڈوری پاشا تھی پدرہ تک گورنر ہے اور آخر کار یہی عیسائی باغیوں کی فتنہ و شرارت سے تنگ آکر ۱۸۹۵ء میں مستعفی ہو گئے۔ کیا اب کوئی اس سے زیادہ مدبر اور منتظم عیسائی گورنر پیدا ہو گیا ہے؟ قریباً ڈیڑھ مہینہ ہوا اعلیٰحضرت نے عام معافی عطا کی جس کو باغیوں نے عجب بیہودہ تمرد و خود سری سے منظور نہ کیا۔ اور ہتھیار رکھ دینے کی بجائے پہاڑوں کو مفرور ہو گئے۔ کیا وہ معافی نہ تھی کہ اب پھر تقاضا کیا جاتا ہے؟ حلیپ کا معاہدہ جو اعلیٰحضرت نے کسی کے دباؤ سے نہیں کیا تھا بلکہ اپنے جبلی ترحم اور شاہانہ عفو سے کام لے کر باغیان کریٹ کو جو ہمیشہ پانچویں چھٹے برس نایرہ فساد مشتعل کرتے رہتے ہیں ۱۸۷۸ء میں چند رعائتیں عطا کر کے انکو سند شاہی مرحمت فرمادی تھی۔ اور اس سند کے خلاف ورزی کرنیکا کبھی اعلیٰحضرت نے ارادہ نہیں کیا۔ یہ عیسائی حکومتوں کا ہی خاصہ ہے کہ کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ پس سند کی تعمیل کے مطالبہ کے سمجھنے سے بھی ہماری عقل قاصر ہے کہ تقاضا کنندگان کا کیا مطلب ہے۔ ایڈیٹر۔

لنڈن ۲۰ جون۔ مسئلہ مصر کا پھر چھیڑنا۔ مسٹر رومی تجاویز ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ پیرس لکھتا ہے کہ روس مسئلہ مصر کے تصفیہ کیلئے [illegible] تجویز پیش کرنیوالا ہے کہ مصر کو مثل [illegible] یورپ کا [illegible] بالکل خود مختار کر دیا جائے [illegible] شاہانہ حقوق اعلیٰحضرت سلطان المعظم کو [illegible]

ہندوستان [illegible]

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار ارض حال کو [illegible] کی حفاظت کے لئے تجویز ہوئی تھیں۔ وہاں پہنچ گئی ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ہفتہ رواں کے اخیر تک تین مہینوں کا سامان رسد وغیرہ بھی وہاں پہنچ جائیگا۔ جہازات باربرداری میں سب سے پیچھے جو جہاز آیا وہ لواڈا تھا اسے اپنی سواریاں وغیرہ

اُتارنے میں تین دن لگے۔ آج وہ واپس بمبئی کو چلا گیا ہے۔ ۹۴ خچریں راستہ میں مرگئیں۔ ۴۳ کو یہاں موصول ہونے کے بعد خود گولی مار دیگئی اور انکے علاوہ بہت سی نقص مجروح ہونے کے باعث کچھ عرصہ کے لئے کام کے قابل نہیں رہ گئیں۔ ضائع شدہ خچروں کی قیمت کا اندازہ بیس ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ غالباً جہاز وارن ہسٹینگز خچروں کیلئے بندر مصوع کو جائیگا انکو اطالین سے خریدنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے پاس مقام مذکور میں بار بردار مویشیوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے ◆

" بندرگاہ ترنگی تات کے تالابوں میں چودہ ہزار گیلن پانی ذخیرہ کیا گیا ہے۔ وہاں نزدیک نزدیک سوائے الطیکے جو دس میل کے فاصلہ پر ہے کہیں پانی نہیں ملتا۔ شاہی انجینیر سوالکم سے باہر متعدد کنوئیں تیار کر رہے ہیں انکا پانی کسیقدر تلخ ہے مگر حیوان اُسے پی سکتے ہیں۔ نیز ایک انجن دن رات کام کرتا رہتا ہے جس سے پانی کا کافی ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ایک برف کی کل نصب ہو گئی ہے اور دوسری ہو رہی ہے "

" جنرل ایجرٹن اور میجر ٹرلوپ ز ہفتہ ۱۳ جون کو ہر دو مقامات کا معائینہ کرنے کے لئے ترنگی تات اور لوکر جائینگے۔ ترنگی تات کے بندر میں ایک پیل پایہ بنانا تجویز کیا گیا ہے تاکہ جہازات سے اسباب وغیرہ کشتیوں میں اتار کر ساحل پر لانے کی دقت باقی نہ رہجاوے اور جہاز براہ راست پیل پایہ پر اسباب وغیرہ اتار سکیں اور ان پر وہیں سے چڑھایا جاسکے "◆

" درویشوں کا کوئی نشان نہیں دکھائی دیتا۔ دس ہزار درویشوں کی سوالکم پر حملہ آور ہونے کی افواہ غلط ہے۔ یہاں ہر روز اسی طرح کی عجیب وغریب افواہیں اُڑتی رہتی ہیں۔ موسم مناسب ہے اور فوج کی صحت عمدہ ہے "

غالب بیگ کے ترکہ میں کچھ پُرانے سکے دستیاب ہوئے ہیں چنانچہ قسطنطنیہ کے قدیم اشیاء کے عجائب خانہ میں رکھنے کے لئے انکو ۱۸ ہزار روپیہ کی قیمت پر خرید کیا گیا ◆

جزیرہ کامران میں حجاج قرنطینہ کیا جاتا ہے۔ پانی کے صاف کرنے کے لئے ایک کل حال میں روانہ کی گئی ہے ◆

خاص عربوں کی تعلیم کے لئے قسطنطنیہ میں جو کالج ہے اور جسکا نام مکتب العشیرہ ہے۔ اس میں ایک اور کمرہ بالاخانہ پر تعمیر کیا جائیگا۔ جس میں پچاس طالب العلم رہ سکینگے ◆

قسطنطنیہ کی پولیس نے مئی کے آخری ہفتہ میں پنکالڈی کے مدرسہ حربیہ کے تیس نوجوانوں کو پولیٹکل سازش کرنے کے جرم میں گرفتار کیا۔ اور ۲۲۰ آرمینیوں کو جن میں سے اکثروں کو جولان پڑے ہوئے تھے۔ یمن کو جلا وطن کیا ◆

بغاوت کریٹ سے دلیر ہو کر بلغاریہ کے لٹیروں اور بدمعاشوں نے پھر مقدونیہ میں لوٹ مار شروع کر دی ہے۔ اور مفسدان مقدونیہ کی صدر کمیٹی نے اعلان دیا ہے کہ ان چند وسائل سے جن اصلاحات سے کبھی مستفید نہیں کیا جاوے بجائے پولیٹکل خود مختاری حاصل کرنے کے بہتر اب کمیٹی اپنی پوری طاقت خرچ کریگی بغلوبیت اگر اسی چیز کا نام ہے تو شاید دنیا میں ظالم کوئی نہیں پایا جائیگا۔ کاش عیسائی سلطنتوں میں جو یہ مظلوم ہوتے تو ان کو قدر عافیت معلوم ہوتی اور آگے انکو خیالات پامالی کے بخلاف ایسی واہی تباہی باتیں نکلتے انہی بدمعاشوں کی اب بغاوت یونان کیطرف سے گورنمنٹ عثمانی ہوتی تو عیسائیت سے جہان بھر میں [illegible] ولیسے باغیانہ اشتہار و اعلان مشتہر کرنے ہوں تو عیسائی لوگ کا [illegible] مسٹر گلیڈسٹون اور انکے یار غار پادری میک کول سے موافقت کرتے کہ ... پتی کھاتی ہے۔

ترکی سررشتہ تعلیم نے حال میں ایک سرکلر جاری کیا ہے جس میں ان تجاویز کا ذکر ہے جن سے لڑکوں کی تعلیم اور تربیت میں نہایت ترقی ہوسکتی ہے۔

شہنشاہ روس کے جشن تاج پوشی میں جو ترکی سفارت گئی تھی جس تپاک اور گرمجوشی سے اسکا استقبال کیا گیا تھا اوڈیسہ میں جونہی جہاز کنارے پر پہنچا تمام روسی فوجوں نے جو سڑک کی دونوں طرف قطار باندھ کر کھڑی تھیں بڑے زور سے خیر مقدم کا نعرہ مارا۔ شہنشاہ روس نے خود بڑی احترام کیا استقبال کیا اور ہر ایک سفارت سے علیحدہ علیحدہ مزاج پرسی کی۔

پامالی۔ یہ حکم دیا ہے کہ خاندان قادریہ میں جو لوگ فوجی خدمت سے مستثنیٰ کئے گئے ہیں۔ ان کی فہرست مرتب کرکے پیش کی جاوے۔

پچھلے مہینہ میں ترکی پبلک قرضہ کی آمدنی میں دو لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شہر سامرہ میں ایک جامع مسجد اور ایک مدرسہ تعمیر کیا جائے۔ جو طالب علم مدرسہ میں تعلیم پائینگے انکے خرچ خوراک کیلئے ۵ ہزار قرش ماہوار مقرر ہوئے ہیں۔

کینیا۔ صدر مقام کریٹ کو پچھلے فساد کا باعث روسی قونصلیٹ کا خواص ثابت ہوا ہے ۲۴ ماہ گذشتہ کو روسی اور یونانی خواص اپنی اپنی سفارت خانوں کو جارہے تھے کہ بازار میں اس خواص کو راہ چلتے اژدہام کی وجہ سے دھکا لگ گیا۔ جس پر وہ برافروختہ ہو کر اپنے ریوالور چلا دیا اور اس کی گولی سے ایک بیگناہ مسلمان جو اپنی دکان پر چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا مر گیا۔ اس سے تمام حاضر الوقت مسلمانوں کو سخت طیش آگیا اور انہوں نے خواص مذکور کو قتل کر دیا عیسائی اس کی حمایت کو کھڑے ہوگئے۔ اور بلوہ عام ہوگیا۔ جسے پولیس اور فوج نے بروقت پہنچکر فرو کر دیا گیا

۱۷ عیسائی قتل اور ۲۶ زخمی ہوئے اور مسلمان تین قتل اور چھ مجروح ہوئے۔

عبد اللہ پاشا جدید گورنر ۹ مئی کو کریٹ پہنچ گئے اور دوسرے دن انہوں نے تین ہزار فوج مقام واموس کو محصورین کی امداد کے لئے روانہ کی جس نے مقام سیوارا میں سے باغیوں کو نکالدیا۔ اور محصورین کو محاصرے سے چھڑوا لیا۔ بعد ازاں دو بوس فوجیں اپنے صدر مقام کو جو صبح سیوارا کے قریب ہے چلی گئیں۔ باغیوں نے بعد میں آکر واموس کی سرکاری عمارات اور دیہات سیوارا۔ دولیانہ کو جلادیا۔ عبد اللہ پاشا نے جزیرہ کے مغربی حصہ میں تمام دروں اور ناکوں پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

جبرصون کا اخبار کرکشن لکھتا ہے کہ بغاوت کریٹ کا قریبی باعث تو وہ یونانی لوگ ہیں جو کئی سو برسوں سے کریٹ میں آباد ہیں اور ترکوں کے برخلاف شورش برپا کر رہے ہیں۔ مگر دراصل اس کل معاملہ کی تہ میں انگریزی کارستانی نہاں ہے۔ جو باغیوں کی زر و مال سے امداد کر رہے ہیں۔

سلطان المعظم کے حکم سے ایک اور نیا ہسپتال دار الخلافہ میں خاص غرباء کے علاج کے لئے تعمیر ہو رہا ہے

هفته وار کریسنٹ کی عنایت خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۹ جون ۱۸۹۶ء

ہم مصری فوج اور

سوڈان کے پھر دوبارہ فتح کرنے کے لئے اگرچہ اب یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ فقط مصری فوج کافی نہیں ہوگی بلکہ ہندوستانی اور انگریزی فوجوں کی بھی ضرورت ہوگی۔ لیکن تاہم جنگ کا تمام دار و مدار سر دست صرف مصری فوج پر ہی رکھا گیا ہے۔ وہی ابتک میدان جنگ کو بھیجی گئی ہے۔ اور اس کا جو تھوڑے سے قلیل حصہ متفرق قلعوں اور بندرگاہوں میں منقسم تھا۔ وہ بھی میدان جنگ میں بھیجا جا رہا ہے۔ اور اس کی جگہ ہندوستانی اور گورہ فوجکو ان قلعوں اور بندرگاہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فوج کی تاریخ جس کی طرف اسوقت کل دنیا کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں ناظرین کے مطالعہ کے لئے ایک انگریزی اخبار سے ترجمہ کر دی جائے کہ وہ کسطرح سے قائم ہوئی اسنے کیا کیا کارنامے کئے؟ اور کس طرح عدم سے وجود میں آکر رفتہ رفتہ ایک زبردست جماعت بن گئی اور پھر آخرکار بزدلوں اور بھگوڑوں کا ایک گروہ رہ گئی۔

" ہندوستان کی دیسی فوج دو جماعتوں میں منقسم کی گئی ہے ایک وہ جو جنگجو قوموں سے بھرتی کی گئی ہے اور دوسری وہ جو غیر جنگجو قوموں سے کیونکہ ماہران فن جنگ یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ آخر الذکر قوموں سے سپاہیوں کا بھرتی کیا جانا مطلقاً ترک کر دیا جاوے۔ مگر دنیا بھر میں مصریوں سے بڑھکر کوئی غیر جنگجو اور امن پسند قوم نہیں ہے جن کو انگریز افسران پچھلے پندرہ برسوں سے مشق و قواعد سکھلا رہے ہیں اور اب سوڈان کے پر جوش اور بہادر

درویشوں کیساتھ لڑنے کیلئے میدان جنگ کیطرف لے جارہے ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ مصر بھی دنیا میں سب سے بڑی جنگی قوت تھی۔ فراعنہ کے دور سلطنت میں یونان کی بنیاد بھی ابھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر پیدائش مسیح سے پانچسو برس پہلے ایرانیوں کے ملک کو فتح کر لینے سے یہ محکوم ہو گیا اور پیشہ سپہگری انکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور ایرانیوں کی فتحیابی کے بعد انکو یہ کبھی آزادی نصیب نہ ہوئی۔ ایرانیوں کے بعد یونانی رومن عرب مملوک اور ترک یکے بعد دیگرے قابض اور متصرف ہوتے چلے آئے۔ مسلمانوں کی فتوحات کے بعد قبطیوں یعنی اصلی مصری باشندوں نے عربوں کی قومیت و نام اختیار کر لئے اور یا تو یہی فاتحین کی زبان اور مذہب کا اپنی زبان اور مذہب بنا لیا۔ مگر پھر بھی مصری فلاحین تیسکے دن بھی اس سے بڑھکر عرب نہیں جیسے کہ حبشین جمیکا میں جو ہمیشہ انگریزی زبان بولتے ہیں۔ دونوں پکارنے کو عرب کے نام سے جانتے ہیں۔ لیکن عربوں کی عادات اور نجابت اور سپاہیانہ اوصاف کا ان میں نام تک نہیں پایا جاتا۔ جو مصری مسلمان ہوگئے تھے۔ وہ عرب کہلاتے تھے۔ اور جنہوں نے مذہب عیسوی کو ترک نہ کیا۔ وہ بزنطی کہلاتے رہے۔ مگر ان دونوں میں سوائے مذہب کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔

عرب فاتحین اور انکے جانشین مملوکوں نے دیسی مصریوں سے کبھی سپاہی کا کام نہ لیا۔ مملوکوں نے مصر کو پھر دوبارہ ایک بہت بڑی جنگی طاقت اور عیسائی مجاہدین کے برخلاف ایک اسلامی سد سکندری بنا دیا تھا۔ یہ وہی تھے۔ جنہوں نے تیمور صاحبقران کے لشکر جرار کے کبھی نہ رکنے والے سیلاب عظیم کو اپنے ملک کی سرحد سے پیچھے ہٹا دیا۔ ارض مقدس سے عیسائی مجاہد شہسواروں کے آخری [illegible] کو کان سے پکڑ کر باہر کر دیا اور یہ وہی تھے۔ جنہوں نے پرتگیز غاصبین کے ساتھ لڑائی کرنے کیلئے سواحل ہندوستان کو جنگی جہازات کے متعدد بیڑے روانہ کئے۔ شہسواری انکا فخر و ناز تھا۔ اسلئے خود اپنی فوج کے سواروں کا کام دیتے تھے۔ اور پیدل فوج کو سوڈان کے حبشی غلاموں (جلبانوں) اور المغرب اور عرب کے تنخواہ دار سپاہیوں سے جو فرسان کہلاتے تھے تیار کرتے تھے۔ اپنی امن پسند اور محنتی رعایا (مصری لوگوں) کے ہاتھ میں ہتھیار دیکر ان سے جنگی خدمت لینے کا ان کو کبھی خیال تک نہیں ہوا تھا۔ مملوکوں کی جنگی جماعت (جسکا ہر ایک فرد بجائے خود زر خرید غلام ہوتا تھا) متحمل مزاج مصری فلاحین کی محنت کے پھل پر بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر اور اپنی فوج کو بھی اس آمدنی سے تیار کرتی تھی۔

سولہویں صدی کے شروع میں ترکوں نے سلطان سلیم اول کے زمانہ میں مصر کو مملوکوں سے فتح کیا۔ مگر چوبیس مملوک بے یا سردار اور انکے سوار برابر ملک کی ملیشیا (ملکی فوج) کا جزو اعظم بنے رہے۔ ترکی افواج فقط قاہرہ اور اسکندریہ میں مقیم رہتی تھیں۔ سلاطین عثمانیہ کی طرف سے مصر میں دس ہزار ینی چری (سپاہیان فوج خاص

اور دیگر ترکی سپاہی مامور رہتے تھے۔ اور یہ تعداد مملوکوں کے قابو میں رکھنے کے لئے کافی تھی مگر ان سپاہیوں کی تبدیلی ہمیشہ ہوتی تھی۔ اور یورپ یا ایشیا کی فوجوں سے انکا کبھی تبادلہ نہیں ہوتا تھا۔ اور تعداد مقررہ میں جو کمی ہوتی تھی اُسکے لیئے لڑکوں کے بھرتی کر لینے سے جو عوام یا کنیزوں کے بطن سے پیدا ہوتے تھے پورا کر دیتے تھے جس مخلوط النسلی سے ترکی فوج برابر کمزور اور بیطاقت ہوتی جاتی تھی۔ مگر مملوک اپنی جماعت کو قسطنطنیہ کی منڈیوں سے نئے نئے سرکیشین اور کاکیشین غلام خرید کر ہمیشہ تازہ دم رکھتے تھے ۔

اٹھارہویں صدی کے اخیر میں نپولین اعظم کے حملے نے ترکی ضبط و انتظام کو بالکل توڑ پھوڑ دیا۔ اور مملوکوں کی جمعیت کو بھی منتشر اور اُن کی طاقت کو کمزور کر دیا۔ فرانسیسیوں کے اخراج کے بعد مصر کو تازہ ترکی فوج بھیجی گئی۔ محمد علی (بانی خاندان خدیویہ) فوج مذکور کے کپتانوں میں سے ایک تھا۔ انہوں نے اپنی مستعدی اور ہردلعزیزی ہونے سے رفتہ رفتہ پاشائے مصر کا اعزاز اور مقتدر عہدہ حاصل کر لیا۔ حیدر علی کیطرح جسے ہندوستان میں انگریزی اور فرانسیسی سپاہیوں کی لڑائی دیکھکر اپنی فوج کو یورپین قواعد سکھانے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ وہ بھی یورپین افواج کی قواعد و ترتیب کے فوائد سے آگاہ ہو گئے اور انہوں نے اسی نمونہ پر فوج تیار کرنیکا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کام کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی اور روپیہ مملوکوں کے ہاتھ میں تھا جو ملک کی آمدنی وصول کرتے تھے۔ سلئے سب سے پہلے انہوں نے مملوکوں کا خاتمہ بالخیر کرنے کی ٹھان لی۔ پہلے اُنکے ساتھ علانیہ کھلے میدان میں معرکہ آرائی ہوئی مگر اُس میں محمد علی پاشا کو کامیابی نہ ہوئی اور اُسنے انکو فریب سے قاہرہ کے قلعہ میں بلاکر پریڈ کے موقعہ پر قتل کروا دیا۔ روایت مشہور ہے کہ قتل عام کے موقعہ پر ایک سرکیشین سوار قلعہ کی سربفلک فصیلوں سے زمین پر کود پڑا اور اُسکو اور اُسکے گھوڑے کو کوئی ضرب نہ پہنچی اور وہ اکیلا ہی اس معرکہ سے جانبر ہوا سیاحوں کو وہ موقعہ بتایا جاتا ہے۔ جہاں سے مملوک سوار کا کودنا بیان کیا جاتا ہے۔ مگر دراصل یہ بیاندنے کی روایت محض من گھڑت افسانہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مملوک سردار بچ رہا تھا۔ لیکن اُسکے بچنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ بیماری کے باعث وہ دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا اور اپنے ساتھیوں کے قتل کی خبریں سنکر روپوش ہو گیا تھا۔ قاہرہ کے مملوک سرداروں کے علاوہ مفصلاتی اضلاع میں بھی بہت سے مملوک سوار موجود تھے جن میں سے کچھ بلاد سے بھاگ کر اور باقی گرفتار ہو کر جان سے مار دیئے گئے ۔

مملوکوں کی بیخکنی کے بعد مصر کے محاصل محمد علی کے ہاتھ میں آگئے۔ اور اُسنے باقاعدہ فوج مرتب کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ اُسے اتفاق سے ایک بانی فرانسیسی جو مصر پر حملہ آور ہونے کے وقت نپولین کی فوج میں موجود تھا۔ ہاتھ آگیا۔ یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اور اسکا نام سلیمان پاشا رکھا گیا۔ نپولین کے زوال کے بعد اس کی منظم فوج منتشر کر دیگئی تھی۔ چنانچہ اس فوج کے بہت سے افسر مصر کو چلے آئے اور پاشا نے اُن کو

... خوشی سے اپنی فوج میں ملازم رکھا۔ محمد علی کا پہلے خیال تھا کہ ترکی فوج کو اللہ والی اور آرمینی سپاہ بنائے مگر ترکی سپاہیوں نے اپنے دانت دکھائے کہ اُسے اس خیال سے درگذر کرنا ہی قرین مصلحت جانا لیکن اس مخالفت سے اُس نے اپنے ارادہ کو ترک نہ کر دیا بلکہ اپنے سپاہیوں کو سوڈان فتح کرنے اور وہاں عرب کی بغاوت دبانے ... بھیجا اور ان دونوں مہموں میں بمشکل ہی کوئی سپاہی واپس لوٹ کر آیا۔ ترک سپاہیوں سے میدان خالی کرنے کے بعد اُسنے سوڈان سے حبشی غلاموں کی ایک تعداد حاصل کی اور اُنہیں متعدد کیمپوں میں ... اہتمام کرتے ہوئے ... قواعد کھانے پر مامور کیا۔ اس تجویز پر غالباً کامیابی ہو جاتی مگر حبشی بعض ... مر گئے ... کی اب ... گم ہو گئی کہ فوج کے لئے آدمی کہاں سے لائے ... اس نے ... مصری فلاحین کی طرف جن سے ... کاشتکار ... اس بلا سے بچنے کیلئے ... عجیب حوالے ... بھرتی کے ... تھی اور ... انہوں نے اپنی ایک ایک آنکھ نکال ڈالی ... انگوٹھے کاٹ ڈالے ... بزدل ... اور کاشتکار بھی ... بھرتی کئے جاتے اس حکم کی بڑی سختی سے تعمیل کی گئی ... میں ... اور کوڑے مار مار کر پاؤں کے بل کھڑا کیا جاتا۔ انکو خوراک ناقص ملتی ... امکانات ... سے اُن کو نفرت تامہ تھی۔ اور ترک افسران کو بڑی حقارت سے دیکھتے اور ان سے برا برتاؤ کرتے تھے۔ قصہ مختصر مصری سپاہی کی زندگی عجیب مصیبت تھی لیکن شب و روز کی مسلسل قواعد اور ... کی برابر ... سے مصری کسان بتدریج جنگی مشین کا ایک جزو بن گئے اور انجن کے پرزوں کی طرح قواعد کی بولی پر ٹھیک ... اور بندوق چلانا سیکھ گئے۔ حتیٰ کہ صحرائے عرب کے پرجوش جنگی وہابیوں کی جرأت اور ... استان، جزیرہ کریٹ کے عیسائی باغیوں کی بے مثل شجاعت کی مصری پلٹنوں کی سنگینوں کے آگے کوئی پیش نہ گئی انیسویں صدی کے شروع میں کریٹ کے عیسائیوں اور نجد کے وہابیوں نے سلطان وقت کے برخلاف علم بغاوت بلند کر کے ... کی فوجوں کو متواتر شکست دی تھی۔ جب سلطان المعظم نے محمد علی پاشا گورنر مصر کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجنے کا حکم دیا۔ مصری فوج بسرکردگی ابراہیم پاشا فرزند محمد علی اور سلیمان پاشا دونوں مقامات پر پہنچ گئیں۔ میدان جنگ میں مصری پیدل افواج اپنے افسروں کے حکم پر سنگینیں تانے ہوئے قدم برابر آگے بڑھاتے چلی جاتی تھیں اور مخالفین کے پرزور حملے اور سرگرم تیزی اُن کی صفیں توڑنے سے عاجز آ جاتی تھی۔

مصر پہلا مشرقی ملک تھا جس نے باقاعدہ فوج تیار کی۔ سلطان نے مصری فوج ہی سے اپنی شہری فوج کو ... کیلئے ڈرل ماسٹر (قواعد ماسٹر) منگوائے۔ شہری اس نئی اصلاح کے مخالف تھے۔ بہر حال ... قواعد سکھنے کو

وہ جان بوجھکر بیوقوف بن رہتی ایک مصری افسر نے بگڑکر ایک ینی شہری سپاہی کو چھڑی سے مارا۔ جسکے جواب میں سپاہی نے تلوار سے افسر کو درست کیا۔ اور کل فوج نے بغاوت کردی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام ینی شہری قسطنطنیہ میں قتل کردیئے گئے۔ اور اس فوج کا جو ساڑھے چار سو برس سے عثمانیہ فوج کی آنکھ کا تارا تھی قلع قمع ہوگیا۔ ترکی فوج مصری اصول پر از سر نو مرتب کی گئی مگر محمد علی کے باغی ہو جانے پر اس نئی ترکی فوجکو متواتر بمقامات حمص بیلان قونیہ اور آخرکار بمقام نذیب مصری فوج نے شکست دی۔ آجکل جنگی اور غیر جنگی قوموں کی نسبت عام بحث ہو رہی ہے اور اس بحث کے متعلق یہ بیان کرنا غیر مناسب اور خالی از تعجب نہ ہوگا۔ کہ وہ مصری فلاحین جو تل الکبیر کے میدان پر انگریزی فوج کی شکل دیکھتے ہی سراسیمہ ہو کر بھاگ گئے۔ اور جو بمقام ٹوکر درویشوں کے ہاتھوں سے بھیڑوں کی طرح ذبح ہو گئے۔ انہوں نے ان ترکوں کو معرکہ کی لڑائیوں میں فاش شکستیں دیں۔ جنہوں نے غازی عثمان پاشا کے کمان پلیونا کی اس بہادری اور استقلال سے حفاظت کی۔ کس چیز نے مصریوں ایسے بزدلوں سے ترکوں جیسے بہادروں کو شکستیں دلوائیں تھیں؟ قواعد و تربیت اور انکے افسران کی لیاقت نے۔ وہ ہرنوں کی فوج تھی مگر انکا سپہ سالار شیر تھا اس فوج نے شیروں کی فوج کو پامال کردیا تھا۔ کیونکہ اسکے سپہ سالار ہرن تھے۔ محمد علی پاشا کے ترکی النسل ہونے میں شک کیا گیا ہے۔ اور وہ مصر میں البانی یا ارنوط پلٹن کے کپتان (بولق باش) کی حیثیت میں آیا تھا۔ ارنوط آریہ نسل ہوتے ہیں۔ اور غالباً وہ بھی اپنے سپاہیوں کا ہم قوم ہوگا۔ مگر اسنے اپنے تئیں ترک مشہور کرنا ہی مفید تصور کیا گو اس کی ذہانت اور چالاکی اس قیاس کی تائید کرتی ہے کہ وہ قوم سے ترک نہ تھا۔ اسکی اور اسکے بہادر فرزند ابراہیم پاشا کی وفات کے بعد وہ ہتھیار (یعنی فوج) جس سے انہوں نے ایسے کام لئے تھے کچھ عرصہ تک خارج الاستعمال رہنے سے کسیقدر زنگ آلودہ ہو گیا تھا۔ مگر سعید پاشا نے اسے پھر چمکا دیا۔ وہ بڑا تیز نظر سپاہی تھا۔ دیگر شاہان مشرق کے برخلاف اسے فوجی معاملے سے بڑا شغف تھا۔ وہ اپنا بہت سا وقت اپنی فوجوں کو قواعد دان بنانے اور مرتب کرنے میں صرف کرتا تھا۔ اسکے زمانہ میں مصری فوج کی پریڈ دیکھکر طبیعت بشاش ہو جاتی تھی اسکے باڈی گارڈ کی ایک رجمنٹ ٹھیک ایشیائی طمطراق اور شان و شوکت سے چمکدار فولادی خودوں اور زرہ سے آراستہ تھی۔ لیکن اس کی وفات کے بعد فوج پھر کس مپرسی کی حالت میں پڑگئی۔ اسمعیل پاشا نہایت مسرف اور فضول خرچ تھے اور باقی تمام چیزوں پر بیدریغ روپیہ خرچ کرتے تھے۔ مگر فوج پر خرچ کرنے کی ان کو چنداں پروا نہ تھی محمد علی پاشا کی وفات کے بعد جو جنگ مصری فوج نے دیکھی وہ فقط جنگ کریمیا تھی۔ انہوں نے ۱۸۶۵ء کے موسم بہار میں بمقام یوپاتوریا (واقع کریمیا) روسی فوج کو کمال مردانگی سے پسپا کیا۔ اسکے بعد اسمعیل پاشا نے اُنسے خط استوا تک سوڈان فتح کرنے کا کام لیا۔ مگر یہ فتح کوئی مصری فوج کی بہادری سے نہیں ہوئی تھی۔ برہنہ تن حبشی بریچ لوڈر بندوقوں اور توپوں کے سامنے ہرگز نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ جن بیچاروں نے اپنے بال مویشی اور عورتوں کو حملہ آوروں کی دستبرد

سے بچانے کے لئے مقابلہ کرنے کی جرأت کی۔ وہ بیکر پاشا کی زیر کمان مصری فوج کے عمدہ آلات آتشبار کا طعمہ بن گئی لیکن برخلاف اس کے ابی سینیا کے حبشیوں نے تہور مردانہ سے کام لیا۔ بوسیدہ مصری فوج ان کی تاب مقاومت نہ لا سکی۔ اسمٰعیل پاشا نے سلطان المعظم سے خدیو یا بادشاہ کا خطاب حاصل کرنے کے بعد مشرقی افریقہ میں ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ سوڈان فتح کرنے کے بعد اُسنے ابی سینیا کو فتح کرنا چاہا۔ لیکن شاہ جان والی حبش کی نیزہ بردار فوج کے سر توڑ حملہ کے سامنے مصری فوج کی مہیب توپیں اور کارتوسی بندوقیں کسی کام نہ آئیں اور اُسکی قواعد دان پلٹنیں اور انکے امریکن افسر شکست یاب ہوکر واپس چلے آئے۔

اسمٰعیل پاشا کے ذہن نشین کردیا گیا تھا کہ اُس کی فوج کے لئے ممالک غیر کے افسروں کی موجودگی ضروری ہے اُسنے یورپین طاقتوں کی باہمی رقابت و رشک کے باعث کسی یورپین افسر کو مقرر نہ رکھا۔ بلکہ اپنی فوج کی تربیت تعلیم کیلئے امریکہ سے افسر منگوائے تھے۔ ان امریکن افسروں نے مصر میں سوائے روپیہ جمع کرنے کے اور کوئی کام نہ کیا وہ بڑے چیدہ افسر تھے۔ اور انہوں نے سلطنت کی جنگ میں جو صوبجات متحدہ کی شمالی و جنوبی ریاستوں کے درمیان ہوئی تھی کارہائے نمایاں کئے۔ لیکن وہ نہ تو ملک مصر کی جغرافیکل اور تمدنی حالات سے واقف تھے۔ اور نہ ہی خود مصریوں اور اُن کی زبان سے آشنا تھے۔ جب وہ اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرتے تو چاروں طرف سے اُن کی مخالفت اور مزاحمت کیجاتی اور اُنکو بُرا بھلا کہا جاتا۔ اور جب وہ چپ چاپ بیٹھے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کرتے رہتے اور کوئی کام نہ کرتے تو سب اُن سے خوش اور خدیو بالکل مطمئن ہوتے۔ حبش کیساتھ لڑائی ہونے پر یہ افسر بہت خوش ہوئے مگر اسوقت بھی اُن کی نصیحت پر عمل نہ ہوا۔ اور جیسے کہ کمپوں میں وہ مصری فوج کی تربیت کرنے میں ناکامیاب رہے ویسے ہی میدان جنگ میں اُنسے کچھ بن نہ آیا۔ عربی پاشا کی بغاوت کے وقت مصری فوج امریکہ کی تازہ ساخت کی لمبی نالی والی بندوقوں سے مسلح تھی جنکو استعمال سے وہ مطلقاً ناواقف تھے۔ اور اُسپر نشانہ کی مشق تک اچھی طرح سے نہیں کرسکتے تھے۔

عربی پاشا اُن پاشاؤں کی جماعت کا محض ایک آلہ تھا جو مصر کے مالی معاملات کے یورپین اقتدار میں چلے جانے کے مخالف تھے۔ کیونکہ اس سے جو لوٹ مار اور غبن و تغلب وہ صدیوں سے کرتے چلے آرہے تھے۔ وہ رک گئے تھے اسمٰعیل پاشا کے دیوالہ نکلتے ہی امریکن افسر فوچکر ہوگئے تھے۔ خزانہ میں اُن کی جیب پُر کرنے کیلئے روپیہ نہیں رہگیا تھا اور جس بوسیدہ حالت میں وہ مصری فوجکو چھوڑ گئے تھے اُسکا پردہ تل الکبیر کے میدان میں فاش ہُوا جبکہ ۵۰ ہزار سپاہی جو خوب مضبوطی سے مورچہ بند تھے۔ انگریزی فوجکی دور سے شکل دیکھنے پر ایک گولی چلائے کے بغیر تتر بتر ہوگئے۔ اس کی بوسیدگی سوڈان کی بغاوت اور ہکس پاشا اور بیکر پاشا کی زیر کمان افواج کی بزدلانہ ہزیمت سے اور زیادہ وضاحت کیساتھ منکشف ہوگئی۔ وہ مصری فوج جسنے ابراہیم پاشا اور اُسکے فرانسیسی سٹاف

افسروں کی ماتحتی میں یونانیوں ترکوں اور رومانیوں کو پے در پے ہزیمتیں دی تھیں اب ایک ناکارہ مجمع رہ گیا تھا جس میں صرف اسقدر رابطہ اور ڈسپلن باقی تھا کہ وہ پریڈ پر ایک جگہ اکٹھا ہو جاتا تھا۔

عربی پاشا کی بغاوت کے بعد پرانی مصری فوج منتشر کر دی گئی اور جدید مصری انگریزی انتظام کے شروع ہونے پر حفاظت ملک کے لئے ایک نئی فوج قائم کی گئی پرانی فوج میں کم از کم ڈیڑھ لاکھ آدمی تھے۔

سعید پاشا کے زمانہ میں مصری فوج کا شمار دو لاکھ تھا نئی فوج کی تعداد ابتداً دس ہزار مقرر کی گئی جو اب بتدریج ۱۵ ہزار تک بڑھ گئی ہے اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے:—

آٹھ دستے فوج سواران۔ ایک دستہ شتر سواران۔ ایک توپخانہ میدانی کی ایک باٹری پہاڑی توپخانہ کی ایک خچر باٹری۔ پہاڑی توپخانہ کی ایک شتر باٹری مکلد یعنی میکسم توپوں کی ایک باٹری۔ قلعجاتی توپخانہ کی تین کمپنیاں فوج پیدل کی ۱۶ پلٹنیں جن میں دس مصری اور چھ سوڈانی ہیں۔ فوج سواران و توپخانہ چھ مصری پلٹنوں اور تمام سوڈانی پلٹنوں کے افسر انگریز اور دیسی دونوں ملے جلے ہیں۔ فیلڈ افسر تقریباً تمام انگریز ہیں۔ باقیماندہ چار مصری پلٹنوں کے افسر کلہم دیسی ہیں۔ سٹاف افسر قریباً سب کے سب انگریز ہیں اُن کی خدمات مصری گورنمنٹ کے سپرد کی گئی ہیں۔ اور انگریزی فوج میں اُنکی جگہ قائمقام مقرر ہیں۔

فوجی خدمت لازمی ہے۔ اور یورپین ممالک کی طرح بذریعہ "کنسکرپشن" (یعنے عمر مقررہ کے نوجوانوں کو فوجی خدمت میں داخل کرنا) فوج بھرتی کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ صرف دو ہزار رنگروٹ ہر سال مطلوب ہوتے ہیں۔ اسلئے آبادی پر فوجی خدمت کا بہت کم بوجھ پڑتا ہے۔ بیشمار نوجوان بری کر دیئے جاتے ہیں اور جو بقرعہ اندازی منتخب ہوں۔ انکو بھی اختیار ہے کہ زر معاوضہ ادا کر کے سبکدوش ہو جائیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص زر معاوضہ دیکر بری ہو گیا اور جو اس کی جگہ منتخب ہوا اُسنے بھی سبکدوشی حاصل کر لی۔ حتی کہ یہ سلسلہ ساتویں یا آٹھویں شخص پر جو روپیہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا ختم ہوا چونکہ ہر سال ضرورت سے بہت زیادہ نوجوان فوجی خدمت کے مستوجب ہوتے ہیں۔ اسلئے اُن میں سے اُنہیں لوگوں کو چُنا جاتا ہے جو قوی ہیکل اور مضبوط ہوں رنگروٹ ۱۹ برس کی عمر میں بھرتی کیا جاتا ہے چھ برس فوج نظام میں کام کرتا ہے اور ۵ برس فوج ردیف میں پولیس بالکل اسی قسم کے لوگوں سے بھرتی کیجاتی ہے اور چار برس فوج مستحفظ میں۔

فلاحین کو جنگی خدمت سے اب بالکل تنفر نہیں رہ گیا۔ اُن کو تجربہ ہو گیا ہے کہ جب سے جدید انگریزی مصری انتظام شروع ہوا ہے اُسوقت سے سپاہیوں کو باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے۔ اشیاء عمدہ ملتی ہیں اور اُن سے بہت اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر بطیب خاطر و رغبت خود آکر بھرتی ہوتے ہیں۔

مصری پلٹن میں چار کمپنیاں اور سوڈانی پلٹن میں چھ ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک پلٹن میں

سات سے لیکر آٹھ ہزار تک آدمی ہوتے ہیں مصری پلٹن میں تین اور سوڈانی پلٹن میں چار انگریز افسر ہیں۔ افسروں کے عہدے ترکی ہیں۔ لیکن ترکی بنباشی افسر کماندر بنباشی یعنی ہزار سپاہی کا افسر ہے کے عہدے کو ایجوٹنٹ جو کہ مصری فوج میں بہت اہم ہے کمانڈر کہا جاتا ہے اور اسکے اعلیٰ افسر کو قائم مقام لفٹیننٹ کرنیل۔ مصری فوج کے اسٹنٹ کمانڈر اور ملاکول آغاسی سر فوج میں اور ایجوٹنٹ جنرل کا عہدہ سول کول آغاسی افسر فوج تمام سے فقط ریجوٹنٹ اور لوائی اشارہ کا کام انجام دیتا ہے +

ان کی بولیاں پرانی عہد کی فوج کے دستورالعمل کے مطابق ترکی زبان میں دی جاتی ہیں اُس فوج میں تمام افسر ترک ہوتے تھے اور قواعد کی کتابیں فرانسیسی زبان سے جو محمد علی پاشا کے حکم سے ترکی زبان میں ترجمہ کر دی گئی تھیں۔ خدیو کی فوج میں صرف ایک انگریزی لفظ "مارچ" ابتک مستعمل ہے۔

سوڈانی پلٹنوں میں بھرتی ہونے والوں میں مصریوں کے مقابل انگریز افسروں کی جستجو سے ایک چالاک پائدار صابر اور مطیع سپاہی بن گیا ہے۔ مگر ہر چند کہ سوڈانی سپاہی کے مقابلہ میں ویسا ہے جیسا کہ پنجابی اور سکھ سپاہی کے مقابلہ میں مدراس کا تلنگا۔ سوڈانی حبشی لڑائی کے لئے ایک نہایت مضبوط اور کارآمد حیوان ناطق ہے۔ اور عرب کے خون کی آمیزش نے جو مشرقی سوڈانیوں کے رگ و ریشہ میں بالعموم پایا جاتا ہے اس کی قابلیت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ سوڈان کے نامی عرب قبائل بگارا جاہلین وغیرہ جو ابتدا عرب سے ہجرت کر کے آئے تھے در دیشوں کی فوج کا فخر اور مہدی کے جھنڈے کے پیرو ہیں۔ لیکن وہ فرنگیانہ پوشاک اور سخت قواعد سے متنفر ہیں۔ وہ اپنی طرز میں تلوار و نیزہ سے لڑائی کرنے کو پسند کرتے ہیں اسلئے خلیفہ نے بندوقوں سے اپنے حبشی سپاہیوں کو مسلح کیا ہے۔ جن کو جہادیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو فوج آئین کی طرح مختلف دستوں میں منقسم ہیں سوڈانی سپاہی شلاک دینکا اور دیگر حبشی قبائل کے لوگ ہیں جو نیل ابیض کے سواحل پر آباد ہیں۔ وہ مصر میں غلاموں کی حیثیت میں آتے تھے اور پہلے مصری سپاہ میں داخل کئے گئے تھے جنہوں نے قیام و سہلا [illegible] سپہ سالار کے سامنے ہتھیار رکھدیئے تھے۔ اُن میں سے کئی شخص درویشوں کی فوج میں سے بھی بھاگ کر آئے ہوتے ہیں مدت العمر کے لئے بھرتی کئے گئے ہیں اور قریبا سب بیاہے ہوئے ہیں۔ اُنکی بیویوں کے لئے ساتھ ہی جھونپڑیوں کی قطاریں بنی ہوئی ہیں +

ان پلٹن کے سپاہی بھی مدراسی پلٹنوں کی طرح اکثر متاہل ہیں۔ مگر برخلاف مدراسی فوج کے ان بیویوں کی جنگی طاقت میں تاہل کچھ حارج نہیں ہوتا۔ حبشن اپنے خاوند کے لئے کھانا تیار کرتی۔ اُس کی [illegible] اور کوچ کیوقت اسکا اسباب اٹھاکر ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ حبشیوں کا در اصل کوئی مذہب [illegible] اسلئے مسلمان ہیں۔ کہ ابتدا مسلمانوں کے تصرف میں آگئے۔ انکا افسر اُن کا خدا ہے

کپ اُنکا وطن ہے۔ اور فوجی علم اُنکا معبود ہے۔ ان لوگوں میں اسقدر سپاہیانہ اوصاف ہیں کہ افسوس ہے کہ ہماری پاس سلطنت کے گرم حصص میں اس طرح کی اور فوجیں موجود نہیں ہیں۔ پچاس برس ہوئے جزائر غرب الہند میں ہمارے پاس پانچ چھ رجمنٹیں انہیں لوگوں کی تھیں۔ مگر اب وہ بتدریج گھٹتی گھٹتی دو رہگئی ہیں۔ ڈچ لوگوں نے ۱۸۷۲ء میں جب قصبہ المینا (واقعہ گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ) انگریزوں کے حوالے کردیا تھا۔ اور انہوں نے اپنی حبشی پلٹنیں جو وہاں موجود تھیں جنگ آچین کو بھیجدی تھیں تو آچینی لوگ اُن سے اس قدر ڈرتے تھے کہ یورپین افواج کا اُن کو اتنا خوف نہیں تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سوڈانی پلٹنوں کے سپاہی ضعیف العمر ہوتے جاتے ہیں۔ اور اُن کی جگہ نوجوان سوڈانی بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ کیونکہ درویشوں نے سوڈان میں سے بھرتی کئے جانیکو بند کردیا ہوا ہے۔ مگر اسکے فتح کرلینے سے ہمیں ایک نہایت شاندار کھیت نوجوانوں کے بھرتی کرنیکا ملجائیگا اور یہی فتحیابی۔ سو یہ چند دنوں کی بات ہے۔ کیونکہ منبع نیل کے قریب یوگنڈا اور دہانہ نیل پر مصر ہمارے قبضہ میں ہے پس درمیانی ملک کا فتح کرلینا کوئی مشکل بات نہیں۔ نیل میں ہمارے مسلح سٹیمروں کے پہنچنے کی دیر ہے کہ مشرقی سوڈان فی الفور مفتوح ہوجائیگا"

سوائے اس آخری بیان کے ہمیں مضمون نویس سے اور سب طرح سے کلی اتفاق ہے۔ مگر یہ اختلاف بھی صرف ہماری ہی طرف سے نہیں ہے بلکہ اُسی کے اکثر بھائی بند جو بڑے مدبر اور جہاندیدہ ہیں۔ اندیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ جولاہے کی کتیا کی طرح سے سوڈان کو فتح کرتے کرتے انگریز کہیں اس ساری مصری فوج کو جس کی درستگی پر اُنہیں اس قدر ناز ہے کٹوا دینے کے علاوہ اپنی بھی ایک معتدبہ فوج ضائع کراکر ملک مصر کو بھی درویشوں کے لشکر جرار کا آماجگاہ نہ بنادیں۔ نویسندہ مضمون نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ وہی مصری جو فوج میں بھرتی ہونے کے نام سے بیچاس ہوتے تھے ابراہیم پاشا اور اُسکے فرانسیسی افسروں کی محنت و تربیت سے اشجع زمانہ بن گئے۔ مگر عکاشیہ کی پچھلی جنگ نے ثابت کردیا ہے کہ انگریزی افسروں کو مصریوں کی بزدلی ہٹانے اور اُنکو کارآمد سپاہی بنانے میں ویسی کامیابی نہیں ہوئی جیسی کہ مندرجہ بالا مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے وہ ابھی تک ویسے ہی بودے ہیں۔ جیسے کہ عربی کی بغاوت یا سوڈان کی پہلی جنگ کے وقت تھے۔

ہفتہ مختتمہ ۶ جولائی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۲۹ جون (بغاوت کریٹ) جارج پاشا سموس کا شہزادہ کریٹ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ سابق عیسائی کو یقین ہے کہ جزیرہ میں انتظامات فساد بہت جلد ہو جائیگا دور علاقوں میں گورنروں کے جلد جلد تبدیل کردیئے جانے سے عموماً حیرانی پیدا ہوتی ہوگی۔ مگر یہ بھی اعلیحضرت سلطان المعظم کی ایک نہایت گہری حکمت عملی ہے جسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ بہر حال عیسائی دول تو خوش ہوگئی ہونگی کہ انکا ایک مطالبہ تو پورا کیا گیا۔ مگر جارج صاحب بھی وہی کرینگے جو کاراتھیوڈوری پاشا نے کیا تھا۔ آخر الذکر گورنر کو تبدیل ہوئے ابھی صرف دو تین مہینے ہی ہوئے ہیں۔ یعنے پچھلے پانچ چھ برسوں میں صرف دو تین مہینوں کے لئے ایک مسلمان گورنر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

روما۔ یکم جولائی۔ (داخلیین یعنی) ڈیوک سرمونٹیا نے دارالوکلا میں کل بیان کیا کہ گرین بک کی اشاعت کے متعلق واقعات سے اٹلی اور انگلستان کے تعلقات کی عمدگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ دونوں ملکوں کی ایک مشترکہ دشمن (یعنے درویش) کی برخلاف کارروائی کرنے سے اور زیادہ گہرے ہوگئے ہیں ٭

سرحد طرابلس پر فرانسیسی نقل وحرکت کے متعلق بیان کیا کہ اٹلی جیسے رزم داران کے ملحقہ علاقہ میں حالت موجودہ قایم رکھے گی ٭

ایضاً۔ (قبضہ کسالا) مارکوئیس روڈ نی وزیر اعظم اطالیہ نے ڈیوک آف سرمونٹیا کی تقریر کے مطابق تقریر کی اور بیان کیا کہ مصری سودان میں اطالیہ کے جائز اغراض کی حفاظت کے لئے کسالا پر قابض رہنا ضروری ہے ٭

ایضاً۔ یکم جولائی۔ (بغاوت کریٹ) جارج پاشا جدید گورنر کینیا پہنچ گئے ہیں۔ عیسائی وکلا مجلس پارلیمنٹ میں حاضر ہونے سے انکار کرتے ہیں ٭

لنڈن۔ ۲ جولائی (مہم سواکن کا خرچہ اور اخبار ٹائمز) لارڈ ہملٹن نے اکسفورڈ یونیورسٹی کے انڈین انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے موقعہ پر جو تقریر کی تھی اخبار ٹائمز اُس کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی افسوس ظاہر کرتا ہے کہ لارڈ صاحب کے اقوال اُنکے افعال کے برخلاف ہیں۔ جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ ولایت کی پولیٹکل ضروریات کے سامنے ہندوستان کے مفاد و اغراض کو انگلستان بالکل بالائے طاق رکھدیتا ہے۔ اسکے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے کہ سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ گورنمنٹ ہند کے اعتراضات کے باوجود مہم سواکن کا خرچہ خزانہ ہند پر ہی ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے ٭

لنڈن ۳ جولائی (آخری فیصلہ) کاغذات متعلقہ سواکن شب گذشتہ پارلیمنٹ میں پیش کئے گئے۔ لارڈ ہملٹن کا مراسلہ مورخہ ۱۴ جون جو وائسرائے کے مراسلہ کے جواب میں لکھا گیا ہے یہ اصول قایم کرتا ہے کہ جب انگلستان یا ہندوستان کو ایکدوسرے کو عارضی طور پر فوج عاریت لینے کی سخت ضرورت آپڑے تو تابہ امکان وحتی الوسع یہ امداد فی الفور دی جانی چاہیے۔ اسکے بعد مراسلہ مذکور میں تحریر ہے کہ ہندوستان کا اس سے بڑھکر کوئی انٹرسٹ نہیں کہ انگلستان سے آمدورفت کیلئے

ایک محفوظ اور نزدیک ترین راستہ قائم رکھا جاوے - اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اس بد ملک کے لئے مصر میں مضبوط اور مستقل
اور زبردست حکومت قائم رکھنی باشد ضروری ہے - اور کہ موجودہ کارروائیں اُس پالیسی کا اہم جزو ہیں جو مصر کی موجودہ حالت
کی وجہ سے گورنمنٹ انگلشیہ پر لازمی ہو گئی ہے - بنا بریں اس پالیسی کی تائید کرنا ہندوستان کا ضروری اور خاص فرض ہے
مگر ہندوستان سے صرف یہی چاہا گیا ہے کہ وہ اپنی تھوڑی سی فوج عاریتاً دیدیوے کوئی زائد مالی بوجھ اُسکے سر پر نہیں
ڈالا گیا - ہاں اگر فوجوں کو اس موسم کے بعد بھی سوڈان میں رکھنے کی ضرورت ہوئی تو ہندوستان کے ذمہ اخراجات کے
کسی جزو کے ڈالنے کے مسئلہ پر بہبودی بارہ نہایت ہی احتیاط سے غور کیا جاویگا - یہ نظیر جواب قائم کی گئی ہے وہ صرف تھوڑی
تھوڑی فوجوں کے تھوڑے تھوڑے عرصوں کے لئے ایسے مقاصد کیواسطے جن میں ہندوستان کے بھی اہم اغراض
وابستہ ہیں عاریتاً لئے جانے کے متعلق ہوگی - اب سوماسا میں چونکہ ہندوستان کا کوئی خاص تعلق نہیں تھا - اسلئے
ہندوستان سے جو فوج وہاں بھیجی گئی تھی اُسکا کوئی خرچ ہندوستان سے نہیں لیا گیا + مگر یہ قاعدہ سوا کم کے
متعلق نہیں برتا جا سکتا - لارڈ موصوف کا مراسلہ کئی طرح سے نہایت قابل غور ہے ایک تو یہ کہ جو حجت اختیار کی گئی ہے
اُس حجت کو اخبارات نے درست مانکر ثابت کر دیا تھا کہ ہندوستان پر یہی خرچ دینے کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا - ٹائمز وغیرہ
اخبارات نے پہلے ہی یہ کہہ رکھا تھا گو گورنمنٹ برطانیہ نہر سویز پر یہ دے سکتی ہے کہ ہندوستان کیلئے اس کی آمد و رفت کو محفوظ
رکھنا ضروری ہے - اور اس نہر کی خاطر چونکہ مصر پر قبضہ ہوا - قبضہ کی بدولت سوڈان کا جنگ پیش آیا - اسلئے ہندوستان
خرچ اور فوج دے - مگر اخبارات مذکورہ نے نہایت دیانتداری سے گورنمنٹ کو جتلا دیا کہ نہر سویز سے اکیلا ہندوستان ہی
مستفید نہیں ہوتا - بلکہ سیلون - ہانگ کانگ - اور تمام آسٹریلیا بھی مگر ان نو آبادیوں اور مقبوضات سے ایک سپاہی یا ایک
حبہ تک کبھی نہیں لیا گیا - دراصل ایک اس نہر سویز کی حفاظت کے لئے عدن میں جو زبردست فوجی چوکی قائم ہے اُسکا تمام
خرچ بالمدام ہندوستان کے ذمہ ہے - ان اعتراضات کا جواب مطلقاً کوئی نہیں دیا گیا - دوسرا امر قابل غور اس موسم کے
بعد بھی دیسی افواج کا سوڈان میں رہنے کے امکان کا احتمال ہے - لارڈ سالسبری صاحب تو فرماتے ہیں کہ فقط ایک موسم تک
پیش قدمی ہوگی - اور ضعیف ہے اس سال کوئی بڑی جنگ نہیں کی جاویگی - اور لارڈ ہملٹن صاحب ۱۸۹۶ء میں بھی ہندوستانی
فوج کا سوڈان میں رہنا ممکن بتلاتے ہیں - جسکا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ سوڈان کو اب فتح کئے یا خود شکست
کھائے بغیر نہیں چھوڑا - ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انگریزی گورنمنٹ کو کون چیز ایسی حل و دشمنی اور ایک حد سے گزر کے تفتیش پیمائی
کرنے پر مجبور کرتی ہے + ہندوستان کے اغراض و مفاد کی حفاظت بھی ایک عجیب تمسخر ہے مگر خلوص عقیدت اور
سچی لائیلٹی ہمیں خاص اس بارہ میں زیادہ لکھنے سے مانع ہے - اس فیصلہ سے ہندوستان کے سرکاری حلقوں
میں بھی سخت ناراضگی پھیل گئی ہے + ایڈیٹر)

انلٹن ۲ - جولائی (بغاوت کریٹ) جزیرہ کے مغربی علاقہ میں ابھی تک لڑائی بدستور جاری ہے - سفرا یورپ کا خیال ہے

کہ جب جزیرہ میں عبد اللہ پاشا کو بطور فوجی گورنر جزیرہ موجود رکھا گیا۔ تو عیسائی گورنر کا تقرر محض فضول ہے کیونکہ فوجی گورنر کا مرتبہ ملکی گورنر سے بڑا ہے۔ مسئلہ آرمینیا کی طرح سفارتوں دخل دینے لگا۔ سفیر انگلستان۔ کیونکہ دوسرے سفیر بیچارے تو فقط تماشا دیکھنے والے ہیں۔ لگے اب پھر بکنے اور محال طلبی شروع کرنے جیسے کہ گورنر کے تقرر کے لئے شور برپا کر رکھا تھا۔ اس وقت کیا یہ نہ وجہ تھا کہ اب یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوا مشتیکہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خویش باید زد۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا یہ عیسائی ایلچی۔ دیانتداری۔ دیانت۔ عدل و انصاف۔ لحاظ و مروت اور ادب و تمکنت کو بالکل خیرباد کہہ چکے ہیں۔ خود ہی خبریں بھیج رہی ہیں۔ کہ عیسائی نہ صرف مسلمان رعایا کو قتل کر رہی ہیں۔ بلکہ امپیریل فوجوں سے بھی اکثر مقامات پر لڑائی کر رہے ہیں اور بقول حضرات موصوف ترکوں کو شکست پر شکست دے رہے ہیں اور ایسے خود سر اور متمرد ہوگئے ہیں کہ عیسائی ممبران پارلیمنٹ پارلیمنٹ میں حاضر نہیں ہوتے۔ تو ایسی صورت میں بھی اگر فوجی جرنیل مسلمان نہ رکھا جائے تو کیا سرغنہ باغی کو سلطان المعظم سپہ سالار بنا دیں (ایڈیٹر)

لنڈن ۹ جولائی وادی نیل میں (یعنی وادئ صعید میں) فقط سول آبادی میں ہیضہ پھوٹا ہے۔ فوجی آبادی محفوظ ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اخبار المؤید مصری رقمطراز ہے کہ بہت سے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور فرانس نے اطالین اور انگریزوں کے برخلاف حبشیوں اور درویشوں سے سازش کی ہے۔

فرانسیسی علاقہ ابوک کے راستہ سے روس اور فرانس حبشیوں اور درویشوں کو ہتھیار روانہ کرتے ہیں پہلے ان ہتھیاروں کو حبشی لیتے ہیں اور پھر ہدیہ اور تحفہ کے نام سے مہدی کو روانہ کرتے ہیں یوں ہنری مارٹینی بندوقیں اور عمدہ اسلحہ حبشیوں اور درویشوں کے ہاتھ لگتے ہیں۔

مصر کی سرحد پر مہدی کے انتقال کی خبر زور سے مشہور تھی۔ پر اب اس کی تکذیب کی گئی ہے۔

حلب میں ۲۰ آرمینیوں کے پاس سے ایک صندوق پکڑا گیا جس میں بغاوتی خطوط بھرے ہوئے تھے مجرموں نے اقرار کیا کہ یہ خطوط انگریزی سوسائٹی نے شائع کرنے کے لئے ہمیں دیئے ہیں۔ ہم فقط مزدور ہیں۔ زیتون میں اس کی تحقیقات ہوئی انگریزی اور روسی سفیروں کے علاوہ دو اور سفیر بھی شامل تھے۔ روسی سفیر نے داعیین بغاوت سے پوچھا کہ کیا تم عثمانی نہیں اس پر سفیر کے کلام کو قطع کر کے ان لوگوں نے جواب دیا ہم عثمانی نہیں ہیں ہم انگریز ہیں۔ اس پر انگریزی سفیر ان باغیوں پر آگ بگولہ ہوگیا۔ اور ایک شخص کو طمانچہ کھینچ مارا۔ انگریزی سفیر کی یہ حرکت حاضرین مجلس کو بہت بری معلوم ہوئی۔ آخرش روسی سفیر نے کہا ہم کو فقط تحقیقات کرنا چاہیئے نہ مار دھاڑ اور گالی گلوچ۔

اس ہفتہ بھی سوڈان سے کوئی خبر جنگ جدال اور معرکہ آرائی کے متعلق موصول نہیں ہوئی۔

اخبار پاؤنیر مخبر ہے کہ سوڈان کی جنگی کارروائیاں ڈنگولہ پر قابض ہو جانے پر ختم ہو جائینگی اور اس سال مہدی کے برخلاف کوئی بڑی جنگ نہیں کی جاویگی۔ جس سے امید پڑتی ہے کہ دیسی افواج کا کچھ حصہ موسم سرما کے شروع میں سواکن سے ہندوستان کو واپس آجائیگا۔ لارڈ سالسبری صاحب بھی اپنی تقریر میں یہی بیان فرماتے ہیں بمبئی کا اخبار ٹائمز لکھتا ہے کہ مہم سوڈان غالباً اور فوج ہندوستان سے سوڈان کو بھیجی جائیگی۔

مسٹر جان مارلے ممبر پارلیمنٹ اور لبرل فریق کے معتمد رکن نے مہینہ گذشتہ کو مہم سوڈان کے برخلاف بمقام لیڈز ایک دھواں دھار اور برجستہ اور مدلل تقریر کرکے گورنمنٹ کو مطعون کیا کہ باوجود متواتر وعدوں کے مصر کو خالی نہ کرنا صریح بے ایمانی ہے گورنمنٹ کو بیلجیم لاء ڈر کر مرجانا ہے اپنی انگلیوں پر نچا رہا ہے۔ سب سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ گورنمنٹ کا دعویٰ ہے کہ وہ مصر کی مالی حالت کی درستی اور فلاحین کی خوشحالی کو تیقن کرنے کے لئے مصر پر متصرف ہے مگر اس جنگ سے وہ نہ صرف گورنمنٹ مصر کا ہی دیوالہ نکال رہی ہے۔ بلکہ رعایا کو قحط اور تنگ حالی کے مصائب میں مبتلا کر رہی ہے۔ کیونکہ مہم کی وجہ سے تمام اجناس کا نرخ قحط کی شرح تک پہنچ گیا ہے۔ اور غربا نہایت عسرت سے گذارا کرتے ہیں۔ اسکے بعد صاحب موصوف نے ہندوستانی افواج کا خرچ ہندوستان کے خزانہ سے لئے جانے کی سخت مخالفت کی اور لارڈ سالسبری صاحب کو اُن کے یہ فقرات یاد دلائے جو جنگ حبش کے موقعہ پر انہوں نے سنہ ۶۷ء میں پارلیمنٹ میں کہے تھے

"میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ہندوستان کو مشرقی سمندوں میں ایک انگریزی چھاؤنی تصور کر لیا جاوے کہ جب ضرورت ہوئی بغیر کسی معاوضہ دینے کے منتخب فوج وہاں سے منگوا لی۔ تمام فوجی حکام ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ وہاں گورنمنٹ نے جس قدر فوج رکھی ہوئی ہے اس ساری کو امن و حفاظت ملک کے لئے وہاں رکھنا ضروری ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو وہاں سے فوج کا منگوانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اور اگر زیادہ عرصہ کے لئے وہاں سے فوجیں منگوا لینے میں کوئی ہرج نہیں واقع ہوتا تو ہندوستانی آبادی کو زائد فوج کے خرچ سے زیر بار کرنا سخت نامناسب ہے" خرچ کے بارے میں مدلل بحث کرنے کے بعد مسٹر موصوف نے پھر مہم سوڈان کی طرف توجہ منعطف کرکے ارشاد فرمایا "گورنمنٹ نے اُسکے ضروری ہونے کی نسبت کوئی وجہ موجہ ظاہر نہ کی۔ پس یا تو وہ کوئی وجہ معقول بتلائے یا اس صریح غلطی پر مُصر رہنے سے باز آئے اور وہاں سے واپس ہٹ آئے"۔

شہنشاہ آسٹریا نے یکم جون کو بمقام بوداپسٹ اہالی شہر کے ایڈریس کے جواب میں منجملہ دیگر امور بیان کیا کہ سلطان المعظم کے شہزادہ فرڈیننڈ کو باضابطہ حکمران بلگیریا تسلیم کر لینے سے ریاست ہائے بلقان کا امن بخوبی متیقن ہو گیا ہے۔ ترکی صوبجات بوسینیا و ہرزیگوینا نے گورنمنٹ آسٹریا کے زیر انتظام قابل تعریف ترقی کر لی ہے۔ چند برسوں سے وہاں کی آمدنی اخراجات کو مکتفی ہوتی ہے اور سنہ ۹۱ء میں بھی وہ برابر اپنا خرچ اپنی آمدنی سے پورا کر سکیں گے۔ مگر یہ نہ بتایا کہ اُن کو کب خالی کرکے سلطان المعظم کے حوالہ کر دیا جاوے گا؟ اے عیسائی

غاصبین! تم سے خدا سمجھے!!!

میجر ہنٹر کوک جنہوں نے فتح ذرکت کے بعد فوراً ہی ڈبل کوچ کر کے مقام سوار وہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا اٹیل بنائے گئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس لڑائی میں درویشوں نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر مصری فوج کی ثابت قدمی اور رائفلوں اور بندوقوں کی آتشباری کے سامنے ٹھیر نہ سکے انکے اکثر افسر قتل ۲۷۵ اسیر اور بے تعداد مجروح ہوئے۔ مگر مصر کا اخبار المؤید اس فتح پر خوشی کا اظہار کرنے کے بعد تیا سا لکھتا ہے کہ مقتولین و مجروحین میں قدیم درویش یا ہی نہیں ہونگے بلکہ رعایا کے آدمی۔ اور غالباً انگریز فساپنی نیکنامی کے لئے (جیسے کہ ہندوستان کے پادری اپنی کارگذاری دکھلانے کے لئے اپنی رپورٹوں میں چوہڑے وغیرہ کمین قوم کے نو مسیحیوں کو شریف ہندوستانی ظاہر کرتے ہیں) غریب دہقانوں کو گرفتار کر کے درویش ظاہر کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ذرکت اور سوار وہ میں تا عین کو بکثرت رائفلیں نیزے - ۳۰۰ سو گدھے - ۷ گھوڑے اور ۱۶۰ اونٹ بطور غنیمت ہاتھ آئے ❊

خلیفہ عبد اللہ نے خلیفہ شریف سے صلح کر لی ہے - جو ایک زبردست فوج لے کر عبد اللہ تعائشی کی مدد کے لئے خرطوم کو آرہا ہے ❊

خلیفہ سنا جاتا ہے کہ ڈنگولہ کی مدد کے لئے ایک جرار فوج روانہ کی ہے - انگریزی اخبارات لکھتے ہیں کہ خلیفہ بالکل مفلس اور قلاش محض ہے۔ اور درویشوں کے پاس سامان رسد مطلقاً موجود نہیں - مگر سواکم کے عرب سوداگر اس کے برخلاف بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ بہت متمول اور دولتمند ہے - اور درویشوں کے پاس سب طرح کا سامان کافی ہے ❊

ولایت کے اخبارات راوی ہیں کہ خلیفہ کو جب ذرکت کی شکست کی اطلاع پہنچی تو وہ بالکل مبہوت ہوگیا اور آدھ گھنٹہ تک داڑھی کے بال نوچنے کے سوا اور کوئی کام نہ کر سکا - سنٹرل نیوز ایجنسی مخبر ہے کہ گورنمنٹ نے موسم سرما میں سوڈان کو دس یا پندرہ ہزار فوج انگلستان سے بھیجنے کا فیصلہ کر دیا ہے اور یہ فوج حکم پہنچتے ہی میدان جنگ کو روانہ ہوجاویگی - اور یہ تیسری خبر ہے جو لارڈ سالسبری کی تقریر کے برخلاف ہے ❊

المؤید راوی ہے کہ خدیو مصر نے سردار کچنر پاشا کو فتح ذرکت میں جو تار مبارکباد بھیجا تھا - اس کا جواب سردار موصوف نے نہایت بے اعتنائی سے صرف چند ایک خشک لفظوں میں دیا ہے - جس سے تمام ملک میں نہایت رنج پیدا ہو گیا ہے ❊

فرانسیسی سفیر متعینہ ایتھنز نے یونانی رعایا کی شورش اور جوش کو دیکھکر گورنمنٹ یونان کو متنبہ کر دیا تھا کہ رعایا کی خوشنودی کو ملحوظ رکھکر اگر تم نے کریٹ کو جہاز بھیجنے کی جرأت کی تو ترکی گورنمنٹ جو ہر کام کو اس وقت تیار ہے۔ بالضرور یونان پر حملہ کر دیگی - جس کا نتیجہ یونان کے حق میں اچھا نہ ہوگا - گورنمنٹ مذکور نے کمال

...نا بدانائی سے اس شفقانہ نصیحت کو قبول کر لیا اور اپنے بُرے ارادوں سے باز آگئی +

...ائمز لکھتا ہے کہ سمرنا کساہ ریلوے پر کردوں نے بیشمار ارمنی مزدوروں اور کئی انگریز فرانسیسی اور جرمنی ایجنسیوں کو ...ل کردیا ہے مگر بابعالی اس بیہودہ خبر کی باضابطہ تردید کرتا ہے +

...ول یورپ کی درخواست کے جواب میں باب عالی نے لکھا ہے کہ سردست زیتون میں عیسائی گورنر مقرر ...ا فساد کا موجب ہوگا۔ جب وقت دوسرے صوبوں کے لئے عیسائی گورنر تجویز ہونگے۔ اُس وقت صوبہ زیتون کے ...سطے بھی کوئی عیسائی گورنر مقرر کیا جاویگا +

...ین ترکی طلباء احمد حسن حسین کو جو پیرس میں ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ ہز ایکسیلینسی منیف آفندی ...کی سفیر متعینہ پیرس کی شان میں نامناسب الفاظ لکھنے کے جرم میں فرنچ پولیس نے گرفتار کرنا چاہا۔ یہ دو پکڑے گئے ہیں اور ...حقیقات کے لئے قسطنطنیہ بھیجے گئے ہیں۔ تیسرا مصر کو بھاگ گیا +

...اہرہ کے لبرل ترکوں کی بدذاتی کی ایک نہایت حیرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے۔ قاہرہ کے مشہور ہفتہ وار اخبار ...لنیل کا سب ایڈیٹر محمد ولی الدین بیگ اور اُس کا اسسٹنٹ علی بیگ آفندی دارالخلافہ جانے کے لئے ...کندریہ پہنچے۔ جہاز کی روانگی میں ایک آدھ دن کا وقفہ تھا وہ ہوٹل میں جا ٹھیرے۔ دونوں دوست کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عزت بیگ لبرل ترک جو خدیو کے دیوان کا رکن ہے چند مسلح ساتھیوں کو لیکر ہوٹل میں آگیا مالک ہوٹل کے اطلاع کرنے پر ولی الدین نے کمرہ کا دروازہ بند کرلیا۔ مگر حملہ آور دروازہ کے توڑنے پر آمادہ ہو جانے سے مجبوراً ...ھولدیا۔ عزت بیگ نے اندر آتے ہی ولی الدین کو مغلظات سنانا اور علی بیگ کو مکوں اور ٹھوکروں سے مارنا شروع ...ردیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد علی بیگ کو دو آدمیوں کے ہمراہ خدیو کے محل راس التین کو بھیجدیا۔ اور ولی الدین سے قتل کردینے کی دھمکی دیکر معاہدہ لکھوالیا کہ النیل میں آئندہ لبرل ترکوں کی مخالفت یا تائید میں کوئی مضمون شایع نہیں ہوگا۔ اور نعوذ باللہ منہا یہ کہ سلطان المعظم خائن اور غاصب ہیں۔ اقرارنامہ لکھوالینے کے بعد اُسنے ولی الدین کو فوراً قاہرہ واپس چلے جانیکا حکمدیا۔ اور دھمکی دی کہ اگر تُمنے قسطنطنیہ جانیکا ارادہ کیا تو اسکندریہ کے بندر تک پہنچنے سے پہلے قتل کردیا جاویگا۔ چنانچہ وہ بیچارا اسی وقت قاہرہ کو واپس چلا آیا۔ تیسرے دن علی بیگ بھی قاہرہ آگیا اور بیان کیا کہ پہلے دن مجھے محل راس التین میں لے گئے اور چند گھنٹہ وہاں رکھکر ہوٹل میں واپس لے آئے

دوسرے دن علی الصباح خدیو کے محل منتزہ لیگئے اور وہاں ۲۴ گھنٹے مجھے نظر بند رکھا اور کہتے رہے کہ مجھے خدیو کے روبرو پیش کیا جاویگا۔ مگر آخرکار ڈاکٹر اسمعیل ابراہیم خدیوی طبیب کے سامنے پیش کیا یہ شخص مدرسہ طبیہ شاہانہ قسطنطنیہ سے خارج کیا گیا ہوا ہے اور لبرل ترکوں کے سرگروہوں میں سے ہے۔ اُس نے مجھے سلطان المعظم کی حمایت اور لبرل ترکوں کے مخالف لکھنے پر سخت تہدید کی اور آخر میں مجھے یہ دھمکی دیکر رہا کردیا

کہ آئندہ کبھی تُونے کوئی کلمہ نوبار پاشا کے برخلاف منہ سے نکالا یا لکھا تو فوراً پاگلخانے میں بھیجدیا جائیگا۔ اس بارہ میں مفصل عرضداشت خدیو کی خدمت میں ارسال کی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معاملہ کی خبر لارڈ کرومر کو پہنچ گئی تو انہوں نے خدیو کو اس کے ملازمان خاص کی اس زیادتی پر چشم نمائی کی اور ان لوگوں کو سزا دیئے جانے کیواسطے تاکید کی جن میں سے ایک موقوف ہوچکا ہے۔ علی بیگ لارڈ کرومر ہی کی خفگی آمیز مراسلت پہنچنے پر پاگل بنایا گیا تھا۔ المنبل نے جو اپنا یہ دردِ قصہ لکھا ہے اس سے تو یہ مترشح نہیں ہوتا کہ خدیو نے نوبار پاشا کی توہین کی یا اسے جا سینہ زوری کرنے کی جرأت دلائی ہو مگر ثابت کئے بغیر اس سے خدیو کی سازش کا پتہ ملتا ہے ہماری رائے میں گو خدیو کی خدمت میں ایسے نمک حرام باغیوں کی موجودگی ضرور اشتباہ پیدا کرتی ہے۔ مگر جبتک ٹھیک ٹھیک تصدیق نہ ہو اس پر یقین کرنا ہرگز مناسب نہیں ۔

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مطبوعہ ۷ جولائی ۱۸۹۶ء

{ دُوَل یُورپ اور مصر }

کچھ عرصہ ہوا ہمنے ایک ایڈنگ آرٹیکل میں تحریر کیا تھا کہ مسئلہ مصر کی طرف دُوَل یورپ کی طاقتوں کو زار روس کی تاجپوشی سے پہلے متوجہ ہونے کا موقعہ نہیں ملیگا۔ البتہ گورنمنٹ روس اس سے فارغ ہوتے ہی ضرور اس معاملہ کی طرف توجہ کریگی کیونکہ انگریزی قبضہ مصر سے نہ صرف اسکا دوست فرانس اور ٹرکی ہی ناخوش ہیں بلکہ خود اس کو بھی کئی ایک پولیٹیکل وجوہات سے مصر میں انگریزوں کا اقتدار ناگوار ہے ۔

چنانچہ ۲۹ جون کی تاربرقی سے جسے ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار میں درج کرچکے ہیں ہمارے اس قیاس کی پوری تصدیق ہوگئی ہے۔ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ پیرس لکھتا ہے کہ روس مسئلہ مصر کے تصفیہ کے لئے سلسلہ جنبانی کرنیوالا ہے۔ اور یہ تجویز پیش کریگا کہ مصر سے انگریزوں کو خالی کراکر کل دُوَل عظام کی زیر نگرانی خود مختار رکھا جاوے اسوقت ہم تجویز مذکور کے حسن و قبح پر بحث کرنا نہیں چاہتے جو صاف ظاہر ہے کہ موجودہ صورت سے بھی زیادہ خطرناک حالت پیدا کرنے کی موجب ہوگی بلکہ سردست یہ جتا دینا چاہتے ہیں کہ انگریزوں کے قبضہ مصر پر شیر ہو اور اس کو اُس کے اصلی حقدار کے سپرد نہ کردینے سے کسقدر سخت مشکلات پیدا ہونے والی ہیں۔ اور روس انگریزوں کی اس حکمت عملی کو کیسی بُری نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔ انگریزوں سے یہ امید رکھنا بالکل فضول ہے کہ وہ از خود کبھی مصر کو خالی کردیں گے۔ یا حتی الوسع سلطان کے مغصوبہ حقوق میں سے ایک کو بالکل کو واپس کردینے پر آمادہ ہونگے بلکہ بخلاف اسکے اسوقت جسقدر خطرہ سلطنت عثمانیہ کو انگلستان سے پہنچنے کا احتمال ہے وہ کسی دوسری سلطنت سے ہرگز نہیں۔ ہم اس بحث کو بالتفصیل چند گذشتہ پرچوں میں درج کرکے معتبر طور پر ثابت کرچکے ہیں

کہ انگلستان گو کبھی کسیوقت ٹرکی کا دوست رہا ہو۔ مگر اب ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر اسکا شمار عثمانیوں کے جانی دشمنوں کے ذیل میں کیا جائے تو راستی سے بعید نہ ہوگا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جبکہ اسبات کے مزید ثبوت بہم نہ پہنچتے ہوں۔ آرمینیوں کی شورش کی نسبت تحقیق ہو چکا ہے کہ یہ سب فساد انگریزوں کا برپا کیا ہوا تھا اور اب بھی۔ جیسا ناظرین کو اسلامی خبروں کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ انگریز آرمینیوں میں بغاوت پھیلانے کے لئے اپنے پرانے ہتھکنڈوں سے کام لے رہے ہیں۔ یہ فتنہ پردازیاں اگر چند مفسد طبیعت انگریز پادریوں اور مفسدین کی طرف سے کیجاتیں تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی۔ مگر افسوس اور تعجب تو یہ ہے کہ خود انگریزی گورنمنٹ متواتر کئی برسوں سے سلطنت عثمانیہ کی عیسائی اور عرب رعایا کو زر و نقد و اسلحہ سے درپردہ امداد دیکر طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے بغاوت پر آمادہ کر کے سلطان کی طاقت کو کمزور کرنے کی مسلسل اور لگاتار کوشش کر رہی ہے۔ سلطنت کی سابقہ کمزوری سے انگلستان نے بہت سے فائدے حاصل کئے۔ کئی ایک مقبوضات سلطانی پر بغیر کسی لڑائی بھڑائی اور خرچ کے مفت میں قبضہ کر لیا تھا۔ تجارتی اور پولیٹیکل رعایات حاصل کر لیں اور ایک طرح سے وہ کل سلطنت عثمانیہ کا مالک بن بیٹھا تھا۔ جب سلطان نے اپنی طاقت سنبھالنی شروع کی تو انگلستان نے وہ ناجائز فائدہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر جو سلطنت ٹرکی کی کمزوری کے باعث اُسے پہنچ رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے رستہ میں طرح طرح کی مشکلات پیدا کرنی شروع کر دیں۔ اور جب ان خفیہ کوششوں اور چھپی چالوں سے اپنا مدعا پورا ہوتا نہ دیکھا تو کھلم کھلا اپنے ہتھکنڈے دکھلانے شروع کر دئے۔ اور سنہ ۹۲ء میں باب عالی سے علانیہ یہ درخواست کی کہ مصر پر ہمارے قبضہ کو باضابطہ تسلیم کرو۔ اور قبرص کی جگہ جزیرہ کریٹ دیدو۔ ہم اس تبادلہ کے لئے دو کروڑ پونڈ بھی نذر کرنے کو تیار ہیں۔ سلطان المعظم کی طاقت اگر بالکل ہی زائل ہو گئی ہوتی تو بھی ممکن نہ تھا کہ وہ ایسی بیہودہ درخواست کو منظور کرتے۔ چنانچہ اُنہوں نے اس درخواست کو بڑی حقارت کے ساتھ نامنظور کر دیا۔ جس کے عوض میں انگلستان نے آرمینیا میں خود ہی فساد برپا کر کے سلطان المعظم پر بدانتظامی کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ اور بطور سابق دیگر دول عظام کی اعانت و امداد پر بھروسہ کر کے باغیوں کی حمایت پر جو اُسی کے اشاروں پر کٹ پتلیوں کی طرح ناچ رہے تھے سلطنت عثمانیہ کے ستیاناس کر دینے کی ٹھان لی۔

دول عظام نے جو انگلستان کی نیت و ارادہ سے واقف ہو گئی تھیں اسمعاملہ میں انگلستان کا ساتھ تو دیا مگر اس خیال سے کہ اُس کی فریبانہ چالوں کی تائید کی جائے۔ بلکہ محض اسلئے کہ ٹرکی کو اُس کے خطرات سے محفوظ رکھا جاوے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان نے اسمعاملہ میں کمال خفت اُٹھائی اور تمام دنیا کی نظروں میں اُسے سخت ذلیل ہونا پڑا۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس خفت اور ذلت سے کوئی اچھا سبق حاصل کرتا۔ سلطنت ٹرکی کے برخلاف اسکا غیظ و غضب اور بھی بڑھ گیا۔ اور اسنے کھسیانا ہو کر ایک طرف ٹرکی اور فرانس

اور روس کو اپنی طاقت اور شاہ نوری دکھانے کے لئے مصر میں براہ راست خود سوڈانیوں کے برخلاف معرکہ آرائی شروع کر دی اور دوسری طرف سلطان المعظم کو ان کی جہالت اور جرأت کا مزہ چکھانے کے لئے کریٹ میں فساد برپا کر دیا۔ غرضکہ اُسنے اپنی ناعاقبت اندیش چالوں سے نہ صرف گورنمنٹ ٹرکی کو بیحد بیزار کر لیا۔ بلکہ باستثنائے چند نکمے امرا زادے کے جو لبرل برٹش پارٹی کے نام سے موسوم ہیں۔ اور جن کی تعداد چالیس پچاس سے متجاوز نہیں۔ کل عثمانیہ قوم کے بچہ بچہ تک کو اپنا دشمن اور مخالف کر لیا۔ اور ایک ساری کی ساری قوم کی مخالفت جو برے نتائج پیدا کر سکتی ہے وہ سمجھدار لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ ادہر انگلستان کے موروثی دشمن روس نے اُس کے وزرا کی غلط حکمت عملیوں سے پورا پورا فائدہ اُٹھا کر اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر سلطان المعظم کو اپنا رفیق اور معاون بنا لیا ہ

انگلستان معاہدہ آرمینیا کے جھگڑے سے پیشتر ٹرکی کے نمایاں دوستوں میں گنا جاتا تھا اور اُس دوستی کی حالت میں اُسنے حق رفاقت یہ ادا کیا تھا کہ ٹرکی کے مقبوضات کچھ تو اوروں کو دلا دیئے اور کچھ خود دبا لیئے۔ اور عہد نامہ برلن کی جو شرائط اُنکے حق میں مفید نہیں اُن کی طرف کبھی بھولنے سے بھی خیال نہ کیا۔ گورنمنٹ ٹرکی نے اگر کبھی ان شرائط کی یاد بھی دلائی تو اُسے آئین شائین بائین کر کے ٹالدیا۔ برخلاف اسکے روس نے جو ٹرکی کا جانی دشمن اور قدیمی بدخواہ مشہور ہے جنگ کے ختم ہونے کے بعد ٹرکی کے برخلاف خفیہ یا علانیہ کوئی کارروائی کسی قسم کی نہیں کی۔ اور مسئلہ آرمینیا کے آخری مرحلہ میں جب اُسنے اپنے آپ کو سلطان کا طرفدار ظاہر کر دیا۔ تو اُسکے ساتھ ہی دنیا کو یہ بھی دکھلا دیا کہ حق رفاقت اس طرح ادا کیا جاتا ہے۔ یعنی آرمینیا میں انگریزوں کی تمام اُمیدوں کو خاک میں ملا دینے کے علاوہ سلطان سے موافقت ہوتے ہی بلگیریا۔ یونان۔ سرویا وغیرہ کو متنبہ کر دیا کہ قومی قرضہ عثمانیہ کا جو حصہ بروئے عہدنامہ برلن تم پر عائد ہوتا ہے اُسے فوراً ادا کر دو۔ اس معاملہ میں اُسنے کسی دوسری طاقت سے استمزاج کرنے کی کچھ بھی پروانہ کر کے تن تنہا ریاستہائے متعلقہ کو اپنی اپنی ذمہ داری کے پورا کرنے کی تاکید کر دی۔ چنانچہ کل ریاستوں نے بہت جلد اور بڑی خوشی سے اپنا اپنا حصہ ادا کرنا منظور کر لیا جس سے ٹرکی کی جو کئی کروڑ کی رقم ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ اب اٹھارہ برس بعد کھری ہو گئی ہے اور عنقریب خزانہ عثمانیہ میں داخل ہو جاویگی۔ اسکے علاوہ جو حق رفاقت وہ اب ادا کرنے والا ہے گو وہ ٹرکی کے حق میں مفید ہو یا نہ ہو۔ مگر انگریزوں کیلئے سخت مشکلات اور خوفناک نتائج پیدا کرے گا۔ اور ممکن ہے کہ اس موقعہ پر سلطان المعظم بھی عملی کارروائی کر گذریں ہ

سوائے معدودے چند مدبرین اور سمجھدار لوگوں کے اعلیٰحضرت پر انکی اپنی رعایا اور باقی تمام دنیا کے مسلمان یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ آئے دن عیسائی سلطنتیں اُنکے مقبوضات پر قبضہ کئے چلی جا رہی ہیں اور وہ ہیں کہ بالکل خاموش بیٹھے ہیں ہ

سب سے بڑا اعتراض مصر کے متعلق کیا جاتا ہے کہ انگریز چودہ برس سے اُسے بلاشرکت غیرے دبائے بیٹھے ہیں

کی طرح چھپے ہوئے ہیں۔ اور اعلیحضرت انکو بیدخل نہیں کرتے۔ جس سے اسلامی خلافت و سلطنت کی دنیائے اسلام
کی نگاہوں میں کمال سبکی ہو رہی ہے اور مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ سلطنت عثمانیہ بالکل بے طاقت
ہو گئی ہے۔ جس خیال کا مسلمانوں کے دلوں میں جم جانا خلافت اور سلطنت عثمانیہ کے حق میں بہت مضر ہے۔ بیشک
بادی النظر میں یہ اعتراض نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے اور جب ان معترضین کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ
اندرونی اور بیرونی مہمات میں ایسی کچھ گرفتار ہے کہ اسے مصر، ٹیونس، مصوع، مراکو وغیرہ بلاد کے اجنبیوں کے قبضہ
چھڑانے سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ملک اور سلطنت ایسی نہیں جسے
اندرونی تنازعات اور بدانتظامیاں جیسے قضیوں سے سابقہ نہ پڑتا ہو۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جو ان کے بہانے
کی وجہ سے اپنے حقوق کے تحفظ کرنے میں اس طرح لاپروائی کرتی ہو۔ مثال کے طور پر وہ ہسپانیہ اٹلی اور انگلستان وغیرہ
کو پیش کرتے ہیں۔ معترضین کے اس الزامی جواب کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر انہیں معلوم رہنا چاہئے۔ کہ ان مذکورہ
بالا سلطنتوں کے حقوق کو دوسری عیسائی سلطنتیں غصب کرنے کی جرأت نہیں کرتیں۔ کیونکہ وہ سب کی سب عیسائی ہیں
اپنے باوجود اندرونی تنازعات اور فسادات کے انکے حقوق محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن بخلاف اسکے اسلامی سلطنتوں کو تمام دول
مسیحی ایک مشترکہ دشمن تصور کرتی ہیں۔ اگر کوئی اسلامی سلطنت کسی عیسائی غاصب سے مقابلہ کرے تو وہ باقی عیسائی سلطنتوں
کی طرف سے کبھی مطمئن نہیں رہ سکتی۔ وہ جانتی ہے کہ اگر مجھے کامیابی نصیب ہوئی تو باقی تمام عیسائی سلطنتیں مغلوب
سلطنت کی طرفدار ہو جاوینگی۔ اور اگر میدان میں مقابلہ پر نہ اتریں تو کم از کم اتنا تو ضرور کرینگی کہ مجھے فتح و کامیابی کے
فوائد سے ہرگز متمتع و مستفید نہ ہونے دینگی۔ یہی اندیشہ ہے جو سلطان المعظم کو کسی عیسائی سلطنت کیساتھ متھ بھیڑ
ہونے میں خود ابتدا کرنے سے مانع ہو رہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنی طاقت کو محفوظ رکھا جاوے۔ اور کسیطرح یہ عیسائی سلطنتیں
پہلے آپس میں لڑمریں اور جب وہ ایک دوسری کے ساتھ لڑ بھڑ کر اچھی طرح کمزور ہو جائیں تو پھر اپنے دشمنوں سے
سمجھ لیا جاوے۔ انکے خیال میں سلطنت عثمانیہ کے قائم رہنے یا مٹ جانے کا دارومدار اسی ایک بات پر ہے
یعنی اگر عیسائی سلطنتوں نے ایک دوسری سے نبرد آزما ہونے سے پہلے ٹرکی کو اپنا نشانہ بنایا تو اس کا قیام ناممکن ہے
اور اگر وہ ٹرکی کو بحال خود چھوڑ کر پہلے آپس میں گتھم گتھا ہوئیں تو پھر ٹرکی کے پوں بارہ ہیں۔ سلطان المعظم کی اس
تمنا کا بر آنا کوئی ناممکن امر نہیں بلکہ قرائن بتا رہے ہیں کہ شاید وہ جلد اپنی دلی مراد میں کامیاب ہو جاویں۔ مگر
مشکل یہ ہے کہ کفار کو اسلامی ممالک پر قابض دیکھکر سلطنت عثمانیہ کی مسلمان رعایا کی آنکھوں میں خون اترتا
ہے اور انہے اس جوش کو انگریزوں کے قبضہ مصر نے اور بھی زیادہ مشتعل کر دیا ہے۔ سلطان المعظم ابتک کمال حزم و
احتیاط اور تدبر و دانائی سے اپنی رعایا کے اس جوش کو روکتے چلے آ رہے ہیں لیکن ممکن ہے کہ وہ حد اختیار سے باہر ہو جائے
اور سلطان المعظم قبل از وقت عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائیں ◆

مصر کے معاملہ میں آجکل ایسے آثار نمودار ہو رہے ہیں جن سے یہ احتمال کیا جا سکتا ہے کہ شاید اسی کے خلوص کے متعلق سلطان المعظم کو کوئی عملی کارروائی کرنی پڑے۔ ایسے وقت میں جب کہ ترکوں اور مصریوں کا جوش بڑھ رہا ہے اور وہ سخت مشتعل ہو رہے ہیں۔ روس کا مسئلہ مصر کے خوابیدہ فتنہ کو بیدار کرنا بیشک انگریزوں کے حق میں نہایت مہلک ثابت ہوگا۔ انگریزی اخبارات روس کے مسئلہ مصر کو چھیڑنے کی خبر کی صداقت پر شبہ ظاہر کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ وہ بیج میں اس خبر کی صحت پر صرف چوتھے درجے کے اخبار یقین کرتے ہیں باقی سب مستند اخبارات اس بات کو ناممکن تصور کرتے ہیں۔ مگر اسٹینڈرڈ پیٹرزبرگ نیوز (جو ایک معزز روسی شہزادہ اوختومسکی سے نکالا جاتا ہے اور جس کا روسی صیغہ خارجیہ آرگن کہا جاتا ہے) کے مندرجہ ذیل مضمون کے مطالعہ سے ناظرین کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ اس معاملہ میں روس کی نیت کیا ہے :-

"مسئلہ مصر کے متعلق انگلستان نے جو تازہ کارروائی مصر کو ہندوستانی افواج روانہ کرنے کے متعلق کی ہے اسپر ہمنے وسیلوں کو معترض ہونے کا پورا حق حاصل ہے۔ مسٹر گلیڈسٹن کی وجہ سے جو اب مہم وطن سے تبدیل ہو گئی مصر پر انگریزی قبضہ کو غیر محدود وقت تک بڑھا دینا ہماری اغراض کے پہلے ہی منافی تھا اگر اب وادی نیل میں انگریزی افواج کا بڑھا دیا جانا ہمارے لئے صریح خطرہ کا موجب ہے۔ انگلستان ہمارے لئے چین و جاپان میں اور پھر آرمینیا اور چترال میں مشکلات پیدا کر چکا ہے۔ اور اب وہ مصر میں روس کے برخلاف دن بدن زیادہ مخالفانہ کارروائی کر رہا ہے جس کی تصدیق مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے :-

ایک مہینہ ہوا ہمنے بیان کیا تھا کہ ٹرکی کے صوبجات آرمینیا میں جو فتنے اور مشکلات انگریزوں نے پیدا کی تھیں اسنے انکا علاوہ کئی ایک فوری اور قریبی مفاد و مقاصد کے آئندہ کے لئے ایک بہت بڑا مقصد ہو اور وہ مدعا یہ تھا کہ ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان ایک سیدھا راستہ خشکی پر قائم کریں۔ تھوڑا عرصہ ہوا پروفیسر گفکن مرحوم نے ایک نامور مدبر کے حوالہ سے جو ایشیا کوچک کی سیاحت کر چکا ہے یہ تحریر کیا تھا کہ انگلستان باغیان آرمینیا کی حمایت خلیج فارس پر قبضہ کر لینے کی نیت سے کر رہا ہے جس خلیج تک انگریزوں نے بندر سعید سے ریلوے لائن بنائی چاہی تھی مگر سلطان نے نہ مانا لیکن یہ بتا دینا نامناسب نہ ہوگا کہ انگریزوں نے خلیج مذکور کے عربی اور ایرانی دونوں سواحل پر اپنا پورا پورا تجارتی اقتدار وابستہ جما لیا ہے۔ اور ناظرین کو آگاہ رہنا چاہئے کہ بندر ابوشہر میں انگریزی قونسل کا رعب تمام حکام بلکہ خود شاہ کے گورنر سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور خلیج کے متصلہ علاقہ میں انگریزوں کے فوجی رجمنٹ اسطرح گشت کر رہی ہیں کہ گویا وہ انکا ہی ملک ہے۔ پس ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اس سلطنت کے فوجی داؤ پیچ جو غصب بندر سعید اور اسکے ملحقہ ملک پر پوری پوری قابض و متصرف ہے روس کیلئے کیسے خطرناک اور سہم ہیں۔ ایران کی نسبت انگلستان کے جو کچھ ارادے ہیں انکو باطل کرنے کی سرتوڑ کوشش کرنا ہم روسیوں کا عین فرض ہے کیونکہ ایران کی شمالی حدود ہماری سلطنت سے پیوستہ ہیں

اور ایران اور ہندوستان کے درمیان صرف افغانستان اور بلوچستان حائل ہیں۔ مصر میں انگریزی فوج کا پڑا رہنا اہم رہبیوں کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اور ہم انگلستان یعنی لارڈ سالسبری کی مجلس وزارت سے یہ دریافت کرنے کا پورا پورا استحقاق رکھتے ہیں کہ مصر کے خالی کرنے کی نسبت ان کی کیا نیت ہے۔ اسکے ساتھ ہی ہمیں سلطان سے بھی مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ بھی انگلستان سے یہی سوال کریں۔ کیونکہ جس ملک پر انگریز قابض ہیں وہ سلطان کا ماتحت صوبہ ہے اور انگریز اسکے لئے اُنکے روبرو جوابدہ ہیں"

روسی شہزادہ کی اس تحریر سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ مسئلہ مصر کے متعلق آئندہ کیا کیا مشکلات پیدا ہونے کا قوی احتمال موجود ہے۔ انگلستان کو آجکل اسیاست پر بہت کچھ حوصلہ ہو رہا ہے۔ کہ روس فرانس جرمنی کے اتحاد ثلاثہ کے مقابلہ میں یورپ کا دوسرا اتحاد ثلاثہ اٹلی۔ جرمنی۔ آسٹریا موجود ہے جو انگلستان کا طرفدار ہوگا۔ اندرونی بھید جاننے والے کچھ ہی کیوں نہ سمجھیں مگر پالیسی انگلستان نے یہی مشہور کر رکھا ہے کہ مہم ڈنگولہ فقط اٹلی کو درویشوں اور حبشیوں کے زغنہ سے بچانے کیلئے اختیار کی گئی ہے۔ جبکا بظاہر اٹلی بھی بہت کچھ شکر یاد ادا کر رہا ہے۔ مگر اٹلی کو تو حبشیوں نے ایک ہی جنگ میں ایسا سبق دیا ہے کہ اُسے چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اور اب وہ سارے اندرونی مقبوضات چھوڑ چھاڑ کر ساحلی علاقہ پر قناعت کر بیٹھا ہے۔ اُس کی تقریباً تمام یورپین فوج واپس آگئی ہے اور آئندہ کے لئے وہ حبشیوں اور درویشوں کیساتھ لڑائی کرنے سے نصوحی توبہ کر چکا ہے۔ پھر اس حالت میں جب اسکا کوئی علاقہ ہی اندرون ملک نہیں رہا۔ تو اب ان انگریز بہادروں کی یورش سے اُسے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

بہرحال اٹلی سے یہ امید رکھنا فضول ہو کہ وہ زبانی سہارا دیتے رہنے سے بڑھکر کچھ انگریزوں کا ساتھ دے۔ اور جب اٹلی کی یہ حالت ہوگی۔ تو اُسکے دونوں دوست جرمنی اور آسٹریا بھی ضرور ہے کہ امداد دہی سے کنارہ کش ہو جائینگے اور بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ معاملات افریقہ میں اٹلی انگریزوں کی رفاقت نہیں چھوڑیگا۔ تو اس سے جرمنی اور آسٹریا پر لازم نہیں آتا کہ وہ ضرور ہر جگہ اور ہر ایک معاملہ میں اٹلی کی رفیق اور معاون بنیں۔ کیونکہ اتحاد ثلاثہ فقط معاملات یورپ کیلئے ہی۔ تنازعات غیر یورپ کو اتحاد ثلاثہ سے کوئی تعلق نہیں۔ برخلاف اسکے روس کا اتحاد ثلاثہ کل دنیا کیلئے ہے۔ علاوہ ازیں شہنشاہ جرمن جیسے مدبر اور دوراندیش سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ اپنے فاقہ مست اور ہزیمت خوردہ دوست اٹلی اور اپنے تجارتی رقیب اور پولیٹیکل بدخواہ انگلستان کی خاطر اپنے قدیمی رفیق روس اور اپنے ذاتی دوست سلطان المعظم سے بگاڑ کر لینگے۔ اس میں شک نہیں کہ انگلستان سے اسی اتحاد ثلاثہ کی شہ پر سوڈان پر چڑھائی کرنے اور کریٹ میں عیسائیوں سے بغاوت کرا دینے کی جرأت کی ہو مگر اس اتحاد میں اُسے بہرحال دہوکہ کھانا پڑیگا۔ ترکوں کے ساتھ اب اُس کی دلی صفائی ہونی تو قریباً ناممکن ہو گئی ہو۔ مگر مصر کو سلطان المعظم کے حوالہ کر دینے سے وہ اب بھی آنے والی بلا کو ٹال سکتا ہے۔ مگر نہ وہ اس دستوروں کی مالا کو گلے سے اتارتا نظر آتا ہو۔ اور نہ مشکلات کا خاتمہ ہوتا دکھائی دیتا ہے جو دنیا کے

امن و امان کے لئے ایک نہایت خطرناک عیب امر ہے ٭

ہفتہ مختتمہ ۱۳ جولائی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں نمبر

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن - ۴ جولائی (بغاوت کریٹ) ترکوں نے بکمال ہجان کو جنگی کارروائی شروع کی اور باغیوں کی ... پیدا ہوا اور جو قائم کسامو اور سیلنو کے درمیان ہیں فتح کرنے کی کوشش کی۔ مگر دو سو مقتولین اور تین توپوں کے نقصان کے بعد ان کو پسپا کئے گئے - (یہی خبر جو ریوٹر صاحب ۴ جولائی کو بذریعہ تار لنڈن سے روانہ کرتے ہیں۔ تقریباً دو ہفتے ہوئے حرف بحرف صرف باختلاف تاریخ اخبار لنڈن ٹائمز میں جسنے سلطنت عظمے عثمانیہ کے برخلاف لکھنے کی قسم کھا رکھی ہے چھپ چکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ریوٹر صاحب نے تاریخ کو تبدیل کرکے وہی خبر بھیجدی ہے - اس سے صاحب موصوف کی مرسلہ خبروں کی صداقت و درستی کا پورا پورا حال منکشف ہوتا ہے - ایڈیٹر)

لنڈن - ۴ جولائی (باب عالی اور دول یورپ) مسٹر کرزن نے بجواب سوال دار العوام میں بیان کیا۔ کہ دول یورپ کے سفراء نے کریٹ کے متعلق جسقدر امور پیش کئے تھے۔ باب عالی نے اُن کو بلا کسی شرط شرائط کے قبول کر لیا ہے ٭

لنڈن - ۶ جولائی (جنگ سوڈان) مصری افواج مقیمہ وادی حلفہ میں کل ہیضہ کی ۲۶ واردات ہوئیں - اور ۹ شخص مر گئے ٭

لنڈن - ۴ جولائی - (بغاوت کریٹ - برٹش حکمت عملی) - دار العوام میں محکمہ خارجیہ کی اسٹیمیٹ پر مباحثہ ہونیکے دوران میں کریٹ پر بحث شروع ہو گئی - جس میں مسٹر کرزن نے بیان کیا کہ کریٹ کے مسلمان یا عیسائی دونوں ہی کوئی فرشتے اور سلامت رو اشخاص نہیں ہیں۔ مگر بھی دونوں گروہ بدنظمی حکومت سے نقصان اُٹھا رہے ہیں۔ انگلستان دیگر عدالتوں کے ساتھ ملکر کارروائی کر رہا ہے اور گورنمنٹ کا ارادہ وہاں تن تنہا کوئی کارروائی کرنے کا نہیں ہے

ایضاً - صوبہ سالونیکا کی ترکی ریزرو فوج جنگی خدمت کے لئے طلب کیگئی ہے ٭

لنڈن ۷ جولائی - گورنمنٹ کی تجویز پارلیمنٹ میں ابھی منظور ہو گئی ہے - مسٹر جان مارلے نے ۱۹ مئی کو جس ترمیم کا نوٹس دیا تھا وہ ۱۹۰ کے مقابلہ میں ۲۰۵ راؤں کی مخالفت سے نامنظور ہوئی - لارڈ ہملٹن نے ریزولیوشن (یعنی سرکاری

فیصلہ پیش کرتے وقت وہی دلائل استعمال کیں۔ جن کو وہ ۱۳ جون کے مراسلہ میں درج کر چکے تھے +

مسٹر جان مارلے نے کہا کہ کیا یہ تسخر نہیں کہ مہدی کی خرطوم میں موجودگی نہر سویز کی حفاظت کو معرض خطر میں ڈالیگی۔ اور ساتھ ہی بیان کیا کہ سرکاری ریزولیوشن کو منظور کر لینے سے عام ناراضگی پھیل جاویگی۔ خاصکر جب اہل ہندوستان بجائے گورنمنٹ انگلشیہ کے برخلاف وائسرائے کے مراسلہ کی وجوہات پڑھیں۔ مسٹر بہادر نگری نے بیان کیا کہ خرچہ کا ڈالنا ناانصافی ہے۔ اور اگر ریزولیوشن منظور ہو گیا۔ تو عام ناراضگی پیدا ہو جاویگی جس کا اندازہ لنڈن میں ٹھیک نہیں ہو سکیگا۔ ہندوستان کو مصر سے ذرہ بھر تعلق نہیں ہے مسٹر سکوبل۔ مسٹر ولیم ویڈر برن اور مسٹر میکلین نے بھی ہندوستان کی تائید میں تقریریں کیں +

سر میکائیل ہکس بیچ وزیر خزانہ نے اس کی مخالفت میں تقریر کر کے کہا کہ جو کچھ اب تجویز پیش ہوئی ہے وہ کبھی پیش نہیں ہوئی تھی بلکہ آیندہ کے لئے ہندوستان کے حق میں ایک رعایتانہ پالیسی بھی اس تجویز کیا تھا شامل کر دی گئی۔ معترضین کہتے ہیں کہ مصری معاملات شاہنشاہی اغراض سے وابستہ ہیں۔ مگر میں نے کسی ذمہ دار مدبر کو ایسی تنگ خیال رائے ظاہر کرتے آج تک نہیں سنا۔ وزیر ہند کی کونسل کے زیادہ تر ممبر جو ایسے مسئلہ کا تصفیہ کرنے کی ویسی ہی سخن ہے جیسی کہ گورنمنٹ ہند یہ رائے رکھتی ہیں کہ اگر ہندوستان پر ہمارا تصرف نہ ہوتا تو ہم کو مصر سے کوئی غرض نہ تھی۔ پس اسی لئے ہندوستان کو اس غرض کی محافظت کے خرچہ میں حصہ لینا ضروری ہے۔ وزیر صاحب کی پوچ دلائل پر انگریزی اخبارات تمسخر اڑا رہی ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ایسی بیہودہ دلیلیں دینے کے عوض گورنمنٹ نے یہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ ہمارا منشا ہے اور ہم ایسا ہی کرینگے (ایڈیٹر)

لنڈن ۶ جولائی (وادی نیل میں ہیضہ۔ انگریزی فوج) نارتھ سٹیفرڈ رجمنٹ کے تین سپاہی ایک بمقام وادی حلفہ اور دو بمقام گیمائی ہیضہ سے مر گئے ہیں درویشوں کی خوش قسمتی (ایڈیٹر) +

لنڈن ۷ جولائی (فوج سواکم کا خرچہ) گو مسٹر مارلی کی ترمیم صرف ۵۰ ووٹوں کی کثرت سے خارج ہوئی تھی۔ مگر لارڈ ہملٹن کا ریزولیشن بمقابلہ ۱۰۶ راؤں کے ۲۵۲ ووٹوں کی تائید سے پاس ہوا۔ ۲۱ پومیٹ ممبروں نے معہ اُن سر آوردہ ممبروں کے جن کو ہندوستان سے تعلق تھا مخالفت میں رائے دی۔ ۵ ممبروں نے رائے دینے سے احتراز کیا +

تمام اخبارات سوائے سٹینڈرڈ کے یکزبان ہو کر گورنمنٹ کی پالیسی کو کمینہ اور زر پرست بتا رہی ہیں۔ فریق مخالف گورنمنٹ کی میجارٹی کی کمی پر بڑا خوش ہو رہا ہے +

ایضاً۔ (جنگ سوڈان۔ مصر میں انگریزی فوج) شب گذشتہ دار العوام میں مسٹر بروڈرک

نے بجواب سوال بیان کیا کہ کسی انگریزی رجمنٹ کو ڈنگولہ کی طرف بڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا البتہ انگریزی فوج مقیمہ مصر سے اگر سردار کچنر پاشا چاہیں تو کام لے سکتے ہیں۔

مسٹر بلفر نے بیان کیا کہ انگلستان مصر کو بلا معاوضہ چند سٹاف افسروں کی خدمات مستعار دے رہا ہے اور نیز انگریزی افواج کی تبدیلی تعاہر کے خرچہ کا بھی خود ہی متحمل ہو رہا ہے +

لندن ۔ ۸ جولائی ۔ رسوڈان میں ہیضہ مقامات اسوان اور ... کو مصری افواج میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے یعنی کہ جس طرح مصری فوج نے قاہرہ سے منزل بمنزل ... ان کی طرف پیشقدمی کی تھی ۔ اسیطرح ہیضہ صاحب منزل بمنزل ... کنددیہ سوا ... کے راستہ جس سے مصری افواج گذریں پیشقدمی کر رہے ہیں اڈیٹر)

لندن ۸ جولائی ۔ یاستہائے کوہ بلقان کا اتحاد ... دیا بلگیریا ... نے آپس میں اتحاد کر لیا ہے +

لندن ۹ جولائی رواد ی نیل میں ہیضہ انگریزی سپاہیوں کا مرنا ... جنک والی دی ... تین انگریزی فوج سے پانچ آدمی ہیضہ سے مرچکے ہیں ۔ فوج کی عام صحت نہایت عمدہ ہے +

لندن ۸ جولائی ۔ (بغاوت کریٹ) دول اجنبیہ کی قونسلوں کی کوششوں سے جزیرہ میں امن قائم ہونا شروع ہو گیا ہے +

لندن ۱۰ جولائی (وادی نیل میں ہیضہ) مہم نیل کی گورہ فوجوں میں ہیضہ سے اور تین موتیں وقوع میں آئیں +

لندن ۱۰ جولائی (بغاوت کریٹ) یونان نے دول یورپ کو جواب دیا ہے کہ وہ کریٹ میں ہرگز بغاوت کو نہیں بھڑکا رہا ۔ بلکہ یہ سب ترکی مظالم کا نتیجہ ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء کی تارکی خبریں وغیرہ

تارکی خبریں مع مختصر حواشی

لندن ۔ ۱۴ جولائی ۔ تازہ خبروں سے معلوم ہوا کہ مصر میں ہیضہ کم ہوتا جاتا ہے ۔ انگریزی فوج میں کوئی نئی واردات ہیضہ کی نہیں ہے +

لنڈن ۔ ۱۴ جولائی (بغاوت کریٹ) حسب منظوری سلطان المعظم یہ تجویز ہوئی تھی کہ برٹش قونسل اور اعلیٰ بحری برٹش افسر کریٹ کے مصیبت زدہ عیسائی اور مسلمانوں کو بااحتیاج امداد تقسیم کرینگے ۔ مگر لارڈ سالسبری کی ایک چٹھی سے جو انہوں نے چندہ دہندگان کے نام جاری کی ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ جرمنی ۔ روس ۔ فرانس اور اٹلی و آسٹریا نے اسکے برخلاف اعتراض کیا ہے اور انگریزوں کے اس عمل کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیوں کا اظہار کیا ہے ۔ اس سے تجویز ملتوی کی گئی ہے +

لنڈن ۔ ۵ جولائی ۔ امید کی جاتی ہے کہ کسالا کو اٹلی والے بہت جلد خالی کردینگے +

لنڈن ۔ ۵ ۱ ۔ جولائی ۔ اڈنبرا ریویو نے ایک آرٹیکل میں لکھا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے ۔ کہ انگلستان مصر کے معاملہ کے متعلق اپنے طریق عمل کی نسبت دوبارہ غور کرے اور صاف الفاظ میں ظاہر کردے کہ مصر کا الحاق نہیں کیا جاویگا ۔ مگر کسی آیندہ موقعہ کی پیش بینی نہیں کی جاسکتی ہے کہ مصر کی خوشحالی اور اغراض یورپ کے لحاظ سے انگریزوں کو مصر میں ٹھیرنے رہنے کی ضرورت نہیں رہیگی +

لنڈن ۔ ۱۵ ۔ جولائی ۔ کریٹ میں مجلس وکلاء کا انعقاد ہوا عیسائی اور مسلمان وکلاء میں بہت سخت بدمزگی واقعہ ہوئی اور آثار اچھے معلوم نہیں ہوتے +

لنڈن ۔ ۱۶ جولائی ۔ کریٹ میں بہت متوحش پیچیدگیاں ہو رہی ہیں ۔ ترکی افواج باوجود التواء فساد و پیشدستی کر رہی ہیں ۔ گورنر اور افسران فوجی میں کشیدگی سی ہوگئی ہے +

لنڈن ۔ ۱۷ ۔ جولائی ہاؤس آف کامنز میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر کرزن نے ظاہر کیا ۔ کہ دول عظام نے باب عالی میں سخت شکایات کی ہیں اور تاکید کی ہے ۔ کہ ترکی افواج کریٹ میں حفاظتی کارروائی کے سوا اور کچھ نہ کرنے پائیں +

لنڈن ۔ ۱۶ جولائی ۔ دریائے نیل میں پانی کی طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے مصر میں گھبراہٹ سی ہو رہی ہے ۔ اگر پندرہ روز تک طغیانی نہ ہوئی تو ملک کی زراعت کو نقصان پہنچیگا +

لنڈن ۱۷ جولائی ۔ عیسائی وکلاء کریٹ میں ایک عیسائی گورنر کا تقرر چاہتے ہیں جو دول عظام کی منظوری سے ۵ برس کی میعاد کیواسطے مقرر ہونا چاہئے اور اُسے فوج کا کمان معہ اختیار ویٹو (خاص شاہی سلطنت کا وہ اختیار جس سے قانون رُک جائے یا جاری ہو) دیا جائے ۔ باب عالی آمدنی محصول کا نصف حصہ لیں اور دول عظام اصلاح کی ذمہ واری کریں +

لنڈن ۔ ۱۸ جولائی ۔ کریٹ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ جمعرات کے روز مقام پوکرونا میں سخت لڑائی ہوئی ۔ باغیوں نے ترکی فوج کو زک دی جو بعد میں مقام کالی ویس اپنی بارکوں میں واپس آ گئی اسامن کی

صورت معلوم ہوتی ہے۔ سلطنت نے عرب کے قونصلوں کی صاف بیزاری پر جہاں دکھلانے کی مجبوری نہیں آکر اپنے معاہدوں کے پیش نظر انکا فیصلہ کر لیا ہے ۔

ہفتہ مختتمہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں معہ مختصر حواشی

لندن ۲۰ جولائی۔ دار مدینیا میں تازہ فساد ایشیائی ترکی کی ولایت سیواس میں بہت تمام تکسر فساد شروع ہوگیا ہے جس میں ۳۰۰ مسلمان اور ۳۰۰ عیسائی قتل ہو گئے ہیں ۔

ایضاً۔ ۲۰ جولائی۔ بلغاریا میں بھی ضمیمہ ملحم کی تازہ تر خبریں مخبر ہیں کہ مقام کوشہ کے کمپ میں ہیضہ کی زیادتی ہے ... واقعات سنجار سے ملے ہیں ۔

لندن ۲۰ جولائی۔ جزیرہ کریٹ میں بے شرالی، کریٹ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ بندرگاہ کینیا میں اور ہیرکلیون میں عیسائیوں کو بے تحاشا قتل کیا گیا ہے اور کہ قونصلوں نے جنگی جہازوں کے بھیجے جانے کی درخواست کی ہے ۔

لندن ۲۱ جولائی۔ جزیرہ کریٹ میں اور بالخصوص کینیا اور کینڈیا یا رتنمو میں ترکوں اور عیسائیوں میں لڑائی پھر شروع ہوگئی ہے۔ انگریزی اور فرانسیسی جہاز ہیرکلیون پہنچ گئے ہیں ۔

لندن ۲۲ جولائی۔ بغاوت کریٹ۔ نازک حالت) کینیا اور ہیرکلیون میں سخت فساد ہوا ہے جس کی وجہ سے انگریزی، آسٹریا اور اطالین بحری سپاہیوں کو خشکی پر اترنا پڑا۔ کریٹ کی موجودہ حالت نہایت نازک خیال کی گئی ہے۔ (عیسائی باغی باوجود پارلیمنٹ کے ملغاری (مسلمان رعایا) سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان ناخوش دول نے کس اختیار سے اپنے سپاہیوں کو کینیا میں اتارا۔ اور ترکی فوج نے انکو کیوں اپنے ملک میں داخل ہونے دیا۔ بمبئی کے گذشتہ فساد اہل ہنود و مسلمانان میں کیا انگلشیہ گورنمنٹ ترکی فوج کا بمبئی میں داخل ہونا اسصورت میں روا رکھتی۔ بالکل ایسے نازک موقعہ پر کیا وہ ترکی جہازات تک کا بمبئی کے بندرگاہ تک آنا گوارا کرتی۔ جہانتک ہمیں علم ہے آجتک کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا جسکی رو سے دول اجنبیہ کسی صورت یا حالت میں جزیرہ کریٹ میں اپنی سپاہی بھیجنے کہ مجاز ہو سکتے ہوں۔ تار سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ اجنبی سپاہی بلا اجازت

داخل ملک سمجھے۔ یا اجازت لیکر بصورت اول اگر ترکی فوج اُنکے ساتھ وہی برتاؤ کرتی۔ جوایک حملہ آور غنیم کی فوج سے کیا جاتا ہی۔ تو قوانین متمدنہ کے رو سے ترکی گورنمنٹ پر کوئی الزام ہرگز عائد نہ ہوتا۔ اور ساتھ ہی آئیندہ کے لئے اُن خواہ مخواہ کے ہمدرد اور ناصحین کو ایسی بیہودہ حرکت کرنے کی جرأت باقی نہ رہجاتی۔ (ایڈیٹر)

لنڈن ۲۳ جولائی (بغاوت کریٹ) انگریزی بحری سپاہی ۱۰ اماہحال کو کریٹ میں خشکی پر اُترے

ایضاً (مقدونیہ و یونان) ۴۰۰ یونانیوں کے دو گروہ (بغاوت پھیلانے کے لئے) مقدونیہ میں داخل ہوئے ہیں +

لنڈن ۲۴ جولائی ۔ فساد کریٹ بیان کیا گیا ہے کہ زار نے پرنس لوبانوف وزیر صیغہ خارجیہ روس کی معرفت کریٹ میں ترکی فوج کے طریق عمل پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ ترک قصبہ ہراک لیان کے سامنے جمع ہیں اور شہر میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ مگر گورنر انکی مزاحمت کرتا ہے کریٹ میں حالت دن بدن بدتر ہو رہی ہے اور اگر انکے مطالبات ایک ہفتہ کے اندر پورے نہ کئے گئے تو باغی لڑائی شروع کر دینگے +

لنڈن ۲۵ جولائی (مقدونیہ میں یونانی) ان یونانی گروہوں نے جو مقدونیہ پر حملہ آور ہوئے ہیں ایک ترکی دستہ فوج کو شکست دی ہے +

ہفتہ گذشتہ کی دیگر خبریں

لارڈ کرومر (انگریزی ایجنٹ متعینہ مصر) کی سخت گیری اور ناجائز احکام سے انگریزی اخبارات بھی آخر تنگ آگئے ہیں موجودہ جنگ سوڈان کے متعلق اخبارات کی نامہ نگاروں کیواسطے لارڈ موصوف نے ایسے سخت احکام جاری کئے ہیں کہ کئی ولایتی اخباروں کے نامہ نگار انگلستان کو واپس چلے جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اُنکی تحریروں کی سخت نگرانی ہوتی ہے۔ اُن کو سوائے اجازت کے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جانے ملتا۔ اور جو کچھ وہ اخبارات کو لکھتے ہیں اُس کی اسقدر قطع و برید کی جاتی ہے کہ مضمون کی شکل ہی بالکل بدل جاتی ہے۔ فوج کے افسر پہلی لڑائیوں میں اکثر خود نامہ نگاری کیا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اُن کو سخت ممانعت کر دی گئی ہے۔ انہی جابرانہ کارروائیوں سے تنگ آکر اخبار گلوب کا نامہ نگار سوا کم سے اس ہفتہ واپس چلا گیا ہے اور ریوٹر صاحب کا ایجنٹ بھی اپنے پیغامات کے رد و بدل سے ایسا ناراض ہو رہا ہے کہ غالباً وہ بھی عنقریب یہاں سے چلا جائیگا۔ مصری سرحد پر آمد و رفت قطعاً بند ہے۔ اور میدان جنگ سے کوئی خبر براہ راست مصر تک میں داخل ہونے نہیں پاتی۔ مصری اخبارات میں جنگ کے متعلق کبھی کوئی خبر دیکھنے میں نہیں آتی۔ ولایت کے اخبارات بھی آجکل بالکل خاموش ہیں اور وہی ۷ جون کی فرکت اور سوارده والی لڑائیوں کی توضیح و تشریح میں کالم سیاہ کر رہے ہیں۔ مگر یہ صریح غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ ان پورے دو مہینوں میں باوجود غنیم کے ملک میں کئی سو میل آگے بڑھ جانے کے کوئی نئی چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی

ہو ڈنگولہ سوار دہ سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے اور جب بیان کیا جاتا ہے کہ شکست سوار دہ سے درویشوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ اور ڈنگولہ میں اس کی خبر پہنچنے سے نہایت تشویش پھیل گئی تھی تو کیوں نہیں اس تشویش سے فائدہ اٹھایا گیا۔ ۵۰ میل کا فاصلہ غایت درجہ دو دن میں طے ہو سکتا ہے۔ گرمی کا عذر بھی چنداں تسلیم ہونے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ جو فوج دو دن میں ۵۰ میل اس گرمی میں طے کر چکی ہو اسکے سامنے ۵۰ میل کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں ڈنگولہ کی شرک دریائے نیل کے قریب واقع ہے اور وہاں عثمانیہ و فرکہ یا دادی حلفہ و ابوحمید کی صحرائی سڑکوں کی نسبت بہت کم گرمی ہوگی۔ انہی باتوں سے ہماری اس استدلال کو جو ہم نے مئی و جون کے پرچہ میں جنگ سواردہ کی نسبت کیا تھا اور زیادہ تقویت پہنچتی ہے۔ اور یہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے کہ فرکہ و سواردہ پر درحقیقت کوئی مقابلہ نہیں ہوا غنیم کو خالی چھوڑ کر چلے گئے ہوئے تھے تاکہ انگریزوں کو آگے بڑھنے کی جرأت پیدا ہو اور رفتہ رفتہ وہ ڈنگولہ پر بھی پیشقدمی کریں۔ جہاں پر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عالم درویشوں سے پہلا مقابلہ کرنے کی جو انکے زعم میں آخری قطعی ہوگا ٹھان رکھی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مصری فوجیں دو مہینوں سے واسدہ اور فرکہ کے صحرائی میدانوں میں بالکل بیکار بیٹھی ہوئی ہیں۔ جون جولائی کی گرمی برداشت کر رہی ہیں اور ان کو درویشوں کی جمعیت و مضبوطی کا خوف ڈنگولہ کی طرف بڑھنے نہیں دیتا۔

لارڈ کرومر صاحب ۱۵ جولائی کو چند دنوں کے لئے مصر سے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ ان کا ایسے نازک وقت میں مصر سے انگلستان جانا دونوں طرح کے خیال پیدا کرتا ہے کہ انگلستان درویشوں سے نڈر ہے کہ وہ پورے ڈیڑھ مہینے کے لئے اپنے ایجنٹ کی غیر حاضری از مصر میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا۔ اور یہ تو بھی یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ لارڈ موصوف سے رو در رو زبانی صلاح و مشورہ کرنا ضروری تصور کرتی ہے۔ بہرکیف اس میں کوئی شک نہیں ہوتا کہ درویشوں اور مصری افواج میں اب تک کوئی ایسا مقابلہ نہیں ہوا جسے باقاعدہ لڑائی کہا جا سکے۔ بلکہ ابھی تک ہر دو فریق یہی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے اپنے مفید مطلب میدان جنگ بعرکہ آرائی ہو۔ انگریز افسروں کو خیال تھا کہ درویش سرحد پر ہی ہم سے مقابلہ کرینگے۔ اور اس صورت میں چونکہ وہ اپنے بیس آف اوپریشن و صدر مقام سے بہت دور ہونگے۔ اسلئے انکو پامال کر دینا چنداں مشکل نہ ہوگا۔ مگر جوں جوں انگریز آگے بڑھتے گئے۔ درویش پیچھے ہٹتے گئے اور انگریز بتدریج سواردہ تک اسی امید پر بڑھے چلے آئے کہ بہرحال درویش یہاں پر تو ضرور ہم کو روکنے کی کوشش کرینگے۔ لیکن جب سواردہ پہنچنے پر بھی جہاں سے ڈنگولہ صرف ۵۰ میل ہے درویشوں نے کوئی مقابلہ نہ کیا تو غالباً انگریز افسروں کو سوجھ گئی کہ جو چال ہم درویشوں سے چلنا چاہتے تھے وہی چال وہ ہم سے چل رہے ہیں۔ اور اس پسپائی سے انکا منشا صرف یہی ہے کہ ہم کو ہمارے بیس آف اوپریشن سے بہت دور لے جا کر ہم سے ایک آخری جان توڑ لڑائی کریں تاکہ بصورت شکست یابی ہمارے لئے کوئی راستہ پیچھے ہٹنے کا باقی نہ رہے۔

یہ سوجھ آتی ہی انہوں نے یکقلم پیشقدمی بند کردی اور سواردہ اور فرکت وغیرہ کی مورچہ بندی کرنے اور وہاں تک ریل لے جانے میں مصروف ہوگئے۔ اُدھر دوسری طرف درویش ابھی تک اپنی پہلی حکمت عملی پر کاربند ہیں اور نہایت مصلحت تصور کرتے معلوم ہوتے ہیں اور ڈنگولہ سے ورے انگریزوں یا مصریوں کے ساتھ مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے +

انہوں نے راستے کے تمام چاہات کو ریت سے بھردیا ہوا ہے اور انکا خیال ہے کہ ڈنگولہ تک پہنچتے پہنچتے صحرائی تمازت حملہ آوروں کی تعداد کو بہت کچھ گھٹادیگی اور باقی جو اس سے بچ رہینگے انکا ہم آسانی سے کام تمام کرسکینگے انکی اس پالیسی پر قائم رہنے میں مصری فوج میں ہیضہ پھوٹ نکلنے سے اور زیادہ تقویت ہوگئی ہے۔ اور درویش اب علانیہ طور پر یہ بیان کررہے ہیں کہ مصر میں ہیضہ انگریزی فوج کا قلع قمع کررہا ہے۔ اور وہ ان میں سے ہم اُن کی تولی تمام لینگے + اس سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ آجکے درویش سابقہ درویشوں کی طرح محض مذہبی دیوانے اور جوشیلے سرباختہ اشخاص نہیں ہیں۔ بلکہ جبلی شجاعت و بہادری کے علاوہ اب وہ جنگی داؤ گھات سے بھی بخوبی واقف ہوگئے ہیں۔ اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں تدبیر و حکمت عملی سے کام لے رہے ہیں۔ اس سے بڑھکر دانائی کیا ہوسکتی ہے کہ یورش شروع ہوئے چار مہینوں سے زیادہ ہوگئے ہیں اور اس عرصہ میں فقط دو ایک بڑے بڑے چلے آنے میں مصری فوج اپنے کئی سو سپاہی اور مصری خزانہ کئی کروڑ روپیہ ضائع کرچکا ہے۔ مگر ہنوز روز اول کا معاملہ ہے۔ اور غالباً درویشوں کی اسی حزم و دانائی نے لارڈ کرومر کو مجبور کیا ہے کہ وہ بھی اپنی پالیسی کو بدلنے کیلئے وزرائے انگلشیہ سے صلاح و مشورہ کریں۔ کاشکے اس صلاح و مشورہ کا نتیجہ یہ ہو کہ جنگ ڈنگولہ کو سراسر فضول قرار دیدیا جاوے اور مصری تنازعہ کو جو اس سارے دردسر کا موجب ہے باحسن وجوہ نپٹا دینا ضروری سمجھا جائے۔ مگر فساد آرمینیا و کریٹ میں انگریزی گورنمنٹ کی پر زور مداخلت اور دیگر آثار بتا رہے ہیں کہ ع

ایں خیالست و محالست و جنوں

وادی حلفہ میں اگر سب معاملہ ٹھیک ٹھاک رہا یعنے کہ اگر ڈنگولہ فتح ہوگیا۔ اور اس کی حفاظت اور مورچہ بندی کرلی گئی۔ تو تقریباً نصف ہندوستانی فوج موسم سرما کے شروع میں سواکن سے واپس آجاویگی لیکن خلیفہ نے اگر بچاؤ کا پہلو چھوڑکر جارحانہ کارروائی شروع کردی تو یہ سب امیدیں ملیامیٹ ہوجاویں گی +

مکہ معظمہ میں اس سال تین لاکھ حاجی جمع ہوئے۔ بیماری کی طرف سے خدا کا فضل رہا اعلیحضرت امیر المومنین نے دولتلو احمد راتب پاشا گورنر حجاز اور شرافتلو عون الرفیق پاشا شریف مکہ معظمہ کو اعزازی خلعت فاخرہ عطا فرمائے ہیں +

ایک بمبئی کے اخبار کا نامہ نگار سواکم سے حسب ذیل لکھتا ہے ۔ —

"ہندوستانی فوج سے ہر روز بڑی مسافت طے کرائی جاتی ہے کہ سپاہیوں کے پاؤں پکے ہو جائیں کل ایک ڈولی والے کو ہیضہ ہوا جو مر گیا ۔ آج ہی ایک واردات کی رپورٹ ہوئی ہے ۔ یہ علاقہ آندھیوں اور بخار کا گھر ہے ۔ ٹوکر کے تقریباً تمام چاہات آندھیوں کی بدولت جو بلا ناغہ ہر روز آتی ہیں اور تمام علاقہ کو ۔ ویران کر دیتی ہیں پٹ گئے ہوئے ہیں ۔ چند ایک دن گذرے کہ آندھی سے افسروں کے کلب گھر کا برآمدہ گر گیا ۔ جس سے ایک آدمی مر گیا اور کئی زخمی ہوئے دیگر نے کئی مکانوں کی چھتوں وغیرہ کو کھا لیا اور مرمت کے سخت محتاج ہو رہے ہیں ۔ پانی کی یہاں اسقدر قلت ہے کہ ٹوکر کا دستہ سواران براہ خشکی سواکم کو واپس کر دیا گیا ہے راستہ میں پانچ دن صرف ہونگے ساری راہ کے لئے پانی یہاں سے ہی ساتھ لے لیا گیا ہے اور کچھ پانی سواکم سے بھیجا جائیگا ۔ جو وہاں سے بیس میل سے فوج کو آملیگا

ریو ڈاکٹر پادری اور دہلر صاحب (جو عرصہ تک خلیفہ کی قید میں رہ چکا ہے) حتی الامکان بہت جلد درویشوں میں اشاعت مذہب عیسوی کا کام شروع کرنیوالا ہے ۔ ۲۳ ماہ حال کو جنیل اجرٹن نے کل ہندوستانی اور مصری فوج کا پریڈ دیکھا ۔ اور سپاہیوں کی چستی و چالاکی سے بہت خوش ہوئے جنیل صاحب کشتی پر سوار ہو کر سمندر کی سیر کر رہے تھے کہ طوفان آگیا کشتی کو فوراً لنگر انداز کیا گیا ۔ اور جہاز کیننگ کی خانی کشتی بندرگاہ سے روانہ کی گئی اور انکو واپس لے آئی" +

سواکم کی ہندوستانی فوج مرض پیچش و اسہال سے سخت لاچار ہے ۔ اور ٹوکر کی ہندوستانی فوج کا آندھیوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں برابر اٹھارہ گھنٹے آندھی اور طوفان ریگ موجود رہتے ہیں جنیل ایجرٹن نے کئی دفعہ فوج کو بربر کیطرف روانہ کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر حکام اجازت نہیں دیتے +

اطالیہ کے وزیر صیغہ خارجیہ نے ۳۰ جون کی تقریر میں (جسکا خلاصہ وکیل مورخہ ۶ جولائی کی تار میں درج ہے) یہ بھی بیان کیا تھا کہ اٹلی ٹرکی کا مخلص دوست ہے ۔ اور وہ علانیہ بلقان میں حالت موجودہ قائم رکھنے میں کوشاں رہیگا مگر کسالا اور بندر مصوع کا قبضہ اور طرابلس الغرب کو دبوچ لینے کی فکر میں ہونا ۔ اطالین وزیر صیغہ خارجیہ کی زبانی اقرار دوستی کا کافی بطلان کر رہے ہیں +

کریٹ کے معزز مسلمانوں نے امیر المومنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے کہ جیسا بان کریٹ کو کوئی مزید رعایا عطا فرمائی جاویں ۔ یا ہم کو یہاں سے ہجرت کر جانیکی اجازت بخشی جاوے +

بابِ عالی نے باضابطہ طور پر سرکلر جاری کیا ہے کہ یوروپ کی عیسائی اخبارات مسلمانان کریٹ اور شاہی افواج کے مظالم کے جو افسانہ مشہور کر رہی ہیں وہ محض من گھڑت ہیں اور مفتریوں کے دماغ سے باہر فی الاصل انکا کوئی وجود نہیں

بلکہ برخلاف اسکے اصلیت یہ ہے کہ عیسائی باغی مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے ہیں +

ناظم پاشا والی وان جون کے اخیر میں مستعفی ہو گئے ہیں۔ انکی سعد الدین پاشا جنگی گورنر سے نہیں بنتی تھی شمس الدین پاشا انکی جگہ مقرر کئے گئے ہیں +

وان میں ارمینیوں نے پھر فساد کر دیا تھا مگر فرو کرنے کیلئے فوج روانہ کی گئی۔ ارمنی محلہ پر ہر وقت جنگی پہرہ رہتا ہے۔ یہاں سے جو ارمنی ایران کو چلے گئے ہیں وہ کمبخت رستہ میں مسلمانوں کے دیہات کو بھی جلاتے گئے +

نیپلز کا قائم مقام کمشنر ایک یونانی عیسائی جو وانا کی آفندی مقرر کیا گیا ہے +

فرانسیسی سفیر باب عالی سے ایس پاشا والی دیار بکر کو واپس بلا لینے کا مطالبہ کر رہا ہے +

دول اجنبیہ کے سفیروں نے باب عالی سے مطالبہ کیا تھا کہ ہنگامہ آرمینیا میں اجنبی رعایا کو جو نقصانات پہنچے ہیں اُن کا معاوضہ انکو دیا جاوے۔ مگر باب عالی نے اس بیہودہ درخواست کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا +

اسمرنا کے قریب چند یونانی ڈاکو دو یورپین لیڈیوں کو سڑک سے اُٹھا کر لے گئے اور دس ہزار پونڈ کی رقم لے کر انکو رہائی دی +

مسٹر گلیڈسٹون موقع ملنے پر اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی شان میں ہزلیات بکنے سے اب بھی باز نہیں آتا +

باغیان کریٹ نے ماہ مئی میں مغربی کریٹ میں دس اور ضلع ریتمو میں ۲۸ ترکی دیہات لوٹ لئے یا جلا دیئے مئی کے آخری ہفتہ میں ۳۰ مسلمان عہدہ داروں کو قتل کیا +

ہفتہ مختتمہ ۳ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن - ۲۷ جولائی۔ وادی نیل میں ہیضہ۔ لفٹیننٹ فنٹوک سرجن ٹراسک اور سارجنٹ ٹک جو سپہ مہم نیل میں شامل تھے ہیضہ سے مر گئے +

لنڈن - ۲۹ جولائی۔ (مقدونیہ میں یونانی) تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مقدونیہ میں ترکوں اور یونانیوں کے درمیان اور لڑائیاں ہوئی ہیں۔ سفراء دول متعینہ ایتھنز نے مقدونیہ پر یونانی حملہ کے برخلاف اعتراض کیا ہے۔ اور یونانی گورنمنٹ نے اب احکام جاری کر دیئے ہیں کہ اور گروہوں کو

سرحد کے پار جانے سے روکدیا ہے +

لنڈن ۲۰ جولائی ۔ بغاوت کریٹ تازہ ترین خبروں سے پایا جاتا ہے کہ بغاوت شمالی کریٹ میں بڑھ رہی ہے ۔ اور یونانی لوگ باغیوں کو ہتھیار و سامان حرب پہنچا رہے ہیں ترکی اور یونان میں پیچیدگیاں پیدا ہونیکا سخت احتمال ہے +

لنڈن ۲۰ جولائی ۔ مقدونیہ میں حالات اور زیادہ نازک ہو گئی ہے ۔ بلغاری و یونانی گروہوں کی طرف سے لوٹ مار ہو رہی ہے اور انکو امداد دی جاتی ہے ترک مقدونیہ کی سرحد پر فوجیں جمع کر رہے ہیں +

لنڈن ۲۰ جولائی ۔ دریائے نیل میں بخار ... وادی حلفہ میں ... مر گئے ہیں +

لنڈن ۲۹ جولائی ۔ ترکی اور یونان ۔ ... معلوم ہوتا ہے کہ آخرالذکر کریٹ میں اسلحہ و سامان حرب پہنچا رہا ہے اور مقدونیہ میں یونانی جماعتیں داخل کر رہا ہے ۔ جن باتوں کا یونان جواب دہ ہے ... کیا گیا ہے کہ جو ضمانتیں کریٹ والوں کو دی گئی ہیں وہ ... کی ہیں ۔

وہاں یورپ کے ... یاد داشت روانہ کی ہے کہ اگر یونان ان نصیحتوں پر جو اسکو دی گئی ہیں کاربند نہ ہوگا تو دول یونانی کو امن قایم کرنے کی اجازت دیدینگی +

ہفتہ تذکرہ کی دیگر خبریں

صوبجات متحدہ امریکہ نے ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو انگلستان سے قطعی طور پر آزادی حاصل کرنے کے بعد اپنی خودمختاری کا اعلان کیا تھا ۔ اس مبارک دن کی تقریب پر امریکہ میں ہر سال بڑے عالیشان جلسے ہوتے ہیں اس برس مقام ... پورٹ اس یوم سعید کی خوشی میں ... ہزار مسلح آئرش لوگ اکٹھے ہوئے ۔ اور ... کیوبا کے مسلح باشندے بھی شریک محفل ہوئے تھے ۔ ان تمام آئرش لوگوں نے فوجی وردیاں پہنی ہوئی تھیں ۔ مصر کے مشہور فصیح ... مصطفےٰ کامل نے جو عرصہ تک انگریزوں کے قبضہ مصر کے برخلاف ... غیر مقامات میں لکچر دیتا رہا ہے مصر کے روزانہ اخبار المؤید میں ۴ جولائی کے عنوان سے امریکہ کی آزادی پر ایک نہایت ہی پرجوش مضمون لکھ کر مصریوں کو ابھارا ہے کہ وہ کب تک غیر قوم کی تابع داری کی ذلت گوارا کرتے رہیں گے اسکے مضمون کے آخری حصہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے ۔

اے قوم مصر کیا تو خیال کرتی ہے کہ جو کچھ مصیبتوں اور بلاؤں میں سے تو آج دیکھ رہی ہے وہ انتہا ظلم و ستم کی جو مصر میں انگریز کر رہے ہیں انتہا ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں اگر یہ قبضہ قایم رہا تو جان لو کہ جو کچھ

تم دیکھ رہی ہو۔ وہ تو ظلم اور ذلتوں کے ابھی مقدمات ہیں اے قوم کبھی گمان نہ کر کہ خداوند کریم تیری مدد کرے گا۔ درانحالیکہ تو ایسی کاہلی میں مبتلا ہے۔ خدا تیری کیسے مدد کرے گا جب کہ تو نے اپنے لئے ایسی خواری کو پسند کیا ہے۔ خدا تمہاری کس طرح مدد کرے اُس نے تم کو شریعت غرا عطا فرمائی جو تم کو محبت والفت کا حکم دیتی ہے مگر اس کو تم نے بالکل پس پشت پھینکدیا ہے۔ اُس نے تم کو وطن سعید اور زرخیز اور بار آور بخشا ہے مگر تم نے اُس کو حقیر جانا اور اُس کی قدر کے مطابق اُس کی قدر نہ کی۔ اُس نے تم کو عالی دماغی اور ذکاوت و ذہانت عطا کی۔ مگر تم نے اُسکو ادنے امور اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں صرف کیا۔ کیا تم کو یہ امید ہے کہ جسنے تم کو بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں وہ تمکو بغیر حق کے آزادی اور استقلال (خود مختاری) عطا کردیگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تمام منصفوں کا منصف ہے۔

وہ نہیں جاگو اپنی نیند سے اور اپنے ملک کے حقوق کا مطالبہ کرو اور دنیا کی قوموں کے آشکار کرو کہ تم عنایت اور حمایت کے مستحق ہو۔ اور اگر تم یہ نہیں کرتے اور تم نے ذلت اور مختاری کو پسند کرلیا ہے اور تابعداری اور ذلت پر خوشنود ہوگئے ہو تو قومی زندگی کو آزادی اور مستقبلہ خود مختاری کو اور تمام امنوں کو آخری وداع کہو اور کہو کہ تحقیق ظلم کیا اپنے نفسوں پر ہمنے اپنے نفسوں پر اور نہیں خدا ظلم کرنے والا ساتھ اپنے بندوں کے ۔

میں تو ہر وقت دن رات ان عربی اشعار کا ورد کرتا رہتا ہوں :-

لا تسقنی ماء الحیاة بذلة	آب حیات بھی کے ساتھ ذلت ہو مجھ کو نہ پلا
بل فاسقنی بالعز کاس الحنظل	بلکہ اگر عزت کے ساتھ ہو تو مجھ کو آب حنظل پلا
ماء الحیات بذلة کجھنم	آب حیات جو ذلت کے ساتھ ہو جہنم ہے
وجھنم بالعز اطیب منزل	اور جہنم عزت کے ساتھ نہایت خوشگوار منزل ہے

ہفتہ مختتمہ ۸ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں معہ مختصر حواشی

لنڈن یکم اگست ۔ فساد کریٹ ۔ کریٹ کے باشندگان بکثرت مہاجرت کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ اسلحہ نہ جانے دینے کے لئے یونان بڑی مستعدی سے انتظام کر رہا ہے ۔

لنڈن ۲ اگست ۔ سرحد کی حفاظت کے لئے کئی یونانی رجمنٹوں کو تھسلی جانیکا حکم ملا ہے ۔

لنڈن ۳ اگست ۔ کریٹ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ باغی صوبہ کینیڈیا کے مقابل ۔ ۔ ۔ مدد پا کر اب ۔ ۔ ۔

طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور بہت بڑی مصیبت کا حادث ہونیکا اندیشہ ہے

لنڈن ۳۔ اگست۔ (بلگیریا میں بیجا حرکت) م ستمبولوف مرحوم سابق وزیر اعظم بلغیریا کی قبر ڈائنامیٹ سے اڑا دی گئی ہے۔ یقین کیا گیا ہے کہ اس مذموم حرکت کا باعث زنانہ کینہ توزی ہے ۔

لنڈن یکم اگست۔ وادی نیل میں ہیضہ۔ مصری سوڈان کی افواج میں اب ہیضہ کا خاتمہ ہو گیا ہے ۔

لنڈن ۴۔ اگست (دول یورپ اور کریٹ) روس۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی اور آسٹریا کریٹ کا محاصرہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ یونانی والنٹیروں اور اسلحہ کو جزیرہ میں داخل ہونے سے روکا اور ترکوں کو افواج متعینہ وہاں سے نکالنے پر مجبور کیا جائے۔ مگر انگلستان اس تجویز کے مخالف ہے۔ وہ اسے پسند کرتا ہے کہ یونان کو باب عالی کے حقوق کی نگہداشت کرنے اور اہالی کریٹ کو معقول و مناسب حکومت پر آمادہ کرنے کے واسطے قدم اٹھانے کی اجازت دی جائے۔ جرمنی اور آسٹریا کے اخبارات انگلستان کو خود غرضانہ علیحدگی کا الزام دے رہے ہیں کہ وہ اس بارہ میں دول کے اتفاق میں مخل ہو رہا ہے ۔

کریٹ کے جنوبی حصہ میں اب فساد پھیل گیا ہے ۔

لنڈن ۴ اگست۔ ترکی اور یونان۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے مسئلہ کریٹ کے متعلق یونان کو اس ماسنہ کا بھیجا جانا منظور کر لیا ہے جس کا ذکر ۲۹ جولائی کی تار میں درج ہے ۔

لنڈن ۶۔ اگست (کریٹ کا محاصرہ۔ انگلستان اور جرمنی) ٹائمز جرمنی کے اخبارات کی بدزبانی پر جو وہ کریٹ کے متعلق انگلستان کے برخلاف کر رہے ہیں۔ اور اس کو دغا بازی اور مکاری کا الزام دے رہے ہیں خفگی کا اظہار کرتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے صرف یہ کہا ہے کہ انگلستان اس وقت تک کریٹ کے متعلق محاصرہ کے لئے دول نے جو مہمل اور بے ڈھنگی تجویز کی ہے۔ اس میں شامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسکو مقصد اور غایت سے پوری پوری آگاہی نہ دی جاوے ۔

لنڈن ۵ اگست۔ نیل ریلوے نیل پر ابو کوتہ تک پہنچ گئی ہے ۔

قاہرہ۔ وادی نیل میں ہیضہ کا شبہ۔ میں ہیضہ کی پانچ تازہ وارداتیں ہوئی ہیں ۔

ترکی۔ یونان۔ اور دول۔ دول عظام نے جزیرہ کریٹ کے بحری محاصرہ کرنے کا جو ارادہ تھا وہ بظاہر ترک کر دیا ہے کیونکہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے انکو اطلاع دی تھی کہ وہ ایسے محاصرہ کو اپنے شہنشاہی حقوق کے بقبضہ ... خیال فرماتے ہیں ۔

لنڈن ۶۔ اگست۔ ترکی اور بلگیریا۔ صوفیا میں یہ اطلاع پہنچی ہے کہ ترکی سپاہیوں کی ایک جماعت

نے بلغاریوں کی سرحد کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر بلغاریوں کے ساتھ کچھ عرصہ بندوق کی لڑائی کرنے کے بعد واپس ہٹ گئے +

لنڈن ۰ ۰ اگست۔ کریٹ میں مسلمانوں کے ظلم۔ کریٹ میں حالت دن بدن زیادہ ناگوار ہوتی جاتی ہے۔ قصبہ ہراکلیان کے مسلمان اجنبیوں کے مکانات پر حملہ کر رہے ہیں اور حکام اُنکے روکنے سے عاجز ہیں۔ انگریزی جنگی جہاز بھیجا گیا ہے کینڈیا کی جانب آیا ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اسمد اور گولڈن ہارن (شاخ زرین) کے کارخانجات بیڑہ بحری میں شب و روز بڑی مستعدی سے کام ہو رہا ہے اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے حکم شاہی صادر فرمایا ہے کہ جسقدر جہاز اسوقت زیر تعمیر ہیں اُنکو حتی الامکان بہت جلد مکمل کیا جاوے اور پرانے جسقدر جہاز مرمت طلب ہیں اُن کی بہت جلد پوری پوری درستی کی جاوے۔ اول درجہ کا آہن پوش عبدالقادر جو کارخانہ گولڈن ہارن میں بن رہا ہے۔ اب تقریباً مکمل ہوگیا ہے۔ اور دوم درجہ کا جہاز خداوندگار بھی قریب تکمیل ہے عون الرفیق۔ صابر اور ثریا جہازوں کی پوری مرمت ہوگئی ہے۔ اور جہاز سیارہ تھوڑے دنوں تک مرمت ہوکر سواحل شام کو جانیوالا ہے سواحل شام پر بحری اسٹیشن قایم کئے گئے ہیں جہاں سے سواحل کریٹ کی نگرانی کے لئے دو آہن پوش جہاز عنایت۔ بلقا اور قسطنطنیہ سے تارپیڈو کشتی نہید شروع جولائی میں بھیجدی گئی۔ اعلیٰ حضرت نے چھ نئے جنگی جہاز اور دو تارپیڈو کشتیوں کے تیار کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ جو قسطنطنیہ کے کارخانہ میں تیار ہونگے +

انگریزی اخبارات کے سوائے باقی تمام یورپ کے اخبارات باغیان کریٹ کو متنبہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ اپنی ضد اور ہٹ پر قایم رہینگے۔ تو دول یورپ اُن کی مطلقاً کوئی امداد نہیں کرینگی اور سلطنت عثمانیہ کو مجبوراً اُنسے وہی سلوک کرنا پڑیگا جو باغیان آرمینیا سے کیا گیا۔ کریٹ کے معاملہ میں بھی گورنمنٹ انگلشیہ اور اُسکے غالیہ بردار ٹائمز۔ سٹینڈرڈ وغیرہ اخبارات نے ابتدا بہت کچھ طوفان بے تمیزی برپا کر دیا تھا۔ اور ٹائمز تو یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ اُسنے صاف صاف لکھدیا کہ سلطان کو آگاہ رہنا چاہئے کہ کریٹ آرمینیا نہیں ہے کہ وہاں انگریزی جہاز اور فوجیں نہ پہنچ سکیں۔ بلکہ یہاں انگلستان ترکوں کو فوراً ہوش میں لا سکتا ہے۔ مگر اعلیٰحضرت کے تدبیر و دانائی کے مقابل یہ کل شیخیاں کرکری ہوگئیں۔ اور انگریزوں کو بجائے کسی طرف سے نہیں بلکہ خود عیسائی سلطنتوں کی طرف سے سخت سست سننا پڑا۔ اور اب نوبت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ ڈیلی ٹیلیگراف اور ڈیلی نیوز لکھ رہی ہیں کہ مسئلہ آرمینیا کی طرح مسئلہ کریٹ میں بھی اعلیٰحضرت دول یورپ کے اتفاق و اجماع پر غالب رہے ہیں +

ترکی۔ وزیر صیغہ خارجیہ نے اندازہ لگایا ہے کہ سواحل کو اجنبی جہازوں کے حملہ سے بچانے کے لئے ایک بڑی

تیار کرنے کے واسطے ۲۲ لاکھ پونڈ (تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپیہ) درکار ہوگا چنانچہ اس مطلب کے لئے بارہ لاکھ پونڈ صیغہ جنگ کے حوالہ کر دیئے گئے۔ باقی روپیہ ایسے گورنمنٹ اپنے پاس سے خرچ کرے گی جو سلطنت ایک بار میں توپخانہ کے لئے تین چار کروڑ روپیہ خرچ کر سکتی ہو۔ اُسے [illegible] کہنا صحیح ہے۔ [illegible] خدیو کی والدہ محترمہ آجکل قسطنطنیہ میں رونق افروز ہیں اعلیٰحضرت ان سے کمال [illegible] سے پیش آئے اور اعلیٰحضرت کے حرم محترم خود ایک دفعہ [illegible] مہمان کے محل کو تشریف لے گئیں۔

واشنگٹن کے ایک مشہور روزنامہ اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ یورپ کے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ سلطنت عثمانیہ اور فنا ہو رہی ہے اسکا انتظام بگڑا ہوا ہے۔ اس کی قوت نیست ہو رہی ہے اور رعایا بد دل ہے [illegible] جب پہنچے پر سلطنت علیہ کی سطوت وجبروت کا اصل حال معلوم ہوتا ہے۔ باسفورس سے گذر کر بارونق بازار دیکھکر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ یہاں کی تجارتی کوٹھیوں اور بازاروں میں خرید و فروخت کی گرم بازاری کو دیکھکر انسان متحیر ہوجاتا ہے۔ اور اُس کو فوراً ترکی سلطنت کے تمول کا پتہ مل جاتا ہے۔ شاہی سواری کے جلوس کا نظارہ دیکھنے سے اسے رعب و داب شاہی کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور ترکی فوجوں کی مہیب قوت و طاقت اور ہیبت ناک وضع و لباس کو دیکھکر جو اس موقعہ پر صف بستہ کھڑی اپنے شہنشاہ عالی مقام و خلیفہ زمانہ کی درازی عمر و ازدیاد جاہ و اقبال کے لئے صدق دل سے نعرے بلند کرتی ہیں انسان کا دل خوف سے کانپ جاتا ہے اس کے بعد نامہ نگار نے [illegible] سے جو اُس کا مکالمہ ہوا اس کا مفصل بیان تحریر کیا ہے جسے ہم بوجہ عدم گنجائش لکھنے سے معذور ہیں۔

سُنا گیا ہے سلطان المعظم نے امیر کابل کو خط لکھا ہے۔ جسے انہوں نے کل عالموں اور سرداروں کے روبرو پڑھکر سنایا۔

مصر میں نمک حرام بیرل ترکوں نے جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا اس کی کیفیت ہم وقتاً فوقتاً درج اخبار کرتے رہے ہیں۔ انکی سب سے آخری نالائق حرکت وہ تھی جو ولی الدین یکن اسسٹنٹ ایڈیٹر و علی بیگ معاون اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار النیل قاہرہ سے بمقام اسکندریہ کی گئی۔ مگر یہ بیہودہ جسارت انکے حق میں نہایت مضر ثابت ہوئی۔ ان شخصوں نے نوجوان خدیو کو اپنے قابو میں کر لیا تھا اور اُسپر انکا بہت کچھ رسوخ ہوگیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے بطور خود مجرموں سے اس ناجائز جبر و تشدد کی نسبت جو انہوں نے ایڈیٹران اخبار النیل پر کیا کوئی بازپرس نہ کی لیکن مالک و ایڈیٹر اخبار مذکور سہراب زادہ شیخ حسن حسنی پاشا حسن اتفاق سے دار الخلافہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کل حالات اعلیٰحضرت خلافت پناہی کے گوشگذار کر دیئے۔ جہاں سے خدیو کے نام فوراً تار بھیجا گیا۔ اور دولتلو غازی مختار پاشا امپیریل عثمانیہ کمشنر متعینہ مصر کو تاکید کی گئی کہ ان مکاروں کو قلمرو مصر سے نکال دیئے جانیکے لئے گورنمنٹ مصر کو باقاعدہ فہمائش کریں۔ یہ کیفیت دیکھکر خدیو یا گورنمنٹ مصر کی آنکھیں کھلیں۔ اور درود

عتاب شاہی سے ڈر کر نہ صرف ان مجرموں کو جنہوں نے ولی الدین اور علی بیگ کو بیحرمت و ذلیل کیا اور ان سے شان سلطانی کے خلاف اقرار نامہ جبراً لکھا لیا تھا ملک بدر کر دیا۔ بلکہ اُنکے سرغنہ اور لیڈر مراد نامراد کو بھی جو برابر چھ مہینوں سے باہداد دشمنان سلطنت عثمانیہ قاہرہ سے ترکی اخبار میزان شائع کر کے حکومت عثمانیہ کو کھلم کھلا گالیاں دے رہا تھا ملک سے نکل جانے کا حکم دیدیا۔ اور اُس کا اخبار حکماً بند کر دیا گیا۔ یہ خبر موصول ہونے پر مراد بے نے بہتیرا ہاتھ پاؤں مارے کہ میں اخبار کو بند کر دیتا ہوں اور امور سیاسیہ میں مطلق دخل نہ دونگا مجھے یہاں رہنے کی اجازت دیجاوے مگر اُس کی یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔ اور وہ بمعہ رشید بیگ ۱۰ جولائی کو مصر سے یورپ کو چلا گیا۔ جاتی دفعہ چند ایک معزز مصریوں سے اُس نے بیان کیا۔ کہ میں اعلیٰ حضرت کی ذات خاص کے مخالف نہیں ہوں۔ اگر میری مضمون سے یہ بات مترشح ہوتی ہو تو اُسے سہو قلم سمجھنا چاہئے۔ میری نیت ایسی ہرگز نہیں۔ البتہ میں طریق حکومت میں اصلاح چاہتا ہوں مگر جو اصلاح وہ محترم چاہتا ہے اُسے ہم ہر ایک پرچے میں لکھ چکے ہیں جسکے پڑھنے سے ناظرین کو اُسکے مزعومہ کے صدق و کذب کا بخوبی پتہ ملسکتا ہے ✦

بڑی خوشی کا مقام ہے کہ گورنمنٹ مصر نے آخرکار ہوش سنبھالی۔ اور اس موذی کو جو اُسکے شہنشاہ کے برخلاف باغیانہ مضامین لکھتا ہے خارج ملک کر کے اپنے تئیں غضب سلطانی سے محفوظ کر لیا۔ اس حکم کے صادر ہونے سے دو تین روز پہلے دولتلو غازی پاشا نے خدیو مصر سے ملاقات کر کے ان کو اچھی طرح سے متنبہ کر دیا تھا کہ اگر آپ کا یہی طریق عمل رہا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مصری گورنمنٹ نے ان باغیوں کو فقط خارج کر دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ جو معدودے چند مصری (کیونکہ تقریباً کل مصری اعلیحضرت کے مخلص و جاں نثار رعایا ہیں۔ اور وہ مراد بے اور اس کے ساتھیوں کو دشمن اسلام سمجھتے ہیں) مراد وغیرہ کی امداد کرتے رہے ہیں اُنکو با ضابطہ عدالت سے سزا دیئے جانے کا بھی حکم دیدیا ہے۔ پہلی ایکدو مرتبہ جب باب عالی نے گورنمنٹ مصر سے مراد کے اخراج کا مطالبہ کیا تھا تو لارڈ کرومر صاحب نے اُس کو تعمیل حکم سے باز رکھا تھا۔ لیکن اب اعلیحضرت صاحب الخلافت السیادت کے تیور بدلے ہوئے بگڑے دیکھ کر لارڈ صاحب نے چوں تک نہ کی بلکہ خود بھی مراد ناشاد کے مخالف بن گئے ✦

حوران کو دروز کی بغاوت کی نسبت اب کوئی خبر موصول نہیں ہوئی جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ افواج قاہرہ نے باغیوں کا بخوبی قلع قمع کر دیا ہوگا ✦

ایک مصری اخبار لکھتا ہے۔ کہ زار روس نے اعلیٰحضرت سلطان المعظم سے ملاقات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے ✦

کریٹ میں انطفائے بغاوت کے لئے کافی فوج پہنچ گئی ہے۔ باغیوں کو سلطان المعظم نے جبلی رحم و عفو سے کام لیکر ہتھیار رکھدینے کا حکم دیا ہے جس کی اگر تعمیل نہ ہوئی تو ان کا قرار واقعی بندوبست کیا جاویگا۔ تھوڑا عرصہ

ہوا - ٹرکی محافظ جہازوں نے ایک یونانی جہاز کو گرفتار کیا - جس پر باغیوں کے لئے سامان حرب اور اسلحہ بھرے ہوئے تھے ۔

سہراب زادہ حسن حسنی پاشا ایڈیٹر و مالک اخبار النیل کو جو کچھ عرصہ سے دار الخلافہ میں مقیم ہیں - اعلیحضرت نے جماعت نصریات کا ممبر مقرر فرمایا ہے ۔

ہفتہ مذکورہ کے مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۱۰ - اگست ۱۸۹۶ء

(سلطنت عثمانیہ اور ڈیوک آف آرگائل)

مہذب اور مشہور مصلحت پسند لبرل انگریزوں کے سرتاج ڈیوک آف آرگائل صاحب نے ٹرکی کے متعلق حال ہی میں ایک چھوٹی سی کتاب بنام "ہماری ذمہ داریاں ٹرکی کے متعلق" شائع کر کے اپنی تہذیب و ایمانداری اور اعلیٰ تدبر اور دیانتداری کا پورا ثبوت دیا ہے - کتاب مذکور میں با مذاق ڈیوک صاحب نے زیادہ تر اپنے وہی زہریلے اور ناقص خیالات اور خلاف واقعہ و مبالغہ آمیز اظہارات درج کئے ہیں جنکو انہوں نے ۹ مئی کے جلسہ سینٹ جیمس ہال میں بیان کیا تھا - اور جن کی قلعی ہم مفروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ میں اچھی طرح سے کھول چکے ہیں - اس لئے ڈیوک صاحب کی فرضی ذمہ داریوں اور گورنمنٹ ٹرکی کی مفروضہ پابندیوں کی مفصل کیفیت دوبارہ بیان کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا - ناظرین اس مضمون کو جو کئی ایک اضافوں کے ساتھ عنقریب علیحدہ رسالہ کی صورت میں شائع ہونیوالا ہے ملاحظہ فرما سکتے ہیں - البتہ اس کتاب میں ڈیوک بہادر نے جسکو مسٹر گلیڈسٹون کی طرح پیرانہ سالی اور غالباً دماغی کمزوری نے نیم دیوانہ بنا رکھا ہے - یہ تجویز پیش کی ہے کہ اعلیحضرت امیر المومنین کی شان میں جیسے سب حقیقی مدبران انگلستان و یورپ تسلیم کرتے ہیں کہ تقریباً کل دنیائے اسلام انکو اپنا مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق مانتی ہے نہایت ہی گندہ اور مکروہ کلمات بکنے کے بعد اپنی گورنمنٹ کو صلاح دی ہے کہ وہ امیر المومنین سے کوئی ذاتی تعلق نہ رکھے بلکہ اس شیطانی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کا کوئی ذریعہ ہاتھ سے نہ جانے دے - اور اگر اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے جنگ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی دریغ نہ کرے - جنگ بیشک ایک مہیب چیز ہے اور نہایت خوفناک مصائب پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے مگر حکومت مذکورہ سے جو دنیا کو نقصانات پہنچ رہے ہیں - وہ جنگ کے خونخوار نتائج سے بدرجہا بدتر ہیں - علاوہ بریں ہماری بلکہ کسی دولت عظیم کی آزادیاں بغیر جنگ کے محفوظ نہیں رہ سکتیں - ہم بعید تر اور نہایت ہی کمزور تعلقات و اغراض کی حفاظت کیلئے جنکی سلامتی کا صرف خیالی اور وہمی اندیشہ پیدا ہو جنگ کرنے پر فوراً مستعد ہو جاتے ہیں - پھر اس حکومت کے ملیامیٹ کرنے کے لئے جو امن یورپ کے لئے ہر وقت موجب خطرہ ہے کیوں نہیں جنگ کیا جاتا؟"

ڈیوک صاحب کی تہذیب کا ان چند کلمات ہی سے ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی اسلئے اس کی نسبت زیادہ

پیار کرنا فضول ہے۔ اُن کی صلاح و مشورہ پر اسلئے کچھ رائے زنی کرنا بے فائدہ ہے کہ بدقسمتی سے گورنمنٹ مذکور جیسے کئی دفعہ ڈیوک صاحب بھی مشیر بد تدبیر اور کارکن ممبر رہ چکے ہیں ایسی صلاح و مشورہ کے بغیر ہی عرصہ دراز سے ایسی خطرناک پالیسی پر چل رہی ہے اور اُس کی ہر ایک کوشش سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کے مقبوضات خود چھین لینے یا دوسری طاقتوں کے حوالہ کردینے اور اندرون ملک ہر روز کوئی نہ کوئی فساد کرا دینے سے اُس کو کمزور کردینے کی طرف منحصر رہی ہے۔ البتہ وہ نہ علانیہ جنگ ضرور ہوتی رہی ہے کہ مبتلائے جنگ ہونے کے بغیر دولت عثمانیہ اس بے سینہ زوری اور مہذبانہ مدعا میں ایک پیکار کا سبب ہوتی چلی آئی ہے۔ اور ترکی گورنمنٹ بیشمار مجبوریوں کی وجہ سے مسیحی طاقتوں کی ان غاصبانہ کارروائیوں کو دیکھتی ہوئی بھی رہی ہے اور کوئی ہاتھ پاؤں مارے بغیر اپنے مقبوضات کا تصرف سے نکلنا برداشت کرتی چلی آئی ہے مگر اب اگر انگریز ترکی گورنمنٹ کے مظالم سے تنگ آکر جن مظالم کے مقابلہ میں اگر رحمدل اور منصف مزاج گورنمنٹ انگلینڈ کے برتاؤ کو جو وہ اپنی رعایا سے برت رہی ہے دیکھا جائے تو غالباً وہ نہایت ہی زیادہ خوفناک سبب اور بیرحمانہ معلوم ہو) ترکی گورنمنٹ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو اسیطرح ترک بھی ان رحیم مزاجوں کی مہربانیوں سے جو وہ اُسکے اور اُس کی بیکس رعایا کے حال پر مبذول کرتے رہے ہیں۔ اسقدر سیر ہوگئے ہیں کہ اب نہ غالباً انگریزوں کے ان کے تنگ کردینے کو ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کرکے آیندہ کے لئے ان نت نئی عداوتوں اور فتنہ پردازیوں کا قطعی فیصلہ ہو جانے کو نہایت غنیمت سمجھیں گے مگر افسوس تو یہ ہے کہ میاں آرگائیل صاحب نے تو مختل دماغی سے بڑا نکدی انگریزی گورنمنٹ کو جنگ کردینے کی صلاح دیدی مگر یہ یاد رکھیں ایسا نہیں کرینگے۔ بلکہ جبوقت معاملہ اس درجہ تک پہنچگیا تو بالضرور اپنا منہ لیکر ترکی کے معاملات سے بالکل الگ ہو جائینگے۔ باقی رہی ڈیوک صاحب کی یہ دھمکی کہ انگلستان ترکی سے کوئی ذاتی تعلق نہ رکھے اور اُس کی امداد سے کنارہ کرے سو انگلستان نے آجتک جو ترکی کو امداد دی ہے۔ وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ ذاتی تعلق کی جگہ اگر انگلستان ٹرکی سے بالکل ہی قطع تعلق کرے اور سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کو دار الخلافہ اور تمام دیگر مقامات سے اپنا سفیر کونسلین۔ اور تمام سفارتی اور تجارتی انگریز کھینچ لیں۔ تو سلطنت مذکور کی اس سے بڑھکر کوئی خوش نصیبی ہو نہیں سکتی +

ان ہزلیات کے اور اس خوش آیند مشورہ دہی کے بعد ڈیوک صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ ٹرکی کے عیسائی جن کی خودسری فتنہ پردازی نمکحرامی سرکشی بخوبی محقق ہو چکی ہے) جب تک ان ظالم ترکوں کے ماتحت رہینگے ان مصیبتوں کا کبھی خاتمہ نہیں ہوگا۔ اسلئے نہایت مناسب بلکہ ضروری ہے کہ صوبجات آرمینیا روس کے حوالہ کردیئے جائیں،، مگر اس عیسائی طاقت کے حسن انتظام اور رعایا پروری کے سابقہ کارناموں کو چھوڑکر ہم فقط ایک تازہ واقعہ کے بتادینے پر حصر کرتے ہیں۔ یہ واقعہ صوبہ کیف کے قصبہ میزاسبک میں گذرا ہے + ایک فوجی افسر شکار کھیلتے ہوئے قصبہ کے قہوہ خانہ میں جس کا مالک ایک یہودی تھا پہنچے۔ وہاں پہلے سے ایک عیسائی دہقان بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے افسر کے داخل کمرہ ہونے پر اُسکو تعظیم نہ دی اور سلام نہ کیا۔ افسر مذکور اس گستاخی اور بے ادبی کو کب برداشت کرسکتے تھے

غصہ سے بھرے ہوئے رواروی بیچارے دہقان کے پاس جا پہنچے اور نہایت سخت مغلظات بکنے کے بعد اس گستاخی کا سبب دریافت کیا۔ دہقان نے مودبانہ عرض کیا کہ میں یہاں کا نہیں ہوں۔ اجنبی ہوں۔ ایک افسر کو سلام کرنا میرا فرض نہیں ہے۔ ایسے جواب سے افسر کو اور بھی آگ لگ گئی۔ اور اس نے دہقان کو مکوں اور لاتوں سے پیٹنا شروع کیا دہقان نے مطلقاً ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور قہوہ خانہ سے بھاگ جانے کی کوشش کرتا رہا۔ دہقان کی اس مسکینی پر افسر اور زیادہ برافروختہ ہوئے اور اس غریب کو اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی۔ تو یہودی مالک قہوہ خانہ دونوں کے بیچ کھڑا ہوگیا۔ اور افسر کو فہمائش کی۔ کہ قہوہ خانہ میں کسی پر حملہ کرنے کا استحقاق حاصل نہیں۔ یہودی کا یہ کہنا تھا کہ افسر نے چیخ کر اس کو گولی مار دینے کی دھمکی دی۔ مگر ایکایک یہ کہتا ہوا کہ میں اس گستاخی کا تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو پورا سبق دونگا قہوہ خانہ سے چلا گیا اور کیمپ میں پہنچکر اپنے ماتحت سپاہیوں اور چھوٹے افسروں کو حکم دیا کہ شہر میں جاکر یہودیوں کا تمام کنبہ لوٹ لو۔ اور ان بے ایمانوں کو اچھی طرح سے سبق دو۔ سپاہی بہت خوش ہوئے۔ شہر میں گئے۔ اور تمام یہودیوں اور کئی ایک عیسائیوں کے گھروں کو تمام و کمال لوٹ لیا اور عمارتوں کو منہدم کردیا۔ تمام مجرد عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو بالجبر اور علانیہ بے عزت کیا اور بیشمار لوگوں کو قتل و مجروح کرکے واپس چلے گئے۔ اور چوبیس گھنٹوں کے اندر تمام شہر کا نقشہ بالکل بدل گیا۔ اب گورنمنٹ اس کی تحقیقات کررہی ہے۔ مگر چونکہ یہ بیدردانہ ذلت اور بیرحمی یہودیوں پر ظلم و ستم ہوا ہے امید نہیں کہ قاتلوں اور غارتگروں کو کوئی سزا ملے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ذیلی صاحب کو اگر روسیوں کے گذشتہ اور پرانے مظالم یاد نہیں رہے تھے۔ تو کیا یہ واقعہ بھی جو اس کتاب کے چھپنے کے دوران میں ظہور پذیر ہوا ہے انکے گوش گذار نہیں ہوا تھا؟ مگر شاید ایسا ناز عیسائیوں کے نزدیک عیسائیوں کا کوئی فعل بیہودہ اور قبیح نہیں ہوسکتا۔ اور اسی طرح سے مسلمانوں کا کوئی عمل ستودہ اور بے عیب +

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۱۰ اگست۔ بغاوت کریٹ۔ ہزاروں عیسائی کریٹ سے یونان کو بھاگ رہے ہیں۔ ایتھنز میں مشہور ہورہا ہے کہ مسلمانوں نے کینڈیا کے ۴۵ عیسائیوں کو ذبح کرڈالا اور ایک پادری کو زندہ جلادیا ہے +

قسطنطنیہ ۱۰ اگست۔ ذہنی پاشا گورنر بروصا اور اقبال پاشا جو ایک اعلیٰ عہدہ دار تازنی ہیں۔ کریٹ کو بدیں غرض روانہ ہونے والے ہیں۔ کہ امن قائم کردینے کے متعلق تفصیلیں ڈوال اجنبیہ سے صلاح و مشورہ

لنڈن - ۱۱ اگست - بغاوت کریٹ مجوزہ محاصرہ بحری روسی اخبارات جرمنی اخبارات کے حملوں پر جو وہ لارڈ سالسبری کے محاصرہ کریٹ میں شریک نہ ہونے پر کر رہے ہیں معترض ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ محاصرہ کو اسوقت تک فضول و بے اثر ہوگا جبتک کہ ترکوں اور عیسائیوں دونوں کے برخلاف نافذ نہ کیا جاوے +

۴۵ عیسائیوں کے قتل اور ایک پادری کے زندہ جلادیئے جانیکی جو افواہ الکنہ میں مشہور ہوئی تھی اُسکی تصدیق ہوگئی ہے یہ خوفناک کشت و خون مقام اناپولیس کی خانقاہ میں کیا گیا تھا۔ کریٹ کے سرغنہ باغیوں نے ریفارم کمیٹی کو جسے انقلاب پسند لوگوں نے یونان کے ساتھ جزیرہ کو ملحق کردینے کے لئے کوشش کرنے کیواسطے قایم کیا تھا توڑ دیا ہے +

لنڈن - ۱۳ اگست - بغاوت کریٹ - دول میں نااتفاقی - کریٹ کے متعلق دول میں جو خط و کتابت ہو رہی ہے - اُس سے اب تک کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوا - کیونکہ وہ کسی ایک عملی تدبیر پر متفق نہیں ہو سکتیں +

لنڈن ۱۴ اگست - مسئلہ کریٹ - یونان و دول یورپ - دول نے یونان کو مکرر تاکید کی تھی کہ کریٹ میں اسلحہ و مجاہدین کے جانیکو روکے - اسکے جواب میں اُسنے لکھا ہے کہ میں پوری کوشش کر رہا ہوں - مگر تازہ کشت و خون کی خبروں سے لوگوں کا غیظ و غضب سخت مشتعل ہو رہا ہے +

ایضاً - سلطان المعظم اور انگریزی بیڑہ - دار العوام میں شب گذشتہ بدوران مباحثہ مسٹر کرزن نے بیان کیا کہ کریٹ سچ مچ ایک کامل بارود کا میگزین بن رہا ہے جس کریٹ میں مجاہدین کی درآمد کو روکنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں - مگر جب تک سلطان المعظم جزیرہ مذکور میں عمدہ انتظام کرنے کی ضمانتیں نہ دیں تب تک ہم اپنے بیڑے سے اُن کو امداد نہیں دے سکتے - تاہم مجھے امید ہے کہ دونوں فریقوں میں صلح ہو جائیگی - اور امن قایم ہو جائیگا - ضمانتوں کی ہی نائب وزیر نے پہلی کہی - یہی صاف صاف کیوں نہ کہدیا کہ جب تک کریٹ ہمارے حوالہ نہ کرو گے امن نہیں ہوگا - مگر یہ معلوم نہیں کہ اعلیحضرت نے اپنے خلیق صادق انگلستان سے جہازات کی امداد کی کب درخواست کی تھی - وہی مثل ہوئی جان نہ پہچان بڑی اماں سلام - وہ ان کی شکل سے بیزار ہیں اور یہ امداد دہی کے لئے شرائط حاصل کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ایڈیٹر)

ایضاً - پارلیمنٹ کا اجلاس آج ختم ہو گیا ہے ملکہ معظمہ کیطرف سے یہ تقریر پڑھی گئی :-

"دول اجنبیہ کے ساتھ میرے تعلقات بدستور دوستانہ ہیں - درویشوں کے دریائے نیل کیطرف اور نیز اطالین مقبوضات واقعہ حبش کیطرف مخالفانہ حرکت کرنے سے مجھے یقین دلا دیا کہ یہ ضروری ہے کہ مصری

گورنمنٹ اُن کی پیشقدمی کو روکے چنانچہ کابینہ کی نصیحت اور میری منظوری سے مصر کو ڈنگولا تک اُسکا آزاد شدہ ملک واپس دلانے کے لئے ایک مہم اختیار کی گئی۔ اس علاقہ کا بیشتر حصہ ایک مختصر مگر بہادرانہ جنگ سے جو بمقام فرکت ہوئی فتح ہو چکا ہے ٹرکی کے بعض حصص خاصکر کریٹ کی حالت سے مجھی کو بہت تشویش ہو رہی ہے۔ اور کسی فریق کی جانبداری کرنے کے نتیجہ میں نے دیگر طاقتوں کیساتھ ملکر ایک ایسے طریق حکومت کے قائم کئے جانے کی تجویز پیش کرنے سے جو عیسائی مسلمان دونوں کو پسند ہو باہمی مصالحت کرا دینے کی کوشش کی ہے " اسکے بعد ملکہ معظمہ توقع ظاہر کرتی ہیں کہ تابلی میرے رحم و عفو کو قبول کرینگے اور پھر ان معاہدوں کا ذکر کرتی ہیں جو حدود کے متعلق امیر کابل اور شاہ ایران سے ہوئے ہیں اور ارشاد فرماتی ہیں کہ سڑک چترال کے قیام سے دوستانہ تعلقات قائم ہیں ناظرین کو شاید یہ بتلانے کی ضرورت نہ ہوگی کہ ملکہ معظمہ کی تقریریں دراصل وجود الوقت حکمران فریق یعنے گورنمنٹ کی بنائی ہوتی ہیں۔ ملکہ معظمہ کا نام صرف برائے نام ہے (ملسب اڈیٹر)

هفته مذکور کی دیگر خبریں

مہم نیل کی انگریزی مصری فوجوں کو غنیم سے اسقدر نقصان نہیں پہنچا جتنا کہ بیماری خاصکر سوڈانی پلٹنوں کا تو اس مرض کا سخت غلبہ ہے۔ وہاں نے بہت کچھ نقصان کیا ہے۔ ولایت کے ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مرض کیساتھ گویا کانٹ مریض کو نہیں ہوتی وہ آناً فاناً ملک عدم کو راہی ہو جاتا ہے درویش کیمپ کے مفرورین یا اسیران جنگی کی تعداد روبہ ترقی ہے بہت کچھ گوشائی ہے۔ امریکہ کے اخبار نیویارک ہیرلڈ کا نامہ نگار ۲۰ جولائی کو بمقام وادی حلفہ سوڈان کی گرمی کے نذر ہو چکا ہے۔ اور ۲۳ جولائی تک وادی حلفہ اور کوشہ کے شمال پر جو دیگر مقامات ہیں صرف وہیں ۱۹ انگریز اور ۴۸ مصری سپاہی اور جملہ ۷۰ سول فوجی آدمی مر چکے ہیں *

اخبار المویل راوی ہے کہ خدیو مصر ۱۰ اگست کو اسکندریہ سے روانہ ہو کر کارلزبیڈ جرمن اور فرانس کی سیر کرینگے اسکے بعد سلطان المعظم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونگے *

حوران کے دروزوں کی نسبت لندن کا اخبار ٹائمز مورخہ ۲۴ جولائی یہ لکھتا ہے کہ دروزوں نے حوران کے صدر مقام سویدا کو جہاں ایک سوله سو تک ترکی فوج زیر کمان ممدوح پاشا محصور تھی متواتر حملوں کے بعد جس پر سے صرف ایک تین چھ سو دروز گرفتار کئے گئے فتحکیا دشمن دو توپوں سے جو ابتدائے بغاوت میں اُن کو ہاتھ لگ گئی تھیں دیوار قلعہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ اور چونکہ اُن کا بہت نقصان ہوا تھا اُنہوں نے کل ترکی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور ممدوح پاشا کو گرفتار کر لیا اس کے بعد اخبار مذکور یہ پیشتر لکھتا ہے کہ محصورین کی فوج کمک کے لئے جو فوج بھیجی گئی ہے وہ دمشق اور حوران کے درمیان بمقام شیخ مسکین مقیم ہے اور کہتی ہے کہ جبتک غنیم کے ملک میں ہماری رسد کا انتظام نہ ہو لے آگے نہیں بڑھینگے *

مگر مصر کا روزانہ اخبار المؤید مورخہ ۲۴ جولائی رقمطراز ہے کہ باغیوں نے ابھی قلعہ سویدا کو فتح نہیں کیا تھا کہ محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ترکی فوج موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور اُس نے دشمنوں کو شکست فاش دیکر تتر بتر کر دیا۔ اس معرکہ میں ترکی فوج کے اسّی سپاہی شہید ہوئے جن میں چار افسر تھے۔ اور ۱۹۴ زخمی ہوئے جن میں سے نو افسر تھے اور دروزوں کے تقریباً ڈیڑھ ہزار قتل ہوئے۔ جن میں سے اسّی بڑے بڑے شیخ تھے۔ اور اسقدر زخمی ہوئے۔ ان دونوں رواتیوں کو بالمقابل پڑھنے سے مشہور اخبار ٹائمز کی راست بیانی اور صداقت کا پورا پورا پتہ ملسکتا ہے ✤

بابعالی نے ۲۰ جدید جنٹیں قائم کئے جانیکا حکم دیا ہے ✤

فرانس اسوقت میدان جنگ میں ۴۰ لاکھ پورے قواعد دان اور ماہر فن جنگ سپاہی لا سکتا ہے آج سے ایک صدی پہلے اُس کی قواعد دان فوج کی تعداد فقط دو لاکھ تھی۔ یہ بیس گنا اضافہ جبریہ خدمت فوجی کی طفیل ہوا ہے جس کی بدولت پرشیا نے ۱۸۶۶ء اور ۱۸۷۰ء میں عظیم الشان فتوحات اپنے دشمنوں پر پائی تھیں۔ لازمی فوجی خدمت کا قانون اب یورپ کی ہر ایک سلطنت میں سوائے انگلستان کے رائج ہو گیا ہے اور فرانس سے اُتر کر ٹرکی نے سب سے بڑھکر اس سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اُس کی فوجی طاقت پہلے کی نسبت بدرجہا زیادہ مضبوط ہو گئی ہے اور پرانا انتظام فوجی بالکل بدل گیا ہے۔ چند انگریز دوسری سلطنتوں کی یہ فوجی مستعدی اور روز افزوں جنگی طاقت کو دیکھکر اپنے ملک میں بھی اس قانون کا رائج ہونا مناسب سمجھتے ہیں مگر قوم کا بہت سا حصہ ایسے قانون کے نفاذ کو اپنی آزادی کا نقیض اور والنٹیئرین کو جبریہ فوجی خدمت کا کافی بدل تصور کرتا ہے مگر کل والنٹیئروں کی تعداد دو لاکھ سے متجاوز نہیں۔ اور دوسری تمام قسموں کی فوجوں کی تعداد بھی جو دنیا کے مختلف حصوں میں منتشر ہے چار لاکھ سے زیادہ نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ گو انگلستان اپنی عظمت و شان کے قیام اور اپنے مقبوضات کے بچاؤ کے لئے بہت کچھ اپنی بحری طاقت پر انحصار کئے ہوئے ہے۔ لیکن بری جنگ کے چھڑ جانے پر اندیشہ ہے کہ فوجوں کی قلت ضرور بُری طرح سے محسوس ہوگی مگر اسوقت اس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکیگی۔ انگلستان اسوقت نہایت متمول اور اس کی فوجی طاقت بڑی زبردست ہے مگر بحری سلطنتیں معدوم بھی بہت جلد ہو جاتی ہیں کارتھج کسی زمانہ میں سمندروں پر بادشاہی کرتا تھا اور ہالینڈ کے بحری کارناموں سے تاریخ عالم کے صفحات پر ہیں مگر آج اُن کا کوئی نام بھی نہیں لیتا ایک تو بالکل معدوم ہو چکی ہے۔ اور دوسری گوشہ گمنامی میں پڑی ہے ✤

بمبئی کے یونانی تاجروں اور باشندوں نے کریٹ کے عیسائی باغیوں کے لئے معقول رقم چندہ فراہم کر کے ارسال کی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان کیا مظلوم مسلمانوں کے لئے کچھ ہمت نہیں کریں گے اُن کی ہمدردی کا کیا جنگ گزشتہ کے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا ہے۔ ہم جبوقت کسی مسلمان کو ایسی ضرورتوں کو پس پشت ڈالکر فضول اور بے فائدہ کاموں کے لئے بیش بہا عطیے عطا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مسلمانوں کی بدقسمتی پر افسوس کرنے کے سوائے

اور کوئی چارہ نہیں پاتے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ صوبہ بمبئی کے ایک مسلمان تاجر نے سوا لاکھ روپیہ کسی شہر میں آبرسانی کے لئے چندہ دیا۔ اور ایسا سنا جاتا ہے کہ آنریبل نواب امیر حسن خانصاحب نے بنگال ڈفرن فنڈ میں ۵۰ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔ کیا ان اصحاب کو ماتحیریں یاد ہو لیکے ناکردہ گناہ مقتول مسلمانوں کے بیکس اور یتیم بچوں یا آرمینیا و کریٹ کے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار پر کوئی رحم نہ آیا۔ اور اپنے قابل خزانہ میں سے اُن کے لئے کوئی چندہ نہ نکال سکے؟ +

مختتمہ ۲۴ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۶ اگست لارڈ سالسبری معاملات خارجیہ پر۔ لارڈ سالسبری نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ مشرقی جانب میں ایک ایسا منبع خطرہ موجود ہے جو کل یورپ کے امن و امان کو تہ و بالا کر دینے کی دھمکی دے رہا ہے۔ اور اگرچہ میں نے ٹرکی کو متنبہ کر دیا تھا کہ وہ آخرکار اپنی سزا سے محفوظ نہیں رہ سکے گی مگر اس سے یہ لازمی نتیجہ نہیں نکلتا کہ انگلستان نے اس سزا کو زیر عمل لانے کے لئے جنگ کا ذمہ اٹھا لیا ہے۔ مجھ امید واثق ہے کہ جبکہ ابھی موقعہ ہے متحدہ یورپ اس خطرہ کو کم کر سکیں گی +

ایضاً۔ دریائے نیل میں پانی بسرعت چڑھ رہا ہے اور ایک اگن بوٹ دوسری آبشار سے گذر گیا ہے +

لنڈن۔ ۱۷ اگست۔ فساد کریٹ۔ تازہ ترین خبریں مخبر ہیں کہ بمقام اپوکرونا لڑائی پھر شروع ہو گئی ہے اور جزیرہ کے شہروں میں بڑی تعداد کو پھیلنے کا اندیشہ ہو رہا ہے +

لنڈن ۱۸ اگست۔ بغاوت کریٹ ذہنی پاشا نے اہالی کریٹش کے ڈیپوٹیشن کو جو ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہا کہ انہوں نے جو ترمیمات پیش کی ہیں وہ اعلیٰحضرت سلطان المعظم کے حقوق شاہی کے نقیض ہیں۔ انکی ترمیم کردہ یونانی معاندین کا ایک گروہ بعہ توپخانہ کینڈیا کے قریب جزیرہ میں داخل ہو گیا ہے +

لنڈن ۱۹ اگست۔ مہم نیل کے متعلق دستاویز سے معلوم ہوا کہ دخانی جہاز جو بہت ہی تھوڑے پانی میں چل سکے دوسرے آبشار سے گذر گئے ہیں +

لنڈن ۲۰ اگست۔ انگلستان و روس۔ تمام روسی اخبارات یکزبان ہو کر برطانیہ کلاں پر الزام لگا رہی ہیں

کہ وہ یورپ کی توجہ کو مصر کی طرف سے ہٹا کر کریٹ کی طرف منعطف کرنیکے لئے کریٹ میں فساد برپا کر رہا ہے ✦

لنڈن ۲۰ اگست - مشکلات کریٹ - مقدونیہ میں قتل - ایتھنز کے اخبارات تحریر کرتے ہیں - کہ وردی پوش باشی بزوقوں نے بمقام کوزانی واقعہ مقدونیہ ۲۰ عیسائیوں کو جن میں عورتیں اور بچے زیادہ تھے قتل کر دیا ہے ✦

باب عالی نے سفرائے اجنبیہ کو اطلاع دی ہے کہ اگر یونانی مجاہدین اور سامان حرب کا کریٹ میں داخل ہونا بند نہ ہوا تو یونان کیساتھ تعلقات سخت کشیدہ ہو جائینگے ✦

لنڈن ۲۱ اگست - درویش اور ریاست کانگو - برسلز میں یہ خبر مشہور ہے کہ میجر ڈہانیس ریاست کانگو کی ایک جرار فوج لیکر درویشوں پر چڑھائی کرنیکے لئے پیشقدمی کر رہا ہے -

ایضاً - دو مصری اخبارات بند کر دیئے گئے ہیں - انہوں نے ملکہ انگلستان پر نامناسب حملے کئے تھے ✦

لنڈن ۲۲ اگست مہم نیل - بمقام کوشہ دریائے نیل میں ایک نیا آگن بوٹ ڈالا گیا ہے مہم نیل کی پیشقدمی ۵ ستمبر کو شروع ہوگی جو شروع اکتوبر میں ڈنگولہ جا پہنچیگی ✦

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اخبار اللوید راوی ہے کہ یونانیوں نے قصبہ ہراک لیان (واقعہ کریٹ) میں عیسائیوں کے قتل کئے جانیکی خبر مشتہر کی تھی - جسے پڑھکر اس قصبہ کے چند اشخاص نے جو اسکندریہ میں رہتے تھے - اپنے عزیزوں سے بذریعہ تار اصل کیفیت دریافت کی - جنہوں نے جواب دیا کہ یہاں فساد کا نام و نشان تک نہیں ہونے پایا - اسیطرح سے امن ہے فساد کا نام البتہ تمہاری تاروں میں دیکھا گیا ہے ✦

مصر کے عرب باشندوں نے جنکی تعداد ۱۰ لاکھ سے کم نہیں اور ملک کے مختلف اقطاع و اطراف میں آباد ہیں مصری یا انگریزی عمال کی سختی سے گھبرا کر اور تنگ آ کر اعلیحضرت خلافت پناہی کی خدمت میں عرضداشت بھیجنے کا ارادہ کیا ہے کہ وادی حوران میں انکو آباد ہونیکے لئے ایک لاکھ فدان اراضی عطا فرمائی جاوے ✦

کسالا کی اطالین فوج کچھ تعداد درویشوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے قلعہ سے باہر نکلی تھوڑی دور پر اس کا درویشوں سے مقابلہ ہو پڑا جس میں درویش صرف دو اور اطالین ۲ مقتول ہوئے - اسکے بعد فوج مذکور کشتی ہزار اور درویشوں کو آتا دیکھکر قلعہ کو لوٹ گئی ✦

سفرائے دول نے باب عالی سے زبانی شکایت کی کہ عبداللہ پاشا مارشل ہونیکی وجہ سے پرنس جارجی پاشا ملکی گورنر کریٹ سے برتر مرتبہ رکھتے ہیں اور اسلئے درحقیقت کریٹ کے اصلی گورنر وہی ہیں - باب عالی یا تو کوئی ایسا فوجی افسر کریٹ کو روانہ

کہ جو شاہزادہ حاجی ہو اس سے کم رتبہ یا اُس کے ہم مرتبہ ہو۔ اور یا پرنس کا مرتبہ ہی بڑھا دے۔ باب عالی نے جواب دیا کہ کریٹ میں اس وقت اسقدر عساکر قاہرہ موجود ہیں کہ اُن کی کمان کے لئے مارشل سے کم رتبہ کا افسر روانہ نہیں کیا جا سکتا ✦

ایک منصف مزاج یونانی رقمطراز ہے کہ ہماری قوم کو صوبجات ڈنیوب اور مشرقی یورپ کے باشندوں کی طبعی خونخواری اور وحشت کی کیفیت معلوم نہیں۔ وہ لوگ بڑے سفاک و شقی القلب ہیں۔ مگر چونکہ وہ اپنے تئیں عیسائی کہلاتے ہیں۔ اسلئے اگر وہ ہمیں کیفر کردار کو پہنچائیں۔ تو ہماری قوم انکی جبہ پر شہید دل کا مرتبہ بخش دیتی ہے۔ شور و غل کیا جاتا ہے کہ کریٹ میں وحشی ترک عیسائیوں کو بیدریغ قتل کر رہے ہیں۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مساجد کو منہدم اور انہیں اور مسلمانوں کو ذبح کر رہے ہیں۔ اسکے بعد لارڈ سالسبری کے مجوزہ محاصرہ کریٹ میں شامل نہ ہونیکی وجہ بتاتا ہے کہ لارڈ صاحب کو شبہ ہے کہ یا یونان کو اگر عملی طور پر سبق دینے کی ضرورت پڑی تو کہیں محاصرہ سکندریہ کی طرح دول یورپ انگلستان کو اکیلا چھوڑ کر خود الگ ہو جائیں۔ مگر طنزاً لکھتا ہے کہ اگر سکندریہ پر اکیلے انگلستان کو گولہ باری کرنی پڑی تھی۔ تو اب مصر میں وہ نہیں تو وہی رہا ہے۔ انگلستان نے کونسا کام کیا ہے جس سے اپنے ذاتی فائدہ کسی نہ کسی طرح نکال لیا ہو۔ اسیطرح کریٹ کے باغیوں پر اگر اُسے گولہ باری کرنی پڑی اور انکی گوشمالی کے لئے اُسے فوجیں اتارنی پڑیں تو کریٹ کو بھی تو وہی مصر کریگا۔ لیکن ہم اس بیکاریت انگریز کو یقین دلاتے ہیں کہ کریٹ کی حالت کبھی نہیں ہوگی۔ وہاں ہزار ترکی سپاہ موجود ہے۔ جنکو ایک لاکھ یورپین سپاہ نہیں کر سکتی ✦

عساکر قاہرہ عثمانیہ نے باغی دروزوں کا قلع قمع بخوبی کر دیا ہے اور اب وہ نہایت عاجزی سے رحم و عفو کی التجا کر رہے ہیں۔ ویدا کے معرکہ کے بعد تین اور مقامات پر مقابلہ ہوا جن میں دروزی ہزار کے قریب میدان جنگ میں کام آئے ✦

بیوٹ لینے والا ... شہنشاہ جرمنی ... قسطنطنیہ کو ... نہیں گئے۔ مگر ... کہ ... حضور سلطان المعظم ... ملاقات کرینگے ✦

ہفتہ وار ترکی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۸۹۶ء

{انگلستان کے ترددات}

گورنمنٹ انگلستان کی عام پالیسی اور بالخصوص انگریزی پالیسی متعلقہ سلطنت ٹرکی و مصر پر متعدد دفعہ بحث کر کے ہم اُسکے غلط اور ... ہونے کو بالوضاحت ثابت کر چکے ہیں اور مدلل طور پر جتایا جا چکا ہے

کہ خود غرضی سے مصر پر قابض رہنا اُس کی خاطر سلطنت عثمانیہ سے بگاڑ کر لینا اور نشۂ تنومندی اور قوت بازو کی سرمستی میں دوسری سلطنتوں سے بالکل الگ تھلگ رہنا آخر ایک دن اپنا رنگ لائے بغیر نہیں رہے گا۔ مگر افسوس گورنمنٹ اپنی پالیسی کو اس خطرناک رستہ پر چلاتے رہنے میں مُصر رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو ہمارا آخری قیاس ابھی تک لفظ بلفظ پورا نہیں ہوا۔ لیکن اس کے پورا ہونے کے آثار بالیقین پیدا ہوگئے ہیں۔ پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۴ اگست کو برخاست ہوگیا ہے۔ اور اگرچہ موجودہ وزارت اپنے عہدے پر قائم رہی ہے۔ لیکن اس کی کارگذاری پر جو کچھ ریویو اینگلو انڈین اخبارات کر رہے ہیں وہ بالکل ہمارے مذکرہ بیان کے موید ہیں۔ لارڈ روزبری کی چند روزہ وزارت کے بعد جب عنان حکومت لارڈ سالسبری کے ہاتھ پر آگئی تھی۔ تو اُن کے ابتدائی کارناموں کو ہی دیکھکر ہم کو یہ کہنا پڑا تھا۔ کہ موجودہ وزارت کا اگر یہی طریق عمل رہا تو انگلستان کی عزت اور وقعت میں بہت کچھ کمی واقعہ ہوجائیگی۔ ہماری اس پیشین گوئی کی تصدیق ایک اینگلو انڈین اخبار واقعات گذشتہ پر نظر ثانی کرنے کے بعد بایں الفاظ کرتا ہے:۔

"انگلستان میں ایسی وزارتیں بالخصوص کنسرویٹو وزارتیں اکثر ہوئیں ہیں جن کو اگر داخلیہ معاملات میں زک ملی ہے۔ تو وہ اپنی اس ناکامیابی کو سلطنت کی خارجیہ پالیسی کو بڑے حزم اور تدبر اور دانائی کے ساتھ چلانے سے چھپا سکتی رہی ہیں۔ مگر لارڈ سالسبری کی گورنمنٹ کو یہ بات بھی نصیب نہیں ہوئی۔"

"ہمیں آج کی تار خبر بتاتی ہے۔ کہ تنازعہ وینزویلا کو باحسن وجوہ نپٹانے کی جو کوششیں ہو رہی ہیں۔ وہ غالباً فائز بمرام ہونگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تنازعات مابین برطانیہ و ممالک متحدہ امریکہ کے تصفیہ کے لئے اگر کوئی عملی طریقہ تجویز ہوجائے اور اختیار کر لیا جائے۔ تو یہ بہت بڑی سفارتانہ کامیابی ہوگی۔ مگر حالات موجودہ پر لحاظ کرنے سے انصافاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ گذشتہ ششماہی کے واقعات نے انگلستان کی شاہنشاہی وضع اور عزّ و وقار کو کوئی زیادہ شاندار یا زیادہ محفوظ بنا دیا ہے۔ ہم نے دور مشرق یعنی چین و جاپان وغیرہ میں روس سے اور سیام و مدغاسکر میں فرانس سے بہت سی رعائتیں کی ہیں۔ مگر جہاں تک پبلک کو علم ہے ہمیں اس کے معاوضہ میں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور جہاں کہیں جیسا کہ آرمینیا اور کریٹ میں انگلستان نے کسی نئی پالیسی کو قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے مصیبت میں تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور وہ اس سے مخلصی پانیکو اپنی خوش قسمتی تصور کرتا رہا ہے۔ انگلستان کی "شاندار علیحدگی از جمیع دول" پر بڑا فخر و ناز کیا جاتا ہے۔ مگر دور اندیش اور عاقبت بین ہر اس علیحدگی میں شانداری دیکھنا تو کجا اُس کے خطرات ہی سے مشوش ہو رہے ہیں" الخ

سب سے زیادہ تقویت ہمارے مظہرہ خیالات کو پرنس بسمارک ایسے مشہور آفاق مدبر کے ایک تازہ

ذریں مضمون سے جو انکے اخبار ہمیر گرینگ کرٹن میں شائع ہوا ہے پہنچتی ہے۔ اور گو ہم کو افسوس ہے کہ ہماری معروضات پر بوجہ ایک ہندوستانی اردو پرچہ ہونے کے کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ تاہم پرنس موصوف کی اس تائید سے ہمیں دو طرح کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ جن خطرات کو ہم نے ظاہر کیا تھا وہ صرف خیالی وقیاسی نہیں تھے۔ دوسرا یہ کہ ہمنے اپنا حق وفا شعاری ادا کر دیا۔ ماننا نہ ماننا اُنکے اختیار میں تھا۔ جن کو مشورہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا منصب حاصل ہے۔ شہزادہ موصوف بعنوان انگلستان کے تردوات حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں:۔

"انگلستان کو اس لڑائی سے جو اُسے روس اور فرانس کیساتھ ہر حال لڑنی پڑیگی سخت تردد ہو رہا ہے۔ فرانس سوڈان کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور روس ہندوستان کیلئے۔ اور چونکہ انگلستان ان ملکوں پر دونوں سلطنتوں کا مشترکہ دشمن ہے۔ اسلئے وہ بغیر معاہدے کے بھی ایک دوسرے کے قدرتی اور طبعی معاون ہیں۔ جو پوزیشن انگلستان کی ہندوستان اور سوڈان میں ہے۔ اُس کے لئے مصر نہایت اہم اور اعلےٰ قدر ومنزلت رکھتا ہے۔ اور اس لئے انگریزی حکمت عملی کے پیچ کی چول بنا ہوا ہے۔ اور اس کی حکمت عملی کو روس کی تازہ وضع سے جو اُسنے مسئلہ مصر کے متعلق اختیار کی ہے کچھ کم فکر وتردد پیدا نہیں ہو رہا ہے۔ انگلستان مصر کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہتا۔ مگر ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو روس اور فرانس کا ہمپایہ بھی نہیں پاتا۔ اس لئے ادھر اُدھر کسی یار اور مددگار کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ جہانتک جرمنی اور اُسکے دوست آسٹریا ہنگری کا تعلق ہے۔ اُس کی یہ کوششیں اب تک بیسود رہی ہیں۔ اور ہم کو امید ہے کہ آیندہ بھی بے سود رہینگی۔ البتہ اٹلی کی حالت کسی قدر مختلف ہے۔ انگلستان اور اٹلی دونوں فرانس کے برخلاف مشترکہ اغراض رکھتی ہیں۔ کیونکہ فرانس بحیرہ روم میں دونوں کو دھمکی دے رہا ہے۔ ضرورت کیوقت انگلستان کا بیڑہ جہازات اطالین ساحل کو بچا سکتا ہے۔ مگر اٹلی اس کے عوض کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اور انگلستان ہر گز کبھی کوئی کام مفت نہیں کیا کرتا۔

یہ عام طور پر معلوم ہے کہ اگر اٹلی اتحاد ثلاثہ سے نکلجاوے تو اُسکے معاون (جرمنی و آسٹریا) اس علیحدگی کو بے پرواہی سے نہیں دیکھینگے۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ اٹلی اگر بالکل انگلستان کی مرضی پر چلنا شروع کر دے تو یہ علیحدگی ضرور غالباً عمل میں آجائیگی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ معاہدہ اتحاد ثلاثہ میں یہ شرط درج کرانے کی کوشش کرے گی کہ اگر اُسکے اغراض واقع بحیرہ روم کو خطرہ پہنچنے کا احتمال ہو۔ اور باقی دونوں سلطنتیں اس خطرہ کو دور کرنے میں اُس کی امداد نہ کریں تو معاہدہ کالعدم سمجھا جائیگا۔ اور یہ ہم بتا چکے ہیں کہ بحیرہ روم میں انگلستان اور اٹلی کے اغراض مشترک ومتشابہ ہیں۔ پس اس سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ اٹلی کی ان کوششوں کو بڑی زور سے رد کیا جائیگا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ایسی حالت پیدا ہو جاویگی۔ جو اتحاد ثلاثہ کو فرانس اور روس سے (جو انگریزی اغراض کے دشمن ہیں) بھڑا دیگی۔

"اور خدانخواستہ اگر کبھی ایسی حالت ہو گئی۔ تو انگلستان کی بن آئے گی۔ اور ہمارے خوشی کے جامہ میں نہ سمائیگا کیونکہ اُس کو ایک ایسا بیوقوف گروہ اور عقلمند شخص اُسکے ہاتھ میں آجائیگا۔ جو اُسکے عوض اُس کے دشمنوں سے لڑائی کر رہا ہوگا۔ انگلستان کا ہمیشہ سے یہی اصول چلا آیا ہے کہ اپنے دشمنوں کو آپس میں ٹکرا کر خود الگ کھڑا تماشا دیکھتا ہے۔ اور جب دونوں کمزور ہوجاتیں۔ تو شکار خود اُڑا لیتا رہا ہے۔ مگر جرمنی اور آسٹریا اب ایسا کبھی نہیں کرینگے۔ یہ امر ہمارے لئے نہایت مُضر ہوگا۔ تاریخ ہمیں بتا رہی ہے۔ کہ انگلستان اب پھر یہ کوشش کر رہا ہے کہ ہمیں تو سمندر سے گھرے ہونے کی وجہ سے جنگ سے محفوظ ہوں۔ مگر یہ عظیم کی سلطنتوں کو یورپ کے کسی حقیر ٹکڑے (مثلاً السیس لورین۔ جو جرمنی نے ۱۸۷۰ء میں فرانس سے چھینا) یا ریاستہائے بلقان پر کسی [illegible] متنازعہ مقام پر کچھ لئے (اڈیٹر) یہ خوب سمجھ گیا تھا کہ ادھر کہ دونوں فریق نقصان ہو جائیں اور اس اثنا میں دوسرے براعظموں میں اپنی تجارت اور صنعت کو فروغ دے لو۔ اور سالم طاقتوں کے ملک ہڑپ کر جاؤ۔ اور سب سے آخر یورپ میں بھی اپنے تھکے ٹوٹے معاونوں کے دشمن سے ملکر اُن کا مال غنیمت لُوٹنے چھین لو۔ پس ہمارے لئے بہترین چال یہی ہے۔ کہ انگلستان اور روس اور فرانس کی لڑائی سے بالکل علیحدہ رہیں۔ آخر کار دونوں سلطنتیں ہم سے لڑائی کی خواستگار ہونگی۔ کیونکہ وہ تین براعظموں میں انگلستان کے ساتھ جنگ کر رہی ہونگی۔ پس ہم کو اپنی طاقت محفوظ رکھنی چاہئے۔ کہ جس وقت حالات موجود الوقت اور نقشہ دنیا کی ترتیب از سر نو شروع ہو تو ہم اُس سے کام لے سکیں۔"

انگریزوں کو ایک اور بھی خوف دامنگیر ہو رہا ہے۔ وہ جان گئے ہیں کہ انکا یورپی جزیرہ اب دشمنوں کے حملہ سے بالکل محفوظ نہیں ہے۔ کیونکہ پچھلے پچاس ساٹھ برسوں میں اور سب جگہ تو بہت سی چیزیں بدل گئی ہیں مگر انگلستان کا انتظام حفاظت ابتک بعینہ وہی ہے۔ جو ڈیوک آف ویلنگٹن (۱۸۱۵ء – ۱۸۲۰ء) کے وقت میں تھا۔ اُسکے مقبوضات اور اغراض کل دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اسلئے اُس کو روس اور فرانس کی نسبت اجنبی سواحل پر بہت زیادہ جہازات رکھنے پڑینگے۔ مگر جس طاقت یا طاقتوں کا پلڑا اُس جگہ جہاں کہ لڑائی کا آخری فیصلہ ہونا ہے یعنی انگلش چینل یا بحیرہ جرمن میں۔ بھاری رہیگا وہی غالب اور فتحمند ہونگی۔ اور صورت موجودہ کی کیفیت یہ ہے۔ کہ فرانس کا اکیلا وہی بیڑہ جو انگلش چینل میں متعین ہے انگریزی بیڑہ سے اب بھی کوئی کم نہیں۔ پھر جس وقت روس کا بیڑہ متعینہ بحیرہ بالٹک اُس سے ملگیا۔ تو اس مقام میں جہاں لڑائی کا لازمی طور پر آخری تصفیہ ہونا ہے۔ انگریزی بحری طاقت کی فوقیت کا نام و نشان نہ رہجائیگا۔ اس مشکل کیساتھ ہی ایک اور مشکل یہ ہے کہ برطانیہ کلاں ایک جزیرہ ہے اور اگر دشمنوں کے کامیاب بیڑے سامان خوراک اور اجناس خوردنی کی بہم رسانی بند کردیں تو برطانیہ کلاں فاقہ مر جائیگا اور اُسے مجبوراً کسی شرط پر اپنے دشمنوں کو

دشمنوں کے حوالے کر دینا پڑیگا۔ انگلستان اس خطرہ سے غافل نہیں ہے۔ اور اس لیئے وہ بہت تندہی اور سرگرمی سے اپنی بحری طاقت کو اسقدر بڑھا رہا ہے کہ وہ ہر حالت میں غالب و برتر رہے۔ لیکن اگر وہ اپنی بحری فوقیت کو قائم رکھنے میں کامیاب رہا۔ تو اُس کے دشمنوں کو لازم ہے کہ وہ بحری لڑائی کی بجائے لڑائی کو بہت جلد بری لڑائی کی شکل میں متبدل کرنے اور اس مقام پر جہاں اس کی طاقت عظیمہ لی نکل گیں اور پہچے مجتمع ہونے میں۔ یعنے بمقام لنڈن ایک فیصلہ کن جنگ کرنے کی کوشش کریں۔

"ایک جرمنی افسر برن لنتو نے حال میں ایک مضمون بعنوان "انگلستان پر حملہ کرنے کی کوشش" شائع کیا ہے۔ اور اس میں وہ اس مسئلہ پر بحث کرکے آخری رائے ظاہر کرتا ہے کہ "انگلستان پر حملہ کرنا امکان سے باہر نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ امر ہنوز بالکل خالی از خطر نہیں ہے۔ مگر یہ خیال اب کسیکو نہیں رہا۔ کہ ایسا کرنا ناممکن ہے۔ ابھی اس مسئلہ پر کوئی زور شور سے بحث نہیں ہورہی۔ تاہم حالت موجودہ کا تذکرہ بالا اجمالی بیان موجودہ انگریزی پالیسی کے اضطراب و اضطرار اور کمزوری کے نمایاں آثارات و نشانات کو واضح کرنے کے لیئے کافی ہوگا۔"

یہ ہے انگلستان کی موجودہ حالت۔ اور یہ ہیں دول یورپ کے اس کی نسبت خیال جن کو پرنس بسمارک جیسے بے نظیر مدبر اور چندیں شاہان یورپ کے مشیر خاص اخاص نے بیان کیا ہے کیا انگلشیہ گورنمنٹ اس سے متنبہ ہوکر اپنے طرزعمل کو بدلنے کی کوشش نہ کرے گی۔ مدبرین یا وزراء انگلستان گو لاکھ چھپانے کی کوشش کریں۔ مگر سمجھدار لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ اُس کی ان تمام مشکلات کا آغاز اسی وقت سے شروع ہوا ہے جبکہ اس نے اپنی پرانی اور دیرینہ پالیسی ترکی رفاقت کو چھوڑ کر اسکے مقبوضات کو ہضم کرنا اور اعلیحضرت امیر المومنین سے بگاڑ پیدا کرنا شروع کیا ہے گو پرنس بسمارک نے اپنے تمام مضمون میں سلطان معظم کا نام نہیں لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس باہمی مخالفت کا موجب بہت کچھ تجارتی رقابت اور پولیٹیکل رشک و رنج بھی ہے۔ مگر اعلیحضرت کے اعلےٰ تدبر اور دانائی سے جو لوگ واقف ہیں وہ اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ دول یورپ کے دل میں اس تخم عناد کا بویا جانا انہیں کی دوراندیشی اور عقلمندی کا نتیجہ ہے اور اب وہ انہی سلطنتوں سے جو کسی وقت انگریزوں کے ساتھ شریک ہوکر ٹرکی کو نابود کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ خود انگلستان کو زک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کوششوں میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں پرنس بسمارک اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ظاہر ہے جیسا روس اور فرانس کو انگریزوں کے برخلاف ملا ہوا ہے وہ سب مصر کی بدولت ہے۔

پر تعجب ہے کہ انگلستان اس مصری کمبل کو کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔ جبکہ نہر سویز جاری ہو چکی تھی اور مصر کے

قبضہ میں نہیں تھا۔ اُس وقت کیا ہندوستان اب کی نسبت زیادہ غیر محفوظ تھا؟ یا جب کہ نہر سویز بالکل جاری نہ تھی اور ٹریپ کالونی کیطرف سے یا ملک مصر کو براہ خشکی طے کر کے ہندوستان کو آنا پڑتا تھا تو اُسوقت کیا ہندوستان کسی زیادہ خطرہ میں تھا؟ ہرگز نہیں۔ برخلاف اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ جب انگریزوں کا جانی دشمن نپولین ہندوستان فتح کرنے کے ارادے سے مصر و شام پر قابض و متصرف ہوگیا۔ اور ادھر ہندوستان میں بھی انگریزوں کی طاقت اب کی نسبت بدرجہا کمزور تھی۔ جنوب میں ٹیپو سلطان جیسا بہادر اور جری سپاہی اور خود فرانسیسی فوج اور شمال میں احمد شاہ درانی کا سپوت بیٹا زمان شاہ انگریزوں کا مخالف موجود تھا۔ اُس وقت تو قبضہ مصر سے وہ شخص انگریزوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اب جب کہ کل ہندوستان میں انگریزی حکومت کا نقارہ بج رہا ہے۔ کل ملک میں کوئی شخص مقابل ہونا تو کیا دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلوچستان کا خان ایک ادنےٰ غلام ہے۔ اور افغانستان کا حکمران ایک لاکھ چار روپیہ سے انگریزوں کی رفاقت میں اپنا خون اور پسینہ ایک کرنے کو تیار ہے۔ تو خواہ مخواہ ایک فضول اور ناکارہ چیز کے لئے کل یورپ کے مُنہ آنا۔ اور دشمنوں کو ایک زبردست حیلہ سپرد کر دینا حقیقی تدبر اور ملکی خیرخواہی سے کس قدر بعید ہے۔ انگریزوں کو یہ صرف وہم ہے۔ کہ اگر ہم مصر کو چھوڑ دینگے۔ تو چونکہ ٹرکی کمزور ہے۔ اور مصری اپنی حفاظت کرنے کو نا قابل ہیں۔ اس لئے ٹیونس کی طرح اُس کو بھی فرانس دبا لے گا۔ یا کوئی اور سلطنت اُس پر قابو پا لیگی۔ جب نپولین جیسا بہادر مصر بلکہ شام تک قابض ہو کر ہندوستان کے حق میں کچھ نہیں کر سکا۔ تو اب بفرض محال اگر فرانس اُس پر متسلط بھی ہو جائے۔ تو وہ ہندوستان کو براہ راست یا بالواسطہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اگر فرانس کا ایسا ہی خطرہ تھا تو اُسے مدغاسکر پر قابض نہیں ہونے دینا تھا۔ مدغاسکر ہندوستان سے مصر کی نسبت کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ اگر وہ ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے۔ تو کوچین چائنا اور مدغاسکر کو اپنا بیس آف اپریشن بنا سکتا ہے۔ لیکن ہم تو کہتے ہیں کہ مصر پر فرانس کا قبضہ ہونا محض ایک خام خیال ہے۔ مصری اگر اپنی حفاظت خود کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو ٹرکی اب ایسی مضبوط ہوگئی ہے۔ کہ وہ ایکدفعہ مصر پر باقاعدہ قبضہ کر لینے کے بعد کسی اور سلطنت کو اُس کی طرف مُنہ کرنے نہیں دیگی۔ باقی رہیں دوسری سلطنتیں۔ سو اٹلی انگریزوں کا ہوا خواہ ہے وہ کبھی انگریزوں کے خلاف مصر پر قبضہ کرنے کی کوشش نہیں کریگا۔ علاوہ بریں جو طاقت حبشیوں سے دُم دبا کر بھاگ چکی ہو اور جس کی اپنی رعیت ہی باغی ہو رہی ہو وہ مصر پر قابض ہونے کی کیا جرأت کریگی۔ روس اور جرمن البتہ طاقتور سلطنتیں ہیں۔ مگر بحیرہ روم میں اُن کو کوئی دخل نہیں۔ اور نہ بغیر اعانت سلطان المعظم کبھی ہو سکتا ہے۔ باقی رہا نہر سویز کا عذر سو وہ بھی سراسر لغو ہے۔ انگریز کہتے ہیں کہ اگر ہم اس راستہ کو کھلا رکھہ سکیں تو انگلستان سے ہندوستان کو بہت جلد امداد پہنچ سکیگی۔ اور اگر یہ مسدود ہوگئی تو ہمیں

ہندستان کیپ کولونی کے راستے پہنچنا پڑیگا جس میں بہت توقف ہوگا۔ اسکا سہل جواب یہ ہے کہ اگر انگریزوں کی بحری طاقت زبردست ہوئی۔ اور سلطنت ٹرکی موافق تو انگریزی شپ ہی آسانی سے نہر سویز سے گذر کر نکل جائینگے۔ لیکن اگر بحری طاقت کمزور ہوئی یا فرض کیجئے زبردست بھی ہوئی۔ اور مصر پر انگریزوں کا قبضہ بھی ہوا۔ لیکن ٹرکی مخالف ہوئی تو یہ نہر کسیصورت میں جاری نہیں رہ سکتی۔ ٹرکی افواج یا غنیم ٹرکی امداد سے نہر کے مشرقی کنارہ پر نہایت آسانی سے قابض ہوکر اسکو جہازوں کی آمد و رفت کے لئے فوراً مسدود کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں کل مدبرین اور دیگر اہل فن متفق الرائے ہیں کہ جنگ کے وقت نہر سویز سے کوئی سلطنت فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ غرضکہ یہ سب [illegible] ہیں۔ کہ انکے سننے سے مخالف سلطنتوں اور خاصکر ٹرکی کا نائرہ غضب [illegible] مشتعل ہو رہا ہے۔ اور وہ سب سمجھ گئی ہیں۔ کہ انگلستان کو طمع ملکگیری اور ذاتی خود غرضی ملک مصر کو چھوڑنے نہیں دیتی۔ اور اب سے اس ملک کے ساتھ عملی کارروائی کرنی پڑیگی۔ اب ایک جاہل بھی سمجھ سکتا ہے کہ روس اور فرانس نے تو پہلے ہی انگلستان سے جنگ کرلی ہے ٹرکی [illegible] کا بڑا عمدہ بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔

چنانچہ [illegible] کی تاریخ سے [illegible] اخبارات انگلستان کو مطعون کر رہے ہیں کہ وہ [illegible] کی طرف سے ہٹلائے رکھی جیساکہ فساد آرمینیا [illegible] پہلے ہم نے ظاہر کیا تھا) اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر [illegible] کو خوشنود کرتے۔ تو گو وہ پھر بھی روس اور فرانس کو [illegible] تو کم از کم بحیرہ روم میں وہ روسی بیڑہ کو داخل ہونے کی [illegible] کہ وہ انگریزوں کو کوئی نقصان پہنچانے کے قابل [illegible] آپڑا ہے۔ اور یہ بات انگلستان کے لئے [illegible] کو فتح کرنے پڑیگا اور کہاں ہندوستان [illegible] مگر افسوس [illegible] کہ وزرائے انگلستان کسی [illegible] نہیں۔ اور یہ روز بروز جس کی چاروں طرف سے پیشگوئیاں ہو رہی ہیں ٹلنا نہیں۔ جسمیں اگر انگلستان کامیاب بھی ہوگیا تو بھی مال و جان کی اسقدر تباہی ہوگی کہ وہ [illegible] برسوں تک سنبھل نہیں سکینگے۔

منتخب ۳۱ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لندن ۔ ۲۴ اگست ۔ ٹرکی اور کریٹ ۔ بابت مالی مشکلات باب عالی کو کریٹ کے معاملہ میں نرمی اختیار کرنے پر مجبور کر رہا ہے ۔ اجنبی قونصلیین متعینہ خانیا کو ہدایت کی گئی ہے کہ اہالی کریٹ کو اطلاع دیدیں کہ اگر وہ ان رعایتوں کو جو انہیں دی گئی ہیں منظور نہ کرینگے ۔ تو یورپ کو اُنکے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رہیگی یونان بھی اس پالیسی پر چل رہا ہے ✦

لندن ۲۶ اگست ۔ کریٹ اور دول ۔ کریٹ کے متعلق دول یورپ نے جو تجویز تیار کی ہے اُس میں ایک شرط یہ ہے کہ ایک عیسائی گورنر جنرل ۵ برس کے لئے دول کی زیر ضمانت مقرر کیا جائے ۔ باقی شرائط عدالتی و تمدنی اصلاحات کے متعلق ہیں ✦

لندن ۲۷ اگست ۔ سلطان زنجبار کے فوت ہو جانے کی خبر وصول ہوئی ہے ۔ سید خالد نے اپنے تئیں سلطان مشہور کر کے محل پر قبضہ کر لیا ہے اور اُس کی قلعہ بندی کر دی ہے ۔ سات سو مسلح آدمی اُس کے ساتھ ہیں ملکہ معظمہ کے تین جہازات نے بحری سپاہی پرسٹ خانہ پر اتار دیئے ہیں ۔ جو لارڈ سالسبری کے احکام کا انتظار کر رہے ہیں سید خالد کی اس حرکت سے فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ✦

ایضاً ۔ عدن کی تار کی خبریں مخبر ہیں کہ وہاں انتہا درجہ کی گرمی پڑ رہی ہے حتی کہ جرنیل لا ڈبیا شا گورنر اور چند دیگر افسر ایک ایک کر کے [illegible] جہازوں پر سوار ہو کر سمندر میں چلے گئے ہیں ✦

ایضاً ۔ بغداد میں ترکوں نے باغیوں کے سرغنہ گروہ کو شکست دی اور اُن کے سردار کو قتل کر دیا ہے ✦

ایضاً ۔ معاملات کریٹ ۔ باب عالی نے دول کی پیش کردہ تجویز متعلقہ کریٹ کو خفیف تغیرات سے منظور کر لیا ہے ۔ ان تغیرات پر بحث ہو رہی ہے ✦

لندن ۲۸ اگست ۔ زنجبار سے جو حال میں خبریں وصول ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ابھی [illegible] کی [illegible] ۔ [illegible] کا [illegible] جو امیر البحر [illegible] کا جہاز ہے ۔ اور جہاز [illegible] زنجبار پہنچ چکے ہیں ۔ اور انہوں نے ۲۵۰ بحری سپاہی اور ملاحین خشکی پر اتار دیئے ہیں ۔ جہازات باقاعدہ جنگی وضع میں کھڑے کئے گئے ہیں اور اُنکی توپیں محل کو [illegible] دی گئی ہیں ۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ سید خالد کی فوج میں ۲ ہزار جنگی

مسلح آدمی ہیں۔ امیر البحر راسن نے سید خالد کو الٹی میٹم (آخری مراسلہ) بھیجا ہے کہ اگر کل صبح کے ۹ بجے تک اپنے تئیں حوالہ نہ کر دیگا۔ تو محل پر گولہ باری کی جائیگی۔

لنڈن ۲۲ اگست وادی نیل میں پیشقدمی۔ سردار نے دنقلہ کی طرف پیشقدمی شروع کر دی ہے۔ فوج تیرہ سو اور وقادر السیمات پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔

ایضاً کریٹ میں جنگ۔ کریٹ میں ترکوں اور باغیوں کے درمیان بہت سخت اور سخت خونریز معرکہ آرائیاں ہو رہی ہیں۔

لنڈن ۲۷ اگست زنجبار محل پر گولہ باری۔ نیا سلطان۔ خاتمہ بغاوت۔ سید خالد نے امیر البحر راسن کے الٹی میٹم (آخری مراسلہ) کا جواب دینے سے انکار کر دیا جس پر ۹ بجے صبح کے محل پر گولہ باری شروع کی گئی گولہ باری نہایت سخت تھی۔ اور صرف پینتالیس منٹ تک رہی۔ زنجباری توپخانہ بندوقوں کی آڑ میں برابر سخت آتش باری کرتے رہے۔ محل اس وقت بالکل کھنڈر ہو گیا ہے اور ایک حصہ سے دھواں ابھی تک نکل رہا ہے۔ سید خالد گولہ باری کے اثناء میں بھاگ کر جرمنی قونصل کے مکان میں پناہ گزین ہو گیا۔ جہاں وہ اب تک موجود ہے۔ سلطان کے جہاز موسومہ گلاسگو نے انگریزی جہازوں پر گولہ باری شروع کی مگر غرق کر دیا گیا۔

انگریزی بحری سپاہی اور ملاح اور رفیق عسکریوں کا ایک دستہ قصبہ کے بازو پر بازار اور ... پر قابض ہے گولہ باری ہو رہی ہے کسی یوروپین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

لنڈن ۲۸ اگست سلطان مرحوم کا ایک عم زاد بھائی حمود تخت پر بٹھایا گیا ہے۔ ... زنجباری جہاز تھرش پر ۶۲ اور جہاز راکون پر ۱۶ گولے آ کے پڑے۔ انگریزوں کی طرف سے جہاز تھرش کا ایک افسر زخمی ہوا۔ دشمن کا نقصان بہت ہوا۔ مقتولین میں زیادہ تر غلام اور ... ہیں۔ انگریزی جہازوں سے پہلی بار باڑھ پڑنے پر بہت سے دشمن شہر کی نواحیات کو چلے گئے۔ جہاں انہوں نے بہت لوٹ مار کی۔ اور کئی ہندوستانیوں کو قتل کر دیا ہے۔

جہاز سینٹ جارج کے کپتان ایجرٹن اور جہاز فلومل کے کپتان او کالاگن نے خشکی پر حملہ کیا۔ اور انکی تحت فوج کے ہر ایک حصہ نے بڑی عمدگی سے کام دیا۔

کپتان رکیس زنجباریوں کی ایک جماعت لے کر لٹیروں کا ابتک تعاقب کر رہا ہے۔ اور غالباً امن قائم کرنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ اس امر سے قابل اعتبار ہندوستانی فوج کی موجودگی اور عرب حکومت کے توڑ دینے کی ضرورت بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ ہندوستانیوں کا ایک جم غفیر نے برٹش انڈیا سٹیمر موسومہ

نوشہرہ پر پناہ آلی ہے ۔

لنڈن ۲۰ اگست صبح۔ قسطنطنیہ میں سخت فساد۔ ارمینیوں کی بغاوت۔ قسطنطنیہ سے ایسی خبر موصول ہوئی ہے کہ کل سہ پہر کو چالیس آرمینیوں کی ایک جماعت نے پہرہ کے سپاہیوں کو قتل کر کے عثمانیہ بینک پر قبضہ کر لیا ہے اور کل شام تک برابر عمارت پر قابض تھے۔ اور چھت اور دریچوں سے پولیس پر بندوقیں چلا رہے تھے۔ شہر کے دوسرے حصوں میں بھی ایک ہی وقت میں فساد ہوئے ہیں۔ اور دونوں طرفوں کے بہت سے قتل اور مجروح ہوئے ہیں۔ مفسدوں نے دوکانوں کو لوٹ لیا ہے۔ اور جنگی چوکی کے باہر ایک بم کا گولہ چلا گیا۔ جس سے کئی سپاہی قتل اور زخمی ہوئے۔ ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرانڈ جو نومبر ۱۸۹۵ء میں باجازت سلطان المعظم بڑی مشکلوں کیساتھ ڈارڈنیلز سے گذرا تھا شہر پایۂ قسطنطنیہ کا وہ حصہ جو باسفورس کے کنارے پر آباد ہے۔ اور جہاں سفرائے ممالک غیر رہتے ہیں اڈیٹر نے شہر کی طرف دیکھتی گولڈن ہارن کی طرف سے جسکے دونوں کناروں پر خاص استنبول آباد ہے۔ اڈیٹر روانہ ہو گیا ہے۔ اور فرانسیسی اور اطالین جہازات نے بھی اس کی تقلید کی ہے۔ ملکہ معظمہ کا جہاز کوکاٹرائیس قسطنطنیہ پہنچ گیا ہے۔ وہ براہ ڈارڈنیلز براستہ ٹینیڈوس ہو کر جا رہا ہے ۔

۲۵۔ اگست کی ایک خبر ہے کہ سلطان حمد بن ثوین بن سعید والیٔ زنجبار جو ۵ فروری ۱۸۹۳ء کو اپنے [illegible] برغاش کے انتقال پر تخت نشین ہوئے تھے فوت ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کا باعث کچھ نہیں بتایا گیا۔ افسوس! اس موت سے پہلے تمام سلطان سلطنت بھی جو انگریزوں سے ربط و ضبط پیدا کرنے سے پہلے ایک خودمختار ریاست اور ہزاروں میل تک مالک تھے۔ اب عنقریب انگریزی قلمرو میں اور ملک گیری کی دیوی کی بھینٹ ہوتی نظر آتی ہے۔ ... وہاں کے وکیل میں شیخ بلال کی گرفتاری کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس سلطنت کی بدقسمتی سے رفتہ رفتہ انگریزی دخل و تصرف میں آجانے کی مفصل کیفیت لکھی جا چکی ہے جس کا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ملک ملحق کا الحاق کا جو اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کی وجوہات بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے گو ہم کو ایماندار عیسائی صاحبان کو یہ وجوہات درست اور قرین انصاف معلوم ہوتی ہوں مگر سچ تو یہ ہے کہ انگریزوں کی سلطنت کو زنجبار کے علاقہ میں تصرف کرنے کا [illegible] کبھی استحقاق حاصل نہیں ہوا ۔

۱۸۹۰ء میں جب انگریزوں نے سلطان برغاش سے [illegible] کا چھوٹا علاقہ جو کئی سو میل لمبا چوڑا تھا قطعی [illegible] لے لیا اور [illegible] زنجبار و پمبا پر برائے نام سلطان کی حکومت قائم کر کے قبضہ و تصرف کر لیا تو وہاں [illegible] سلطان سے باز پرس کی جس کے جواب میں انگلستان نے اسے [illegible]

قبض و تصرف کر لو خاموش کر دیا۔ اسوقت انگلستان کو یہ امید نہ تھی کہ فرانس مدغاسکر کی اپنے نام حکومت بھی رہنے نہیں دیگا۔ لیکن اب ۱۸۹۵ء میں بخلاف توقع انگلستان اُسنے مدغاسکر پر چڑھائی کرکے اُسکو بالکل اپنا مقبوضہ بنا لیا۔ جس سے انگلستان دست بردار ہو گیا اور اُسنے زنجبار کو قطعی طور پر ضبط کر لینے کی ٹھان لی۔ نتیجہ حال کا جلد ظاہر کیا جاتا۔ اس امر کا پیش خیمہ تھا۔ اور اب سلطان کی مرگ مفاجات اور سید خالد کے [illegible] [illegible] سلطانی پر قابض ہونے سے انگریزوں کو ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پہلے [illegible] [illegible] دوامی [illegible] زنجبار میں پیش [illegible] [illegible] [illegible] لگا دی گئی ہیں۔ اور سید خالد کو اطلاع کر دی گئی ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] ہونے [illegible] تو محل پر گولہ باری شروع کی جائیگی [illegible] بیان کیا جاتا ہے [illegible] [illegible] پاس [illegible] کتنی ہی فوج ایسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انگلستان کے [illegible] [illegible] کا اچھی طرح [illegible] [illegible] سید عبد العزیز ہونا میں نظر بند ہے۔ جو ۱۸۹۶ء میں زنجبار سے ہندوستان بھیجا دیا گیا تھا [illegible] [illegible] ممکن ہے اگر گورنمنٹ انگلشیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی [illegible] دار کو جو اُسکے اپنے مذہب کا ہو اپنے نام سلطان [illegible] [illegible] اس سے [illegible] لکھوا کر اور نے و ضمیمہ [illegible] کے خود براہ راست دو انتظام [illegible] متصرف ہو جائیں۔ تمام [illegible] کو اس بات کا پرلے درجہ کی بے ایمانی معلوم ہوگا مگر ناظرین کو سمجھ لینا چاہیئے کہ آجکل پولیٹکس میں اسی کا نام پالیسی ہے۔ اور مہذب عیسائی سلطنتوں کے نزدیک اس پالیسی کو ہرگز معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ یہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ۱۸۹۰ء میں انگلستان نے سلطان کا نام بر اعظمی علاقہ چھین کر برٹش افریقہ کو دلا دیا تھا۔ بعد میں کچھ [illegible] [illegible] تو ۲۲ فروری ۱۸۹۵ء کو سلطان مرحوم کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ مارچ ۱۸۹۵ء کو غصب [illegible] بر اعظمی علاقہ کا دس لاکھ [illegible] کا ہرجانہ [illegible] سلطان کو دیدیا۔ مگر اسیوقت بلا کسی توقف کے علاقہ مذکور کو [illegible] ہزار پونڈ سالانہ لگان پر دوامی پٹہ پر لے لیا۔ اس طرح سے قبضہ انگریزی بدستور قائم رہا۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ جو [illegible] اس درجہ کی فیاض دریا دل۔ ذرہ نواز ہوں۔ اُنکے لئے کیا دشوار ہے کہ [illegible] کرکے تاج و تخت سے دست بردار کرا لینا کون سی مشکل بات ہے۔ اسی طرح [illegible] ہزار پونڈ [illegible] [illegible] دینا کرکے سلطان کو برائے نام حکومت کو بھی دور کر دیا جائیگا۔

جزیرہ زنجبار بر اعظم سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر جانب مشرق ہے۔ اسکا طول ۵۵ میل عرض ۲۵ میل

رقبہ ۲۵۰ میل مربع اور آبادی ۲ لاکھ ہے۔ جزائر پمبا و مونفیا اور ساحل سواحلی کی چند بستیاں سلطان کے ماتحت ہیں۔ یہ دونوں جزیرے بھی زنگبار کے قریب واقع ہیں۔ دار الخلافہ کا نام بھی زنگبار ہے جس کی آبادی ۸۰ ہزار ہے۔ بردہ فروشی ابتک رائج ہے۔ اور کل سلطنت میں غلاموں کی تعداد اڑہائی لاکھ کے قریب ہے۔ ریاست کی سالانہ آمدنی تقریباً سوا تیرہ لاکھ اور خرچ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ یہ کل سلطنت کسی وقت سلطان مسقط کے ماتحت تھی اور مومباسا وغیرہ یعنی برٹش ایسٹ افریقہ کا بہت سا علاقہ زنگبار کے ماتحت تھا +

ھفتہ مذکور کی دیگر خبریں

صحرائے سوڈان میں نو برس کے بعد شروع جولائی میں بارش ہوئی ہے۔ مگر ہوئی تو اس کثرت سے کہ مقام کوشہ کے تمام کیمپ میں پانی ہی پانی نظر آنے لگ گیا۔ اور پانی کے نکالنے کے لئے ریل کی سڑک کو دو ایک جگہ سے توڑنا پڑا۔

ایک قائد ین درویشوں کے ایک دخانی جہاز سے جو کرمان کو رسد پہنچا رہا تھا بھاگ آیا ہے۔ وہ جہاز سے دریا میں کود پڑا۔ اور ایک لکڑی کے تختہ کے سہارے دو دن کے بعد کوشہ پہنچا۔ اُس کا بیان ہے کہ ڈنگولہ میں کوئی کمک ام درمان سے نہیں آئی۔ اور کہ دیسی لوگ جن کو درویشوں نے بتعداد کثیر ڈنگولہ میں جمع کر رکھا ہے۔ نہایت آزردہ دل اور برگشتہ خاطر ہو رہے ہیں اور غالباً فوج کے آگے بڑھنے پر درویشوں سے بگڑ جائیں گے +

قاھرہ میں برقی طاقت سے چلنے والی ٹریموے جاری ہوگئی ہے۔ یکم اگست کو فخری پاشا وزیر صیغہ تعمیرات کی موجودگی میں اُسکا افتتاح ہوا +

ڈنگولہ پر پیشقدمی کئے جانے میں اسلئے توقف ہوا ہے کہ لارڈ کرومر نے سٹیمروں کے بننے کا ٹھیکہ جرمنی کے چند کارخانوں کو دیا تھا۔ مگر وہ اقرار پر بہم نہ پہنچا سکے۔ اور اب آخر کار انہوں نے انگریزی کارخانوں سے بنوانے شروع کئے ہیں جس سے بہت وقت ضائع ہوگیا ہے +

پاؤنیر مخبر ہے۔ کہ جب تک ڈنگولہ پر قبضہ نہ ہوجائے اُسوقت تک ہندوستانی فوج کا کوئی حصہ سواکم سے واپس نہیں آئیگا +

عراق عرب میں وجلہ و فرات کی طغیانی سے رعایا کا بہت کچھ مالی نقصان ہوا ہے۔ سینکڑوں نخلستان برباد ہوگئے۔ خاص بغداد میں دریا کا پانی بند توڑ کر داخل ہوگیا۔ اور ہزاروں مکان منہدم ہوگئے ہیں۔ طوفان زدگان کیلئے ممالک محروسہ عثمانیہ میں چندہ کھولا گیا ہے +

تمکھرام دراز ہے اور اُس کا یار نمارجن کی نسبت ہم مصر سے جلا وطن کردئے جانے کی خبر لکھ چکے ہیں۔ اب اجا

ہے کہ یورپ کے کسی ملک میں رہنے کی بجائے ایران میں رہایش اختیار کرنا اور وہاں سے اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی ذات بابرکات اور اُن کی حکومت کے خلاف اپنے اخبار بیہودہ کو اسی پالیسی سے قلم سے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر للوپل ساراوی ہے۔ کہ ایران میں ایسا شر انگیز اور مفسدانہ اخبار جاری کرنا تو درکنار اعلیحضرت شہنشاہ کجکلاہ ایران ہم ایسے بد باطن نمک حراموں کو کبھی داخل ہی نہیں ہونے دینگے +

لنڈن میں افواہ ہے کہ لارڈ سالسبری نے باب عالی کو در پردہ ایما کیا ہے کہ اگر کریٹ میں ہمارے حسب منشا اصلاحات جاری کر دی جاتیں اور قبرس کا سالانہ خرچ کم کر دیا جائے تو انگلستان ٹرکی کو نالی عہدہ دیگر موجودہ مالی مشکلات سے نجات دلائیگا۔ خدا خیر کرے! ادھر انگلستان بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہیں ادھر خاص دار الخلافت اسلامبول میں نمک حرام آرمینیوں نے پھر فساد شروع کر دیا ہے۔ اور محض قطین کو قتل کر کے عثمانیہ بنک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اعلیحضرت سلطان المعظم ہیں کہ کمال بردباری اور عفو و کرم سے کام لیکر برابر چشم پوشی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ گو اُن کی یہ حکمت عملی بلحاظ اپنے اصل مدعا کے نہایت ہی مناسب اور ضروری ہے۔ مگر ان عیسائی فتنہ پردازوں کی جسارت اور دلیری کو دیکھ کر اب تو اس پالیسی سے اتفاق رکھنے والے اکثر مسلمان بھی یہی چاہتے ہیں۔ کہ دول یورپ کی دھمکیوں یا اُن کے فی الواقع حملہ کر دینے کی کچھ بھی پروا نہ کر کے ان دشمنان ملک و ملت کا فی الواقعی قلع قمع کر دیا جانا چاہئے۔ کہ کل سلطنت عثمانیہ میں ان کا نام و نشان نہ رہ جائے۔ اور اگر کوئی عیسائی سلطنت ان کی حمایت میں سر اُٹھائے تو اس کا بھی ترکی بہ ترکی مقابلہ کیا جائے۔ اگر بچ رہے۔ تو باقی ماندہ زندگی عزت سے بسر ہوگی۔ اور جو سلطنت گئی تو بھی عزت کیساتھ تو جائیگی۔ غرضکہ اب ان اندرونی فتنہ و فساد اور بیرونی دراندازیوں کا قطعی طور پر روک دینا سی زیادہ مستحسن تصور کیا جاتا ہے۔ مگر ہم ان زود طلب اصحاب کو اطمینان دلاتے ہیں کہ سلطنت عثمانی اور خلافت سنیہ کی عنان حکومت ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے۔ جو نہ صرف اس کی فلاح اور بہبود اور نفع و نقصان کے تمام وسائل و اسباب سے کل دنیا کی نسبت اچھی طرح واقف ہے۔ بلکہ اپنے دشمنوں کی چالوں کو بھی اُن سے بڑھکر سمجھتا ہے۔ اور اُن کو ترکی بہ ترکی جواب دینے پر بخوبی قادر ہے۔ پس ان لوگوں کو بے صبری و بے قراری کی بجائے اس پیچیدہ مسئلہ کا سلجھاؤ اسی ایک شخص کی تدبیر و رائے پر چھوڑ کر خود اس کے احکام کی تعمیل پر کمربستہ رہنا چاہئے۔ جب وقت جنگ کا ضروری اور فائدہ مند معلوم ہوگا۔ وہ اس کے اعلان دینے میں ایک لمحہ بھی توقف نہیں کرے گا۔ اور جب تک وہ جنگ کو اپنی قوم اور ملک کیلئے مضر سمجھے گا۔ تب تک مخالفین خواہ لاکھ جتن کریں وہ جنگ و جدل سے محترز

علمی اور پولیٹیکل لڑائی لڑتا رہے گا۔ جو واقعات کچھ عرصہ سے مشرقی یورپ میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں ان کی نسبت حضور ممدوح یعنی اعلیحضرت خلیفۃ المومنین نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مسیحی طاقتیں ہم سے پولیٹیکل شکل میں صلیبی جنگ کر رہی ہیں۔ پس اس پولیٹیکل بساط پر پولیٹیکل مہروں کا چلانا اسی پولیٹیکل شاطر کے دست قدرت میں رہنے دینا چاہئے۔ جو اپنے فریقوں کے داؤ گھات اور چالبازیوں سے بخوبی واقف ہے۔ اور خود جانشین کی چالوں کو دیکھتے رہنا چاہئے کہ آیا بازی برابر رہتی ہے یا کوئی فریق شہ مات ہو کر دوسرے ہتیاروں پر اتر آتا ہے ✦

ہفتہ مختتمہ ۷ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۲۹ اگست مختلف سفارتوں کی حفاظت کی غرض سے بحری فوج کے آدمی حفاظتی جہازوں پر سے استنبول اتاری گئی ✦

لنڈن ۔ ۳۱ اگست ۔ سفرائے دول یورپ متعینہ استنبول نے براہ راست ۔ سلطان المعظم کی خدمت میں درخواست کی ہے ۔ کہ شہر میں جو ظلم و ستم ہو رہے ہیں وہ روک دیئے جائیں۔ انہوں نے باشندگان ممالک غیر پر زیادتی ہونے اور انکے مساکن لوٹ لئے جانے کی طرف اشارہ کر کے یہ جتلایا ہے کہ ممکن ہے کہ بعد میں سنگین نتائج پیدا ہوں ✦

لنڈن ۲۹ اگست ۔ زنجبار کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہاں سب طرح سے امن ہے۔ اور افواج سکھہ کا ایک دستہ ممباسا سے یہاں پہنچ گیا ہے۔ سید خالد اب تک جرمن سفارت میں موجود ہیں ✦

ایضاً ۔ ۲۹ اگست ۔ سلطان المعظم نے ان تجاویز کو جو دول عظام نے بغرض اصلاح انتظام کریٹ پیش کی تھیں اس شرط پر منظور کر لیا ہے ۔ کہ اہل کریٹ انہیں منظور کر لیں ✦

لنڈن ۔ ۳۱ اگست ۔ روسیوں نے ایک پہاڑی پر جو بفاصلہ دو میل خشکی میں ہے مورچہ بندی کر لی ہے اغلباً وہ مصری پیشقدمی کا سخت مقابلہ کرینگے ✦

لنڈن ۔ ۳۱ اگست ۔ جرمن نے سید خالد کے حوالہ کرنے سے جواب ۔ جرمن قونصل متعینہ زنجبار کی حمایت میں رہے

اس عذر پر انکار کر دیا ہے کہ وہ ایک پولٹیکل مجرم ہے +

لنڈن - ۳۱ اگست - پرنس لوبناف روسی وزیر صیغہ خارجیہ زار اور زارینہ کے ہمراہ کیف واپس آتے ہوئے دفعتاً راستہ میں فوت ہو گئے +

قسطنطنیہ یکم ستمبر - بابعالی اور دول عظام کے سفارت ہائے دول اجنبیہ نے کل تخت نشینی سلطان المعظم کی یادگار میں روشنی کرنے سے انکار کر دیا ہے - اور ایک مجموعی یادداشت کا مضمون لکھا جا رہا ہے - جس میں یہ ظاہر کیا جائے گا - کہ ارمنی حکام کی سازش سے قتل ہوئے - یہاں شورش کسیقدر دب گئی ہے - مگر آرمینیوں نے جو گوداموں میں چھپے ہوئے ہیں - کئی بار گولے پھینکے اور سپاہیوں پر فائر کئے +

لنڈن ۲ ستمبر - مزید حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ استنبول میں آرمینیوں کے قتل کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی ہے - فی الحال امن ہے - مگر کل ایک گلی میں اتفاقیہ ایک کھڑکی کے ٹوٹنے کی وجہ سے ایک تہلکہ اور بلڑ پڑ گیا +

نیو یارک - یکم ستمبر - پریسیڈنٹ کلیولینڈ نے ٹرکی کو کروزر جہاز روانہ کر دیئے ہیں +

لنڈن - ۲ ستمبر - نئے سلطان زنجبار نے بتقریب تخت نشینی پریذیڈنٹ فار کو پیغام بھیجا ہے کہ جو دوستی فرانس اور زنجبار میں اس وقت موجود ہے وہ اس کی ازدیاد کی امید رکھتے ہیں - تائمز ایک زبردست حکمران کی اس طرح تحریر کو استعجاب کی نظر سے دیکھتا ہے -

لنڈن ۲ ستمبر - ایک نیا ضابطہ قانون شرع اصلاح کریٹ میں جاری کیا گیا ہے +

کانیا (واقعہ کریٹ) ۴ ستمبر - کریٹ کے مسلمانوں نے ایک اعلان مشتہر کیا ہے - کہ تمام مسلمان مجوزہ اصلاحات کی مخالفت کریں - گورنر کریٹ نے سفارت خارجیہ کے سوال کے جواب میں ظاہر کیا کہ مسلمانوں کے برخلاف فوج بھیجنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا - اس کے بعد کی خبر ہے کہ کریٹ کی مجلس شوریٰ نے دول عظام کی مجوزہ تجاویز متعلق اصلاح کو جو حال میں جاری کی گئی ہیں منظور کر لیا ہے +

لنڈن - ۲ ستمبر - بارش اور ریت کے طوفان سے دریائے نیل کی ریلوے کو اور نقصان پہنچا ہے +

لنڈن ۴ ستمبر - مہم نیل کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے - کہ ۶ ہزار فوج دریائے نیل کی ریلوے کی مرمت میں شب و روز مصروف ہے - جو پچھلے طوفان سے خراب ہو گئی تھی - جس سے فوراً ہی

فوجوں کے آگے بڑھانے میں سہولت ہو جاویگی ؛

تار امدادہ ۵ ستمبر سے بنک عثمانیہ پر قبضہ کر لینے کی تفصیلی کیفیت اس طرح پر معلوم ہوتی ہے کہ چھبیس تعلیم یافتہ ارمنی معززوں کی سی پوشاک پہنے ہوئے دو دو تین تین ہو کر دوپہر کے وقت بنک میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ حمال تھے۔ جن کے پاس تھیلیاں تھیں۔ جن میں درحقیقت بم کے گولے تھے۔ مگر بظاہر ان کی صورت ایسی بنائی ہوئی تھی کہ گویا روپیہ بھرے ہوئے ہیں۔ دفعتاً ان سازشیوں نے چند گولے پھینک دیئے اور ان کے پھٹنے کی آواز سے جو ہلچل مچی اس کو غنیمت سمجھکر بنک کے دروازے بند کر دیئے۔ اور سو کارکنوں کو جو کام کر رہے تھے محبوس کر لیا اور مورچہ بندی بذریعہ گولوں اور پستولوں کے بارہ گھنٹوں تک قایم رکھی اور آخرکار ان شرائط پر جو پہلے لکھی جا چکی ہیں اپنے آپ کو سرلیگارونٹ کے حوالہ کر دیا۔ ایک مجموعی یادداشت دول عظام نے باب عالی کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جس میں ایک واقعات کا سلسلہ درج کیا گیا ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میونسپلٹی اور پولیس استنبول نے بلوہ کے بلوہ میں لوگوں کو ڈنڈے دیئے۔ اور بہت زور کے ساتھ اس امر کا اشارہ کیا گیا۔ کہ بلوائیوں میں سے چند سلطان المعظم کی حفاظت وحمایت میں تھے ؛

اس تار برقی کے تحت میں استنبول کی تار برقی مورخہ ۴ ستمبر شایع کی گئی۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ باب عالی نے ایک خاص کمیشن پچھلے فساد کے بلوائیوں اور قاتلوں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا ہے جو پولیس کی نسبت بھی تحقیقات کریں۔ جنہوں نے ان خلاف قانون عملوں میں امداد کی ہو ؛

چاہئے تو یہ تھا کہ ۴ ستمبر والی تار برقی پہلے شایع کی جاتی اور ۵ ستمبر والی اسکے بعد مگر ولایت کی تار ایجنسیوں اور اخبارات کی چالبازیوں کو دیکھئے۔ جو اس درجہ تک بڑھ گئی ہیں کہ معاملات کو توڑ مروڑ کر پبلک کی آنکھوں میں دہول ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر ۴ ستمبر کی تار برقی کو ۵ ستمبر کی تار برقی سے پہلے درج کر دیا جاتا تو اس سے دنیا کو یہ معلوم ہو جاتا کہ سلطان المعظم نے کسی مجموعی یادداشت کے پیش ہونے سے پہلے خاص کمیشن کے مقرر کئے جانیکا حکم دیدیا تھا موجودہ حالت میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ مجموعی یادداشت کو دباؤ پہنچنے پر اس قسم کا عمل ہوا ہے ؛

ہفتہ مختتمہ ۴ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۲ ستمبر۔ مشرقی یورپ کی حالت۔ سر فلپ وڈ ہوس کری انگریزی سفیر جو ایام رخصت پر انگلستان گیا ہوا تھا اب پھر قسطنطنیہ واپس پہنچ گیا ہے ۔

ایضاً۔ فرانس دو بیڑہ جہازات کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم ملا ہے جہاں ایک زبردست انگریزی بیڑہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ بحیرہ لیوانٹ بحیرہ روم کے اس شرقی حصہ کو کہتے ہیں جو ایشیائے کوچک اور یونان اربٹ کے درمیان واقع ہے۔

لنڈن۔ ۴ ستمبر۔ دھم نیل۔ ریلوے لائن کی درستی۔ نیل ریلوے پر طغیانی ہو گئی ہے جو میل لائن بہ گئی تھی وہ دس دن میں درست کر دی گئی ہے ۔

ایضاً۔ قاہرہ کے دو عربی اخبارات کے اڈیٹر ملکہ انگلستان کی شان میں نالائق کلمات لکھنے کے جرم میں اٹھارہ اٹھارہ ماہ قید کے سزایاب ہوئے ہیں۔ ان دونوں اخبارات کا نام الوقت اور منبر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تقریباً تین ہفتے ہوئے الوقت نے ملکہ معظمہ کی ایک نہایت ہی بیہودہ اور قابل شرم تصویر کھینچکر اس کے نیچے ایسے مخلظ اور تیز ناموں سے ملکہ موصوفہ کو مخاطب کیا کہ کوئی شریف اخبار اسکو اپنے کالموں میں درج نہیں کر سکتا۔ علاوہ اس تصویر کے دونوں اخبارات میں چند مضامین بھی ایسے شائع ہوئے۔ جن میں حضور ممدوحہ کی شان میں نہایت ہی مکروہ اور گندہ الفاظ استعمال کئے گئے۔ اگر یہ روایت درست ہے۔ تو ہر دو اخبارات کے نالائق اڈیٹروں کو جو سزائیں دی گئی ہیں وہ بہت ہی ہلکی اور نرم ہیں۔ حضور ممدوحہ کو خداوند کریم نے ایسے اوصاف حسنہ عطا فرمائے ہیں۔ کہ انگریزوں کے جانی دشمن بھی گو انگلش گورنمنٹ کے برخلاف کیا کچھ نہ بکتے ہوں۔ مگر ذاتی طور پر ملکہ یا جناب قیصرہ ہند کے دل سے مداح اور ثناخواں ہیں۔ بادشاہوں کی ذات پر حملہ کرنا مسلمہ طور پر ایک گناہ کبیرہ سمجھا گیا ہے۔ چہ جائیکہ بہر بادشاہوں میں سے بھی ملکہ معظمہ جیسی نیک دل اور خیر مجسم ذات والا کو ایسے قبیح اور نالائق کلمات اور مضامین کا مورد بنایا جائے ان اخبارات کو جو سزا دی گئی ہے وہ ہرگز عبرت خیز نہیں۔ اگر قانوناً ممکن ہو تو ان میں بہت

بڑی ایزادی ہونی چاہئے۔ اور ساتھ ہی اس اصول کو مصر کے چند ایک دیگر اخبارات پر جو مصر کے مالک اور شہنشاہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی شان میں سخت و سست لکھنے کی جرأت کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں۔ اور نیز ہندوستان کے چند نالایق اخبارات پر جو خلیفۃ المسلمین کے شان اور بلند پایگاہ کا کچھ خیال نہ کرکے ایسے بیہودہ اور کمینہ الفاظ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ کو اُن کی تحریروں سے درگذر کرنا دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ فوراً توسیع دی جانی چاہئے۔ اور اُن کو رباطنوں کو جن میں سے پنجاب پیٹریٹ سب سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ ایسی سخت سزا دینی چاہیئے کہ پھر کسی بدباطن کو بادشاہوں اور ایسے بادشاہوں کی ذات پر جو ہماری مادر مہربان قیصرہ ہند کے صادق دوست اور مخلص ہوا خواہ ہوں کمینہ اور رذیل حملے کرنے کی جرأت باقی نہ رہجائے۔

آخر الذکر بدزبان اخبار نے بیاجنم لینے کے زمانہ سے علی التواتر اعلیحضرت امیر المومنین کی شان میں ایسے مغلظات بکے ہیں کہ اگر اُن کا کوئی حصہ وزرائے انگلستان کی نظر سے گذر جائے۔ تو ہم کو یقین کامل ہے کہ باوجود اس ظاہری پولیٹیکل کشیدگی اور شکر رنجی کے وہ گورنمنٹ کو فوراً مجبور کریں کہ ایسے گستاخ اور بےادب پرچہ کو نہ صرف فی الفور بند ہی کرویں۔ بلکہ علیاجناب قیصرہ ہند کے صادق الوداد دوست شہنشاہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی ذات والاصفات کی نسبت اُن مکروہ اور ناگفتہ بہ الفاظ کے لکھنے والے کو بلا کسی جوڈیشل تحقیقات کے سرسری طور پر کم از کم سزا جلاوطنی دیدیں ایڈیٹر

لنڈن ۸ ستمبر۔ قسطنطنیہ کا فساد۔ بابعالی اور دول۔ دول کے مشترکہ یادداشت کے جواب میں جو پچھلے فسادات میں پولیس کی سازش ہونے کے متعلق بھیجی گئی تھی باب عالی نے تحریر کیا ہے کہ اس معاملہ میں کل فساد آرمینیوں کا تھا +

لنڈن ۸ ستمبر۔ جزیرہ کریٹ میں ایک بورپین مشترکہ پولیس قایم کرنے کی تجویز تیار کی گئی ہے +

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ بابعالی اور دول۔ ارمینیوں کی جلاوطنی۔ انگلستان اور اٹلی کی مخالفت کے باوجود باب عالی نے ایک اور جہاز آرمینیوں سے بھرپور کرکے قسطنطنیہ سے بھیجدیا ہے اور اس امر کا نہایت سخت انتظام کیا ہے کہ وہ لوگ واپس نہ آسکیں اور جس جگہ وہ اتارے جائیں وہاں انکی نہایت سختی سے نگرانی کی جاوے +

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ ہم نیل کا تیسرا بریگیڈ بمقام البیرات پہنچ گیا ہے +

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ قسطنطنیہ کے معاملات۔ قسطنطنیہ میں ابھی تک تردد اور بےچینی موجود ہے۔ تجارت بالکل مدہم ہوگئی ہے۔ اور خزانہ خالی ہے۔ اخبار سٹینڈرڈ علانیہ طور پر سلطان المعظم کو معزول کر

دینے کی صلاح دیتا ہے۔ آنریبل میکائیل ہربرٹ (اول سکرٹری انگریزی سفارت) جو سر فلپ کری کی غیر حاضری میں انگریزی سفارت کا انچارج تھا، پچھلے کشت و خون کے دوران میں نمایاں خدمات کرنے کے صلہ میں طبقہ باتھ کا کمپنین بنایا گیا ہے۔ باب عالی کی مالی مشکلات کی سرتا پا غلط افواہوں کی ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار میں بخوبی تکذیب کر چکے ہیں۔ اس کا اعادہ فضول ہے۔ اس وقت باب عالی سے چار لاکھ تیس ہزار فوج بحالت جنگ تیار کر رہی ہے۔ جو ایک منٹ کی اطلاع پر میدان جنگ کو جا سکتی ہے۔ پس جس سلطنت کا خزانہ خالی ہو وہ اس قدر جرار فوج کا یہ خرچ کہاں سے لا رہی ہے۔ باقی رہی اخبار سٹینڈرڈ کی بکواس سو وہ ایک جنونی کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی سے

ماہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

ہاں اگر کوئی یگانہ سلطنت اس اصلاح پر کاربند ہونا چاہتی ہو تو وہ بسم اللہ اپنے حوصلہ و قوت کو آزمائے۔ لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مصر کے اخبارات کو ایک غیر ملک کے فرماں روا پر ناواجب حملے کرنے کے جرم میں بند کیا جاتا ہے تو کیا انگلستان کے اخبارات اس قاعدے سے مستثنےٰ ہیں۔ اسی طرح ممالک غیر کے اخبارات کے اڈیٹر جب ملکہ معظمہ کی شان میں نامہذب کلمات بکنے کے پاداش میں جیل میں بھیجے جاتے ہیں۔ تو مسٹر گلیڈسٹون یا کسی اور پر جو ایسے ہی ناشائستہ کلمات امیر المومنین کی نسبت بکے کیوں نہیں ویسا ہی سلوک کیا جاتا۔ گورنمنٹ انگریزی کو یہ اصول کہ آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگراں هم مپسند۔ ہرگز ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ مندرجہ ذیل تار میں مسٹر گلیڈسٹون کی جیسی کچھ بد زبانی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم کو ہرگز امید نہیں کہ اس وقت تک کسی اڈیٹر اس سے بڑھکر کوئی نالائق کلمہ علیا حضرت قیصرہ ہند کی شان میں لکھا گیا ہو۔ کم از کم تہذیب کے اس حصہ میں انگریزی اخبارات اور انگریزوں کے سرکردہ اراکین کو وحشی اور نیم مہذب ترکی اخبارات اور جاہل سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جن کی قلم یا زبان سے آج تک کسی دشمن کے برخلاف بھی کوئی نامعقول اور غیر مہذب کلمہ نکلنے نہیں پایا (اڈیٹر)

لنڈن - ۱۲ ستمبر - مسٹر گلیڈسٹون اور باب عالی - مسٹر گلیڈسٹون کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں وہ سلطان المعظم کو سفاک اعظم اور خونخوار مجسم بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ (اعلیحضرت) سلطان کو جب تک کہ کل طاقتیں بوقت ضرورت جبر اور دباؤ کے استعمال کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہوں فہمائش بالکل فضول ہے۔

لنڈن ۱۲ ستمبر - کریٹ کا جدید گورنر جارجی پاشا موجودہ گورنر اصلاحی تجویز کے مطابق

کریٹ کا عیسائی گورنر مقرر کیا گیا ہے *

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

ملک سوڈان کے متعلق سات سٹیمر دو دخانی جہاز) پہلی آبشار سے گذر چکے ہیں۔ جن میں سے پانچ بمقام سرّاس پہنچ گئے ہیں۔ دریائے نیل ایک فٹ یومیہ کے حساب سے چڑھ رہا ہے۔ درویش بمقام کرمان جو سواردہ سے جہاں مصری فوج قابض ہے۔ پچیس میل بجانب جنوب واقعہ ہے۔ قلعہ اور مورچے تیار کر رہے ہیں۔ اور ڈنگولہ سے وہاں اور نیز مقام حفیر لکی افواج پہنچ گئی ہیں۔ یہ قلعے اور مورچے صرف خشکی کے حملے ہی کو روکنے کا کام نہیں دینگے۔ بلکہ انگریزی جہازوں کے دریا میں سے گذرنے کی بھی مزاحمت کرینگے۔ مصری فوج میں ہیضہ پھوٹ پڑنے اور اس سے بے تعداد سپاہیوں کے مرنے سے۔ درویش بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اور باقیمانہ مصری اور انگریزی فوج کا ستیاناس کرنے کے لئے بڑی سرگرمی سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ اخبار المؤید راوی ہے۔ کہ گرمی بھوک ہیضہ اور درویشوں کی تلواروں نے حملہ آور فوج کو جسقدر نقصان پہنچایا ہے۔ سرکاری طور پر اسکا عشر عشیر بھی پبلک پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ وہ لکھتا ہے کہ پیشقدمی کے رک جانے کا بڑا باعث یہی ہے کہ نہ فوج میں سکت رہ گئی ہے۔ اور نہ ہی اس کی تعداد کافی ہے۔ اور نہ ہی رسد کا کوئی انتظام ہے۔ جنرل کچنر پاشا سامان رسد اور فوج کے لئے خفیہ تار پر تار بھیج رہے ہیں۔ مگر ان کی درخواستوں کے پورا کرنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ گرمی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۳۔ اگست کو بمقام کوشہ سایہ میں پارہ ایکسو تیس درجہ پر تھا۔ گورنمنٹ مصر کو میدان جنگ میں بیس ہزار انسانوں کے لئے خوراک بہم پہنچانے کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ ان غریبوں کے واسطے جب تک کہ وہ سرحد کے نزدیک اور ریلوے کے قریب رہے رسد کا انتظام کسیقدر باترتیب اور آسانی سے ہوتا رہا۔ مگر حکام وقت نے آیندہ کی مشکلات اور درویشوں کی دانائی کو ملحوظ رکھے بغیر جوں ہی اپنے لشکر اور اس کے حوالی موالی کو جنوب کی طرف اور آگے بڑھانا شروع کیا۔ رسد کا انتظام بگڑنا شروع ہو گیا۔ اس بے انتظامی کو پہلے تو ہیضہ نے اور زیادہ بڑھایا۔ اور اب باد و باران کے طوفان نے ریلوے سڑک کی جا بجا شکست ہو جانے نے رسد کی آمد کو بالکل ہی مسدود کر دیا ہے جس سے فوج اور دیگر متعلقین کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ اسی لئے سردار کچنر پاشا نے سخت احکام جاری کر دیئے ہیں۔ کہ وہ فوجیں جو کوشہ سے جنوب میں مقیم ہیں۔ کوئی حالات بیرونی دنیا کو نہ لکھیں۔ اور نیز کسی سویلین (غیر جنگی یا ملکی) کو کسی طرح بھی کیمپوں میں سے جانے کی اجازت نہ دی جائے۔ سردار موصوف کی اس جابرانہ اور خود مختارانہ کارروائی سے انگریزی اخبارات تک انگشت بدنداں ہو رہے ہیں۔ پالمال گزٹ کا نامہ نگار چند ایک تمہیدی ریمارکس تحریر کرنے

بعد لکھتا ہے کہ ایسی مطلق العنانی تو نپولین اعظم کو بھی حاصل نہیں تھی گورنمنٹ انگلشیہ سردار موصوف کو اسقدر وسیع اختیارات دینے کا بہت بُری طرح خمیازہ بھگتیگی۔

المؤید کے اس قیاس کو کہ قلت فوج دراصل پیشقدمی کے ملتوی ہونیکا باعث ہے۔ اس تار سے جو ستمبر کو مصر سے موصول ہوئی کافی تقویت پہنچتی ہے۔ جسکا مضمون حسب ذیل ہے:—

"اطلاع ملی ہے کہ گذشتہ ہفتہ کو جو مصری پلٹن جنرل ہنٹر سے بہت برہم ہوگی حکم آتے ہی فوراً سواکن روانہ کرنے کے متعلق [illegible] ایک [illegible] آج کل [illegible] پائی جاتی ہے۔"

اس میں کلام نہیں کہ [illegible] کا نامہ نگار متعینہ [illegible] ان خبروں کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سواکن کو اور فوج بھیجنے کے متعلق یہاں کوئی حکم نہیں پہنچا۔ مگر یہ مثل فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ ؎

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

۱۹ مئی بطریق اعظم مونسنیور ازمیلیان جس نے آرمینیوں کو بغاوت پر اکسانے میں بہت کچھ عملی حصہ لیا تھا اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا ہے اور [illegible] وہ غالباً شام کو جلا وطن کر دیا جاویگا۔

ہفتہ مختتمہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تاری خبریں وغیرہ

تاری خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۱۳ ستمبر۔ نیل کی پیشقدمی۔ بمقام کوشہ ایک نئے اگنبوٹ کے انجن کے پھٹ جانے سے فوج نیل کی پیشقدمی میں خفیف سا توقف ہوگیا ہے۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ تازہ ترین خبریں مخبر ہیں کہ مصری فوج کی ایک جماعت ہراول بمقام فرکہ جو درویشوں کی پہلی جنگی چوکی بمقام کرمان سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ گئی ہے۔

قسطنطنیہ ۱۳ ستمبر۔ قسطنطنیہ کے ارمنی۔ آرمینیوں کی انقلابی کمیٹی نے وہاں کے چند سفراء کو ایک گشتی چٹھی بھیجی ہے کہ اگر تمام اصلاحات کلہم عطا نہ کی گئیں تو پہلے سے بڑھکر باغیانہ نمایش کی جاویگی۔ شہر میں گشت کرنے والی فوج کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ لارڈ روزبری اور ترکی مظالم۔ لارڈ روزبری سابق وزیر اعظم کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ ترکی مظالم کی بحث فرقیانہ مسئلہ نہیں ہے۔

دیتی کہ فریق مخالف حکمران فریق کو زک پہنچانے کے لئے اس کی آڑ پکڑے ہوئے ہیں اڈیٹر بلکہ یہ عام انسانیت اور ہمدردی انسانی کا ایک سوال ہے اور اس بارہ میں انگلستان پر ایسی ذمہ واری عائد نہیں ہوتی جیسی کہ دیگر دول یورپ پر جو اتفاق انگلستان کی چنداں بڑی رفیق نہیں معلوم ہوتیں ۔

لنڈن ۔ ۱۴ ستمبر ۔ ٹرکی میں عیسائیوں کا کشت و خون ۔ اور انگلستان کا غیظ و غضب ۔ اینٹی ایجیٹیشن (تحریک) جسے مسٹر گلیڈسٹون ۔ لارڈ روزبری ۔ اور مسٹر اسکوائتھ کے خطوط سے جو حال میں شائع ہوتے ہیں بہت تقویت پہنچ گئی ہے ترقی کر رہی ہے ۔ اس معاملہ کے متعلق تحریر کرتے ہوئے ٹائمز پر جوش ایجی ٹیشن کے اذہان دہند پھیلانے کو بہت معیوب بتلاتا ہے اور لکھتا ہے کہ وہ آخر کار بگڑتی بگڑتی فریقانہ و لبرل اور کنسرویٹو کی باہمی لڑائی تک آپہنچے گی ۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ فوجی مداخلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اور کشت و خون ہونگے اور اگر اکیلے انگلستان نے کوئی کارروائی کی ۔ تو اس سے تمام یورپ میں باہمی جنگ و جدال شروع ہو جائیگا ۔ پس اس قضیہ کے تصفیہ کے لئے محفوظ طریقہ صرف یہی ہے کہ دول عظام باہمی امن پیام سے فیصلہ کریں ۔

لنڈن ۱۴ ستمبر ۔ مہم نیل کی پیشقدمی ۔ وادی نیل کا کل دستہ فوج بڑی سرعت سے آگے بڑھ رہا ہے اور مقام ڈنگلہ تک پہنچ گیا ہے ۔

لنڈن ۔ ۱۵ ستمبر جنگ سوڈان ۔ سوڈان کی حملہ آور فوج کچھ دنوں کے لئے ڈنگلہ میں مقام کرکے پھر کرمان (جو درویشوں کی پہلی چوکی ہے) بڑھے گی ۔ درویش بمقام کرمان اور حفیر کے قریب بڑی بھاری جمعیت میں موجود ہیں ۔ چالیس گوردا و بیپ ۔ سوڈانی سپاہی درویشوں کی ایک جماعت کو جو بمقام ڈنگلہ رہائش پذیر ہے باہر نکالنے کے لئے ہراول بھیجے گئے ہیں ۔

ایضاً مسٹر گلیڈسٹون و مظالم ارمینیا ۔ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک خط لکھ کر اس بات پر زور دیا ہے ۔ کہ مظالم آرمینیا کے برخلاف ایک عالیشان جلسہ لورپول میں کیا جاوے ۔ اس میں میں بھی شامل ہونگا ۔

لنڈن ۱۶ ستمبر ۔ ٹرکی کے برخلاف انگریزی کا جوش اور آسٹریا والوں کی دھمکیاں کل پھر قسطنطنیہ میں ایک بوجہ ہل چل اور تشویش پھیل گئی تھی کہ چہ بازار یکلخت خالی ہو گئے ۔ اور دکانیں بند کر دی گئی تھیں آسٹریا کے اخبارات اس شورش سے جو ٹرکی کے معاملات میں دست اندازی کرنے کی تائید میں انگلستان میں پھیلی ہوئی ہے ۔ نہایت ہراساں ہو رہے ہیں اور اس پر الزام لگا رہے ہیں کہ موجودہ مصائب کو وہی پیدا کر رہا ہے ۔ اور بڑے دعوے سے لکھتے ہیں کہ اگر انگلستان نے ٹرکی میں کوئی کارروائی بطور

خود کی۔ تو اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُسے مصر سے نکالدیا جاویگا ۔

ایضاً۔ لارڈ ہف سیسل کا جو بمقام ولمر اپنے باپ کے پاس ٹھیرا ہوا ہے ایک خط شائع ہوا ہے جس میں وہ سلطان المعظم کی ذلیل حکومت کی بُرائیاں ظاہر کرنے کے بعد بیان کرتا ہے کہ اگر آرمینیوں کو یہ توقع دلائی گئی۔ کہ انگلستان اکیلا ہی اُن کی حمایت کرے گا۔ تو یہ اُن کو مغالطہ میں ڈالنا ہوگا۔ کیونکہ جب تک کل یورپ میں انگلستان کی طرح جوش نہ پیدا ہوجائے۔ تب تک کوئی امید نہیں ہو سکتی ۔

لنڈن ۱۷ ستمبر۔ مہدیا کا چوتھا دستہ بمقام فرکیت پہنچ گیا ہے۔ جہاں ایک کل فوج جمع ہے۔ مصری فوج حملہ آور کل درویشوں کے قریب پہنچ جائیگی ۔

ایضاً۔ انگلستان و ٹرکی۔ روئٹر کو معلوم ہوا ہے کہ انگلستان ٹرکی کے برخلاف تنہا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مگر اب آئندہ وہ کبھی ٹرکی کی حمایت بھی نہیں کرے گا۔ انگلستان دوسری طاقتوں کے ساتھ ملکر کارروائی کرنیکا خواہاں ہے۔ لیکن اگر وہ مظالم روکنے کے لئے کوئی متفقہ کارروائی نہ کرسکیں تو وہ بالکل الگ ہوکر یہ توقع کرتا رہیگا۔ کہ خدا معاملات کی صورت بہتر کردے ۔

لنڈن ۱۸ ستمبر۔ آرمنی انقلاب پسند سازشیوں کی گرفتاری۔ سقوطری (سن عثمانات قسطنطنیہ) میں ایک آرمنی کے مکان سے بم کے گولے اور نہایت اہم کاغذات پکڑے گئے۔ آرمنی انقلابی کمیٹی کے دو سرغنہ اور چند دیگر ممبر گرفتار کئے گئے۔ جنہوں نے اقبال کرلیا۔ اور کئی دیگر اشخاص کو شریک جرم بتلایا ہے۔ دیکھو ان نمک حراموں کو اب جس وقت سزا ملی۔ تو اندیشہ ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب غل مچانا شروع کردینگے کہ وہ قومی شہید ہوگئے ۔

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ آرمنی شورش۔ اطالین جنگی جہاز ترکی سمندروں میں۔ حالت کے نازک ہوجانے کے باعث تین اطالین جنگی جہاز ترکی سمندروں کی طرف روانہ ہوگئے ہیں ۔

ایضاً۔ انگریزی مداخلت ہونیکا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگلستان کے بڑے بڑے شہروں میں جو جلسے ہونیوالے ہیں۔ اُن کی ابتدا آج رات برمنگھم اور ناٹنگھم سے شروع ہوگئی ہے۔ جہاں اس امر پر بڑے زور شور سے تقریریں کی گئی کہ برٹش گورنمنٹ ٹرکی میں مداخلت کرے

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

مصری گورنمنٹ نے اُن اخبارات کے برخلاف جنہوں نے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کی شان میں بے ادبانہ کلمات لکھے ہیں مقدمات دائر کردیئے ہیں ۔

اعلیٰحضرت کے تخت نشینی کی سالگرہ کی خوشی میں تمام قلمرو عثمانیہ میں بڑی دھوم دھام سے جلسے ہوئے

مصر میں بھی کچھ کم رونق نہ تھی۔ مصری گورنمنٹ کے باضابطہ جشن تہنیت اور دونوں غازی مختار پاشا کی قایم کردہ جشن کمیٹی نے نہایت ہی سرکاری آتشبازی اور توپچی آئے ۔

حوران کے دروزوں نے سرکشی چھوڑ کر اطاعت وانقیاد کو تسلیم کر لیا ہے۔ اُنکے تمام بڑے بڑے مشائخ امان طلبی کے لئے سپہ سالار افواج قاہرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔

ترکی اخبارات لکھ رہے ہیں کہ کوئی یونانی گروہ سلطانی علاقہ میں داخل نہیں ہوئے۔ یہ خبریں بالکل بے بنیاد ہیں۔ اور ان گروہوں کا وجود انگریزی اخبارات کے اڈیٹروں اور نامہ نگاروں کے دماغوں کے سوا کہیں موجود نہیں۔ اسیطرح اس خبر کی جسے ریوٹر نے شائع کیا تھا تکذیب کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ کسی عثمانی فوج نے بلغاریا کی حد کو عبور کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ابھی کوئی مقابلہ ہوا ہے ۔

ان جدید آہن پوش جہازات میں سے جو جرمنی کے بندرگاہ کیل میں ٹرکی کے لئے تیار ہو رہے ہیں ایک آہن پوش باسفرس میں پہنچ گیا ہے ۔

سالگرہ تخت نشینی کی خوشی میں وہ تمام قیدی جو دو ثلث میعاد ختم کر چکے تھے۔ حسب الحکم سلطانی رہا کر دیئے گئے ہیں ۔

ممالک محروسہ عثمانیہ اور قلمرو مصر کے ہر ایک شہر و قصبہ میں کریٹ کے بیکس و مظلوم مسلمانوں و متوطین کی رانڈوں اور یتیم بچوں کے لئے بڑی سرگرمی سے چندہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اکیلا اخبار اللوا ہی ۲۸ اگست تک ۵۳۲ پونڈ مصری (تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ) چندہ جمع کر چکا ہے ۔

خلیفہ نے گورنر بربر کو سواکم کا تجارتی راستہ کھول دینے کی اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ گوند اور ہاتھی دانت جن کی سخت قلت ہو گئی تھی۔ سواکم پہنچنے شروع ہو گئے ہیں۔ سوڈانی معاملات کے واقف کاروں کا بیان ہے۔ کہ خلیفہ نے اسلحہ اور سامان حرب کی درآمد کے لئے مصری علاقہ سے علیحدہ ایک اور نیا راستہ معلوم کر لیا ہے ۔

اسکندریہ کے تمام مسلمان تجار نے ایک عالی شان جلسہ کر کے مصری اخبار المقطم کو جو اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسلمین کی ذات مبارک پر ناشایستہ حملے کر رہا ہے یکقلم خریدنا بند کر دیا اور مصری گورنمنٹ کو اُسکے برخلاف مقدمہ دائر کرنے کی تحریک کی ہے ۔

خدیو مصر کی حرم محترم جو سیاحت یورپ کے لئے انکے ساتھ گئی تھیں آسٹریا کے بندرگاہ ٹریسٹ ہی سے خدیوی جہاز محروسہ پر ۲۱ اگست کو اسکندریہ واپس آ گئی ہیں۔ اُن کے ورود پر قلعوں سے سلامی سر کی گئی ۔

اعلیحضرت سلطان المعظم نے وزیر صیغہ مال کو مالی حالت پر رپورٹ تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس میں اس امر کو بالوضاحت بیان کیا جائے۔ کہ فنڈ بیانی کی وجہ سے ترکی قومی قرضہ میں ۱۸۸۹ء سے کس قدر کمی ہوئی ✦

لنڈن اور لورپول میں وہاں کے انگریز نومسلم اور دیگر مسلمانوں نے مولود شریف کی تقریب پر عالی شان جلسے کئے۔ جن میں حاضرین نے آنحضرت کے مناقب بیان کئے۔ اور اختتام جلسہ پر ملکہ معظمہ اعلیحضرت امیر المومنین اور دیگر مسلمان فرمانرواؤں کے جامہائے صحت نوش کئے گئے ✦

مسٹر ہنری ہیولاک ایلسن ممبر پارلیمنٹ انگلستان اُن جنگی کارروائیوں کو بچشم خود دیکھنے کیلئے جو انطفائے بغاوت کے لئے عمل میں آرہی ہیں ارنیٹ کو روانہ ہوگئے ہیں۔

کریٹ کے صوبہ سیلینو کے قصبہ قسطلی میں باغی عیسائی ۱۲۰ ترکی سپاہیوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں دول اجنبیہ کے قونصلین نے باغیوں کو اس حرکت سے باز آجانے کے لئے فہمائش کی ہے۔ سپاہیوں کے لئے کمکی فوج روانہ کردی گئی ہے۔ ۲۵ اگست کو کئی مسلمانوں کی لاشیں اور مجروح مسلمان خانیا میں لائے گئے۔ مگر لڑائی کے مفصل حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے۔

۲۸ اگست کو تقریباً تین ہزار باغیوں نے بیس چھوٹے چھوٹے دیہات پر جن میں تین سو سے زائد مسلمان آباد تھے چھاپہ مار کر کئی مسلمانوں کو قتل کردیا۔ باغیوں نے راستہ میں انتیس دیہات کو جلا دیا اور مسلمانوں کے ایک ہزار مویشی چھین لئے۔ قصبات کے مسلمان مضافات میں عیسائیوں کی ان وحشیانہ حرکات کو سنکر سخت غضبناک ہو رہے ہیں۔ مگر ترکی حکام انکو باہر نہیں جانے دیتے ✦

عبداللہ پاشا کی جگہ ابراہیم پاشا فرزند ناموق پاشا کریٹ کے جنگی گورنر مقرر ہوئے۔ مگر اب ان کی نسبت بھی عیسائی اخبارات نے یہ شکایتیں شروع کردی ہیں۔ کہ وہ بلا استمزاج ملکی گورنر دخارجی پاشا کے جنگی کارروائیاں کررہے ہیں ✦

اللوید راوی ہے کہ اخبارات الوقت اور منیر گو بظاہر مصری قانون مطابع کی دفعہ اکی خلاف ورزی کے جرم میں بند اور انکے اڈیٹر سزایاب ہوئے ہیں۔ مگر در اصل یہ کل کارروائی لارڈ سالسبری کے ایما سے ہوئی ہے۔ ان اخباروں کے اڈیٹروں سے جس وقت عدالت نے دریافت کیا۔ کہ تم نے جلالت مآب ملکہ انگلستان کے شان میں ایسے نالایق الفاظ کیوں لکھے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اُن اخبارات نے جو انگریزوں کی زیر حمایت ہیں (مثلاً مقطم یا میزان جو بند ہو چکا ہے) اپنے خلیفہ اعظم کی نسبت نہایت ہی گندہ اور مکروہ کلمات پڑھتے پڑھتے ہمارے دل دُکھ گئے تھے۔ ہم سے زیادہ برداشت نہ ہوسکی

اور ترکی بیڑہ کی جواب دیا +

سوداگران - اکم کا بیان ہے - کہ درویش ڈنگولہ میں بڑی تیاریاں کر رہے ہیں اور کہ بریکے صوبہ پر خلیفہ نے جو نیا ملکی گورنر مسمی امیر دوا مقرر کیا ہے - وہ رعایا کیساتھ بڑی نرمی سے پیش آ رہا ہے جس سے لوگ نہایت حیران اور متعجب ہو رہے ہیں - اسی طرح سے بریکے جنگی سپہ سالار کے حسن سلوک کی تعریف کی جاتی ہے +

محمود ندیم پاشا سفیر ترکی متعینہ دربار وائنا نے گذشتہ روز پیرس کا ایک مشہور مصور اخبار کے نامہ نگار سے حسب ذیل تقریر کی :-

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ مسئلہ کریٹ کے متعلق برابر اب تک کیوں اتنا شور و غل برپا ہے - کریٹ سلطنت علیہ عثمانیہ کا ایک جزو ہے - اور اُسنے اعلیحضرت سلطان المعظم کے برخلاف بغاوت کر دی ہے - تم لوگ دخل در معقولات دینا چھوڑ کر ہم کو جیسا ہمارا منشا ہی حق ہے - اکیلے اس جزیرہ میں امن قائم کرنے دو - یہ طاقتیں ہمارے معاملات میں کیوں اپنی ٹانگ ہی پھنسا رہی ہیں" +

ارمنی بطریق خانہ کی کونسل نے ماہ اگست میں اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں عرضداشت پیش کی کہ تمام آرمینیوں کو جو قتل و خون اور سنگین جرائم کے مرتکب نہ ہوئے ہوں عام معافی عطا کی جاوے اور ساتھ ہی انکو بدل عسکریہ کے ٹیکس کا بقایا معاف کیا جاوے - اور آیندہ تین برس کے لئے یہ ٹیکس اُن سے نہ لیا جائے - اُن کی درخواست کا منظور ہونا شاہانہ عفو و کرم سے بعید نہ تھا مگر کیا یہ نالائق اپنے تئیں الطاف خسروانہ کا مستحق سمجھ سکتے ہیں - جبکہ نرمی سے وہ اور زیادہ دلیر ہوتے جاتے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی فساد برپا کئے رکھتے ہیں +

مقدونیہ باغیوں کا سرغنہ بوفاس قتل اور اُسکا گروہ منتشر کر دیا گیا ہے - ابھی پانچ چھ اور چھوٹے چھوٹے گروہ مقدونیہ میں موجود ہیں جنکا فوج تعاقب کر رہی ہے +

گورنمنٹ انگلشیہ نے ایک اور بلیو بک موسومہ "ٹرکی نمبر ۲ ۱۸۹۶ء" شائع کی ہے جس میں مسئلہ آرمینیہ کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۵ء تک مندرج ہے +

سلطان زنگبار کے محل کو چالیس منٹ میں اُڑا دینے اور سید خالد کی بغاوت کو ایک دن میں فرو کر دینے پر انگریزی اخبارات انگلستان کی طاقت و جبروت کے اظہار میں بیجا مبالغہ کر رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں - کہ انگلستان نے کل دنیا کو اپنی مستعدی اور اپنے جہازات کی مضبوطی کا ثبوت دیا ہے مگر ہم اُنسے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرتے ہیں - کہ جب ٹرنسوال نے لاکھوں انگریزوں کا ناک میں دم کر

رکھا تھا۔ اور وینی زویلا والوں نے انگریزی علاقہ غصب کر لیا تھا۔ اُس وقت یہ طاقت و جبروت کہاں گئی ہوئی تھی؟ انگلستان کے طاقتور ہونے میں کس کو شبہ ہے۔ لیکن ایک غریب اور کمزور رئیس کے محل کو اُڑا دینے یا کسی ہندوستانی رئیس کو کان سے پکڑ کر خارج از ریاست کر دینے سے اُس طاقت کا نہیں بلکہ جبلی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ زیردست یا کمزور کو ستانا یا اُس پر فتح پا کر اترانا جوانمردوں کا شیوہ نہیں ہے۔ باقی رہا زنجبار کو ایک دن میں ویران کر دینا سو ہم اُنہی اخبارات اور برٹش گورنمنٹ سے پوچھتے ہیں کہ جب ایک نیم خود مختار ریاست کے والی کے مرجانے پر اُس کی رعایا کی بغاوت کو آنا فاناً جبری سختی و خونخواری سے (کیونکہ گولہ باری سے پانسو زنگباری قتل ہوئے تھے۔) اور کسی نے پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ کیوں اتنے بے گناہوں کا خون کیا گیا؟ فرو کر دینا مستحسن و ضروری بلکہ قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر ایک خود مختار فرماں روا کو اپنی رعایا کی بوجہ بغاوت و فساد کے فرو کرنے سے کیوں باز رکھا جاتا ہے؟ شاید انیسویں صدی کی تہذیب یا غداری کا یہی تقاضا ہو ۔

باب عالی نے دول متحدہ کی یادداشت کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ معزول ارمنی بطریق ازمریان کو جلاوطن کرنے کا کوئی ارادہ نہیں بلکہ آپ یروشلم کا بشپ مقرر کیا جاوے گا۔ یہ جواب سُنکر انگریزی اخبارات مصداق اس کے

چونکہ بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

اس شاہی عنایت کو اب اس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ یہ تقرری اور ترقی منصب جلاوطنی سے کچھ کم نہیں ہے۔ اور خود بطریق صاحب بھی اپنے گناہگار ضمیر کی وجہ سے جو انسان کو ڈرپوک اور بدگمان بنا دیتا ہے۔ اس تقرری سے انکار کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ مجھے اپنے محل واقع سقوطرا میں گوشہ نشینی اختیار کرنے کی اجازت دیجاوے ۔ یہ وہی سقوطرا ہے جہاں ۱۸ ستمبر کی خبر ہے کہ ایک ارمنی کے مکان سے بم کے گولے اور خفیہ خط و کتابت پکڑی گئی ہے۔ شاید اسی سازش کا نتیجہ ہو کہ آج پادری صاحب سقوطرا میں رہائش رکھنے کی اجازت ملنے کے لئے اسقدر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

مختصر تبصرہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۔ ۲۹ ستمبر ۔ وادی نیل میں پیشقدمی جنگ بمقام کرمہ سردار کچنر پاشا نے تار

بھیجا ہے کہ آج علے الصباح انہوں نے بلا مزاحمت مقام کرمہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ دشمن دریا کے مغربی کنارے مقام حفیر کو چلے گئے۔ مصریوں نے انپر گولہ باری کی اور اسی گولہ باری کی آڑ میں تین اگن بوٹ ڈنگولہ کی طرف روانہ ہوگئی ہیں۔ درویشوں کا بہت نقصان ہوا اور انکا سٹیمر دو خالی جہاز غرق کر دیا گیا سردار دشمنوں کی خبر کے منتظر رہیں بمعہ فوج کے کثیر حصہ کے مقام کرمہ میں قیام کرینگے۔

بعد کی خبریں مخبر ہیں کہ درویشوں نے بہت عرصہ تک توپوں اور بندوقوں سے سخت آتشباری کی مگر آخر کار اگن بوٹوں کی توپوں نے انکو چپ کرا دیا۔ الندیرٹ طمانی کے کپتان کا بازو کہنی پر خفیف زخم آیا اور تین مصری بھی زخمی ہوئے +

لنڈن ۲۰ ستمبر۔ ڈنگولہ پر قبضہ مہم نیل کی تازہ ترین خبر ہے کہ اگن بوٹ ڈنگولہ پہنچ گئی ہیں اور انہوں نے خزانہ اور غلہ کے گوداموں پر قبضہ کرلیا ہے۔ دریں اثنا مصری فوج بھی دریا عبور کرکے حفیر کو پہنچ گئی ہے۔ وہاں سے وہ ڈنگولہ کی طرف بڑھیگی۔ فوج واپس بھی اسی راستہ سے آئیگی +

کل کی لڑائی میں درویشوں کا سپہ سالار امیر بشارہ سخت زخمی ہوا۔ درویش اپنے مارے ہوئے اور زخمی اور گودام غلہ کا بہت حصہ جو بمقام حفیر تھا پیچھے چھوڑ گئے ہیں +

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ انگلستان میں آرمینیا کے متعلق شورش۔ لارڈ روزبری کی طرف سے مسئلہ آرمینیا کے متعلق ایک دوسرا خط شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں اس امر سے متفق نہیں ہو سکتا کہ انگلستان سلطان المعظم کو معزول کردے کیونکہ روس کسی سلطنت کے تنہا کارروائی کرنے کا سخت مخالف ہے۔ لارڈ صاحب اگر روس موافق بھی ہو تو کیا آپ انگلستان میں اعلیحضرت امیر المومنین کو خدانخواستہ معزول کردینے کی سکت پاتے ہیں؟ کیا آپ کو اپنے جانشین لارڈ سالسبری کی جنوری گذشتہ والی تقریر یاد نہیں جس میں انگلستان کی بے بسی اور کمزوری کا صاف صاف اعتراف کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر اس کے بعد صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ ٹرکی کی موجودہ قابل نفرت حکومت کا [illegible] اس طرح سے کرتے۔ یورپ میں نائرہ فساد مشتعل نہ ہو جائے نیک ہر ایک کارروائی کرنی چاہئے +

ریوٹر ایجنسی راوی ہے کہ انگریزی اخبارات کا بہت حصہ [illegible] روس کی بحث رہا ہے اور گورنمنٹ پر واجب ہے اور [illegible] اپنے نہیں کیا +

لنڈن ۱۹ ستمبر۔ ارمنی مفسدین۔ ان سازشیوں کے [illegible] گرفتار کئے گئے۔ پیرا میں دقسطنطنیہ کا وہ محلہ جس میں عموماً غیر مسلم تجار رہتے ہیں بم اسباب کے [illegible] مہیب گودام دریافت ہوا ہے۔

لنڈن ۱۰ ستمبر ارمینیا میں جدید فساد ترکی آرمینیا سے خبریں موصول ہوئی ہیں کہ پندرہ ماہ حال کو ولایت طربزون کے قصبہ [illegible] ان کے ارمنی حملہ کر کے وہاں کے حصہ [illegible] کیا اور اسے لوٹ لیا فساد دو دن تک رہا جس میں ۶۰ ارمنی مارے گئے ✦

ایضاً مہم نیل ڈنگولہ پر پیشقدمی ڈنگولہ سے گن بوٹ واپس آگئے ہیں وہاں انہیں بہت ہی کم آدمی اور عورتیں نظر آئیں جہاز [illegible] سردار جنرل کی طرف سے ایک خط پہونچا ہے جس میں امیر دارالحرب [illegible] اطاعت قبول کرلینگے تو ان کو امان دی جائیگی جہازوں میں سے ایک [illegible] اور [illegible] آج شام ڈنگولہ کی طرف روانہ ہوگئی ہے ✦

لنڈن ۲۲ ستمبر بحیرہ اسود میں روسی تیاریاں ٹائمز لکھتا ہے کہ روسی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ اسود [illegible] حالت میں کردیا گیا ہے [illegible] اگر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ [illegible] تار آیا تو [illegible] کو [illegible] ✦

بوڈاپسٹ دارالسلطنت ہنگری ۲۲ ستمبر روسی آسٹریا کی اتحاد [illegible] نے ہنگرین پارلیمنٹ میں شب گذشتہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس اور آسٹریا [illegible] پالیسی پر متفق الرائے ہیں اور [illegible] یورپ میں کوئی تغیر واقع ہونے والا نہیں ✦

لنڈن ۲۲ ستمبر ڈنگولہ پر گولہ باری گن بوٹ [illegible] نے پھر ڈنگولہ واپس آکر مٹی کے مورچوں اور قلعوں پر گولہ باری کرکے ان کو مسمار کردیا ہے مصری فوجیں ڈنگولہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر اور دشمن فوج کے قریب پہنچ گئی ہیں ✦

فرانسیسی اور روسی اخبارات مہم نیل کی فتحیابی پر حرف رکھ رہے ہیں اور انگلستان کو متنبہ کررہے ہیں کہ اس فتح سے سرمست نہ ہوجائے مصری [illegible] کا تصفیہ ابھی باقی ہے ✦

لنڈن ۲۲ ستمبر مہم سوڈان ٹائمز لکھتا ہے کہ مہم نیل میں مصری خزانہ سے روپیہ خرچ ہونے کی جو فرانس نے مخالفت کی ہے اس سے گورنمنٹ مصر کو سخت کفایت شعاری سے کام لینا لازمی ہوگیا ہے جس کفایت شعاری کے باعث مہم کے افسروں اور فوج کو ایسی تکلیف پہنچ رہی ہے کہ روپیہ سے ان کی امداد کرنا انگلستان کا فرض ہے ✦

ڈنگولہ ۲۳ ستمبر [illegible] بعد شام ڈنگولہ کا فتح ہوجانا مصریوں کے پہنچنے پر درویش بھاگ گئے کئی قبائل نے اطاعت قبول کرلی ہے مصری جھنڈا شہر پر بلند کردیا گیا ہے ✦

لنڈن ۲۲ ستمبر مصریوں نے ڈنگولہ میں چھ توپیں اور سامان حرب اور اجناس کی ایک بہت بڑی مقدار

قابو کر لی ہے۔ اگن بوٹ اور فوج سواران درویشوں کا جو مصری فوج کو دور سے دیکھتے ہی جنوب کی طرف بھاگ اُٹھے تعاقب کر رہی ہے ◆

پیرس۔ ۲۰ ستمبر ارمنی تحریک اور مسٹر گلیڈسٹون کا خط ۔ مسٹر گلیڈسٹون نے پیرس کے اخبار نگار میں فرانسیسی قوم کے نام آرمینیوں کی حمایت میں ایک چٹھی شائع کرائی ہے۔ اُسنے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کی شان میں حسب معمول بہت زہر اگلا ہے ◆

لنڈن۔ ۲۰ ستمبر لارڈ جارج ہملٹن نے ایک ریزولیوشن کے جواب میں جو گورنمنٹ کو آرمینیا میں مداخلت کرنے پر مجبور کرنے کے لئے پاس ہوا تھا۔ بیان کیا ہے کہ تن تنہا کارروائی کرنا مناسب نہیں ◆

لنڈن ۲۴ ستمبر۔ ارمنی شورش اور مسٹر گلیڈسٹون ۔ یونائیٹڈ ایجنسی کو معلوم ہوا ہے۔ کہ آرمینیوں کے کشت و خون کے متعلق لورپول میں آج جو جلسہ ہوگا۔ اُس میں مسٹر گلیڈسٹون اس بات پر زور دینگے کہ گورنمنٹ کو مسئلہ آرمینیا کی نسبت کارروائی کرنیکا پورا اختیار دیا جائے اور کل قوم اُس کی پوری تائید کرے۔ اور اگر گورنمنٹ مسئلہ آرمینیا کی نسبت کارروائی کرنیکا ارادہ رکھتی ہو۔ تو اُسے کم ازکم اُس معاہدہ (یعنی معاہدہ قبرس) کی تعمیل کرانے کے لئے جس سے ٹرکی نے خلاف ورزی کی ہے بطور خود کارروائی کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ بشرطیکہ سوائے اُسکے کوئی اور چارہ نہ رہگیا ہو ◆

ایضاً۔ بعد کی تار ۔ مسٹر گلیڈسٹون کی آج شام کو لورپول کے جلسہ میں بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کی گئی۔ اُسنے ایک گھنٹہ بیس منٹ گونجتی ہوئی صاف آواز میں تقریر کی۔ جس کا لب لباب وہی تھا جس کا خاکہ پہلی تار میں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے۔ مسٹر مذکور نے زور دیا کہ سب سے پہلی کارروائی گورنمنٹ کو یہ کرنی چاہئے کہ ٹرکی سے قطع تعلق کرے۔ (مسٹر گلیڈسٹون نے ایک سال کی خاموشی کے بعد پھر زبان کھولی ہے۔ کل دنیا کو توقع تھی کہ اس عرصہ میں اُس کی مختل الحواسی میں کچھ افاقہ ہوگیا ہوگا۔ مگر افسوس دنیا کو اب ہمیشہ کے لئے اس پیر تابالغ کے صحت یاب ہونے سے قطعی ناامیدی ہوگئی ہے۔ مسٹر موصوف پر اس تقریر کی بدولت جو کچھ اُنکے اپنے ہم مذہب اور ہم قوم عیسائی اخبارات ہی لعن طعن کر رہے ہیں۔ ہم اُن کو کافی سمجھتے ہیں اور اپنی طرف سے اُسپر کچھ زیادہ کرنا ضروری تصور نہیں کرتے۔ ان اخبارات کے ریمارکس کا خلاصہ انشاءاللہ گنجائش کسی آئندہ پرچہ میں دیا جاویگا۔ البتہ اس تقریر میں مسٹر گلیڈسٹون نے ایک بات پتے کی کہی ہے۔ کہ انگلستان ٹرکی سے قطع تعلق کرلے۔ حضرت! ترک اُس دن کو عید اکبر کسی پچھلے پرچہ میں بتا چکے ہیں عید سے کم نہیں سمجھینگے جبدن آپ کا سفیر اپنا بوریا بستر الیپیٹ بقچہ سنبھال اور اپنے چیلے چانٹوں (قونصلین وغیرہ) کو ساتھ لے باسفرس سے چلتا بنیگا۔ اڈیٹر) ◆

لنڈن ۔ ۴ ستمبر ۔ مہم نیل ۔ فتح ڈنگولہ ۔ چھ توپوں اور کچھ بوروں کی کثیر مقدار کے علاوہ بمقام ڈنگولہ نو سو قیدی بھی گرفتار کئے گئے ۔ نارتھ سٹیفرڈ رجمنٹ کے ایک سو اسی سپاہی عنقریب مہم کی کمک کے لئے روانہ ہونگے اور گلوسٹر رجمنٹ کے ایک سو تیس سپاہی شبیبی مصر کو واپس آئینگے ۔

لنڈن ۔ ۵ ستمبر ۔ شورش ارمینیا اور مسٹر گلیڈسٹون کی تقریر ۔ مسٹر گلیڈسٹون نے اپنی اوپر والی تقریر میں بیان کیا کہ موجودہ تحریک مسلمانوں کے برخلاف جہاد نہیں ہے ۔ اور نہ ہی سلطنت عثمانیہ کے کل مسلمانوں کو مورد نفرین بنایا جاتا ہے ۔ بلکہ اگر ارمنی مسلمان یا ہندو ہوتے تو بھی انکو انگریزی ہمدردی پر یہی استحقاق حاصل ہوتا کیونکہ موجودہ تحریک خالصاً انسانی ہمدردی پر مبنی ہے ۔ حضرت! اگر یہ بات ہے تو کیا متابیلی لینڈ اور شونا لینڈ کے دیسیوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں قتل کئے جارہے ہیں اور زنگباری اور سرحدی مسلمانوں یا موپلوں کو یہ استحقاق حاصل نہیں تھا جو بیدریغ تہ تیغ کردیئے گئے ۔ افسوس اے تعصب! تو انسان کو کیسا اندھا اور ساتھ ہی مکار اور متفنی بنا دیتا ہے ۔ اڈیٹر لبرل اخبارات مسٹر گلیڈسٹون کے ریمارکس کی تعریف کررہے ہیں دیکھیں نہ کریں حضرت اقدس تو انکے پیر و مرشد اور قبلہ و کعبہ ٹھہرے ۔ یہ لوگ آپ کے چلتے چلتے بھی تو اس کی باتوں کو وحی منزل سمجھتے تھے ۔ اڈیٹر اور کنسرویٹو اخبارات تنہا کارروائی کرنے کو معیوب بتلاتے ہیں ۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ کم از کم دو سلطنتیں (شاید روس اور فرانس سے مراد ہے ۔ گر ہم جرمنی اور آسٹریا کو بھی انکے ساتھ شامل کرتے ہیں) ٹرکی کے دباؤ ڈالے جانیکو ہرگز گوارا نہیں کرینگی ۔

ایضاً ارمینا میں کشت وخون ۔ تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۵ اور ۱۶ ماہ حال کو کردوں نے بمقام اگوان میں جن ارمینیوں کو قتل کیا ہے انکی تعداد ایکہزار سے اوپر ہے ۔ اسی ضلع کے مقام دوک میں ایکسو ارمینیوں کے مارے جانیکی خبر موصول ہوئی ہے ۔

ایضاً ۔ مصری فوج ۔ سردار کچنر پاشا میجر جنرل بنائے گئے ۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مصر کے روزانہ اخبار المؤید کو ۳ ستمبر تک ۱۵۰ پونڈ مصری یا بارہ ہزار روپیہ کریٹ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے چندہ وصول ہوچکا ہے ۔ وہاں کے دوسرے اخبارات نے بھی اس کی تقلید میں چندہ کی فہرستیں کھولدی ہیں ۔

عراق عرب میں بقول ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کے مخالف قبیلوں کے باہمی جنگ وجدل سے بہت کچھ تباہی و بربادی حادث ہورہی ہے ۔ نامہ نگار دریائے فرات پر کشتی میں چند دن سفر کرتا رہا جسکے دونوں کناروں پر اکثر دیہات میں تازہ لڑائی کے آثار پائے گئے ۔ وہ لکھتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ نے عربوں کو بہت آزادی دے رکھی ہے

اور اُنسے اکثر درگزر کر جاتی ہے جس سے وہ بہت دلیر ہو گئے ہیں ۔

قسطنطنیہ کے پچھلے فساد میں بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ چھ ہزار آدمی قتل ہوئے اور اُن کی لاشیں سمندر میں پھینک دی گئیں ۔

اعلیٰحضرت سلطان المکرم کی تخت نشینی کی سالگرہ کی تقریب پر لنڈن کی عارضی مسجد میں جو حاجی محمد دہلی نے مسجد پارک میں تیار کی ہے ایک عالی شان جلسہ ہوا کیپ کولونی - ٹرانسوال - ٹرکی - ہندوستان مصر اور مکہ معظمہ وغیرہ وغیرہ مقامات کے مسلمان بتعداد کثیر شامل تھے۔ حاجی محمد دہلی صاحب نے اس موقعہ پر پُرتکلف دعوت دی پروفیسر برکت اللہ صاحب صدر انجمن تھے انہوں نے اندرونی و بیرونی معاملات کے متعلق ٹرکی کی پالیسی پر طول طویل تقریر کر کے اس حیرت انگیز ترقی کو جو ترکی فوج ایشیائی درستی اور ترتیب میں ہوئی ہے خاص طور پر بیان کیا اسکے بعد مولوی صاحب ممدوح نے مسئلہ آرمینیا کریٹ و یونان و مقدونیہ پر مختصر بحث کی۔ انکے بعد محمد عمر صاحب نے سابقہ فرمانرواؤں اور موجودہ عہد حکومت کا مقابلہ کر کے اُن قومی عمارتوں اور مدارس وغیرہ کا جو پچھلے چند برسوں میں تمام ممالک محروسہ عثمانیہ میں تیار اور قائم ہوئے ہیں مجمل طور پر ذکر کیا ۔ اور اسی طرح چند دیگر اصحاب نے بھی تقریریں کیں۔ اختتام جلسہ پر اعلیٰحضرت امیر المومنین کا جام صحت نوش کیا گیا ۔

اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے دول کی پیش کردہ تجاویز متعلقہ کریٹ کو قبول فرما لیا ہے جو حسب ذیل ہیں :-

(۱) بضمانت دول ایک عیسائی گورنر پانچ برس کے لئے مقرر کیا جائے اسے کریٹ کی مجلس وکلاء کی پاس کردہ تجاویز و قوانین کو منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا ۔ اور وہ مجلس کوئی ایسا قانون نہ بنا سکے گی جو اعلیٰحضرت سلطان المعظم کے شاہانہ حقوق کے منقبض ہو اس شرط کے رو سے جارجی پاشا موجودہ گورنر صوبہ کا با اختیار گورنر مقرر ہوا ہے

(۲) جزیرہ والوں کو اندرونی معاملات میں قطعی آزادی ہوگی۔ اور امپیریل گورنمنٹ کو نقد دار سالانہ خراج دیا جاویگا جو نصف آمدنی کے برابر ہوگا ۔

(۳) پولیس اور مقامی فوج کی از سر نو ترتیب کی جاوے گی ۔

(۴) دیوانی میں جو مقدمات ہوں اُن کی آخری اپیل خانیا کی عدالت اپیل تک ہو سکے گی ۔

(۵) ملکی اور جنگی اقتدار گورنر جنرل کو حاصل رہیگا مسلمانوں کی آبادی چونکہ عیسائیوں سے کم ہے ۔ اسلئے مجلس میں اُنکے ممبروں کی تعداد بھی تھوڑی ہے ۔ مگر اُنکے حقوق کی کامل نگہداشت کی گئی ہے پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جب تک مسلمان ممبروں میں سے دو تہائی کسی قانون سے متفق نہ ہوں تب تک وہ پاس نہ

نہ ہو سکے گا۔ اب یہ شرط اور آزاد انتخاب [illegible] کیا گیا۔ باغیوں نے پہلے تو اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر روسی کونسل اور گورنمنٹ نے صاف کہہ دیا کہ [illegible] باغیوں کو امداد نہ دیا جائیگا۔ [illegible] عیسائی [illegible] چلے گئے ہیں وہ تین دن میں واپس آ گئے تو باغیوں [illegible] حمایت نہیں ملی اور انہوں نے سختی سے ترک [illegible] یہ لشکر باغی رضامند ہو گئے۔ اور تمام [illegible] اطمینان سے طے ہو گئے۔ لیکن مسلمان عیسائیوں کو [illegible] سخت ناراض ہیں۔ اور ان کی [illegible] اخبارات [illegible] شرائط کا پتہ نہیں کون سے [illegible] بیان ہے کہ [illegible] اب یہ آخری [illegible] حمید [illegible] عثمانیہ کے ماتحت ہو گیا ہے۔ عیسائی [illegible] سے ہی بیٹھنے کے درپے ہیں [illegible] جاری [illegible] سلطنت [illegible] قوت اور اہمیت بہت بگڑی ہے مگر خدانخواستہ یہ جزیرہ اعلیحضرت کے قبضہ سے نکل گیا [illegible] تو طرابلس الغرب بھی بہت جلد کسی عیسائی طاقت کے قبضہ میں آ جائیگا۔ اور [illegible] کسی بحری طاقت کے حملوں سے محفوظ رکھنا مشکل ہو جائیگا [illegible] اور [illegible] پیدا ہو جائینگی۔ کیونکہ اس صورت میں عثمانیہ بیڑہ کے لئے کوئی بحری اسٹیشن [illegible] نہیں رہیگا۔ اور جب جہازات وہاں سے آئیں، دشمن [illegible] طرابلس الغرب کے کنارے [illegible] جو کچھ چاہیں کر سکینگے۔

گو [illegible] اس میں [illegible] کوئی [illegible] پائی جاتی [illegible] شرائط [illegible] عیسائی باغیوں کے حق میں بہت کچھ مفید [illegible] عیسائی [illegible] جزیرہ کی نسبت [illegible] طرح طرح کے خیالی پلاؤ پکا رہی ہیں [illegible] اعلیحضرت [illegible] فوج [illegible] جب وہاں کے قلعوں [illegible] ترکی فوج اور [illegible] کریٹ پر قبضہ کرنے کی [illegible] نہیں کر سکیں گی۔ خیر خواہان سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین اگرچہ دشمنوں [illegible] میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور [illegible] سمجھتے ہیں کہ [illegible] پہلو سے حتی الامکان بچا جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ وہ کسی ایسے [illegible] پر جو [illegible] شاہانہ حقوق کو باطل کرتا ہو دستخط کریں۔ یا اپنے ملک کے کسی ایسے حصہ کو جس کے قبضہ سے نکل جانے پر [illegible] کے لئے بھی اندیشہ پیدا ہو جائے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر کسی دوسری سلطنت کے قبضہ میں چلا جانے دیں۔ ترکی کے اعداء اگر زیادہ طاقت پکڑ گئے ہیں تو ترکی بھی غافل نہیں رہی۔ اس نے بھی اپنی حالت کو بہت کچھ درست کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کسی عیسائی سلطنت کو تنہا اس کے مقابل میدان میں اترنے کی جرأت نہیں پڑتی۔ سلطان [illegible] عبدالحمید اپنی سلطنت اور قوم کے جہاز کو ایسے مہیب اور خطرناک طوفانوں سے صحیح و سلامت نکال لے جانے میں کامیاب ہو چکے ہیں کہ باد مخالف کے [illegible] جھونکے ان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ قوم کو ان کی ناخدائی اور حسن تدبیر

پر کامل بھروسہ رکھنا چاہئے - اور کل نیک و بد کا اہتمام اُنکے زبردست ہاتھ میں چھوڑکر خود اُنکے فرمان کی اطاعت کرنے پر دل و جان سے مستعد رہنا چاہئے۔ اسطرح سے یہ قومی ناؤ ایک نہ ایکدن بشرطیکہ مشیت ایزدی اسکے خلاف نہو سلامتی کے محفوظ لنگر میں پہنچ جائیگی ٭

ارمینیوں نے ۲۵ و ۲۶ اگست کو دار الخلافت اسلامبول میں بغاوت کی - جس کی پاداش میں مفسدین کی ایک تعداد مسلمانوں کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی۔ عیسائیوں کی ہمت کو دیکھئے۔ کہ اسی اگست ہی کو ان مقتولین کے پسماندگاں کے لئے لندن سے تین ہزار پونڈ کی رقم روانہ ہوگئی۔ مسلمانوں کو بھی کیا کبھی غیرت آئیگی۔ اور انکا خون بھی جوش اخوت سے کبھی متحرک ہوکر اُن کو اپنی جیبوں میں (جن میں بہت سی خالی پڑی ہیں) ہاتھ ڈالنے کی تحریک کریگا ؟

قسطنطنیہ میں سفراے دول اجنبیہ نے اس دفعہ جشن سالگرہ تخت نشینی اعلیحضرت امیر المومنین سلطان الغازی **عبد الحمید خان** ثانی کے موقعہ پر جو ۳۱ اگست کو ہوتا ہے اپنے اپنے سفارت خانوں میں روشنی نہ کی تہی۔ اسواقعہ کو ولایت کے اخبارات اس پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں کہ جب اعلیحضرت کو سفرا کے اس ارادہ کا علم ہوا تو اُنھوں نے نہایت آزردہ خاطر ہوکر فوراً توفیق پاشا وزیر صیغہ خارجیہ کو تمام سفیروں کے پاس روانہ کیا کہ انکو اس ارادہ سے باز رکہیں مگر کسی سفیر نے روشنی کرنا منظور نہ کیا اور جس سفیر کے پاس پاشاے موصوف گئے اُسنے یہی جواب دیا کہ پچہلے دو چار دنوں میں مسلمانوں نے آرمینیوں پر جو ظلم و ستم کیا ہے تمام یورپ اس پر متاسف ہو رہا ہے۔ ایسے قابل افسوس سانحہ کے وقوع کے بعد ہم کبھی خوشی نہیں منا سکتے۔ مگر ناظرین کو اطمینان رہے کہ یہ سب ان اخبارات کی اپنی جدت طرازی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ممالک غیر کے سفارت خانوں میں امسال چراغاں نہیں ہوئی۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ ۳۱ اگست کو سالگرہ تہی۔ اور ۲۸ کی شام تک آرمینیوں کی شورش برابر جاری رہی۔ چنانچہ جمعہ کے دن ۲۷ اگست کو جب اعلیحضرت جامع مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے بعد محلسراے کو واپس تشریف لے گئے۔ اور وہ فوجیں جو راستہ میں دو رویہ صف بستہ کھڑی تہیں۔ اپنے اپنے کوارٹرز کو جانے لگیں تو ایک رسالہ کے افسر پر چند ارمنی کور باطنوں نے تین بم کے گولے پہینکے۔ کرنیل صاحب تو بچ گئے۔ مگر تین سپاہی مجروح ہوئے۔ قصہ مختصر فساد برابر جاری تہا۔ اور اُسکے انطفا کے لئے ابہی کوشش کی جارہی تہی کہ سالگرہ کا وقت قریب آگیا اعلیحضرت نے خود فرمان نافذ فرمادیا کہ اس سال ان شدید حادثات کی وجہ سے کوئی جلوس حسب معمول بازاروں میں نہ نکالا جاوے۔ اور نہ کوئی محفل و مجلس منعقد کی جاوے۔ لیکن جو لوگ اس موقعہ پر اظہار خلوص و عقیدت مندی کو کسی طرح فروگذاشت نہ کرنا چاہیں۔ وہ اپنے اپنے مکانات پر چراغاں کرنے پر قناعت کریں جس محلہ میں سفارت خانے ہیں فساد کی ابتدا وہیں سے ہوئی تہی اور وہیں وہ زیادہ عرصہ تک قائم رہا۔ پس سفارتخانوں پر

روشنی نہ ہونے کا باعث متذکرہ بالا فرمان شاہی یا نقص امن کا اندیشہ تھا۔ ورنہ اگر سفرائے دول نے اس وجہ کے باعث جیسے انگریزی اخبارات بیان کرتے ہیں چراغاں نہیں کی تھی۔ تو انکے جہازات اور تمام ممالک غیر کے تجارتی جہاز کیوں بیرقوں اور جھنڈیوں سے آراستہ کئے گئے انہوں نے توپوں کی سلامیاں کیوں کیں۔ اور اسپر ترکی جہازات کیطرح کیوں چراغاں ہوئی؟ اسلئے کہ جو فساد خشکی پر ہو رہے تھے۔ یا جن کے ہو جانے کا اندیشہ تھا انکے وقوع کا پانی پر کوئی خطرہ نہ تھا۔

متعصب عیسائیوں کی یاوہ گوئیاں حضرات ناظرین ایک دفعہ پھر سن لیجئے۔ باسی کڑھی میں پھر ابال آیا۔ بہت بہت متعصب مجنون (گرینڈ اولڈ مین) گلیڈسٹن نے پھر ایک خط شائع کرایا ہے جسمیں حضرت خلیفۃ المومنین خادم الحرمین الشریفین سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ و حشمتہ کو ایسے ہی لغو القاب سے ملقب کیا ہے۔ ایسے روزبری وغیرہ بھی اسکے ہم زبان ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف گلیڈسٹون ہی نے تہذیب میں کمال حاصل کیا ہے۔ بلکہ عموماً کے سب عیسائی اسی تہذیب میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور ان کمبخت متعصبوں کی یاوہ گوئیاں اور ہرزہ بازیاں حد سے گذر گئی ہیں۔ ان بیہودہ گویوں کا قلم اور زبان سے دنیا کا امن ہو گیا ہے پسچ ہی کہ لات کا بھوت باتوں سے کب مانتا ہے۔ شاید اب وہ وقت بہت قریب آگیا ہے کہ ترکوں کو اتمام حجت کیواسطے اسلامی بہادری دکھانا اور اپنے آبائی تہور اور ہاشمی جوش سے کام لینا پڑے۔ اور پھر شمشیر خارا شگاف کے جوہر دکھانیکا پورا موقعہ ملے۔ صاحبو اسلمان اگرچہ ہزار برباد و تباہ ہو گئے ہیں۔ اور انکی قومی خاصیتیں بہت کچھ گھٹتی ہیں تاہم انکا مذہبی جوش ابتک تازہ ہے۔ ترکوں اور عربوں کی بہادری تمام دنیا مان چکی ہے۔ اور انگریزی تاریخ و جغرافیہ جو مدارس ہند کے نصاب میں داخل ہے گواہی دے رہا ہے کہ ترک عموماً ایماندار اور بہادر ہیں۔

متذکرہ بالا خطوط میں یہ بھی شائع کرایا گیا ہے کہ یورپ کی اعلیٰ سلطنتیں ملکر جنگ کریں۔ اور خدا نخواستہ سلطان کا خاتمہ کر دیں۔ خدا جانے اس متعصب بڈھے کی عقل کہاں کھوئی گئی ہے اور یہ ہذیان بک کیا رہا ہے۔ اس خرو باغ اور اسکے ہمزبانوں نے کیا تاریخ نہیں دیکھی کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ عیسائی ترکوں اور عربوں سے کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکے۔ اور عیسائیوں کے علمی اور تمدنی استاد کون ہیں؟ اگر نہیں معلوم تو سمجھ رکھو۔ تمدنی صناعتی اور تجارتی علوم مسلمانوں ہی نے عیسائیوں کو سکھائے۔ ورنہ یہ وحشی بندر کیا جانتے تھے کہ علم کسے کہتے ہیں صنعت و حرفت کس جانور کا نام ہے۔ اور تجارت کیا بلا ہے۔ یہ وہی وحشی ہیں جلکو پتوں سے بدن ڈھکنا بھی نہ آتا تھا۔ یہ مسلمانوں کی جوتیوں کی ہی طفیل ہے کہ آجکل آدمیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ذرا وہ وقت تو یاد کیجئے کہ مسلمانوں نے آپسے دمشق، قسطنطنیہ، مقدونیہ وغیرہ حتّٰی کہ بیت المقدس بھی چھین لیا۔ اور قیصر روم سا جلیل القدر شہنشاہ انکے سامنے چوں نہ کر سکا۔ کیا آپکو وہ وقت بھول گیا کہ مسلمانوں سے بیت المقدس لینے کے لئے تمام یورپ ایکطرف تھا اور سلطان

یورپین بادشاہوں کی متحدہ فوج نے رچرڈ شیر دل کے زیر کمان جنگ کی اور اکیلے سلطان صلاح الدین نے مختصر فوج سے متحدہ افواج کے ایسے دانت کھٹے کئے کہ آخر کار رچرڈ کو یہ کہنا پڑا کہ "جبتک صلاح الدین زندہ ہے ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس شہر پر قبضہ کر سکے اسکا فتح کرنا بالکل محال ہے" اور جب وہ شکستیں اُٹھاتی اُٹھاتی تنگ آگیا تو بالآخر ناچاری کی حالت میں صلاح الدین کو صلح کی درخواست کی اور بہانگ دہل ہوا اسکے علاوہ سینکڑوں مرتبہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں لڑائیاں ہوئیں اور ہمیشہ فاش شکستیں کھائیں میں افسوس کرتا ہوں کہ شاہ ٹرانسوال عاقبت اندیش بڈھے اور انکے ہمزبان کو کوئی یہ بتانیوالا نہیں کہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ جونہی علم جہاد بلند کرینگے اُسوقت روئے زمین کے مسلمانوں کی کیا حالت ہو جاویگی +

سلطان المعظم اور دول یورپ عیسائی دنیا میں تثلیث خدا کو ماننے والے ایک خدا کے بندوں پر جو ظلم نہ کریں تھوڑا ہے اول اول آرمینیا والوں کی بغاوت پر خر دماغ بڈھا گلیڈسٹون پوپلا منہ اور توتلی زبان سے اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وعظمتہ کی شان بابرکات میں کیا نہ کچھ گندہ دہانی کر گذرا اور اب موسیو آرگائیل نے اپنی مغلظات تحریرات میں امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کو کیا کیا نہ برا بھلا کہا اس غیر مستقل حرارت سے تمام فرنگستان ایک جدید خونریزی کی تحریک میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا تھا اور ایک ایک متعصب عیسائی انہوں پر موت کی پٹی باندھے ہوئے لہو لگا کر ابن مریم کے تیئیں شہید کہلانیکو تیار تھا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ ہمارے مسیحی سوڈا واٹر کی طرح جوش کھا کر بوتل ہی میں رہ گئے اور اپنی اس ایجاد کی نظیر میں ایک اور نظیر قایم کی +

ہلال والے نشان کے آگے جو روز افزوں بلند آسمان پر ترقی کی معراج کا کامل ثبوت دے رہا ہے صلیب کے تین تیرہ والوں اور نو اٹھارہ بدشگون والی نشانکی کچھ پیش نگئی زنانہ نیشان فرنگ جو بجائے تیغ اور تلوار ناز اور عشوہ سے حریف عشاق کو دو نیم فتحیابی کو نمبر کمال کا رتبہ کہتی ہیں وہ میدان کارزار میں جری اور بہادر ترکوں کے مقابلہ پر پہنچ کر حوصلے کیا نکالینگی جنہوں نے اپنے دل بہانیوالی صورتیں دکھا کر حسن پرستوں کو رام بنالیا ہو وہ ترک جیسے جوان اور خدا پرستوں کو کیا تابع کر سکینگی جن کا قبضہ آناً فاناً سب ملکوں کو محکوم ہو جاتا ہے وہ سر گرم تیغ سپاہیوں کی گھروں کو ہاتھ نہیں لگا سکتیں بجز اسکے کہ وہ دانت پیس کر رہ جائیں ان بھورے بال والوں کی تمام کارستانیاں کسی گل اندام خوشرو کے اُبھرے ہوئے جوبن کی طرح اعلیحضرت سلطان المعظم پر ظاہر ہوتی چلی ہیں اور ان معشوق صفت ظالموں کے ظلم کی تمام خبریں عشاق ترکوں کے پاس پہنچ رہی ہیں یہ کون نہیں جانتا کہ مذہب کی آڑ میں دول یورپ کی سلطنت کو اپنا شکار بنانے کی گھات میں ہیں گرسنہ بلی کی طرح بیٹھکر پہاڑ کھانیوالے شیر ببر کا انتظار کرنا یا چلمن کے اندر سے کسی اونچی آسامی کو تاکنا ملک لینا بعید ہے یورپ کی اس ایسی اور ملک گیری ہوس بھرے ارادے سے جو کسی شریلی ذات کے دلی جذبات کا نمونہ ہیں اعلیحضرت سلطان المعظم خوب واقف ہیں اور جو دباؤ دول یورپ کی طرف سے بابعالی پر ہو رہا ہے اسکو کبھی سختی اور کبھی نرمی سے برابر دفع کر رہے ہیں +

حال کی خبروں نے جو مفسد اور باغی آرمینیوں کی جلا وطنی کی نسبت ظاہر ہو چکی ہیں تمام یورپ میں ایک جدید کھلبلی مچی ہوئی ہے گلاڈسٹون کے وحشیانہ خطوط آرگائیل کے ناملایمانہ مضامین روزبری کی پوچ ولچر تحریریں اور اخبار سٹینڈرڈ کی مخالفا

اخبار شایع ہوتے ہیں۔ سو ہنگامہ شورش کا عین منشا یہ ہے کہ یورپ کی سات سو سہیلیاں ملکر اعلیحضرت سلطان المعظم کو تخت سے اُتار دیں مگر کچھ بھی نہیں۔ مگر ان وحشیوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ موجودہ سلطان تیجپر سوم کا پتلا نہیں جو بیجان سمجھ کر کوئی بھی بنت نہ دیں کی یہ ارشکر یہ بہادر سردار عثمانیہ سلطنت کا۔ دین متین شہنشاہ اور اسلامی خلافت کا امیر المومنین و باجبروت بادشاہ ہے۔ وہ ایشا و بر تمام مسلمان اپنا جان و مال فدا کرنیکو فخر او سعادت سمجھتے ہیں۔ اُسکی پالیسی کا ہر پہلو اسلامی جوش کو اُبھا جیو الانعرہ اللہ اکبر ہم تم سب اسکے بلاوے دینے والے ترکی آگئے شیر دل چڑھ دوڑ او اُسکے نام مہر ہیگی ایک طرح سوم دیا کرتی۔ تو پھر اب یورپ کی تیس سالہ سپید والی مڑیاں الرسید کا تماشا دیکھ چینگی یہاں انتا تو ضرور ہوگا کہ ہر یورپ کے تمام گھاگ بڑے والی مشینیں جدید قواعد کے بوسے آزمودہ ہو کر آئینگی اور وہ قسطنطنیہ سو جوان کیونکر لشکر تیرہ سو برس کا اسلامی جوش مقابلہ کیلئے میدان جنگ نشان میں باندھکر ہوگا۔ اُسوقت تفوق کریگی جانب کے لقاء حور و غلمان کے نظارہ کی کیفیت کم نہیں ہوگا۔ اور ہر ایک دین کا متوالا جنت کا مستحق نہ بنے گا جس کے بل پر گھوڑوں کی ندیوں میں ہوا دکھائی دیگا۔ اور آخر اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکو ناظرین شاہ رچرڈ اور سلطان صلاح الدین کی لڑائی کے نتیجے سے سمجھ سکتے ہیں

ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں معہ مختصر حاشی

لنڈن ۲۶ ستمبر۔ ارمنی شورش مسٹر گلیڈسٹون کی لورپول والی تقریر کو ممالک غیر کے اخبارات بالعموم ناپسند کرتے ہیں۔ اور مسٹر مذکور کی پیشکردہ تجاویز کو ناقابل عمل تصور کرتے ہیں ۔

ایضاً (قسطنطنیہ میں حالت موجودہ) روسی بیڑہ اخبارات آبنائے باسفرس کی دہانہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ قسطنطنیہ میں تشویش اور بیچینی بدستور ہے اور اکثر مسلمان اپنے قبایل کو شہر سے باہر روانہ کر رہے ہیں ۔

قسطنطنیہ ۲۶ ستمبر۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے دست خاص سے ایک خط لکھکر شہنشاہ ولیم والی جرمن کو روانہ کیا ہے۔ ارمینیوں کے ایڈریس کے جواب میں اعلیحضرت نے اُن کو نیا بطریق منتخب کرنیکی اجازت دی ہے نوٹ بطریق جو پادری ازمرلیان سابق بطریق کی جگہ مقرر ہوا تھا۔ ابھی تک قایم مقام ہے مستقل نہیں ہوا۔ اور نہایت ہی منصف مزاج اور اپنی قوم کے شریر لوگوں سے جو فتنہ فساد برپا کر رہے ہیں۔ نہایت ہی ناراض ہے تعجب ہے کہ اعلیحضرت نے ایسے قابل تعریف شخص کو مستقل کرنے کی بجائے نئے بطریق کے انتخاب کی کیسے اجازت دیدی بہرکیف رویٹر ایجنسی کی یہ خبر بغیر تصدیق قابل اعتبار نہیں معلوم ہوتی۔ سلطنت عثمانیہ کے مختلف عیسائی فرقے اپنے اپنے بطریقوں کو خود منتخب کرتے ہیں۔ مگر جب تک بابعالی منظور نہ کرے یہ انتخاب قطعی نہیں ہوتا۔ پولیٹکل جرائم کے مرتکب بطریقوں کو بابعالی بمنشا خود برطرف کر سکتا ہے اڈیٹر

ڈنگولہ ۲۷ ستمبر (مہم سوڈان) درویشوں کی بیچواسی و سراسیمگی (نارتھ سٹیفرڈ شائر دگوہ رجمنٹ

قاہرہ جانے کے لئے کوشہ کو واپس جا رہی ہے۔ درویشوں کے اوسان بالکل خطا ہو گئے ہیں۔ اُن میں کوئی ترتیب و انتظام نہیں رہا اور وہ اِم درمان کو واپس ہٹ رہے ہیں۔ دو سرا دستہ زیر کمان میجر ہیکا نلڈ مقامات الدبہ مراوی اور خندق پر قابض ہوئے اور وہاں مقیم رہنے کے لئے جنوب کی طرف روانہ ہو گیا ہے +

لنڈن - ۳۰ ستمبر - خدیو اور فرانس۔ ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے کہ خدیو نے سیاحت یورپ کے دوران میں بمقام پیرس ایم ہانوٹو فرانسیسی وزیر صیغہ خارجیہ سے ملاقات کی۔ اور اُنکے ساتھ مصر کی خود مختاری کی نئی تجویز کے متعلق جسے مصری عہدہ داروں نے تیار کیا ہے صلاح اور مشورہ کیا۔ ٹائمز اسپر ایک لیڈنگ آرٹیکل تحریر کر کے لکھتا ہے کہ یہ خبر غلط معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر درست ہے تو خدیو ایسے راستہ پر قدم رکھ رہا ہے - جس سے اُسے سخت ذلت نصیب ہوگی۔ اور غالباً اُس کے لئے نقصان اور خطرہ سے بھی خالی نہ ہوگا +

لنڈن - ۱۹ ستمبر - مہم سوڈان۔ شیخوں کی اور ایک تعداد نے جن میں مہدی کے لواحقین بھی شامل ہیں سردار کچنر کے پاس آ کر اطاعت قبول کر لی ہے۔ سردار موصوف الدبہ اور مراوی کے قرب و جوار کا معائینہ کرنے کیلئے جنوب کی طرف گئے ہیں +

لنڈن - ۲۹ ستمبر سلطان المعظم اور فرانسیسی سفیر آج کے فرانسیسی اخبارات نے لکھا ہے کہ ایٹیو کیمبن فرانسیسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے سلطان المعظم کو دورانِ ملاقات متنبہ کیا کہ اگر پچھلے فسادوں جیسے پھر فساد ہوئے تو یورپ کو فوجی مداخلت کرنی پڑیگی۔ جس کا مدعا یہ ہوگا - کہ اول تو سلطنت عثمانیہ ہی کا خاتمہ بالجبر کیا جائیگا اور اگر یہ نہ ہوا تو موجودہ فرمانروا خاندان سے تو کم از کم عنانِ حکومت ضرور چھین لی جائیگی۔ اسبارہ میں یورپ بالکل متفق الرائے ہے +

ایضاً مہم نیل یہ خیال بالکل غلط ہے کہ قاہرہ میں مسلمانوں کے فساد کر دینے کے اندیشہ کیوجہ سے نارتھ سٹیفرڈ کورہ رجمنٹ ڈنگولہ سے قاہرہ کو واپس بلائی گئی +

لنڈن - ۲۹ ستمبر - زار اور لارڈ سالسبری - زار روس آتوارکے دن بمقام بالمورل لارڈ سالسبری کا ایک گھنٹہ خفیہ گفتگو کی

لنڈن یکم اکتوبر - مہم سوڈان - ریوٹر ایجنسی کو اطلاع ملی ہے کہ اس برس ڈنگولہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ نہیں ہے - کیونکہ مصر کی مالی حالت نے پیشقدمی کو ناممکن کر دیا ہے - مصری انگریز افسر تمام صوبہ ڈنگولہ کا انتظام کرینگے - اور پولیس قائم کیجاویگی - مصری دستہ کورتی اور الدبہ میں ہمیشہ کیلئے مقیم رہیگا - دو مسلح سٹیم وخانی جہاز دریا میں گشت کرتے رہینگے کرنیل رنڈل غالباً ڈنگولہ کا فوجی افسر مقرر کیا جائیگا انجینئروں اور گلدار توپوں کے توپچیوں کے سوا اور کوئی یورپین فوج سرحد پر نہیں رہیگی ریلوے بمقام فیرنگ تیار کیجاویگی اور اس سے آگے جہاز دریا میں چلینگے +

لندن - ۲ اکتوبر - مشرقی مسئلہ - انگلستان اور دول یورپ - انگلستان کی پولیٹکل جماعتوں کی موسم سرما کی جنگ زرگری باہم شروع ہوگئی ہے - جس کی افتتاح مسٹر اسکواتھ اور مسٹر برائس کی تقریروں نے کی جو فی الفور یہ صلاح دیتے ہیں کہ بہتر ہے اعلیحضرت سلطان المعظم کے معزول کر دیئے پر زور دیتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ خبریں یورپ میں تہلکہ مچانے کے ذریعہ سے انگلستان کیا فائدہ بخش کارروائی ہوسکتا ہے - اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے - کہ تمام دول یورپ اس بات پر متفق ہیں کہ مشرقی مسئلہ کو صلح و صفائی سے سلجھایا جاوے ✦

زنجبار - ۲ - اکتوبر - زنجبار کے تخت کا دعویدار - جو جرمنی کونسل خانہ میں پناہ گزین ہونے سے فائدہ اٹھا کر سید خالد خفیہ طور پر ایک جرمن جنگی جہاز موسومہ سیڈلر پر پہنچا دیا گیا ہے - گو انگریزی کونسل کو اس ارادہ کی پہلی خبر ہوئی - اس نے اب جرمنی کونسل کے پاس زبردست اعتراض اس کارروائی پر کیا ہے ✦

لندن - ۲ - اکتوبر - زار روس و سلطان المعظم - اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے کہ حضور سلطان المعظم نے جو چند روز پہلے چکاچیوک کے شور و پکار سے بند ہو کر روس تارپیڈو کشتیاں ڈارڈنلز کو روانہ کی ہیں - جو جنرل زار اور سلطان المعظم کے باہمی صلاح و مشورہ سے آتا ہے - ڈارڈنلز کی قلعہ بندیوں اور حفاظتی کاموں کا معائنہ کرنے گیا تھا ✦

ایضاً - یورپین حالات - لارڈ سالسبری - لارڈ سالسبری بالمورل سے آج لندن پہنچ آئے - اور بیرن ڈی کورسل فرانسیسی سفیر اور ... ڈی سٹال روسی سفیر سے صلاح و مشورہ کیا ✦

اعلیحضرت سلطان المعظم کے حسن انتظام اور اپنی سلطنت کے ہر ایک معاملہ کی طرف خاص توجہ رکھنے کی طفیل تمام قلمرو میں زراعت و صنعت و حرفت اور رعایا کی عام خوشحالی میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے ایک ادنےٰ مثال ہے - کہ جب امیر المومنین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تھے - تو دیگر صنائع کی طرح ابریشم کی دستکاری اور پیداوار جس کے لئے ولایت بروصہ کسی وقت مشہور آفاق تھی - بالکل معدوم ہو چکی تھی - لیکن اب یہ کیفیت ہے - کہ ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد ہر سال لاکھوں روپیہ کا ابریشم ایران اور یورپ کو جاتا ہے ✦

مصطفےٰ کامل مشہور مصری محب الوطن نے اعلیحضرت کے جشن سالگرہ کی تقریب پر پیرس میں ایک عالیشان جلسہ کر کے تمام مصری ساکنین کو دعوت دی - اور اختتام دعوت پر سلطنت عثمانیہ کی کمزوری کے اسباب پر مدلل تقریر کر کے مصریوں کو غیرت دلائی - کہ جب سے وہ بغاوت کر کے سلطنت عثمانیہ کے اقتدار سے باہر ہوئے ہیں اسی وقت سے خود بھی مصیبتوں میں گرفتار ہیں - اور سلطنت سینہ بھی کمزور ہوگئی ہے اسکے بعد انگریزی قبضہ سے نکلنے اور اپنے ملک کو دشمنوں کی گرفت سے آزاد کرنے سلطنت علیہ سے کامل ارتباط و اتحاد پیدا کرنے - اور ملک کی خوشحالی اور فلاح کے بڑھانے کے لئے صنعت و حرفت کو فروغ دینے - اور تجارتی

اور سوشل انجمنوں کے انعقاد کی رغبت و تحریص دی - اور آخر پر اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی ترقی عمر و حشمت و جاہ کی دعا مانگنے کے بعد کل مجلس ادائے تہنیت کے لئے ترکی سفیر متعینہ پیرس کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

وادی بالائی نیل میں تصادم باغیوں سے ۲۲ مصری سپاہی سخت زخمی ہوئے اور انکا افسر مر گیا۔

المؤید مصری روزانہ اخبار ۸ ستمبر تک ۳۰۹ پونڈ مصری (تقریباً ۴ ہزار روپیہ) کریٹ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے اپنے خریداروں سے جمع کرکے کمیٹی امداد مسلمانان کو روانہ کر چکا ہے۔ شروع اگست سے اُسنے چندہ کی کارروائی شروع کی تھی۔ مصر کے تمام عمائد رؤسا بجائے خود بھی فراہمی چندہ میں مصروف ہیں اور اپنی گرہ سے بھی معقول رقمیں دے رہے ہیں

اعلیحضرت امیر المومنین نے مظلومان کریٹ کے لئے سابقہ امداد کے علاوہ دو ہزار پونڈ (۳۰ ہزار روپیہ) حال میں جیب خاص سے عطا فرمائے ہیں۔ اور گورنر جزیرہ کو حکم دیا ہے کہ مظلومین کی امداد کے لئے جسقدر مال تجارتی جزیرہ میں داخل ہو اُسپر فی صدی ۳ قرش محصول لگا دے۔

مسلمانان کریٹ کے پانچ ہزار خاندان عیسائیوں کے جبر و ظلم سے لاچار ہوکر مفصلات سے خانیا خندق وغیرہ شہروں میں ہجرت کر آئے ہیں۔ اور تقریباً بیس ہزار خاندان وسائل نہ موجود ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے دیہات میں جور و جفا برداشت کر رہے ہیں۔

محمد افندی صفر اڈیٹر المنبر اور یوسف آفندی اڈیٹر الوقت کو ڈیڑھ ڈیڑھ سال قید کی علاوہ دو دو ہزار قرش جرمانہ بھی کیا گیا عدالت نے جسوقت سزا کا حکم سنایا۔ اسوقت تمام حاضرین میں کہرام برپا ہوگیا۔ اور نفرین و ملامت کے نعرے بلند ہوگئے۔ محمد آفندی عدالت میں حاضر تھا۔ دوسرا ملزم حاضر نہیں تھا جو غالباً روپوش ہوگیا ہوگا۔ اُس کی نسبت غیر حاضری میں حکم سزا سنایا گیا محمد آفندی کے وکیل نے ملزم کیطرف سے نہایت مدلل اور زبردست تقریر کی۔ اور اُن الفاظ کو جنکی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ فحش اور مزیل حیثیت ہیں فرداً فرداً لیکر ثابت کر دیا کہ وہ فحش نہیں ہیں سخت لفظ فلتہ تھا قاموس میں اسکے معنی خارج ہونے باہر نکلنے کے ہیں صاحب قاموس بطور مثال فلت من امرہ کو پیش کرکے اُسکے معنے خرج من امرہ بتاتا ہے۔ ان سزا دہیوں سے تمام مصر میں سخت ہلچل برپا ہو رہی ہے۔ اسلئے نہیں کہ وہ ملزمان کے خیالات یا قیصر ہند کی ذات پر حملہ کرنیکو پسند کرتے ہیں بلکہ اسلئے کہ اسیطرح اُن اخبارات کو بھی جو انگریزی حمایت میں ہوکر خلیفۃ المومنین کی ذات مبارک پر نہایت ہی ناشائستہ حملے کر رہی ہیں کیوں نہیں قرار واقعی سزا دیجاتی۔ اسبارہ میں سب سے بڑھکر خطا کار اخبار مقطم بیان کیا جاتا ہے جسکا راقم مصری اخبار مذکور میں سے چند اقتباسات لیکر گورنمنٹ مصر کو شرم دلاتا ہے۔ کہ اعلیحضرت کی شان میں ایسے کلمات ناشائستہ لکھنے والا کیا سزا کا مستوجب نہیں ہے؟ ہر دو ملزمان کی طرف سے عدالت اپیل میں اپیل دائر ہوگئی۔

باب عالی نے تمام ریلوے کمپنیوں کے نام حکم جاری کیا ہے کہ وہ سوا اشد ضرورت کے عثمانی رعایا کے سوا کسی اجنبی کو ملازم نہ رکھیں

ماسٹر دل شدہ انہی بطالق از مربیان جس کی نسکرامی او مفسدہ پردازی انتہا درجہ کو پہنچ گئی تھی یروشلیم کو زیارت بیت المقدس کیلئے روانہ ہوگیا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں انکے یہ معنی ہیں کہ قسطنطنیہ سے خارج کرکے شام میں بھیج دیا گیا ہے ✦

المویل راوی ہے کہ انگریزی اخبارات باطلاع ملتی ہے کہ بلجیم افواج زیرکمان میجر ڈائین کانگو فری سٹیٹ کے علاقہ سے جنوب کی طرف سے خرطوم چھاپہ مارنے کیلئے آگے بڑھی چلی آرہی ہے۔ اس اعلان اور تردید کی اسنے جو مذمت ہی کافی بیان کی ہیں ✦

لاہور موقت یہ قسطنطنیہ سے ہے کہ خدیو الکریم کی حرم محترمہ ۔۔۔ کو جہاز محروسہ پر اسکندریہ سے سوار ہوکر اپنے شوہر کی ملاقات کو نیدر گاہ ۔۔۔ جائینگی اور پھر دونوں وہاں سے ۔۔۔ شہنشاہ کی قدمبوسی کیلئے آستانہ علیا یعنی قسطنطنیہ کو تشریف لیجائینگے۔ اور ۔۔۔ اندر ملاقات ہوکر خیر ۔۔۔ تک مصر کو واپس آجائینگے۔ اور خدیو کی والدہ مکرمہ بھی جو آجکل دارالخلافہ میں ہیں ۔۔۔ انہی کے ساتھ واپس آجائینگی ✦

قسطنطنیہ کے پچھلے فسادات ارمنیاں کے متعلق جو مزید حالات ان ۔۔۔ کی بدمعاشی اور بدذاتی کے معلوم ہوئے ہیں انکو پڑھکر ان ابلیسوں کی کمال جعل شیطنت ظاہر ہوتی ہے کہ کتنی ارمنی مسلمانوں کا لباس پہنکر ۔۔۔ گورنمنٹ کے ۔۔۔ ہوئے ۔۔۔ داخل ہوئے اور کسی قسم کا شبہ ہونے ۔۔۔ کو اچھی طرح سے غافل کرنے کے ۔۔۔ حملہ کرنے کے ۔۔۔ وہ نمونے آواب جبکہ نہ تھے غلطہ و ضو ۔۔۔ کے مسلمانوں نے ٹوکا اور انسے جواب دینے پر راز افشا ہوگیا کہ یہ ارمنی ہیں پکڑے گئے تو ۔۔۔ انکو کپڑوں سے برآمد ہوکر استنبول ۔۔۔ ترکی پولیس کے سپاہیوں کی وردی پہن لی اور یونانی عیسائیوں کے گروہ کو ۔۔۔ ان کی ۔۔۔ ایک ۔۔۔ اور دوسرے یونانی ۔۔۔ یہ سمجھکر کہ ترک انکے گرجوں کو ۔۔۔ کر رہے ہیں بغاوت برپا کردینگے مگر حسن اتفاق سے ۔۔۔ کاروائی ۔۔۔ پذیر ہوئے ۔۔۔ یونانیوں کو آگاہی ہوگئی ۔۔۔ گرفتار کرلئے گئے اور یونانیوں کو ایسا اشتعال پیدا ہوگیا کہ سینکڑوں آرمینیوں کو قتل کردیا۔ اسیطرح یونانیوں کی ایک جماعت نے محلہ صاغلکوئی میں یہودیوں کے مکانات پر حملہ آور ہوکر پچاس یہودیوں کو قتل کردیا جبکہ انہوں نے جواب ۔۔۔ ترکی ۔۔۔ حملہ آوروں کا جو تعداد میں سو کے قریب تھے قلع قمع کردیا۔ سفراء دول غیر جنہوں نے باب عالی کے پاس یہ شکایت کی تھی کہ پولیس نے آرمینیوں کے قتل کرنے میں مسلمانوں کو مدد دی ہے اب یہ معلوم ہونے پر کہ یہ پولیس کے سپاہی خود ارمنی ۔۔۔ تھے دم بخود ہوگئے ہیں لیکن ۔۔۔ آپ خطرات ۔۔۔ شرمندہ ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ کوئی ۔۔۔ جائینگے۔ بیان کیا گیا ہے کہ نہیں ہزار ارمنی اپنی قوم کی آزادی کیلئے اپنی جانیں قربان کردینے ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ اگر جا ۔۔۔ اور ۔۔۔ مختلف جماعتوں میں منتشر ہوکر شہر کے تقریبا تمام محلوں میں پھیل گئے۔ پولیس نے ان مفسدوں ۔۔۔ کے بعد اور اسکو ۔۔۔

میں مشتبہ اشخاص اور ارمینیوں کے مکانات کی تلاشی لی تو علاوہ دیگر مکانات کے ایک ارمنی زنانہ سکول میں اُس کی صدر معلمہ کے کمرے سے ۲۰ بکسے گولے برآمد ہوئے۔ باینہمہ اعلیحضرت ہیں کہ درگذر کئے چلے جاتے ہیں۔ اور عیسائی سلطنتیں ہیں کہ ان نمک حراموں کی حمایت میں خلافت کو طرح طرح سے تنگ کر رہے ہیں۔ اس مرتبہ گورنمنٹ نے جو سب سے سنگین سزا اس بد باطن قوم کے لئے تجویز کی وہ یہ تھی کہ قسطنطنیہ کو آیندہ کے فسادوں سے محفوظ کرنے کیلئے ان آرمینیوں کو جو صوبجات سے وارد شہر ہیں اپنے اپنے گھروں کو واپس کر دیا جاوے۔ اور جنکا کوئی گھر گھاٹ نہیں اور نہ ہی ظاہرا کوئی سبیل معاش رکھتے ہوں۔ اُنکو جلا وطن کر دیا جائے۔ چنانچہ کئی جہاز ارمینیوں سے بھر کر روس اور ارمینیا کی طرف روانہ کر دیئے گئے۔ مگر بُرے کا کوئی گاہک نہیں ہوتا۔ ان عیسائی بدبختوں کو اُنکے عیسائی بھائیوں نے جو زبانی ہمدردی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے۔ اپنے ملک میں اُترنے کی اجازت نہ دی۔ ترکی جہاز مجبوراً اُنکو اب پھر واپس لا رہے ہیں۔ ترک کہتے ہیں کہ ہم اُنکو اپنی سرزمین میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دینگے۔ اُنہیں کسی اور ملک میں بھیجدیا جاوے۔ افسوس ترکوں کی اس رحمدلی نے ان کور باطنوں کو اس درجہ دلیر بنا دیا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عیسائی طاقت اپنے ملک سے بدکردہ باغیوں کو اس طرح اپنے جہازوں پہ سوار کرائی پھرتی؟ ہرگز نہیں! وہ تو کل مفسدین کو عین سمندر میں لے جا کر غرق کر دیتی۔ اور دنیا پر ظاہر کرتی۔ کہ وہ فلان علاقہ میں چھوڑ دیئے گئے ہیں ✤

مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگلستان میں شورش یورپ کی دوسری طاقتوں کی مخالفت اور ان دونوں کا نتیجہ

۲ مارچ ۱۸۹۶؁ کے وکیل میں بعنوان "مسئلہ آرمینیا پھر چھڑتا نظر آتا ہے" ہم ایجیٹیشن یا شورش کے اقسام کی تشریح کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انگلستان میں ارمنی مسئلہ کی تحریک ابتدأً گورنمنٹ ہی کے ایما سے شروع ہوئی تھی جو اس کی آڑ میں بہت سی اغراض پنہاں رکھتی تھی اور اب بھی رکھتی ہے۔ یہ تحریک بتدریج بڑھتے بڑھتے دسمبر گزشتہ میں ایک خوفناک حد تک پہنچ گئی۔ مگر مسئلہ وینی زویلا اور ٹرنسوال کے چھڑ جانے نے کچھ عرصہ کیلئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ کو اُسکی طرف سے ہٹا دیا۔ اور ان جھگڑوں سے فارغ ہو کر فروری گذشتہ میں جب گورنمنٹ نے ارمنی مسئلہ کو پھر چھیڑنا چاہا۔ تو زار روس کی علانیہ دھمکی او باقی یورپ کی مخالفت نے اس اُٹھتی ہوئی شرارت کو فوراً دبا دیا۔ سر لارڈ سالسبری اور اُن کی گورنمنٹ نے جو چند ماہ پیشتر بہت غیظ و غضب میں آ رہی تھی اپنی بے بسی کا اظہار کر کے بظاہر اس مسئلہ سے تو پہلوتہی اختیار کرلی مگر سوڈان پر چڑھائی کرنے اور کریٹ وغیرہ دیگر صوبجات میں (بقول انگریزی اخبارات) فساد کرا دینے سے اس پولٹیکل ہزیمت کا بخوبی عوض لے لیا۔ ان فسادات سے فارغ ہو کر وہ اس ارمنی مسئلہ کے پھر چھیڑنے کی فکر میں تھے۔ کہ اتفاق سے ارمنی مفسدین نے قسطنطنیہ میں دو بار فساد برپا کر کے ایک کافی بہانہ اُن کے ہاتھ میں دیدیا۔ مگر جب خدا کو کسی کام کا کرانا منظور نہیں ہوتا تو وہ ایسی تدبیر کو جنہیں کبھی کامیابی کے اسباب سمجھا جاتا تھا۔ ابتری تباہی۔ ناکامیابی کا باعث بنا دیتا ہے۔ نمک حرام آرمینیوں کی اس دوسری شورش سے وزرائے انگلستان کو دوبارہ اچھا موقعہ ہاتھ آ جانے سے یہ لازم نہیں آتا تھا کہ وہ جھٹ بلا وجہ ٹرکی کو گلے جا پڑیں۔ انکے لئے لازم تھا کہ یورپ اور اُسکی پہلی مخالفت سے تجربہ حاصل کر کے نہایت سمجھ سوچکر بڑھانہ

طریق سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے یعنی کل یورپ میں اپنی سوفسطائیانہ چالوں سے ایک عام تحریک پھیلاتے مدرپ و کن راجاہ درپیش۔ وہی ایجیٹیشن جسے انہوں نے اپنی قوت مضبوط کرنے اور ٹرکی کے برخلاف ایک کانفرنس بلانے کی غرض سے خود پیدا کیا تھا یا پیدا ہونے دیا تھا۔ اب ان کی جان کا وبال ہو رہا ہے۔ وہ سرکش گھوڑے کی طرح بے لگام ہو کر انکے اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون اور انکے چیلے چانٹوں نے جو وزرائے حال کی مخالف پارٹی یعنی لبرل گروہ کے سرغنہ اور لیڈر ہیں آرمینیوں کی حمایت اور ٹرکوں کی مخالفت میں تمام انگلستان میں شورش کا طوفان برپا کر دیا ہے جس سے وہ دو طرح کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ بظاہر میں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی دھڑا بندی کی شورش نہیں ایک عام ہمدردی اور انسانیت کا سوال ہے۔ گو جو ہمدردی ان حضرات کو بنی نوع کی ہے وہ کسی سمجھدار سے پوشیدہ نہیں۔ ہم بھی بارہا اپنے اخبار کے کالموں میں اسے ظاہر کر چکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے لبرل فریق کی گورنمنٹ کے علیحدہ ہونے اور کنسرویٹو فریق کے حکمران ہو جانے سے بہت کچھ سٹ پٹا رہے ہیں۔ اور موجودہ حکمران فریق کو زیر اور مجبور کر لینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں دینا چاہتے وہ خوب جانتے ہیں کہ ٹرکی کے معاملہ میں تقریباً کل یورپ نگہبان کی مخالفت سے دل پر جس طرح سے جم گئی ہے اسکا انگلستان میں کئی دفعہ دھوکہ دیکھا ہے۔ نوع انسان کی ہمدردی محض ایک بہانہ ہے اور آرمینین کی اس درجہ حمایت خودغرضی سے خالی نہیں۔ گلیڈسٹون والے یہ بھی جانتے ہیں کہ اکیلا انگلستان آرمینیوں کی حمایت میں اپنی پوشیدہ اغراض کو حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر بایں ہمہ تمام ملک میں عام طور پر اس شورش کے برپا کرنے سے انکی غرض یہ ہے کہ اس طوفان بلاخیز کے برطانیہ کی ہر گوشہ میں پھیل جانے سے گورنمنٹ انگلشیہ یا تو قوم کے حسب منشا کارروائی کرنے پر مجبور ہو کر تنہا کسی دوسری سلطنت کی مدد کا انتظار کئے بغیر ٹرکی سے گتھم گتھا ہو جائیگی۔ جس سے ایک تو ٹرکی کے لئے سخت مشکلات لاحق ہو جائینگی۔ دوسرے انگلستان کو جسکی تباہی اور بربادی کے وہ بوجہ تعصب مذہبی بڑے شوق سے منتظر ہیں۔ آخرکار اس معرکہ آرائی سے سخت ذلت کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑیگا۔ کیونکہ انگلستان اکیلا کبھی ٹرکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ ذلت و رسوائی کنسرویٹو فریق کے لئے ایسی ہوگی کہ وہ پھر کبھی انگلستان کا حکمران نہ ہو سکیگا۔ یا بصورت دیگر وزرائے انگلستان جو تمام مشکلات اور اپنی کمزوری سے بخوبی واقف ہیں قوم کے حسب منشا کارروائی کرنے سے گریز کرینگے۔ جسکا بھی لازمی نتیجہ یہی نکلے گا کہ وزارت کنسرویٹو فریق کے ہاتھ سے چھن کر پھر لبرل گروہ کو مل جاویگی۔ ان دونوں صورتوں میں ہمارا الو ہر طرح سے سیدھا ہو رہیگا۔ غرضیکہ ان ایماندار ہمدردان بنی نوع انسان کا اصلی مدعا اور دلی خواہش تو اس تمام شورش سے یہ ہے باقی باتیں سب کہنے کی ہیں۔ بیچارے سالسبری اور انکے وزرا یہ کیفیت دیکھکر سخت حیران ہو رہے ہیں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کریں تو کیا کریں۔ ارمنی شورش کی ابتدا تو کی تھی لبرل فریق نے اور اسکا خمیازہ بھگتنا پڑا ان غریبوں کو۔ جو سنہ گذشتہ میں جب حکومت انکے ہاتھ آئی تو موقعہ تھا۔ کہ وہ اس کمبل سے اپنی جان چھوڑا لیتے۔ مگر چھوڑاتے کس طرح۔ ایک تو وہی خفیہ امپیریل اغراض پیش نظر تھیں۔ دوسرے قوم سے وعدہ ہو چکا تھا کہ لبرل فریق کی پالیسی کو قائم رکھا جائیگا۔ غریب سالسبری تو سمجھتا تھا کہ زبانی جوش و خروش اور دو گیدڑ بھبکیوں سے ترک ڈر جائینگے اور ہمارا کام مفت میں بن جائیگا۔ مگر افسوس انہیں یہ یاد نہ رہا۔ کہ سابقہ اسی شخص (سلطان المعظم) سے پڑا ہے۔ جس کی

۱۸۸۰ء میں اپنے منہ سے تعریف کر چکے تھے۔ کہ کل دنیا میں اس سے بڑھکر اس وقت کوئی مدبر موجود نہیں۔ اس غلطی یا نا عاقبت اندیشی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لارڈ سالسبری اب ایسے بوکھلا گئے ہیں۔ کہ انکی تدبیروں اور چارہ جوئیوں کو دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ پیر فرتوت گلیڈسٹون کیطرح یہ پرانا مدبر بھی اب سترہ بہترا ہو کر عقل کو جواب دے بیٹھا ہے۔ اپنی طرف سے تو وہ ایک چالاک اور ہوشیار وکیل کیطرح جو طرح طرح کی روبہ بازیوں سے اپنے کمزور مقدمہ کو زبردست بنانے کی سعی کرتا ہے۔ اپنی کمزوری کو مضبوطی اور کمزوری پیدا کرنے والے اسباب کو تقویت دینے والے ظاہر کرنے میں بیحد کوشش کر رہے ہیں اور اگرچہ ارمنی شورش نے جسکا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں وزرائے انگلستان کو سخت نرغہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مگر ہمارے وزرا وزیر صیغہ خارجیہ اس کو سلطان المعظم اور دول یورپ کے سامنے اس پیرایہ میں ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ تمام قوم انگریز محض بوجہ ہمدردی بنی نوع انسان ارمنیوں کے کشت و خون سے سخت بیزار اور غضب آلود ہو رہی ہے۔ اور یہ امر پوشیدہ نہیں۔ کہ اگر یہ اس ہی قوم کا بگڑنا ٹرکی کے حق میں کیسا کچھ مضر ہے۔ یہ سب سچ! مگر یورپ اور سلطان تو یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ مسٹر گلیڈسٹون اور انکے ساتھی فقط گھوڑے دوڑانیوالوں اور زبانی بن ترانیاں دکھانیوالوں یا انگلستان کے تاجروں اور ناقص مزدوروں اجو قوم انگریز کا جزو اعظم ہیں اسکی یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتے کا کہ وہ تلوار اور بندوق پکڑ کر ٹرکی کے مقابل آکھڑے ہوں۔ انگلستان کے پاس کل کائنات تو وہی دو تین لاکھ فوج یا جنگی جہازات ہیں۔ جو اکیلے ٹرکی کی جنگی طاقت کے چوتھے حصہ کا بھی خشکی پر مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ خود لارڈ موصوف اپنی فروری والی تقریر میں اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں۔ پھر ٹرکی اور یورپ کل انگریزی قوم کے بگڑنے سے خائف ہو۔ تو کیونکر اور اس کی کچھ پرواہ کرے تو کس طرح +

لارڈ موصوف کی دوسری تدبیر ایک یہی تھی کہ یورپ کی طاقتوں کو اپنے ساتھ متفق کر کے ٹرکی کے خلاف کر دیا جاوے۔ اور اسبارہ میں روس کو بالخصوص اپنا طرفدار بنایا جاوے۔ عام مثل ہے کہ من جرب المجرب حلت به الندامة۔ انگلستان کو خوب معلوم ہے۔ کہ کل دنیا میں اس کے اغراض و مقاصد کا دشمن اگر کوئی ہے تو روس ہی ہے پر اسکو دوست بنانیکی سعی کرنا خیال باطل نہیں تو کیا ہے۔ پرنس لوبانوف کے فوت ہوجانے اور زار روس کو تاج پہننے اور اسکے انگلستان آنے سے لارڈ موصوف بہت کچھ امید رکھے بیٹھے تھے کہ ہم اس جن کو کسی نہ کسی طرح اپنے افسون سے شیشہ میں اتار لیں گے مگر لوبانوف کا برسوں کا پڑھایا ہوا سبق کہ ٹرکی سے بگاڑ کرنا روس کیلئے کبھی مفید نہیں ہوگا۔ اس کی اغراض کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ ٹرکی سے اتفاق رکھا جاوے۔ اور اسکو دوسرے دشمنوں سے بچایا جاوے۔ چند دنوں میں فراموش کرا دینا کوہ قاف کو اٹھا کر انگلستان میں لے آنے سے کم نہ تھا۔ مانا کہ زار نوعمر ہے۔ مگر وہ ایسا نادان بھی نہیں۔ کہ اپنے رقیب کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاوے۔ چنانچہ بدوران قیام انگلستان گو زار سے لارڈ صاحب نے بہت کچھ خفیہ گفتگوئیں کیں لیکن انہیں اپنے حصول مدعا میں خس برابر کامیابی بھی نہ ہوئی۔ اور زار چند دن جلسے اور دعوتیں اڑا کر فرانس چلتے بنے۔ جب زار جسکے ساتھ ملانے کی خاص طور پر کوشش کیگئی تھی۔ ہمراہ نہ ہو سکا تو دوسری سلطنتوں سے کب اس دام تزویر میں پھنسنے کی توقع ہو سکتی ہے

فرانس کبھی روس کی پالیسی کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ قیصر جرمن سلطان کا ذاتی دوست ہے۔ علاوہ یہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ جرمنی کی گورنمنٹ اور ملک انگلستان کا کس درجہ کا مخالف ہے۔ اس کو افریقہ میں کچھ ملک دے کر انگلستان نے اپنا طرفدار بنایا ہوا تھا۔ مگر اول تو وہ اپنی متحدہ سلطنتوں (جرمنی و آسٹریا) سے الگ ہو کر کبھی انگریزی کا معاون نہیں ہو سکتا تھا۔ دوسرے جو علاقہ اسے ملا ہوا تھا وہ پہلے دونوں حبشیوں نے اسکے ہاتھ سے چھین لیا۔ پس جس مال کا حفاظت پر دار و مدار تھا۔ جب وہی ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو مال کا حفاظت دینے والے کا کیا خاک لحاظ رہیگا۔ علاوہ ازیں وہ بیچارہ اندرونی مشکلات میں اسوقت ایسا مبتلا ہو رہا ہے کہ انتا اپنی ہی سرزمین کی خیر منانا مشکل ہو رہی دکھائی دے رہا ہے اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ روس نے اسے بھی شاہ حبش کو ساتھ صلح و صفائی کرا دینے کا وعدہ کر کے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔ اور اب وہ روس کے خلاف ہرگز کوئی کارروائی نہیں کر سکے گا۔ باقی آسٹریا سو اسکی کیفیت بھی آگے چلکر منکشف ہو جاویگی۔

اسکے علاوہ لارڈ صاحب کی ایک اور بھی تدبیر تھی۔ جسکے جواب میں اور ... کی بہترین شہادت کہی جا سکتی ہے۔ لنڈن کا اخبار سٹینڈرڈ ہے۔ جو وقت (ریزیب ہذا) سلطان المعظم کے معزول کر دینے کی تجویز پیش کرنے کی نوبت لے آئے اسے اڈیٹر کی عقل و دماغی اور دیوانگی کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ لارڈ سالسبری کے اس احمقانہ بیان کو مجنونانہ ہذیان سے زیادہ وقعت نہ دی گئی تھی۔ اب ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تحریر بھی اخبار مذکور میں لارڈ صاحب ہی کے ایماء سے درج کی گئی تھی۔ جس سے انکی غرض یہ تھی۔ کہ دول یورپ کو جو در پردہ مشورت کر رہی ہیں۔ اور یورپ کی عام رائے کا بھی اس تجویز کے متعلق اندازہ کر لیں۔ کہ وہ اسے کس نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ یورپ کی پبلک اوپنین (عام رائے) نے جس نگاہ سے اسے دیکھا وہ اسی سے ظاہر ہے کہ آسٹریا و ہنگری میں جو انگریزوں کے بہت بڑے دوست سمجھے جاتے ہیں۔ جب یہ اخبار پہنچا۔ تو چاروں طرف سے نفرین و ملامت کی صدائیں بلند ہوئیں۔ آسٹرین وزراء اور گورنمنٹ نے اسے انگلستان کی سفاہت اور کم عقلی پر محمول کیا۔ اور وہاں کے تمام اخبارات نے یکزبان سٹینڈرڈ (یعنی اسکے محررین) کو متنبہ کر دیا کہ سلطان المعظم کوئی ہندوستانی راجہ یا نواب نہیں۔ کہ انگلستان انکو تخت سے اتار سکے۔ بفرض محال اگر تمام یورپ بھی متفق ہو جائے۔ اور وہ سلطان المعظم کو جبراً تخت سے اتارنے کی کوشش بھی کریں تو اس صورت میں جو کشت و خون ہوگا کیا آرمینیوں کا کشت و خون اسکے سامنے کچھ حقیقت رکھیگا؟ کیا انگلستان کی ہمدردی بنی نوع انسان اور تہذیب کا یہی تقاضا ہے کہ وہ خود غرضی کے خیال سے ایک جائز حکمران کو معزول کرنے کی کوشش میں اور دنیا میں خون کی ندیاں بہنے کو گوارا کرتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تمام یورپ اس کی خود غرضی سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ اب بھی اپنی شرارتوں اور سازشوں سے فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز نہ آیا تو اسے جبراً مصر سے نکال دیا جاویگا۔ روسی اخبارات نے بھی ہم آہنگ ہو کر آسٹرین اخبارات سے اتفاق ظاہر کیا۔ جرمنی کے اخبارات نے جو لعن طعن کیا۔ وہ ان سب سے بڑھکر تھا۔ ایک جرمنی اخبار سٹینڈرڈ سے اتفاق کرنے پر گورنمنٹ کی طرف سے درپردہ عتاب کا نشانہ بنے۔ گو کہ اسنے دوسرے ہی دن اپنا رخ بالکل بدل لیا۔ اور راستہ پر آگیا۔ مگر جرمنی کے بعض بعض اخبارات اور فرانس کے معدودے چند ہی پرچے یا وہ اخبار جنکو آرمینی مفسدین کی طرف سے رشوتیں ملتی ہیں۔ آرمینیوں کے کسی قدر حامی

سنے ہوتے ہیں۔ جو نقار خانہ میں طوطی کی آواز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ الغرض یورپ کی علم رائے معلوم کرنے میں تو لارڈ صاحب کو بہ صلواتیں سننی پڑیں۔ رہی گورنمنٹوں کیساتھ خفیہ خط وکتابت اس سے جو خفت اونکی حضرت کو حاصل ہوئی وہ ان کا دل ہی جانتا ہوگا۔ اس ناکامی اور خفت کے بعد مناسب تو یہی تھا کہ وہ اس سودائے خام سے باز آجاتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بدنصیب قمار باز کیطرح جو ہر ایک داؤ کے ہارنے میں جتنی پلہ زیادہ مشتعل ہوجاتا ہے۔ وزرائے انگلستان بھی نصیحت پکڑنے کی بجائے ہر ایک خفت و ناکامی سے اور زیادہ مشتعل ہوکر اپنی طرف سے پچھلی بدنامی اور سبکی کے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اشتعال میں ہمیشہ انکا سیاہ رہنکا جو کلیہ قاعدہ ہے اس سے کبھی مستثنیٰ نہیں ہوتے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ وہ اس ہارے ہوئے قمار باز کی طرح جو ہر داؤ پر اپنا کل پچھلے ہارے ہوئے مال و دولت کے واپس پانے کے خیال میں شرط کو بڑھاتا جاتا ہے۔ اور آخر کار بیک بینی و دو گوش بھاگتا ہے۔ ہمارے وزرائے بھی پچھلے نقصان پر مزید شماتت ہمسایہ کا مصداق نہ ہونا پڑے۔ چنانچہ یورپ کی طرف سے مایوس ہوکر اب انگریزی مدبرین پھر کوتہ اندیش ترکی لبرل پارٹی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس سے کچھ دنوں خاص دار الخلافہ میں گورنمنٹ ترکی کے برخلاف بہت کچھ کوشش کرائی گئی تھی۔ اور اسکے اکثر افراد کی خارج الوطن کئے جانے پر پیرس اور مصر میں ان سے ترکی اور عربی زبان میں منویانہ اخبارات قلمرو عثمانیہ میں فساد برپا کرانے جانکی غرض سے دشنام کرائے گئے تھے۔ مگر وہ بدخواہ ملک و قوم رفتہ رفتہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ اور انکا سرغنہ نمکحرام مراد نامراد قاہرہ سے نکالدیا گیا۔ اب پھر اسی نمکحرام کو جو پیرس میں ہے اپنا آلہ بنانے جانے کی کوشش کی جارہی ہے اور خاص دار الخلافہ میں بھی ترکوں کو سلطان المعظم کے خلاف مشتعل کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ مگر کیا لارڈ سالسبری کو معلوم نہیں ہے کہ جسطرح علیا حضرت قیصرہ ہند سوائے معدودے چند نمکحرام فینیوں کے تمام رعایا میں جان سے زیادہ عزیز سمجھی جاتی ہیں۔ اسی طرح کل قوم عثمانیہ اور کرد و عرب باستثنائے چند نمکحرام لبرلوں کے اپنے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے سچے جاں نثار اور فرماں بردار ہیں۔ اور جسطرح فینین باوجود صوبجات متحدہ جیسی عظیم الشان ملک کی در پردہ و علانیہ امداد کے ہماری قیصرہ ہند کا بال بیکا نہیں کرسکے اسی طرح بد اندیش لبرل ترک بھی خواہ آدھا یورپ انکا مددگار و معاون ہو جاوے ظل اللہ کی ذات بابرکات یا اُن کی حکومت کے برخلاف کچھ نہیں کرسکینگے۔ گو چند کوتہ اندیش انگریزی اخبارات یا ہمارے بعض ناعاقبت بین وزراء اپنے زعم میں کیسے ہی ہوائی منصوبے باندھتے رہیں۔ کوئی صاحب شاید یہ سوال کریں کہ خود ترکوں ہی کے ہاتھ سے معزول کرادینے کا خیال ان حضرات کے دل میں کیونکر ہوا۔ بات یہ ہے۔ کہ اس صدی میں ترک بغیر یورپ کی امداد کے چار سلطانوں کو معزول کرچکے ہیں سلطان سلیم ثالث کو ۱۸۰۷ء میں سلطان مصطفیٰ رابع کو ۱۸۰۸ء میں۔ سلطان عبدالعزیز اور سلطان مراد خامس کو ۱۸۷۶ء میں جس سے ان حضرات نے سمجھ لیا ہے کہ گو موجودہ امیر المومنین کو بھی کوئی معزول کرسکتا ہے۔ تو وہ ترک ہی ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر کوئی قوم متفق ہو۔ اور شیخ الاسلام فتویٰ دیدیں۔ تو ہر ایک زبردست سے زبردست سلطان فوراً معزول کیا جاسکتا ہے۔ مگر سب سے پہلے تو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ سلطان عبد الحمید سے بڑھکر آجتک کوئی فرمانروا ترکوں میں ہر دلعزیز بھی ہوا ہے۔ شیخ جلال الدین آفندی امیر المومنین کا کیسا سچا جاں نثار ہے کیا

سلطان المعظم کی طاقت و قوت کا اندازہ بھی کر لیا ہے کوئی شخص ہو جو اُنسے بڑھکر سلطنت کے جزو کل حالات سے واقف ہو گیا ہو۔
موصوف کو معلوم نہیں کہ جس طرح انگریزی ریذیڈنٹوں کو وہ تمام باتیں جو کوئی راجہ یا نواب آدھی رات کو اپنی کسی نہایت
ہی معتبر اور چاہتی بیوی سے کرتا ہے۔ معلوم ہو جاتی ہیں۔ یا امیر عبدالرحمن خان کو اپنی رعایا کے ایک ایک فرد بشر
کی حرکات و سکنات کی اطلاع ملتی رہتی ہے۔ اسی طرح سلطان المعظم کو بھی اپنی سلطنت کے ذرہ ذرہ معاملات کی خبر پہنچتی رہتی ہے
ایسا عالم دیں بھی جو کام لارڈ موصوف کو ہو سکتی ہے۔ کسی عقلمند سے پوشیدہ نہیں۔ انگریزی وزرا کی ان بیہودہ حرکتوں
اکثر جی کے حملوں سے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ ٹرکی کی بالعموم اور علیحضرت کی ذات اقدس کی بالخصوص ایسی
کیوں مخالف ہو رہی ہے۔ اور اس مخالفت کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ان دونوں باتوں کا جواب اخبار گذشتہ نمبروں میں ہم کئی دفعہ جواب
دے چکے ہیں۔ یہاں پر بالاختصار صرف اسی قدر بتا دینا کافی ہوگا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کی دوستی ٹرکی کیساتھ کسی وقت بھی
خود غرضی سے خالی نہ تھی۔ مگر جنگ کریمیا کے وقت تک سلطنت ٹرکی کا علانیہ دشمن بھی نہیں کہے جا سکتے تھے۔ ہندوستان کے غدر
کے بعد انگریزی پالیسی کا رخ بدلنا شروع ہوا اور اسکا علم ترکوں کو سنہ ۱۸۷۷ء کی جنگ روس و روم میں اور اسکے بعد ثبوت
ہوا۔ جبکہ انگریزوں نے جزیرہ قبرص خود لے لیا۔ اور کئی ایک اور صوبے دوسری سلطنتوں کو دلا دیئے۔ اس علم کے ہونے پر سلطان معظم
نے کشیدگی اختیار کی۔ پھر انگریزوں نے اتفاق باقی رکھنے کی بجائے کھلم کھلا مخالفانہ رویہ اختیار کرکے مصر پر خود قبضہ کر لیا
تیونس فرانس کو دلا دیا۔ اور سواکن کا سمندری علاقہ اٹلی کو سپرد کر دیا۔ سلطان کمزوری کی وجہ سے خاموش رہے۔ لیکن انہوں نے
کسی وقت اپنا بدلہ لینے کے لئے یورپ کی دیگر سلطنتوں سے اتحاد پیدا کرنے اور اپنی طاقت مضبوط کرنے میں سعی کرنی شروع کر دی
یہ بات انگریزوں کو سخت ناگوار گذری۔ اور انہیں اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ اگر یہ طاقت سنبھل گئی تو ہضم کیا ہوا مال اگلنا پڑے گا
اسلئے انہوں نے سلطان المعظم کے لئے مشکلات پیدا کرنی شروع کر دیں۔ جن میں خیال کہ ایک تو خود سلطنت مصیبت میں مبتلا ہو۔ دوسرے وہ اپنی
کی طاقت مضبوط کرنے سے قاصر رہیگی جس سے ممکن ہے کہ تنگ آکر ہماری درخواستیں مان لیں۔ جو غالباً مصر مستقل طور پر حوالہ کر دینے
ہندوستان تک ریلوے بنانے کی اجازت دینے وغیرہ وغیرہ امور کے متعلق ہونگی۔ دوسرے یہ کہ یورپ کی دیگر سلطنتیں جو اور ہی غرضوں
میں انگلستان کی رقیب بن کر اس تاک میں ہیں جو اس کیلئے کوئی قبضہ میں نہ آسکا حصہ بخرہ لینے کو تیار ہو گئی ہیں۔ یورپ ہی کے معاملات
میں مصروف رہکر ادھر سے غافل ہو جائینگی۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ سلطان المعظم کے تدبر و لیاقت کے سامنے ہماری کوئی
تدبیر پیش نہیں جاتی تو اب آخری چارہ یہ سوچا۔ کہ کسی طرح انکو تخت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ مگر یہ سب تدبیریں الٹی پڑتی
نظر آ رہی ہیں۔ اور یورپ ترکوں کی طرف سے بدظن ہونے کی بجائے دن بدن انگلستان ہی سے بدظن ہو رہا ہے۔ اس مخالفت کا
آخر ایکدن یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ ٹرکی کیطرح انگلستان بھی یورپ کی خود غرض اور طامع سلطنتوں کی حرص و آز کا آماجگاہ بنکر مشکلات عظیمہ
میں گرفتار ہو جائیگا۔ کیونکہ قدرت نے ٹرکی اور انگلستان کو ایک دوسرے کا دشمن ہونے کیلئے موضوع نہیں کیا۔ اور ان دونوں کی
ترکیب اور وضع ہی ایسے مخالف ہے اور قدرتی طور پر دونوں کا باہم رفیق بنے رہنا مفید ہے +

کیا اعلیحضرت سلطان المعظم سلطان عبد الحمید خان خلیفۃ المسلمین نہیں؟

مدراس کے اولوالعزم اور باحمیت مسلمانوں کے اُس جلسہ کی مختصر کیفیت ۱۲ اکتوبر کے پرچہ میں درج ہو چکی ہے جس میں ہندوستانی و انگریزی اخبارات میں خلیفۃ المسلمین کی شان میں نامناسب کلمات لکھے جانے کی مخالفت میں ریزولیوشن پاس کئے گئے تھے نامہذب و نامعقول روش کو بند کرانے کی استدعا کی گئی تھی۔ یہ درخواست مسلمانوں کی خفگی کا اظہار ہی معقول اور واجب تھی گو یہ کبھی امید نہیں ہوسکتی تھی کہ کوئی فرد واحد یا اخبار جس میں مخالفت کا ایک ذرہ بھی موجود ہو مسلمانان مدراس کی اس کارروائی کو ان کی درخواست کا قبول کرنا گورنمنٹ کے اختیار میں ہو یا نہ ہو قابل گرفت سمجھتا مگر انگلستان کی سلطنت کا ثبوت […] بجائے خود رہی۔ خود ہندوستان کے ایک اینگلو انڈین اخبار یعنی پانیر نے ۱۹ اکتوبر کے پرچہ میں انسانیت کی اس مقدار سے جو اس میں ہے اور ملکہ معظمہ کی پانچ کروڑ جاں نثار رعایا کے فیلنگس کی اس پاس خاطر اور حضور قیصرہ ہند کی واقعی خیر خواہی کو جو اُسکے ملحوظ خاطر ہے بخوبی ظاہر کر دیا ہے۔

انگلستان کے اکثر اخبارات اور متعصب افراد اعلیحضرت کی شان میں بہت سخت سست لکھتے رہتے ہیں پر بھی ایک طرح معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ وہ چاروں طرف سے عیسائیوں سے گھرے ہوئے ہیں اور مسلمانوں سے اس قدر دور ہیں کہ اُنکے خیالات و جذبات کا مشاہدہ اور اندازہ نہیں کر سکتے لیکن ایسے اخبار کو جو ہندوستان اور پھر ہندوستان کے ایسے حصے میں جہاں زیادہ تر مسلمان آباد ہیں جنکے رگ و پے میں سلطان سے اسلامی علاقہ موجود ہوں۔ اور جس اخبار کو گو یہ خیال کیسا ہی غلط کیوں نہ ہو عوام الناس نیم سرکاری پرچہ سمجھتے ہوں مسلمانوں کے دل دکھانے والے کلمات لکھنے اور خواہ مخواہ مذہبی بحث کے چھیڑنے کو ہی قابل درگذر نہیں سمجھا جا سکتا اور اس سے بھی چشم پوشی نہیں ہو سکتی۔ اخبار مذکور مسلمانان مدراس کی اس کارروائی کو دیکھ کر بیاجل بھن گیا ہے کہ نفس کارروائی پر بحث کرنیکی جگہ وہ ایک سخت اس سوال پر پہنچ جاتا ہے کہ کیا وہ سلطان واقعی خلیفہ ہے جانشین اور مذہب اسلام کا موجودہ افسر اعلیٰ ہے" اور اس سوال کرنے سے دو چار سطریں پہلے لنڈن کے اخبار پال مال گزٹ کو جسکے مضمون کا خلاصہ دوسرے کالم میں مندرج ہے سلطان المعظم کو خلیفہ کہنے پر ڈانٹ تبلاتا ہے پھر اس سوال کا جواب نفی میں دیکر تحریر کرتا ہے:۔

"یہ سچ ہے کہ عہدہ خلافت کے انتخابی طریقہ کے مطابق عباسیہ خاندان کے آخری خلیفہ متوکل نے عثمانی سلاطین کو خلافت میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ مگر یہ تقرری محض بناوٹ اور نقل تھی فقط خالص قریشی النسل خلیفہ ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر جب اہل مدینہ نے سعد بن عبادہ کو انکا جانشین بنانا چاہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علانیہ طور پر کہدیا کہ" عرب سوائے ہمارے قبیلہ قریش کے اور کسی قبیلہ والے کو اپنا افسر اعلیٰ تسلیم نہیں کرینگے" […] اور بنو عباسیہ اور نیز مصر کے خلفاء عباسیہ کے زمانہ میں بھی جب ملوک سلاطین کے ماتحت محض برائے نام تھے […] مروج رہا۔ لیکن جب عثمانیہ سلاطین نے اس عہدہ کو اختیار کیا تو خاندان اور نسب کا بہانہ بھی جاتا رہا […] ہو گیا" اس استدلال کے بعد اخبار مذکور ایک مشہور غلط نویس اور متعصب تاریخ نگار یعنی سر ولیم میور کی تحریر […]

مطلب کچھ اقتباس بالا کے دیکھنا اقتباس کا حاصل یہ ہے کہ عثمانی سلاطین [illegible] کوئی [illegible] نہیں سمجھتے [illegible] بغداد کی تباہی سے ختم ہوگئی۔ صدی خلافت ایک بے جان تصور تھی اور عثمانی خلافت ایک [illegible] تاریخ بھی کرتی ہے۔ اور کہ سلطان [illegible] بہت کم [illegible] کی بحث ہم بالکل علیحدہ ہی مسلمانان ہند کو سمجھ لینا چاہئے کہ [illegible] فرضی پیشوائی کی تصور نہیں آتا۔ بلکہ یہ کہ اس کو ایک [illegible] عیسائی [illegible] اس کی ذات میں برٹش گورنمنٹ ایک مسلمان کو نہیں [illegible] چند خاص [illegible] کی بدولت ہے [illegible] سزا دینا [illegible] کل سلطانوں [illegible] مگر معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] تو ہم انہیں کہیں گے کہ انگلستان [illegible] ان کی امداد میں ایک انگلی تک کھڑی نہیں کر سکتا۔ اور جواب [illegible] دنیوی بادشاہ بنا سکتے ہیں قبول کریں؟

یہ ہے وہ [illegible] جو [illegible] اور مہذب اخبار کی [illegible] مفتی کی ہدایات کی تردید کرنے سے پہلے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اور خاص کر انگلستان کہاں سے خلافت کے جواز و ناجواز کا فیصلہ کرنے لگے اور ان کو کیا [illegible] اس مسئلہ پر اسقدر غلط اور بیجا [illegible] ہوتے ہیں۔ دوسری عیسائی طاقتوں کو چھوڑ کر ہم اس بات کو صرف [illegible] ہیں پیش کریں مگر سلطنت عثمانیہ سے انگریزوں کا تعلق مستحکم طور پر انگلستان کے [illegible] ہوا۔ سلطنت عثمانیہ کا حکمران اس وقت سلطان سلیمان صاحبقران تھا جو سلطان سلیم یعنی اول العثمانی خلیفہ کا [illegible] حصول منصب خلافت سے ایک برس بعد فوت ہوگیا۔ اس وقت سلطنت عثمانیہ کے علاوہ دنیا میں [illegible] اسلامی سلطنتیں [illegible] نہیں۔ سلطنت ایران جو شیعہ بادشاہوں کی ماتحت تھی۔ سلطنت ہند و سلطنت مراکو آخر الذکر سلطنتیں عثمانیہ [illegible] سے بہت دور ہونے اور نیز ہمسایہ عیسائی سلطنتوں اور ایران سے ہر وقت برسر پیکار رہنے کی وجہ سے سلطان سلیمان [illegible] نہ ہی اپنی خلافت کے مشتہر کرنے اور نہ ہی ان سے تعلق دوستانہ پیدا کرنے کی فرصت ملی لیکن دوسری طرف [illegible] سلطان کو یہ یقین دلا کر کہ میں اور میری قوم پروٹسٹنٹ ہیں جو رومن کیتھولک فرقہ کو جس سے سلطانوں کو ہر وقت [illegible] پڑتا تھا کافر سمجھتے اور خدا کو واحد لاشریک مانتے ہیں۔ اسلئے ہم میں اور مسلمانوں میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ اور اسی طرح کی چکنی چپڑی باتوں سے ملکہ موصوفہ نے ترکوں کو اپنا ایسا رفیق بنا لیا کہ جب فلپ شاہ ہسپانیہ نے انگلستان پر حملہ کرنے کیلئے ایک جرار اور [illegible] بیڑہ روانہ کیا تو ایلزبتھ نے اپنی درخواست کے مقبول ہو جانے کے یقین واثق سے سلطان سلیمان سے فلپ کے

برخلاف مدد مانگی۔ تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد یہ نقشہ بدل گیا۔ انگریز ہندوستان میں تاجر کی حیثیت سے بڑھکر رفتہ رفتہ ملک کے مالک
بننے لگے اسوقت نہ ہی ہندوستان میں کوئی ایسا سمجھدار حاکم تھا جو دوسری اسلامی سلطنتوں سے مدد طلب کرتا۔ اور نہ ہی سلاطین عثمانیہ
کی نظر بلندی پر تھی۔ اپنی سلطنتوں کی سرحدوں کی حفاظت تک تھی اور سب سے بڑھکر انگریزوں کی میٹھی میٹھی باتوں نے جو سلطان سلیمان کی
زمانت سلاطین عثمانیہ کے خوشامدی خیرخواہ بنے ہوئے تھے سلاطین عثمانیہ کو اپنے حقوق خلافت کے نفاذ کو قابل چھوڑا ہوا تھا۔ چنانچہ
انگریز اٹھارہویں صدی کے اخیر تک ترکوں کی مداخلت و مخالفت سے بالکل بے فکر ہو کر ہندوستان کو مختلف صوبوں کو یکے بعد دیگرے
فتح کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن جب ٹیپو سلطان کا نام زندہ ہوا۔ اور اُسنے نپولین اعظم و تیمور شاہ والی کابل کے علاوہ سلطان سلیم ثالث کی
خدمت میں بھی حیثیت خلیفۃ المسلمین امداد کیلئے درخواست کی۔ تو گو سلطان نے نزاع مخالفین کے باعث یا انگریزوں کی پاسخاطر سے ٹیپو کی
کوئی امداد نہ کی۔ مگر انگریزوں کو اب پہلی دفعہ یہ معلوم ہو گیا کہ سلاطین عثمانیہ کا عہدہ خلافت ہماری حکومت ہند کیلئے مضر ہو سکتا ہے
لیکن چونکہ اس واقعہ سے تھوڑی ہی دیر بعد ٹیپو شکست کھا کر ہلاک ہو گیا اور پھر انگریزوں کو نپولین کا خوف دامنگیر رہا۔ اس لئے
انگریز ترکی کے برخلاف کچھ نہ کر سکے۔ گو سنہ ۱۸۰۷ء میں بظاہر سلطان سلیم کے نپولین سے موافق ہونیکا بہانہ پکڑ کر قسطنطنیہ پر جنگی جہاز
بھیجدیئے گئے تھے۔ لیکن نپولین کا خرخشہ دور ہو جانے پر ٹرکی یعنے خلیفہ کی طاقت کمزور کرنے کیلئے روس اور فرانس سے ملکر ترکی و مصری
بیڑہ کو تباہ کر دیا۔ اور یونان کو آزاد کر دیا۔ اور پھر بعد ازاں سلطان محمود ثانی کی طاقت کو جو بڑا اولوالعزم اور مستقل مزاج سلطان
تھا۔ اور زیادہ کمزور کرنے کیلئے محمد علی پاشا والی مصر سے بغاوت کرا دی۔ کہ اگر سلطنت عثمانیہ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو اول
تو خلافت کا نام ہی معدوم ہو جائیگا۔ اور اگر معدوم نہ ہوئی تو کالعدم تو ضرور ہو جائیگی۔ لیکن بعد چندے جب سلطان محمود فوت ہو گئے
تو شانزدہ سالہ نوعمر و کمزور عبد المجید اُن کا جانشین ہوا۔ اور ادھر محمد علی اسقدر زبردست ہو گیا۔ کہ انگریزوں کو خطرہ پیدا ہو گیا
کہ اگر اُس کی طاقت کو جلدی نہ روکا گیا۔ تو وہ سلطنت عثمانیہ سے بڑھکر زبردست سلطنت قائم کر لیگا۔ تو وہ جھٹ عبد المجید کے طرف
ہو گئے۔ اور ترکی افواج کیساتھ شامل ہو کر مصری پاشا کی افواج کو شام سے نکال لیا۔ مگر اپنے اصلی مدعا کو ہاتھ سے نہ چھوڑ کر مصر سلطان سے
محمد علی کو نسلاً بعد نسل دلا دیا۔ اور آخر کار عبد المجید کو ایسا شیشہ میں اتارا کہ وہ اسلامی شریعت کے احکام اور منصب خلافت کے اقتضا
کو چھوڑ کر بالکل انگریزوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو خلافت کا ڈر پھر فراموش ہو گیا۔ لیکن سلطان
عبد المجید کے بعد جب سلطان عبد العزیز ۱۸۶۱ء میں تخت نشین ہوئے۔ اور اُنہوں نے اپنے منصب خلافت کی تشہیر اور اُس کا رعب
قوت و شوکت بنانیکے لئے سعی بلیغ شروع کی۔ تو انگریز پھر چوکنا ہو گئے جس کا انجام یہ ہوا۔ کہ گو سلطان مرحوم دو تین برس ہی کے
بعد عیش و آرام میں مشغول ہو گئے۔ مگر سلطنت کو اندرونی سازشوں یا بیرونی مداخلت سے بہت کم آرام ملتا رہا۔ اور آخر کار جب
سلطان حال نے مسند آرائے تخت خلافت ہوتے ہی اپنی طاقت و قوت کو دنیاوی بادشاہت کی بجائے زیادہ تر خلافت پر صرف
کیا اور جنگ روس میں بے نظیر ہوشمندی و استقلال دکھلانیکے بعد اُس سے فارغ ہوتے ہی پھر اپنی مذہبی حیثیت کو مستحکم کرنے میں بہت
میں ساعی ہوئے۔ تو اس کے جواب میں عیسائیوں کی طرف سے بھی ویسی ہی مستعدی سے کوششیں شروع ہو گئیں۔ اور انگریز

یا زیادہ محرم نے بتا دیا کہ پولیٹیکل طور پر ترکی کو کمزور کرنے کے علاوہ اگر سلطان کے دعوے خلافت کو ناگوار اور اسکے بخلاف منصب کا اولی دعویدار کھڑا کیا جائے تو یہ امر حصول مقاصد میں مناسب ہوگا چنانچہ آخر الامر اس امر کے لیے بہ کوشش کی جانے لگی کہ عربی خلافت کی تجویز اس طور پر شروع ہوئی جو کوششیں شروع ہوئیں انکا ذکر آگے چل کر ہوگا۔ مسٹر بلنٹ صاحب جنکا نام آگے بھی ذکر کرینگے عربوں کے اغوا کرنے کی تجاویز پیش کیں ... ۱۸۸۱ء ۱۸۸۲ء اور ۱۸۹۵ء میں یہ رسالے چھاپے ... اور ... انگریزی اخبارات اور پونڈ بر آمد ہوئے۔ انگریزوں کے سلطان المعظم کے منصب خلافت کے مخالف ہونے کی تجویز کرنے کی بجائے اصل معاملہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے +

سول کو ... نامہ نویس لکھتا ہے کہ سلطان خلفاء کرام ... نہیں ... خود عیسائی لوگوں کی تحریروں سے سمجھئے تو شاید زیادہ مناسب ہو +

... ذکر ... تاریخ عثمانیہ میں ... اپنے ادعا کی ایک زیادہ مفصل نظیر پیش کیا +

... اپنی کتاب جنگ ... کے صفحہ ۱۵ پر ... کالم ... لکھتے ہیں کہ سلطان سلیم ... معظمہ اور بیت المقدس ... اور پھر خلفائے ... کے آخری جانشین محمد ... پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ و جھنڈا اور تلوار حاصل کی ... انکا ... مذہبی حیثیت میں اسلامی دنیا کے حصہ اہل سنت و جماعت میں امام کا درجہ تصور ہوتا ہے +

... جب آپ نے اظہار خفگی کیا ہے اعلیحضرت کو خلیفۃ المسلمین لکھنا ہے +

... فرانس کے پیرس کا اخبار ریویو ڈی پیرس میں اعلیحضرت سلطان المعظم کے ... ایک مضمون ... چند فقرات یہ ہیں۔ وہ سلطان المعظم کے مانند ایسے نازک ہیں ... مگر یہی نازک ... ہوتے ہیں۔ جو وسط ایشیا اور وسط ... بلقان تک کے مسلمانوں کو آپس میں ملا رہی ہیں" سلطان ... مہمان ہے۔ جبکا یہی ثبوت کافی ہے کہ دیوان خانہ میں داخل ہوتے ہی ملتا ہے سوداروں کے گرد گرد ترکی صوفے بچھے ہوئے ہیں۔ جنپر سفید ریش بزرگ ..... پگڑیاں اور عمامے باندھے ہاتھوں میں ... لئے منتظر دیدار ... بیٹھے ہیں ..... وہ اسلامی دنیا کے تمام اطراف و جوانب سے نیابت کرنے کیلئے وہاں آتے ہیں اور وہ اپنے امام و سردار کے جان نثار بندے ہیں" "کیا بحیثیت خلیفہ کیا بحیثیت امیر المومنین اور کیا بحیثیت بادشاہ اعلیحضرت نے اپنے منصبی فرائض کے اہم حصہ کی تعمیل سے کبھی گریز نہیں کیا"

ناظرین کو یہ خیال ہے کہ فرانس نے بھی انگریزوں کی طرح اسلامی ممالک اور خاصکر مقبوضات عثمانیہ کچھ کم اپنے قبضہ میں نہیں کر لئے ہوئے پس اگر انگریزوں کو اعلیحضرت امیر المومنین کے منصب خلافت سے اندیشہ ہو سکتا ہے۔ تو ویسی ہی

والسلام بھی اس طرح کے اندیشہ سے خالی نہیں ہوسکتا۔ گورنمنٹ فرانسیسی وزیر سلطان المعظم کے خلیفہ ہونے کو امر واقع کو بڑی فراخدلی سے تسلیم کیا ہے یہ تعجب ہے کہ انگریزی کیوں ست پڑ رہے ہیں۔ وزیر موصوف کا مضمون مندرجہ بالا ۱۱ اسی کی کیبل اور انگریزی رسالہ اسلامک ورلڈ مورخہ ویمبر ۹۵ ۱۸۹۵ء میں درج ہے۔

(۵) لنڈن کا ماہوار عیسائی رسالہ ریویو بیٹ نومبر ۱۸۹۵ء کے پرچہ میں دیوان سلطان اور اس کے دولت ایک جگہ حسب ذیل لکھتا ہے:—

"وہ سلطان المعظم ایک ایسی رفیق سلطنت کا جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کی مددگار رفیق ہوگی فرمانروا ہی نہیں ہے بلکہ تاج برطانیہ کی پانچ کروڑ مسلمان رعایا کا مذہبی پیشوا بھی ہے"۔

(۶) انگلستان کی عیسائی شہزادی لوسگنان اپنی کتاب عہد حکومت سلطان عبدالحمید کی فصل اول میں ایک مضمون حسب ذیل لکھتی ہیں:— "...... مگر جبکہ ایسے شخص کو جو لاکھوں سپاہ کا مالک۔ ایک قدیمی عظیم الشان سلطنت کا شہنشاہ ہو اور جسے تینوں براعظموں کے کروڑوں مسلمان اپنے مذہب کا صدر کل علیٰ جانتے ہیں"..... سلطان کے ہاتھ میں چند ایسے پتے ہیں کہ جب اور جس وقت وہ انسے کام لینا چاہے۔ دنیا کے تینوں براعظموں میں تباہی برپا اور آتش حرب بھڑکا دے۔ المختصر وہ صرف دنیوی بادشاہ ہی نہیں ہے بلکہ اپنے مذہب کا دینی پیشوا بھی ہے۔ اور یہ انکے اختیار میں ہے کہ جہاں کہیں مسلمان اور عیسائی دوش بدوش رہتے ہیں انکو ایک جا مذہبی جنگ وجدال میں مبتلا کر دے"۔

(۷) مسٹر لیئرڈ سابق انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ اپنے مراسلہ بنام وزیر صیغہ خارجیہ انگلستان مورخہ ۱۹ جون ۱۸۷۸ء میں ایک جگہ یہ فقرات لکھے ہیں:—

"سلطان گھٹ کر خواہ ایشیا کے پانچویں درجہ کے حکمران کی حیثیت کا کیوں نہ رہجائے مگر پھر بھی وہ خلیفۃ الاسلام برابر رہیگا۔ اور یہ ممکن ہے کہ اسلامی دنیا اپنے وجود کو قائم رکھنے کی آخری جنگ میں انگلستان کو جسکے ماتحت کروڑوں مسلمان رعایا ہے)۔ ان خطرات کا جو اسے (یعنی اسلامی دنیا کو) احاطہ کئے ہوئے ہیں اصلی سبب سمجھکر انگلستان پر ہی پل پڑے"۔

(۸) وہی مسٹر ولفرڈ بلنٹ جو قریشی خلیفہ بنائے جانے کی تحریک کا ایک طرح سے بانی مبانی ہے۔ اپنی کتاب فیوچر آف اسلام میں صاف طور پر تسلیم کرتا ہے کہ حنفی علما اور حنفی مسلمانوں نے (جو مسلمان روئے زمین کی آبادی کا جزو اعظم ہیں) سلطان سلیم اول کو فوراً خلیفۃ الاسلام تسلیم کر لیا تھا۔ اور ابتک خاندان عثمانیہ کے سلاطین کو برابر جائز خلیفہ تسلیم کرتے ہیں (دیکھو صفحہ ۹۲) اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین حال کی نسبت تو اسے یہانتک تسلیم کرنا پڑا ہے کہ "حنفیوں کے علاوہ انکو مالکی اور شافعی مسلمان بھی جو اس سے پہلے خلافت عثمانیہ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ صدق دل سے خلیفہ ماننے لگ گئے ہیں۔ اور وہ سلطان المعظم کے اشاروں پر حرکت کرتے ہیں مصر میں بھی سلطان المعظم کو اسبارہ میں کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ اور ہندوستان کے مسلمان انکے لئے مساجد میں علانیہ دعائیں مانگتے ہیں۔ اور دنیا میں ہر ایک جگہ مذہبی خیال کے مسلمان سلطان کو جو کل یورپ کو دھتا بتا رہا ہے اور بشرط ضرورت

ان مسلمانوں سے خود سپہ سالار بن کر ایک دن جہاد کرنے پر آمادہ ہے اپنا پیشوا مانتے ہیں" (دیکھو صفحہ ۱۰۰ فیوچر آف اسلام) ۔

دوسری جگہ یہی صاحب یوں فرماتے ہیں: "دوسری تقریر میں یہ عجیب امر معلوم ہوگا کہ مکہ معظمہ کے شریفوں نے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاندان سے ہیں اور بنا بریں خلافت انکا خاص ورثہ ہے کیوں اجنبیوں کو خلافت کا جائز وارث تسلیم کیا ...... اسلئے سلطان قانصوہ والی مصر کے شکست پا جانے کے بعد انہوں نے سلطان سلیم کو اپنا ... حرمین کا محافظ [illegible]

ناظرین کو ضمناً یہاں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بلنٹ صاحب اعلیٰحضرت کی نسبت یہ فقرات جل بھن کر لکھ رہے ہیں [illegible] - اور حضور ممدوح کو اپنے یا انگریزوں کے ارادہ فاسد کی تکمیل میں سد عظیم تصور کرتے ہیں۔ مسٹر بلنٹ کو سخت رنج ہے کہ عبد العزیز اور عبد المجید کا ایسا جانشین کیوں ہوا جس نے خلافت کی ڈگمگاتی ناؤ کو سنبھال لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ "اگر عبد العزیز کا جانشین بھی ایسا ہی ہوتا جیسا اکثر سلطان ہو چکے ہیں تو عثمانیہ خلافت ابتک ایام گذشتہ کی کہانی ہو چکی ہوتی .... مگر بدقسمتی سے (یہ نہیں بتایا کہ کس کی بدقسمتی سے آیا عیسائیوں کی یا مسٹر بلنٹ کی) عبد الحمید نہ تو عیاش تھا اور نہ کمزور۔ اُسنے اپنے طبعی فہم و فراست سے سلامتی اور بچاؤ کی اُس اکیلی چال تدبیر کو جو اُسکے اور اُسکے خاندان کے لئے باقی رہ گئی تھی پکڑ لیا۔ اور (زمانہ موجودہ کی مانند نہیں۔ لا مذہب سلطنتوں سے کنارہ کر کے جو ترقی کے لئے صرف ظاہری اسباب کا وسیلہ پکڑتے ہیں) اسلام کی مضبوط مذہبی جماعت کا صدر اعلیٰ بن گیا جس سے اُسے اپنی سلطنت اور خلافت اسلامی کے وقت آخرین کو ایک مدت کے لئے پیچھے ہٹا دیا۔"

مسٹر بلنٹ اور اُنکے ساتھی حاسدین کیلئے یہی جواب ہو سکتا ہے ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست ۔۔۔ کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

(۹) مسٹر لین پول اپنی کتاب ٹرکی کے صفحہ ۶۲ پر حسب ذیل لکھتے ہیں:-

"سلطان سلیم روانگی کے وقت کی نسبت زیادہ تر مقتدر اور ذی حیثیت شخص ہو کر ۱۵۱۸ء میں قسطنطنیہ کو واپس لوٹا۔ مملوکوں کی بادشاہت کے فتح کر لینے سے اور ان کی جگہ عرب کے مقدس شہروں مکہ (معظمہ) مدینہ (منورہ) کا بھی حکمران ہو گیا۔ اور اُس کی اس حیثیت اور نیز اُسکے تمام مسلمان بادشاہان موجود الوقت سے بلا شک و شبہ زیادہ طاقتور اور زبردست ہونیکی وجہ سے آخری عباسی خلیفہ نے جو بمقام قاہرہ نام نہاد طور پر مسند خلافت پر آراستہ تھا اُسکو بغداد کے خلفائے عظام کی وراثت (یعنی خلافت) حوالہ کر دی اور اُسکے ساتھ ہی اپنے منصب کے نشانات یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جھنڈا اور جبہ بھی دیدیا۔ اس تفویض سے سلیم نہ صرف اُن سب ممالک ہی میں جنکو اُسنے فتح کیا تھا سلطنت اسلام کا ظاہری و دنیوی سردار ہی ہو گیا بلکہ جہاں کہیں مذہب اسلام کے معتقد موجود تھے اُنکے نزدیک مذہب اسلام کا مقدس پیشوا بن گیا۔ ایران کے ... شیعہ اُسکے منصب کو

قبول نہ کریں تو نہ کریں۔ مگر ہندوستان اور ایشیا و افریقہ کے اُن تمام حصوں میں جہاں کہ خلافت کا ہونا لازمی مانا گیا تھا وہ اسوقت مذہب اسلام کا صدر والے اور خلفائے سلسلہ در ایک روحانی و مذہبی اختیار و اقتدار کا جانشین تسلیم کر لیا گیا۔ اور گو یہ امر متنازع فیہ ہے۔ کہ کس حد تک اسلامی دنیا میں سلطان کا یہ پایہ منصب واجب الاطاعت سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ عثمانی سلاطین کے احکام و افعال میں اُسنے ہمیشہ ایک اصل و نہایت ہی اوقعت مزید اقتدار پیدا کیا۔ اور اب بھی پیدا کرتا ہے"۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہمیں یقین ہے کہ سوال کے منفیہ جواب کی کافی تردید ہو گئی۔ اور ہمارے سوال مندرجہ عنوان کا کافی اثباتی جواب مل گیا ہو گا۔

اس منفی جواب کے بعد سوال خلیفہ متوکل سے سلیم کو منصب خلافت تفویض ہونیکو ایک کھیل اور نقل بتاتا ہے۔ مگر ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ شریف مکہ قبیلہ قریش و دیگر قبائل حجاز کا خلیفہ و اُس زمانہ کے اہل الحل والعقد نے سلطان سلیم کو جائز خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا یہ اُنیسویں صدی کا ایک غیر ذمہ دار بیٹھنے والا اخبار نویس پہلے چار سو برس کے اسلامی واقعہ کو کیسے اور کس بنا پر کھیل کہنے کی جرأت کرتا ہے۔ جاہلوں کی باتوں کا جواب اکثر سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اسی طرح اُس کی اس منطق اور دعا کی جوابدہی سے ہم بھی مجبور ہیں۔ باقی رہا اُسکا یہ اعتراض کہ سوائے قریش کے اور کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور اُس کی تائید میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول نقل کرنا۔ سو پہلے تو اُسے یہ سمجھنا چاہئے کہ خلافت کا تعلق مسلمانوں کی ذات تک محدود ہے۔ ایک شخص خلافت کا دعویٰ کرتا ہے یا اُسے خلافت تفویض ہوتی ہے۔ اور کل مسلمان یا مسلمانوں کا زیادہ حصہ اُس کی خلافت کو تسلیم کر لیتا ہے۔ تو اب یہ بحث ہی فضول ہے۔ کہ وہ شخص خلیفہ ہو سکتا تھا یا نہیں۔ تاہم اُسکے اطمینان کیلئے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ مسلمان اول احکام قرآنی پھر احادیث نبوی۔ اور بعد ازاں اپنے زمانہ کے اہل اجماع یا اہل الحل والعقد کے فیصلہ کو واجب التعمیل سمجھتے ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں یہ کہیں درج نہیں کہ خلیفہ قریشی ہو۔ البتہ یہ درست ہے کہ آنحضرت صلعم کی وصال کے بعد تقرری خلیفہ پر جب جھگڑا ہوا۔ اور انصار نے چاہا کہ ایک خلیفہ اُن میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ "بہ نظر حالات موجودہ و مصلحت وقت خلیفہ کا قریش یعنی مہاجرین سے منتخب کرنا انسب ہے"۔ اس سے حضرت کا یہ منشا نہیں تھا کہ ہمیشہ خلیفہ قریشی النسل ہونا لازمی ہو کیونکہ اس خیال کی کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث "اسمعوا و اطیعوا و ان ولی علیکم عبد حبشی" خود زبینہ سی تکذیب ہوتی ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی موقعہ پر ایسے قریب قریب حسب ذیل ارشاد فرمایا:۔ "لو کان سالم مولی حذیفۃ حیا لولیتہ" (اگر ہوتا سالم غلام حذیفہ کا زندہ تو میں اس کو ولی بناتا)۔ بہرکیف یہ دونوں مقولے صحابی کے ہیں۔ اور مذہب صحابی کا قابل حجت نہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی تقرری اور نامزدگی اہل الحل والعقد کے فیصلہ اور کثرت رائے سے ہوئی تھی۔ اسی طرح ہر زمانہ میں مسلمانوں کو اپنا خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار ہے۔ یہ عہدہ موروثی نہیں۔ مگر چہ خلافت راشدہ کے بعد سے رواج وہ موروثی بن گیا ہے تاہم متوفی خلیفہ کا

وارث دنیوی تخت کے حاصل کرنے کے بعد جب تک اہل الحل والعقد سے منصب خلافت کو حاصل نہ کرلے تب تک وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا چنانچہ عثمانیہ سلطان تخت پر بیٹھتے ہی خلیفہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اُس وقت ہوتا ہے جب شیخ ایوب انصاری جب علمائے اسلام یعنی اہل الحل والعقد اُسے بطور نشان عہدہ خلافت تلوار عطا کریں۔ اس مجلس کا خلفائے راشدین کے وقت صدر مقام مدینہ منورہ رہا۔ بنوامیہ کے وقت دمشق ہوا۔ وہاں سے بغداد منتقل ہوا۔ اسکے بعد قاہرہ ہوا۔ المورخ ہے کہ قسطنطنیہ بلا جواب کے صدر مقام ہے خلیفہ کیلئے قریشی النسل ہونیکی جو شرط سرولیم میور نے پیش کی ہے اُس کی تردید پانسو برس پیشتر ابن خلدون بالوضاحت کرچکا ہے (دیکھو مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۱) علاوہ بریں سرولیم نے اپنی تصانیف میں جس مغالطہ دہی اور تعصب سے کام لیا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور قبلہ سرسید نے خطبات احمدیہ میں اُن کی اچھی طرح قلعی کھول دی ہے ہیں +

معترض کو کہ اس بیان کی بھی غالباً مندرجہ بالا اقتباسات سے تشفی ہوگئی ہوگی کہ سلطان کو خود اُن کی سلطنت میں بھی شاذ و نادر بطور خلیفہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر اُسے زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو وجہ کے وقت مصر کی کل جامع مساجد کی کیفیت ملاحظہ کرے کہ کروڑوں مسلمان کس جوش و اخلاص سے اپنے خلیفہ کی ازدیاد عمر و جاہ کے لئے دعائیں مانگتے۔ اور اُن میں خطبے پڑھے جاتے ہیں اور بوقت حج بیت اللہ شریف میں ہر ملکوں کے لاکھوں مسلمان قبائل عرب و قریش و شریف مکہ کس خلوص دل سے خطبہ میں خلیفۃ المسلمین کے لئے دعا خیر مانگے جانے پر نعرہ آمین آمین بلند کرتے ہیں + اگر سوال اخبار المؤید مصری مورخہ ۱۸-۱۹ ستمبر کو ملاحظہ کرے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ شیخ سنوسی تک کے ہر دو فرزند مع اپنے سات کروڑ مریدوں کے جو عرب۔ مصر۔ شام طرابلس۔ مالک مغربی۔ سوڈان اور وسط افریقہ میں منتشر ہیں اعلیحضرت امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی غازی کے کیسے جاں نثار ہوا خواہ اور مخلص معتقد ہوگئے ہیں۔ شیخ سنوسی مرحوم عرب میں بڑا نامور بزرگ اور عالم باعمل ہوا ہے۔ اُس کی وقعت کا اندازہ اُس کے مریدوں کی تعداد ہی سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ وہ سلطان عبد المجید و عبد العزیز کی عیاشیوں کے باعث خلافت عثمانیہ سے نہایت ناراض تھے۔ اُسکے بعد اُسکے دونوں بیٹے جانشین ہوئے۔ جو سلطان عبد العزیز کے وقت تک اپنے والد کے قدم بقدم چلکر اُس سے بروش بزرگانہ کبیدہ خاطر رہے۔ مگر جونہی خلیفہ حال مسند آرائے تخت خلافت ہوئے۔ وہ حضرت خلافت پناہی کی خوبیاں دیکھکر مع اپنے مریدوں کے ان کے بندہ فرمان ہوگئے +

باقی رہا مسلمانان ہندوستان کا اعتقاد۔ اُس کی نسبت بھی گو کافی طور پر انہی اقتباسات سے اُس کی تشفی ہو سکتی ہے تاہم اُسکے مزید اطمینان کے لئے اور اُسے یہ یقین دلانے کیواسطے کہ اُس کی یہ مبتذل دھوکہ دہی کی کوششیں ہندوستان کے کسی جاہل سے جاہل اور خوشامدی سے خوشامدی مسلمان پر بھی اُسکے حسب مراد اثر پذیر نہیں ہو سکتیں ہم اُس کو اُن عرضداشتوں کے پڑھنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو ۱۸۹۷ء کے عالم آشوب و پُرخطر زمانہ میں جس کی آج کل کا زمانہ پوری نقل ہے۔ اہل اسلام بمبئی۔ کلکتہ و الہ آباد نے بحضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا ارسال کی تھیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

نقل عرضی اہل اسلام بمبئی

بخدمت قوی شوکت جلالت شاہنشاہی ملکہ معظمہ انگلستان وشاہنشاہ ہندوستان کوئن وکٹوریہ دام اجلالہا وقام اقبالہا

بامید آنکہ مراحم شاہنشاہی کو پسندیدہ خاطر انور ہووے۔

دفعہ اول۔ ہم دستخط کنندگان حسب ذیل آں ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا ساکن ممالک محروسہ ہند اس اپنی غریبانہ و مؤدبانہ عرضداشت کو جو کل فرقہ اہل اسلام کی ایک عام اجلاس سے جو شہر بمبئی میں منعقد ہوئی تھی۔ بالاتفاق قرار پائی ہے۔ آں ملکہ معظمہ کے تخت شاہنشاہی کے روبرو پیش کرنے کی اجازت اور درخواست چاہتے ہیں +

دفعہ دوم عرضداران ملکہ معظمہ پہلے ہی پہل آں ملکہ معظمہ پر اس امر کے ظاہر کرنے کی ملتجی ہیں۔ کہ آں ملکہ معظمہ کے وزراء دربارہ دولت عثمانیہ آجتک جس دوستانہ برتاؤ کو برقرار رکھتے اور نباہتے چلے آتے ہیں اس سے ہم ہندوستان کی مسلمان رعایا کو ایک غایت درجہ کی خاطر جمعی حاصل ہے۔ اور نیز جو امداد و مہربانی آں ملکہ معظمہ نے مطابق رواج قدیمہ سرکار انگلشیہ گزشتہ سالہا سال سے ٹرکی کی ریاستوں کے متعلق مفید اور عمدہ تر مناسب جانکر سلطنت سنیہ عثمانیہ کے ساتھ (جاری) فرمائی ہے لہذا عرضداران ملکہ معظمہ اپنا عاجزانہ شکرگذاری سے شکریہ ادا کرنیکا یہ قابو ہاتھ سے جانے نہیں دیسکتے +

دفعہ سوم لیکن نہایت غمگینی کیساتھ تابعداران عرضداران ملکہ معظمہ کی سماعت میں آیا ہے کہ چند خود غرض ریاستوں نے بارادہ خلل اندازی دولت عثمانیہ اُس دولت عالی کے عیبوں کو ایک نہایت مبالغے کیساتھ ظاہر کرکے اور نیز جابرانہ و ظالمانہ افعال کو اُس دولت عثمانیہ سے منسوب کرکے جو جو بیجا کوششیں کی ہیں۔ اُن سے یونائیٹڈ کنگڈم میں آں ملکہ معظمہ کے چند عیسوی رعایا کے دلوں میں رفتہ رفتہ اثر ہوتا چلا ہے۔ اور آں ملکہ معظمہ کے وزراء نے جو (برتاؤ) حکمت عملی کا (آجتک) سلطنت ٹرکی کے ساتھ جاری رکھا ہے۔ اُس میں تغیر و تبدیل ہونے کی غرض سے انگلستان میں بڑی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں +

دفعہ چہارم پس اس معاملے کے متعلق عرضداران ملکہ معظمہ نہایت عاجزانہ طور سے گذارش کرتے ہیں کہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کو ان معاملات کا کہ جنکو سلطنت روم سے تعلق ہے نہایت درجے کا خیال رہا ہے اور ہمیشہ رہتا چلا آیا ہے۔ اور نیز وزرائے آں ملکہ معظمہ نے جو حکمت دربابِ سلطنت مذکورہ کے جاری رکھی ہے۔ اُسکو عرضداران بنظر تفکر و تشویق دیکھا کرتے ہیں۔ اور نیز عرضداران آں ملکہ معظمہ گذارش کرتے ہیں کہ انہوں نے تا ایندم اگرچہ اپنے خیالات و ارادے کو اس معاملے کی بابت عام طور پر ظاہر نہیں کئے ہیں۔ تو اس لحاظ سے کہ آں ملکہ معظمہ کی کل ریاستوں کی کل رعایا اقوام مختلفہ کی ظاہری اعانت اور خوشنودی سے جس حکمت عملی پر آں ملکہ معظمہ کے وزراء کا آجتک عملدرآمد رہا اسی طرح آیندہ رہنے کے باب میں عرضداران آں ملکہ معظمہ کو ہمیشہ اطمینان رہا اور کوئی سبب اسمیں شک و شبہ کا نہیں پایا گیا +

دفعہ پنجم مگر چونکہ فی الحال انگلستان میں جو گفتگو اور کارروائیاں ہوتیں اور بڑے جلسے وہاں منعقد ہوئے ظاہر

اس امر کے لئے کہ ان کے ذریعوں سے وہ ظلم و بے رحمی جو در باب بلگیریا باشی بزوکوں کیطرف عاید کی گئی ہے ظاہر کیجاوے
گیا عرضداران ملکہ معظمہ یوں خیال کرتے کہ تحقیقاً ان کارروائیوں کو آن ملکہ معظمہ کے موجودہ وزراء کے معزول کرنے اور باہمی
منشا حکومت اہل اسلام کو یورپ سے علیحدہ کرنے سے تعلق ہے۔ لہذا عرضداران آن ملکہ معظمہ یوں سمجھتے ہیں کہ ان کی کسی قدر بھی
خاموشی سے مبادا یہ سمجھا جاوے کہ مسلمانان ہند اس امر سے نہایت بے پروا ہیں۔ اور باہیں لحاظ اپنے اوپر واجب بلکہ فرض جانتے ہیں
کہ عجز و انکساری اپنے خیالات و منصوبوں کو بذریعہ عرضداشت ہذا موجودہ میں۔ ان مقدمات کے پیش کرتے ہیں۔ اس غرض سے کہ آن
ملکہ معظمہ اسپر بنظر کرم گستری ملاحظہ فرماویں +

دفعہ ششم بعدہ ان عرضگذاران کا منظر جب دیکھتے ہیں اور غور کرتے ہیں ایک عمدہ ہندوستان کو دیکھتے ہیں کہ آن ملکہ معظمہ نے فیاضانہ
طور سے خطاب شاہنشاہی کو اختیار کیا ہے جو سر بسر فرحت بخش جملہ باشندگان ہند اور رونق قدر ہے اور جسنے ملک ہند کو ایک بڑی عزت بخشی
اور اس سے زیادہ تر تعلق بڑھایا ہے۔ تب تب عرضداران ملکہ معظمہ کی نزدیکی ان کی خدمت میں عرضگذار بننے میں دلیری
حاصل ہوتی ہے اور زیادہ تر خاطر جمعی یہ ہوتی ہے کہ ان کی عرضداشت کی طرف آن ملکہ معظمہ فیاضانہ توجہ فرماوینگی ؛

دفعہ ہفتم لہذا عرضداران ملکہ معظمہ نہایت عاجزانہ و مودبانہ طور سے امید کرتے ہیں کہ آن ملکہ معظمہ اس حکمت عملی کو
جائز نہ رکھیں کہ جس کے اثر سے سلطنت عثمانیہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہو جاوے۔ یا اسپر کسی طرح کا ضعف پیدا ہو آوے
اولاً اس لحاظ سے کہ آن ملکہ معظمہ کی سرکار اور سلطنت ترکی کے مابین ایک مدت کثیر سے رشتہ اتحاد جاری ہے۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ کروڑ مسلمان
علاوہ ہند و چینی خلقت مسلمانوں کی اس جہان میں بستی ہے۔ اسمیں سے ایک بہت ہی بڑا حصہ کہ جو چار کروڑ سے زیادہ آن ملکہ
معظمہ کی رعایا ہو کے سب اہل اسلام سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ **ثالثاً** اس جہت سے کہ اوصال ضلع
روم میں جو آتش جنگ مشتعل ہوئی ہے وہ ایک سلطنت ترکیہ کی رعیت کی بلا سبب معقول بھڑکائی ہوئی ہے اور جو ان کے
طور سے سیوں نے برپا کیا اور اسکی یعنی لڑائی کی ظاہرا اعانت کرتے ہیں اور اپنا حصہ کہ روس اپنی غرض آمادہ کو
پیش لیجاویں۔ اور رابعاً اس لحاظ سے کہ جو خبریں علانیہ بے رحمی اور ظلم کی در باب بلگیریا کے پھیلی ہوئی ہیں وہ بالکل ایک طرفہ
نہایت درجے مبالغہ آمیز ہیں۔ اور جس میں سلطنت ترکی کی وجہ سے شامل نہیں ہے +

دفعہ ہشتم عرضداران آن ملکہ معظمہ کو بخوبی یقین ہے کہ جن خیالات اور ارادوں کو انہوں نے بذریعہ عرضداشت ہذا آن ملکہ معظمہ
کے پیش کرنیکی نہایت غریبانہ طور سے جرات کی ہے (ان خیالات اور ارادوں) میں کل مسلمان رعایا شریک ہیں۔ لہذا عرضداران
خود اپنی اور کل مسلمانان باشندگان ہند کیطرف سے نہایت عاجزانہ اور مودبانہ گذارش کرتے ہیں کہ آن ملکہ معظمہ سے مگر ترکی سلطنت کے
وہی دوستی رکھیں اور ان معاملات میں کنارہ کشی کا برتاؤ اجراء نہ رکھیں کہ جو آن ملکہ معظمہ کے وزراء کا آجتک عمدہ دستور ہے
اور گذارش کرتے ہیں کہ بسبب مبالغہ آمیز خبروں اور آن ملکہ معظمہ کے انگلستان کی چند عیسوی رعایا کے جو کہ مراد
معاہدہ کے مخالف ہیں۔ آن ملکہ معظمہ حکمت عملی مندرجہ بالا میں تغیر و تبدیل نہ فرماویں ورنہ ۱۸۵۶ء کے عہدنامے میں بہت بڑی دیگر باتیں

یورپ کے سلطنت ترک کے استقلال کی ذمہ داری داخل ہے اُس عہدنامے کو صاف صریح شرائط کی برخلاف سلطنت سنیہ عثمانیہ کو ضعف پہنچانا اور اُسکو چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم کرنیکے لئے روس سے شامل ہوویں۔ اور عرضداران آں ملکہ معظمہ غریب وفادار رعایا کے بطور خادمانہ ہمیشہ دست بدعا رہیں گے +

آفتاب دولت واقبال ہمیشہ تاباں و درخشاں رہے !!+

اقتباس از عرضی اہل اسلام کلکتہ

...... الغرض اس متبرک سلطنت مشرقی یعنی سلطنت علیہ روم کی بالفعل یہی کیفیت ہے جو مذکور ہوئی تو اس سلطنت کے ساتھ تمام جہان کے تمام مسلمان بالطبع ہمدردی اور دلسوزی میں شریک ہیں کیونکہ حضرت سلطان اعظم سلطان روم شہنشاہ معظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو قاطبہ اہل اسلام خادم حرمین شریفین اور حامی دین اور عتبات عالیات کا محافظ و آئین سمجھتے ہیں جنکے قیام دولت و بقائے سلطنت کیلئے ہر ایک اہل اسلام پر دعائے خیر کرنی لازم و واجب ہے۔ اور سب سے بڑھکے یہ بات ہے کہ مخالف دین اسلام میں عیسائی ملکوں میں جو کچھ جوش و خروش ہو رہے ہیں اُس نے صرف یہی کہ اہل اسلام ترکی کے اطمینان دلی میں خلل واقع ہوا ہے۔ بلکہ تمام سلاطین اہل اسلام کو اُنکے اپنے اپنے حقوق و مقبوضات کے حفظ و سلامتی کے بارے میں اور تمام رعایا اہل اسلام کو جس کسی جگہ کے باشندے ہوں اُنکے دین اور مذہب کے باب میں عموماً اور اُنکی شرع شریف کے احکام کی ابقا اور نفاذ کی باب میں خصوصاً جہاں جہاں کہ اُنکو اب یہ باتیں بخوبی حاصل ہیں تشویش اور دھوکا پیدا ہونیوالا ہے ایسے نازک اور باریک وقت میں جب لامحالہ بڑی بڑی داناؤں کی دانائی کام نہیں کرتی اور سلیم الفہم و سلیم الطبع لوگوں کو بھی جوش تعصب مذہبی جادۂ اعتدال سے منحرف کر سکتا ہے ہم اسلامی دولت حضور عالیہ کی رفتار نصفت شعار ایسی پسندیدہ اور سنجیدہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان اُسکے سنت پذیر اور شکر گزار ہیں چونکہ ہندوستانی مسلمانوں کا سبب اسکے کہ بذریعہ سفر حج و زیارت اور عموم سیر و سیاحت کو اور علی الخصوص حضور عالیہ کے مرحمت سے اور اُنکے پورے امان سلطنت کی عطا کی ہوئی ڈاک اور تار بہتی اور کاغذ اخبار کے ذریعے سے صحیح خبریں جلد جلد پہنچنے کی سہولت آسانی حاصل ہے اسلئے اہل اسلام کی آمد اور ریاستوں کی رعایا کی نسبت یہ لوگ زیادہ تر اپنے صحیح دینی فرائض کی حیثیت اور قابلیت رکھتے ہیں یہ شناسبات کو ہرگز بھول نہیں کر سکتے کہ قوم انگلش کی صلاح و مشورت و حمایت و اعانت کے سبب سے سالہائے دراز تک سلطنت سنیہ روم نے اپنے حقوق کو اطراف و جوانب کے غنیموں کی دست اندازی سے محفوظ و مصئون رکھا ہے پس با وجود مشکلات دولی سلطنت روم کے ہم رجو بلا شبہہ رفع ہو جاوینگی ہم کو بھروسا ہے کہ سلطنت انگلشیہ جس طرح ہمیشہ عمل کرتی آئی ہے اپنے قدیم شیوہ انتیلاف امین الاقوام کو ملحوظ نظر رکھکر اب بھی اس بات کی نہایت نگہداشت کریگی کہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ اور ممالک عثمانیہ کے مسلمانوں کے حق میں اگر رعایت بھی نہ ہو تو کوئی امر خلاف شیوہ انصاف پرستی اور راستبازی نہ ہونے پاوے +

نقل عرضی اہل اسلام الہ آباد

” ہم اہل اسلام رعایائے ملکہ عالیہ جو بود و باش اس ملک میں زیر حکومت جناب ملکہ معظمہ رکھتے ہیں عمدہ عمدہ اور لائق لائق ارکین

سلطنت ٹرکی کا ہندوستانیوں کا جو حکمت عملیوں سے در بارہ نفع سلطنت ٹرکی دوم خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی جاتی ہیں دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی عمدہ طبائع اور فضائل کے لوگ کثر انگلستان میں ہیں جو ہم رعایائے سلطان ممدوح کی دل آزاری و خاطر شکنی کو سخت مذموم اور بڑا ظلم سمجھتے ہیں۔ اگرچہ بعض وحشی و درندہ خونخوار بدنامی ملک و حکمت کے خواستگار ناعاقبت اندیش بھی ہیں حالانکہ ساری دنیا اس کیفیت سے خوب واقف ہے کہ سلطنت ٹرکی دوم ایک ہی سلطنت ہے اور سلطان تمام اُن ملکوں کے سلطان ہیں جہاں مسلمان ہیں جیسی تقریباً تمام ایشیا اور افریقہ و بعض حصہ یورپ کے جہاں کہ وہ حکمران ہیں پس ساری دنیا کے مسلمان سلطان پر جان نثار ہیں سلطان کی بدخواہی اور چند رسالوں میں سارے مسلمانوں کی بدخواہی اور مخالفت و دشمنی ہے وہ لوگ جو سلطان کو امام دین اور خلیفہ اسلام مانتے ہیں کیونکہ نقصان اور ضرر تحمل در سکوت کریں گے ہرگز نہیں۔ سلطان کے ضرر و نقصان کی بابت ساری دنیا کے مسلمان [illegible] پڑیگا اور اُنکے دشمنوں کی دشمنی کی [illegible] ہم بھی دانا گورنمنٹ برطانیہ سے ایسے ارکین سے التجا کرتے ہیں کہ وحشی درندوں ناعاقبت اندیشوں کے [illegible] ناپسندیدہ کی سماعت نہ دیں اور ہم دل شکستہ ذکی دل شکنی گوارا نہ کریں [illegible] حکمت عملی پر قائم ہیں [illegible] بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر ٹرکی کی سلطنت [illegible] اسلامی ہوتی [illegible] شامل [illegible] وہاں ایک قوی پولیٹیکل [illegible] جاتی ہیں [illegible] [illegible] وسط ایشیا میں [illegible] کیا اور کرتے ہیں وہی [illegible] مشرقی یورپ [illegible] کیا"

رسول کو ان عرضداشتوں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ سلطان گو تاتاری النسل ہیں مگر ہندوستان کے تمام مسلمان ان کو خلیفہ [illegible] ہونا ماننے کے قائل ہی نہیں اور اسی لئے ہندوستان کے تقریباً پانچ چھ کروڑ [illegible] فقط پانچ کروڑ مسلمانوں کو متفقہ خلافت عثمانیہ [illegible] ضرور اُن کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں بعض اینگلو انڈین یا دیگر ہندو انگریزی اخبارات کا سلطان المعظم کو ظالم و غیرہ اور [illegible] پیشوا وغیرہ وغیرہ کا [illegible] سے مخاطب کرکے مسلمانان ہند کو دل دکھانا جس قدر خلاف مصلحت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ان ناعاقبت اندیشوں کو خود ترکوں سے تہذیب و انسانیت سیکھنا چاہئے کہ وہ بمصداق وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا نہ صرف سب و شتم سے مُحترز رہتے ہیں بلکہ اپنے معترضین اور اعداء کو الزامی جواب دینا بھی آداب شرافت سے بعید سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مصری گورنمنٹ نے اخبارات المؤید والمنیر کو ملک معظم کی شان میں نامناسب کلمات لکھنے کی بابت شائع ہونے سے بند اور اُنکے ایڈیٹروں کو سزا قید و جرمانہ دیکر اسلامی شرافت و تہذیب کا سچا نقشہ دنیا کے سامنے کھینچ دیا ہے ۔

گورنمنٹ انگلشیہ اگر بعض پولیٹیکل وجوہات سے ٹرکی کی رعایت نہیں کرنا چاہتی ہے تو مسلمانان ہند اسکو اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتے مگر انہیں یہ چاہئے کہ اخبارات کو یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ملک میں امن قائم رکھنا اور کسی جماعت کی دل آزاری نہ کرنا انکا پہلا فرض ہے جو کچھ وقوع میں آنا ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتا پھر فضول زبانی اور تحریری بحثوں سے دل آزاری کا کیا فائدہ ہم امید کرتے ہیں کہ رسول جیسے معزز پرچہ میں اس گندہ اور مکروہ مضمون کے شایع ہونے کو مآل اندیش و دانا یورپین اور اینگلو انڈین صاحبان نے بھی نظر استحسان نہیں دیکھا ہوگا۔ اور آئندہ

...ہندوستانی ہے وہ خالص اسلامی مسائل پر بلا واقفیت تامہ بدنیتی سے جرح و قدح کرنیکی غلطی نہ کرے گورنمنٹ یہ بھی سمجھ رکھنا چاہئے کہ ہندوستان یا کوئی اور عیسائی سلطنت جو اسکے ماتحت کروڑوں مسلمان رعایا ہو کبھی اسلامی سلطنت نہیں ہوسکتی یا کہلا سکتی۔ بلکہ اُنکے ماتحت مسلمان رعایا دارالاسلام بھی صرف اُس حالت میں کہہ سکتی ہے جبکہ وہ گورنمنٹ اُنکو پوری مذہبی آزادی دے۔ اور دوسروں کے حملوں سے اُس آزادی کو محفوظ رکھے گورنمنٹ انگلشیہ نے اس کو مدنظر رکھا اور اسلئے اُسکے مقبوضات کو بجائے دارالحرب کے دارالاسلام قرار دیا گیا۔ اور یہ رعایت مذہب اسلام کیطرف سے ایسی رعایت نہیں ہے جس کی بیقدری کیجاوے۔ مگر کوتہ اندیشی اور تعصب مذہبی ایک ایسی پٹی ہے جو اکثر اینگلو انڈین صاحبان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے ایسے بداندیش لوگ اس بات کا خیال بھی نہیں کرتے کہ اُن کی زہرآلود تقریر و تحریر کا اثر مسلمانوں کے دلوں پر کیا بدگمانیاں پیدا کریگا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کروڑوں مسلمان جو ہندوستان میں زیر سایۂ عاطفت جناب قیصرۂ ہند دام اقبالہا آباد ہیں۔ ہر وقت قیام سلطنت کیواسطے دست بدعا رہتے ہیں۔ اور علیا حضرت قیصرۂ ہند کو دلی جاں نثار ہیں۔ اپنے مذہبی اور دینی خلیفہ وقت کو برخلاف کلمات ناملائم یا ناشائستہ سنکر کسقدر ملول ہونگے۔ اگر ان حضرات کو پاس تہذیب ہونا نہیں تو کم از کم خود غرضی جو اُنکے ضمیر میں موجود ہے کیا وہ بھی ان کو اس دریدہ دہنی سے باز نہیں رکھ سکتی؟ کیا مسلمانوں کو علانیہ چھیڑ چھیڑ کے یہ لوگ اُس وفاداری اور بہی خواہی سلطنت کے راستہ سے گمراہ کرنیکی کوششوں کی طرف مائل نہیں ہیں؟ کیا ان لوگوں کو مسلمان والیان ملک مثل امیر صاحب کابل وغیرہ کی دلشکنی کا بھی خیال نہیں آتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسلمین کی شان میں صریح گالیاں نکال کر خوش ہوتے ہیں یہ سب کچھ جانکر اندیکھی ہیں مگر ہمیں اندیشہ ہے تو یہ ہے کہ یہ لوگ عمداً و ارادتاً ملک میں بدامنی پھیلانے کی کوشش میں کوئی حکمت عملی سمجھے ہوئے ہیں

سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایڈیٹ لکھنے والے کی قدر ہندوستان کے مسلمانوں کے دل میں اُس کی تحریر کو پڑھکر جو ہوگی وہ تو ہوگی۔ مگر سرحدی مسلمان جو اُسکے فریفتہ ہیں۔ اُسکے فتویٰ کو ایک کافر کے ہذیان اور دشمن اسلام مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت کے قابل نہیں سمجھینگے۔ اخیر میں ہم مسلمانان مدراس کو مبارکباد کہتے ہیں کہ انہوں نے کل مسلمانان ہندوستان کی وکالت کی ہے۔ اور علیہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی خیرخواہی کے خیال سے وہ کام کیا ہے۔ جسکے واسطے کل مسلمانان دنیا کو اُنکا شکریہ ادا کرنا چاہئے +

تمت بالخیر

طبع مطبع روز بازار امرتسر

مفروضہ مظالم آرمینیا

یہ کتاب مولوی محمد ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر کی تالیف ہے اس میں عالی دماغ اور فاضل مؤلف نے معاملات متعلقہ ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر مدلل شائستہ پیرایہ میں بائستہ بحث کی ہے۔ اور از ابتدا تا انتہا یورپین قوم کی خوب ہی خبر لی ہے۔ عیسائیوں کے اپنی برتری کی بابت جتنے دعوی ہیں سب کے پرخچے اڑا دیے ہیں جس کا پیرایہ کے عیسائی کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے۔ تمام عہدنامجات اور قول و قرار دان کی پابندی جس تحمل کے ساتھ یورپین لوگ کرتے آئے ہیں ان کا خوب ہی خاکہ کھینچا ہے اور واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اگر کوئی عہد شکن اور وعدہ خلاف قوم ہو سکتی ہے تو وہ قوم یہ دشمن عیسائی ہیں۔ اس کتاب کو کوئی ایماندار اور منصف مزاج اول سے آخر تک ٹھنڈے مزاج سے نہیں پڑھ سکتا ممکن نہیں کہ اس کو بدعہدی اور چالاکی پر غصہ نہ آجائے۔ تمام اصحاب جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت زور سے اونکے جامع اور مدلل ہونے کی تعریف کی ہے اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق حالات سے کامل آگاہی دے۔ اب تک تالیف نہیں ہوئی۔ عہدنامہ برلن عہدنامہ سین سٹیفانو خطوط نپولین بوناپارٹ تقریر مسٹر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی ساتھ شامل کر دیا ہے۔ ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمان کو علی الخصوص اس کتاب کو ضرور دیکھنا چاہیے۔ قیمت ۔ (عہ/)

واقعات روم

یہ کتاب ایک ایماندار امریکن انگریز کی تصنیف ہے جس کو مولوی محمد ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مجملاً تمام وہ ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئیں [illegible] لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر نہیں چھوڑا۔ ریلوے کے حال سے شروع کیا ہے۔ اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے بتائی ہے۔ اس میں فاضل مترجم نے نوٹ اصل کتاب کے لطیف کو بالا کر دیے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے وقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہو جاتا ہے کہ وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کر رہا ہے۔ اس کتاب اور کتاب مفروضہ مظالم آرمینیا کے دیکھ لینے کے بعد روم کے متعلق بہت ہی کم معلوم کرنا رہ جاتا ہے جو اس میں خود جا کر دیکھنے سے متعلق ہے قیمت ۱۲ ار۰

الراقم

منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار عدالت و سپرنٹنڈنٹ مطبع روز بازار

(امرتسر)

ٹرکی کی موجودہ حالت اور اسکی باجگذار ریاستیں

اس رسالہ مین ٹرکی مصر مع نہر سویز ٹیونس بلغاریا بوسینا ہرزی گووینا ساموس اور قبرص کی تمدن تجارت بری و بحری طاقت تعلیم ریل قومی قرضوں صنعت وحرفت۔ زراعت مردم شماری و رقبہ طرز و آئین حکومت اور پولٹیکل حالت موجودہ پر بحث کیگیئی ہے۔ کاغذ ڈمی پر چھاپی گئی ہے قیمت فی جلد (عہ ۸)

تاریخ خاندان آل عثمان

جسمین ابتدائے خاندان سے لیکر امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی الغازی کی تخت نشینی تک کے حالات درج کر کے سلطنت عثمانیہ کے عروج اور تنزل کے اسباب اور یورپ و ترکی کے باہمی تعلقات واضح کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ (زیر طبع) قیمت عہ

المشتھر

منیجر مطبع روز بازار امرتسر